عہدِ الفت

مہوش علی

ہمیں تو عہد الفت کو قیامت تک نبھانا ہے،

وہ رہتا ہے اگر ہم سے، رہے بیزار بسم اللہ۔

"کیا ہو رہا ہے محترمہ تقویٰ صبح صبح"۔۔۔؟ عائشہ جو تقویٰ کی دوست تھی اور میڈیکل کے تھرڈ ایر کی ساتھی، کچن میں تقویٰ کو پتا نہیں کن کن آئلز سے الجھتے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

"اور تم آج صبح یہاں محترمہ عاشی خیریت"۔۔۔۔۔؟ وہ مسکرا کر خوشی سے بولی البتہ حیران ضرور ہوئی۔۔۔ کیونکہ عائشہ کے مطابق وہ کبھی بھی اپنے اچھے موڈ کا یہاں آکر ہرگز جنازہ نہیں نکالنا چاہے گی۔۔۔

"پہلے میرے سوال کا جواب دو"۔۔۔۔۔ گاجر کو دانتوں سے کترتے اس پر آنکھیں نکالی تو تقویٰ ہنس پڑی۔۔۔۔۔

"میں یہاں اسلیے ہوں کیونکہ ساری رات آنٹی کو کمر میں درد تھا اور صبح ہلکہ سا بخار بھی ہونے لگا ہے سو دوائی تو مینے دے دی ہے اب یہ آئل بنا کر کمر پر مساج کرنا ہے بس"۔۔۔۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے بتاتی گئی عاشی کا موڈ بگڑتا گیا گاجر تو اسنے اپنے دانتوں سے سارا کتر ڈالا، اور غصہ شدید کہ سامنے والی کی گردن دبانے کی خواہش دل چیرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ تجھے عقل دے بے وقوف عورت۔۔۔ کیوں کرتی ہو یہ سب وہ کونسے تیرے خیر خواہ ہیں۔۔۔۔۔۔

سارے دن بوڑھاپے میں بوڑھیا کمر کو جھٹکے دیتی ہوگی تبھی تو یہ حال ہے اور تم اس ڈائن، بھتنی کی آئو بھگت میں لگی رہتی ہو"۔۔۔۔

"کیا ہارون بھائی اسلیے تمہیں یہاں لائیں ہیں اپنی بوڑھی ماں اور بھتنی بیوی کی دیکھ بھال کیلیئے"۔۔۔۔۔

"پھر سے شروع کر دو اپنی بکواس۔۔۔ آج تو سنڈے ہے آج تو چھٹی دو اپنے بکواس سے"۔۔۔ سخت تیوروں سے گھور کر برا منایا۔۔۔۔

"نہیں تو رہنے دے آج میں ہارون بھائی سے بات کر کے ہی رہوں گی۔۔۔ کہ تم یہاں میڈیکل پڑھنے نہیں ماسی کی نوکری کرنے آئی ہو"۔۔۔۔۔

"وہاں تمہارا بھائی دن رات ایک کر کے تیرے لیے کماتا اور بڑے بڑے خواب دیکھتا ہے کہ اسکی تقویٰ ڈاکٹرانی بن کر اپنے گائوں کے معصوم غریب لوگوں کا علاج کرے گی اور اپنے باپ کا نام روشن کرے گی"۔۔۔۔

"اور یہاں محترمہ تقویٰ کو لوگوں کے ناشتے کھانا بنانے اور کپڑے آئرن کرنے سے پھرست نہیں شرم کر کچھ۔۔ اپنے لیے نہیں تو اپنے بھائی کیلیئے سوچ"۔۔۔۔۔

"افف اللہ پاک"۔۔۔۔ تقویٰ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑا اور عائشہ نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔۔ اسکی رحمدلی کو جانتی تھی کہ کسی کو ذرا سی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی اور مدد کیلیئے سب سے آگے بھی اسی کو پاتی تھی پھر چاہے دوست ہو یا دشمن۔۔۔۔۔

سانولی رنگت اور عام سے نقوش۔۔

صورت عام سی تھی پر سیرت بے مثال کبھی عائشہ کو اس پر فخر ہوتا تو کبھی ترس۔۔۔

ترس اسے یہاں دونوں ساس بہو کی نوکرانی ہونے پر ہوتا اور فخر اسکے غیر معمولی ذہن پر۔۔۔

"کہاں"۔۔۔۔۔؟ اسے جاتے دیکھ کر ہوش میں آئی۔۔۔

تقویٰ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"مت پوچھ پھر سے شروع ہو جائے گی اور دوسری بات میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی کیونکہ (دل کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر مزید کہا) یہاں درد ہوتا ہے"۔۔۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ زبان چڑھا کر بنایا گیا آئل اٹھایا کچن سے باہر آ گئی۔۔۔ پیچھے وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

"ارے عاشی تم"۔۔۔۔مہکار جو اپنے پھوپھو زاد ہارون کی بیوی تھی اپنے چار سال کے بیٹے ساحل کو لیکر کچن میں آئی تو وہاں چیئر پر بیٹھی عائشہ کو دیکھ کر خوش دلی سے مسکرائی۔۔۔۔۔۔

عائشہ انکے سامنے والے گھر میں رہتی تھی گلابی رنگت اور بڑی آنکھوں والی عائشہ مہکار کو پسند تو تھی پر اس کی نظر میں عائشہ کی ایک بڑی خامی تھی اور وہ تھی تقویٰ سے دوستی جو اسے بالکل بھی پسند نہیں تھی تبھی اس سے کھینچی کھینچی رہتی البتہ کبھی موڈ بنا تو چند باتیں ضرور کر لیا کرتی۔۔۔

"ہاں بھابھی وہ تقوی سے کچھ کام تھا"۔۔۔۔۔۔ساحل کے گال پر چٹکی کاٹ کر مسکرائی۔۔۔۔۔

"ارے عاشی یہ تمہارے چہرے پر پمپل کتنا بڑا ہے"۔۔۔۔۔۔ساحل کے سامنے دودھ کا گلاس رکھتے جب اسکی نظر عائشہ کی گلابی گال پر سرخ سے پمپل پر پڑی تو شدید حیرت سے بولی جس پر عائشہ کا منہ اتر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

"شکر آپنے تو نوٹس لیا ورنہ اس تقویٰ کے سامنے منہ گھما گھما کر دیکھانے کی کوشش کر رہی تھی پر"۔۔۔۔۔۔اسکے کہنے پر مہکار ہنس پڑی۔۔۔۔

"اگر وہ ان سب کا نوٹس لیتی تو آج خود کالا منہ لیکر نہیں گھوم رہی ہوتی خیر"۔۔۔۔۔۔

"مما آپی کالی نہیں ہے بہت پیاری ہے"۔۔۔دونوں کی باتیں سنتا ساحل اپنی ماں کی کالی والی بات پر غصے سے بولا اور دودھ کا گلاس پرے کر دیا۔۔۔۔

مہکار نے عاشی کے سامنے اسکی کہے گئے لفظوں پر دانت پیسے اور عائشہ نے مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائی۔۔۔۔۔

"دیکھا کتنا بدتمیز ہو گیا ہے جب سے اسے ہارون نے تقویٰ کے پاس پڑھنے کا چھوڑا ہے تب سے بڑوں کے بیچ ایسی بدتمیزی کرتا ہے۔۔۔پتا نہیں کیا پڑھاتی ہے بچے کو کہاں سے ہوشیار ہے گائوں کی مٹی کے بنے کالج میں ٹاپ کرنے سے کوئی غیر معمولی ذہن کا مالک نہیں بن جاتا ہونہہ"۔۔۔۔حسب عادت موقع ملتے وہ شروع ہو گئی تھی اور ساحل کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

"اچھا میں تقویٰ کے پاس جا رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر جانے لگی۔۔۔۔تبھی پیچھے سے بولی۔۔۔۔۔

"سنو اسنے کل ہی مجھے الو ویرہ جل سے کریم بنا کر دی ہے پمپل کی چاہو تو وہ دوں"۔۔۔

"نہیں بھابھی میں اس سے کہتی ہوں وہ بنا دے گی یہ آپ رکھیں شاید اس سے میل میرا مطلب پمپل ختم ہو جائیں"۔۔۔

مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

"ہونہہ چمچی کہیں کی"۔۔۔۔۔۔

"پیو سارا" بڑبڑاتی گلاس ساحل کے منہ سے لگا کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

"کچھ دیر بعد فریش ہو جایئے گا پھر دیکھیے گا کمر درد کیسے چٹکیوں میں بھاگتا ہے"۔۔۔۔۔۔واش روم سے ہاتھ دھو کر دوپٹے سے پونچھتی بیڈ پر پڑی سائرہ بیگم سے بولی۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ بھگائے اس موئے درد کو مجھے تو ساری رات سونے نہیں دیا"۔۔۔۔۔۔۔سائرہ بیگم کی آہ پر تقویٰ کو اس پر ترس سا آگیا اور ماضی میں اپنے بابا کی کمر کا درد یاد آیا۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں جب میں گائوں میں ہوتی تھی اور بابا حیات ہوتے تھے تو انہیں بھی ایسے درد ہوتا تھا تو میں یہ تیل بنا کر بھائی کو دیتی تھی وہ بابا کو لگاتے تھے اور"۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں اچھا میرے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھو پھر جا کر مہکار کے ساتھ ناشتہ لگائو ہارون اٹھ گیا ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بات کاٹ کر سائرہ بیگم جلدی سے بولی تو تقویٰ نم آنکھوں سے مسکرائی اور سر ہلانے لگی۔۔۔۔۔۔

باہر کھڑی باتیں سنتی عائشہ کا دل کیا وہ تقوی کا گلا دبا دے آخر کس مٹی سے بنی تھی یہ لڑکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"عاشی خیریت تم ابھی یہاں ہو"۔۔۔۔

"افف اللہ۔۔۔میں تم سے آنے کی وجہ تو پوچھنا بھول ہی گئی"۔۔۔۔۔۔سائرہ بیگم کے روم کا دروازہ بند کر کے سامنے کھڑی لال ٹماٹر سی گڑیا جیسی عائشہ کو نظر انداز کر کے وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں اور میں بھی یہی وجہ بتانے آئی ہوں تمہیں کہ مہربانی کر کے میڈیکل چھوڑ کر حکیم بن جا اور سب کو ٹوٹکے دیتی پھر"۔۔۔۔۔۔۔غصے سے کہتی پائوں پٹختی جانے لگی۔۔۔۔۔۔

"عاشی یار کیا چاہتی ہو تم کہ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر ذرا سی مدد بھی نا کروں"۔۔۔۔۔ تقویٰ نے روہانسی لہجے میں اسکے پیچھے آتے کہا۔۔۔۔۔

اسکی بات پر عائشہ مڑ کر اسکی نم آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"کیا تمہیں میری تکلیف دیکھائی دی"۔۔۔۔ اسکے روٹھے انداز پر تقویٰ کی مسکراہٹ مچلنے لگی پر جانتی تھی اگر ہنسی تو پھنسی ۔۔۔۔ اسلیے اپنی پیاری سی دوست کو مزید ستانے کا ارادہ ترک کر کے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں دیکھائی دی اپنی پیاری سی دوست کی تکلیف تبھی تو کہہ رہی ہوں جاتے ہوئے میری روم سے بھی چکر لگاتی جانا"۔۔۔ روٹھی عائشہ اسکی بات کو سمجھ کر جھوم اٹھی۔۔

"اوہ تقویٰ کتنی پیاری ہو یار تم۔۔۔ گائوں کے لوگ بڑے کمال کے ہوتے ہیں سچی یار" اسے گلے سے بھینچ کر چیخی۔۔۔۔۔

"پر ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا مجھے میڈیکل چھوڑ کر حکیم بننا چاہیے"۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا کس پاگل نے کہا نام بتا اسکا"۔۔۔ اسکے سیریس انداز پر تقویٰ ہنس پڑی۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا چل اب چلتی ہوں کل ملیں گے یونی میں اور پلیز بھابھی صاحبہ کو کوئی آنکھوں کا سرمہ بنا کر دو جس سے وہ انسان کے باطن حسن کو بھی دیکھ سکے"۔۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ منہ بنا کر چلی گئی اور پیچھے تقویٰ دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔۔

"پاگل ہے دوستی میں سب سے جھگڑنے لگتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ اسکی محبت کو محسوس کرتے وہ مسکرا دی۔۔۔۔۔۔۔

تقویٰ اپنے بھائی دانیال فاروق کے ساتھ گائوں میں رہتی تھی۔۔۔۔ ماں باپ کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔۔۔۔ ماں باپ کے بچھڑنے کے بعد دونوں بھائی بہن کو انکی پھپھو نے ہی پالا۔۔۔۔۔

دانیال نے اپنی تعلیم مکمل کی تو اسے ایک اچھی کمپنی میں جاب مل گئی اور تب تقوی نے اپنی محنت سے کراچی کے میڈیکل کالج میں انٹری ٹیسٹ میں پاس ہوئی تو دونوں بھائی بہن کراچی شفٹ ہو گئے۔۔۔۔ انہوں نے اپنی پھپھو کو بہت کہا پر وہ اپنے گائوں کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھی۔۔۔۔۔

دانیال کے باپ کی گائوں میں کچھ اپنی زمین تھی جس پر اسنے ہسپتال بنوانے کا خواب دیکھا تھا پر زندگی نے انہیں اتنی مہلت نہیں دی۔۔۔۔۔۔

دونوں بھائی بہن اپنے باپ کے خواب سے آگاہ تھے تبھی اپنے باپ کے بعد یہی خواب ان دونوں کی آنکھوں میں پلنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کراچی میں انکی بہت اچھی زندگی گذر رہی تھی دانیال کی دوستی ہارون شاہ سے ہوئی جو کمپنی میں مینجر تھا، ہارون شاہ بہت اچھا اور سیدھے سلجھے مزاج کا مالک تھا۔

دو سال میں دونوں کی دوستی بہت گہری ہو گئی، فیملی سے ملنا ملانا ہو گیا اور آنے جانے لگے وہیں تقویٰ کی ملاقات عائشہ سے ہوئی۔۔۔

دونوں میڈیکل کالج میں ایک دوسرے کی چھوٹی موٹی ہیلپ کو اگنور کرتی رہتی تھی پر یہاں پر مل کر ملاقات دوستی میں بدل گئی۔۔۔اور آگے چلکر گہری دوستی بن گئی۔۔۔۔۔۔۔

ہارون شاہ کے گھر میں تقویٰ کو گائوں کا ہونے اور سانولی رنگت پر دونوں ساس بہو مفت کے مشورے دے کر مزاق طنز کرتی جس پر اسنے اپنے بھائی کے آئندہ کہنے پر وہاں جانے سے انکار کر دیا اور وجہ نہیں بتائی۔۔۔۔

دانیال نے بھی اسکی بوریت محسوس کر کے مزید اسرار نہیں کیا۔۔۔۔۔۔

پر اس پاک ذات کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔۔۔

دانیال کو کمپنی کی طرف سے دو سال کیلیئے ملک سے باہر جانا تھا اور وہ تقویٰ کا سوچ کر پریشان تھا بہت۔۔۔۔

تب اس مشکل وقت میں ہارون شاہ نے اسکا ساتھ دیا۔۔۔۔۔۔

اور تقویٰ کو اپنی بہن بنا کر دو سال تک اپنے گھر رہنے کی ذمیداری لی۔۔۔۔۔

دانیال نے کچھ سوچ وچار کے بعد تقویٰ کی پڑھائی کا خیال رکھتے ہاں کہہ دی۔۔۔۔۔

اور تقویٰ اپنے بھائی کی پریشانی دیکھ کر کچھ کہہ نا سکی اس طرح دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کو اپنا ڈھیر سارہ خیال رکھنے کی ہدایت کرتے الگ الگ راہوں پر نکل پڑے۔۔۔۔۔۔

تقویٰ کی طویل موجودگی کا جانکر اندر ہی اندر دونوں ساس بہو نے احتجاج کرنے کی کوشش کی پر ہارون شاہ کو دوستی پر جان قربان والے ارادوں کو دیکھ کر خود ہی چپ ہو گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دانیال جانے کے بعد روز اسکا حال احوال پوچھتا اور پھپھو کو بھی ہر ماہ تقویٰ کے پاس چکر لگانے کی ہدایت کی کہ کسی بھی وجہ سے وہ خود کو اکیلا نا سمجھے۔۔۔۔۔۔۔

"مہکار تمہارے بھائی کی کال ہے"۔۔روم سے آتی ہارون کی آوازہ پر مہکار کے جلتے دل پر جیسے ٹھنڈک سی پڑ گئی ہو اور سالن بناتے اسکے ہاتھ ٹھٹک گئے۔۔۔۔۔۔۔

"تقویٰ"۔۔"ذرا آکر بات سنو"۔۔۔۔۔گیس بند کرکے اسنے تقویٰ کو آواز دی۔۔۔۔۔۔۔

"جی بھابھی"۔۔۔۔۔۔آج سنڈے تھا تو کھانہ مہکار کو ہی پکانا تھا پر یہاں شاید اسکے بھائی کو بھی یہ پسند نہیں تھا کہ ایک دن بھی وہ کوئی کام کرلے تبھی اسکے کام کے وقت ہمیشہ ٹپک پڑتا۔۔۔۔۔۔۔

"جی بھابھی کو چھوڑ اور کتاب یہاں رکھ"۔۔اسکے ہاتھ سے کتاب لیکر ٹیبل پر رکھی اور اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی جگہ پر کھڑا کیا۔۔۔۔۔۔

"تم ذرا سالن کو دیکھو اگر ہو سکے تو روٹیاں بھی ڈال دینا میں ذرا بھائی سے بات کرکے آتی ہوں بچارہ کب سے کال کر رہا ہے"۔۔۔۔۔اسکی خوشی دیکھ کر تقویٰ مسکرا دی۔۔

"جی بھابھی آپ فکر نا کریں میں کرلوں گی"۔۔۔۔۔

"اچھا ٹھیک اور اگر ہارون پوچھے تو کہہ دینا تمنے خود مجھے بھیجا ہے"۔۔۔۔"ٹھیک ہے"۔۔

"جی ٹھیک "۔۔۔۔۔۔ اسکی جی سننے سے پہلے ہی مہکار کچن سے باہر تھی اور پیچھے اسکی خوشی کو محسوس کرتے مسکراتی تقویٰ کھانا بنانے لگی۔۔۔۔۔۔

"خوش ہو"۔۔۔۔۔ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے ہارون نے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھتے بولا۔۔۔۔۔

"ہاں بہت"۔۔

" اچھی بات ہے"۔۔۔ہارون نے سر ہلا کر صرف اتنا کہا۔۔ مہکار نے وجہ نا پوچھنے پر دانت پیسے۔۔۔۔۔

"پوچھیں گے نہیں کہ کیوں اتنی خوش ہوں"۔۔۔۔۔

"میرے نا پوچھنے پر تم کونسا نہیں بتاؤ گی"۔۔۔۔۔۔

" آپ بھی نا"۔۔۔۔ ہنس کر کہتی وہ چیئر کھسکا کر ساتھ بیٹھی۔۔۔۔

"وہ ناحیدر کراچی آرہاہے سٹر دے کو ہمیشہ کیلئے یہیں اور اپنا بزنس بھی یہیں کراچی میں اسٹارٹ کرنا چاہتا ہے پاپا نے بھی کہاہے"۔۔۔۔۔۔۔۔

" ہے نا خوشی کی بات"۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں یہ تو بہت اچھی بات"۔۔۔ "رہنے کا بندوبست کہاں کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ہارون کی بات پر مسکراتی مہکار کے لب سکڑ گئے۔۔۔۔۔۔

"کیا مطلب کہاں رہے گا بہن کے گھر کے ہوتے ہوئے"۔۔ "یہیں رہے گا اور کیا"۔۔۔۔۔۔۔ مہکار غصے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی جانتی تھی اسکے اعتراض کی واجہ۔۔۔۔

" آہستہ مہکار مماسن لیں گی"۔۔۔۔ "دوسری بات حیدر یہاں نہیں رہے گا اسے کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کا کہو وجہ تم جانتی ہو میری جوان بہن گھر میں موجود ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون کے مدھم لہجے اور بات پر مہکار ہنس پڑی۔۔۔۔۔۔۔

"واہ ہارون صاحب ایک منٹ میں اپنوں کو غیر اور غیروں کو اپنا بنالیا۔۔۔ لیکن ایک بات آپ کو بتائوں میرا بھائی کسی گائوں یا گلی سے نہیں آرہا نا ہی کوئی موالی ٹائپ ہے جو جیسی آئی قبول ہے"۔۔۔۔

"آپ کی اطلاع کیلیئے عرض ہے کہ وہ امریکہ سے آرہا ہے"۔۔۔۔۔"اور اسکی پسند ناپسند کو مجھ سے بھتر کوئی نہیں جان سکتا تو یہ آپکو گارنٹی دیتی ہوں کہ کالا رنگ اسے ذرا بھی پسند نہیں تو اسلیئے بے فکر رہیں"۔۔۔۔۔۔۔

"کیا بکواس ہے کیا کہنا چاہ رہی ہو"۔۔۔۔!!ہارون بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

"وہی کہنا چاہ رہی ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں"۔۔اور ایک اور بات اگر میرا بھائی یہاں نہیں رہ سکتا تو اس منہ بولی بہن کا بھی سامان پیک کروائیں یا میرا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون کی آنکھوں میں دیکھتے وہ اٹل لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

"پاپا کیا ہوا"۔۔۔۔۔۔؟ساحل اپنے ماں باپ کی تیز آواز پر سہما سا روم میں آیا۔۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں میرا بیٹا جائو آپی کے پاس کھیلو"۔۔۔۔۔۔۔کچھ کہنے کو منہ کھولتا ہارون ساحل کو دیکھ کر چپ ہو گیا اور مہکار پر ایک غصیلی نظر ڈالکر اس سے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

"گیا تھا پاپا پر آپی نے کہا بعد میں کھیلیں گے ابھی کھانا بنا رہی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا تم دادو کے پاس جائو شاباش"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاروں صاحب کے کہنے پر ساحل سر ہلا کر چلا گیا تو وہ خاموش کھڑی مہکار کی جانب مڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

"تقویٰ کھانا بنا رہی ہے کیوں مہک"۔۔۔۔۔!!

"ہاں جی آپکی دل میں تو بڑی چوٹ پڑ گئی"۔۔"وہ کیا ہے آپکی بہن صاحبہ سارہ دن بیٹھ بیٹھ کر تھک جاتی ہے تو اسلیئے خود ہی مجھے جانے کو بولا"۔۔۔۔۔۔۔"ویسے ایک بات مجھے سمجھ نہیں آتی"۔۔۔۔۔چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے وہ سوچنے لگی۔۔۔۔۔

ہارون نے کچھ نا سمجھتے اسے دیکھا کہ اچانک مسکرا کیوں رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

"یہ کہ آج کل کوئی مفت کا مشورہ نہیں دیتا اور آپ کسی غیر کیلئے اپنوں کو دھتکار رہے ہیں یہ بڑی بات نہیں ہے"

---------ہارون کی شرٹ پر انگلی گھماتے وہ ہنسنے لگی-------

"اس بکواس کا مطلب کیا ہے مہکار کیا سب کو اپنے جیسا مطلبی سمجھتی ہو"----!!!ہارون چیخ پڑا----

"مطلب وہی ہے جو آپ سمجھے ہیں ہارون صاحب"----

"تم حد سے بڑھ رہی ہو مہکار"---!

"حد آپ نے کر دی ہے ہارون اور میں کہہ رہی ہوں میرا بھائی یہیں رہے گا بس"--------ہارون کی غصے سے سرخ آنکھوں میں دیکھ کر چختی باہر نکل گئی---------

اور ہارون اسے تو یقین نہیں ہو رہا تھا یہ اسکی مہکار ہے جو اس سے بے انتہا محبت کرتی جس کیلئے اپنی شاندار زندگی کو چھوڑ کر تین کمروں والے چھوٹے سے گھر میں آ گئی--------

کافی دیر خاموش پریشانی میں کھڑا تھا کہ اچانک موبائل کی رنگٹون پر مڑ کر ٹیبل پر دیکھا جہاں اسکرین پر دانیال فاروق کا نام جگمگا رہا تھا-----------

"یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے"----ٹھنڈی سانس خارج کرتے موبائل اٹھائی---------پر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بات کرے-----

---

"کیا ہوا اداس ہو"یونی سے واپسی پر راستے سے چلتے پوچھا----

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"-----؟تقویٰ مسکرا کر بولی۔

"میں تو کافی دن سے دیکھ رہی ہوں تم بہت اداس رہنے لگی ہو کیا دانیال بھائی کی یاد آ رہی ہے"------؟اچانک اسکے ہاتھ بازو سے پکڑ کر عاشی بولی----.

"عاشی کیا کر رہی ہو ہم سڑک کے بیچو بیچ ہیں"۔۔۔۔۔۔تقویٰ نے گھبرا کر بازو آزاد کروانا چاہا۔۔۔۔۔۔

"پہلے تم اداسی کی وجہ بتاؤ ورنہ دونوں یہیں ہی کھڑے رہے گے"۔۔۔۔۔عائشہ کو اسکی گھبراہٹ کو دیکھ کر شرارت سوجھی۔۔۔

"عاشی جانے دو یہ ہمارے گھر کے قریب ہے سڑک کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا"۔۔۔۔۔۔تقویٰ نے تحمل سے سمجھایہ ۔۔۔

"نہیں ں ں۔۔۔۔۔"عاشی بولنے ہی والی تھی کہ دونوں کے پاؤں کے قریب چڑ چڑاہٹ کرتی گاڑی رکی دونوں اچھلتی گرتے بچی۔۔۔۔۔

"کیا ہے میڈم اگر مرنے کا اتنا ہی دونوں کو شوق ہے تو کسی دوسری جگہ جائیں، ہم غریبوں کو کیوں مصیبت میں ڈالنا چاہتی ہیں، پتا نہیں کہاں کہاں سے آجاتی ہیں، گھر سے پڑھنے کے بہانے سے نکل کر سڑکوں پر گھومتی پھر رہی ہیں، اور ایسی لڑکیوں کے وجہ سے دوسری شریف لڑکیاں بھی بدنام ہیں"۔۔۔۔۔۔۔وہ آدمی لگتا تھا پہلے ہی بہت غصے میں تھا اور اپنا غصہ دونوں پر نکالنا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

"اب دیکھا چلو"۔۔۔۔۔"سوری بھائی معاف کر دیں"۔۔۔۔۔۔۔لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھ کر تقویٰ گھبراتی بولی اور عاشی کو پکڑ کر جانے لگی پر وہ ہلی بھی نہیں۔۔۔۔۔

"رکو تقویٰ ایک منٹ"۔۔۔۔عاشی اسکے پکڑ سے بازو زبردستی نکال کر اس آدمی کی جانب مڑی۔۔۔۔۔

"کیا مطلب ہے آپکا ہم جیسی لڑکیوں سے ہاں کیا سمجھا ہے ہمیں، اپنے گھر کی عورتوں کی طرح سمجھتے ہو، منہ نوچ لوں گی اس بکواس پر"سرخ چہرے کے ساتھ وہ اس آدمی پر چڑھ دوڑی۔۔۔۔

"دیکھو دیکھو بھائیوں یہ ہیں آجکل کی بے شرم لڑکیاں جنہیں صرف موقع چاہیے مردوں سے الجھنے کا"۔۔۔۔۔۔۔وہ آدمی آس پاس جمع ہوتے مردوں سے بولا۔۔۔۔۔۔

تقویٰ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے یہ سب دیکھ کر۔۔۔۔۔۔ آہستہ آہستہ لوگ جمع ہوتے گئے اور گاڑیوں سے بھی لوگ رک رک کر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔۔

"چلو عاشی تمہیں میری قسم"۔۔۔۔۔۔۔ چادر کو چہرے کے قریب کھینچ کر وہ منت کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا بولا تو بے شرم ہے ہم، ارے بے شرم ہو گا تو تیری ماں تیری بہنیں"۔۔۔۔۔ عاشی کا تو دماغ گھوم گیا، اس پر تقویٰ کی حالت کا اندازہ نہیں تھا نہیں اسکی کوئی بات کا اثر ہو رہا تھا اسلیے چیخ چلا کر بغیر کسی کی پروہ کیے دھاڑی۔۔۔۔۔۔۔۔

"ارے مجھے تو لگتا ہے طوائف ہیں کوٹھے پر کوئی نہیں آتا تو سڑک پر نکل آئی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔ اس آدمی کے لفظ تھے یا خنجر تقویٰ کو اپنا دل چیرتا محسوس ہوا کتاب ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئے۔۔۔۔۔۔

آس پاس چہ میگوئیاں ہونے لگی تو کوئی منہ آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگا عاشی تو جیسے سکتے میں آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔ چٹاخ۔۔۔ چٹاخ۔۔۔ عاشی نے ابھی منہ کھولا ہی تھا کہ بیچ میں ہی کسی نے اس آدمی کے منہ پر ایک کے بعد ایک تھپڑ مارنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔

"عورت سے بات کرنے کی تمیز نہیں کیا اپنے گھر میں بھی ایسے بات کرتے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ گلے سے پکڑ کر ایک اور تھپڑ مارا

۔۔۔۔۔۔

"دفع ہو یہاں سے ورنہ ایک ہڈی بھی جسم میں سلامت نہیں رہے گی"۔۔۔۔۔۔ گاڑی پر دھکا دے کر اسنے کہا

۔۔۔۔۔۔۔

"دیکھ لوں گا تمہیں چھوڑوں گا نہیں، تم کیا ان کے ***** لگتے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ گاڑی وہاں سے بھگاتے جاتے جاتے دھمکی دینا نہیں بھولا۔۔۔۔۔۔۔

"رک تجھے بتاتا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔۔

"تماشا ختم چلو چلو اب نکلو"۔۔۔۔۔۔ تالی بجا کر اسنے آس پاس راستے سے جمع لوگوں کو کہا جو پتا نہیں کیا کیا کہتے جانے لگے

۔۔۔۔۔۔۔۔

"اتنی سننے سے پہلے اگر منہ پر مار دیتی تو یہ سب نا ہوتا"۔۔۔۔اسنے نیچے پڑے تقویٰ کے بکس اٹھا کر دیتے اسے روتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔

"شکریہ آپکا"۔۔۔۔۔کتاب لیتے بغیر ان کی طرف دیکھے وہ جانے لگی۔۔۔۔۔۔

"آپکا بہت بہت شکریہ زندگی بھر آپکا یہ احسان نہیں بھول سکوں گی"۔۔۔۔۔۔۔عاشی کہہ کر جانے لگی۔۔۔۔

حیدر شاہ سر ہلا کر اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

"تقویٰ۔۔۔تقویٰ۔۔۔پلیز میری بات تو سنو تقویٰ یار سوری پلیز مجھے معاف کر دو"۔۔۔۔۔۔۔عاشی اس تک پہنچنے کی کوشش میں بھاگتی جا رہی تھی اور تقویٰ بغیر سنے گیٹ سے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔

"تقویٰ پلیز۔۔۔۔۔"گیٹ پر ہاتھ رکھ کر وہ افسوس سے بولی کہ پیچھے سے گاڑی کے ہارن پر اسکا سانس اٹک گیا اور اچھل کر پلٹی۔۔۔۔

سامنے ہی نیو مرسیڈیز ایس کلاس کھڑی تھی اور اس سے نکلنے والے کو دیکھ کر عائشہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی پر دیکھتی ہی رہی ۔۔۔۔

"آپکو شاید مینے شکریہ ادا کر دیا تھا پھر پیچھا کرنے کی وجہ"۔۔۔۔۔گاڑی سے نکلتے چھے فٹ لمبے قد سپید رنگت شہد رنگ بال، اور گرے آنکھیں اس وجیہہ مردانہ شخصیت کے مالک حیدر شاہ کو دیکھ کر ایک پل کو تو وہ کچھ بول نہیں سکی پر اسکے اپنے سامنے آنے پر وہ ہڑبڑا کر جو منہ میں آیا کہہ دیا۔۔۔۔۔۔

حیدر نے مسکرا کر اس گلابی گڑیا سی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔

"مجھے لگا شاید پھر کبھی ضرورت پڑ جائے اسلیے قریب رہنا ضروری سمجھا"۔۔۔۔۔۔

"او ہیلو واٹ یور مین ہم کیا جھگڑالو عورتیں لگتی ہیں آپکو"۔۔۔۔۔۔وہ بھڑک اٹھی۔۔۔۔۔

"جھگڑالو نہیں صرف عورتیں۔۔۔۔۔"وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔

"ہیں عورت ہو گی آپکی بہن میں لڑکی ہوں وہ بھی چھوٹی والی ابھی میری ایج ہی کیا"۔۔۔۔۔۔وہ عورت لفظ پر برہم ہوئی ۔۔۔

"چلو میری بہن اندر ہے آپ ان سے کہہ دیں۔۔۔"۔۔۔اسنے اندر گیٹ کی طرف اشارہ کر کے مسکراہٹ روکی ۔۔۔۔

عائشہ نے پہلے تو نا سمجھی سے دیکھا پھر جب سمجھ آیا تو چیخ پڑی۔۔۔۔۔۔۔

"ارے تو آپ مہکار بھابھی کے بھائی ہیں حیدر شاہ"۔۔۔۔۔۔۔

"جی میں مہکار کا بھائی حیدر شاہ ہوں"..... اسکی چیخ پر کچھ حیران ہو کر اسنے کہا۔۔۔

"میں عائشہ افضل ہوں مہکار بھابھی کی پروسی، ویسے آپ لگتے تو نہیں مہکار بھابھی کے بھائی"۔۔۔۔۔۔۔سر سے پائوں تک دیکھتے اسنے کہا

"جی مطلب۔۔۔۔۔"؟ حیدر نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔

"ارے کچھ نہیں آپ جائیں نا اندر کب سے کھڑے ہیں بھابھی آپکا انتظار کر رہی ہو گی"۔۔۔۔۔۔۔۔

"جی ہاں میں بھی سوچ رہا تھا پر آپ راستہ دیں تو"۔۔۔۔۔۔۔۔گیٹ کے سامنے کھڑی ہونے پر مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔

"اوہ سوری میں بھی نا۔۔۔"۔۔۔۔۔سر پر ہاتھ مار کر وہ سائیڈ ہوئی تو نظر اسکی گاڑی پر پڑی۔۔۔۔

"اوہ وائو یہ آپکی گاڑی ہے"۔۔۔۔۔۔حیرت سے بولی حیدر اسکی حیرت بھری آواز پر مڑا تو اسکی چھٹی آنکھوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔۔

"جی لگ تو میری رہی ہے"۔۔۔۔۔۔اسنے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔

"لگ نہیں رہی، آپ کی ہی ہے، جانتی ہوں، میں بھی ابو کو کہہ رہی تھی گاڑی لینے کو"۔۔۔۔۔۔۔۔ہاتھ پر ہاتھ مارتے اسنے بڑی خبر جیسے بتائی ہو۔۔۔۔

"بہت مہنگی لگ رہی ہے"۔۔۔"اچھا چلتی ہوں اللہ حافظ"۔۔۔۔۔۔

اس کے حیرتانگیز انداز پر حیدر کندھے اچکا کر اندر آچلا گیا۔۔۔۔۔۔

"کیوں اتنی لیٹ آئی ہو"۔۔۔۔۔۔تقویٰ اندر جارہی تھی کہ مہکار نے بیچ میں ہی روک کر پوچھا۔۔۔۔

"وہ بھابھی یونی سے ہی دیر ہوگئی تھی فرینڈز سے کچھ نوٹس لینے تھے نا اسلیے"۔۔۔۔۔۔۔وہ گھبرا کر جلدی سے بولی اگر حقیقت بتاتی تو ضرور بڑا جھگڑا کرتی جیسے ان کچھ دنوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر کرتی آرہی تھی۔۔۔۔۔

"ذرا چہرا دیکھا"۔۔۔۔۔اسکے جھکے چہرے کو دیکھ کر مشکوک ہوتی مہکار نے ٹھوڑی سے پکڑ کر سر اونچا کیا۔۔۔۔۔۔

"اوہ یہ تمہاری آنکھیں کیوں اتنی لال اور سوجھی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔وہ حیرت و بے یقینی سے بولی۔۔۔۔۔۔۔

"ذرا پھپھو دیکھیں تو سہی تقویٰ کی حالت"۔۔۔۔۔۔مہکار نے اپنے روم سے نکلتی سائرہ بیگم کو بھی متوجہ کیا۔۔۔۔۔۔

اس صورتحال سے تقویٰ کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے لڑکی کچھ بولتی کیوں نہیں یہ تمہارا چہرہ کیوں لال ہے"۔۔۔۔۔۔سائرہ بیگم نے جھڑکتے کہا۔۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا ہے آنٹی وہ بس آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا اسلئے لال ہیں۔۔۔"۔۔۔۔۔۔اتنی سخت دونوں ساس بہو کی تفتیش سے اسے سمجھ نا آیا کیا کہے۔۔۔۔۔۔

"اوہ پر وہ کچھ تو ایک آنکھوں میں گیا ہوگا نا یا دونوں میں ساتھ"۔۔۔۔۔۔۔طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسنے پوچھا۔۔۔۔

دروازے پر کھڑا حیدر اپنی بہن کا یہ روپ دیکھ کر حیران تھا۔۔۔۔

"السلام علیکم۔۔۔"۔۔۔۔۔۔سڑک والی لڑکی کو مصیبت میں دیکھ کر اسنے سلام کیا جانتا تھا اگر وہ حقیقت بتاتی تو بڑا اشو ہو جاتا۔۔۔۔۔

حیدر کے سلام پر مہکار نے سر گھما کر دیکھا تو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔۔

"حیدر بھائی آپ وعلیکم السلام، پر آپ تو کل آنے والے تھے نا"۔۔۔۔؟مسکراتی وہ تقویٰ کو چھوڑ کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔

"سرپرائز حیدر کی جان"۔۔۔۔۔۔۔اسے گلے لگا کر ماتھے پر بوسہ دے کر بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

"اندر آئیں یہاں کیوں کھڑے ہیں، آج آپ میری خوشی کا اندازہ نہیں لگا سکتے میں کتنی خوش ہوں"۔۔۔۔۔ایک بار پھر وہ اسکے گلے لگ کر محبت سے بولی۔۔۔۔۔

"کیسی ہیں پھپھو پاپا آپ کو بہت مس کر رہے تھے"۔۔۔۔۔۔۔سلام کرتے اسنے پوچھا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام میرا بیٹا میں ٹھیک ہوں، میں بھی بہت یاد کرتی ہوں اسے اللہ سلامت رکھے ایک بار بہن سے ملنے نہیں آتا زندگی کا کیا بھروسہ"۔۔۔۔۔۔۔اسکے سر پر ہاتھ کر بھائی کی یاد پر رنجیدہ بولی۔۔۔۔۔۔۔۔

"پاپا نے کہا ہے جلد ہی آئیں گے اب پاکستان"۔۔۔۔۔۔۔باتیں سننے کے ساتھ مہکار اسے بازو سے پکڑ کر چھوٹے سے لائونج میں آئی۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم ابھی یہاں کیوں کھڑی ہو جائو چینج کر کے پھر کچھ اسپیشل سا لائو میرے بھائی کیلیئے"۔۔۔۔۔۔۔خاموش کھڑی سارا منظر حیرت سے دیکھتی تقویٰ کو دیکھ کر وہ ترخ کر بولی جس پر وہ ہوش میں آکر سر ہلاتی اپنے روم میں چلی گئی

"بہت مس کیا مینے آپکو بھائی"۔۔۔۔۔لاڈ سے کندھے پر سر رکھ کر مہکار بولی تو نا محسوس انداز میں سائرہ بیگم نے منہ پھیرا

۔۔۔۔۔۔

"مینے بھی"۔۔۔۔۔۔۔۔ماتھے پر لب رکھ کر اسنے اسکے گرد بازو پھیلائے۔۔۔۔۔۔

"ہمارا چھوٹا چیمپئن کہاں ہے"۔۔۔۔۔۔اسکے لئے منہ بہت سارے کھلونے لایا ہوں۔۔۔۔۔ساحل کا پوچھتے بولا۔۔۔۔۔

"وہ تو ابھی سو رہا کچھ دیر میں اٹھنے والا ہے"۔۔۔۔۔۔۔اسکے بتانے پر حیدر نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

"بائے دے وے یہ آپکی سرونٹ ہے"۔۔۔۔۔۔۔کچن کی طرف جاتی تقویٰ کو دیکھ کر جو اب چادر کی جگہ دوپٹے میں تھی، حیدر مہکار سے بولا جس پر وہ مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں ہارون کے دوست کی بہن ہے بیچاری گائوں سے ہے یتیم"۔۔۔۔۔۔سائرہ بیگم نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے کہا

۔۔۔۔

تقویٰ کچھ نا بولی ہاتھ میں موجود ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھی۔۔۔۔۔۔

"اوہ آئی ایم سوری"۔۔۔۔۔۔وہ شرمندہ ہوا۔۔۔۔۔

"نو بھائی اس میں سوری کی کیا بات ہے ہر کوئی آکر یہی کہتا ہے تمہاری غلطی نہیں کیوں تقویٰ"۔۔۔۔۔۔۔معصومیت سے کہتے اسنے تقویٰ کی رائے چاہی اب وہ کیا کہتی صرف سر ہلانے لگی۔۔۔۔

پر جب ذرا سی نظریں آٹھائی توان گرے آنکھوں کو خود پر ٹکا پاکر گھبرا گئی۔۔۔۔۔۔

"آپ وہی ہیں نا"۔۔۔۔۔؟ شرارت سے اسنے کہا۔۔۔۔تو مہکار اور سائرہ بیگم نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

"کیا مطلب بھائی وہی کون، آپ پہلے ملے ہیں یا کچھ ہوا تھا راستے میں"۔۔۔۔۔۔۔مہکار کے سوالوں کی بوچھار نے تقویٰ کے چہرے کی رنگت پیلی کردی۔۔۔۔۔۔

حیدر نے دلچسپی سے یہ نظارا دیکھا۔۔۔۔

"ارے میں مزاق کر رہا تھا آپ سب اتنا سیریس کیوں ہوگئے "ہنس کر کہتے وہ مہکار اور سائرہ بیگم کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔

"بہت برے ہیں مجھے توڈرا ہی دیا"۔۔۔۔۔بازو پر ہاتھ مار کر مہکار بولی تو حیدر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"میں جاتی ہوں۔۔۔"تقویٰ وہاں اپنا وجود بے مطلب سا پاکر کر اجازت لیتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

"حیدر بیٹے تمہارے بیگ کہاں ہے"۔۔۔۔۔۔سائرہ بیگم نے اسے ایسے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"وہ پھپھو ہوٹل میں"۔۔۔۔۔سر کھجا کر اسنے کہا۔۔۔۔۔

"کیوں ہوٹل میں حیدر بھائی آپکو مینے قسم دی تھی نا ابھی منگوائیں سارا سامان آپ یہیں رہیں گے تو بس یہیں رہیں گے"۔۔۔۔۔۔مہکار تو یہ ہر گز نہیں کر سکتی تھی کہ حیدر ہوٹل میں رہے۔۔۔۔

"مہکار میں وہاں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔۔۔۔اسنے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

"نہیں بیٹے ابھی تمہاری پھپھو زندہ ہے ایسے کیسے پھپھو کے ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں ٹھہرو گے میں یہ کبھی نہیں مان سکتی مہکار ٹھیک کہہ رہی ہے ابھی سامان منگواؤ۔۔۔۔

دونوں نے فیصلہ سنا کر اسکی ایک نہیں سنی مجبوراًاسے سامان منگوانا پڑا۔۔۔۔۔۔۔

" مینے آپکے لئے پہلے ہی روم چمکا دیا ہے کیونکہ آپکو چمکتی چیزیں بہت پسند ہیں نا۔۔۔۔۔۔"
مہکار نے مسکرا کر بولی تو حیدر ہنس پڑا۔۔۔"ابھی یاد ہے تمہیں"۔۔۔۔۔

"کیا مطلب "۔۔۔۔۔۔وہ کچھ ٹھٹھکی۔۔۔۔

"کچھ نہیں میں سب کیلیئے گفٹس لایا ہوں ابھی لیکر آیا ہوں "۔۔۔۔۔وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے قد جسامت کو دیکھتے سائرہ بیگم نے نظر اتاری

------------------------------------*

حیدر کو یہاں آئے دو ہفتے گذر چکے تھے اور مہکار کی دانت نکلے
ہوئے تھے اور اس سب میں گھر ساری زمیداری تقویٰ کے سر پر آ گئی
تھی۔۔۔۔
ایک میڈیکل کی ٹف پڑھائی اوپر سے سارے گھر کی زمیداری پر یہ شکر تھا کہ وہ کھانہ بنا کر خود کچن میں کھاتی اور اپنے روم میں بند ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔

پہلے تو تھوڑی بہت بات چیت ہو جاتی تھی گھر والوں سے اب یہ بھی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا اسے۔۔۔

صبح اٹھ کر نماز پڑھتی پھر قرآن پاک کا ذکر اسکے بعد سب کیلئے ناشتہ بنانا اور خود کر کے یونی کیلئے تیار ہو کر چلے جانا۔۔۔۔
وہاں سے آکر فریش ہو کر اپنے لیے روٹی بنانا جو اکثر مہکار کی پکائی ہوئی کم پڑ جاتی تھی کھانا کھا کر برتن مانجنا۔۔۔
اور پھر کبھی مہکار کے کپڑے پریس کرنا یا کبھی سائرہ بیگم کے دھونا۔۔۔ اسکے بعد ساحل کو پڑھانا جو ایک بڑی مشکل تھی
۔۔۔۔

اسکے بعد خود پڑھنے بیٹھتی تو بیچ بیچ میں مہکار بھابھی کی پکار ہوتی رہتی چھوٹے موٹے کاموں کیلئے یا ساحل کیلئے ٹھک ہار کر وہ رات کیلئے پڑھنے کو چھوڑ دیتی۔۔۔

پھر رات کا کھانا بنانا اور جب نماز ادا کر کے وہ پڑھنے بیٹھتی تو اتنی ٹھک جاتی کہ پڑھتے پڑھتے وہیں سو جاتی۔۔۔۔

کبھی کبھی جب پھپھو کی یا دانیال کی۔کال آتی تو دل کرتا کہہ دے مجھے یہاں نہیں رہنا پر انہیں مشکل اور پریشانی کا سوچتے چپ کر جاتی۔۔۔۔

کام اسکے لئے بڑی مشکل کی بات نہیں تھی اسے لگتا جیسے مہکار بھابھی اسے جان بوجھ کر پڑھنے نہیں دیتی اور اسکے بات بات پر اپنی رنگت پر طنز اسکا رونے جیسا چہرا ہو جاتا۔۔۔۔۔۔

اور آجکل تو وہ اور بھی پریشان تھی کہ اگر حیدر راستے والے حادثے کا مہکار کو بتا دیتا تو کیا ہو گا۔۔۔۔۔
اسلئے وہ زیادہ ہی ایک ہی گھر میں اس سے چھپتی پھر رہی تھی کہ وہ نا اسے دیکھے اور نا ہی اسے یاد آئے۔۔۔۔۔

پر اسکی یہ بھول تھی چھپنا ہی سب پریشانیوں کا مسئلہ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

آج سنڈے تھا اور وہ گھر پر تھی۔۔۔

عائشہ سے اسنے بالکل بات کرنا بند کر دی تھی۔۔۔

پر وہ روز آتی تھی اسے منانے کیلیئے۔۔۔۔۔

--------------------------------------*

"السلام علیکم"۔۔۔لائونج میں بیٹھا حیدر اور ساحل آپس میں باتیں کر رہے تھے جب عائشہ نے آکر سلام کیا۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام صبح یہاں کیسے مس"۔۔۔۔۔۔دونوں نے ساتھ کہا۔۔۔۔۔

"یس مسٹر ہم اپنی فرینڈ کو منانے کی کوشش میں اپنی قسمت ازمانے آئے ہیں"۔۔۔۔۔

"یہاں آپکی کونسی فرینڈ رہتی ہے"۔۔۔؟حیدر نے نا سمجھی سے دیکھا کیونکہ اسکے تقویٰ پوری طرح سے بھول گئ تھی

۔۔۔۔۔

"ماموں تقویٰ آپی کی بات کر رہی ہے آپی انکی فرینڈ ہے۔۔"۔۔۔ساحل کے بتانے پر وہ عائشہ مسکرائی۔۔۔۔

تو حیدر کو وہ حادثہ یاد آیا جب عائشہ کے ساتھ بلو چادر میں وہ سانولی رنگت والی لڑکی رو رہی تھی۔۔۔۔۔

"اچھا وہ اس گھر میں رہتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ایک طرح کا حیدر نے طنز کیا تھا یہاں وہاں دیکھتے۔۔۔۔۔۔

"ہی ہی ہی۔۔۔جی ہاں اس ہی گھر میں رہتی۔۔ السلام علیکم ہارون بھائی کیسے ہیں آپ"۔۔۔۔۔لائونج میں آتے ہارون کو دیکھتے مسکراتی عائشہ بولی۔۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام گڑیا الحمد اللہ آپ کیسی ہو اور یہ ہاتھ میں کیا ہے بھائی کے لئے لائی ہو کچھ "۔۔۔۔۔؟صوفے پر بیٹھے اسنے پوچھا۔۔۔

"اوہ یہ "۔۔۔عائشہ نے اپنے ہاتھوں میں موجود چاکلیٹس کے پیک کو دیکھا۔۔۔۔"بھائی تقویٰ ناراض ہے نا اسے منانے کی کوشش "۔۔۔۔۔۔معصوم صورت بنا کر بولی۔۔۔ہارون ہنس پڑا۔۔۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے بھئی اپنی قسمت ازمائیں اور تقویٰ کو کہہ دینا لائونج میں دو کپ چائے کے بیجھ دے مہکار کے پاس فرصت نہیں اپنے چڑیلوں جیسے ناخونوں کو رنگ کرنے کے علاوہ "۔۔۔۔۔۔گود میں بیٹھے ساحل کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے بولا تو تینوں ہنس پڑے۔۔۔

"جی کہہ دوں گی"۔۔۔۔۔۔موبائل میں گھم حیدر پر ایک نظر ڈال کر وہ سر ہلاتی چلی گئی۔۔۔۔

تو ہارون حیدر سے اسکے کام کے بابت پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

-----------------------------------*

"آئی ایم سوری تقویٰ مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا انسان ہو گا ورنہ میں ہرگز اس بد تمیز انسان کو منہ نا لگاتی اس میں میری بھی تو انسلٹ ہوئی تھی تم اکیلی تو نہیں تھی، پھر ایسا کیوں کر رہی ہو"۔۔۔۔۔۔۔عائشہ منتیں کرتی بولی۔۔۔

"عائشہ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اس انسان نے ہمیں کیا کہا"۔۔۔۔۔۔"میرے لیے تو مر نے جیسا مقام ہو گیا تھا اور تم کہہ رہی ہو بھول جائوں رات کو سوتی ہوں تو یہ لفظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں"۔۔۔۔۔

" مینے کبھی کسی غیر مرد سے بات تک نہیں کی اور اس انسان نے کیا کہہ دیا"۔۔۔۔۔۔ دبدباتی آنکھوں سے کہتی وہ چائے کپ میں ڈالنے لگی۔۔۔۔۔۔

"تمہارہ مطلب کیا ہے تقویٰ میں روز غیر مردوں سے باتیں کرتی ہوں اور ایسی باتیں روز سنتی رہتی ہوں کیا یہ کہنا چاہتی ہو "۔۔۔۔۔۔۔غصے سے عائشہ نے پوچھا، آنکھیں پونچھتی تقویٰ حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

" مینے ایسا تو نہیں کہا عائشہ میں تو"۔۔۔۔۔۔۔وہ کچھ بولتی جب بیچ میں ہی اسکی بات کاٹ کر عائشہ بولی۔۔۔۔۔

"بس بھی کردو تقویٰ مانا کہ غلطی ہوگئی اب اتنا بھی کیا شور مچانا میں دو ہفتوں سے تجھے منانے کی کوشش میں ہوں اور تمہارے نخرے آسمان کو چھو رہے ہیں مطلب کہ حد ہی ہو گئی"۔۔۔۔۔۔۔

"میں جا رہی ہوں اور تب بات کرنا جب تمہارا سوگ ختم ہو جائے اور کانوں میں رات کو آواز بھی آنا بند ہو جائے "۔۔۔۔۔طنزیہ لہجے میں کہتی بنا رکے وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

کافی دیر تک تقویٰ کچھ بول ہی نا سکی۔۔۔۔۔ پھر جب ہارون کی چائے کی صدا پر ہوش میں آئی اور نا چاہتے ہوئے بھی ٹرے اٹھا کر لائونج میں آئی جہاں ہارون اور حیدر بزنس کے بابت باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

"تھینکس گڑیا وہ تمہاری بھابھی مصروف تھی تو تمہیں تکلیف دی"۔۔۔۔۔۔۔ بیٹل پر ٹری رکھتی ہارون تقویٰ سے بولا ۔۔۔۔۔

"نہیں بھائی بہنوں کو تھینکس نہیں بولتے یہ تو ہمارا فرض ہے"۔۔۔۔۔۔۔اسکی مدھم آواز پر حیدر نے نظریں اٹھائی تو اسکی بھیگی پلکوں پر گئی۔۔۔۔۔۔

حیدر نے بغور اسکی سرخ پڑتی رنگت اور جھکی نظروں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

"اچھا تم جائو ہم خود چائے لے لیں گے"۔۔۔۔۔۔۔اسکے ہاتھوں کی توڑ موڑ پر ہارون نے کہا تو وہ مسکراتی سر ہلا کر چلی گئی تب تک حیدر نے بھی اپنی نظریں پھیر لیں۔۔۔۔۔۔

"بہت پیاری بچی ہے اللہ خوش رکھے بہت نیک ہے"۔۔۔۔۔۔۔ تعریفی انداز میں کہتے ہارون نے چائے میں چینی ڈالنے لگا ۔۔۔۔۔۔

"ماموں بہت پیاری ہے آپکو کیسی لگی۔۔؟"۔۔۔۔۔ہارون سے چھپ کر آنکھ مارتے ساحل نے حیدر کے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔

"بہت روتی ہے"۔۔۔۔۔حیدر نے بھی اسکے چھوٹے سے کان میں ناک دبا کر شرارت میں سرگوشیانہ انداز میں کہا ۔۔۔۔

"ہاں آپی کے ممی پاپا نہیں نا اسلئے بہت سا روتی ہے"۔۔۔۔۔اسکی سمجھداری پر حیدر نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا ۔۔۔۔۔۔۔

"بھئی کیا پھسر پھسر ہو رہی ہے ہمیں بھی بتاؤ تا کہ ہم بھی ہنسے"۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے دونوں کو کانوں میں باتیں کرتے دیکھ کر کہا۔۔۔

"کچھ نہیں پاپا فیوچر مامی کے بارے بات کر رہے تھے۔"۔۔۔ساحل نے حیدر کے کہنے سے پہلے جلد سے بولا کہ کپ منہ سے لگاتے حیدر کو سن کر اچھو لگ گیا۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔حیدر کی حالت پر ہارون قہقہہ لگا اٹھا اور ساحل خطرہ دیکھ کر اٹھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

"مہکار میرا ڈنر پرویٹ۔۔۔۔۔۔"حیدر کچن میں آیا تو مہکار کی جگہ تقویٰ کو دیکھ کر چپ ہو گیا۔۔۔۔

"تقویٰ آپ مہکار کو"۔۔۔۔۔۔۔

"آپ مجھے بہن کہہ سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ تقویٰ نے بیچ میں ٹوک دیا۔۔۔

"وہ کیوں"۔۔۔۔۔۔؟ مسکراہٹ چھپا کر اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔۔۔

"کیوں کا مطلب"۔۔۔۔۔؟ ذرا سی نظریں اٹھا کر دیکھا تو گرے آنکھوں پر خود پر ٹکی دیکھ کر وہ ماتھے پر تیوریں سجائے روٹیاں پکاتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔

"آپ مجھ سے چھپ رہی ہیں"۔۔۔۔۔۔؟ وہ براہ راست بولا۔۔۔۔۔

"جی کیا مطلب آپکا میں کیوں چھپوں گی آپ سے اور آپ جائے میں بتا دوں گی بھابھی کو"۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر جلدی سے بولی مبادا مہکار بھابھی نا آجائے وہ کیا سمجھیں گی اور پھر ایک اور طعنہ۔۔۔۔۔۔۔

"اگر آپ ڈر رہی ہیں کہ میں اس حادثے کا کسی سے ذکر تو نہیں کر دوں گا تو آپ بے فکر رہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا اور رہی بات بہن کہنے کی تو الحمد اللہ میرے پاس ہے اور مجھے دوسری بہن نہیں چاہیے"۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر رکا نہیں وہاں سے نکلتا چلا گیا اور پیچھے کھڑی تقویٰ کچھ نا سمجھتے ماتھے سے پسینہ صاف کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے عاشی سے بات کرنی چاہیے، وہ تو مجھے مایوس دیکھ کر پریشان ہوئی تھی شاید مجھے ایسے ری ایکٹ نہیں کرنا چاہیے تھا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے منانے کا سوچتے ہوئے وہ مسکرادی۔۔۔۔۔۔۔

"کل یونی جاتے منالوں گی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب عاشی اسے لینے نہیں آئی تو وہ خود گیٹ سے نکل کر سامنے ہی انکے دروازے پر بیل بجانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں عائشہ کی امی نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

"السلام علیکم آنٹی کیا آج عاشی یونی نہیں چل رہی اتنی دیر ہوگئی ہے"۔۔۔۔۔۔۔سلام کرتے وہ پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام بیٹا عائشہ اپنے باپ کے ساتھ کب کی چلی گئی"۔۔۔۔۔۔۔اسنے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔

"چلی گئی مجھے بتایا نہیں اسنے"۔۔۔۔۔۔۔وہ حقیقت میں پریشان ہوتی بولی۔۔۔۔۔

"ہاں بیٹا مینے کہا تقویٰ بیٹی کے ساتھ نہیں جارہی تو بولی تم نہیں جارہی پھر کیا ہوا"۔۔۔۔۔۔۔؟

"ہاں آنٹی بس پہلے موڈ نہیں تھا مینے خود اسے منا کیا تھا بھول گئی میں، چلتی ہوں اجازت دیں"۔۔۔۔۔۔ پھیکے پن سے مسکرا کر اسنے کہا اور وہاں سے واپس گھر لوٹ آئی۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا واپس آرہی ہیں آپ"۔۔۔۔۔ گھر سے باہر آتے حیدر نے اسے اداس چہرے کے ساتھ واپس آتے دیکھ کر پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جی وہ عائشہ کہیں گئی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔ وہ بہانہ بنا کر اندر جانے لگی۔۔۔۔۔۔

"وہ یونی گئی ہے"۔۔۔۔۔۔! وہ مسکراہٹ چھپا کر بولا کہ قدم آگے بڑھاتے ٹھٹھک کر رک گئی۔۔۔۔۔

"آپکو کیسے معلوم"۔۔۔۔۔۔۔؟؟ اسنے پاسندگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"عاشی نے مجھے بتایا کہ وہ تم سے ناراض ہے اور تمہیں اب اسے منانا پڑیگا"۔۔۔۔۔۔ اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیر کر اسنے بتایا تقویٰ کا حیرت سے منہ کھل گیا۔۔۔۔۔۔
عاشی نے ان دونوں کی آپس کی باتیں ایک انجان کو کیسے بتائیں۔۔۔۔۔۔۔

"اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے وہ میری بھی فرینڈ ہے اسنے مجھ سے خود فرینڈشپ کی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ حیدر اسکی پھٹی آنکھیں دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

" مینے آپ سے پوچھا کہ آپ فرینڈ ہیں یا نہیں "۔۔۔۔۔وہ روکھے لہجے میں کہتی جانے لگی جب پیچھے سے پھر بولا۔۔۔۔

"میں چاہتا ہوں آپ۔ بھی مجھ سے فرینڈ شپ کر لیں "۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی بلو چادر میں پشت کو دیکھتے بول کر شرارت سے لب دبا گیا۔۔۔۔۔

"اور میں ایسے گھٹیا رشتے بنانے کی خواہش مند نہیں ہوں، میری نظر میں ایک لڑکی کا دوست اپنے باپ، بھائی، یا شوھر کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا، اور اسکے علاوہ جو ہوتے ہیں وہ گناہ میں شمار ہوتے ہیں اور پلیز مجھے ایسی گھٹیا آفر کرنے سے گریز کریں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھنڈی ٹھہار لہجے میں بولتی وہ حیدر کو بہت پسند آئی۔۔۔۔۔

اسکا چھپا چھپا سا انداز نظروں کو جھکا کر بات کرنی کی ادا لہجے کی سچائی وقار اور سنجیدہ پن اسکے مضبوط کردار کا دیوانہ بنا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"تو مطلب آپ صرف اپنے شوھر سے دوستی کریں گی تو اسکا مطلب مجھے آپکا شوھر بننا پڑے گا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ایکدم اسکے سامنے آتے بولا۔۔۔۔۔

اسکی بات پر تقویٰ کے جسم کا سارہ خون چہرے پر جمع ہو گیا اور پلکیں لرز سی گئی وہ بالکل اسکے سامنے آ چکا تھا کہ وہ تھوڑا بھی ہلتی تو ناک سیدھا اسکے سینے سے لگتا۔۔۔۔۔۔۔
اسکے مہنگے پرفیوم کی خوشبو تقویٰ کے ناک سے جاتی دماغ میں ہلچل مچا گئی۔۔۔۔

"یہ کیا گھٹیا پن ہے مسٹر حیدر شاہ"۔۔۔۔۔دو قدم پیچھے ہٹتی وہ دھاڑی۔۔۔۔۔۔۔

"یہ گھٹیا پن نہیں سمپل سا سوال ہے مس تقویٰ"۔۔۔۔۔۔!!جیب کے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر وہ دلکشی سے اسکے بدلتے رنگ دیکھتے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

"مینے کہاناایسے گھٹیا تعلق کی میں خواہش مند نہیں ہوں،اور برائے مہربانی مجھ سے آپ آج کے بعد بات نا کریں "۔۔۔۔۔ جھڑک کر کہتی وہ مڑی کہ پیچھے سے حیدر نے اسکے ہاتھ کو پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔

تقویٰ کا تو جیسے حلق منہ کو آگیا۔۔۔۔حیدر کی اتنی جرات پر اسکا پارا سر پر چڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔۔۔پلٹ کر اسنے زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔۔۔۔۔"بہت کرلی آپنے بکواس سمجھتے کیا ہیں خود کو،ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی"۔۔۔۔۔۔ٹھر ٹھر کانپتی وہ چلائی۔۔۔۔۔۔

"کاش اتنی ہمت آپ لڑکیاں باہر استعمال کرتی تو ابھی تک اس آدمی کی بات کے سوگ میں نا ہوتی"۔۔۔۔۔۔۔۔وہ پھر ایک قدم بڑھ کر اسکے سامنے آیا اور اپنی گال پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا اسکی طرف جھک کر بولا۔۔۔۔۔۔

"بٹ آئی لائیک اٹ"۔۔۔۔۔۔اپنی گرے آنکھیں اسکی بھیگی آنکھوں میں ڈالکر وہ مسکرایا اور اسے وہیں چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے بھائی کو یاد کرتے تقویٰ اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"کاش بھائی آپ یہاں ہوتے تو مجھے یہ سب نا سہنا پڑتا"۔۔۔۔۔۔۔

دانیال کو حیدر کی موجودگی کا بتانے کیلیئے ہارون نے منا کیا تھا اور تقویٰ کو یہ بات ذرا بھی پسند نہیں آرہی تھی پر ہارون کی وجہ سے چپ تھی وہ دانیال کو وہاں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔پر تقویٰ کو اب یہ گلے۔میں ہی پڑنے۔لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ارے گڑیا تم ابھی یہیں ہو، گئی نہیں"۔۔۔۔۔۔۔؟وہاں آتے ہاروں نے اسے کھڑا دیکھ کر پوچھا۔۔۔

"بھائی آپ مجھے چھوڑ دیں یونی عاشی اپنے پاپا کے ساتھ چلی گئی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔اپنا چہرا صاف کرکے وہ جلدی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

"ارے بھئی آئو جلدی لیٹ ہو جائو گی"۔۔۔۔۔۔۔ مسکرا کر ہاتون نے سن کر اسکے لیے کار کا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔۔۔

"جزاک اللہ بھائی"۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

پیچھے بائے بولنے کیلیئے آتی مہکار دیکھ کر لب کاٹتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

---------------------------------------*

"عاشی بات سنو پلیز، ایم۔سوری عاشی"۔۔۔۔۔۔فری پیریڈ میں تقویٰ مسلسل عائشہ کو منتیں کرتی پیچھے پیچھے تھی اور عائشہ اپنا پورا بدلا لے رہی تھی پوری یونی میں پیچھے پیچھے گھوما کر۔۔۔۔۔

"عاشی پلیز رکو مجھ سے اور نہیں چلا جا رہا دس چکر ہو گئے ہیں پلیز یار اب تو ختم۔کرو سزا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھک کر ایک جگہ بیٹھتی وہ بولی۔۔۔۔۔

"مر و تم، میرا بس چلے تو کمینی سارا ملک تمہیں اپنے پیچھے پیچھے گھوماؤں"۔۔۔۔۔۔سر پر چپٹ مار کر وہ بھی تھکی اسکے پاس بیٹھی۔۔۔۔

"نو گالی"۔۔۔۔۔۔۔اسنے اسے آنکھیں دیکھائی۔۔۔۔

"اپنی بکواس بند کرو دوستی میں گالیاں چلتی رہتی ہیں اور جس میں ایسی گالی نہیں وہ دوستی نہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔عائشہ نے اپنا نظریہ پیش کیا۔۔۔۔۔۔

"غلط۔۔۔!میں سمجھتی ہوں جس دوستی میں عزت نا ہو وہ دوستی ہی نہیں، میرے خیال سے عزت ہی دوستی کا دوسرا نام ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا چھوڑ بکواس چل کینٹن چلتے ہیں بہت بھوک لگی ہے"۔۔۔۔۔۔اپنے بکس اٹھا کر وہ بولی اور بالوں کو جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

یونی میں کافی لڑکوں کی اس گلابی گڑیا پر نظر پڑتی تو ہٹنا ہی بھول جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔
گلے میں دوپٹہ ڈالے وہ آگے آگے تھی اور پیچھے چادر کو سر پر ٹھیک کرتی تقویٰ آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"خوش ہو"۔۔۔۔۔۔۔؟ تقویٰ نے سموسے کھاتے پوچھا عائشہ آنکھیں جھپکانے لگی۔۔۔۔۔

"اپنے پیچھے دیکھ"۔۔۔۔۔۔۔اسکے کہنے پر ذرا جھجھکتے تقویٰ نے پیچھے دیکھا تو صائم جو انکی یونیورسٹی کا سب سے خوبصورت اور دولتمند لڑکا تھا دلکشی سے مسکرائے بس عائشہ کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"عاشی یہ بدتمیز کیوں تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمنے کیوں یہ سر ننگھا کر چھوڑا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ایک غصیلی نظر صائم پر ڈالکر وہ عائشہ سے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یار چھوڑ مولانی۔۔۔وجہ پوچھ اسکے ایسے دیکھنے کی"۔۔۔۔عائشہ سر جھٹک کر اپنے ناخونوں پر ایک ادا سے پھونک مارتی بولی۔۔۔۔۔

تقویٰ کا دل کیا اس گمراہی پر اسے کھینچ کر تھپڑ مارے پر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی اسکا کام تھا سمجھانا جسکی وہ کوشش تو کر سکتی تھی۔۔۔۔ن

"بولو کیوں وہ کتے کی طرح آنکھیں تم پر گاڑھے بیٹھا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ ویسے وہ اسکا یوں دوپٹے سے لاپروہ ہو کر چلنا بات بات پر ہنسنا دلکشی سے بالوں کو جھٹکنا وجہ یہ ہو سکتی تھی پر پھر بھی وہ پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ تقویٰ کے ساتھ ہوتے کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی انکی طرف دیکھے۔۔۔۔ وہ جس عزت احترام سے وہاں کے لڑکی اور لڑکوں سے مخاطب ہوتی تھی ہر کسی کی بھائی بہن کہہ کر مدد کرتی تھی ویسے ہی سب اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور آج تک کسی کی ہمت نہیں تھی کہ انکی طرف دیکھیں پر آج۔۔۔۔۔۔۔!

آج ہر کوئی انکی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ کہتے ہیں ہاں کہیں مرد کو غلط راہ پر دھکیلنے کی زمیداری عورت بھی ہوتی ہے۔۔۔۔ ویسے ہی آج سر سے دوپٹہ سڑک کر جب اسکے گلے میں آیا تو ہر کسی کی ایکسرے کرتی نگاہیں اس پر چپکی ہوئی تھیں

۔۔۔۔۔۔

"صائم نے مجھے صبح پرپوز کیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ حیرت سے تقویٰ کا منہ کھل گیا۔۔۔۔۔۔

"کیوں لگا نا شاک، مجھے بھی ایسے ہی لگا جب اسنے کہا کہ وہ مجھ سے پہلے دن سے ہی محبت کرتا ہے پر تمہاری وجہ سے ہمت نا کر سکا، سوچو ذرا تقویٰ مجھے پہلے پتا ہوتا کہ صائم مجھے پسند کرتا ہے تو اس لیلیٰ کی میں آنکھیں پھوڑ دیتی جب اسنے صائم کے سامنے میری انسلٹ کی تھی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تقویٰ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اسنے دکھ سے کہا۔۔۔۔۔

"کیوں عاشی میرے وجہ سے وہ کیوں نا بول سکا کیا تمہارا کردار اتنا کمزور ہے کہ یوں تمہیں اظہار محبت کرتے پھریں، بیشک اسلام میں پسند سے شادی کرنے کی اجازت ہے پر یوں سب کے سامنے عورت کے کردار کو کمزور کر کے پرپوز کرنا جائز

نہیں، اور اگر اسے تم سچ میں پسند ہو یا وہ سچ میں تم سے محبت کرتا ہے تو تمہارے گھر رشتہ بھیجے یہ کیا طریقہ ہوا بھلا یہ گمراہی ہے"۔۔۔۔۔اسنے سمجھنا والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔۔پاگل میں اس سے شادی کروں گی کیا اتنے چھوٹے سپنے ہیں میرے"۔۔۔۔؟ ایک بلند قہقہہ لگا کر اسنے کہا۔۔۔اور تقویٰ کو سمجھ نا آیا یہ اسنے ہوا کیا کیوں اسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

"تو جاؤ اسے انکار کرو اور کہو آئندہ مجھے ایسی ویسی لڑکی سمجھ کر ایسے کہا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔اور سر پر دوپٹہ ٹھیک کرو تمہاری عزت کسی کی امانت ہے"۔۔۔۔۔۔۔تقویٰ نے آہستہ سے عاشی کے قہقہے پر سب کو متوجہ ہوتے دیکھ کر کہا ۔۔۔۔۔

"چھوڑو یار کیا فرق پڑتا رہنے دو اسے پاگل، میں کوئی انکار یا اظہار نہیں کر رہی"۔۔۔۔۔۔۔۔وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔۔۔

"عاشی تو پھر یہ تمہارے پیچھے ایسے ہی گھومتا رہے گا اور اس سے تمہارے امیج پر اثر پڑے گا پتا بھی کیسا لڑکا ہے "________!!

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا یار کہیں تو میں بھی خود کو انسان سمجھوں ورنہ گھر میں چھوٹی چھوٹی خواہشوں کیلئے ترستی ماسیوں کی طرح کام کرتی میری تو کوئی ویلیو نہیں رہی۔۔۔۔۔۔مطلب کہیں تو کوئی فائدہ ہو اتنے حسین ہونے کا اور ویسے ان سب کو تم نہیں سمجھ سکتی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عاشی بیزاری سے بگڑے موڈ میں بولی۔۔۔۔

"عائشہ "۔۔۔۔۔۔۔اسکے بڑے بڑے خوابوں کا تو پتا تھا پر یہ سوچتی ہے یہ تقویٰ کو نہیں معلوم تھا تبھی پہلی بار سن کر وہ صدمے سے بولی تو عاشی ہنس پڑی۔۔۔۔۔۔۔

"چل یار اس کا نام زندگی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھ مارتے بولی تو اسے پہلی بار اسکے ساتھ وحشت ہونے لگی۔۔۔۔۔

"اور ایک مزے کی بات سن یار میں کہتی تھی نا کہ دنیا میں ابھی بھی خوابوں کے شہزادے ہوتے ہیں تو یار کبھی گھور سے دیکھ حیدر شاہ کو اففف کیا بندہ ہے تقویٰ میں بیان نہیں کر سکتی اور اس کی دولت بھابھی کے منہ سے سن کر میرا منہ کھل گیا ۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں تھا کہ مہکار بھابھی اتنی امیر کبیر گھرانے کی بیٹی ہے یار۔۔۔انکی ایک حویلی ہے،لندن میں انکا اپنا بنگلہ ہے اور پیرس میں اسکا باپ مہشور بزنس مین ہے اور تو اور انہونے ساری زندگی عیش عشرت سے گذاری ہے یہ تو مہکار بھابھی تھی جو محبت میں مر کر ہارون بھائی کے ساتھ شادی کیلیئے اپنی ہر چیز چھوڑ چھاڑ کر چلی آئی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر وہ آہستہ سے تقویٰ کو بتا رہی تھی جو بیزاریت سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"تم حیدر سے فون پر بات کرتی ہو عاشی۔۔۔؟کیا تم حیدر کو پسند کرتی ہو"۔۔۔۔۔۔۔؟صبح کی باتیں یاد کرتے اسنے پوچھا ۔۔۔۔۔

"ارے یار پوچھو مت اس بات کو"۔۔۔۔۔۔؟وہ منہ بنا کر کہتی چیئر پر پشت ٹکائے آس پاس دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔۔۔۔۔؟"تقویٰ نے نا سمجھتے پوچھا

"وہی یار مجھے پتا نہیں تھا کہ اتنے آزاد ملک سے آنے والے کی سوچ اتنی سی ہو گی، مینے نمبر مانگ کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو اسنے سیدھا کہا کہ وہ لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا" میں جو انکی عزت کرتا ہوں اس فالتو سے تعلق سے انہیں گمراہ نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔۔۔وہ حیدر کا نکل اتار کر بولی۔۔۔۔۔تقویٰ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اچھا ایسا کہا"۔۔۔۔۔؟ تقویٰ کو یاد آیا اسنے صبح ہی تو اسے دوستی کرنے کو کہا تھا۔۔۔

"ہاں پر بھابھی نے میری بات سن کر مجھے اسکا نمبر دے دیا اور پھر اسکے بار بار اگنور کرنے پر بھی میں اس سے باتیں کر ہی لیتی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔وہ ہنستے اپنی بات کا مزا لیتے بولی۔۔۔۔۔

"تم اسے پسند کرتی ہو عاشی جس کی وجہ سے اپنی انا عزت کو کچل رہی ہو"۔۔۔افسوس سے وہ بولی۔۔۔۔

"بکواس نا کرو میں کیوں اپنی انا عزت کو کچلنے لگی میں صرف اسکی دوست بننا چاہتی ہوں بس"۔۔۔۔۔۔بکس اٹھا کر وہ وہاں سے چلی گئی اور تقویٰ پیچھے اسکے تیزی سے بدلتے رنگوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"السلام علیکم تقویٰ کیسی ہو"۔۔۔۔اسکی کلاس فیلو تقویٰ کے سامنے بیٹھتی بولی۔۔۔

"وعلیکم السلام شکر الحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسی ہیں"۔۔۔۔۔؟ تقویٰ سر جھٹکتی اسے کسی اور وقت پر سمجھانے کا سوچتی بولی۔۔۔۔۔

"میں بھی ٹھیک ہوں تقویٰ یار یہ کچھ ہیلپ کر دو"۔۔وہ مسکرا کر بک سامنے رکھتی بولی تو اسنے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔۔۔

عائشہ کے جاتے ہی صائم بھی اپنے دوستوں کے ساتھ کینٹن سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

*______________________*______________________*

"اچھا ہوا بیٹی تم آگئی ذرا کچھ روٹیاں تو ڈال دے میری کمر میں بہت درد ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔عائشہ کو آتے دیکھ کر چارپائی پر پڑی عشرت بیگم درد سے بولی۔۔۔۔۔۔

"کیا امی ایک تو تھک کر آئو اوپر سے گھر کے کام بھی میرے سر ڈال لو یہ بھی کوئی ماسیوں والی زندگی ہے ایک لاڈلی بیٹی ہوں میں آپکی ہوں پر زندگی نوکرانیوں جیسی ہے"۔۔۔۔۔بیگ پھینک کر وہ صوفے پر گرتی تلخ لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔

"کتنی دفعہ ابو اور آپ سے کہا ہے ایک نوکرانی ہی رکھلیں پر یہاں جب مفت کی نوکرانی پڑی ہے تو کیا ضرورت دوسروں کی"۔۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے تیز آواز میں بولی۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا میری شہزادی کا اتنا موڈ کیوں بگڑا ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی کمر کا درد بھلا کر عشرت بیگم اسکے پاس آئی اور چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر محبت سے بولی۔۔۔۔۔۔۔

"یاد ہے جو مارکیٹ میں آپکو سوٹ دیکھایا تھا وہی آج میری دوست پہن کر آئی تھی جس آپنے مہنگا کر کے چھوڑ دیا تب میرا دل کیا کہیں جا کر مر جائوں اپنی چھوٹی سے خواہشیں نہیں پوری ہو سکتی"۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہاتھ جھٹکتی بھرائی آواز میں بولی تو اسکے آنسوں دیکھ کر عشرت بیگم کے دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔۔

"میری شہزادی تب میرے پاس پیسے نہیں تھے ماہ کی آخری تاریخیں تھی جانتی تھی کتنی مشکل سے اس مہنگائی میں تین وقت کا کھانے کھاتے ہیں اتنی کم تنخواہ سے۔۔۔۔۔۔اچھا رو مت جا کر فریش ہو جائو کل تمہارے ابو کو تنخواہ ملے گی تو شاپنگ پے چلیں گے چل اٹھے میں جب تک روٹیاں ڈال دوں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماتھے پر لب رکھ کر وہ ممتا کی شفقت سے بولی۔۔۔۔۔۔۔

"پکا"۔۔۔۔۔۔۔گلے میں بانہیں ڈالکر وہ منہ پھولا کر بولی۔۔۔۔

"پکا اب جا پھر دیر ہو جائے گی اور بھوک بھی مر جائے گی تمہاری اٹھ اٹھ شاباش"۔۔۔۔۔۔اسکا بیگ اور چادر اٹھا کر وہ اسے اٹھانے لگی۔۔۔۔۔

"پتا نہیں کب میں پیدل آنے کے بجائے اپنی گاڑی میں آئوں گی گاڑی میں جائوں گی دل کھول کر شاپنگ کروں گی خوبصورت مہنگی جیولری پہنوں گی آہ"۔۔۔۔۔۔۔خواب ناک انداز میں بڑبڑاتی وہ اپنے روم میں چلی گئی پیچھے اسکے آہ پر عشرت بیگن نے اللہ کی طرف ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔۔

"یا اللہ ایک اولاد دی ہے جس کے بھی ہم خواب پورے نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔۔۔

*_____________________*_____________________*

"بھابھی تقویٰ کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟عاشی وہاں آکر بولی۔۔۔۔۔۔

"وہ ساحل کو پڑھا رہی ہے تم بتاؤ کیسی ہو"۔۔۔۔۔۔۔ٹی وی دیکھتی مہکار عاشی کو دیکھتی خوش دلی سے بولی۔۔۔۔۔

"فائن آپ بتائیں"۔۔۔۔۔۔وہ بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

"دیکھ رہی ہو حیدر کے آنے کے بعد میرے آس پاس پھول کھل اٹھے ہیں ہاہاہا۔۔۔۔وہ ہنستی بولی تو عائشہ بھی مسکرادی ۔۔۔۔

"یہ تو دیکھ رہا ہے بھئی بہت چمکنے لگی ہیں"۔۔۔۔۔۔وہ شرارت سے ہنسی۔۔

"بیشک بھائی بہن کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے"۔۔۔۔۔۔

"اور تم سناؤ ہو گئی میرے بھائی سے تمہاری دوستی"۔۔۔۔۔اسنے اسکے تاثرات جانچتے پوچھا۔۔۔۔۔

"پتا نہیں مینے تو اپنی طرف سے کرلی ہے پر آپکے بھائی صاحب کا نہیں پتا بہت نخریلا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ٹی وی پر نظریں جمائے وہ ناک چڑھا کر بولی تو مہکار مسکرائی۔۔۔۔۔

"ایساویسابھی تونہیں میرابھائی سچاہیراہے"------گردن اکڑاکراسنے کہاتودل ہی دل میں عاشی نے اسکی نقل اتاری

"اوراس سچے ہیرے کواپنی انگلی میں سجاکرہی دیکھائوں گی"------نظریں پھیرکروہ بولی تومہکاردل کھول کرہنسی

"دیکھتے ہیں"-------چیلنج کرتے کہا

"دیکھیے گا"------وہ کہہ کروہاں سے اٹھ گئی------

"آں ہاں بھابھی کی آفر"------اچانک سمجھتے عائشہ پیچھے سے کہا----

"سمجھ لو"--------وہ مسکرائی توعائشہ کی آنکھیں پھیل گئی----

--------------------------------------*

عائشہ اورمہکارکی میٹنگ سے بڑھتی ہی جارہی تھی---وہ یونی سے آکرمہکارکے ساتھ روم میں بندہوتی شام کوباہرآتیں

اب توساحل کوچینج کروانااورکھاناکھلانابھی تقویٰ کے سرآگیاتھا----

ہارون اپنی مینجر کی پوسٹ میں مصروف تھا اور حیدر اپنے گھر اور آفس کے کام میں۔۔۔

ایسے ہی دن گذرتے جا رہے تھے۔۔ دانیال کی کال آتی تو تقویٰ کبھی ان سے بات کر لیا کرتی اور موڈ اچھا ہو جاتا یا کبھی پھپھو سے بات چیت ہو جاتی۔۔۔

وہ چاہتی تھی بس جیسے تیسے دن اور سال گذر جائیں تو وہ اپنے گھر میں شفٹ ہو جائے۔۔

پھپھو کو اسنے چھپ چھپ کر بہت منتیں کی تھی کہ وہ کراچی آجائیں کیسے بھی کر کے پر انہوں نے اپنے ہزار مسائل بتا کر کر قصہ ہی ختم کر دیا۔۔۔

اب تقویٰ تھی اور اسکی نمازیں۔۔۔"کہ یا اللہ کچھ بھی بنا پر کسی کا محتاج نا بنا میرے مالک"۔۔۔

--------------------------------------------*

"السلام علیکم ڈیڈ کیسے ہیں"۔۔؟ حیدر گاڑی گھر کے باہر پارک کرتے حامد صاحب کی کال آنے پر موبائل اوکے کرتے کان سے لگائے ہشاش بشاش آواز میں بولا۔۔۔

وعلیکم السلام ینگ مین کیسا ہو سکتا ہوں جب میرے دونوں بچے مجھ سے دور ہوں اور میں یہاں اکیلا پیرس میں سڑ رہا ہوں، اور تم دونوں اپنے باپ کو تو بھول ہی گئے ہو، پھر کیا طبیعت کا پوچھنا۔"۔۔۔۔حامد صاحب نے شکوہ کرتے کہا حیدر مسکرایا

۔۔۔

"ڈیڈ آپ تو جانتے ہیں بزی ہوں بہت پتا نہیں کیسے آج اس وقت ٹائم مل پایا ہے"۔۔۔۔

وہ کافی دن سے تقویٰ کو چھپتے پھر دیکھ رہا تھا اور جان بھی گیا تھا اس دن کی گفتگو کی وجہ سے وہ ایسا کر رہی ہے۔۔۔

آج اسنے سوچا تھا کیسے بھی کر کے وہ اسے دیکھے گا ہی۔۔۔اسکی سوچ غلط نہیں تھی نا ہی وہ اسکے بارے میں برا سوچتا تھا بس دل کرتا تھا اسے دیکھنے کیلیئے۔۔۔

وہ سانولی تھی عام نین نقش کی مالک تھی پر پھر بھی وہ حیدر شاہ کے دل پر قبضہ جمانے لگی۔۔جس کے ایک اشارے پر کئی لڑکیاں اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے کیلیئے تیار تھی اس حیدر شاہ کو ایک معمولی سی غریب لڑکی سے محبت ہونے لگی تھی

۔۔۔۔۔

اور یہ محبت اسکے جسم یا چہرے سے نہیں اسکی تقویٰ سے تھی۔۔اسکا گریز غصہ نفرت وہ سب سہنے کیلیئے تیار تھا بس ایک جھلک کیلیئے۔۔۔۔

ویسے قسمت نے اچھی جگہ پٹکا تھا وہ آج تک دوسری لڑکیوں کو دھکارتا آرہا تھا اور یہاں خود دھتکارا گیا۔۔۔

تقویٰ کچھ ہی ملاقاتوں میں اسکے دل روح پر قبضہ کر گئی تھی شاید یہ حادثہ تب ہی ہوا تھا جب روڈ پر اسکی بھیگی پلکیں دیکھیں تھی، پر شاید تب اسے احساس نا تھا۔۔۔۔

"ینگ مین مینے ایک ڈسیشن لیا ہے کہ اپنا گھر بننے کے بعد اپنے ملک لوٹ آئوں بس اب اور دل نہیں کرتا اپنے ملک سے دور رہنے کا"۔۔۔حامد صاحب کی بات پر حیدر سچ میں خوش ہو گیا تھا۔۔

"اوہ وائو ڈیڈ یہ اپنے زندگی میں سب سے بیسٹ ڈسیشن لیا ہے"۔۔۔حیدر کی خوشی کے اظہار پر حامد صاحب قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔۔

"ینگ مین طنز کر رہے ہو اپنے اب پر"۔۔؟؟وہ کچھ مشکوک سے بولے۔۔

"نہیں سچ میں اچھا دسیشن ہے"۔۔وہ ہنس کر یقین دلانا لگا۔۔

"ہاں تو پھر دوسرا دسیشن بھی سن لو"۔۔۔گیٹ کھول کر حیدر گھر میں داخل ہوا اور لائونج میں آیا تو ہر سو خاموشی ہی چھائی تھی۔۔۔۔

"فرمایئے کیسا ڈسیشن فرمانا ہے"۔۔۔وہ موبائل کان سے لگائے بولتا آگے کچن کی طرف آیا اور یہ شکر کیا کہ کوئی تو موجود ہے۔۔

"بس مجھے اب اپنی بہو دیکھنی ہے جب میں آئوں تو مجھے یہ سرپرائز چاہیے حیدر"۔۔۔۔وہ کچھ ضدی اور کچھ سختی سے بولا۔۔اسکی بات سن کر حیدر قہقہ لگا پڑے۔۔۔

کچن میں ٹیبل پر موجود تقویٰ اور ساحل جو نوڈلز بنا کر کھا رہے تھے اس قہقہے پر اچھل پڑے۔۔۔

"ماموں ڈرا دیا"۔۔۔ساحل اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھتے بولا یہی حال تقویٰ کا تھا اسکے دل کی رفتار چہرے کی ناگواری کے ساتھ بڑھ گئی۔۔۔۔

"حیدر ساحل کو موبائل۔۔۔۔"۔۔حامد صاحب بول رہا تھا کہ حیدر نے بیچ میں بات کاٹی۔۔۔

"اوہ تو آپکو بہو چاہیے اب ڈیڈ"۔۔حامد صاحب نے حیرت سے موبائل کو دیکھا اسنے تو ابھی ساحل کو کہا تھا شاید بہو والی بات دماغ میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

"وہ بعد میں بات کریں گے، پہلے تم ساحل کو موبائل پکڑاؤ"۔۔۔!!انہوں نے موبائل کو گھورتے کہا جیسے اسکی جگہ حیدر ہو ۔۔

"نہیں آپکو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔وہ لب دبا کر مسکراتا تقویٰ کے پیچھے سے جاتا فریج سے بوتل نکال کر پانی پینے لگا۔۔۔

"ماموں کیا نانا ہیں"؟؟ساحل خوشی سے چیخا۔۔۔۔ تقویٰ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ کہ یہ آج اچانک کیسے ٹپک پڑا۔۔۔

"میں اب ڈھونڈ بھی نہیں رہا سب تو تمنے ریجیکٹ کر دیں اب کیا انکے باپ سے جوتے پڑوانے ہیں"۔۔۔حامد صاحب پہلے کے غم یاد کرتا چڑ کر بولا۔۔۔

"مجھے کوئی پسند ہے"؟؟بوتل منہ سے لگائے اپنی مسکراہٹ کچلتا وہ ایسے بول رہا تھا جیسے حامد صاحب گفتگو ہی اس ٹاپک پر کر رہے ہیں،

وہ ساحل کی گھوریوں اور تقویٰ کی ناگواری کو اگنور کرتا سامنے ہی واش بیسن سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا کیونکہ وہاں سے تقویٰ کا چہرا صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں اور تم کیا بول رہے ہو حیدر"۔۔۔!!حامد صاحب مصنوعی غصے سے بولا۔۔

"ہاں پسند تو ہے ایک"۔۔۔۔اسنے شرارت سے تقویٰ پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔۔دوسری طرف حامد صاحب کچھ بول نا سکا۔۔۔

"کیا تم کسی پر لائن مار رہے ہو"۔۔۔۔؟؟حامد صاحب کی بات پر حیدر کا فلک شگاف قہقہہ کچن کی فضا میں گونجا۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔خدا کو مانے یار"۔۔۔۔۔تقویٰ کے صبر نے اب جواب دے دیا تھا وہ اٹھتی ایک ناگوار نظر سامنے کھڑے وجود پر ڈال کر وہاں سے نکلی۔۔۔۔

"تو کیا میری بہو"۔۔۔؟بے یقینی سے پوچھا گیا۔۔

"ہاں بس یہی سمجھ لیں"۔۔ناراضگی سے گھورتے ساحل کو آنکھ مار کر اسنے حامی بھری۔۔۔

اسکی ہاں نے حامد صاحب کو خوشی سے صدمہ دے دیا اور حیدر سمجھ رہا تھا اسکی حالت تبھی ہنس رہا تھا۔۔۔۔

"تو میں کب آئوں ینگ مین ؟اب مجھ سے ایک منٹ بھی یہاں برداشت نہیں ہو رہا"۔۔۔۔۔وہ بے تابی سے بولیں۔۔۔

"ابھی تھوڑا انتظار کریں انویٹیشن ہم۔خود دیں گے آپکو،رشتہ لیجانے کیلیئے،ابھی مجھے اس ظالم بندی کی مرضی پوچھنی ہے ۔۔۔۔۔"

"کتنے بڑے گدھے ہو پر اب زندگی میں کچھ تو نیک کام کیا اب جلدی سے مجھے خوش خبری دو"۔۔۔حامد صاحب کی دلی حالت پر وہ ہنس رہا تھا۔۔۔

"پہلے شادی تو کرنے دیں ڈیڈ"۔۔۔۔!!شرارت سے کہتے دوسری طرف حامد صاحب کو قہقہ لگانے پر مجبور کیا۔۔

"بندے کی اولاد میں تجھے لڑکی راضی کی خوشخبری کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔ہنس کر آنکھیں صاف کرتے وہ بولا تو حیدر اپنا سر کھجانے لگا۔۔۔۔

"اچھا اب آپ ذرا لٹل چیمپئن سے بات کریں ورنہ وہ گھور گھور کر میری۔ہمت ہی مار دے گا"۔۔۔ساحل کی گھوریوں سے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے اسنے موبائل اسے تھمائی تو وہ اپنی بتیسی کی نمائش کرتا اسکے ہاتھ سے اچک گیا موبائل۔۔۔

""اچھا ساحل مہکار اور پھپھو کہاں ہیں"۔۔؟گھر میں خاموشی پا کر کراسنے جاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"مما آپی عاشی کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی ہیں اور دادی اپنے روم میں ہیں آپی تقویٰ اپنے روم کی طرف گئی ہیں"۔۔۔موبائل پر یا تھ رکھ کر وہ بتاتا آخر میں شرارت سے بولا حیدر آنکھیں دیکھا کر ہنس پڑا۔۔۔

اور انہیں اپنی گفتگو میں مصروف دیکھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

*_____________________*__________________*

روم میں آ کر بیٹھی تقویٰ کا بس نہیں چل رہا تھا اس کمینے انسان کا منہ نوچ لے آخر کیا مقصد تھا اسکے سامنے آ کر یہ باتیں کرنے کی۔۔۔

"یہ مجھے سمجھ کیا رہا ہے"۔۔۔"مجھ سے کہاں غلطی ہو گئی یا اللہ"۔۔۔۔اوپر دیکھتی وہ دکھ سے بولی۔۔۔
"اگر بھابھی کو معلوم ہو گیا تو وہ مجھے ہی غلط کہیں گی اور بھائی کو کچھ غلط معلوم ہوا تو"۔۔۔؟

"ہارون بھائی کا بھی مجھ سے یقین اٹھ جائے گا"۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے وہ سوچ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کر دے یا یہاں سے ابھی کے ابھی چلی جائے۔۔۔

وہ اضطرابی حالت میں بیٹھی کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازے پر ناک ہوا۔۔۔۔

"ساحل ابھی جا کر کھیل۔۔۔۔۔" بگڑے موڈ میں وہ ہر گز پڑھا نا پاتی تبھی دروازے کھول کر بولی کے سامنے کھڑے اسے لمبے مضبوط قد کے مالک حیدر کو دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا وہ اسکے روم تک آنے کی ہمت کرے گا۔۔۔۔۔

"جی کہیے"۔۔۔۔۔ وہ نفرت وہکارت سے بولی۔۔۔

ڈور البتہ تھوڑا سا بند کر دیا۔۔ کہ صرف سامنے وہ لکیر کی طرح نظر آ رہا تھا۔۔۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے تقویٰ"۔۔۔ حیدر اسکے دروازہ بند کرنے والی حرکت پر مسکراتا بولا۔۔۔۔

"پر مہربانی کریں اگر آپ مجھ سے کرنے کی کوشش نا کریں۔۔ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو آپ مجھے سمجھ رہے ہیں"۔۔۔ دروازہ زور سے بند کرتے وہ تلخ لہجے میں بولی۔۔۔

حیدر کے دل میں آیا کہ دروازہ توڑ کر پوچھے کہ کونسی لڑکی سمجھ رہا ہوں میں اور اپنی اس طرح کی توہین پر دو کھینچ کر لگائے پر دل نے اسے روک لیا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے مجھے آپ دانیال کا نمبر دے دیں"۔۔۔ اسکی بات پر دوسری طرف کھڑی تقویٰ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

"کیوں چاہیے"۔۔؟؟ ایکدم دروازہ کھول کر پوچھا کہ حیدر اسکے چہرے کے سخت تاثرات پر مسکراہٹ نا روک سکا
۔۔۔۔۔

"کیونکہ میں چاہتا ہوں گھر کے ساتھ اپنی زندگی بھی بنا ڈالوں۔۔۔۔!! حیدر کے صاف اشارے پر اسکا چہرا سرخ لہو نما ہو گیا۔۔۔
اور دل اسے دھڑکا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔۔۔۔

"دیکھو پلیز میں یہاں عزت سے کچھ مہنے گذارنے آئی ہوں تو مجھے عزت سے رہنے دو، میری زندگی زہر مت بناؤ پلیز "۔۔۔وہ جانتی تھی خود کا اور اسکا کوئی جوڑ نہیں ایسے لڑکوں کو جانتی تھی کہ وہ جلدی سے ایسی لڑکیوں کو گمراہ کرلیں گے کیونکہ یہ پہلے ہی احساس کمتری کی مریض ہوتی ہیں۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہ"۔۔۔۔ حیدر کے کچھ کہنے سے پہلے مہکار جو ساحل کے منہ سے سن کر آئی تھی کہ حیدر آیا ہوا ہے اور تقویٰ بھی موجود ہے تو وہ ایکدم اوپر بھاگی۔۔۔

آنسوں سے بھری آنکھوں سے تقویٰ نے ذراسی نظریں گھما کر خونخوار نظروں سے دیکھتی مہکار کو دیکھا اور پھر دروازہ حیدر کے منہ پر بند کرتی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

اسے پہلے ہی حالات کے تیور خطرناک لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

------------------------------------------------*

"کیاہورہاتھا"۔۔۔؟؟ناگواری سے حیدر نے مہکار کی طرف دیکھااور غصے سے اسکے لہجے پر پوچھا۔۔۔

"و۔وہ تم تقویٰ کے دروازے پر کیا کر رہے تھے"؟؟حیدر کی آنکھوں میں غصے ناگواری کو دیکھتے وہ جلدی سے نرم لہجے میں صفائی دینے لگی۔۔۔۔

"زکوات مانگ رہاتھا آپ بھی آئیں میرے ساتھ شریک ہوجائیں"۔۔۔طنز کرتا وہ ایک غصیلی نظر ڈال کر اسکی سائیڈ سے گذر گیا۔۔

ایک تو اسے تقویٰ کی بات سمجھ نا آئی کہ وہ کہنا کیا چاہتی تھی مطلب کہ وہ اسکی عزت کو بری نظر سے دیکھتا ہے جو زہر بن جائے گی زندگی۔۔۔وہ تو خود اسے اپنی عزت بنانا چاہتا ہے اور اب تو اسے لگتا تھا سیدھا اپنے باپ کو بلانا پڑیگا کہ ڈائریکٹ نکاح کی تیاریاں ہوں۔۔۔

پر پھر گھر کا سوچتا۔۔۔

"مجھ کچھ کرنا پڑیگا"۔۔۔شیو پر ہاتھ پھیرتے اسنے سوچا کہ سامنے آتی عائشہ سے بری طرح ٹکرا گیا۔۔۔

"اف اندھی ہو جاہل لڑکی"۔۔۔۔اسے شانوں سے پکڑ کر پیچھے کرتے وہ دھاڑا کہ عائشہ سہم گئی۔۔۔۔۔

اسکا موڈ پہلے ہی خراب ہو گیا تھا اور پھر اچانک عائشہ کا سامنے آنا اسے اور کوفت میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔

اسکی دھاڑ پر مہکار ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر نیچے دیکھنے لگی۔۔۔

اور وہاں سرخ چہرے سے کھڑی عائشہ اور بگڑے موڈ میں کھڑے حیدر کو دیکھ کر وہ جلدی سے نیچے کو بھاگی۔۔۔۔

"اب ہٹو راستے سے"۔۔۔۔اسے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ بیزاریت سے بولا۔۔

یہ لڑکی کافی اسکے گلے پڑ گئی تھی کبھی میسج کرنا تو کبھی شاعری بھیجنا تو کبھی رات رات کو مسلسل کال کرنا یا کبھی تو حد کر دیتی اسے گڈ نائٹ گڈ مورننگ وش کرتے۔۔۔

اگر ایسی حرکتیں حیدر کی یونی پیریڈ میں لڑکیاں کرتی تو وہ انکی ایسی بے عزتی کرتا کہ یاد رکھتی پر۔۔

شدید توہین کے احساس سے عائشہ کا دل ڈوب کے رہ گیا۔۔۔

"حیدر یہ کیسے بات کر رہے ہو عاشی سے غلطی تم دونوں کی تھی اور وہ بیچاری تو دیکھو تمہارے لیے کچھ لائی ہے صبح سے ساری شاپ میں گھما گھما کر ٹانگے تھک گئی پر اسے تمہار لائق کوئی چیز نا ملی اب مجبوری میں میری حالت دیکھتے یہ لائی ہے "۔۔۔۔۔۔مہکار جلدی سے عائشہ کو اپنے ساتھ لگا کر اسکے ہاتھ میں موجود شاپر سامنے کرتی لگاوٹ سے بولی۔۔۔

حیدر نے کچھ حیرت اور ناگواری سے عائشہ اور اسکے سفید نازک ہاتھ میں وائٹ شاپنگ بیگ کو دیکھا۔۔۔

"یہ بے وقوفی کرنے کی وجہ "۔۔۔اسنے ناپسندگی سے بڑبڑایا اور ڈوبے دل کے ساتھ عائشہ نے نظریں اٹھائی

۔۔۔۔۔

ایسا تو نہیں تھا کتنا سویٹ تھا پھر کیا ہو گیا تھا اچانک اسکے لہجے کو۔۔۔۔

سوچتے عائشہ کا ایک آنسو نکل کر گلابی گال پر پھنسلا مہکار کا اتنا سامنہ نکل آیا۔۔۔۔

اسکے آنسو کو دیکھ کر حیدر کو اپنے لہجے کا احساس ہوا تو گہرا سانس بھر کر اپنے حواسوں کو کنٹرول کرنے لگا۔۔۔۔

"معذرت عائشہ پر مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی "۔۔۔۔وہ کہہ کر بغیر رکے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔

اور عائشہ اپنی زندگی میں پہلی بار اتنی انسلٹ پر صوفے پر گر کر پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔
اسے کبھی اپنے ماں باپ نے بھول کر بھی ایک جھڑک نا دی اور یہ اسکی بے عزتی کے ساتھ بری طرح ریجیکٹ کر گیا

۔۔۔۔۔۔

اسکے سارے خواب چکنا چور ہونے لگے تھے۔۔۔۔

اور اتنے دن کی محنت پانی میں۔۔۔۔۔

مہکار اسے اس طرح روتے دیکھ کر گھبراتی پاس آئی۔۔۔۔۔

"عاشی میری جان اس میں رونے کی کیا بات ہے وہ پہلے ہی غصے میں تھا اسلئے روڈبی ہیو کر گیا۔۔۔۔

""بھابھی وہ روڈ بی ہیو نہیں کر گیا مجھے ریجیکٹ کر گیا ہے دیکھا نہیں کیا کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں"۔۔۔۔۔۔ہاتھوں سے منہ اٹھا کر اسنے بھاری آواز میں کہا۔۔۔۔

"پگلی ہو بالکل کوئی تمہاری جیسی حسین لڑکی کو ریجیکٹ کر سکتا ہے پاگل، ابھی تم پچھلے دن ہی اپنے اس پاگل لڑکے کا بتا رہی تھی کہ کیسے تمہارے پیچھے مرا جا رہا ہے جسکے پیچھے کافی لڑکیاں مرتی ہیں"۔۔۔۔۔۔سر پر ہلکی سے چپٹ مار کر اسنے احساس دلایا۔۔۔۔

"تو پھر انہونے مجھ سے ایسے بات کیوں کی میری اتنی محبت سے لائے گئے گفٹ کو منہ اٹھا کر بھی نا دیکھا البتہ ایک جھانپر مار گیا منہ پر"۔۔۔۔۔۔ناک پونچھتے وہ بولی۔۔۔۔

"یہ تو معلوم کرو کہ میرے اتنے ٹھنڈے مزاج بھائی کا اچانک کیوں مزاج بدل گیا"۔۔۔۔۔مہکار ترچھی نظروں سے بند تقویٰ کے روم کے دروازے کو دیکھتی بولی۔۔۔۔

"مطلب کیسے؟ وہ مجھے بتائیں گے کیا"۔۔۔۔۔؟ اسنے نا سمجھی سے پوچھتے طنز کیا۔۔۔۔

"وہ بھی بتادیں گے فیوچر میں پہلے ابھی اپنی اس میسنی دوست سے پوچھو، میں جب آئی تو حیدر اس کے روم کے دروازے پر کھڑا تھا اور پھر وہ پتا نہیں کیا کہہ رہی تھی کہ اسکا موڈ خراب ہو گیا"۔۔۔۔۔۔مہکار کی باتوں پر عائشہ حیرت سے دیکھنے لگی ۔۔۔

"کیا کہا ہو گا تقویٰ نے"۔۔۔۔اسنے سوچ میں آکر منہ صاف کیا اور پوچھا۔۔۔

"یہ تمہیں اس سے پوچھنا چاہیے کہیں تمہارے پیٹھ پیچھے خنجر سے وار نا کر دے"۔۔۔۔۔۔حکارت بھرے لہجے میں مہکار نے کہا۔۔۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔وہم ہیں آپکے تقویٰ کو دیکھا ہے اور پھر حیدر اندھا نہیں"۔۔۔۔۔وہ ہنستے بولی۔۔۔

تو مہکار نے گھورا۔۔۔

"میرا مطلب کہاں حیدر اور کہاں تقویٰ، کیسے پسند کر سکتا ہے وہ اسے"۔۔۔وہ گڑبڑا کر صفائی دینے لگی۔۔۔

"تم ایسی لڑکیوں کو نہیں جانتی عاشی تم بہت معصوم ہو دنیا نہیں دیکھی ہے ابھی تمنے۔۔۔ایسی لڑکیاں اپنی کمتری کا بدلا دوسری لڑکیوں کی خوشیاں چھین کر لیتی ہیں"۔۔۔۔۔مہکار کی بات پر عائشہ نے آنکھیں پھیلائی۔۔۔

"بھابھی یہ کیا بول رہی ہیں تقویٰ میری دوست ہے وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کریں گی"۔۔۔عائشہ کو یقین نا آیا اور وہ اسکی بات جھٹلا کر بولی۔۔۔۔۔

مہکار نے دانت پیسے "تم صرف اس سے پوچھو کہ حیدر سے تمہاری کیا بات ہوئی ہے بس"۔۔۔وہ کہہ کر بغیر اسکی سنے اٹھ گئی۔۔۔۔

پیچھے لب کچلتی عائشہ سوچنے لگی پوچھا یا نا "پوچھنے میں کیا ہے کل یونی میں پوچھ لوں گی"۔۔۔۔

کندھے اچکا کر وہ اٹھ گئی۔۔۔

*____________________________*____________________________*

"تقویٰ تم سے ایک سوال کرنا تھا"۔۔۔؟؟یونی کے گیٹ سے اندر داخل ہوتے عائشہ نے کہا۔۔

"ہاں پوچھو"۔۔۔۔تقویٰ نے اسکے اجازت مانگنے پر مسکرا کر بولی۔۔۔

"کل حیدر تم سے کیا کہہ رہا تھا کہ اسکا موڈ بگڑ گیا"۔۔۔۔۔۔عائشہ کے سوال پر اسکے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔۔۔ اسکی وجہ سے بھابھی اس سے روڈلی بیہو کر رہی تھی۔۔۔

"وہ دانیال بھائی کا نمبر مانگ رہا تھا، اور مینے انکار کر دیا تبھی شاید غصہ ہو گیا، عجیب مصیبت ہے"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر آخر میں بڑبڑائی۔۔۔

عائشہ کی نظریں سامنے صائم پر تھی جو اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔
عائشہ نے ایک ادا سے بال جھٹکے۔۔۔ اسکی اس ادا پر صائم نے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

"کیا ہوا اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے"۔۔۔ تقویٰ کی صائم کی طرف پیٹھ تھی تبھی نا سمجھی سے بولی۔۔۔۔

"نہیں۔۔ نہیں تو کچھ نہیں وہ بس تمہاری بات پر ہنسی آ گئی، کہیں تم حیدر میں انٹرسٹ تو نہیں۔۔"؟؟ اسے اسکی بات تو سمجھ نہیں آئی پر کام کی بات پر تیر لگا دیا۔۔۔

تمہیں میں ایسی لگتی ہوں، بیشک اسلام میں پسند سے شادی کرنا جائز ہے پر آج کے دور میں پسند کرنا کا مطلب "استغفر اللہ" انہوں نے بڑے بڑے ریلیشنشپ میں بدل ڈالا ہے جو گناہ میں شمار ہوتے ہیں، جیسے ڈیٹ۔۔۔۔۔۔۔"

"بس مجھے سوال کا جواب مل گیا"۔۔۔ عائشہ نے اکتا کر کہا اور آگے بڑھ گئی۔۔ اسکی تسلی پر تقویٰ بھی مسکرا دی۔۔۔

عائشہ کا دل صائم پر نہیں تھا پر پھر بھی اسے اس طرح آہیں بھرتے دیکھ کر وہ خوش ہوتی تھی۔۔۔۔

------------------------------------------------------*

وہ لائبریری میں کونے والی ٹیبل پر بیٹھی پتا نہیں کتنے حیدر کو سوری کے میسج کر چکی تھی پر ریلائے ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا موبائل دیوار پر دے مارے اتنا بھی کیا اکڑنا۔۔۔

"پتا نہیں سمجھتا ہے خود کو، صرف میرے پاس پیسوں کی کمی ہے ورنہ تمہارے ان نخروں پر تھوکتی بھی نا اور جو تمنے میری انسلٹ کی تھی نا ایک بار شادی ہو جانے دو ہر بار تم مجھ سے ایسی انسلٹ کرواؤ گے "۔۔۔۔ وہ موبائل کو دیکھتی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

"کیا کہنا ان اداؤں کا "۔۔۔ صائم اچانک سے اسکے سامنے والی چیئر پر بیٹھ کر آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔ عائشہ نے چونک کر دیکھا اور اسکے لفظوں پر ابرو اچکائے۔۔۔۔

"فلرٹ کر رہے ہو خوبصورت لڑکی دیکھ کر "۔۔۔۔ ذرا سا جھک کر اسنے پوچھا صائم مسکرا دیا اور اسکے خوبصورت نقوش کو دیکھتے بولا۔۔۔

"فلرٹ نہیں اس نازک دل پر ہوتے ظلم کا بتا رہا ہوں کچھ رحم کریں اب، اور جواب دینا فرمائیں ہماری فریاد کا "۔۔۔ دلکشی سے کہتے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

عائشہ نے پلکیں جھپکائیں۔۔۔ "بس اتنا صبر "۔۔۔۔ ؟ وہ طنزیہ بولی۔۔

"جب جب تمہیں دیکھتا ہوں صبر اور برداشت ہاتھ سے نکلتے نظر آتی ہے"۔۔۔۔ہوس بھری نظروں سے دیکھتے آہ بھر کر کہنے گا۔۔۔۔

اور وہ اپنے حسن میں اتنی گم تھی کہ اسکی نظروں اور بھاری آواز میں بولتے شیطان کو سمجھ سن ہی نا سکی۔۔۔۔۔

"رشتا بھیجوں تمہارے گھر بس بہت انتظار اظہار ہو گیا"۔۔۔۔؟؟اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔۔۔۔

"نہیں ابھی ڈیڈ بزنس ٹور پر گئے ہیں،اور ویسے بھی مینے تمہیں ہاں نہیں کہا ہے جو اتنا پھیل رہے ہو"۔۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر وہ اٹھی اور بیگ کندھے میں ڈالکر لائبریری سے نکلی۔۔۔۔۔

پیچھے اسکے ایٹیٹیوڈ پر صائم نے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔۔۔

یہ تو اسکا خود سے واعدہ تھا ایک دن تو اسے اپنے سبترے کی زینت بنائے گا اور اپنے دوستوں سے لگائی گئی شرط بھی جیت کر دیکھائے گا کہ یا تقویٰ کو پھنسائے یا اسکی دوست۔۔۔انکے گروپ کی شرط صرف تقویٰ کے ساتھ یہ تعلق رکھنا تھا پر اسکی ترتیب اور لیے دئے والے انداز پر صائم سے ہمت نہیں پر اسکی دوست ضرور پھگل گئی۔۔۔۔۔

اب وہ انتظار میں تھا کہ کب وہ اسکے ہاتھ آتی ہے۔۔۔۔۔وہ ایک امیر باپ کی بگڑی اولاد تھا۔۔۔اور چاہتا تھا پہلے صرف اس سے دوستی پر اب اسکے حسن کو دیکھ کر اپنی دل کی خواہش پوری کرنا۔۔۔۔۔۔۔

"ہم امیر باپ کی بگڑی اولاد اور یہ غریب باپ کی بگڑی اولاد، ہونہہ باپ بزنس ٹور پر گیا ہے"۔۔۔۔۔ دانپ پیس کر بڑبڑاتے وہ اسکے پیچھے ہوا۔۔۔۔۔۔

"پھر کوئی توجہ بتائو انکار یا انتظار کی جانم"۔۔۔۔۔ سیڑھیوں پر ہی وہ اسکا راستہ روک کر بولا۔۔۔۔۔۔ عائشہ نے کوفت سے گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔۔۔

سامنے ہی سیڑھیوں کے اینڈ پر ایس گروپ بیٹھا ہوا تھا جنکی نظر صائم زیدی اور عائشہ پر تھی۔۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا منہ نوچ لے اتنے نخرے دیکھا رہی تھی جیسے آسمان سے اتری کوئی حور ہو۔۔۔

"ریلیکس یار ہمارا شیر یہ جنگ بھی جیت کر دیکھائے گا اور سب کا منہ میٹھا کروائے گا"۔۔۔۔۔ سیف نامی لڑکے نے عائشہ کی بدن پر چپکی شرٹ کو دیکھتے کہا تو وہاں سب کا قہقہہ پڑا۔۔۔۔

عائشہ نے ناگواری سے انکی طرف دیکھا اور پھر صائم کو۔۔۔
"میری دوست کو تم پر یقین نہیں اسلئے میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا، کیا اب جواب سننے کے بعد راستہ دینا فرمائیں گے۔۔۔۔۔۔؟؟" نخوت سے کہتے اسنے بال جھٹکے اور بولی۔۔۔

صائم کا دل کیا کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر مارے کہ وہ دوست ایسے کپڑے پہننے سے بھی تو انکار کرتی ہے اس پر عمل نہیں کرتی۔۔۔۔ پر دل پر جبر کرتا خاموش رہ گیا۔۔۔۔

"میں تمہاری دوست سے بات کروں گا کہ تم صرف میری ہو اور میں تم سے سچ میں عشق کرنے لگا ہوں اگر تم مجھے نا ملی تو میں۔۔۔میں اپنی جان دے دونگا"۔۔۔۔۔۔۔اسکی شدت جذباتی آواز پر ایک پل کو عائشہ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

پر دوسرے پر جب یہ غرور ہوا کہ یونی کا ہینڈسم لڑکا اس پر جان دینے کیلیئے تیار ہے تو اسکا سر کچھ اور اکڑ گیا۔۔۔۔

"شوق سے"۔۔۔۔۔وہ تمسخرے سے ہنس کر کہتی اسکے گروپ کے بیچ سے نکل گئی۔۔۔۔

اوورآل اسکے بازو پر تھا اور وہ ٹک ٹک کرتی آگے بڑھ گئی پیچھے سب آہیں بھرنے لگے۔۔۔۔

"یار کیا لڑکی ہیرنی لگتی ہے بالکل"۔۔۔۔اسکی چال کو دیکھتے جنید نے بھی فقرہ چھوڑا لیلٰی کا چھڑا سرخ پڑ گیا۔۔۔۔۔

"واٹ نونسنس۔۔!!صائم کو دیکھو"۔۔۔۔۔اسنے جھڑکتے صائم کی طرف توجہ دلائی۔۔۔۔۔

جو غصے سے مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔۔۔نیلی آنکھوں میں لہو اترنے لگا تھا پہلی بار یہ لڑکی ہاتھ نہیں آرہی تھی وہ بھی اس تقوٰی کی وجہ سے۔۔۔۔۔

"یار چھوڑ ایس ہم یہ شرط واپس لیتے ہیں"۔۔۔۔سیف نے اسکے غصے کو دیکھتے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا جس پر جنید نے بھی تائید کی۔۔۔۔۔

"صائم زیدی کبھی کوئی ریس ہارا نہیں ہے تو پھر اس چڑیا کی کیا مجال اسے ہرانے کی، اب تو میری ضد ہے ایک بار میرے بیڈ کی رونق ضرور بخشے گی"۔۔۔۔۔ اسنے جاتی عائشہ کو دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا اور اپنے کندھے سے ہاتھ جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

"اب تو گئی بچی"۔۔۔۔ جنید نے منہ ہاتھ پھیرے اور لیلیٰ نے غصے سے جاتے صائم کو دیکھا۔۔۔۔

"پاگل ہو رہا ہے یہ ایس"۔۔۔۔ وہ غصے سے کہتی پاؤں پٹخ کر وہاں سے چلی گئی تو سیف اور جنید اسکی جیلسی کو دیکھتے ہنس پڑے۔۔۔

--------------------------------------------------*

"یار تقویٰ رکو میں ذرا پانی لے آئوں"۔۔۔۔ پیاس کی شدت سے خشک حلق ہوتے عائشہ نے کچھ فاصلے پر شاپ کی جانب اشارہ کرتے کہا تو تقویٰ نے سر ہلا دیا۔۔۔

"ابھی آئی"۔۔۔۔ عائشہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ بھاری آواز پر اسنے گردن گھمائی۔۔۔

"السلام علیکم"۔۔۔ صائم کو سامنے دیکھ کر تقویٰ کچھ گھبرا گئی۔۔۔
وہاں موجود کافی لڑکیاں لڑکے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

"و۔۔وعلیکم السلام جی کہیے"۔۔۔؟؟وہ اسکے منہ سے آتی شراب کی بدبو پر اپنے حواس کھونے لگی تھی کہ بمشکل کھڑی رہی ۔۔۔۔

"کیا آپنے عائشہ کو مجھ سے دوستی کرنے منا کیا ہے"؟؟صائم اسکی گھبراہٹ پر مسکراتا نیلی آنکھیں اسکی بھوری آنکھوں میں گاڑھ کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

"پلیز دور رہ کر بات کریں یہ کیا بدتمیزی ہے"۔۔۔۔۔تقویٰ ناگواری سے دو قدم پیچھے ہوتی بولی تو صائم نے آنکھیں گھمائیں۔۔۔۔

"میرے سوال کا یہ جواب نہیں مس تقویٰ"۔۔۔۔وہ پھر قدم بڑھا کر بولا۔۔۔

تقویٰ اسکی حرکت پر کچھ خوفزدہ سی ہو گئی ایک تو اسنے شراب پی تھی اور دوسرا بگڑا الڑکا۔۔۔۔

"ہاں کیا ہے کوئی تکلیف اور جیسے تمہاری یہ حالت ہے اسطرح ہر لڑکی تمہارے منہ پر ایسے ہی انکار مارے"۔۔۔۔وہ غصے سے بولی اور چادر کے کونے کو مضبوطی سے پکڑ گئی۔۔۔۔

"ہاہاہاہا اچھا مزاق تھا پر کوئی ایسا نہیں کر سکتی جانتی ہونا"۔۔۔۔اپنے جیب سے سگریٹ کی ڈبی نکال کر اسنے قہقہہ لگاتے کہا ۔۔۔۔

تقویٰ کو نفرت سی ہونے لگی اس سے اور شکر تھا جو عائشہ نے انکار منہ پر مارا۔۔۔

"جو چیز مجھے اچھی لگتی ہے اس میں چھوڑتا نہیں اور جو مجھے ناپسند ہوتی ہے اسے تو میں ہر گز نہیں چھوڑتا سو بی کیئر فل، چلتا ہوں"۔۔۔۔۔ سگریٹ کا دھواں اسکے منہ پر مارتے وہ سلام کرتا وہاں سے چلا گیا اور تقویٰ وحشت سے کھانستی رہ گئی ۔۔۔۔

"یااللہ کیسا آدمی ہے ایسے لوگ کیوں یہاں آجاتے ہیں"۔۔۔۔۔ اسنے یونی کی طرف دیکھتے سوچا اور اپنی بھرائی آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔

"کیا ہوا کون تھا یہ لڑکا آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔۔۔ حیدر جو اسے کھانستے اور لڑکے کو دور جاتے دیکھ رہا تھا گاڑی قریب روک کر باہر نکل کر جلدی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

"آپ سے مطلب سب ایک جیسے ہیں"۔۔۔۔! وہ ناگواری سے بولی اسے یہاں دیکھ کر۔۔۔

"ارے حیدر آپ یہاں"۔۔۔۔۔ عائشہ حیدر کو اپنی یونی کے سامنے دیکھ کر خوشی سے بولی۔۔۔

"ہاں بس یہاں سے گذر رہا تھا سوچا آپ دونوں کو پک کرلوں"۔۔۔۔ اسنے ایک نظر تقویٰ پر ڈالکر عائشہ کو بتایا۔۔۔۔

"اوہ تھینکیو سوچ ویسے بھی میرا دل آج پیدل چلنے کے موڈ میں نہیں تھا"۔۔۔وہ خوشی سے جھومتے دل کو کنٹرول کرتی بولی۔۔۔

توحیدر مسکرادیا۔۔۔

تقویٰ نے گھور کر عائشہ کو دیکھا۔۔۔۔

"آیئے"۔۔۔حیدر کے فرنٹ سیٹ کا دروازہ تقویٰ کیلیئے کھولا پر اس سے پہلے تھینکس کرتی عائشہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

اور تقویٰ اسکی اتنی جلدی بازی پر جبراً مسکرا کر پیچھے ناچار بیٹھی۔۔۔۔

حیدر عائشہ کو فرنٹ سیٹ پر دیکھ کر دانت پیستا رہ گیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

ہاتھ مروڑتی ملازمہ بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔
اور پھر ہمت کر کے اسنے گہرا سانس لیتے کانپتا ہاتھ دروازے پر رکھا۔۔۔

"چھ۔۔چھوٹے صاحب"۔۔!!ملازمہ نے ڈرتے دروازہ ناک کیا۔۔

پر جواب ندارد۔۔

"چھوٹے صاحب۔۔۔!بڑے صاحب آپکو بلا رہے ہیں"۔۔اسنے پھر کوشش کی اور ناک کرنے لگی۔۔

بیڈ پر لیٹے صائم نے اگنور کیا۔۔

پر دوسری اور تیسری بار ناک ہوا تو وہ وہ غصے سے اٹھا۔۔۔

"کیا ہے کیوں صبح ہی سب بھونکنے لگ جاتے ہو"۔۔۔دروازہ کھول کر وہ دھاڑا۔۔۔

ملازمہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔

"و۔۔وہ"۔۔۔اس سے بولا ہی نہیں گیا۔

دروازہ کھلتے ہی کمرے کی بدبو دراشراب کی بو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔

"اب بکو یا دفع ہو"۔۔۔اسے ناک پر ہاتھ رکھتے دیکھ کر صائم غرایا۔۔

"وہ۔۔۔وہ بڑے صاحب آپکو بلا رہے ہیں ڈائننگ ٹیبل پر"۔۔۔اسکا ابھی کہنا تھا کہ ایک زوردار تھپڑ ملازمہ کے منہ پر مارا ۔۔۔

"کتنی دفعہ کہا کہ وہ بڑے صاحب نہیں"۔۔۔ملازمہ خاموشی سے سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے صائم"۔۔۔بلیک خوبصورت ساڑھی میں ریڈ کلر کے بلائوزر ہاف سیلوز میں شانوں پر براؤن بال جھٹکتی اوپر آتی مسز وہاج بولی۔۔

صائم نے ناگواریت سے دیکھا۔۔۔

"صبح صبح اس بکواس کا پوچھ سکتا ہوں"۔۔۔ہانیہ نے ملازمہ کو جانے کا کہا اور خود اسکی جانب مڑی تب صائم بولا۔۔

"بکواس نہیں مائے پرنس تمہاری شکایت آئی ہے یونی سے، تمہارے ڈیڈ تمہیں بلا رہے ہیں"۔۔۔اسکے بکھڑے بالوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی تھی کہ صائم نے اسکے ہاتھ کو پیچھے جھٹکا۔۔۔

"اپنی حد میں رہیں اور اس اپنے دیور پلس شوھر سے کہیں میں اسکا غلام نہیں کہ اسکے بلانے پر بھاگ دوڑتا ہوا آئوں"۔۔۔اسکے طنز پر مسز وہاج کا چہرا سرخ پڑ گیا۔۔

وہ پلٹ کر دروازہ بند کرنے لگا، مطلب کہ اب اور بکواس نہیں سن سکتا۔۔۔۔

"صائم تمنے کل یونی کے ایک لڑکے کو کیوں پیٹا"۔۔۔اچانک دروازے پر ہاتھ رکھ کر مسز وہاج اندر داخل ہوتی بولی۔۔۔

"اپنا جملہ درست کریں مینے پیٹا نہیں اسے بخار تھا تو صرف انجکشن لگایا تھا"۔۔۔وہ گلاس منہ لگاتے بولا۔۔

مسز وہاج کا دل جیسے کسی نے نوچ لیا جب اسکی نظر ٹیبل پر رکھے اسکی شراب کی ختم ہوتی بوتل پر پڑی۔۔
اور ایش ٹرے میں لاتعداد سگریٹوں پر۔۔۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں پرنس کیوں خود کو اذیت دے رہے ہو"۔۔۔اسکی نیلی سرخ آنکھوں میں دیکھتی مسز وہاج پاس بیٹھی
۔۔

صائم نے ناگواری سے منہ پھیرا۔۔

"کچھ نہیں"۔۔۔
"کیوں بلا رہے تھے آپکے شوہر صاحب"۔۔۔؟؟اچانک یاد آتے اسنے پوچھا۔۔

"وہ تمہارے ڈیڈ ہیں صائم"۔۔اسکے لہجے میں نفرت محسوس کرتے مسز وہاج بولی۔۔

"او پلیز پھر شروع مت ہو جانا کام کی بات کرو جسکے لئے یہ ناٹک کر رہی ہیں"۔۔۔اسکی ممتا کو کچلتے وہ بیزاریت سے بولا۔۔

"تمہارے ڈیڈ کہہ رہے تھے آج رات انکے دوست کے گھر میں پارٹی ہے اور وہ کافی ٹائم بعد پاکستان آ رہے ہیں تو تمہیں بھی ساتھ چلنے کا کہا ہے"۔۔۔وہ ایک نظر بکھرے ہوئے روم پے ڈالتی بولی۔۔

"اور آپکے شوھر صاحب کو کیوں خوش فہمی ہو گئی کہ مجھے کہے گا اور میں چلوں گا"۔۔۔باتل کو لات مار کر نیچے گراتے اسنے ٹیبل پر اپنی ٹانگیں پھیلائیں۔۔۔

مسز وہاج نے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

"صائم پلیز میرے خاطر، وہاج صاحب کے دوست تم سے ملنا چاہتے ہیں انہوں نے خاص کر کے کہا ہے آئی ایم شیور تم وہاں بہت انجوائے کروگے پلیز"۔۔۔وہ لجاجت سے بولی۔۔

"بٹ آج رات میری ڈیٹ ہے"۔۔۔وہ اٹھ کر ڈوارڈروب سے ڈریس نکالنے لگا۔۔۔

مسز وہاج اٹھ کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔۔۔
وہ ایک بزنس وومن تھی اور مسٹر وہاج چیف جسٹس، صائم انکے پہلے شوھر سے تھے جنکی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔
اور وہاج انکے دیور جنہوں نے بھائی کی ڈیتھ کے کچھ عرصے بعد ہانیہ سے شادی کرلی تھی۔۔۔

جیسے صائم قطعی طور قبولنے پر راضی نا تھا۔۔۔
جو صائم ایک پل بھی اپنے انکل کے بنا نہیں رہتا تھا اب انتہائی نفرت پر ایک پل کو بھی وہاج صاحب کو اپنے سامنے دیکھنے پر رضامند نہیں تھا۔۔

صائم کو ڈاکٹر بنانا مرحوم وہاب صاحب کا اول ترین خواب تھا جیسے وہ جیسے تیسے گھیسٹ آرہا تھا ورنہ اسے اس پیشے میں ذرا برابر بھی دلچسپی نہیں تھی۔۔

اسنے سوچ لیا تھا ڈگری حاصل کر کے اسے ایک کونے میں پھینک دے گا اور خود ورلڈ ٹور پر اپنے دوستوں کے ساتھ چلا جائے گا۔۔
اور پھر واپس آئے یا نا آئے یہ اسکی قسمت۔۔۔

"تو تم اپنی گرلفرینڈ کو وہاں پارٹی میں بھی تو لا سکتے ہو، صاف کیوں نہیں کہتے کہ تمہیں آنا ہی نہیں ہے نا میرے لیے نا ہی اپنے ڈیڈ کی عزت کے لئے "۔۔۔ مسز وہاج کچھ غصے اور دکھ سے بولی۔۔

صائم نے کپڑے نکال کر وارڈروب سے ٹیک لگائے اسے دیکھا۔۔

"جب سب جانتی ہیں تو فالتو میں میرا وقت کیوں برباد کر رہی ہیں مسز وہاج "۔۔۔ اسنے آنکھیں گھما کر اسکی بیوقوفی پر کہا۔۔

مسز وہاج کا چہرہ مرجھا گیا۔۔۔۔

" تمہیں اپنے اس ایٹیٹیوڈ پر احساس تب ہو گا صائم جب میں مر جائوں گی، دیکھنا روگے تم پچھتائو گے "۔۔۔ وہ بھرائی آواز کہتی ایکدم جھٹکے سے مڑ گئی۔۔

پر اس سے پہلے اسکے کانوں میں اسکے لفظ گونجے "پتا نہیں وہ دن کب آئے گا"۔۔۔اسکی بھاری گھمبیر آواز پر ہانیہ نادل سکیٹر کر رہ گیا۔۔۔

"کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو"۔۔۔وہاج صاحب نے ٹشو سے آنکھیں صاف کرتی اپنی خوبصورت نازک بیوی کو دیکھا۔۔

"کچھ نہیں وہ نہیں آرہا اسکی ڈیٹ ہے آج رات جسے وہ کسی قیمت پر کینسل نہیں کر سکتا"۔۔۔ تلخ لہجے میں وہ بولی۔۔

وہاج صاحب نے سر ہلایا۔۔۔
"کوئی بات نہیں ہم کچھ بہانا بنالیں گے، تم اپنی ان خوبصورت آنکھوں کو تکلیف نا دو"۔۔۔وہاج صاحب اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتے دلاسا دیتے بولے تو ہانیہ سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔

ابھی وہ ناشتہ کر ہی رہے تھے جب لائونج سے گذرتے صائم کی سیٹی کی مخصوص دھن ان دونوں کو سنائی دی۔۔۔

مسز وہاج اپنا ناشتہ چھوڑ کر اٹھ گئی اور پیچھے وہاج صاحب روکتے رہ گئے۔۔۔

"ہانی ناشتہ تو کر لو"۔۔۔!!وہ اٹھ کر اسکے پیچھے آئے۔۔
"نو وجی میرا دل نہیں کر رہا، میں آفس جا رہی ہوں"۔۔ اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے نکالتی وہ بولی تو وہاج صاحب دیکھتے رہ گئے
۔۔۔

----------------------------------------------------------*

وہ عائشہ اور مہکار حیدر کے ساتھ اس وقت جیولری شاپ میں موجود تھیں۔۔۔
مہکار اور عاشی دونوں اپنے لئے جیولری پسند کر رہی تھی اور تقویٰ ایک سائیڈ پر چیئر پر بیٹھی تھی۔۔۔
اسکے ہاتھ میں اپنے لئے کی گئی شاپنگ بیگز تھے جسے حیدر نے کافی کہا تھا کہ وہ اٹھا لے گا پر تقویٰ کو پسند نہیں آیا اپنا بھوج دوسروں کے کندھوں پر ڈالنا جن سے ہمارا کوئی رشتہ بھی نا ہو۔۔۔۔

اسنے معذرت کے ساتھ انکار کر دیا تھا۔۔۔

وہ تو آنا بھی نہیں چاہتی تھی اسکے پاس پہلے ہی کچھ اچھے سوٹ اور خوبصورت ٹاپس پڑے ہوئے تھے پر اسے آنا پڑا ایک تو عاشی کی ضد اوپر دانیال کے کہنے پر۔۔۔۔

آج رات حیدر شاہ کے بنے نئے گھر میں پارٹی تھی حامد صاحب کی آمد کی وجہ سے۔۔۔

وہ نہیں جانا چاہتی تھی کیونکہ حیدر کی نظروں ایسا تھا جیسے وہ خاص طور پر اسے انوائٹ کر رہا ہو۔۔۔
وہ جیسے خود کو ایک گھٹن میں محسوس کر رہی تھی۔۔ اسکا دل ہی نہیں کر رہا تھا جانے کو۔۔
پر اسے جانے کیلیئے راضی کیا گیا۔۔ ایک تو عاشی دوسرے ہارون بھائی نے یہ کہہ کر کہ یہاں پر کوئی نہیں ہو گا اور تمہیں ہم اکیلے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔۔ اور اسنے یہ بات دانیال سے بھی کی جسنے اجازت دے دی کیونکہ اسے اپنی بہن پر خود سے زیادہ بھروسا تھا۔۔۔

دونوں بھائی بہن ٹوٹ کر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔۔۔
اگر اسے ذرا بھی معلوم ہوتا کہ اسکی بہن کیسے زندگی کے مشکل دن گذار رہی ہے تو وہ لات مار کر آجاتا اس نوکری پر۔۔۔۔

ظاہر ہے وہ کس کے لئے کمارہا تھا اپنی بہن کیلیئے ہی اور اگر وہ ہی خوش نا ہو تو ایسی کمائی کا کیا فائدہ۔۔۔
پر وہ انجان تھا۔۔۔

تقویٰ بیٹھی جیولری دیکھ رہی تھی کہ اندر داخل ہوتے وجود کے جاندار قہقہے پر اسنے سر گھمایا۔۔۔۔

سامنے ہی صائم لیلیٰ کی کمر میں بازو ڈال کر ہنستا اندر داخل ہو رہا تھا۔۔
دونوں ہی مسکرا رہے تھے اور خوش بھی لگ رہے تھے۔۔
تقویٰ ناگواریت سے منہ پھیر لیا۔۔
ابھی وہ یونی میں عاشی کی محبت میں آہیں بھر رہا تھا اور اب یہاں لیلیٰ کے۔۔۔
اسنے دعا کی کہ کاش عائشہ دیکھ لے تو اسکا اصلی چہرہ سامنے آجائے۔۔۔

پر ایسا ناہوا کیونکہ عائشہ بری طرح مہکار کے ساتھ جیولری سلیکٹ کرنے میں محو تھی کہ اسکا آس پاس کی طرف دھیان ہی نہیں تھا البتہ صائم کی نظر جب اس پر پڑی تو اسکا ہاتھ خود بے خود لیلٰ کی کمر سے دور ہو گیا اور دونوں کے ب ءچ میں کچھ فاصلہ قائم کر دیا۔۔

"کیا ہوا ڈارلنگ"۔۔۔؟ لیلیٰ اپنے اور اسکے بیچ فاصلے پر بولی۔۔

"کچھ نہیں آئو"۔۔اسنے انکار کیا پر جب لیلیٰ کی نظر عائشہ پر پڑی تو بل کھا کر رہ گئی۔۔۔

"ڈونٹ دواٹ صائم"۔۔۔وہ اسکے سامنے آکر بولی۔۔

صائم نے غصے سے اسے دیکھا اور غرا کر نیچی آواز میں بولا "اپنی اوقات میں رہو لیلیٰ"۔۔وہ کہہ کر آگے بڑھا تو ناچار اسے بھی پائوں پٹخ کر جانا پڑا اسکے پیچھے۔۔

وہ بھی اتنی آسانی سے چھوڑنے والی نہیں تھی اسے۔۔۔
اسنے سوچ لیا تھا شادی کرے گی تو صرف صائم سے ورنہ اسے کسی کا نہیں ہونے دے گی۔۔۔

صائم چلتا ایک مسکراتی نظر تقویٰ پر ڈالکر عائشہ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔۔
اور لیلیٰ تقویٰ پر ایک قہر آلودہ نظر ڈالتی صائم کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔ساری مصیبت کی جڑ یہ تقویٰ ہی تو تھی،نا وہ اتنی پارسائی دیکھاتی نا ہی صائم اپنے دوستوں سے شرط کے طور پر اسکی دوست کے پیچھے آتا۔۔۔

ورنہ تو یہ مڈل کلاس لڑکیاں اسکی تصور میں نہیں ہوتی تھیں۔۔۔

عائشہ نے مخصوص پرفیوم کی خوشبو پر گردن موڑی تو صائم کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں حیریت ابل آئی۔۔

اسی پل صائم نے اسے دیکھا اور اپنی ایک آنکھ میچی عائشہ سٹپٹا کر رہ گئ۔۔۔

"ہائے مس عائشہ کیسی ہیں"۔۔۔؟ وہ تمیز اپنے لب ولہجے میں رکھ کر مخاطب ہوا۔۔۔

اسکے مخاطب کرنے عائشہ نے پھر سے اسے دیکھا اور مہکار نے بھی گردن موڑی۔۔
ایک پل کو تو مہکار کی آنکھیں اس پر جم سی گئی۔۔۔
اور اپنی آنکھوں میں شدید حیرت لیے عائشہ کو دیکھا۔۔۔

"یہ صائم زیدی ہے"۔۔؟ اسنے سرگوشی میں جھک کر پوچھا۔۔

"ہمم" عائشہ نے سر ہلا کر تصدیق کی اور اپنی خوبصورت آنکھوں کو جھپکا کر پوچھا کہ کیا کہتی ہو دیکھ رہی ہو اتنا ہینڈسم لڑکا میرے پیچھے ہے۔۔۔

مہکار نے نظروں سے ہی اشارہ کیا کہ کیا بات ہے بھئی۔۔

"میں ٹھیک آپ کیسے ہیں"۔۔ صائم کو کوفت سی ہوگئی پر جبراً مسکرا کر بولا "الحمدللہ ٹھیک"

"شاپنگ کرنے آئی کوئی خاص وجہ "۔۔۔؟ اسے سامنے خوبصورت نیکلیس کو تکتے پا کر بولا جو اسکی اوقات سے کافی مہنگا تھا ۔۔۔

"جی میرے انکل پیرس سے آرہے ہیں نا تو آج رات پارٹی ہے اسلئے خاص شاپنگ "۔۔۔۔وہ اترا کر بولی تو مہکار نے مسکراہٹ روکی۔۔

البتہ تقویٰ کافی فاصلے پر تھی انکی گفتگو سے۔۔۔

لیلیٰ بھی عائشہ کی حقیقت سے واقف تھی اسکے دوست نے ہی تو اسکا بیک گراؤنڈ سامنے رکھا تھا جو ایک مڈل کلاس سے تعلق رکھتی تھی۔۔

اسنے جل کر دانت پیسے "جھوٹی عورت "۔۔۔وہ بڑبڑائی تو صائم نے اسکے ہاتھ پر سخت گرفت کی کہ آہ کرتی رہ گئی۔۔۔

پیچھے تقویٰ آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی صائم کی حرکت کو۔۔۔
"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے آجکل کی نوجوان نسل کو کیوں ایسے وحشی کو بڑھاوا دے رہی ہیں "۔۔۔وہ دکھ سے سوچتی اپنی نظروں کا رخ پھیر گئی۔۔۔

صائم نے ایک نظر عائشہ پر ڈالکر سامنے موجود نیکلس لانے کو کہا سیلر بوائے سر ہلا کر اسے صائم کے سامنے رکھا۔۔۔
صائم زیدی کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے۔۔۔وہ اکثر ہی انکی شاپ پر نئی نئی لڑکیوں کے ساتھ پایا جاتا تھا۔۔۔

اور انہیں انکی پسند سے جیولری دلواتا۔۔۔

کوئی بڑا ہاتھ مارتی تو کوئی اپنی حیثیت کے حساب سے لیتی۔۔

صائم خاموش کھڑا رہتا کسی سے کچھ نا کہتا اور پھر آخر میں پیمنٹ کرتے چلا جاتا۔۔۔

لیلیٰ نے آنکھیں کر اس ڈائمنڈ کے نیکلس کو دیکھا اسے لگا صائم نے اسکے لئے لیا ہے۔۔۔

اور صائم نے جب عائشہ کی آنکھوں میں پسندگی کا جہاں دیکھا تو اسے پیک کروادیا۔۔۔

کچھ دیر میں اس لڑکے نے چھوٹا سا شاپنگ بیگ اسکے سامنے کاؤنٹر پر رکھا۔۔۔

صائم کا دل کیا اسے منہ پر مارے پر وہی ضبط اسنے اٹھا کر آہستہ سے وہ بیگ نیچے عائشہ کی انگلیوں میں پھنسا دیا

اور اسکے ہاتھ پر نرم سے گرفت کرکے چھوڑ دی۔۔۔۔۔۔

عائشہ کی آنکھیں پھٹ گئی جب وہی بیگ اپنے ہاتھ میں دیکھا۔۔۔

مہکار سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی انجان کھڑی تھی۔۔۔

صائم ایک مسکراتی نظر شاک کھڑی عائشہ پر ڈالکر لیلیٰ اور اس نیکلس کی پیمنٹ کرتا وہاں سے مڑا تو اسکی نظر چادر میں کھڑی اس سانولی رنگت والی تقویٰ پر گئی جو خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ شاید اسکی حرکت دیکھ چکی تھی اور صائم کو بہت مزا آیا جبھی وہ لیلیٰ کو آگے جانے کا کہتے خود اسکی جانب قدم اٹھائے۔۔۔

"اگر تم چاہو تو تمہیں بھی شاپنگ کرواسکتا ہوں پر بدلے میں"۔۔۔!!اسنے دیکھتے مکروہ انداز میں کہا تقویٰ کا دل کانپ کر رہ گیا اسکی بات پر۔۔۔۔

"تم۔۔۔وہ کہتی اپنی انگلیاں اسکے منہ پر مارنے ہی والی تھی جب صائم نے ہاتھ ہوا میں ہی تھام لیا۔۔۔

"ڈونٹ بی سلی"۔۔۔اسکے ہاتھ کو جھٹکتے وہ مسکرا کر بولا۔۔

" مینے 'اگر تم چاہو' بھی کہا ہے"۔۔۔!!وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا حیدر جو اندر داخل ہو رہا تھا تقویٰ کے قریب سے اسی یونی والے لڑکے کو گذرتا دیکھ کر تیز قدموں میں اندر داخل ہوا۔۔۔۔

صائم نے اس خونخوار نظروں سے گھورتے لڑکے کو دیکھ کر آئی برو اچکایا اور شاپ سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا تقویٰ کیا کہہ رہا تھا، تم ٹھیک ہو"۔۔۔حیدر کو لگا وہ لڑکا اسے پریشان کرتا ہے۔۔۔
اگر یہ سچ ہوا تو وہ اسے مارنے سے بھی گریز نا کرتا۔۔۔

حیدر کی آواز پر تقویٰ نے اسے دیکھا۔۔۔
"کچھ نہیں ہے"وہ غصے سے عائشہ پر نظر ڈالتی کہہ کر وہاں سے چلی گئی تو مہکار اور عائشہ ہکہ بکہ رہ گئی۔۔۔

"اس تقویٰ بیگم کو کیا ہوا"۔۔۔ مہکار نے طنزیہ عائشہ سے پوچھا۔۔

"میں کیا جانوں"۔۔۔وہ کندھے اچکا کر بولی تو مہکار نے نخوت سے منہ پھیرا۔۔

"بہانے ہیں میڈم کے نظروں میں نمایا ہونے کیلیئے"۔۔۔وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تو پیچھے عائشہ بھی ساتھ ہوئی۔۔

حیدر نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

----

*۔

پرپل کلر کے گھیر یدار فراک،وائٹ چوڑیدار پجامہ میں گیلے بالوں کو تولیے میں لپیٹتی وہ مرر کے سامنے آئی۔۔۔
آئینہ کے سامنے آکر اسنے اپنے بال تولیے سے نکال جو گیلے ہونے کی وجہ سے لہرا کر اسکی پشت پر گرے۔۔۔۔

بھلے ہی وہ عام شکل وصورت کی تھی پر اسکے شہد رنگ بال کمر تک پھیرے ہوئے تھے۔۔۔

اسے یاد نہیں تھا کہ اس گھر کسی نے بھی اسکے بال دیکھے ہوں گے کیونکہ وہ ہم وقت بالوں کو جوڑے میں قید کر کے اسکارف پہنتی رہتی تھی۔۔۔۔۔
یہ سب پھپھو کی کرم نوازی تھی جو اسکے روزرات کو بالوں میں تیل سے مساج کرتی تھی۔۔۔۔

اور کچھ دیکھ بھال تقویٰ کی بھی تھی جو اسکے بال انتہائی خوبصورت تھے۔۔۔

وہ مسکراتی بالوں میں برش کرنے لگی۔۔۔

اور انہیں پھر جوڑے میں قید کر کے اسکارف پہن لیا۔۔۔

"ٹاپس پہننے کا فائدہ ایویں ہی بھوج کانوں پر"۔۔۔وہ منہ بنا کر انہیں وہیں چھوڑ کر واپس سینڈلز نکال کر پہننے لگی۔۔۔

"ہو گئی تیار"۔۔۔ٹک ٹک کرتی عائشہ تقویٰ کے روم میں داخل ہوئی۔۔

"یہ کیا اتنی دیر ہو گئی اور تم ابھی ویسی کی ویسی بیٹھی ہو"۔۔۔بالوں کو جھٹکتے عائشہ غصے سے بولی۔۔۔

"نہیں میں تیار ہوں چلیں"۔۔وہ اپنا کلچ اٹھا کر مسکراتی بولی۔۔

"کیاا"۔۔۔!!عائشہ چیخی۔۔

"یہ تم اسے تیار کہتی ہو۔؟ میں تو کہتی ہوں پلیز یار ابھی چینج کر وورنہ بے عزتی نا کروادو کوئی مڈل کلاس ہی لڑکی لگ رہی ہو "۔۔۔وہ فل تیار بلیک خوبصورت سی میکسی میں ملبوس شولڈر کٹ بالوں کے ساتھ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ تقویٰ نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا۔۔۔

"مجھے خوشی ہو گی اگر میری پہچان میرے لباس سے ظاہر ہو تا کہ لوگوں کو غلط فہمی نا ہو اور مجھے دلی سکون ملے کہ میرا کوئی دوسرا روپ نہیں، میں صرف ایک ہوں جسکا نام تقویٰ ہے"۔۔۔وہ مسکرا کر اسکے پاس آئی اور محبت سے دیکھتی بولی۔۔

عائشہ اندر جیسے کچھ ہوا۔۔

"تمہارا مطلب کیا ہے تقویٰ تم ہمیشہ کسی نا کسی بات پر مجھ پر طنز کرتی ہو"۔۔۔وہ بگڑ کر بولی۔۔

تقویٰ کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔۔

"میری جان میں کیوں تم پر طنز کروں گی؟ مینے صرف ایک عام سی بات کی ہے اپنے مطلق اگر اس میں تمہیں طنز لگ رہا ہے تو مہربانی کر کے میرے طنز کو نہیں اس بات کو سوچو کہ وہ تمہیں طنز کیوں لگا"۔۔۔وہ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتی بولی۔۔

اتنی خوبصورت ہونے کے بعد بھی اسنے ہیوی میک اپ کیا ہوا تھا۔۔
جسکے الف ب سے بھی تقویٰ واقف نا تھی۔۔

"تم ہمیشہ طنز کر کے محبت کی چاشنی میں بات گھما دیتی ہو، کیا مینے تمہیں کہا کہ تقویٰ تم کالی ہو یا اولڈ وومن لگی ہو کچھ بھی کہا تمہیں"۔۔۔وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی آئینے کے سامنے آئی اور ہاتھ میں موجود بیگ ٹیبل پر رکھ کر اس سے ڈائمنڈ نیکلس نکال کر پہننے لگی۔۔۔۔۔۔

"یہ کس کا ہے عاشی"۔۔۔تقویٰ جانتی تھی یہ وہی نیکلس ہے جو اسے صائم نے دیا تھا جیسے وہ سیدھا اپنے گھر لے گئی تھی اور پھر واپس آئی ہی نہیں تقویٰ اس سے بات کرنا چاہتی تھی اسے منا کرنا چاہتی پر وہ آئی نہیں نا ہی اسکی کال اٹھائی۔۔۔

اسے تو حیرت تھی مہکار بھابھی پر جسنے اسے مناتک نہیں کیا بلکہ خاموشی سے دیکھتی رہی۔

تقویٰ کو دکھ تو بہت ہوا پر وہ چپ چاپ زہر پی گئی۔۔۔

"مہکار بھابھی نے گفٹ کیا ہے"۔۔۔اپنی صراحی دار گردن میں پہنتے اسنے جواب دیا

تقویٰ کا چہرا بجھ گیا۔۔

"عاشی مجھ سے جھوٹ مت بولو"۔۔۔وہ آگے بڑھ کر اسکے سامنے آئی ایک پل کو عائشہ نے اسکے چہرے کو دیکھا اور اگلے پر بازو پر رکھے اسکے ہاتھ کو جھٹکہ۔۔۔

"پرابلم کیا ہے تقویٰ؟ کیوں میری زندگی میں ٹانگ اڑانے لگی ہو مطلب حد ہی ہو گئی جہاں دیکھو یہ نا کرو، وہ نا کرو، یہ غلط ہے، یہ ٹھیک ہے، دوپٹہ سر پر لو نظریں نیچے رکھو مطلب تمنے تو میری ماں کے بھی ریکارڈ توڑ لیے، تم سے دوستی کر کے مجھے لگتا تھا مینے زندگی بہت اچھا کام کیا ہے پر اب ایسا لگتا ہے جیسے مینے عذاب اپنے گلے میں ڈال لیا ہے، میں لاسٹ بار تمہیں وارن کر رہی ہوں اب اگر تمنے مجھے پر روک ٹوک کی تو میں بھول جائوں گی کہ تم کون میں کون، ابھی ماں زندہ ہے میری، تم اپنی لائف اسٹائل ہر فوکس کرو نا کہ جاسوس بن کر ہر کسی پر نظریں ٹکائے رکھو"۔۔۔۔تقویٰ کا پتا نا لگا کب اسکے آنکھوں سے آنسوں پانی کی طرح بہنے لگے اور وہ بغیر اسکی پروہ کئے اپنی بولے جا رہی تھی۔۔

یہ کہنا ٹھیک تھا کہ چیختی جا رہی تھی اسکے سر پر۔۔۔

"حد ہوتی ہے ہر چیز کی، خود کو کوئی دیکھتا نہیں دوسروں پر بس موقعہ چاہیے، اب کی بار بتا رہی ہوں میری زندگی ہے تو مرضی بھی میری چلے گی مجھے پتا ہے کیا گناہ ہے کیا ثواب تمہیں میری مدر بننے کی ضرورت نہیں"۔۔۔وہ کہہ کر بغیر رکے روم کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

"یہ تو میری عاشی نہیں تھی"۔۔۔وہ چیئر کو پکڑ کر بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

"وہ تو بہت پیاری تھی معصوم تو پھر یہ کون تھی یااللہ، میری عاشی کو اپنے لحفظ امان میں رکھ یااللہ تو اپنے بندوں سے ستر مائوں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے میرے مالک میری پیاری سے دوست کو غلط راہوں ہر چلنے سے بچا یااللہ"۔۔۔وہ ہاتھ بلند کرتے دعا کرنے لگی۔۔۔

"کیا ہوا شعلہ فشان کیوں بنی ہوئی ہو"۔۔۔ریڈ ساڑھی میں ملبوس مہکار نفیس سی جیولری پہنے میک اپ میں بہت اچھی لگ رہی تھی،
وہ اسے بلانے جاہی رہی تھی کہ عاشی اسے نیچے آتے دیکھائی دی پر اسکی سرخ رنگت دیکھ کر وہ پوچھنے بنا نا رہ سکی۔۔۔

"مت پوچھے بھابھی سارا موڈ غارت کر دیا اس تقویٰ نے"۔۔وہ صوفے پر بیٹھ کر گہرا اسانس لیتی بولی۔۔۔

یہ جو میکسی اسنے پہنی تھی یہ مہکار نے ہی اسے دی تھی کیونکہ جیسے کپڑے وہ چاہتی تھی اتنی رقم عائشہ کے باپ کے پاس نہیں تھی۔

اور باقی کچھ سوٹ جو مہنگے تو تھے پر اسکی ماں کے لائے گئے اسے اولڈ فیشن لگ رہے تھے تو اسنے مہکار سے بات شیئر جسنے دو منٹ میں اسکی پریشانی سلجھادی۔۔

اور ساتھ بلیک ہیل بھی اپنی دے دی۔۔۔

اور اوپر سے کرم ہو گیا جب صائم نے اسے مہنگا ترین نیکلس دلوایا۔۔۔

اب اتنا میک اپ کرنا تو وہ بھی جانتی تھی اور اپنے ماہر ترین ہاتھوں سے خود کو چار چاند بنا دیا کہ جس کی نظر پڑتی تو پلٹنے کا نام ہی نا لیتی۔۔۔

اور یہ حال وہ حیدر کا دیکھنا چاہتی تھی۔۔

جب وہ اسے دیکھے گا اور دیکھتا ہی رہ جائے گا تب عائشہ کو لگے گا اسکی محنت کا اجر اسے مل گیا ہے۔۔۔

اپنے تحت وہ تقویٰ سے تعریف سننے گئی تھی پر وہاں سے جو رسپانس ملا اسکا دل راکھ کر کے رکھ دیا۔۔

اسے لگا تقویٰ بھی کہے گی کہ اسے بھی میک اپ کر دے پر اسکی تیاری کو دیکھ کر وہ خود ہی گرتے گرتے بچی تھی اوپر سے اسکا لہجہ۔۔

"ارے بے وقوف وہ تو چاہتی یہی ہے کہ تم اسکی باتوں میں آ کر سارہ میک اپ اتار دو اور اسکی طرح ایک مڈل کلاس بن کر چلو، وہ جلتی ہے جب لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تمہاری تعریف کرتے ہیں وہ چاہتی یہ ہے کہ تم بھی ایسی بن کر چلو کہ تمہاری

طرف کوئی دیکھے بھی نا، اور تم ہو کہ اسکی باتوں کو سر پر سوار کر کے اسکے پلائن کو کامیاب کر رہی ہو"۔۔۔ مہکار کی بات پر عائشہ نے دبدباتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

"بھابھی پر وہ ایسا کیوں چاہتی ہے میں اس سے اتنی محبت کرتی ہوں بہن سمجھتی تھی اسے پر وہ ناگن نکلی"۔۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی تو مہکار نے سر پیٹ لیا۔۔۔

"بیوقوف ہو اول درجے کی تم عاشی،، مینے تمہیں بتایا تو تھا لڑکی کہ ایسی لڑکیوں کو جب کوئی نہیں پوچھتا اور انہیں اپنا مستقبل تاریک نظر آتا ہے تو وہ دوسروں کی خوشیاں نگلنے کی کوشش کرتی ہیں اور پھر وہ دوسرا چاہے اس سے کتنی ہی محبت کیوں نا کرتا ہو انہیں تو بس اپنی کمتری کا بدلہ لینا ہوتا ہے"۔۔۔ مہکار کی بات عائشہ کے دل پر لگی ہاں یہی تو وجہ تھی تقویٰ کے روک ٹوک کی ورنہ دوسرے تو صرف بہانے تھے۔۔۔

"پر میں اسے اپنی خوشیاں نگلنے ہی دوں گی بھابھی اگر اسنے ایسی کوئی کوشش کی بھی تو ایسا سبق سیکھاؤں گی ساری زندگی منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہے گی وہ جانتی نہیں کہ اس بار اسکا پالہ کس لڑکی سے پڑا ہے"۔۔۔ عائشہ نفرت حقارت سے ایک عزم سے بولی مہکار کی بتیسی باہر آگئی۔۔۔

وہ چاہتی بھی تو یہی تھی۔۔۔
عائشہ کو اپنی مٹھی میں کر کے اس سے اپنے بھائی کی شادی کروائے اور اپنے مستقبل کے دیکھے گئے سپنے بغیر کسی رکاوٹ کے پورے کرے۔۔۔

اسے پتا تھا اسکے خاندان میں لڑکیاں کتنی تیز ہیں جو اسکے بھائی سے شادی کے بعد اسکی جائیداد پر پورا حق جمع لیں گی اور اسے ٹھینگا بھی نصیب نا ہو گا۔ اور سرتی رہے گی اس گھٹن زدہ گھر میں۔۔

پر جب اسکی نظر عائشہ پر پڑی تو اسے سب کچھ سمجھ آگیا کہ اسے کرنا کیا ہے۔۔
عائشہ ایک انتہائی درجے کی احمق اور جذباتی لڑکی تھی۔۔۔
اسے جس راہ پے بھی دھکا دے دو وہ چلنا شروع کر دے گی بغیر انجام کا سوچے۔۔
اور اسے دیکھ کر ہی مہکار کو لگا یہ ہے خزانے کی کونجی۔۔۔
خوبصورت وہ اتنی تھی کہ نظر ایک بار پڑ جائے تو پلٹنا بھول جائے دوسرا غریب تھی شوقین بھی۔۔

اور پھر مہکار کو زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑی کہ وہ خود اسکی طرف کھینچی چلی آئی اب یہ حیدر کی چاہ میں تھا دولت کی ہوس میں۔۔۔۔
پر اسے کیا اس کے ہاس بہت پلائن تھے۔۔۔

"شاباش میری شہزادی میں سننا بھی یہی چاہتی تھی تمہیں ذرا سی بات پر ہمت نہیں یارنی چاہیے تمہیں اپنا سارا فوکس ان بکواس باتوں سے ہٹا کر حیدر پر دو اور آج دیکھا ؤ اپنے اس ویامت خیز حسن کا کمال"۔ مہکار نے آنکھ مار کر کہہ تو عائشہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"ہائے بھابھی کاش آپ میری سگی بہن ہوتی"۔۔۔ عائشہ اسکے گلے میں بازو ڈالکر محبت سے بولی۔۔

"فکر مت کرو سگی نند ضرور بن کر دیکھاؤں گی"۔۔۔وہ اٹھ کر ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی بولی تو عائشہ نے دل کی گہرائیوں سے ان شااللہ کہا۔۔

"حیدر نے گاڑی بھیجی ہے لڑکیوں آجاؤ"۔۔سائرہ بیگم لاؤنج میں آکر بولی۔۔
وہ بھی جارہی تھی خاص کرکے اپنے بھائی کیلئے۔۔۔
"تقویٰ ساحل کو روم سے لیکر آؤ"۔۔۔سیڑھیاں اترتی تقویٰ پر ایک نظر ڈال کر وہ بولی اور عائشہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔

تقوہ عائشہ کی پشت کو دیکھتے دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔
"ماشااللہ آپی آپ بالکل قرآن پاک پڑھتی جو لڑکیاں نہیں ہوتی کتاب میں پیاری سی وہ لگ رہی ہیں"۔۔۔ساحل اسکارف میں موجود تقویٰ کے پرنور چہرے کو دیکھتے بے ساختہ بولا تو تقویٰ جھینپ گئی۔۔۔

"چلو انتظار ہو رہا ہے ہمارا ساحل صاحب"۔۔۔وہ اسکے گال پر بوسہ دیکر ہاتھ پکڑتی ساتھ نکلی۔۔۔۔

"ماموں جان تو گئے"ساحل مسلسل اسے دیکھتا بڑبڑایا۔۔۔

"کچھ کہا تمنے ساحل"۔۔تقویٰ بڑبڑاہٹ سن کر بولی۔
تو ساحل نے اپنے چھوٹے کندھے اچکا دئے۔۔۔

"نہیں خود پر رو آرہا ہے کہ میں آپسے چھوٹا کیوں ہوں"۔۔۔وہ شرارت سے دیکھتا بولا تو تقویٰ منہ ہر ہاتھ رکھ کر ہنس دی
۔۔۔

"میں سمجھنے کی کوشش کررہی ہوں ساحل بہت غلط بات"۔۔۔وہ اسکے کان پکڑ کر بولی تو ساحل زبان دیکھا کر بھاگ گیا
۔۔۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کرتی رہیں ہم بہت آگے نکل گئے ہیں آپی"۔۔۔وہ پیچھے سے بول کر بھاگ گیا اور تقویٰ ناسمجھی سے اسکے پشت کو دیکھتی باہر آئی۔۔۔

وہ سائرہ بیگم اور ساحل ایک گاڑی میں تھے ہارون مہکار اور عائشہ دوسری گاڑی میں۔۔۔۔

------------------------------------------------------*

"بھابھی گھر ہے کہ محل"۔۔۔عائشہ شاہ ولا میں پہنچ کر جب لان میں آئی تو بے ساختہ بولی۔۔۔
اسکی بات پر ہارون اور مہکار دونوں ہنس پڑے۔۔۔

"یہ گھر ہے حیدر شاہ کا میری جان"۔۔۔اسے ساتھ لیکر وہ بولی اور کچھ جھکتے سرگوشی میں کہا "تمہارا مستقبل کا سسرال "۔۔۔اسکی سرگوشی پر عائشہ کو چہرا سرخ پڑ گیا۔۔۔

تقویٰ ساحل سائرہ بیگم کے ساتھ انکے پیچھے تھی۔۔۔۔۔

انٹرنس پر ہی حامد صاحب اور حیدر دونوں بلیک تھری پیس سوٹ میں موجود تھے۔۔

اپنے ڈیڈ کو دیکھ کر مہکار کی آنکھوں پانی آگیا۔۔نن

"ڈیڈ"۔۔۔وہ آگے بڑھ کر بولی تو چیف جسٹس وہاج زیدی سے بغلگیر ہوتے آواز پر مڑے۔۔

"اومائے ڈول"۔۔۔اسنے بانہیں پھیلائی تو مہکار ان میں سما گئی۔۔۔۔۔

ان دونوں باپ بیٹی کی محبت پر حیدر مسکراتے انکے پیچھے دیکھا۔۔۔

عائشہ پر ایک سرسری نظر ڈال کر اسکی بے چین نظریں تقویٰ کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔

اور وہ جب اس پر نظریں پڑی تو حیدر کا دل دھڑک اٹھا اور نظریں تھی کہ پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔۔

وہ تیار ہو کر نہیں آئی تھی نا ہی فینسی مہنگے کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔

عام سے گھیر یدار فراک میں اسکارف پہنے وہ سائرہ بیگم کو سہارا دے کر آرہی تھی۔۔۔

ایسا کیا تھا کہ حیدر کا دل بے اختیاری پر اتر آیا تھا۔۔۔اسکا جواب شاید اسکے پاس بھی نہیں تھا۔۔۔۔

عائشہ جو فل میک اپ میں حسین مجسمہ لگ رہی تھی اس سے بھی خاص اور خوبصورت اسے تقویٰ لگی۔۔۔

حیدر جانتا تھا اپنے تحت تو اسنے پوری کوشش کی ہوگی کہ سادگی میں رہے پر شاید اسکے چہرے کا نور اسے سب سے الگ اور نمایا کر گیا تھا جس سے شاید وہ بے خبر تھی ورنہ وہ خود کو سات پردوں کے پیچھے چھپا لیتی،یہ حیدر کی رائے تھی۔۔۔۔

سب سے ملکر وہ اندر جانے لگے جہاں کافی بزنس مین ٹائیکون اور دوسرے بھی امیر کبیر لوگ موجود تھے اپنی بیگمات کے ساتھ۔۔

حیدر کی نظریں تقویٰ پر ٹکی تھی اور جب عائشہ نے اسے دیکھا تو تو اسکی نظروں کا زاویہ اپنے پیچھے دیکھ کر وہ مڑی اسی پل خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے تقویٰ نے بھی نظریں اٹھائیں ان دونوں کی نظروں کے ٹکراؤ پر عائشہ ہکا بکا دیکھتی رہی ۔۔۔ "کیا تقویٰ اسکی خوشی کو نگلنے والی تھی"۔۔۔؟ اسکے دل سے ہوک اٹھی۔۔۔

"نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی"۔۔۔ اسنے خود سے کہا اور قدم حیدر کی جانب اٹھائے۔۔۔۔
تقویٰ نے اسی پل ہی ناگواریت سے نظریں جھکا لی۔۔۔

حیدر کے دل پر جیسے پھول بنکر اسکی ناگوار نظریں گری اور ہونٹوں پر خود بے خود مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"کیسے ہیں آپ"۔۔۔؟ عائشہ اسکے سامنے آئی تو حیدر نے اسے دیکھا۔۔

"الحمد اللہ آپ بتائیں"۔۔۔؟ وہ مجبوراً کہنے لگا ورنہ اسکا دل نہیں کر رہا تھا اسکی طرف دیکھنے کو۔۔۔

کیسا لباس پہن کر آئی تھی ہاف سیلو سے جھانکتے اسکے سفید دودھیاں بازوں نازک پتلی کمر بغیر دوپٹے کے وہ دعوت نامہ بنی ہوئی تھی اور حیدر کو اس سے ناگواریت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

وہ مزید اسکے منہ کھولتے دیکھ کر اندر کی جانب ایکسکیوز کرتا چلا گیا۔۔۔

ایک بار پھر عائشہ اپنی توہین پر بل کھا کر رہ گئی پر اس دل کا کیا کرتی جو اسکی ضد لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

یہ راز اس پر کچھ دیر پہلے ہی آشکار ہوا تھا کہ حیدر کو کسی اور کا تصور کرتے ہی اسکی روح فنا ہو جاتی۔۔ وہ شاید پاگل نا ہو جائے اسے اپنی جنونیت سے ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔

اور حیدر سے بھی جو اس پر ایک غلط نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کر رہا تھا۔۔۔

حامد صاحب بہت نرم پر شفقت طبعیت کے مالک تھے۔۔ انکے ہونٹوں پر ہم وقت مسکراہٹ رہتی تھی۔۔۔۔

وہ تقویٰ سے بھی ملے اور اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کامیابی کی دعا دی۔۔۔

حیدر نے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹری کر رہی ہے۔۔

اور آج مل کر اسے دیکھ کر اسے لگا کہ اسکے بیٹے نے ہیرا چنا ہے اور اسے فخر ہونے لگا کہ اپنی پرورش پر۔۔۔

جب جب اسکی نظریں تقویٰ پر پڑتی اسکی آنکھوں میں محبت کی گہرائیوں کو دیکھتے حامد صاحب دل سے دعا دیتے اچھے مستقبل کی۔۔۔

انکا ارادہ ایک ماہ سیٹل ہونے کے بعد اسکے بھائی دانیال سے تقویٰ کا رشتہ مانگنے والا تھا۔۔۔ اپنے گھر کی رونق مانگنے والا تھا ۔۔۔

اتنی وقت کے بعد تو حیدر شادی کیلیئے راضی ہوا تھا تو وہ کیوں وقت لگاتا۔۔

اسے حیدر سے بھی جلدی تھی اپنی گود میں پوتے پوتیوں کو اٹھانے کی۔۔۔

"ہاں تو حامد کیسے فیصلہ کیا پچیس سال بعد اپنے وطن لوٹنے کا"۔۔۔ چیف جسٹس وہاج زیدی ایک بازو اپنی بیوی ہانیہ کی کمر میں ڈالتے دوسرے سے گلاس پکڑے حامد صاحب سے مخاطب ہوئے جو انکا جگری یار تھا۔۔۔

"بس کرنا پڑا وطن کی کشش کھینچ لائی اپنے مقام پر"۔۔۔ گلاس منہ سے لگاتے حامد صاحب بولے تو وہاج صاحب قہقہہ لگا اٹھے۔۔

"بہت خوب مطلب شاعر سچ ہی کہتے ہیں"۔۔۔ انہوں نے مسکراتے ایک نظر مسز ہانیہ پر ڈال کر حامد صاحب سے بولے

"یہی سمجھ لیں۔۔۔ وہ خوش دلی سے بولے اور پھر وہاج صاحب کے حیدر اور مہکار کا پوچھنے پر انہوں نے حیدر مہکار اور ہارون سے ملوایا۔۔۔

حیدر شاہ کی شخصیت سے وجاہت سے وہ دونوں متاثر ہوئے تھے۔۔

اسکی آنکھوں میں عزت احترام سلجھا ہوا پن دیکھ کر مسز وہاج کو اپنا بگڑا بیٹا یاد آیا۔۔۔

اور حامد صاحب پر رشک۔۔۔

مسز وہاج اور مہکار بہت اچھے سے ملیں اور گپ شپ کرنے لگی پھر انکے ساتھ عائشہ بھی شامل ہو گئی۔۔۔

عائشہ کو دیکھ کر ماڈرن مسز وہاج بھی تعریف کیے بغیر نا رہ سکی اور ہمیشہ کی طرح عائشہ نے اپنا حق سمجھ کر وصول کیا۔۔۔

حیدر کی نظر بار بار بھٹک کر ساحل اور سائرہ بیگم کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تقویٰ پر جا رہی تھی۔۔۔
جو سائرہ بیگم کی بات سر جھکائے سنتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اسکی مسکراہٹ میں اس قدر کشش لگی کہ حیدر کا دل بار بار اسکی جانب کھینچنے لگا۔۔۔۔

کہ وہ اس پر عمل کر بھی دیتا جب حامد صاحب نے اسے ہوش میں لانے کیلیئے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

وہ چونک کر دیکھنے لگا اور حامد صاحب کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

دوسری طرف عائشہ کی بھی وقفے وقفے سے اس پر نظریں تھی اور حیدر کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ کر وہ سر سے پائوں تک جل کر رہ گئی۔۔۔

"اسکا مطلب یہی تھا مہکار بھابھی ٹھیک ہی کہتی ہے"۔۔۔وہ دل میں بولی پر اسکی سرخ ہوتی آنکھیں اسکے ضبط کی گواہی دے رہی تھی۔۔

اگر محفل نا ہوتی تو وہ ابھی جا کر تقویٰ کا نقشہ ہی بگاڑ دیتی۔۔۔

"صائم نہیں آیا وہاج"۔۔؟ حامد صاحب کی آواز ہانیہ کے کانوں میں بھی پڑی اور انہوں نے وہاج صاحب کی جانب دیکھا ۔۔۔

وہاج صاحب کی خاموشی پر حیدر نے بھی ایک پل کو دیکھا جہاں کرب کے سائے لہرا رہے تھے۔۔

"تم میرے جگری دوست ہو حامد تم سے کیا چھپانا، حامد صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انہوں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا ۔۔۔

حیدر بھی دیکھنے لگا کہ کیا بات تھی جو وہ اتنے غم غین لگ رہے تھے۔۔۔
مسز وہاج کے چہرے کے تاثرات بھی وہی تھے۔۔۔

"صائم۔۔۔۔۔۔
"میں آپکے پیچھے ہوں چیف جسٹس صاحب"۔۔۔ بھاری گھمبیر آواز وہاج صاحب کے پیچھے سے آئی۔۔۔
سب کی گردنیں مڑی آواز پر۔۔۔
پیچھے ہی بلو شرٹ اور جینز میں نیلی آنکھوں میں شرارت سمائے صائم کھڑا تھا۔۔

اسکے لب و مخاطب پر سب کی نظریں اس پر جم گئی۔۔۔
حیدر نے صائم۔کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچلیں۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا اسے یہ تو وہی تھا یونی اور جیولری شاپ والا۔۔۔

جانی پہچانی آواز پر تقویٰ نے بھی سر اٹھایا تو صائم کو وہاں دیکھ کر حیران رہ گئی۔

اور اسکے ساتھ مسز وہاج کو دیکھ کر وہ ششدر، کہ یہ جج صاحب اور بزنس وومن ہانیہ زیدی کا بیٹا ہے اتنا بد تمیز غنڈہ ٹائپ انسان اتنے شریف لوگوں کا کیسے اولاد ہو سکتا ہے۔

تقویٰ تو اپنی جگہ، پر جب عائشہ کی نظر اس پر پڑی تو وہ صدمے میں رہ گئی۔
اسے اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دیں۔
اگر آج صائم کو معلوم ہو گیا کہ اسکا کوئی رشتہ نہیں شاہ فیملی سے بلکہ وہ ایک مڈل کلاس لڑکی ہے تو۔
ایس گروپ تو یونی میں اسے بدنام کر دے گا اور وہ کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہے گی۔
اسنے ڈرتے ڈرتے تقویٰ کو دیکھا جو واپس ساحل کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی کیونکہ اسے کوئی پروہ نہیں تھی۔
عائشہ کی بے عزتی سے آنکھیں دبدبا گئی۔وہ کچھ کھسک کر مہکار بھابھی کے قریب ہوئی۔

پارٹی میں موجود چیف جسٹس صاحب اور ایک کامیاب بزنس وومن ہانیہ زیدی کے نواب بیٹے کو دیکھ کر میڈیا والے کھٹ کھٹ تصویریں نکالنے لگے۔

"صائم یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہوں اور اپنا حلیہ دیکھو کیوں آئے یہاں اگر پہلے منع کر دیا تھا تو اب کیوں"؟ مسز وہاج اسے بازو سے پکڑ کر سائیڈ کرتی بولی

تو حامد صاحب نے میڈیا کو وہاں سے روانہ کرنے کا اشارہ کیا حیدر کو جس پر اسنے سر کو خم دیتے ہوئے عمل کیا اور کچھ دیر میں اب وہاں میڈیا کا ایک فرد نہیں تھا۔

"یہ کیسے ہوا وجی"؟ حامد صاحب کو یاد تھا جب وہ پاکستان سے جا رہا تھا تو وہاج صاحب اپنے بھتیجے کے ساتھ اسے سی آف کرنے آئے تھے تب پہلی بار وہ تین سال کے صائم سے ملا تھا اور اسے اتنا پسند آیا کہ اسکے دل میں نقش کر گیا۔

تین سال کا بچہ ہو کر اتنا تمیز دار اور با اخلاق تھا کہ اسنے اپنے چار سال بیٹے حیدر کو دیکھ کر یہ سوچا تھا ان شاء اللہ دونوں میں کوئی فرق نا ہو گا اور وہ پاکستان واپس آ کر سب سے پہلے صائم سے ہی ملے گا کیوں کہ پہلی ہی نظر میں وہ بچہ اسکے دل دماغ میں بیٹھ گیا تھا۔
اور انہوں نے آکر بھی یہی خواہش ظاہر کی تھی جس پر وہاج صاحب ذرا ہچکچائے تھے تب وہ سمجھ نہیں پائے پر اب دیکھ کر سکتے میں تھے حامد صاحب۔

"بھائی صاحب کی موت کے بعد وہ بالکل بدل گیا حامد"۔ کرب اذیت سے وہاج صاحب نے گہرا سانس بھر کر بولے تو حیدر کے ساتھ ہارون بھی اس خوبصورت مگر بگڑے لڑکے کو دیکھنے لگے جو اپنی ماں کی آنکھوں میں التجا کو انظر انداز کیے پارٹی میں موجود لوگوں پر سرسری نظر گھما رہا تھا۔

آسکی نیلی آنکھیں ہم وقت سرخ رہتی تھی جیسے اندر کوئی بڑا طوفان ضبط میں ہو۔

"کیوں آپکو پسند نہیں آیا میرا آنایا آپکے شوہر صاحب کو"۔ صائم نے جھٹکے سے بازو چھڑوا کر پوچھا اور اسکی نظریں کسی کو ڈھونڈنے لگی جو مہکار بھابھی کے پیچھے سے ہی نمایا ہوئی۔

"صائم جائو پلیز یہاں تو بخش دو، کتنے بڑے لوگ موجود ہیں ہماری عزت کا جنازہ مت نکالو" مسز وہاج نے اسکے ہاتھ تھام کر بھرائی آواز میں کہا۔

"فکر مت کرو میں یہاں آپ دونوں کا جنازہ اٹھانے نہیں اپنے کام سے آیا ہوں" وہ عائشہ کے دلکش سراپے کو دیکھتے ہوئے بولا تو مسز وہاج ٹھٹھک گئی۔

"کک۔۔کیا مطلب"؟ وہ اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگی اور اسکی نظریں مہکار کے ساتھ کھڑی خوبصورت سی لڑکی عائشہ پر دیکھ کر دل تھام گئی۔

"پاگل تو نہیں ہوگئے ہو وہ مسٹر شاہ کی رشتہ دار کی بیٹی ہے تم ایسا کچھ نہیں کروگے صائم"۔ عائشہ کا تعارف جس انداز میں مہکار نے کروایا تھا اس سے تو یہی باور تھا وہ بہت اسپیشل ہے اور جلد ہی انکی فیملی کا حصہ بننے والی ہے۔

"اوہ اب تو اور مزا آئے گا اس چڑیا سے کھیلنے میں کیوں"؟ اسنے اپنا بروا چکایا۔

"کیا ہمیں بھول گئے صائم صاحب"۔ڈوبتے دل کے ساتھ مسز ہانیہ اسے ہاتھ جوڑنے والی تھی کہ حامد صاحب بیچ میں آ گئے

۔

"آپ یاد ہی کب تھے، سوری آپکا تعارف"۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے صائم حامد صاحب کو دیکھتا بولا تو ہانیہ اور وہاج صاحب شرمندہ ہو گئے۔

البتہ حیدر نے مٹھیاں بھینچ لیں کہ کیا ضرورت تھی ڈیڈ کو اس لوفر کو انوائٹ کرنے کی۔

"یقین نہیں ہوتا یہ چیف جسٹس کا بیٹا ہے"۔ہارون نے حیریت کا اظہار کرتے بولے تو حیدر نے لب بھینچ لیے۔

اسکے جواب پر حامد صاحب نے قہقہہ لگایا۔

"یہ بات تو لاکھوں کی ہے جو یاد نہیں ہوتے انہیں پہچانا بھی کہاں جاتا ہے پر ہمیں تو آپ یاد ہیں اول روز سے صائم زیدی"۔

"اور رہا میرا تعارف تو مجھے حامد شاہ کہتے ہیں آپکے ڈیڈ کا بچپن کا دوست"۔حامد صاحب نے ہاتھ بڑھایا

صائم نے انکے ہاتھ کو دیکھ کر اپنی ماں کو دیکھا جسکی آنکھوں التجا تھی کہ صرف یہاں عزت رکھ لو۔

اسنے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

"آپ سے ملکر خوشی ہوئی پر اگر آپ وہاج صاحب کے دوست ہیں تو جانتے ہوں گے وہ میرے ڈیڈ نہیں انکل ہیں ایکسکیوز می"۔صائم ایک تمسخرے بھری نظر وہاج صاحب پر ڈال کر آگے بڑھ گئے اور حیدر نے اس قدر اپنے باپ کی انسلٹ پر آگے بڑھا کہ ہارون نے اسکا بازو پکڑ لیا

"کم ڈاؤن حیدر ماحول خراب ہو گا، دیکھو تمہارے ڈیڈ مسکرا رہے ہیں انہیں برا نہیں لگا"۔ ہارون کے روکنے پر حیدر آس پاس گیسٹس کو دیکھ کر اپنے آپ کو ریلیکس کرنے لگا۔

"بچہ ہے ایک دن سنبھل جائے گا"۔ حامد صاحب نے وہاج صاحب کے کندھے پر تھپکی دی

وہ مایوس سر لا کر رہ گئے جانتے تھے ایسا کبھی نہیں ہونے والا تھا۔

"ہائے مس عائشہ "صائم چلتا ہوا عائشہ کے سامنے رکا اور مسز وہاج نے دیکھ کر تھوک نگلی۔

وہ اسے کئی بار بے عزت کروا چکا تھا اور اب پتا نہیں کیا کرنے والا تھا۔
جانتی تھی انہیں بے عزت کرنے کا موقعہ وہ کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

انہوں نے چپکے سے آنکھوں سے آنسوں صاف کیا جو کسی کی نظروں سے اوجھل نا رہ سکا۔

"حوصلہ رکھو اللہ بہتر کرے گا"۔ مسٹر وہاج نے ہانیہ بیگم کو حوصلہ دیتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"تم دیکھ رہے ہو وجی وہ کیا کرنے والا ہے"۔ انہوں نے عائشہ کے سامنے کھڑے صائم کی طرف اشارہ کیا تو وہاج صاحب سر ہلانے لگے۔

"ڈونٹ وری اگر اس بار اسنے کوئی غلطی کی تو وہ ساری عمر بھرے گا" انہیں اپنے ساتھ لگاتے وہ کچھ برہم ہو کر بولے تو مسز وہاج پریشان سی دیکھتی رہ گئی۔

"جج۔۔جی"۔ عاشی کی زبان ہلکلا گئی۔

اسنے پاس کھڑی مہکار کا ہاتھ پکڑا جو ٹھنڈا ہو کر کانپ رہا تھا۔

"بہت خوبصورت لگ رہا ہے یہ کم چیز آپکی خوبصورت گردن میں آکر"۔ عائشہ اسکی بات پر شرمندہ ہوتی جبراً مسکرائی۔

کیا ضرورت تھی پہن کر آنے کی۔
اب کیا سمجھے گا اسکے پاس کوئی دوسرا نیکلس نہیں تھا جو میرا ملتے ہی پہن لیا۔

"جی مم۔۔۔ میرے ڈریس سے میچنگ کر رہا تھا تو پہن لیا تھینکس اس بیوٹیفل گفٹ کیلیئے" وہ ایک گہرا سانس بھر کر بولی تو صائم ہنس دیا

"بہت خوب مطلب ہم آپکی پسند سے پہلے ہی واقف ہیں کیوں مس"۔ اسنے پاس کھڑی مہکار کو مخاطب کیا تو وہ مسکرا کر سر ہلانے لگی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں" صائم کو ڈری ہوئی عائشہ کے پاس دیکھ کر حیدر سے جب ضبط نا ہوا تو انکے سر پر پہنچ کر سرد آواز میں بولا۔

کچھ بھی تھا وہ انکے گھر آئی تھی مہمان بن کر، اور حیدر پے یہ گوارا نہیں تھا کہ کوئی شریف لڑکی کو ڈرائے یا خوفزدہ کرے جو اس وقت عائشہ تھی۔

اسکے حلیے کو اسنے نادانی تسلیم کر لیا تھا۔

کیونکہ پانچ انگلیاں برابر تو نہیں،

ہر کوئی اپنی سوچ اپنے حساب سے تھا۔

"ہر جگہ ٹپک پڑنا"۔۔صائم حیدر کو پھر سے دیکھ کر برا منہ بنا گیا

"یونی میں ملتے ہیں"۔۔وہ عائشہ کو مسکراتی نظروں سے دیکھتا کائونٹر کی طرف چلا گیا جیسے اسکے اپنے گھر کی پارٹی تھی۔

"آپ اسے جانتی ہیں عائشہ"؟ صائم کے جاتے ہی حیدر عائشہ سے مخاطب ہوا مہکار بھی دیکھنے لگی۔

"نن۔۔۔میرا مطلب ہاں یہ"۔۔وہ کچھ سوچ کر حیدر کی آنکھوں میں دیکھنے لگی اور گہرا سانس بھر کر اپنی سوچ پر عمل کرنے لگی

"کیا یہ"؟ حیدر نے برو اچکائے

"یہ تقویٰ کو پسند کرتا ہے اور شاید تت۔۔۔ تقویٰ بھی"۔۔ایک پل کو اسکا دل دھڑکا اور ہاتھوں میں پسینہ آگیا۔

پاس کھڑی مہکار کی تو آنکھیں پھیل گئی۔

"کیا سچ"۔۔ایک پل ناگا اسے سمجھتے عائشہ کو۔
کیونکہ وہ جانتی تھی تقویٰ کسی کو نظر اٹھا کر دیکھنا تو دور پسند کرے ناممکن تھا۔۔

"کیا بکواس کررہی ہو ایک لگاؤں گا ساری بکواس دماغ سے نکل جائے گی" حیدر عائشہ پر قہر برساتی نظر ڈالکر نیچی آواز میں غرایا

اور ہاں سے لمبے لمبے دنگ بھرتا چلا گیا۔
اسکا بس چلتا تو تقویٰ کے بارے میں ایسی بکواس کرنے پر اسکا گلا دبا دیتا۔

"کیا کررہی تھی"؟ مہکار ایک اسے سائیڈ کرتے بولی جسکی آنکھوں میں آنسوں بہہ نکلے تھے۔

"اس سحر کو ختم کررہی تھی جس سے اس ناگن نے اسے جکڑا ہے" اپنا بازو مہکار کی گرفت سے آزاد کراتے وہ آنسوں صاف کرتی زہر خند لہجے میں گویا ہوئی۔

"کیا مطلب کونسا کیسا سحر"؟ مہکار سمجھی نہیں

"آپ خود دیکھ لیں" عائشہ نے ہاتھ پکڑ کر سامنے دوستوں کے گھیرے میں کھڑے حیدر کی جانب رخ کیا جس کی نظریں کبھی کبھی بھٹک کر تقویٰ پر جارہی تھی اور اسکی آنکھوں میں جو محبت کی دنیا آباد تھی اس پر مہکار کا منہ کھل گیا۔

"یہ کب ہوا" مہکار کا منہ صرف ہلا۔

"آپ صرف مجھے سمجھاتی رہیں ایک بار اپنے بھائی پر نظر رکھتی تو معلوم ہوتا کب ہوا یہ" وہ گیسٹس کی طرف پیٹھ کیے زارو قطار بے آواز رونے لگی۔

"یہ کیا پاگل پن ہے عائشہ "مہکار اسکی سسکیاں دیکھ کر اسے اپنے ساتھ لیکر ہال سے نکل کر رومز کی طرف سیڑھیاں چڑھتی جانے لگی

اور پیچھے کسی بے جان پتلی کی طرح عائشہ گھسیٹ تی گئی۔

"اب ٹھیک سے بتاؤ کیسے ہوا یہ"۔۔وہ اسے بیڈ پر بیٹھا کر دروازہ لاک کرتی ساتھ بیٹھی۔

"یہ مجھ سے کیا پوچھ رہی ہیں آپ مجھے کیا پتا یہ کب ہوا اور کیوں آپکے بھائی کو اس کالی سے پیار ہونے لگا"

"میں کتنی محنت سے سج سنور کر ان کے لئے آئی تھی اور سب کی نظروں میں ستائش دیکھ کر جب حیدر کی نظروں میں دیکھا تو وہاں میرا نہیں بلکہ اس تقویٰ کا عکس تھا" وہ کہتی اپنے اندر کی حالت پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مہکار تو سکتے میں تھی۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا مجھے اسکے خواب دیکھوا کر، اس سے بہتر تھا پہلے میں صرف اسکے پیسے کو چاہتی تھی اور نا ملنے سے دل تو ناٹوٹتا اور اس صائم زیدی کو ہاں کر دیتی جو پاگل بنا پھر رہا ہے میرے پیچھے، پر آپنے میری آنکھوں میں خواب سجا کر میرے دل میں اسے بیٹھا کر اب اسے کسی اور کا ہوتے میں نہیں دیکھ سکتی میں پاگل ہو جائوں گی مار دوں گی اسے یا خود کو" وہ جنونی ہو کر اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے بھاری آواز میں روتے ہوئے بول رہی تھی۔

پر مہکار کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"کیا کہا دولت۔۔"!!شاک بھری آواز مہکار کی گونجی تو عائشہ نے سر اٹھایا۔۔اور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی ہے بے خودی میں۔

بے ساختہ ہی نظریں چرا کر اسنے اپنا لب دبایا۔

"تم یہ کیا کہہ رہی ہو تمھیں میرے بھائی سے محبت نہیں اسکی دولت سے محبت تھی عائشہ "؟۔۔۔ حیرت ہی حیرت تھی

"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی بھابھی مینے آپکو اپنی بڑی بہن مانا ہے" وہ شرمندہ سی اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتی ہوئی بولی

"ہاں یہ سچ ہے میں حیدر شاہ کی دولت سے محبت کرتی ہوں، اور اسے حاصل بھی کرنا چاہتی ہوں، اسلئے مینے صائم کو بھی نظر انداز کر دیا حالانکہ وہ بھی امیر ہے پر حیدر جتنا نہیں، اگر میں صورت دیکھتی تو صائم زیدی کو کب کا ہاں کر چکی ہوتی کیونکہ وہ ایک حسین ترین لڑکا ہے مجھ پر جان دینے کیلیئے تیار ہے جو آجکل کی ہر لڑکی کا خواب ہوتا ہے کہ اسکا ہونے والا شوہر یا چاہنے والا اس پر جان وار دے اسے پلکوں پر بٹھائے رکھے، اسکے ناز نخرے اٹھائے جو صائم میں مجھے اپنا ایسا مستقبل آسانی سے صاف نظر آرہا ہے، کیونکہ وہ پورا پاگل ہے میرے پیچھے، ایک جھلک تو آپنے بھی دیکھ لی ہوگی کہ شاپ میں معلوم ہوتے کیسے پارٹی میں آگیا میرے پیچھے پیچھے"۔۔اسنے کہتے مہکار کی طرف دیکھا جو بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پر بھابھی یقین مانے اب مجھے اسکی دولت سے زیادہ حیدر سے محبت ہے، پتا نہیں کب اسے روز رات کو میسج کرتے صبح کا میسج کرتے اسکا کھڑکی سے روز صبح دیدار کرتے کب مجھے بھی محبت کا مرض لگ گیا مجھے نہیں معلوم ہوا،،"

"بھابھی میں قسم کھاتی ہوں میں بہت محبت کرتی ہوں اس سے اسے کسی کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی میں مر جائوں گی بھابھی آپ کچھ کریں نا بھابھی"۔۔۔وہ دونوں مہکار کے ہاتھ پکڑ کر اسکے ہاتھوں پر سر رکھ کر بے تحاشہ رونے لگی۔

مہکار نے موبائل ایک طرف رکھ کر اسکا چہرا اوپر کیا اور آنسوں صاف کرنے لگی۔

"تم۔فکر مت کرو میری جان حیدر تمہارا ہی ہوگا اور جہاں تک دولت کی بات ہے تو میں سمجھ سکتی ہوں جس طرح کی گھٹ گھٹ کر تم زندگی گذار رہی ہو، اور جو تمہاری عمر ہے اس میں یہ سب عام باتیں ہیں، چلو جائو منہ دھو کر آئو فاسٹ، تب تک

میں کچھ سوچتی ہوں، ایسا تو ہر گز نہیں ہو گا کہ میرا اتنا حسین بھائی اس سانولی سے شادی کرے یا محبت میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی"۔۔ اسکے گال تھپتھپا کر وہ بولی تو عائشہ اسے دیکھتے گلے لگ گئی۔

"آئی لو یو بھابھی آئی لو یو سو مچ اگر آپ نا ہوتی تو میں بالکل تنہا ہو جاتی"۔۔۔ اسکے شدت جاذ باتیت کے اظہار پر مہکار مسکرا دی۔

اور عائشہ اپنے مزید جذباتیت کو کنٹرول کرتے اٹھی۔۔

---------------------------------------------------------*

وہ شراب کا گھونٹ گھونٹ گلے سے اتارتا کائونٹر سے ٹیک لگائے سامنے چھوٹے سے بچے سے باتیں کرتی تقویٰ کے حجاب میں چہرے کو۔ دیکھ رہا تھا۔۔
جو کسی کسی بات پر مسکراتی پاس بیٹھ اس بوڑھی عورت کی باتیں بھی سن رہی تھی، جو حامد صاحب سے باتیں کر رہی تھی۔

"آپی جوس لا دیں گلا سوکھ گیا ہے"۔ ساحل نے کائونٹر پر جوس کے گلاس کو دیکھتے ہوئے تقویٰ سے کہا۔

تقویٰ نے ویٹرز کو دیکھا جو مختلف مشروبات سرو کر رہے تھے۔۔
کچھ مشروبات کو دیکھ کر اسے افسوس ہوا۔
کیسے حرام چیز کو پانی کی طرح استعمال کر رہے تھے۔

"ایکسکیوز می بھائی"۔۔اسنے پاس سے گذرتے ویٹر کو پکارا تو وہ مسکراتا ہوا آیا۔

"یس سسٹر"۔۔عزت دینے پر عزت ملتی ہے۔۔

"انکل مجھے پیاس لگی ہے جوس لادیں" تقویٰ کے بجائے ساحل بولا۔

وہ سر ہلا کر سر کو خم دیتا تقویٰ سے ہو چھنے لگا کچھ چاہیے تو اسنے نفی میں سر ہلایا اور وہ ساحل کیلئے جوس کا گلاس لینے چلا گیا۔

"وائو آپی آپ پیئیں نا"۔۔۔ساحل نے جوس کا گلاس تقویٰ کی جانب کیا تو وہ مسکرا کر انکار کر گئی اور عائشہ کی تلاش میں نظریں گھمانے لگی کہ سامنے کھڑے حیدر سے اسکی نظریں ٹکرا گئی۔

وہ سامنے ہی تھا اسکے اور اپنے دوستوں سے باتیں کر رہا تھا۔
کچھ لڑکیوں نے بھی گھیر رکھا تھا اسے۔

تقویٰ سے نظریں ملتے حیدر نے نا محسوس انداز میں تبسم پھیلایا لبوں پر۔

وہ گھبرا کر نظریں چرا گئی۔

"یہ انسان اچھا خاصا پیچھے پڑ گیا ہے"۔۔سخت ناگواری سے اسنے سوچا

اسے عائشہ اور مہکار بھابھی کہیں نہیں ملی تو مایوس ہو کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"آپی پیے بس"۔۔۔ساحل نے ضد کرتے گلاس تقویٰ کے منہ کی طرف بلند کیا کہ اچانک حجاب کو ٹھیک کرتی تقویٰ کا ہاتھ لگ گیا اور آدھا گلاس اسکے اوپر آ گرا۔۔

"اوہ ساحل یہ کیا کیا بچے"۔حامد صاحب نے تقویٰ کو دیکھتے کہا تو وہ جبراً مسکرا دی

"نانو گر گیا سوری"۔۔ساحل اپنی غلطی پر سر نیچے کرتے معافی مانگنے لگا

تقویٰ کو بے تحاشہ اس پر پیار آیا۔

"کوئی بات نہیں غلطی میری تھی ساحل" وہ ٹشو سے کپڑے صاف کرتی بولی تو حامد صاحب مسکرا دیے شفقت سے۔

"جاؤ بیٹا اوپر جا کر انہیں صاف کر کے آؤ"۔۔حامد صاحب کا خیال کرتے سائرہ بیگم سخت نظریں اسکے مسکراتے چہرے پر ڈال کر بولی تو تقویٰ مسکراتی سر ہلا کر وہاں سے اٹھی۔

صائم نے مسکراتے اسے سر سے پیر تک دیکھتے منہ سے گلاس لگایا۔
اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

تقویٰ نے محسوس کیا کافی لڑکیوں کی اس پر حیرت بھری نظریں پڑی اٹھی ہیں۔
کیوں وہ اچھے سے جانتی تھی اور نظر انداز کر گئی۔

"ہائے ڈاکٹر صاحب آئی ایم سویرہ" ایک لڑکی مسکراتے صائم کے سامنے آئی اور صائم کی نظر جو سیڑھیاں چڑھتی تقویٰ پر تھی

اسنے آنکھیں پھیر کر اپنے سامنے دیکھا۔
گھٹنوں تک آتے لباس میں ہاتھ میں ایک ادا سے گلاس پکڑے اونچی ہیل میں وہ اسکے قد کے برابر آ گئی تھی۔

"بائے مس اندھیرا اگر دوسری بار ملاقات ہوئی تو آپکی اس دعوت کا بھرپور خط اٹھائیں گے پر اس وقت ڈاکٹر صاحب کو بہت ضرور کام سر انجام دینا ہے" وہ اسے بالکل قریب ہو کر کان میں کہتا آگے بڑھ گیا اور وہ مسکراتی اسکے دل کش پرفیوم کی خوشبو قریب سے سونگھتی بت بن گئی۔

------------------------------------*

تقویٰ جو باتھ روم میں اپنا ڈریس صاف کر رہی تھی کیونکہ جوس گرنے سے چپچپاہٹ ہو رہی تھی۔۔
روم کے ڈور جو وہ کھلا چھوڑ آئی تھی بند ہونے کی۔ آواز پر گھبراتی جلدی سے تولیے سے صاف کرنے لگی اور باہر نکلی۔۔

پر سامنے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے، اسکی نظر نیلی آنکھوں والے اس آوارہ۔اوباش انسان پر پڑی۔۔

اور اسکی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر تقویٰ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گی۔

اسنے گھبرا کر بیڈ پر رکھے اپنے حجاب کو دیکھا۔۔۔

اور صائم نے اسے۔۔۔

بغیر دوپٹے کے وہ سادگی میں بھی قیامت لگی اسے۔۔

کشش تو اسے تقویٰ میں محسوس ہوئی جو وہ عائشہ کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے!! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔۔ تقویٰ اسکی نظروں سے خائف ہوتی جلدی سے آگے بڑھ کر اپنا حجاب اٹھاتی پہن گئی اور دوپٹہ اپنے کندھوں کے گرد اوڑھ لیا۔۔۔

اسکا دل رو رہا تھا کہ یہ پاگل بدتمیز انسان یہاں کیا کر رہا ہے اگر کسی نے آ کے دیکھ لیا تو وہ تو جیتے جی مر جائے گی۔

پر اسے مضبوط ہونا تھا اور یہاں سے نکلنا تھا کیسے بھی کر کے۔۔

"ہٹو پیچھے مسٹر"۔۔۔وہ آگے بڑھ آئی اور اسکے مقابلے آ کر غصہ ضبط کرتی سرد آواز میں بولی، اندر ہی اندر اسکی خوف سے جان آدھی ہو رہی تھی ایک عزتدار لڑکی کا یوں کسی غیر مرد کے ساتھ اکیلے روم میں ہونے کا یہ معاشرہ اسکی کیا حالت کرتا ہے وہ سب سوچ کر وہ جھرجھری لے اٹھی۔

"ویسے تو مس تقویٰ لڑکیاں خود چل کر صائم زیدی کے پاس آتی ہیں پر آج صائم زیدی خود چل کر تمہارے پاس آیا ہے ۔۔!!وہ اپنے مخصوص اسٹائل میں کہتا سیدھا ہو کر کھڑا ہوا۔اور تقویٰ کو سر سے پیر تک دیکھنے لگا۔

اسکا دیکھنا ایسا تھا کہ ایک پل کو وہ سہم گئی۔

"کتنے لو گی ایک رات کے "؟ لفظ تھے یا سیسہ۔۔ تقویٰ سرد ہو کر بت بن گئی۔

"تم۔۔۔ گھٹیا انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسے خرافت بکنے کی"۔۔۔!! شدید غصے اور تیش میں وہ کانپتی اپنے ہاتھ کا نشان اسکے رخسار پر چھوڑنے والی تھی کہ صائم نے ہوا میں ہی تھام لیا

"آں ہاں ایسی غلطی مت کرنا"۔۔ اسنے مسکراتے کہہ کر اسکے ہاتھ کو جھٹکے سے چھوڑا کہ تقویٰ کو اسکی ذرا سی پکڑ بھی کسی حیوان کی لگی۔۔۔

اسے لگا اسکا ہاتھ کڑائی سے ٹوٹ چکا ہے۔۔

گھمبیر ہوتی صورتحال کو دیکھ کر اسکا آنسوں لڑکھ آیا گال پر جسے صائم نے کوفت سے دیکھا۔۔

"دیکھو لڑکی بند کرو یہ ناٹک کوئی نہیں ہے یہاں اور اتارو اس نام نہاد پردے کو صرف ہاں کرو صائم زیدی پیسوں کی بارش کردے گا تم پر"۔۔

تقویٰ کو لگا آج وہ بھیڑ بازار میں بے پردہ ہو گئی ہے۔۔۔

"جا کر ایسی گھٹیا آفر اپنے کردار جیسی عورتوں کو کرو جو تمہارے آگے بچھ جاتی ہیں، اب ہٹو ورنہ میں چیخ چلا کر سب کو تمہاری ذلیل صورت دیکھائوں گی"۔۔۔اپنے حجاب کو سختی سے پکڑتی وہ غصے سے سرخ۔ ہوتے چہرے کے ساتھ غرائی۔

صائم ہنسا تمسخرے سے۔

"ہونہہ بہت دیکھی ہیں دوغلی عورتیں، سب کے سامنے پاکیزگی کا چولہ پہن کر چلنے والی اکیلائی میسر آتے ہی اتار کر بانہوں میں آجاتی ہیں اور مانگتی کیا ہیں صرف پیسہ جانتا ہوں تم بھی انہیں میں ہو سو کم آن بے بی"۔۔زہرخند لہجے میں کہتے وہ تقویٰ کو دیکھنے لگا جسکا چہرا سرخ انگارہ ہو رہا تھا۔۔

"یااللہ اس شیطان صفت انسان کو ہدایات دے"۔۔۔کہتے ہوئے اسنے کھینچ کر صائم کو سمجھنے کا موقعہ دئے بغیر اسے تھپڑ مارا۔۔

چٹاخ۔۔!!!کی آواز پر صائم شاک ہوا۔

"یہ لو میں ان میں سے ہوں جو تم جیسوں پر تھوکتی ہیں"۔۔کہتے ہوئے اسنے صائم کے چہرے پر تھوک دیا۔
صائم اس چیونٹی نما لڑکی کی حرکت پر ششدر کھڑا رہ گیا۔
اور تقویٰ غصے اور حقارت سے اسے گھور رہی تھی۔۔

"تمہاری یہ ہمت"۔۔۔!!صائم نے کہتے اپنی جیب سے رومال نکال کر اپنا منہ صاف کیا اور جھٹکے سے تقویٰ کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑا کہ وہ کراہ اٹھی۔

"تم مجھ پر تھوکو گی!!مجھ پر صائم زیدی پر"۔۔۔غراتے ہوئے اسنے کھینچ کر اسے تھپر مارا کہ وہ اوندھے منہ نیچے قالین پر جا گری۔۔

"اللہ۔۔"۔۔۔۔ایک آہ سی دل سے نکلی۔۔۔

"میں تمہیں عزت سے آفر کر رہا ہوں اور تم سر پر چڑھ رہی ہو"۔۔۔
"کتنے چاہیے بولو منہ مانگی قیمت دے رہا ہوں چاہیے کروڑوں میں ہو!!پر ایک رات صرف ایک رات،اور وہ تمہیں ہاں کرنی ہی پڑے گی سمجھی"۔۔۔وہ گھٹوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا چہرا اونچا کرتے غرا رہا تھا۔۔۔

باہر ہال میں آتی غرانے کی آواز پر سب چونکے۔۔۔اور اوپر کی جانب دیکھا جہاں دائیں بائیں رومز تھے اور بیچ سیڑھیاں۔۔

"یہ کس کی آواز ہے وجی"۔۔۔مسز وہاج نے ڈرتے ہوئے صائم کو وہاں دیکھا جو کہیں نہیں تھا اور پھر عائشہ بھی۔

اسکی روح جیسے پرواز کرنے لگی کہ انہونے سختی سے مسٹر وہاج کو پکڑا۔

حیدر جو ساحل سے تقویٰ کا پوچھ رہا تھا آواز پر چونکتا کھڑا ہوا ساتھ حامد صاحب اور سائرہ بیگم نے بھی دیکھا۔۔۔

اور صائم زیدی کی غیر موجودگی دیکھتے اوپر کی جانب دوڑ لگائی حیدر نے۔۔

عائشہ اور مہکار بھی حیران سی باہر نکلی روم سے۔۔۔

"تقویٰ کہاں ہے"؟ حیدر نے انہیں روم سے نکلتے دیکھ کر پوچھا

"ہمیں کیا معلوم۔۔! کیا ہوا ہے"؟ دونوں ایک زبان بولی تو حیدر انہیں کچھ بھی بتائے رومز دیکھنے لگا

"تقویٰ"۔۔۔!! وہ گھبرایا سا پکارنے لگا۔

کہ ایک روم میں داخل ہوتے اندر کا منظر دیکھ کر وہ دروازے پر ہی ساکت رہ گیا۔

"حیدر"۔۔۔!! تقویٰ نے صائم کو دیکھ کر پکارا تو وہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔

پیچھے عائشہ اور مہکار بھی حیران پریشان داخل ہوئی۔

اور صائم کو نیچے پڑی تقویٰ کے قریب دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔۔

"یو باسٹرڈ"۔۔۔ حیدر غراتا صائم کی طرف لپکا اور اسے گلے سے پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔۔۔

تقویٰ مہکار اور عائشہ بدحواس سی دور ہوئی۔۔۔

صائم جو اسکی اچانک مداخلت پر بدمزہ ہوا تھا اسکے اچانک حملے پر سنبھل بھی نا سکا کہ حیدر اس ہر در بے در مکوں کی برسات شروع کر دی۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی گھٹیا آدمی"۔۔۔وہ پاگل ہو رہا تھا اور دھاڑتے اسے لات مارتے پیچھے پھینکا کہ صائم لہولہان صوفے پر گرا۔۔۔۔

"حیدر کیا کر رہے ہو وہ مر جائے گا"۔ مہکار ہوش میں آتی اسکے جانب لپکی کہ اسکے پہنچنے سے پہلے صائم نے دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکا کر لات حیدر کے گلے پر ماری جو اچانک اس افدات ہر سنبھل بھی نا سکا اور لڑکھڑا کر پیچھے ٹیبل سے ٹکرا کر گرا

"حیدر"۔۔۔مہکار عائشہ کی چیخیں بلند ہوئی اسے کانچ پر گرا دیکھ کر۔۔۔

"تجھے کون سی تکلیف ہو رہی ہے دونوں کو ہیرو گری دیکھا رہا ہے سالے"۔۔۔ناک سے بہتے خون کو آستین سے صاف کرتے دھاڑا اور اسکی جانب لپکا کے پیچھے سے وہاج صاحب نے اسکے کالر سے کھینچا۔۔۔

"بس کرو صائم"۔۔۔"نکلو یہاں سے" اسے کھینچ کر دروازے کی جانب دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔۔۔

حامد صاحب گھبرائے ہارون کے ساتھ حیدر کو ٹوٹی شیشے کی ٹیبل سے اٹھانے لگے۔۔۔

ماحول ایسا ہو گیا تھا کہ تقویٰ کو چھپنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی وہ مضبوط اعصاب کی مالک زارو قطار رو رہی تھی۔۔

"معاف کر دو حامد"۔۔۔وہاج صاحب نے غیض و غضب میں کھڑے حامد صاحب کی جانب ہاتھ جوڑے۔۔۔

"دفع کرواسے وجی ورنہ میں پولیس کو کال کر دوں گا نکالو اس وحشی کو میرے گھر سے"۔۔۔وہ تقویٰ کو گھورتے صائم کو دیکھ کر بولے اور تقویٰ کو دیکھا جو ساری صورتحال سے خوفزدہ تھی۔۔۔

"انکل ساری غلطی تو تقویٰ کی ہے مینے منع کیا تھا اسے صائم سے بات کرنے سے پھر بھی یہ نامانی اب بھگتے انجام"۔۔۔۔کچھ دیر بعد صائم۔اور وہاج صاحب مسز ہانیہ کے جاتے کمرے میں موجود شاہ فیملی کے بیچ عائشہ کی آواز گونجی۔
نیچے ابھی بھی پارٹی اپنے عروج پر تھی اور زیدی فیملی بیک سائیڈ سے صائم کو لیکر چلی گئی تھی۔۔

تقویٰ نے چونک کر عائشہ کو دیکھا۔۔
سائرہ بیگم اور باقی سب نے بھی تقویٰ کی۔جانب دیکھا۔۔

"عع۔۔۔عائشہ کب مم۔۔۔مینے کب اس سے بات کی وہ خود پیچھے آگیا میں تو اسے ٹھیک سے جانتی نہیں"۔۔۔۔تقویٰ نے آنسوں صاف کرتے سب کی نظریں خود پر دیکھ کر کپکپاتی آواز میں بولی۔

"میں پہلے سے کہا تھا جوان جہاں لڑکی کو مت لائو دیکھ لیا نتیجہ"۔۔۔ہارون کو دیکھتے مہکار تقویٰ پر نفرت بھری نظر ڈال کر کہا وہ سسک اٹھی۔۔۔

"میرا یقین مانے بھابھی میں اسے نہیں جانتی"۔۔۔۔وہ سر جھکائے کہنے لگی۔۔

"نہیں جانتی تبھی جان بوجھ کر خود پر جوس گرایا جب دیکھتے ہوئے بھی کہ وہ لڑکا سامنے تمہیں ہی دیکھ رہا ہے روم میں جانے لگی بی بی اسکا کیا مطلب ہوا وہ تو اشارہ ہی سمجھے گا نا"۔۔۔۔۔سائرہ بیگم نے اپنے بھتیجے کی پیٹھ دیکھتے زیر خند لہجے میں گویا ہوئی۔

اب کی بار سب کی حیرت بھری نظریں اسکی جانب اٹھی اور تقویٰ کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔

"اللہ پوچھے تمہیں صائم میرے پاک دامن کو داغدار بناتے ہوئے"۔۔۔۔وہ دل میں سسکتی ہوئی لبوں پر ہاتھ جمائے اپنی چیخیں دبانے کی کوشش کرتی کانپ رہی تھی ایک کونے میں کھڑی۔۔

ہارون خود اس صورتحال سے سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

"کال کرو اسکے بھائی کو اور بلاؤ کہ آکر لے جائے اپنی بہن کو ہم سے نہیں سنبھلی جا رہی بھئی"۔۔۔مہکار کے لفظوں سے تقویٰ کو لگا کہ اسے کسی کھینچ کر بیچ بازار میں بغیر دوپٹے کے کھڑا کیا ہو۔۔۔۔۔

"بس کرو مہکار دیکھ نہیں رہی تھی وہ لڑکا کتنا گھٹیا تھا موقعہ دیکھتے تقویٰ کے پیچھے آگیا"۔۔۔حیدر جو کب سے سن رہا تھا غصے سے دھاڑا۔۔۔

"کیا کہا اسنے تم سے تقویٰ"۔۔۔بات کو ختم ہوتے دیکھ کر عائشہ بل کھا کر پھر سے تقویٰ کو بیچ میں گھسیٹ لائی۔۔

اس بار حیدر اور حامد صاحب نے بھی تقویٰ کے چہرے کو دیکھا۔۔۔

جو پیلا پڑ گیا تھا،۔۔

کیا بتاتی کہ وہ اس سے ایک رات کی قیمت پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

اسے اپنے بسرے کی زینت بنانا چاہتا تھا ایک رات کیلئے،

تقویٰ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی۔۔۔

"ہارون بھ۔۔بھائی پلیز میرے بھائی کو کال کریں"۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد تقویٰ کی آواز خاموش فضا میں گونجی تو عائشہ نے مہکار کی جانب دیکھا وہ ہارون کو ہی دیکھ رہی تھی جو شش وپنج کی کیفیت میں کھڑا تھا۔۔۔

"آپ اسے گھر لے جائیں ہارون"۔۔۔حامد صاحب کی آواز گونجی تو اسنے بہتر سمجھتے سر ہلایا۔۔۔

"تمہاری گردن کی رگ سوجھ چکی ہے حیدر ڈاکٹر کو دیکھانا پڑے گا"۔۔۔مہکار نے پریشانی سے کہا تو تقویٰ نے بھی نظریں اٹھائیں۔۔۔۔

حیدر نے بھی اسکی طرف دیکھا وہ لب بھینچ کر سر جھکا گئی۔۔۔

*________________*________________*

"رکو"۔۔۔!!روتے ہوئے جاتی تقویٰ کو دیکھتے حیدر کی آنکھوں میں کرب اذیت دیکھ کر حامد صاحب بولے تو ہارون نے مڑ کر انہیں دیکھا ساتھ تقویٰ کو بھی قدم روکنے پڑے حالانکہ وہ ایک منٹ بھی یہاں مزید نہیں ٹھہرنا چاہتی۔۔

جہاں ایک عورت کے بے قصور ہونے کے باوجود بھی کوئی اسکے حق میں حرف نا کہے کوئی اسکا یقین نا کرے تو وہاں رہنا مطلب اپنی اور توہین کرنا ہے۔۔
وہ سمجھ جائے جہاں وہ کھڑی ہے وہاں انسان نہیں بے حس وجود رہتے ہیں۔۔

ان سے کوئی بھی توقع کرنا بے وقوفی ہوگی۔۔

"مجھے معاف کردو تقویٰ بیٹا کہ تمہیں میرے گھر میں اتنی رسوائی سہنی پڑی"۔۔حامد صاحب چل کر اسکے سامنے آئے اور اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر شرمندہ لہجے میں گویا ہوئے کہ وہاں موجود سواء حیدر ہارون کے سب سکتے میں آگئے۔۔۔

حیدر نے مسکراتے سر جھکایا کہ اسکی محبت رسوا ہوکر جانے سے بچ گئی۔
البتہ عائشہ اور مہکار بلبلا اٹھی حامد صاحب کو دیکھ کر جو اب تقویٰ کے سامنے ہاتھ جوڑ رہے تھے۔۔۔

"حامد کیا کر رہے ہو"۔۔۔!سائرہ بیگم اپنے بھائی کے ہاتھ اس دو ٹکے کی لڑکی کے سامنے جڑے دیکھ کر غصے کا اظہار کیا۔۔

"کچھ نہیں آپا یہ بچی میرے گھر آئی تھی، ہمارا فرض تھا کہ ہم انکی نگرانی کرتے ایسے شیطان صفت لوگوں سے محفوظ رکھتے اپنے آنگن میں، پر ہم کیا کر رہے ہیں اسے آنسوں بہاتے سسکتے دیکھ کر الٹا اس بے قصور بچی پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں اسکے پاک مضبوط کردار پر انگلی اٹھا رہے ہیں، جس کردار کی گواہی اسکا نام دے رہا ہے، اگر آج میں بغیر معافی مانگے اسے جانے دیا روتے تو شاید ساری زندگی اپنا منہ دیکھ نہیں پاؤں گا آئینے میں،، مجھے معاف کردو بیٹا اگر معافی کے لائق ہوں تو کردو اپنے بوڑھے باپ کو"۔۔۔ سب کو حیران ششدر چھوڑ کر وہ تقویٰ کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے کہ تقویٰ خود رونا بھول کر آنکھیں پھیلائے آخری لمحے میں اپنے رب کا کرشمہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

"وتعز من تشاء وتزل من تشاء"

(میں جسے چاہوں عزت دیتا ہوں جس کے لیے چاہوں زلت دیتا ہوں-)

"انکل یہ کیا کر رہے ہیں مجھے گناہگار تو مت بنائیں باپ ہو کر بیٹی کے سامنے ہاتھ جوڑتے اچھے نہیں لگ رہے پلیز"۔۔۔ وہ تڑپ کر حامد صاحب کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر بولی تو ہارون حیدر دونوں مسکرائے ایک بار پھر۔۔۔

"اللہ خوش رکھے تمہیں، تم جیسی اولاد تو رحمت ہوتی ہے اپنے ماں باپ کیلئے"۔۔۔ حامد صاحب نے شفقت سے مسکراتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو تقویٰ بھی مسکرا دی۔۔

اور اسے مسکراتے دیکھ کر کچھ دیر پہلے جو آگ حیدر کے دل میں جل رہی تھی اس پر جیسے برف پڑ گئی۔۔

اب اسے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں تھی کہ اسکے مسکرانے سے ہی اسکی دنیا آباد ہے۔۔

وہ جیسے تپتی دھوپ سے چھائوں میں آکر سکون کی سانس لیکر لیٹ گیا۔

توسائرہ بیگم نے غصے سے تقویٰ کو دیکھا۔

"اللہ حافظ انکل بہت شکریہ"۔۔ آنسوں بھری آنکھوں سے دیکھتی وہ وہاں سے نکلی۔۔

عائشہ نے یہ ڈرامہ دیکھ کر قہر برساتی نظروں سے مہکار بھابھی کو دیکھا تو وہ بھی اسے دیکھنے لگی۔
"دیکھ لو اتنا بڑا حادثہ ہوا پر تمہارے باپ بھائی کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی ہے اس کالی کی اور تم مجھے اپنے بھائی سے شادی کروانے کی پلائننگ سوچ رہی ہو"۔۔ عائشہ ایک جتاتی نظر ڈالتی جھٹکے سے منہ پھیر کر وہاں سے نکلی۔۔

پر اس پر کسی نے دھیان ہی نہیں دیا۔۔۔

"تم چل رہی ہو"۔۔۔؟ سائرہ نے بیگم مہکار سے پوچھا۔

"نہیں آپ ساحل کو لے جائیں میں کل آجائوں گی" اسنے نفی میں سر ہلاتے حیدر کو مسکراتے دیکھا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

وہ سر ہلا کر اپنے بھائی سے ملیں۔۔
کچھ بھی تھا وہ اس لڑکی کی وجہ سے کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔

"میں ڈاکٹر کو بلواتا ہوں"۔۔ حامد صاحب حیدر کی گردن اور پشت کو دیکھتے بولے۔

"نہیں ڈیڈ اسکی ضرورت نہیں آپ نیچے گیسٹس کے پاس جائیں پتا نہیں کون کون سی کھچڑی پکا ڈالی ہو گی اکیلے کھا جائیں" وہ شرارت سے کہتا دونوں کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

"اچھا بیٹا تم بھائی کا خیال رکھنا میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں"۔۔ مہکار کو کہتے ہوئے وہ واپس گئے۔۔۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں"۔۔۔ آنکھیں سکیڑ کر وہ لیٹے حیدر کو دیکھنے لگی۔

"میں بھلا تم سے کیا چھپا سکتا ہوں" وہ مسکرا کر آنکھیں موند گیا۔۔

"کیا چل رہا ہے آپکے اور تقویٰ کے بیچ حیدر"؟؟ نا چاہتے ہوئے بھی اسکے لہجے میں تلخی سما گئی حیدر نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"یہ کیسے باتیں کر رہی ہیں مہکار۔۔۔!! مجھے یہ تمہارے لفظ سخت ناپسند آئے ہیں کہ تمہیں تقویٰ کو ایسا سمجھو"۔۔۔۔!! حیدر ناگواری سے بولا تو مہکار لب دبا کر رہ گئی۔

"میں اسے پسند کرتا ہوں، اور اس سے شادی بھی کرنے والا ہوں، پر میری پسند صرف مجھ تک محدود ہے تقویٰ کو کچھ علم نہیں، وہ تو میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی، اور آج جو اس لوفر لڑکے نے کیا ہے میرا دل کر رہا تھا اسکی سانسیں چھین لوں اگر بیچ میں اسکا باپ نا آتا تو میں ایسا کرنے سے بھی گریز نا کرتا"۔۔۔۔ وہ ضبط سے گویا ہوا اور مہکار اسکے لفظوں میں شدت دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

بات اتنی آگے نکل گئی اور اسے بلک بھی نہیں پڑی۔۔۔

"تم جانتے ہو وہ گائوں کی ہے"۔۔۔ صدمے سے چوڑا اسکی پھنسی پھنسی آواز گونجی

"ہاہاہاہا۔۔۔ تم تو ایسے بات کر رہی ہو گائوں کے بابت جیسے وہ کسی دوسرے سیارہ کی مخلوق ہو" حیدر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اور مہکار آگ لپیٹ میں آکر جل بھن گئی۔۔

"کیا وہ دعوے سے کہی حیدر کے متعلق ہارون سے باتیں اسکے منہ پر پڑنے والی تھی۔۔ کیا وہ اس سانولی گھریلو لڑکی کو اپنی بھابھی بنائے گی۔۔۔۔" بے ساختہ ہی جھڑ جھڑ لی۔۔۔

"آپنے کبھی غور کیا ہے حیدر عائشہ پر"۔۔۔ کچھ دیر مکمل سکوت کے بعد مہکار نے ذرا سی ہمت کی۔

حیدر نے کوفت سے آنکھیں کھولی۔

"کیوں بھلا میں کیوں غور کرنے لگا اس پر"۔۔۔
"اور ویسے یار اسے باز رکھوا تنی میسج کر کے اریٹیٹ کرتی ہے"۔۔۔ وہ ناپسندگی سے بول کر موبائل میں دیکھنے لگا۔۔۔

اور مہکار کا دل کسی نے جیسے نوچ لیا۔۔

تو کیا وہ اس سانولی گائوں والی لڑکی سے ہارے گی۔۔

"ہر گز نہیں"۔۔۔غصے سے وہ بولی

"کیا ہوا بھئی کیا ہر گز نہیں"۔۔!!حیدر نے حیرت سے اسکی بڑبڑاہٹ دیکھی

"کچھ نہیں"۔۔مہکار گڑبڑا کر جلدی سے اٹھی۔

--------------------------------*

وہ نوافل شکرانہ ادا کرتی بیڈ پر لیٹی۔۔

کیسے اسکے رب نے جاتے جاتے اسے کانٹوں سے نکال مخمل پر کھڑا کیا تھا۔۔

"جسے سوچتی وہ تشکرانہ آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔

وہ دانیال کو کال کرنا چاہتی تھی پر ہارون نے ہاتھ جوڑ دئے کہ اپنے دوست کے سامنے اسے بے عزت ہونے سے بچالے۔۔

وہ۔خود ہی کچھ دن بعد اسے کسی بہانے بلالے گا۔۔

اور وہ نا چاہتے ہوئے بھی خاموش رہ گئی۔۔

"کتنے چاہیے بولو منہ مانگی قیمت دے رہا ہوں چاہیے کروڑوں میں ہو!! پر ایک رات صرف ایک رات، اور وہ تمہیں ہاں کرنی ہی پڑے گی سمجھی"۔۔۔ لفظ تھے یا کانٹے اسکے جسم کو لہولہان کر گئے۔۔

وہ بے ساختہ اٹھ بیٹھی۔۔۔

اور اپنی سوجی گال پر ہاتھ رکھنے لگی جہاں اس حیوان صفت انسان کی انگلیوں کے نشان پڑ گئے تھے۔۔۔

"بابا آپ کہتے تھے جو انسان غلط کرے تو ہمیں اسے دوسرے پل معاف کر دینا چاہیے کیونکہ اللہ خوش ہوتا ہے پر میں کیسے معاف کروں یا اللہ اس انسان کو جسنے مجھے ذلت کی دلدل میں پھینکنے سے ذرا بھی نہیں جھجھکا۔۔۔
میرے جسم کی قیمت پوچھنے لگا تھا۔۔۔"وہ سسکتی رو پڑی۔۔

"میں نہیں معاف کر پا رہی یا اللہ مجھے معاف کر دیں اس انسان کو میں نہیں معاف کر سکتی"۔۔۔۔ اسنے کہتے ہوئے اپنے گال صاف کیے۔۔

"اور عائشہ تمنے بھی مجھے سب کی نظروں میں گرانے میں کوئی کسر نا چھوڑی۔۔ پر میں تمہیں معاف کرتی ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے مجھ سے ہی غلطی ہوگئی ہے انسان کو ہمیشہ اس انسان سے دوستی کرنی چاہیے جو انسان دوست کی لائق ہو۔۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ تم دوستی کے لائق نہیں تم ہو پر شاید میں نہیں، شاید میں اس دوستی کے لائق نہیں جس دوستی میں دوست پر بہتان لگایا جائے، اور میں یہ دوستی نہیں چاہوں گی مزید اللہ تمہیں خوش رکھے تمہاری ہر نیک جائز دعا قبول فرمائے

تمھیں نیکی کی راہ پر چلنے اور اچھے برے انسان کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے میری جان"۔۔۔وہ سسک اٹھی کتنی اٹیچ ہو گئی تھی اس سے۔۔۔۔

"میں تم سے ایک بار ضرور بات کروں گی کہ کہاں میں تمہاری رکاوٹ بنی کہ تم دوست سے دشمنی پر اتر آئی ہو"۔۔۔۔تکیے میں منہ دے کر وہ خود سے بول رہی تھی کہ دروازہ ناک ہوا۔۔۔

اسنے جھٹکے سے سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔

"بھلا اس وقت کون ہو سکتا ہے "رات کے ایک بجے کا ٹائم دیکھ کر وہ بڑبڑائی۔۔

"آپی"۔۔۔۔!!چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دروازہ پیٹتا ساحل اسے پکارنے لگا۔

تقویٰ دوپٹہ اوڑھ کر جلدی سے اٹھی اور منہ صاف کرکے دروازہ کھولا۔۔۔

"معافی چاہوں گا تقویٰ گڑیا پر ساحل ضد کر رہا تھا تمہارے پاس سونے کیلیئے"۔۔۔شرمندہ سا ہارون سر جھکا کر ساحل کو دیکھتا تقویٰ سے بولا۔۔

"پلیز آپی مجھے مما کے بغیر نیند نہیں آرہی"۔۔ساحل معصوم صورت بنا کر اپنا چھوٹا سا تکیہ سینے سے لگائے نائٹ ڈریس میں بولا۔۔

"ارے اس میں معافی کی کیا بات ہے، مجھے خوشی ہوگی کہ یہ چھوٹا بھالو میرے پاس سوئے گا۔۔!! آجائو"۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی ساحل کو اندر آنے کی جگہ دی۔۔

"اللہ تمہارے اچھے نصیب کرے"۔۔۔!!ہارون اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دیتا وہاں سے چلا گیا تو تقویٰ نے مسکرا کر دروازہ لاک کیا۔۔۔

"اوہ وائو آج میں آپی کے ساتھ سوں گا آپ مجھے کہانی سنائیے گا پلیز"۔۔ساحل ساتھ تکیہ رکھ کر لیٹ کر تقویٰ کو دیکھتا بولا ۔۔

اور تقویٰ کو لگا اللہ پاک نے اسے اس ڈپریشن سے نکالنے کیلئے اس معصوم پھول کو بھیج دیا تھا اسکے پاس۔۔

"ضرور"۔۔۔!!وہ مسکراتی پاس لیٹی۔۔
اور پھر اسے پیاری پیاری کہانیاں سنانے لگی کہ ساحل کی آنکھیں نیند سے آخر کار بوجھل ہوگئی پر پھر بھی وہ ہوں ہوں کر رہا تھا۔۔۔

"آپی آپکو میرے ماموں کیسے لگتے ہیں"۔۔۔؟؟اچانک دماغ کے خیال دینے پر اسنے پٹ سے آنکھیں کھولی اور پوچھا۔۔

تقویٰ گڑبڑا گئی۔۔۔

"یہ کیسا سوال ہے ساحل"۔۔۔!!اسے پسند نہیں آیا اسکا یوں پوچھنا پر وہ تو بچہ تھا شاید ایسے ہی اپنے ماموں سے محبت کے لحاظ سے اسکی بھی رائے چاہتا تھا۔۔۔

"پلیز آپی بتا دیں نا پھر میں مطمئن ہو جائوں فیوچر سے"۔۔۔۔!!اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ منت کرنے لگا۔۔۔

تقویٰ الجھ گئی۔۔۔
فیوچر، مطمئن، وہ بچہ کونسی سوچیں رکھ کر بیٹھا ہے۔۔

"آپ دوسروں سے پوچھ لیں مجھے نہیں معلوم"۔۔ تقویٰ جھجک گئی گڑبڑ محسوس کرتے

"سب سے پوچھا ہے اب آپکی باری"۔۔۔۔ یہ ساحل نے صرف اسے مطمئن کرنے کیلئے پوچھا تھا۔۔۔

"اوہ۔۔۔!تقویٰ نے سکھ کا سانس لیا۔۔

"اچھے ہیں"۔۔۔ آج صائم سے بروقت بچانے پر وہ اسے سچ میں اچھا لگا تھا۔۔۔۔

پر اسکا مطلب یہ نہیں تھا اسکی نظروں کا حوصلہ افزائی کرتی۔۔
وہ اس لحاظ سے اسے ناپسند کرے گی وہ جانتی تھی پر آج کے واقعے پر وہ بہت مشکور تھی۔۔

"سچ"۔۔۔!!ساحل خوشی سے چہکا۔۔

"مچ"۔۔۔تقویٰ مسکرائی اور اسکے سلکی بال سنوار کر ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

"تھینک یو آپی اب میں سو جاتا ہوں"۔۔۔۔وہ مہکتا چہکتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

کچھ دیر تقویٰ چھت میں لگے فین کو دیکھتی رہی پھر آہستہ سے اپنی بھوری آنکھوں پر پلکیں گرا لیں۔۔۔۔

*____________________*__________________*

وہ تکیے میں منہ دے کر سسک رہی تھی۔۔۔
دل کر رہا تھا ابھی جائے اور چیخ چیخ کر حیدر کے سامنے کہے کہ وہ اس سے پیار کرتی ہے تو اسے کیوں اسکی محبت نہیں دیکھ رہی ۔۔

کیوں وہ تقویٰ کے پیچھے پاگل ہو رہا تھا۔۔
کیا تھا اس میں کچھ بھی نہیں۔۔
ایک عام سی سانولی لڑکی جو فیشن لفظ سے دور دور تک ناواقف تھی۔۔

گائیں بھینسوں میں پلنے والی وہ لڑکی اس سے ٹکر لگا رہی تھی، دوست میں سے ناگن بن گئی تھی اسکے لئے۔۔

"اللہ کرے تقویٰ تم کہیں مر جاؤ میری خوشیوں کی دشمن نا تم ہوتی نا ہی حیدر مجھے اگنور کرتا"۔۔ وہ روتی ہوئی بڑبڑائی۔

اور اٹھ کر ٹیبل سے موبائل اٹھا کر ان میں لئے گئے کھڑکی سے حیدر کی تصویریں دیکھنے لگی جو وہ زور لیتی تھی صبح۔۔۔

"تمھیں میری محبت کیوں نہیں دیکھ رہی حیدر"۔۔۔ تصویر پر لب رکھتی وہ سسکی۔۔

"میں تمھیں ایسے ہی کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی تم صرف میرے ہو حیدر صرف میرے"۔۔ وہ پاگلوں کی طرح موبائل اسکی تصویر کو زوم کر کے باتیں کر رہی تھی۔۔

"تمھاری دلہن میں ہی بنوں گی۔۔۔!! میں بنوں گی عائشہ حیدر شاہ"۔۔۔۔!! اسکی تصویر کو دل سے لگاتے ہوئے عزم سے بولی۔

"اگر تمنے تصور میں بھی حیدر کے بارے میں سوچا تقویٰ تو تمھیں ایسا مزا چکھاؤں گی کہ ساری زندگی اپنی قسمت پر روگی" ۔۔۔ وہ خیالوں میں ہی تقویٰ سے مخاطب تھی۔۔

--------------------------------------------*

"کیسی طبعیت ہے ڈارلنگ"۔۔۔؟؟ لیلیٰ اسکے گال پر انگلیاں پھیرتی بولی۔۔۔

صائم جو اپنی بند آنکھوں میں بھیگی پلکیں اور بھوری سرخ آنکھوں میں غصہ کرب خوف دیکھتا، اور ایک دلکش سراپے میں کھویا ہوا تھا آواز پر اسنے آنکھیں کھولی تو سامنے ہی خود پر جھکی لیلیٰ کو پایا۔۔۔

اسکی نیلی لہو رنگ آنکھیں لیلیٰ کی کالی آنکھوں سے ٹکرائی پر اسے ان میں بھی وہ بھوری آنکھیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

تبھی خاموش اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیلیٰ کا دل جھوم اٹھا اسے خود کو تکتا پا کر۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں کے نیچے نیلے نشان پر انگلیاں پھیرتی سوجی گال کو دیکھنے لگی۔۔۔

وہ اس پر کافی جھک آئی تھی کہ دونوں کے بیچ فاصلہ نا ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔۔

"بھول جائو اسے ہم اپنی لائف آگے بڑھاتے ہیں ڈارلنگ"۔۔۔۔!! اسکے لبوں پر جھکتی وہ کہنے لگی کہ صائم آواز پر ہوش میں آتا اور اسے جھٹکے سے پیچھے پھینکا کہ لیلیٰ جو بیڈ کے کنارے پر ٹکی تھی آہ کے ساتھ نیچے قالین پر گری۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اندر آنے کی"۔۔۔ دھاڑتا وہ غیض و غضب کی حالت میں اٹھ بیٹھا اور شاک میں نیچے پڑی لیلیٰ کو گھورا

"یہ کیسے بی ہیو کر رہے ہو تم صائم لیلیٰ سے"۔۔۔ناشتے کی ٹرالی اندر لاتی ملازمہ کے ساتھ مسز وہاج لیلیٰ کو نیچے سے اٹھاتی غصے میں دیکھتے صائم سے کہا۔۔۔

ہانیہ جانتی تھی کہ صائم کو کوئی دلچسپی نہیں لیلیٰ میں یہ بس اسکی دوست کی بیٹی ہونے پر اسنے اسے بے عزت کرنے کیلئے لیلیٰ کی جانب پیش قدمی کی تھی اور وہ تو جیسے انتظار میں بیٹھی تھی۔
کسی درخت کے پکے پھل کی طرح اسکی جھولی میں گری۔۔۔

اب تو اسکی دوست رابیل جو ایک شوشل ورکر تھی،اپنی بیٹی کیلئے صائم کے خواب دیکھنے لگی تھی۔۔اور لیلیٰ نے بھی اپنے ہمسفر کے روپ میں اسے آنکھوں میں سجالیا تھا۔۔۔

"کس خوشی میں تم دونوں اندر آئی ہو"۔۔۔؟؟وہ پائوں نیچے رکھتے ناگواری سے دونوں پر نظر ڈال کر پوچھنے لگا۔۔

"میں ناشتہ دینے آئی ہوں اور ڈاکٹر بھی آنے والا ہے تمہارے چیک اپ کیلئے"۔۔۔مسز وہاج ملازمہ کو جانے کا اشارہ کرتی ناشتہ ٹیبل پر رکھتی بولی۔۔

"کیوں چیک اپ"۔۔۔؟وہ آئینے میں اپنے خوبصورت چہرے پر نیلے سرخ نشانوں کا جائزہ لیتے بروا چکا کر بولا۔۔

"مجھے کونسی بیماری ہوگئی جو ڈاکٹر آئے گا"۔۔۔اسنے تمسخرے سے پلٹ کر پوچھا

"اللہ نا کرے پرنس کیسی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔ مسز وہاج نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔
تو وہ ہنس پڑا مزاق اڑانے والے انداز میں۔۔

"رئیلی"۔۔۔۔!!اسنے خاموش کھڑی لیلیٰ پر نظر ڈالتے کہا۔۔۔

"تمہارے چہرے پر جو چوٹیں آئیں ہیں انکے لئے تمہارے ڈیڈ نے کہا ہے چیک اپ۔۔۔۔"!!
"اپنے شوہر کے آرڈر اپنے پاس رکھو میرا دماغ خراب مت کرو اب نکلو"۔۔۔وہ گستاخ لہجے میں کہتا انہیں باہر نکلنے کا اشارہ کرنے لگا۔۔۔

مسز وہاج کا چہرا شرمندگی سے سرخ پڑ گیا۔۔۔

"لیلیٰ تم سے ملنے آئی ہے"۔۔۔!!انہوں نے دبے ہوئے لہجے میں بات بدلی۔

"میں دیکھ چکا"۔۔۔۔صائم ڈریس نکالتے ہوئے بولا کہ اب جائو کیوں سر پر سوار ہو۔۔۔

وہ سر ہلاتی باہر نکلی۔۔۔
اب اگر وہ چیک اپ سے منع کر گیا تھا تو زبردستی کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔
کیونکہ وہ کرتا وہی تھا جو سوچتا تھا۔۔باقی سب جائیں بھاڑ میں۔۔

"تم کیوں آئی ہو"۔۔۔۔لیلیٰ کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے پوچھا۔۔

"تمہیں دیکھنے آنٹی نے کہا تھا تمہیں چوٹیں آئیں ہیں۔۔۔تم چھوڑ کیوں نہیں دیتے صائم اس جھوٹی لڑکی کا پیچھا۔۔۔وہ مڈل کلاس کیا تمہارے سٹینڈرڈ کی ہے، کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے"۔۔۔؟اسکے شانوں کے گرد بازو پھیلا کر وہ عائشہ کا سوچتے تلخ ہوئی۔۔

"آئی نو وہ میرے اسٹینڈرڈ کی نہیں، بٹ نائو یو ڈونٹ وری بے بی میں اسکی جگہ اصل شرط والی پر واپس آ رہا ہوں،، مینے سوچ لیا ہے کہ جعلی میرے پاس بہت ہیں اب اصلی والی کو ٹیسٹ کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔وہ تقویٰ کو سوچ کر کہہ رہا تھا۔۔

"ہم یہ ٹھیک رہے گا اور اس سے مجھے بھی کوئی پرابلم نہیں جیت کر لوٹنا شرط ہمیشہ کی طرح"۔۔۔لیلیٰ تقویٰ معمولی شکل و صورت والی لڑکی کا سوچتی ہوئی مسکرائی۔۔

یہ تو شکر تھا اس عائشہ سے جان چھوٹی اسکی۔۔۔

"کہیں چلیں"۔۔۔اپنی گردن پر جھکے صائم کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی وہ بولی کہ اسنے مداخلت پر بدمزہ ہوتے اسے پیچھے جھٹکا دیا۔۔۔۔

"مجھے یونی جانا ہے بہت خاص انسان سے جواب وصولنے"۔۔۔وہ کہتا ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔۔

"میں بھی چل رہی ہوں" لیلیٰ پیچھے سے بولی۔۔

اور تب تک بیٹھی رہی جب تک وہ فریش ہو کر باہر نا نکلا۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر اٹھی تو صائم نے اسے وہیں بیٹھنے کا اشارہ دیا اور ریڈی ہو کر خود پر پرفیوم اسپرے کرنے لگا۔۔۔

"تمہارے چہرے کے نشان"۔۔۔
"مجھے لگتا ہے آج تمہیں نہیں چلنا چاہیے"۔۔۔پرس اٹھاتی اسے کلائی میں گھڑی باندھتے دیکھ کر بولی۔۔

"میں بھی وہی علاج کروانے جا رہا ہوں" معنی خیزی سے مسکراتے اسنے اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے پیچھے کی جانب کیے۔۔۔

اسکی شرٹ کے اوپر کے بٹن کھلے ہوئے تھے جس سے جھانکتا اسکا چوڑا سینہ لیلیٰ کو بار بار اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔۔ پر وہ بے حس بنا اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔

"نکلو"۔۔۔شراب کے دو گھونٹ لیکر اسے چلنے کا اشارہ کرتے پیچھے خود بھی باہر آیا۔۔۔

اور لائونج سے گذرتے ہمیشہ کی طرح اسکی سیٹی کی دھن ناشتے کی ٹیبل پر موجود وہاج صاحب کو بہت کچھ یاد دلا گئی۔۔

کہ انکے ہاتھ ہمیشہ کی طرح ساکت رہ گئے۔۔۔

--------------------------------------*

صبح اٹھ کر نماز ادا کرنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی۔۔

اور اسکے بعد وہ کچن میں آئی،

ناشتہ تو روز وہ ہی بناتی تھی۔۔ پر آج مہکار بھابھی کی غیر موجودگی میں کچھ ذمیداریاں مزید بڑھ گئی تھیں۔۔

جیسے کہ ساحل کو اسکول کیلیئے ریڈی کرنا، ہارون بھائی اور اسکے لئے ٹفن بنانا۔۔۔

اور پھر روز کی طرح سائرہ بیگم کو ڈریس پریس کر کے دینا۔۔

"پہلے جا کر آنٹی کا ڈریس پریس کر کے آتی ہوں ورنہ لیٹ ہونے پر ناراض ہوں گی"۔۔۔وہ سوچتی واپس کچن سے باہر نکلی

۔۔۔

کیونکہ یہ اسکی عادت تھی کہ جتنا ہو سکے وہ کسی کو ناراض ہونے کا موقع نہیں دیتی تھی۔۔

وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر آئی اور الماری سے پہلے ہی پریس کیلیئے رکھے سائرہ بیگم کے سوٹ کو اٹھا کر جلدی سے پریس کرنے لگی۔۔۔

کچھ دیر میں ہی وہ فارغ ہوئی وہاں سے اور جلدی سے ڈریس ہینگ کرتی جیسے دبے پاؤں آئی ویسے ہی چلی گئی بغیر سائرہ بیگم کی نیند میں خلل ڈالے۔۔۔

کچن میں آئی اور جلدی جلدی ہاتھ چلاتی پہلے آٹا گوندھ کر وہ ہارون بھائی کیلیئے پراٹھا بنانے لگی۔۔
پہلے حیدر ہوتا تھا تو وہ بھی شوق سے کھاتے تھا۔۔۔ پر اب وہ صرف ہارون بھائی کیلیئے بنا رہی تھی۔۔
سائرہ بیگم اور ساحل تو ہلکا پھلکا ہی ناشتہ کرتے تھے۔۔۔۔
ناشتہ بنانے سے فارغ ہو کر وہ ڈائینگ ٹیبل پر سجانے لگی۔۔
اور پھر ہارون بھائی کے بند دروازے پر ناک کیا۔۔۔

"بس گڑیا دومنٹ میں آرہا ہوں آپ ساحل کو اٹھا دیں اسے جانا ہے اسکول"۔۔۔ہارون کی آواز دروازے کے اس پار آئی تو تقویٰ مسکراتی چلی گئی۔۔۔۔

"ساحل کو تیار کر دیا"۔۔۔؟؟ اپنے روم کی طرف جاتے ہوئی تقویٰ سے سائرہ بیگم نے پوچھا۔۔
تقویٰ چاہ کر بھی انکے لفظوں میں تلخ اور ناپسند گی محسوس کیے بنا نا رہ سکی۔۔

وہ تو بھولنا چاہتی تھی پر شاید کبھی بھول نہیں پائے گی اگر یہاں رہی تو۔۔۔

"جی آنٹی اسے جگانے ہی جا رہی ہوں" وہ نظریں جھکا۔ کر بولی۔

"ایک تو سستی تمہاری رگ رگ میں بھری ہے مجال ہے جو کوئی کام بغیر کہے کر جائو،، جلدی جائو بچا لیٹ ہو جائے گا ہفتے کا پہلا دن ہے"۔۔۔غصے سے کہتی وہ آگے بڑھ گئی تو تقویٰ نے پائوں کی رفتار بڑھا دی۔۔۔

"ساحل اٹھو اسکول جانا ہے"۔۔۔وہ مسلسل اسے اٹھانے کی کوشش میں تھی پر ساحل تھا کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا البتہ کسمسا کر سو جاتا۔۔۔

"ساحل آپی کو تنگ مت کرو بچے اٹھو دیکھو ٹائم بہت ہو گیا ہے دادی ماں ناراض ہوں گی"۔۔۔اسکے گال تھپتھپاتی وہ التجائی انداز میں گویا ہوئی کہ اس بار شاید ساحل کو بھی اس پر رحم آگیا۔۔۔۔

"السلام علیکم"۔۔۔اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر تقویٰ محبت سے بولی

"وعلیکم السلام آپی آپ تلاوت کتنی پیاری آواز میں کرتی ہیں میں تو تب کا جاگ گیا تھا اور آپکو سن رہا تھا، آپکی آواز بہت پیاری ہے مجھے بھی ایسے پڑھنا سیکھائیں نا"۔۔۔ساحل اسکے سانولے ہاتھوں کو تھام کر مسکراتے معصومیت سے بول رہا تھا اور تقویٰ مسکراتی اسکی روشن آنکھوں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ضرور شہزادے آپ بابا کو کہیں وہ آپ کو کسی قریبی مدرسے میں ایڈمٹ کروائیں پھر آپ مجھ سے بھی پیاری آواز میں تلاوت کریں گے"۔۔۔اسکے بال سنوارتے ہوئے وہ بولی تو ساحل خوشی سے سر ہلانے لگا۔۔۔

"آج ہی میں مماپاپا سے کہوں گا مجھے بھی قرآن پاک پڑھنا ہے نماز بھی"۔۔۔وہ اسے بیڈ سے اٹھاتی لے جانے لگی کہ وہ جوش وخروش سے بولا۔۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہو گی ہارون بھائی بہت خوش ہوں گے"۔۔۔وہ اسے روم میں لائی اور اسے تیار کرنے لگی اسکول کیلیئے ۔۔

"آ گیا میرا شیر پتر"۔۔۔اسکول کے یونیفارم میں ملبوس ساحل کو ڈائننگ ٹیبل پر آتے دیکھ کر ہارون مسکرا کر بولا۔۔۔

"السلام علیکم"۔۔۔۔!!پر تقویٰ اور وہ دونوں یک زبان ہو کر بولے تو ہارون ہنس پڑا۔۔۔

وعلیکم السلام"۔۔۔ہارون اور سائرہ بیگم دونوں نے سلام کا جواب دیا اور تقویٰ مسکراتی کچن میں چلی گئی ٹفن ریڈی کرنے ۔۔۔

"سنو لڑکی یونیورسٹی جانے سے پہلے کچن کی صفائی کرتی جانا ورنہ مہکار کو مشکل پیش آئے گی کھانا بنانے میں"ڈائننگ ٹیبل سے برتن اٹھاتی سائرہ بیگم تقویٰ سے بولی تو وہ سر ہلا گئی۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد سب کام نمٹا کر وہ یونی جانے کیلیئے تیار ہونے لگی بغیر ناشتہ کئے۔۔۔
اسنے سوچ لیا تھا کینٹن سے کچھ کھا لے گی،،وقت اتنا بچہ نہیں تھا ورنہ وہ یہاں سے ہی کر لیتی۔۔۔

اگر لیٹ ہوتی تو ڈاکٹر عبد الواحد کی کلاس مس ہو جاتی جو بہت امپورٹنٹ تھی۔۔

حجاب کرنے کے بعد اوپر بلیک چادر اوڑھ کر وہ پائون میں جوگز پہن کر سائرہ بیگم کو اللہ حافظ کہتی باہر آئی۔۔۔
عائشہ کے ساتھ جانا تو پاسیبل نہیں تھا اسلئے اللہ کا نام۔ لیکر نظریں نیچے کئے وہ آیت الکرسی پڑھ کر گھر سے باہر نکلی۔۔۔
اور پھر یونی کے گیٹ کے سامنے رکتے اسنے شکرانے کا سانس خارج کیا۔۔

--------------------------------------*

فرسٹ اور سیکنڈ پیریڈ اٹینڈ کرنے کے بعد پیٹ میں روتے چوہوں کی شکایت پر اسنے اپنے قدم کینٹن کی جانب اٹھائے۔۔۔
پر اسکے قدم ٹھٹھک کر رکے جب کینٹن بوائے سے بات کرتے صائم اور اسکے گروپ کو دیکھا۔۔۔
اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔۔

اور اسنے آس پاس نظریں گھمائی تو کچھ فاصلے پر موجود ایک ٹیبل پر عائشہ کو پایا۔۔۔
جو ہمیشہ ہنستی مسکراتی اسکے ساتھ ہوتی تھی پر آج اسکی بگل والی سائیڈ کھالی تھی۔۔۔

عائشہ نے اس پر سرسری نظر ڈال کر پھر سے اپنی گفتگو میں مشغول ہوگئی جیسے وہ اسے جانتی نہیں تھی۔۔۔
تقویٰ کے دل میں چھنک سے کچھ ٹوٹا۔۔۔

"میں کیوں ڈر رہی ہوں، میرے ساتھ میرا اللہ ہے میرا بھائی ہے۔۔!!میں اکیلی نہیں ہوں"۔۔۔ایک سرد سانس خارج کرتے آگے بڑھی۔۔

"یار مینے سنا ہے تم ڈاکٹر بن کر گائوں والوں کیلیئے ہاسپٹل بنوا رہی ہو، ایک ہمارے گائوں میں بھی بنوا دینا قسم سے غریبوں کی دعائیں ملیں گی"۔۔۔پاس سے ہی یہ لفظ تقویٰ کے کان میں پڑے اور ساتھ قہقہوں کا طوفان اٹھا۔۔۔تقویٰ نے لب بھینچ کر ایک نظر ان میں ہستی عائشہ پر ڈالی۔۔۔

یہ سچ تھا جو دل کے زار جان لیں وہ ہی پلک جھپکتے جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔۔
وہ اسکا مقصد جان کر اب اسے مزاق کا نشان بنا رہی تھی۔۔۔

پر اسے کوئی پروہ نہیں ہونی چاہیے تھی کوئی غلط کام تو نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"کچھ لوگوں کو دیکھ کر مجھے سونا یاد آرہی ہے کیا کہتی تھی ہاں "میں بھی امیر ہوں میرے پاس دس مرغیاں، بیس انڈے، چالیس گائیں ساٹھ بھینسیں اور سب سے بڑھ کر میرے پاس میرا بھائی ہے جو ان مرغیوں بھینس گائیں سے بڑھ کر ہے" ۔۔۔کینٹن کی ساری فضا میں قہقہوں کو شور تھا اور جو خاموش تھے وہ بھی ہنس رہے تھے اور اس لڑکی کا جملہ درست کہ رہے تھے کہ اتنے نہیں اتنے بولے تھے۔۔

تقویٰ اپنے ڈوبتے دل کے ساتھ کینٹن پر آئی۔۔
اور کانپتے ہاتھوں سے آرڈر دیتے بیگ سے پیسے نکالے۔۔۔

وہ ڈر نہیں رہی تھی نا ہی اپنی حیثیت پر شرمندہ تھی۔۔

وہ صرف پاس کھڑے وجود کی پر تپش نظروں سے وحشزدہ تھی۔۔۔

جانتی تھی اس مزاق کے بعد سب کی نظریں اس پر ہیں۔۔

پر وہ کوئی رسپانس نہیں دینے والی تھی یہ تو طے تھا۔۔

"گوبر کے اُپلے بنا کر تھوپنے والیاں بھی ڈاکٹر بننے آئیں ہیں بھئی حیرت کی بات ہے"۔۔۔ایک کی حیرت کے اظہار پر دوسریوں نے کھی کھی کرتے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔۔

صائم خاموش کھڑا تقویٰ کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا۔۔

اسکا گروپ تقویٰ کو دیکھ کر وہاں سے دور ہو کر ایک ٹیبل پر بیٹھ گیا تھا۔۔

تقویٰ خاموشی سے وہاں سے جانے لگی کہ صائم نے اپنا پائوں آگے کر دیا۔۔۔

"آہہ"۔۔۔کے ساتھ وہ توازن برقرار نا کھتے منہ کے بل گرنے والی تھی کہ لڑکوں لڑکیوں سے بھری پڑی کینٹن میں صائم نے آگے بڑھ کر بروقت اسے کمر سے جکڑا۔۔۔

اس سین کو دیکھتے ہر طرف سناٹا چھایا۔۔۔

اور عائشہ کے ساتھ باقی لڑکیاں بھی صائم کے حصار میں تقویٰ کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہوئیں۔۔

البتہ ایس گروپ نارمل ہوئے بیٹھے تھے۔

اور تقویٰ سانس روکے اپنی کمر پر صائم کی بچھو جیسی انگلیاں کی سخت پکڑ میں مچل کر دور ہوئی

"وحشی"۔۔۔۔۔!!اگلے ہی وہ چلائی اور چٹاخ کی آواز پر ماحول میں سکوت پھیل گیا۔

صائم سارے اسٹوڈنٹس کے سامنے اسکی جراعت اور تھپڑ پر ششدر گال پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔

البتہ اسکی نیلی آنکھوں میں وحشی کہنے پر لہو نکل آیا۔۔

"دیکھا ایک دیہاتن کا کمال ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔!ایک قہقہے کے ساتھ اچانک ہی طوفان اٹھا۔۔

"کیا ہو رہا ہے"۔۔۔!!پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد کی دھاڑ پر ہر طرف خاموشی پھیل گئی۔۔

"پروفیسر صائم زیدی نے مس تقویٰ کو گرنے سے بچایا اور مس تقویٰ نے الٹا اسے وحشی کہہ کر تھپڑ مارا"۔۔۔ایک لڑکا جلدی سے کھڑا ہو کر بتانے لگا پروفیسر نے روتی ہوئی تقویٰ کو دیکھا اور غصے میں بھرے کھڑے صائم زیدی کو۔۔۔

عائشہ بے حس بنی بیٹھی تھی جیسے وہ کسی اور کا واقعہ دیکھ رہی ہو۔۔

"ڈین آفس میں آئو تم دونوں"۔۔۔!!پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد غصے سے کہتے چلے گئے۔۔

اب انکے انجام پر سب حیران کھڑے تھے۔۔

"صائم "۔۔۔۔!لیلیٰ بھاگ کر پاس آئی پر اسکی آنکھوں میں غیض وغضب دیکھ کر وہیں رک گئی کچھ فاصلے پر۔۔۔

"چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں اور تمہارے اس عاشق کو،اور اچھے سے وحشی کا مطلب بھی سمجھاؤں گا میں تمہیں"۔۔۔۔ صائم کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اور تقویٰ آنسوں صاف کرتی سر گوشیوں پر دھیان دئے بغیر اپنا بیگ اور اوور آل نیچے سے اٹھاتی ہوئی ڈین کی آفس کے جانب قدم اٹھائے۔۔۔

-------------------------------------------*

"سر صائم زیدی چلا گیا"۔۔۔ایک اسٹوڈنٹ وہاں کھڑی تقویٰ پر نظر ڈالکر پروفیسر سے بولی

تو وہ سر ہلا کر رہ گئے۔۔اور ڈین کو دیکھا۔۔

"آپنے صائم زیدی پر ہاتھ کیوں اٹھایا"۔۔۔؟؟غصے سے پروفیسر تقویٰ سے پوچھنے لگے۔۔

"پپ۔۔پروفیسر انہوں نے جان بھوج کر مجھے گرایا اور پھر۔۔۔۔۔"!!وہ کہتی سر جھکا کر آنسوں بہانے لگی۔۔

پر اسکے آدھے ادھورے لفظ انہیں کافی کچھ سمجھا گئے۔۔۔

صائم زیدی کی شہرت سے تو وہ پہلے ہی واقف تھے۔۔۔

"ہمیں اب چیف جسٹس صاحب کی نہیں سننی ہمیں ایکشن لیناہی ہو گا صائم کے خلاف"۔۔۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الواحد تقویٰ سے کچھ سوالوں کے بعد اسے جانے کی اجازت دیتے پر نسپل سے بولے۔۔۔

تو وہاں سب اسکی بات سے متفق ہوئے۔۔۔

اور پھر مسئلے کا حل صائم زیدی کو یونیورسٹی سے نکالنے کا ہی بچا۔۔۔۔

اسے کافی بار وارن کیا گیا تھا پر پھر بھی اسکی حرکتیں وہیں تھی۔۔۔

------------------------------------------------*

"بہت اچھا بدلہ لیا ہے بھئی اور کتنوں کو یوں ذلیل کر کے اپنے پیچھے گھمانے کا ارادہ ہے۔۔۔؟"

"ویسے مجھے تو سخت حیرت ہے ایسا کیا کر دیا کہ حیدر اور صائم دونوں کی نظریں تم سے ہٹنے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں"۔۔۔

عائشہ تقویٰ کا راستہ روک کر اس سے تلخ لہجے میں حیرت سے بولی۔۔

تقویٰ نے اپنی سرخ نظریں اٹھائی۔۔۔۔

"مہربانی ہو گی کہ اس وقت مجھ سے بات نا کرو"۔۔۔ تقویٰ ناگواری سے کہتی جانے لگی۔۔

"کیوں یونی والوں نے بھی تمہارا مکروہ چہرا دیکھ لیا ہے جس سے واپس تمہیں دھکے دیکر گائوں کے گند کو گائوں میں پھینک رہے ہیں"۔۔۔اسکی کلائی پکڑ کر وہ تمسخرے سے بولی

تقویٰ نے مڑ کر اپنی کلائی کو دیکھا اور جھٹکے سے چھڑوایا۔۔
"شہر کی رونق بننے سے میں گائوں کا گند ہی بھتر ہوں مجھے برا نہیں لگا پر ایک بات بتائوں تمہیں،رات کو میں سوچ رہی تھی ضرور مجھے سے کوئی غلطی ہوئی ہے جو تم مجھ سے اس طرح بی ہیو کر رہی ہو،اور اب میں سوچ رہی ہوں کہ شکر ہے جو مجھ سے غلطی ہوئی لوگوں کی طرح مجھے زیادہ کھوجنا نہیں کرنی پڑی کہ تم خالص ہو یا کھوٹا سکہ"۔۔۔
"اور تمہیں کیا لگتا ہے گائوں کا مزاق بنانے پر تم مجھے بے عزت کر رہی ہو"۔۔۔؟وہ ہنسی۔۔
عائشہ نے مٹھیاں بھینچ کر اسے دیکھا۔

"جو تمہاری طرح تھی وہ ضرور ہنسی پر ذرا دوسری طرف بھی دیکھا ہوتا تو اپنے اس پلائن پر پچھتاوا ہوتا،کیونکہ وہاں پر زیادہ تعداد گائوں والوں اور ہم پر پرائوڈ کرنے والوں کی تھی"۔۔۔وہ کہتی ایک نظر بھی ڈالے بنا اسکے سرخ چہرے پر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

عائشہ ضبط سے اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

--------------------------------------*

تیز میوزک تھرکتے وجود ایک دوسرے میں گم وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھے۔۔۔

مختلف پرفیوم شراب کی بو میں وہ اس وقت کاؤنٹر پر کھڑا ایک کے بعد دوسرا پیک چڑھا رہا تھا۔۔۔۔۔

پر آگ تھی کہ بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

"بس کر دے یار"۔۔۔۔سیف نے شراب کے نشے میں دھت لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

تو جنید نے بھی دیکھا اسے، جو کسی کی نہیں سن رہا تھا۔۔

"آجا یار بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور تمھاری اس آگ کا بھی بندوبست کرتے ہیں"۔۔۔۔وہ دونوں اسے گھسیٹتے صوفے پر لائے۔۔۔

صائم نے کھینچ کر گھٹن میں اپنی شرٹ کے بٹن کھولے اور صوفے کی بیک سے ٹیک لگا دیا۔۔۔۔

"پتا لگاؤ کون ہے کہاں رہتی ہے فیملی میں کون کون ہیں اور کتنے بوائے فرینڈ ہیں اسکے"۔۔۔اسنے آنکھیں کھول کر دونوں کو دیکھا تو انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔۔

"پر اس کا کیا یار اس ہرنی نے آگ لگا دی ہے دل میں"۔۔جنید کو ابھی تک عائشہ نہیں بھول رہی تھی۔۔۔

"دفع کرو اسے جو کہا ہے وہ کرو سمجھے"۔۔۔وہ دھاڑا کہ اسکی بولتی بند ہو گئی۔

"ٹھیک ہے یار ریلیکس"۔۔۔وہ گڑبڑا گیا

"اٹھوانا ہے"۔۔۔!!سیف نے جانچتی نظروں سے دیکھتے پوچھا

"اس سے بھی بدتر!!اسنے مجھے یونی سے نکالا ہے میں اسے منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔بوتل منہ سے لگاتے سوچنے لگا

"غلطی تیری ہے صائم تجھے سب کے سامنے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا،،اس طرح سب کے سامنے ٹچ کرنے سے تو لیلیٰ بھی احتجاج کر گی"۔۔۔ہاہاہاسیف جنید کو آنکھ مار کر بولا تو صائم نے اچانک کی اسے کالر سے پکڑتے کھینچا۔

"کیا میری غلطی ہے ہاں اکیلے میں بھی کہا تھا بالکل عزت سے آفردی تھی پر اسکے سر پر بھوت سوار ہے کچھ سمجھ نہیں آتا اسے،،اس کمینے عاشق کی عشق میں ڈوبی ہوئی ہے"۔۔۔وہ غرایا تو سیف بوجھل آنکھیں جھپکتا اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"سس۔۔سوری"۔۔۔اسنے جلدی سے ہاتھ جوڑے۔۔
ایک تو دونوں اسکے پیسے پر چلتے تھے اور پھر اس سے ہی سوال۔۔۔

"حرام خور"۔۔۔!!صائم نے جھٹکے سے اسے پیچھے پھینکا کہ وہ بروقت خود کو سنبھال پایا۔

"چل چلکر دماغ تمہارا ٹھنڈا کرتے ہیں آجا شہزادے"۔۔ معنی خیزی سے کہتے جنید اسے کھینچ کر اٹھانے لگا۔۔۔

"رانی نے خاص کر کے تمہارے لیے میسج بھیجا ہے،وہ مرہم رکھ دے گی تمہارے زخموں پر آجا غصہ تھوک"۔۔۔۔

سیف نے اس پر نظر ڈالتے بوتل منہ سے لگائی۔۔

"نام پرنس کا کام ولن کے"۔۔۔وہ بڑبڑایا اور بوتل اٹھا کر اسکے پیچھے آیا۔۔

*___________________________*___________________________*

"امی یہ کس للو کی تصویر میرے روم میں رکھی ہے"؟؟غصے سے چیختی عائشہ روم سے باہر نکلی تو ہاتھ میں ایک لڑکے کی تصویر بھی تھی۔۔

اسکے للو کہنے پر عشرت بیگم نے مسکراہٹ روکی۔

"آہستہ بیٹا تمہارے ابو روم میں ہیں"۔۔ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگاتے ہوئے بولیں۔

عائشہ جل بھن گئی اپنی ماں کے جواب پر۔
وہ فریش ہو کر آئی تو ڈریسنگ ٹیبل پر اس تصویر کو دیکھ کر پہلے تو حیران ہوئی پھر ہمشہ کی طرح چیختی ماں کے سر پر پہنچی۔

"آئو میں اپنی شہزادی کو بتاتی ہوں صبح صبح غصہ نہیں کرتے"۔۔ عشرت بیگم ناشتہ ٹیبل پر لگا کر اسے ساتھ لئے لائونج میں آئی اور صوفے پر بیٹھایا کہ عائشہ غصے سے منہ پھولا کر بیٹھی۔

"تمہارے لئے آتے مسلسل رشتوں سے اب تمہاری نادیہ پھپھو کو بھی ڈر لگ گیا ہے اور انہوں نے کل ہی ندیم سے بات کی تمہارے اور عارف کے رشتے کی۔۔
کہ اب شادی کی تاریخ لینے آنا چاہتی ہیں پر تمہارے ابو نے کہا کہ عارف کی تصویر بھیج دے وہ تمہیں ایک بار دیکھانا چاہتے ہیں اور پھر رشتے کی بات کریں گے۔۔ ویسے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں تمہارا اور عارف کا بچپن میں ہی رشتہ طے تھا یہ تو صرف تمہارے شوق کو دیکھتے تمہاری پھپھو ندیم کے کہنے پر اتنے سال خاموش تھی ورنہ وہ تو کب کا تمہیں اپنے آنگن کا چاند بنا چکی ہوتی"۔۔۔

عشرت بیگم اپنی بیٹی کے خوبصورت بھیگے چہرے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی بول رہیں تھی اور عائشہ کے سر پر ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے تھے۔

اسنے شاک نظریں اپنی ماں سے ہٹا کر تصویر میں قبول صورت سانولے سے لڑکے کو دیکھا اب اسے یاد آیا یہ تو عارف ہی تھا۔

"واٹ۔۔!! آپ لوگوں نے میرا رشتہ بچپن میں طے کر دیا اور وہ بھی اس کالے للو کے ساتھ جو تین وقت پیٹ بھرنے کیلیئے اپنے باس کی گالیاں ہی سنتا رہتا ہے اس دیہاتی اجڈ سے"۔۔۔ تصویر کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کرتے وہ غصے بدلحاظی سے بولی۔

عشرت بیگم اسکے اتنے غصے پر حیران پریشان رہ گئی۔

"اسکی اوقات ہے مجھ سے شادی کرنے کی" وہ تقریباً گستاخ ہو گئی۔

"آہستہ عشو بیٹا تمہارے ابو روم میں ہیں۔۔" عشرت بیگم نے گھبرا کر اپنی بیٹی کی زبان پر اسے ٹوکہ تو عائشہ غصے سے سر جھٹک کر رہ گئی۔

"کہاں سے کالا ہو گیا دیکھو تو سہی کتنا اچھا ہے، اور اب تو ماشاءاللہ سے مینجر کی پوسٹ پر ہے"۔۔ عشرت بیگم نے نیچے سے تصویر کے چار ٹکڑے اٹھائے اور جوڑ کر ٹیبل پر رکھتی بولی

"آپ لوگوں نے مجھ سے کیوں چھپایا کہ اس لنگور سے میرا رشتہ طے کیا ہوا ہے" عائشہ نے دانت پیس کر تصویر کو دیکھتی بولی
دل تو کر رہا تھا کہ جیسی تصویر کی حالت کی ویسی ہی جا کر اس کی کر آئے۔

"بیٹا ہمنے سوچا تم ڈسٹرب ہو گی تو اسلیئے بتانا سہی نہیں سمجھا تمہارے ابو تو بولے تھے کہ تمہیں سمجھا دوں تم انکے بھتیجے کی منگ ہو پر مینے بھتر نا سمجھا اور اب لگ رہا ہے کہ مینے جو کیا وہ انتہائی غلط کیا"۔۔

"کل تمہاری پھپھو آ رہی ہیں تمہیں دوپٹہ اوڑھانے اور شادی کی تاریخ لینے" عشرت بیگم کی مزید سنتے عائشہ کو لگا اسکا پورا وجود سن ہو گیا ہے۔۔

اسنے کچھ سوچتے گہرا سانس بھرا۔۔

"ہمم۔۔۔!! تو آپکی نظروں میں بیٹیوں کی یہ ویلیو ہے کہ بھیڑ بکریوں کی طرح جسکے آئے اسکے نام کر دو بغیر اسکی خواہشوں آرزوں کو جانے پھر ان سے چھپا کر رکھو اور اچانک کسی گائے کی طرح ان جیسے للو لنگور کے پلے باندھ دو قصہ ختم اور بھوج سے آزاد"۔۔ وہ تلخ لہجے میں بولی تو عشرت بیگم تڑپ اٹھی۔۔

"کیسی باتیں کرتی ہو میری جان تم تو ہمارے لئے ہماری زندگی میں رحمت بن کر آئی ہو اور رحمت کیا بھوج ہوتی ہے پاگلوں والی باتیں نا کرو"۔۔۔ عشرت بیگم نے اسے گلے لگایا تو عائشہ مچل کر دور ہوئی۔۔

"کل آئے گا تو دیکھو گی اپنے باپ کے فیصلے پر ناز کرو گی بہت سیدھا سادہ شریف لڑکا ہے اور ایک عورت اپنے شریک حیات سے عزت کی نگاہ کے علاوہ اور کیا چاہیئے"۔۔۔ عشرت بیگم اسے سمجھانے لگی اور عائشہ ضبط سے سننے لگی۔

"امی شادی کے بعد ہر شوہر اپنی بیوی کی عزت کرتا اور یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کے اپنے شوہر سے بیوی کو صرف عزت چاہیئے کیا اس لڑکی کی کوئی خواہشیں آرزوں نہیں ہوں گی صرف عزت سے ہی ساری زندگی گذارے، اچھے کپڑے

جیولری شاپنگ، گھومنا اچھا عالیشان گھر گاڑیاں نہیں چاہئے گی کیا عورت کی کوئی خواہشیں نہیں ہوتی اللہ نے اسکے پاس دل نہیں دیا یہ کیسی زندگی آپ سب لوگوں نے عورت کو دی ہوئی ہے اس ایک غلام بنا دیا ہے، وہ صرف اپنے شوہر سے عزت کے سواء کچھ نا مانگے "۔۔

"پر یاد رکھیئے گا میں ان عورتوں میں نہیں جو صرف اپنے شوہر کے پائوں میں پڑی عزت کی بھیک مانگتی اپنی خواہشوں کا گلا گھونٹ کر جی رہی ہوتی ہیں "۔۔!!وہ چیخ کر بولی

ایک پل کو عشرت بیگم کا چہرا اسپید پڑ اگیا پھر اپنی بیٹی کی آنکھوں میں بچپنا دیکھ کر ہنس پڑی۔

"ارے پگلی عزت میں ہی تو سب کچھ ہے۔۔!!جو شوہر اپنی بیوی کو عزت دیتا ہے وہ اسے دنیا کی ہر خوشی ہر نعمت دینے کیلیئے تیار رہتا ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی اسکی خواہشوں کیلیئے اپنی جان وارنے کو تیار رہتا ہے۔۔،،اب اپنے ابو کی ہی مثال رکھ لو مجھے عزت دیتے ہیں اور اسکے ساتھ دنیا کی ہر خوشی میرے قدموں میں رکھی ہے کہ جتنا اس پاک ذات کا شکریہ ادا کروں اتنا کم لگتا ہے "۔۔ عشرت بیگم کے لہجے میں اپنے شریک حیات کیلیئے عزت احترام محبت مان تھا۔۔۔

"ہاہاہاہا امی یار بس کر دیں مانہ کہ ابو نے ہمارے لئے بہت محنت کرتے ہیں پر ایسا بھی نہیں کہ انہوں نے آپکے قدموں میں ہر نعمت رکھی ہے ذرا اپنے پہنے سوٹ کی طرف دھیان دیں چھے ماہ ہو گئے ہیں اب تو اس کا رنگ بھی ریڈ سے اورنج ہو گیا ہے "۔۔۔۔ عشرت بیگم اسکے بچگانہ باتوں پر مسکرا دی۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے میری شہزادی چل اٹھ باقی کی باتیں بعد میں ہوں گی تمہارے ابو بھی تسبیح سے فارغ ہو گئے ہوں گے چل بالوں کو سنوار اور ناشتہ کرنے آجا اور خبردار جو اپنے ابو کے سامنے عارف کو برا بھلا کہا وہ ناراض ہوں گے" ۔۔اسکے بھیگے بال سنوارتی عشرت بیگم کہہ کر چلی گئی اور پیچھے عائشہ ناک سکوڑ کر رہ گئی۔

"ہمت تو دیکھو دو ٹکے کا آدمی مجھ سے شادی کرے گا آنے دو کل چودہ طبق روشن نا کئے تو دیکھنے آئندہ اپنی اوقات سے باہر پائوں نکالتے ہوئے بھی سوچو گے"۔۔غصے کی شدت سے سوچتی ہوئی پائوں پٹخ کر روم میں آگئی۔۔

"میں تو صرف اپنے حیدر کی بنو گی جسکے پاس سحر انگیز شخصیت کے ساتھ دھن دولت بھی ہے اور میرا ادا پر فیکٹ مین!! رہی امی کی پرانے خیالات کی بات کہ ہر عورت شوہر سے عزت چاہتی ہے تو انہیں کیا معلوم مرد تو عورت کی حسن کا پوجاری ہوتا ہے اور اللہ کا شکر ہے میں اس نعمت سے مالا مال ہوں شادی کے بعد حیدر خود بے خود میرے پائوں میں گر جائے گا اپنا سب کچھ مجھ پر وار کر پھر دیکھنا امی میں دنیا گھوموں گی دولت میں کھیلوں گی اپنے حیدر کے ساتھ"۔وہ آئینے میں خود سے باتیں کرتی ہنس رہی تھی مدہوشی سے کہ عشرت ناشتے کیلیئے بلانے چلی آئی۔۔۔

"کہاں جا رہی ہو عائشہ بیٹا"۔۔۔؟؟لائونج میں بیٹھے ندیم صاحب نے عائشہ کو جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"ڈیڈ مہکار بھابھی سے ملنے"۔۔کچھ دیر پہلے کی بدمزگی کے اسکے چہرے پر کوئی آثار نہیں تھے۔۔

"جاتی رہنا روز ہی تو یونی سے آکر جاتی ہو آج چھٹی کی ہے تو اپنے بابا کے پاس بیٹھ جائو دونوں باپ بیٹے ملکر پرانی یادیں تازہ کرتے ہیں"۔۔ندیم صاحب کو آج دفتر کچھ لیٹ جانا تھا تبھی لائونج میں بیٹھے اپنی بیٹی کو دیکھ کر محبت سے بولے۔۔

"ڈیڈ آپ کام کریں مجھے مہکار بھابھی نے ارجنٹ بلایا ہے بہت ضروری کام ہے رات کو باتیں کریں گے جب آپ آئیں گے پلیز"۔۔۔ منمنا کر کہتی بغیر اسکی سنے دوڑ لگا دی تو پیچھے ندیم صاحب عشرت بیگم ہنس پڑے۔

"بائیس سال کی ہو گئی بچپنا نہیں گیا اس لڑکی کا"۔۔ عشرت بیگم ممتا سے بھرپور لہجے میں گویا ہوئی تو ندیم صاحب نے مصنوعی گھورا۔۔

ہمارے آنگن کی چڑیا ہے یہ بچپنا نہیں کرے گی تو کیا تم کرو گی"۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولے تو عشرت بیگم خفت سے ہنس پڑی

"بات کی اس سے"۔۔ فائل سے نظر ہٹا کر بولے

"جی کی ہے"۔۔ عشرت بیگم نظریں چرا گئی

"اور ہمیں یقین ہے ہماری شہزادی کو اپنے باپ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا"۔۔ انہوں نے مان بھری نظروں سے عشرت بیگم کے چہرے کو دیکھا۔۔۔

"جی کچھ کہا نہیں خاموش ہو گئی"۔۔۔! عشرت بیگم کی نظریں اپنے ہاتھوں پر ٹکی تھی۔

اور ندیم صاحب فخریہ ہنس پڑے۔

"یہی خاموشی تو عورت ذات کا زیور اسکی حیاء ہوتی"۔۔وہ بولے تو عشرت بیگم مسکراتی سر ہلا کر کچن میں آگئی صفائی کرنے
۔

"کل اچھا سا اختتام کرنا اور عائشہ بیٹا کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنا تاکہ جب میری بیٹی کی حسین صورت کے ساتھ آپا اسکی سیرت دیکھے تو مجھ پر فخر کرے"۔۔لائونج سے ندیم صاحب کی آواز گونجی تو عشرت بیگم کے کانوں میں عائشہ کے لفظ گونجنے لگے۔۔

سیف کی دی گئی تقویٰ کی معلومات سن کر اسنے موبائل ٹیبل پر پھینکا اور سگریٹ کی ڈبی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے نکالتے سگریٹ سلگا کر اپنے عنابی لبوں سے لگایا۔۔۔

"بڑی پارسا ہو ڈارلنگ"۔۔۔وہ تصور میں ہی اسکے دلکش چہرے کو لاتے ہوئے مخاطب ہوا۔۔
ایک عجیب سی کشش اسے کھینچ رہی تھی ضد دلا رہی تھی کہ اسے تسخیر کرے۔

حالانکہ وہ ذرا برابر بھی اسکے چوائس کے مطابق نا اسے اسٹنڈرڈ کے مطابق تھی۔۔
پھر بھی اسے دیکھ کر سرور سر چڑھ گیا تھا۔۔

اور پھر اس دن یونی والی بے عزتی کے ساتھ یونی سے نکالنا سوچ کر ہی اسکا دم گھٹنے لگا۔۔

کتنی بار لیلیٰ اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کر گئی تھی پر اسکا دماغ اسکے ہاتھوں سے نکل چکا تھا۔۔ یہاں تک کہ اس دن رانی کے پاس جاتے ہوئے بھی وہ لڑ کر واپس آ گیا۔۔۔

اور گھر آ کر وہاج صاحب سے تکرار ہو گئی جس میں وہ بدتمیزی کی حدیں پار کر گیا۔۔
کہ آخر میں مسز ہانیہ وہاج نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔

اب وہ حیدر سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچ رہا تھا چھوڑنے والا تو نہیں تھا۔۔

اسنے تقویٰ صاف کہا تھا جو چیز اسے ناپسند آتی ہے یا تو اسے توڑ دیتا ہے یا چھین۔۔۔
اسے حیرت ہوئی یہ جان کر کہ اسکا ایک بھی بوائے فرینڈ نہیں وہ بھی اس زمانے میں۔۔۔

"ہونہہ شاید یہ بھی شادی کے بعد رنگ دیکھائے گی" زہر خند لہجے میں بولا اور کروٹ بدل گیا۔۔

"صاحب روم کی صفائی کر دوں"۔۔؟ دروازہ ناک کرتے ملازمہ سہمی آواز میں اجازت لینے لگی۔

"صرف شکل دفع کر دو اپنی"۔۔!! ناگواریت سے بولا تو ملازمہ سر ہلا کر چلی گئی۔۔

وہ پائوں پائوں پر رکھے جھلا رہا تھا کہ اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔

دھنواں فضا میں چھوڑ کر اسکرین دیکھی تو وہاں چمکتا نام دیکھ کر ہڑبڑا گیا۔۔

اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا پھر جلدی سے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔۔

"السلام علیکم"۔۔ لہجہ اس طرح بدلا ہوا تھا کہ لگ نہیں رہا تھا یہ بد تمیز بگڑا اصائم ہے البتہ اسکی جگہ باتمیز شریف ادب آداب سے واقف لہجے والا لڑکا بول رہا تھا۔۔

"وعلیکم السلام کیسے ہو اس بار چکر نہیں لگا یا یہاں کا"۔۔ محبت کی مٹھاس سے چور لہجے میں پوچھا گیا جس پر صائم کے آگ لگے سینے میں ٹھنڈک پڑ گئی۔

"الحمد اللہ آپ کی دعائیں ساتھ ہیں تو مجھے کیا ہو سکتا ہے ایکدم فٹ فاٹ ہوں!! آئوں گا جلد ہی ابھی کچھ کام ہیں یہاں"۔۔ نظریں چراتے وہ شرمندگی سے گویا ہوا۔

اتنی بڑی ہستی سے جھوٹ بولتے۔

"ہمم۔۔۔۔ دوسری طرف سرد سانس خارج کی گئی۔۔

"اسکول سے کیوں نکالا گیا تمہیں"۔۔؟؟ روعب دار لہجے میں پوچھا گیا صائم لب دبا گیا۔

"جھگڑا ہو گیا تھا کچھ لڑکوں سے اسلئے "۔۔وہ قالین پر رکھے اپنے پائوں کو دیکھتے مدھم آواز میں بولا۔

"تو کیا اسلئے اسکول سے نکالنے گے۔۔۔!کس نے نکالا نام بتائو اسکا"۔۔غصے سے آواز زوردار گونجی

"آپ بے فکر رہیں میں مینج کرلوں گا"وہ منمنایا

"کل زیدپور آئو تم"۔۔۔۔!!اسکے منمنانے کو نظرانداز کرتے جلال سے بھرپور آواز میں حکم ملا

"آغا جان پرسو"۔۔۔!!اسنے ضدی لہجے میں التجا کی۔۔

"ہمنے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو" صائم کی منمناہٹ حلق میں دم توڑ گئی وہ بے بسی سے موبائل کی اسکرین کو دیکھنے لگا۔

"پرنس مجھے تم سے بات کرنی" مسز ہانیہ وہاج کی آواز صائم کے روم میں گونجی اور وہ جو کان سے لگائے دوسری طرف سن رہا تھا اچانک ہی اس آواز کے گونجتے کال کھٹک کر ڈسکنیکٹ ہوئی۔

صائم نے غصے سے دیکھا اور مسز ہانیہ موبائل اور اسکے تاثرات دیکھ کر زہر حلق سے اتارنے لگی۔

"اب بولو اور نکلو سارے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا صبح صبح اپنی شکل دیکھا کر"۔۔۔وہ بڑبڑایا

"مجھے حیرت ہے تمنے اس مڈل کلاس لڑکی کیلیئے اتنی بے عزتی کروائی ہماری کہ مسٹر حامد شاہ کے سامنے نظر ملانے کے قابل ناچھوڑا اپنے ڈیڈ کو"۔۔ افسوس سے وہ بولیں

"مجھے لگا تھا تم دونوں کو عادت ہو گئی ہو گی پر نہیں یہاں تو امید تم دونوں کو مار دیتی ہے ہائے بیچارے پریمی پرندے" ۔ تمسخرے سے قہقہہ لگاتے وہ مسز ہانیہ کو سرخ کر گیا۔

"چلتا ہوں رات کے سرپرائز کیلیئے تیار رکھنا اپنے دیور پلس شوہر کو"۔۔ وہ کہہ کر سائیڈ سے گذر گیا اور وہ ناسمجھی سے اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔

"وائو بھابھی یہ میرے لئے"۔۔؟؟ عائشہ خوبصورت ساسوٹ دیکھتی اسے پر اپنی خوبصورت انگلیاں پھیرتی بے یقینی سے بولی۔

"یس مستقبل کی بھابھی یہ آپکے لئے"۔۔ مہکار چھیڑتے ہوئے شرارت سے بولی تو عائشہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"صرف سپنے ہی دیکھاتی رہنا آج اس للو کا رشتہ آگیا کل ڈیڈ اسکے پلو سے باندھ کر گھر سے بھی نکال دیں گے اور میں صرف حیدر کے خواب ہی دیکھتی رہ جائوں گی"۔۔۔ وہ روٹھی آواز میں بولی تو مہکار قہقہہ لگا اٹھی

"خواب دیکھیں تمہارے دشمن میری شہزادی میرے پاس ایسا زبردست آئیڈیا ہے کہ سنو گی کان سے دھنوے نکل آئیں گے"۔۔ وہ آنکھ دبا کر بولی تو عائشہ کے کان کھڑے ہو گئے

"کونسا جلدیں بتائیں"۔۔۔!!وہ بے صبری ہو کر بولی تو مہکار ہنس پڑی۔

"ایک منٹ دروازے کے دوسری طرف بھی کان ہوتے ہیں"۔۔۔وہ اٹھی اور دروازہ بند کرتے اسکے پاس آئی عائشہ ہزار رنگ چہرے پر سمیٹے بے تابی سے سننے لگی۔۔
اور پھر گلا کھنکھار کر مہکار نے جو بولنے لگی حقیقت میں عائشہ کے کان سے دھنواں اور منہ کھلا رہ گیا۔۔

"بھابھی یہ بہت رسک بھرا ہے ہم پکڑے جائیں گے "کپکپاتی آواز میں عائشہ بولی تو اسنے گھورا

"بکواس مت کرو اگر حیدر کو پانا ہے تو یہی کرنا پڑے گا اسکے علاوہ کوئی راستہ نہیں یا تو ہاں کرو یا ہونے دو حیدر کو تقویٰ کا اور کرنے دو اسے حیدر اور اسکی دولت پر راج اور تم اتنی حسین ہو کر شہری لڑکی ہو کر جا کر گائوں میں اس کالے للو کے ساتھ پندرہ بیس بچوں کی ماں بنکر چولہے میں پھونک مارتی رہنا"۔۔۔مہکار بھڑک اٹھی تو اسنے جو اصلیت دیکھائی اس پر عائشہ کے نازک طبیعت پر اس قدر اثر پڑا کہ اسکا انگ انگ کانپ اٹھا۔۔

"اللہ نا کرے مم۔۔۔میں سوچتی ہوں پپ۔۔پھر کچھ کرتے ہیں"۔۔۔وہ راضی نہیں تھی اسکا دل بالکل بھی نہیں مان رہا تھا ۔۔

"نکلو اٹھو نکلو تم میرے بھائی کے لائق نہیں یہ محبت ہے تمہاری جو اسے پانے کیلیئے اتنا بھی نہیں کر سکتی"۔۔۔مہکار کھڑی ہوتی انگلی سے اٹھانے لگی تو عائشہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا تو وہ بے ساختہ نرم پڑ گئی۔۔۔۔

"دیکھو میری جان ایسا کرنا پڑے گا ورنہ وہ ہم ٹھینگا دیکھا کر کل کو حیدر پر راج کرے گی اور بڑی بڑی گاڑیوں میں گھومے گی حیدر کی محبت تو ویسے بھی اسکے ساتھ ہے وہ ہے اس طرح نیچا دیکھائے گی تمہارے حق پر ڈاکا ڈالکر باقی آگے تمہاری مرضی"۔۔۔وہ اسے دولت کی لالچ دینے لگی۔۔۔

عائشہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں"۔۔۔وہ بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولی تو مہکار نے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔

"اب جلدی سے بتاؤ جو مینے تمہیں پلائن بتایا تھا رپیٹ کرو ہمیں کیا کرنا ہے"۔۔۔۔شاطر نظریے سے دیکھتی وہ بولی تو عائشہ نے سر ہلایا اور آہستہ آہستہ سناتی گئی۔۔۔۔۔

کچھ دیر مکمل خاموشی چھائی رہی۔۔۔

"ویسے تم مجھے کچھ دیکھانے والی تھی"۔۔۔مہکار کی آواز گونجی تو عائشہ ہوش میں آئی۔۔

"ہاں وہ یہ۔۔۔۔"ہڑبڑا کر اسنے موبائل سامنے کیا

جسے تھامتے اور دیکھتے مہکار کی آنکھیں ابل پڑی۔۔۔۔

جہاں صائم کافی سارے اسٹوڈنٹ کے بیچ تقویٰ کو کمر سے تھامے کھڑا تھا اور وہ وقفہ اتنا بڑا تھا جیسے دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھو گئے ہوں۔۔۔

"یہ کیا چکر ہے بھئی لڑکی مر مٹی کیا"۔۔؟؟ معنی خیزی سے بولی تو عائشہ ہنس پڑی۔۔

"نہیں یہ مینے ایڈٹ کی اصل تو یہ ہے"۔۔۔ وہ موبائل تھامے وہاں سے دوسری ویڈیو دیکھانے لگی

"کہ روم میں وحشی لفظ کے ساتھ چٹاخ سے تھپڑ کی آواز گونجی مہکار کی آنکھیں پھیل گئی۔۔

"کیا ہمت ہے بھئی داد دینی پڑے گی اتنے سٹوڈنٹس کے سامنے صائم کے چہرا بگاڑ دیا۔۔۔ حیران سی وہ بولی

ہاہاہاہ"ہم سب شاک تھے یونی کے ہینڈسم لڑکے پر اسکی انگلیوں کے نشان دیکھ کر کافی لڑکیاں اسے کوس رہی تھی تو کافی سراہ۔۔
اور تو اور اسنے ایک جھٹکے سے اسے یونی سے نکال کر سب کو شاک میں مبتلا کر دیا ہے"۔۔۔ عائشہ اسے بتانے لگی تو تمسخرے سے مہکار مسکرائی۔۔

"اب اسکی زندگی کو ہم شاک میں تبدیل کریں گے"۔۔۔ مکروہ لہجے میں گویا ہوتی ویڈیو اپنی موبائل میں سینڈ کیا۔۔

عائشہ خاموشی سے سوچوں کے جال میں پھنسی ہوئی تھی۔۔۔

مہکار اسے وہیں چھوڑ کر نخوت بھری نظر ڈالکر اٹھ گئی۔۔

"کل تک تو بڑے بڑے دعوے کر رہی تھی ایک ہی وار میں محبت جاگ کی طرح بیٹھ گئی میڈم کی"۔۔۔

"حالانکہ محبت میں لوگ اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے"۔وہ با آواز بولی تو شرمندہ سی عائشہ نظریں چرا گئی۔۔

اسے ہمت کرنی تھی حیدر کو پانے کیلئے۔۔۔۔

آج اسے آفس سے نکلتے نکلتے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔
اپنے ڈیڈ کو اسنے پہلے ہی گھر بھیج دیا تھا اور اب سب کچھ نمٹا کر خود گھر جا رہا تھا۔

وہ کافی لیٹ ہو گیا تھا اور کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے پریشان سا سوچ رہا ہو گا کہ ضرور ابھی تک اسکے انتظار میں حامد صاحب نے ڈنر نہیں گیا ہو گا۔۔۔

اپنی سوچوں میں جاتے اچانک ہی اسے جھٹکے سے گاڑی روکنی پڑی راستے کے بیچوں بیچ کھڑے اس وجود کو دیکھتے۔۔

"واٹ دا ہیل از دس۔۔!!

کیا بد تمیزی ہے اگر اتنا ہی مرنے کا شوق ہے تو کسی ریل کی پٹری پر لیٹ جائو یہاں کھڑے رہ کر کیوں ہمارا ٹائم ویسٹ کر رہے ہو"۔۔۔؟؟حیدر غصے سے کہتا باہر نکلا۔۔

اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں جب اس وجود کو دیکھا تو پہچانتے ایک پل نا لگے۔۔
اسکی رگوں میں خون شعلہ بن کر بھڑکا۔۔

"تم"۔۔۔۔۔!!وہ دھاڑا

"ہاہاہا بڑی تیز میموری ہے مجنوں صاحب بتایئے کیسے حال ہیں آپکے"۔۔۔۔صائم اسکی دھاڑ پر قہقہ لگاتا بولا

"حال تو ابھی میں تیرا بگڑانے والا ہوں"۔۔۔۔!!حیدر کو ابھی تک ایک انجانے نمبر سے بھیجی گئی وہ ایم ایم ایس نہیں بھول رہی تھی جس میں اسنے تقویٰ کو کمر سے تھام رکھا تھا۔۔

"شوق سے"۔۔۔صائم نے ہاتھ فضا میں پھیلائے اسے دعوت دی۔۔۔

حیدر اسکی دیدہ دلیری پر غصے سے بھڑک اٹھا اور بھاگ کر اس پر جھپٹا

"باسٹرڈ تمہاری ہمت کیسے ہوئی تقویٰ کو چھونے کی"۔۔۔۔!!دونوں گھتم گھتا ہو گئے اور حیدر اپنا گھٹنا اسکے پیٹ میں مارتے دھاڑ رہا تھا۔۔

سیف نے پیچھے کھڑے دیکھتے صائم کے اشارے پر پولیس اور میڈیا کو انفارم کیا۔۔۔

اور کام ہوتے دیکھ کر صائم نے زور سے اپنا پنچ حیدر کے منہ پر مارا۔۔
حیدر کی ایک پل کو نظر دھندلی ہوگئی اور صائم نے موقعہ دیکھتے اسکے زمین پر دھکا دیا اور پھر بری طرح پیٹنے لگا کیوں وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

"تقویٰ چاہیئے "۔۔۔۔!!اسکے منہ سے بے ساختہ پھنسلا جسکا احساس اسے خود نہیں تھا۔۔

"صائم کیا کر رہا ہے جان لے گا کیا"۔۔۔۔سیف جنید بھاگ کر اسکے پاس پہنچے اور لہولہان صائم کو حیدر سے پیچھے پھینکا۔
جسکا وہ جنون میں انتہائی برا حال کر گیا تھا کہ وہ دیکھتے وہ پلائن پر تھوکتے بھاگ آئے۔۔۔

اچانک پولیس کی گاڑی کا سائرن بجا اور ساتھ میڈیا کی بھی بھیڑ لگ گئی حیدر اور صائم پر۔۔۔۔۔۔۔

کھٹ کھٹ ناک منہ سے آستینوں سے خون صاف کرتے صائم کی تصویریں انکی نیوز چینل کی زینت بننے لگی۔۔۔

اور نیچے پڑے دنیا کے فیمس بزنس ٹائیکون حامد شاہ کے بیٹے کی حالت دیکھتے۔۔

جسکا بھی صائم جیسا ہی حال تھا۔۔

"ناظرین پہچانے اسے یہ ہے صائم زیدی چیف جسٹس وہاج زیدی صاحب کا نواب زادہ جو چلتے پھرتے اپنی غنڈہ گردی دیکھا رہا۔۔! یہ کفرم ہے کہ صائم زیدی کو اسکی گری شہرت اور غنڈہ گردی سے یونیورسٹی سے بھی نکالا گیا ہے اور آج وہ یہاں بیچ راہ میں لوگوں کو بری طرح مارپیٹ رہا ہے"۔۔۔!! مختلف مختلف آوازیں اسکے کانوں میں پڑنے لگی اور وہ نا محسوس سا تبسم لبوں پر پھیلائے انکی کیمرہ کے سامنے دیدہ دلیری سے کھڑا تھا جیسے ولیمے کی تصویریں نکلوا رہا ہو۔

پولیس کے اہلکاروں نے حیدر کو اٹھنے میں مدد دی۔۔۔
اور اسے ہاسپٹل بھیج کر صائم کو گھسیٹ کر پولیس گاڑی میں ڈالا۔

وہ خوشی خوشی بیٹھ گیا۔۔۔

سیف اور جنید نے افسوس سے اسکے لبوں پر پھیلے تبسم کو دیکھا۔۔

اور پھر میڈیا کے لوگوں کو جو ایک دوسرے کو دھکے مکے مار کر اسکی تصویریں لینے کیلئے مچل رہے تھے۔۔۔۔

"چاچا کیا ایم این اے اور باپ جسٹس ہو گیا تو تو سرے عام غنڈہ گردی کرے گا"۔۔اے ایس پی اس پر دھاڑا پر وہ نظریں اپنی موبائل پر جھکائے ہوا تھا کالز کیلئے جانتا تھا ابھی آغا جان یا تایا جان کی کالز آئیں گی تو وہ کیا جواب دے گا۔۔۔

اور اسکے اس طرح کی مغروریت پر اے ایس پی جل بھن گیا۔ پر کس میں ہمت نہیں تھی اسکے ہاتھ سے موبائل لینے کی ۔۔۔

آہستہ سے اسنے موبائل آف کرتے جیب میں ڈالی یہی بھتر حل لگا اسے۔۔۔

اور وہاں ساتھ بیٹھے پولیس والوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

"گاڑی تو نئی لے لی ہوتی"۔۔۔!!منہ بناتے بولتے ہوئے وہ پولیس والوں کو زہر سے بھی برا لگا۔

"وجی۔۔۔۔وہاج"۔۔۔۔ڈریسنگ روم میں چینج کرتے وہاج صاحب کے کانوں میں ہانیہ کی آواز گونجی وہ جلدی سے باہر آیا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔"؟اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے اسنے مسز ہانیہ کے سپید پڑتے چہرے کو دیکھا

"سامنے دیکھئیے۔۔۔۔!!وہ مجھ سے بول گیا تھا کہ سرپرائز کیلیئے تیار رہنا اور دیکھئیے سرپرائز اسنے ہمیں منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑا وجی"۔۔۔ مسز ہانیہ روتی ہوئی دیوار گیر ایل ای ڈی کی سکرین پر میڈیا اور پولیس کے بیچوں بیچ گھیر اصائم ہونٹوں پر تبسم سجائے جیسے تمسخرے بھری نظروں سے دیکھا رہا ہو۔۔

"اوہ مائے گاڈ یہ تو حیدر شاہ ہے"۔۔۔ مسز ہانیہ ناک منہ سے بہتے خون کے ساتھ حیدر کو دیکھتی چلائی وہاج صاحب کا دل بیٹھ گیا۔

اور اس ساری صورتحال سے جو صائم کا انہیں پیغام مل رہا تھا دونوں نے اپنے سن دماغ سے ایک دوسرے کو دیکھا اور نظریں چرا گئے۔۔۔

"ہمیں جلدی وہاں پہنچنا ہو گا آغا جان سے پہلے "۔۔۔!! مسز ہانیہ نائٹی میں ملبوس اٹھی اور اپنا ایک سوٹ لیکر باتھ روم میں بھاگی۔۔۔

"آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں چینج کر لیں وہاج"۔۔۔ مسز ہانیہ اپنے شولڈر کٹ بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی سکرین کو گھورتے وہاج صاحب سے بولی جو اب ہوش میں آتے تھکے تھکے انداز سے بیڈ پر بیٹھے۔۔

"تم جائو ہانی میں ابھی نہیں آسکتا بلکہ یہ کہہ دینا کہ وہاج آئوٹ آف کنٹری ہیں"۔۔۔ پولیس کی گاڑی کو میڈیا پولیس اسٹیشن تک فالو کرتی صائم زیدی کو اندر جاتے دیکھا رہی تھی۔۔

"آغا جان کی وجہ سے نہیں آرہے"۔۔۔؟ وہ پاس بیٹھتی بولی

"ہاں یہ بھی اور حامد کا سامنہ کرنے کے ڈر سے"۔۔۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے کندھے جھکا گئے۔۔

"اس طرح کریں گے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا وجی اور ہمنے کچھ غلط تو نہیں کیا تھا جو یہ سماج ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے آغا جان اگر ہمیں نہیں سمجھ رہے تو نا سمجھیں ہمیں انکی ضرورت نہیں رہی میرے بیٹے کی بات تو میں اسکی ماں ہوں کبھی اسے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی"۔۔۔ مسز ہانیہ کہتی اپنا موبائل کلچ اٹھا کر باہر نکلی اور ہیل کی ٹک ٹک وہاج صاحب کو دور ہوتی سنائی دے رہی تھی۔۔۔

جب اس ٹک ٹک کی آواز سماعتیں سننے سے محروم ہوئی تو اسنے سکرین پر نظریں جمائی۔۔۔

دوسری طرف روتی ہوئی اپنی ماں اور مہکار کو دلاسے دیتے ہارون گھر سے نکلا۔۔۔۔

"بھ۔۔بھائی وہ ح۔۔۔حیدر۔۔نیوز"۔۔۔عائشہ بمشکل خود پر کنٹرول کرتی اپنی ماں کے ساتھ یہاں پہنچی۔۔

"کچھ نہیں ہوا گڑیا وہ ٹھیک ہے ہم جا رہے ہیں"۔۔۔ہارون اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر عشرت بیگم کو سلام کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

"بھابھی"۔۔۔۔!!دونوں کے اندر پہنچنے پر عائشہ صوفے پر بیٹھی دوڑ کر روتی مہکار کے پاس آئی اور اس سے لپٹ گئی۔۔

عشرت بیگم سائرہ بیگم کے پاس آئی جنہیں تقویٰ بمشکل سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"سب اس چڑیل کی وجہ سے ہوا ہے اگر یہ اپنے واسطے نا بڑھاتی اس غنڈے سے تو آج میرا بھائی ٹھیک ہوتا"۔۔۔مہکار بل کھا کر اٹھی اور چیختی تقویٰ پر جھپٹنے لگی۔۔

"خبردار میری بہن کو چھوا بھی"۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ نقصان پہنچاتی دانیال کی دھاڑ پر جہاں سہمی تقویٰ کا دل دھڑکا تھا وہیں غصے سے مہکار مڑی۔۔۔
اور لائونج کے بیچوں بیچ کھڑے دانیال کو غصے بھری نظروں سے گھورتے دیکھ کر اسنے روتی ہوئی تقویٰ کو دیکھا۔۔۔

"تمنے یہ اچھا نہیں کیا صائم"۔۔؟؟میڈیا کے نمائندوں سے بمشکل جان چھڑوا کر جب وہ اندر آئی تو رومال سے ناک سے بہتے خون کو صاف کرتے صائم کو ایک بینچ پر بیٹھے دیکھ کر وہ اسکے سر پر پہنچی اور نیچے آواز میں دکھ سے بولی۔

"دماغ مت کھائو میرا سر ویسے ہی درد کر رہا ہے"۔۔وہ بیزاریت سے کہتا مسز ہانیہ وہاج کو سلگا گیا۔۔۔

"بہت برا کر رہے ہو تم صائم آئی وارن یو وقت ہے سنبھل جائو"۔۔۔۔!!وہ اسکی غصے بھری آنکھوں میں دیکھتی بولی

"تو کیا کریں گی ہاں"۔۔۔!!وہ دھاڑا تھا کہ مسز ہانیہ گھبرا کر پیچھے ہوئی جیسے سوئے شیر کو چھیڑ دیا ہو

"میں بس یہی کہوں گی کہ نا تم اپنے باپ تھے نا ہی میرے ہو سکو گے"وہ آنکھوں میں زہر لئے گویا ہوئی پولیس آفیسرز اور لیڈی پولیس ان رئیسوں کو دیکھنے لگی

مسز ہانیہ وہاج کی بات پر صائم کی آنکھوں میں جیسے لہو ٹپک پڑا نیلی آنکھوں کی پتلیوں سے خون جیسے نکلنے لگا ضبط سے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر اس عورت کا قصہ تمام کر تا جو اسکی ماں تھی آغا میر وجاہت حسین زیدی کے ساتھ ایم پی اے میر وجدان حسین اپنے گارڈز کے ساتھ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوئے۔۔۔

صائم کی نیلی سرخ آنکھوں کو پیچھے دیکھ کر وہ بھی مڑی اور آغا جان بھائی صاحب کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی اور گلے میں پڑا اسکارف سر پر اوڑھا

پر آغا جان کی جب اس پر نظر پڑی تو ایسے نظریں پھیریں جیسے وہ کوئی اچھوت ہو وہ کچھ پیچھے ہو گئی اور آغا جان بھائی صاحب کو آگے آنے دیا۔۔۔

"کیا ہوا ہے یہ "۔۔۔۔پولیس ایم پی اے کو دیکھ کر بوکھلا گئے۔۔۔

اور ایم پی اے میر وجدان حسین آغا جان کو صائم کے پاس چھوڑ کر خود ایس پی کے آفس میں چلا گیا۔۔۔۔

"کچھ نہیں صرف تھوڑی سی ہاتھا پائی ہو گئی تھی پر اس میڈیا والوں کو تو مرچ مصالحہ ڈالنے کی عادت ہے "۔۔۔وہ سر جھکائے بولا

مسز ہانیہ جائو جلال والے آغا جان کی پشت کو دیکھ رہی تھی جس کی کسی زمانے میں ایک دھاڑ ہی کافی ہوتی تھے گائوں کو سہانے کیلیئے اور پھر لاڈلے بیٹے کے جاتے ہی سارا دبدبا کہیں پھو چکر ہو گیا تھا۔۔۔

"تمہیں بھی تو اتنے زخم آئے ہیں پھر اسے ہاسپٹل اور تمہیں پولیس اسٹیشن کیوں لیکر آئے"۔۔۔وہ دھاڑا اور اسے وہیں چھوڑ کر ایس پی کے سر پر پہنچا۔۔۔

کہ اندھے تھے کیسے قانون چلا رہے ہو گاڑی میں اور جھگڑے والی جگہ میں کتنا فاصلہ تھا تم لوگوں کو یہ نہیں لگا کہ صائم زیدی کے گذرنے پر اس حیدر شاہ نے گاڑی سے نکل کر حملہ کیا ہے بلکہ یہ لگا کہ اسنے اتنی دور سے اسے نکال کر مارا ہے یہ قانون ہے۔۔۔۔۔

اور پھر کچھ ہی باتوں اور حامد شاہ سے بات کرنے مسئلہ حل کرتے وہ مسز ہانیہ کو وہیں چھوڑ کر صائم کو لیکر چلے گئے۔۔۔

اور پولیس والے مسز ہانیہ کے بت کو دیکھنے لگے جو اب سرخ غصے والے چہرے سے جا رہی تھی۔۔

"دیہاتی اجڈ لوگوں نے میرے بیٹے پر پورا قبضہ کر لیا ہے جاہلوں نے"۔۔۔۔وہ بڑبڑاتی اپنی گاڑی میں بیٹھی اور ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔

"تمنے کیوں اسے چھوڑنے کو کہا حیدر ملکر ایسا سبق ایکھاتے اس لوفر غنڈے کو جو اپنے ایم پی اے چچے کے عہدے پر یہ سب کررہا ہے"۔۔ہارون نے غصے سے حیدر سے کہا جو بیڈ کر ائون سے پشت لگائے بیٹھا تھا۔۔

"ہارون اسنے مجھے تقویٰ کیلیئے مارا ہے کہ میں اسکا نام نالوں اور اب ڈیڈ آپ کل ہی دانیال سے تقویٰ کا رشتہ مانگے گے بس"۔۔۔وہ غصے سے بولا تو گہری سوچ میں ڈوبے حامد صاحب نے سر ہلایا البتہ ہارون ششدر تھا۔۔

"مطلب تقویٰ کا کیا ذکر حیدر"۔۔؟؟وہ الجھ کر پوچھنے لگا

تو حیدر نے ایک نظر ان پر ڈالی۔۔
"وہ تقویٰ کو تنگ کرتا ہے یونی میں بھی اور اس دن پارٹی والے دن کا بدلہ لینے آیا تھا آج اور کہا کہ تقویٰ چاہیئے تمہیں"۔۔۔!!وہ اپنے باپ کا چہرا دیکھتے کہہ رہا تھا

"پر تقویٰ نے تو نہیں بتایا کچھ"۔۔۔ہارون حیران پریشان بولا۔

"ہونہہ وہ کیا بتاتی آپکو۔۔!آپ بھائی بن کر اسے اپنے ساتھ لے آئے تھے کیا ایک پل کو بھی اسکا خیال آیا کہ کیا رہی ہے کیا ہو رہا ہے وہ آپکی زمیداری پر آئی تھی پر آپکے کبھی اسے اپنے پاس بیٹھا کہ یہ پوچھا کہ بتائو تقویٰ پڑھائی کیسی چل رہی ہے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔۔۔!
نہیں۔۔۔!کبھی نہیں پوچھا۔۔!

معاف کرنا ہارون یہاں میں ایک صاف سیدھی بات کروں گا کہ آپ اسے لے کر تو آئے پر کسی بھوج کی طرح ایک کونے میں پھینک دیا اور وہ ملازمہ بنکر آپکے پورے گھر کو سنبھالنے لگی۔۔

مجھے تو غصہ اس لڑکی پر ہے سارے گھر کو سنبھال کر پھوپھو کی اتنی بے عزتی پر بھی اُف تک نہیں کرتی تھی

مینے صرف ایک دن اسکی روٹین پر غور کیا اور مجھے آپ پر افسوس ہونے لگا۔۔

آپکی ماں آپکی بیوی آپکے بیٹے یہاں تک کہ آپکے گھر کو بھی وہ ایک لڑکی سنبھال رہی تھی۔۔

پھوپھو کے پائوں دبانے سے رات میں سر کے مساج کیلیئے بھی تقویٰ مہکار کے کپڑے پریس کرنے سے لیکر کچن تک تقویٰ ساحل کے ہوم ورک سے لیکر کھانے کھلینے تک تقویٰ آپکا ٹفن ریڈی کرنے کپڑے واش کرنے تک تقویٰ اور یہاں تک کہ گھر کے کچن سے لیکر رومز کی صفائی کیلیئے بھی تقویٰ۔۔۔

وہ انسان کی بچی تھی کوئی پتھر نہیں تھی جو تھکتی نہیں تھی۔۔۔

اتنا ظلم تو کوئی جانور پر بھی نا کرے جتنا آپکے گھر میں اسے لڑکی پر ہوتا تھا۔۔۔

مجھے تو شرمندگی ہوتی تھی آپکے گھر میں رہتے کھانا کھانے کو دل نہیں کرتا تھا جس میں ہزار پریشانیاں آنسوں تھکن شامل تھے۔۔

بن ماں باپ کی بچی تھی بھائی آپکو سونپ کر گیا تھا اور آپنے اسے گھر میں پھینک کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

مجھے حیرت ہوتی تھی جب ساری ساری رات اسکے روم کی لائیٹ آن دیکھتا تھا اور پھر صبح وہ فریش روم سے نکلتی ہنستی مسکراتی کام کرتی میڈیکل کی ٹف پڑھائی کرتی اُف کیا کہوں میں آپکو"۔۔۔۔حامد صاحب اس ناانصافی پر خاموش بیٹھے سن رہے تھے اور ہارون صدمے میں گرے تھے کہ مہکار تو کہتی تھی کہ سارا سارا دن بیٹھی رہتی ہے کوئی کام نہیں کرتی اور یہ اسکا بھائی کس پر یقین کرتا۔۔۔۔

بیوی پر یا اسکے بھائی پر۔۔۔۔!!

"میں اب چلتا ہوں صبح ملیں گے "۔۔۔۔۔وہ شرمندگی سے بغیر نظریں ملائے روم سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

حامد صاحب نیوز میں حیدر اور صائم کو دیکھ کر ہارون کی کال پر ہاسپٹل۔پہنچے تھے جہاں حیدر کو ڈاکٹر مرہم پٹی کر رہے تھے ۔۔

انہوں نے اسے ایک رات وہیں رہنے کو کہا پر وہ ضد کرتے گھر آ گیا اور گھر آتے ہی اسے پولیس اسٹیشن سے کال آئی اور وہاں سے بات کرتے میر وجاہت حسین زیدی کی بات پر وہ کھول اٹھے کہ انکا کہنا تھا برابر کے زخم آئے ہیں شروعات پہلے حیدر شاہ نے کی تھی اور یہ تائید کرتے حیدر نے سر ہلا کر انہیں کیس واپس لینے کو کہا کافی لمبی تکرار کے بعد مسئلے کا حل نکالتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔۔

"آپنے جواب نہیں دیا ڈیڈ "۔۔۔۔۔۔حیدر نے حامد صاحب سے پوچھا

"مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے پرسو چلیں گے آج تم ریسٹ کر لو میں تمہاری بہن کو بھی انفارم کروں پھر بات کریں گے دانیال سے "۔۔۔۔انہوں نے بالوں ہر ہاتھ پھیرتے کہا تو حیدر تھینک یو کہتے انکے گلے لگ گئے۔۔۔

"بہت پیار کرتے ہو اس سے "۔۔۔؟؟حامد صاحب نے شرارت سے پوچھا تو وہ ہنستا آنکھ دبا کر سر ہلا گیا۔۔۔

"بہت سے بھی بہت زیادہ مجھے لگتا مجھ اس سے عشق ہو گیا ہے"۔۔۔۔وہ۔جذب کے عالم میں گویا ہوا تو انہوں نے محبت سے حیدر کے چہرے کو دیکھا

اور دل میں ہی اس کی خوشیوں کی دعائیں کی۔

"شرم نہیں آتی باپ۔کے سامنے عاشقی سنا رہا ہے"۔۔۔انہوں نے مصنوعی روعب سے کہا تو وہ کھکھلا اٹھا اسکی خوبصورت گرے آنکھیں چمک رہی تھی تھیں

"باپ سے کیسی شرم اور پوتے پوتیاں تو انہیں ہی چاہیئے"۔۔۔وہ شرارت سے گویا ہوا تو حامد صاحب قہقہہ لگا اٹھے

"امریکہ نے نہیں پاکستان نے تمہیں بگاڑ دیا ہے"۔۔۔کندھے تھپکتے ہوئے وہ بولے تو حیدر شاہ ہنس پڑا۔۔۔۔

"اب آرام کرو صبح ملتے ہیں"۔۔۔۔وہ کہہ کر چلے گئے۔۔۔
کھانا پہلے ہی کھا چکے تھے روم میں ہی۔۔۔
اب اسے آرام کی ہدایات کرتے چلے گئے اور حیدر اپنی آنکھوں میں تقویٰ کے من موہنے چہرے کو سجائے آنکھیں موند گیا۔۔۔

"خبر ادار جو میری بہن کو ہاتھ لگایا بے سہارا نہیں ہے"۔۔۔!!دانیال کی دھاڑ پر روتی ہوئی سہمی تقویٰ نے اپنے بھائی کی آواز پر تڑپ کر دیکھا

عشرت بیگم جو مہکار کو روکنے کیلیئے اٹھی تھی دروازے پر کھڑے اس لڑکے کو دیکھنے لگی

"بھائی"۔۔۔تقویٰ منہ پر ہاتھ رکھ کر بھاگتی اپنے بھائی کے سینے میں چھپی

"م۔۔۔مینے سچ میں کچھ نہیں کیا یقین کریں میرا"۔۔۔وہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی روتے ہوئے بولی جس پر دانیال نے اپنے بازو اسکے کانپتے وجود کے گرد پھیلا کر اسے اپنے تر سے سینے میں چھپایا

"تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں میری جان تمہارے بھائی کو تم پر پورا یقین ہے اب ہم ایک پل بھی یہاں نہیں رکے گے"۔۔۔وہ اسکا سر سہلاتا ہوئے بولے اور ایک قہر بھری نظر کسی ناگن کی طرح کھڑی مہکار پر ڈال کر بیگ اٹھا کر مڑا
۔۔۔

"بھاگ کہاں رہے ہو بھگوڑوں ذرا اس لاڈلی بہن کے کارناموں پر نظر ثانی کرتے جائو جسنے دو دو کو اپنی منحوس کالی شکل اور بے ہودہ ادائوں میں پھنسایا ہے دیکھتے جائو کارنامے تو جو فخر سے سینے سے لگایا ہے اس فاحشہ کو پتا چلتا کہ یہ شہر میں رہنے لائق نہیں گائوں کے گند میں ٹھیک ہے"۔۔۔وہ اپنے وار خالی دیکھتے بلبلا اٹھی اور چیختے نفرت میں اندھی ہوتی اپنے زہریلے لفظوں سے سب کو ساکت کر گئی۔۔۔

"مہکار بیٹا یہ کیا کہہ رہی ہیں تقویٰ بیٹی کیلیئے"۔۔۔ عشرت بیگم نے دکھ سے کہا تو مہکار نے اپنی سرخ نظریں ان پر ٹکائیں

"پوچھ لیں آنٹی اپنی بیٹی سے کیسے یونیورسٹی کے لڑکوں سے تحفے وصولتی ہے اور وہ جب کچھ مانگتے ہیں تو یہ اتنے بڑے ہنگامے کھڑے کرتی ہے بہانہ ہے پارسائی کا سب، حقیقت میں تو اس لڑکی نے کچھ ماہ ہمارے گھر میں رہ کر طوائفوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ ہارو۔۔۔۔"۔۔۔!!

"بکواس بند کرو"۔۔۔۔!! دانیال دھاڑتا ہوا اس تک پہنچتا کہ اس سے پہلے ہی ہارون چٹاخ سے تھپڑ نے مہکار کو دھول چٹا دی

"بے حیا بد تمیز عورت تمہیں شرم نہیں آتی ایک پاکباز لڑکی کے دامن پر کیچڑ اچھالتے" وہ اسکے بال مٹھی میں پکڑتے اسے کھڑا کرتا دوسرا تھپڑ مارتے پوچھنے لگا

اور دانیال غصے سے پھولی سانسوں سے مٹھیاں بھینچتا دیکھنے لگا

صوفے کے پیچھے چھپا ساحل منہ پر ہاتھ جمائے سسک رہا تھا

"ارے ہارون مار وگے کیا لڑکی کو"۔۔ سائرہ بیگم تڑپ کر اٹھی ہارون کو مسلسل تھپڑوں سے مہکار کا منہ سرخ کرتے دیکھ کر عشرت بیگم نے بھی چھڑوانے کی کوشش کی

جو پاگل بن کر اس پر ٹوٹ پڑا تھا

اسے معلوم تھا وہ اس پر اور تقویٰ پر کیچڑ اچھالنے والی تھی۔۔۔

اپنی بے وجہ کی نفرت غرور میں وہ اس قدر اندھی ہو گئی تھی کہ ایک لڑکی پاک دامن کو بھی نہیں بخشے گی

"ارے بھاولا ہو گیا ہے ہارون مار دے گا کیا"۔۔۔ سائرہ بیگم نے اسکے بال چھڑوانے چاہے اور عائشہ کانپتی ٹانگوں سے خوفزدہ ہو کر دیکھ رہی تھی اسنے کب دیکھے تھے ایسے جھگڑے

آنسوں در آنسوں نکل کر اسکی سرخ رخساروں پر بہہ رہے تھے۔۔
"چھوڑی اماں میں اسکا گلا دبا دوں گا"۔۔۔ عشرت اور سائرہ بیگم کے چھڑوانے پر وہ چیخا
"چلو"۔۔ دانیال نے خونخوار نظر ڈالتے ہوئے ان ہر تقویٰ کو لے جانے لگا کہ ساحل بھاگتا تقویٰ کی ٹانگوں سے لپٹ گیا
"آپی مت جائیں مجھے قرآن پاک کون پڑھ کر سنائے گا"۔۔۔۔ وہ روتا ہوا تقویٰ کی ٹانگوں سے لپٹا ہوا تھا
اور آنسوں بہاتی تقویٰ نے دانیال کو دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت ہی محبت پائی
"ساحل بیٹا آجائو"۔۔۔۔ ہارون بغیر نظریں ملائے دانیال سے ساحل کو اٹھا کر باہر نکل گیا
اور نیچے غش پڑی مہکار پر سائرہ بیگم تقویٰ کو کوستی اس پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی جسکا ہارون نے برا حشر کر دیا تھا
عشرت بیگم مہکار کا سر گود میں رکھے اسکے گال تھپتھارہی تھی اور عائشہ گرنے جیسے انداز میں نیچے بیٹھ گئی۔۔۔
دانیال روتی ہوئی تقویٰ کو لیکر وہاں سے نکلا اور ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔۔

وہ تو اپنی بہن ہارون کو سرپرائز دینے آیا تھا پر یہاں کے حالات دیکھ کر خود سرپرائز رہ گیا

اور خود کو لعنتیں دے رہا تھا کہ وہ تو ایک پل کا سین تھا اتنے ماہ اس جاہل عورت نے کیا سلوک کیا ہو گا اسکی معصوم بہن کے ساتھ جو دل جیتنے کیلیئے خود کو وار دیتی تھی۔۔

سوچتے ہوئے اسنے تقویٰ کا سر اپنے کندھے سے لگایا اور وہ منہ چھپا گئی دوپٹے سے آنسوں صاف کرتی۔۔۔

اس لڑکے نے اسے کیا سے کیا بنا ڈالا تھا۔۔۔۔

زید پور میں میر وجاہت حسین کی حویلی میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔

ہر کوئی خاموش صائم زیدی کی شکل تک رہا تھا

جہاں ڈاکٹر اسکی مرہم پٹی کر رہا تھا اور آغا جان غور سے اسکا چہرا تک رہے تھے جو سپاٹ تھا۔۔۔

"ہاں تو اب بتاؤ صائم کیا ضرورت پڑ گئی تھی اس فساد کی"۔۔۔۔؟؟

"کیوں جھگڑا کیا اس لڑکے سے"۔۔؟؟ڈاکٹر کے ملازمہ کے ساتھ رخصت ہونے پر آغا جان نے اسے مخاطب کیا

صائم نے انکے غصے والے لہجے پر مسکراہٹ چھپانے کیلیئے سر جھکا دیا

"تقویٰ چاہیئے"۔۔۔!! ٹھوس اپنے مخصوص ضدی لہجے میں گویا ہوا کہ سب اس کا چہرا دیکھنے لگے

""کون ہے تقویٰ صائم بیٹا"۔۔۔؟ میر وجدان نے اپنے بھتیجے کے چہرے کو دیکھتے پوچھا تو آغا جان نے بھی حیرت سے دیکھا

"یونیورسٹی میں پڑھتی ہے میرے ساتھ اور مجھے اس سے شادی کرنی ہے کیسے بھی کر کے مجھے وہ چاہیئے میں اس حیدر شاہ کو جیتنے نہیں دونگا مینے دیکھا تھا پہلے اسے وہ میری ہے صائم زیدی کی۔۔!!اور جس پر صائم زیدی کی نظر پڑ جائے چاہئے دنیا

یہاں کی وہاں ہو جائے وہ صائم کی ہی رہتی ہے چیز"۔۔۔ضد غرور سے گردن اکڑا کر وہ بولا تو رضا (اسکا تایازاد) کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔۔

"ہائے اللہ لڑکے یہ کہیں کس لڑکی کی تو بات نہیں کر رہا"۔ آغا جانی نے منہ پر دوپٹہ رکھتے رضا سے پوچھا جنھوں نے مسکراہٹ چھپاتے سر ہلایا

"جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ لڑکی ہے جسے تم چیز کہہ رہے ہو برخودار"۔۔!! آغا جان نے سخت نظروں سے گھورتے کہا تو صائم اپنے لفظ پر شرمندہ ہو گیا

"معذرت آغا جان پر مجھے وہ لڑکی چاہیئے"۔۔وہ کہہ کر بغیر کسی کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا

"کہیں صائم دانیال کی بہن کی بات تو نہیں کر رہا جو بچی شہر پڑھنے گئی ہے ڈاکٹری اسکا بھی نام تقویٰ ہی ہے نا"۔۔۔ثانیہ بیگم نے آغا جانی کو دیکھتے کہا جن کے چہرے پر تقویٰ نام سے پھول کھل اٹھے

"ایسا ہو تو کیا ہی بات ہے بڑی نیک بچی ہے سارے گائوں کی بچیوں کو قرآن پڑھاتی تھی اور میلاد النبی ﷺ میں نا تیں بھی تو وہی بچی پڑھتی تھی نا کتنی پیاری آواز ہے ماں صدقے جائے جس گھر میں جائے گی روشن کر دیگی مجھے تو اسکے چہرے کو دیکھتے سکون ملتا ہے"۔۔بغیر آس پاس کی پروہ کئے آغا جانی تقویٰ کا سوچتے ثانیہ بیگم سے شروع ہو گئی تھی۔۔

"کل بات ہو گی تفصیل میں"۔۔۔!! آغا جان کے کہنے پر سب سر ہلا کر چلے گئے اور آغا جانی پر جوش ہو کر میر وجاہت حسین کی جانب مڑی

"میں تو کہتی ہوں جی کل ہی دانیال کو شہر سے بلا کر رشتہ کر لیتے ہیں میری تو دلی مراد پوری ہوئی ہے مٹھائی کے ساتھ تحفے باٹوں گی پورے گائوں میں صرف یہ اپنی والی تقویٰ ہو"۔۔۔ آغا جان نے نفی میں سر ہلایا اپنی جزباتی بیگم پر

"پہلے سارا مسئلہ جاننے دو پھر باٹنا مٹھائیاں"۔۔۔وہ کہہ کر فریش ہونے چلے گئے تو آغا جانی نے اوپر کو ہاتھ اٹھائے

"ہائے سنوار دے گی میرے صائم کی زندگی اور اس چڑیل کے سائے سے بھی دور رکھے گی"۔۔وہ نفرت سے مسز ہانیہ کا سوچتی بولی

رات والا واقعہ ابھی تک اسکے دماغ میں تھا۔۔۔

اور اسنے سوچ لیا تھا وہ ہرگز مہکار کا ساتھ نہیں دے گی اس بیہودہ پلائن میں جس میں صائم اور تقویٰ کو ایک ہوٹل روم میں بہانے سے بلا کر دونوں کو بیہوش کر کے تصویریں بنانی تھی اور جب جب وہ سوچتی تو اسکے سامنے تقویٰ کا چہرہ آجاتا اور وہ جھرجھری لے اٹھتی۔۔۔

"اللہ میں ایسا نہیں کر سکتی محبت کرتی ہوں حیدر سے بے انتہا پر اگر بھابھی اسکے علاوہ کوئی دوسرا پلائن کرے تو ٹھیک ورنہ میں اسکے دامن پر داغ نہیں لگا سکتی میں خود ایک لڑکی ہوں۔۔۔"

سامنے ہی تو ساری صورت حال تھی۔۔

صائم نے اسے تنگ کیا تو حیدر نے اسے بری طرح پیٹا اور آخر میں اتنے بڑے مسئلے کے بعد بھی وہ باعزت فخر سے سر اٹھا کر گئی۔۔

صائم نے اسے یونیورسٹی میں چھیڑا تو اسے یونی سے نکال دیا اور جس لڑکے کی جانب کوئی لڑکی محبت چاہت کے سواء نظریں نہیں اٹھاتی تھی اس لڑکے کے خوبصورت چہرے پر اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑ دی اور تو اور جب جب مہکار نے اسے ذلیل کرنا چاہا خود بری طرح پھنس کر دو کوڑی کی رہ جاتی اور آج رات کیا ہوا۔۔۔

اسکے طرف صرف انگلی اٹھائی اپنے منہ پر ہزار انگلیاں پڑیں۔۔۔
وہ تو نازک مزاج لڑکی سوچتے ہی کانپ جاتی۔۔۔

"بھاڑ جائے ایسا پلائن میں اپنے مستقبل کو بگاڑ نہیں سکتی کل کلاں حیدر کو معلوم ہوا اسکی عاشی نے اتنا برا کام کیا ہے کیا سوچیں گے۔۔۔! میں انہیں بدگمان نہیں کر سکتی"۔۔۔ وہ خود سے ہی باتیں کرتی ٹرے میں رکھے کپ کے کناروں پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔۔

"عاشی بیٹا لے آئو کب سے انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔ عشرت بیگم خوشی سے مسکراتی اندر داخل ہوئی تو عائشہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی

"لائی امی"۔۔ وہ دوپٹہ سر پر اوڑھ کر بولی

"اچھا سنو یہ مت کہنا کہ چائے اور لوازمات تمنے نہیں بنائے۔۔! مینے کہا ہے تمنے بنائیں ہیں اور تمہارے ابو پھوپھو تو بہت خوش ہوئے۔۔۔! ماں صدقے شہزادی لگ رہی ہو نظر نا لگے کسی کی"۔۔ عشرت بیگم اسکا ماتھا چومتی گرین لان کے سوٹ میں اسکی دمکتی میدے جیسی رنگت اور خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں پر سیاہ پلکیں اسکے حسن میں چار چاند لگا چکے تھے۔۔

"کاش حیدر دیکھ لیتا اسکے سجے روپ کو، مجھ پر تو صرف انکا حق ہے"۔۔ شرماتی وہ سوچتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لائونج میں آئی۔۔

توسب کی نظریں عشرت بیگم کے پیچھے آتی عائشہ پر پڑی تو جیسے لفظ حلق میں دب گئے۔۔۔
جب اسنے اپنے بڑی بڑی کاجل سے ڈوبے نشیلے نین اٹھائے اور اسکی نظریں عارف پر گئی دل میں تو آگ لگ گئی اسے دیکھ کر جو اسکے باپ سے مسکراتا باتیں کرتے عارف کی جب اس پر نظریں آئیں تو ساکت رہ گئی۔۔۔

عائشہ کا سر مزید غرور سے اٹھ گیا اور وہ چلتی پاس آئی۔۔۔۔

"ماشاللہ چاند ہے میری عاشی" پھوپھو خوشی سے بولیں اور اپنی بانہیں پھیلائی اسکے لئے۔۔۔

ساتھ آئی خاندان کی عورتیں بھی نادیہ بیگم کے نصیب پر رشک کرنے لگے جسکی اس قدر حسین لڑکی بہو بننے والی تھی۔۔۔

"اری عشرت ہمیں تو معلوم نہیں تھا تیری اس قدر حسین بیٹی ہے یہ تو تیری جوانی سے بھی خوبصورت ہے"۔۔۔ عشرت بیگم کی بچپن کی دوست اور کزن عائشہ کو دیکھتی بولی۔۔

"آجا پتر یہاں آ اپنی پھپھو کے گلے لگ سالوں بعد دیکھ رہی ہوں"۔۔۔ نادیہ بیگم پھولے نہیں سما رہی تھی۔

اسکے چہرے کی خوشی مزید بڑھ گئی جب اپنے بیٹے کی آنکھوں میں پسندیدگی کے رنگ دیکھے۔۔۔

اور یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی عائشہ کیلئے عام سی بات تھی جو بھی اسے دیکھتا تھا ایسے ہی رنگ آنکھوں میں آتے تھے سواء اس بے حس سیاں کے۔۔۔

جس پر اسکا قیامت خیز حسن بھی کوئی کمال نہیں کر سکا اور اسے پسند آئی وہ معمولی لڑکی۔۔۔

جو عائشہ کی پرچھائی جتنی بھی حسین نہیں تھی۔۔۔یہ اسکی سوچ تھی۔۔۔

"پھوپھو بیٹھ جائیں میں ڈیڈ کے پاس بیٹھ رہی ہوں"۔۔عائشہ نخوت سے کہہ کر ندیم صاحب کے پاس بیٹھتی نادیہ بیگم کا چہرا پھیکا کرتی سب کو ششدر کر گئی۔۔۔

"کوئی بات نہیں باپ کی لاڈلیوں کے اتنا تو پیار ہوتا ہے جہاں باپ بیٹھا ہو وہاں کچھ دیکھائی نہیں دیتا" وہ محلے والیوں اور اپنے دوستوں کے سامنے شرمندگی کو چھپاتی بانہیں نیچے کرتی مسکرا کر بولی۔۔

تو سب نے ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلایا۔"اب اتنا بھی کیا لاڈلا پن سالوں بعد پھوپھو ملے انہیں یوں بے عزت کرے"۔۔۔

عائشہ کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا اسکے باپ کی نظریں اور ماں کی گھوریاں کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔

وہ نظریں اپنے لگائی نیل پالش پر ٹکاتی بڑے بڑے خوبصورت ناخونوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

"لیجئیے نا"۔۔۔ عشرت بیگم جلدی سے اٹھ کر سب کو چائے اور لوازمات پیش کرنے لگی۔۔

اور انہیں ٹوٹ پڑتا دیکھ کر عائشہ کو ابکائی آئی۔۔

"کیا جنگلی پن ہے"۔۔۔۔!!وہ باآواز بلند بڑبڑاتی سب کو ساکت کر گئی اور اس بار تو عارف نے بھی اپنے سامنے بیٹھی حسن کی ملکہ کو دیکھا جو حسن تو بہت لائی تھی پر شاید عزت کرنا اور بولنے کی تمیز روم میں رکھ کر بھول گئی تھی لانا۔۔۔

"عاشی بیٹا"۔۔۔!!ندیم صاحب نے گھورا

عشرت بیگم کے ہاتھ کانپ گئے۔۔

"چھوڑئے ڈیڈ ایسے لگتا ہے جیسے کسی گلی محلے سے اٹھ کر آئیں ہوں جنگلیوں کی طرح کھا رہیں ہیں جیسے کوئی چھین جائے گا میرا تو دل خراب ہو رہا ہے"۔۔۔وہ منہ پر اپنی نازک انگلیاں رکھ کر نخوت ناگواری سے بولی

"عائشہ چپ کرو"۔۔اپنے شوہر کا بے یقین چہرا دیکھتے عشرت بولی

"بیٹا تو تم کون سے محل میں ٹکی ہو دو کمروں کے چھوٹے سے گھر میں تو رہتی ہو"۔۔ایک عورت نے طنزیہ لہجے میں گھر کو دیکھتے کہا

"محل میں نہیں رہتی پر محل میں رہنے کے لائق تو ہوں"۔۔۔ پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولی

ندیم صاحب نے اسکے گرد اپنے بازو ہٹا لئے۔۔۔
جس پر عائشہ کو کوئی فرق نا پڑا کیونکہ وہ جو سوچ کر آئی تھی ضرور کہے گی۔

"تم بتاؤ للو۔۔۔ اوہ سوری میرا مطلب ہے عارف کیا تم میرے لائق ہو۔۔۔؟؟ گھر گاڑی تنخواہ چھوڑو صرف اپنے رنگ کو ہی دیکھ لو کیا تم میرے ساتھ کھڑے رہنے کے بھی لائق ہو۔۔۔؟ کہاں میں اور کہاں تم۔۔!" ہاہاہاہا وہ قہقہہ لگا اٹھی

نادیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے اور محلے والیاں حیرت ششدر ہو کر اس بے حیا لڑکی کو دیکھ رہیں تھی جو اپنے ماں باپ کی موجودگی میں کس قدر بد تمیز ہو کر بول رہی تھی۔۔

"بیٹا انسان رنگت نہیں سیرت دیکھتے ہیں" نادیہ بیگم نے کہا

"اوہ معاف کیجئے گا پھوپھو آپ غلط کہہ رہی ہیں سیرت آجکل کے دور میں کوئی نہیں پوچھتا میں حقیقت پسند لڑکی ہوں ان جاہل باتوں پر یقین نہیں لڑکی اور پلیز اپنے بیٹے کیلیۓ ایسی کوئی ڈھونڈیں جو اپنے ڈبے جیسے گھر میں ایڈجسٹ ہو سکے مجھ سے تو کوئی ایسی امید مت رکھیئے کیونکہ میں نہیں گذار سکتی چلے پر پھونکیں مار کر"۔۔۔ وہ سیدھا نادیہ بیگم کی آنسوں بھری آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی اور عارف اپنی ماں کی اس قدر انسلٹ پر مٹھیاں بھینچے بیٹھا تھا صرف اپنے ماموں کے لحاظ سے ورنہ اس بدلحاظ غرور میں ڈوبی لڑکی کا منہ توڑ دیتا۔۔۔

"چلتی ہوں اور مجھے امید ہے میرا جواب آپ سمجھ گئے ہوں گے"۔۔وہ اٹھتی مسکرا کر بولی

اور ایک نظر سرخ چہرے سے بیٹھے عارف عرف للو پر ڈال کر چلی گئی

"سالوں بعد تمہارے در پر آئی ندیم اور بہت اچھا سلوک کیا مجھے یہ کبھی نہیں بھولے گا اپنی بیٹی کے منہ سے اس طرح بے عزتی کروانے سے اگر تمہیں جواب دینا تھا تو پہلے دے دیتے یوں سب کے سامنے تو بے عزت نا کرتے اپنی بیوہ آپا کو" ۔۔۔وہ منہ پر دوپٹہ رکھے روتی ہوئی اٹھی۔۔

ندیم صاحب کندھے جھکائے زمین کو گھور رہے تھے انکے لئے تو یہ ایک صدمہ تھا۔۔۔

"کتنا غرور تکبر تھا انکی بیٹی کے لہجے میں" آنسوں پھسل کر فرش پر گرے۔۔

"آپا وہ بچی ہے معاف کر دیں نادان ہے"۔۔ عشرت بیگم بھی تڑپ کر اٹھی

"نادان مت کہو اسے عشرت یہ نادانی نہیں غرور تکبر تھا اسنے میرے عارف کی بے عزتی کی ہے اسے جیسا بھی بنایا ہے اللہ نے بنایا ہے، اور وہ حسین ہے تو اس میں اس کا کوئی کمال نہیں سب اس رب کا کمال ہے، اور میں بھی دیکھتی ہوں کس محل میں جاتی ہے کس راجکمار سے شادی کرتی ہے"۔۔۔وہ روتی ہوئی عارف کے ساتھ بہت کچھ کہتی نکل گئی۔۔۔

اور کچن میں کھڑی عائشہ نے اپنی کامیابی پر ایک رس گلا منہ میں ڈالا۔۔۔

"یہ ہوئی نا بات ملکہ "۔۔۔وہ خود کو شاباشی دیتی مسکراتی رس گلے کھانے لگی۔۔

یہ اسکے پسندیدہ تھے جس پر جان چھڑکتی تھی۔۔۔

"بہت اچھا کیا تمنے عائشہ بہت اچھا اپنے باپ کا سر جھکا کر بہت زبردست کیا اپنی روتی پھوپھو کی بدعائیں لیکر "روتی ہوئی عشرت بیگم کچن داخل ہوتی اسے مزے سے رس گلے کھاتے دیکھ کر بولی

"کیونکہ تمنے ایسا بتائو کہاں کمی رہ گئی تھی ہماری تربیت میں کیوں اپنے باپ کا سر جھکایا اگر پہلے کہہ دیتی تو ہم انکار کر دیتے یوں سر عام سب کو شرمندہ تو نا کرتی "۔۔۔عائشہ اچانک اپنی ماں کی آواز پر ہڑبڑا گئی اور رس گلا نیچے گرا۔۔

"امی کچھ غلط نہیں کیا دیکھا نہیں کیسے جنگلی ٹائپ لوگ تھے ان کے ہاں میں شادی کرتی جنھیں پہننے اوڑھنے کا سلیکہ نہیں جاہلوں کی طرح بیہیو کر رہی تھی،اور مجھے نہیں لگتا ان بددعائوں ودعائوں سے ڈر جب شرم سے کچھ نہیں بچتا تو ایسے ہی اپنا گنوارپن دیکھتاتی ہیں۔۔"وہ ناگوار گستاخی سے سر جھٹک کر بولی

عشرت بیگم تو عشرت باہر سنتے ندیم صاحب کی رگیں بھی تن گئی

"بکواس بند کروائو اسکی عشرت ورنہ میں مارنے سے بھی گریز نہیں کروں گا یہ سب اس بدلحاظ عورت کے ساتھ مل کر اسکا نتیجہ ہے "۔۔۔ندیم صاحب دھاڑتے ہوئے آئے تو عشرت بیگم رونا بھول کر انکے سامنے آ گئی

کہیں غصے میں وہ اس پر ہاتھ نا اٹھا دیں۔۔

"ڈیڈ آپ کچھ بھی کہیں پر حقیقت ہے جسے تسلیم کرنا نہایت ہی کڑوا ہے"۔۔۔پلیٹ پٹکتی وہ بولی

"بس کرد و نہیں ہوں میں تمہارا ڈیڈ مر گیا تمہارا باپ"۔۔۔۔وہ دھاڑے کہ عائشہ کا دل سہم گیا

"بس کر دیں پاگل ہو گئی ہے میں سمجھاؤں گی اسے سمجھ جائے گی چپ کر دیں"۔۔ عشرت بیگم روتی ہوئی بولی

"سمجھانے کی ضرورت نہیں اس سے پوچھو کون ہے وہ جس کے بل پر اپنے باپ کی گردن پر لات رکھی ہے آئے وہ راجکمار اور دفع ہو جائے اسکے ساتھ نہیں چاہیئے ایسی اولاد اس سے میں بے اولاد ہی ہوتا تو بھتر تھا"۔۔ انکے بوڑھے کندھے جھک آئے تھے۔۔۔

"آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں ڈیڈ"۔۔۔۔وہ حلق کے بل چیخی
"تمہارے آج کے رویے سے میں اس سے بھی بہت کچھ سمجھ چکا ہوں اب مہربانی کر کے بتاؤ مجھے کون ہے وہ میں اس بدنامی سے پہلے تمہیں رخصت کرنا چاہتا ہوں اور اگر نہیں ہے کوئی اپنے تکبر میں ایسا قدم اٹھایا ہے تو میں ہی کل کسی سے نکاح پڑھوا کر بھیج دوں گا اسکے پیچھے"۔۔۔۔وہ غصے دکھ سے بولے عشرت بیگم آنسوں بہاتی کبھی اپنی لاڈلی بیٹی کو دیکھتی تو کبھی شوہر کو۔۔۔

"معاف کر دیں ڈیڈ پر مہربانی کر کے میری زندگی مجھ پر چھوڑ دیں ورنہ آپ پھر کسی دھوبی گھاٹ والے کے پلو سے باندھ کر روانہ کر دیں گے۔۔۔ میں خود اپنا ہمسفر ڈھونڈوں گی اور آپکی بہن صاحبہ کی بد دعائوں کو غلط ثابت کر کے دیکھائوں گی" وہ گستاخی اے کہتی وہاں سے نکلتی اپنے روم میں بند ہو گئی

اور ندیم صاحب نے ایک شکوہ کنا نظر عشرت بیگم پر ڈالکر اپنے روم میں بند ہو گئے۔۔۔

پیچھے رہ گئی لائونج کے بیچوں بیچ عشرت بیگم تو گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھتی رونے لگی۔۔۔

"اللہ میری بچی کو نیک راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما"۔۔۔۔وہ روتی ہوئی بولی۔۔

____

"تم یونی نہیں جا رہی"۔۔۔؟ دانیال کچن میں آیا تو تقویٰ کو کچن صاف کرتے دیکھ کر مسکراتے بولے

"نہیں میں آج اپنا گھر صاف کرنے والی ہوں یونی کل جائوں گی"۔۔ اپنے بھائی کی آواز پر وہ سر اٹھاتی بولی۔۔

"ہمم میرے لئے کوئی کام"۔۔۔وہ بازو فولڈ کرتا شوز باہر اتار کر اندر داخل ہوا۔۔

"آپ کیلئے یہی کام ہے کہ آرام سے جا کر لائونج میں بیٹھیں اور مجھے ڈسٹرب نا کریں"۔۔ مسکراہٹ دبا کر گویا ہوئی۔

ہارون انے اپنے گھر میں پہنچنے کے کچھ گھنٹے بعد آیا تھا اور بہت معافیاں مانگی دانیال اور تقویٰ سے۔۔

اور دانیال تو کبھی معاف نا کرتا اگر تقویٰ نا کہتی۔۔۔۔
پھر بھی اسنے کوئی جواب نا دیا اور اٹھ کر گھر چلا آیا۔۔۔

تقویٰ کہا تھا کہ آپ کو معاف کر دینا چاہیئے ہارون بھائی کو انہوں نے میرا بہت خیال رکھا پر اسکے جھوٹ پر دانیال نے جھڑک کر چپ کروا دیا۔۔

"پھوپھو کی کال آئی تھی انہوں نے کہا ہے حویلی سے آغا جان نے میرا پوچھا تھا"۔۔۔دانیال نے اسے ہیلپ کرواتے ہوئے بتایا تو تقویٰ نے سوالیہ سے دیکھا

"پھر ہم جا رہے ہیں گائوں"۔۔؟ ہاتھ روک کر دانیال کا چہرا دیکھنے لگی

"ہم سنڈے کو چلیں گے صبح"۔۔وہ سر ہلاتا بولا

"شکر مجھے تو بہت یاد آ رہی تھی گائوں کی" تقویٰ مسکراتی بولی

دانیال نے سر ہلایا۔۔۔۔

"صائم کہاں ہے رضا"۔۔۔؟؟ آغا جان جاتے ہوئے رضا سے پوچھا

"جی آغا جان وہ اپنے دوستوں کے ساتھ صبح ہی شکار پر نکل گیا ہے"۔۔ عزت سے اسنے نظریں جھکا کر جواب دیا

"بس آگیا اپنی جھول میں یہ لڑکا کبھی نہیں سدھرے گا"۔۔۔
"منع کیا ہے نا شکار کرنے سے ہمنے"۔۔ وہ غصے سے بولے

"جی آغا جان مینے بتایا تھا پر انہوں نے نظر انداز کر دیا کہ وہ پلائن بنا چکے ہیں دوستوں کے ساتھ"۔۔ رضا نے صبح کی گفتگو بتائی جب جیپ میں صائم کو اپنے دوستوں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

"تم کہاں جا رہے ہو"۔۔ انہوں نے اسے تیار شیار دیکھ کر پوچھا

"بابا سائیں نے کہا تھا زمینوں پر چکر لگا کر آئوں وہیں جا رہا ہوں اگر کوئی کام ہے تو حکم کریں"۔۔۔ اسنے مودب سا کہا

"نہیں جائو تم اور صائم کے آتے ہی اسے میرا پیغام دینا کہ مجھ سے آکر فوراً ملے" وہ کہہ کر چلے گئے تو رضا سر ہلا کر باہر کی جانب اپنے قدم اٹھانے لگا۔۔۔

"آپنے کیا سوچا آغا جان صائم کے بارے میں"۔۔میر وجدان صاحب نے آغا جان سے پوچھا

دونوں اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے

"سوچنا کیا ہے ہمنے معلوم کروایا ہے وہ دانیال کی بہن ہے اپنے گائوں کی ہی ہے مجھے اچھا لگا کل تیاریاں کرنا چلیں گے شہر کوئی کمی نہیں رہنی چاہیئے"۔۔۔

"ہمنے کوئی بات رد نہیں کی اپنے پوتوں کی اور سب کو اپنی پسند سے شادی کا حق دیا ہے اور یہ حق صائم کو بھی ہے"۔۔۔۔ انکے کہنے پر وجدان صاحب نے سر ہلایا۔۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر، آپ اماں جان کو بتادیں وہ ثانیہ کو کہیں گی تو ساری تیاریاں کروالیں گے آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولے آغا جان نے بچے کی طرح منہ بنایا

"اپنی ماں کو خود بتادو ورنہ جوش سے ہمارا سر کھا جائیں گی"۔۔۔شانے پر شال درست کرتے ہوئے بولے تو وجدان صاحب کا قہقہہ پڑا

"جو حکم آپ کا ہم میٹنگ میں جارہے ہیں شہر کچھ کام ہو تو کہیئے"۔۔انکے کہنے پر آغا جان نے نفی کی تو وہ سر ہلا کر چلے گئے اور گارڈ کے ساتھ اپنی گاڑی میں بیٹھے۔۔۔

"تمہیں آغا جان اپنے روم میں بلا رہے ہیں"۔۔ صائم کو شکار سے لوٹتے دیکھ کر رضا نے کہا تو وہ اسکی طرف ریوالور پھینک کر آغا جان کے روم کی طرف مڑ گیا۔
اور رضا اسکا ریوالور کیچ کر کے اسکے روم میں آیا اور دراز میں رکھ کر وہاں سے نکل آیا۔

"اسلام علیکم آغا جان"۔ وہ دروازہ انگلی سے ناک کرتے بولا اور اندر داخل ہوا

"وعلیکم السلام اب لوٹے ہو"؟؟ سلام کا جواب دیتے تیکھے لہجے میں سوال کیا

"جی کافی ٹائم بعد دوستوں سے ملا تھا تو وقت گذرنے کا معلوم ہی نا ہوا"۔ وہ مسکرا کر کہتے آغا جان کے سامنے صوفے پر بیٹھا
۔

"ہمنے شکار سے منع کر دیا ہے سب کو پھر تم کیوں گئے جب رضا نے تمہیں بتا دیا تھا"۔ کڑک لہجے میں بولے

صائم نے سر کھجایا، جس پر آغا جان نے غصے سے دیکھا
یہیں اسکی حرکتیں ہوتی تھی جب وہ کسی کی سننا نہیں چاہتا ہوتا۔

"ہم تم سے پوچھ رہے ہیں صائم تم ہمارے اصولوں کے خلاف کیوں گئے"؟؟ آغا جان اسکے جواب نا دینے پر پھر بولے

"آغاجان اصول ہوتے ہی ٹوٹنے کیلیئے ہیں اور میں دنیا کے کسی اصول کو نہیں مانتا"۔وہ خود غرضی اور ڈھیٹ پن سے بولا کہ آغاجان سلگ اٹھے

"ان حرکتوں سے تم شادی کروگے پرائی لڑکی لاؤگے جسے خود کو سنبھالنا نہیں آتا"۔وہ غرائے تو صائم کی مسکراتی نیلی آنکھوں میں سنجیدگی چھاگئی اور گال پر چھبن سی محسوس ہوئی انگلیوں کی۔
اسکی آنکھیں جو سرخ تھی مزید سرخ ہوتی ضبط کی گواہی دینے لگی۔

"سنبھال لوں گا آپ فکر نا کریں"۔۔بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے وہ ٹھنڈے ٹھہار لہجے میں گویا ہوا

"تمہیں اسکول بلوایا گیا ہے جائو واپس تمہارا ایڈمشن ہوگیا ہے تمہارے تایا گئے تھے" آغاجان نے اسکی بد تمیزی نظرانداز کرتے بات بدلی

"پر اب میں وہاں نہیں جائوں گا"۔اسنے سر جھکا کر کہا
"بلکہ وہاں والی کو یہاں بلوائوں گا" معنی خیز سی مسکراہٹ چہرے پر چھاگئی سوچتے ہوئے۔

"نہیں جائوگے تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا؟؟لوگ ہمارے در پر آتے ہیں کسی بھی ضرورت کیلیئے اور ہم خود ہمارے بیٹے کو بھیجا صرف تمہارے لئے اس پروفیسر کے پاس صرف تمہاری ایڈمیشن کیلیئے اور اب تم کہہ رہے ہو تمہیں نہیں جانا کیا

سمجھیں ہم تم ہماری نافرمانی کر رہے ہو صائم زیدی"۔۔!! آغا جان دھاڑ اٹھے کہ اپنے روم کی طرف جاتے میر وجدان صاحب انکی آواز پر بھاگے چلے آئے۔

صائم خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا آغا جی"۔۔؟؟ وجدان صاحب پریشان سے پوچھنے لگے تو آغا جان نے اپنی قہر برساتی نظریں صائم سے ہٹا کر وجدان صاحب کو دیکھنے لگے

"اس سے پوچھو پہلے کیا کرتا رہا ہے ہم اس سے کچھ نہیں بول رہے تو یہ سر پر سوار ہو رہا ہے۔
پہلے اسکول چھوڑا، پھر اس لڑکے سے لڑائی کی کہ ہمارے خاندان کا بھی نا سوچتے جیل میں چلا گیا، پھر اچانک شادی کا کہا ہمنے ہاں کی اب ہم کہہ رہے ہیں تمہارا ایڈ مشن ہو گیا ہے تو انکار کر رہا ہے کہ نہیں جائے گا اسکول اگر ایسا رہا تو ہم اس لڑکی سے اسکی شادی قطعی طور پر نہیں ہونے دے گا اور اگر اسکول نہیں جانا چاہتا تو آئے ہمارے ساتھ یہاں گائوں میں زمینوں کا کام سنبھالے، یا شہر میں کوئی کام تلاش کرے، ہمارے بیٹے ہونہار ہیں ایک ایم این اے ہے دوسرا بزنس میں تھا تیسرا ۔۔۔۔۔ آغا جان غصے سے کہتے کہتے اچانک رکے اور صائم کو دیکھا جسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں ہوئی تھی۔

میر وجدان صاحب نے بھی اپنے بھتیجے کو دیکھا جس کی غصے سے سانسیں پھول گئی تھی اور آنکھیں قالین پر ٹکی تھی۔

"صائم بیٹا ہمنے پروفیسر ڈاکٹر عبد الواحد سے بات کی ہے انہوں نے"۔۔۔۔!!

"تایاسائیں آپ اور آغاجان آپ اگر میری شادی اس لڑکی سے ہونے سے روکی تو یاد رکھیئے گا میں ویسے ہی بدنام شخص ہوں اسے اغوا کرنے میں دیر نہیں لگاؤں گا اور پھر ڈھونڈتے رہیے گا مجھے"۔۔غصے سے کہہ کر بغیر دونوں کے ششدر چہرے کو دیکھتے وہاں سے نکل گیا اور اپنے روم میں آکر ٹھا اسے دروازہ بند کیا کہ حویلی کے در دروازے ہلا کر رکھ دئے۔

"تمنے دیکھا وہ کتنا بد تمیز ہو گیا ہے یہ سب اس عورت نے کیا ہے میرے چراغ کو دلدل میں دھکیل دیا ہے"۔آغاجان کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جاکر مسز ہانیہ کا گلا گھونٹ دیں۔

"ریلیکس ہو جائیں آپ میں وجہ پوچھوں گا اس سے آپ بیفکر رہیں"۔۔انہیں بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے وہ بولا تو آغاجان گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"کیا ہوا وجدان یہ صائم اتنا غصے میں کیوں تھا"۔ثانیہ بیگم اور آغاجانی جب گائوں میں میٹھا یا اور کپڑے تقسیم کر کے اب لوٹی تھیں ملازمہ کے بتانے پر آغاجانی بھاگتی یہاں پہنچی اور وہاں میر وجدان کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں اماں سائیں بس آغاجان تھوڑا غصہ ہو گئے تھے اور صائم بیٹا برامان گئے" وجدان نے مسکراتے بتایا۔

"ہائے ہائے وجاہت کیوں ڈانٹا میرے بچو کو اتنے ماہ بعد آیا ہے اور شادی کیلئے بھی تیار ہے دیکھا نہیں شہر رہ کر بھی اپنے گائوں کی لڑکی کو پسند کیا ہے پھر کیوں غصہ ہو رہے ہو"۔آغاجانی برامان گئی اور صوفے پہ بیٹھتی اظہار کرنے لگی

"تم چپ رہو ابھی اسکے فرمان نہیں سنے ہیں جبھی کہہ رہی ہو" آغاجان غصے سے بولے تو انہونے منہ بنایا۔

ثانیہ بیگم مسکرا کر اپنے روم کے طرف چلی گئی ٹھک گئی تھی بہت۔۔۔

آغا جان کے غصے کو ٹھنڈا کر کے وجدان صاحب بھی آ گئے روم میں۔

"جانتے ہیں کتنا غصے والا ہے کیوں مزید ضد دلاتے ہیں اسے" آغا جانی نے دیکھتے کہا تو آغا میر وجاہت حسین نے کرب سے دیکھا

" مینے شوق میں نہیں ڈانٹا اسے وہ اسکول جانے سے انکار کر رہا تھا کیا اسے ایسے ہی چھوڑ دیں اسکا کوئی مستقبل نا بنائیں۔ رضا تعلیم پوری کر کے اپنے باپ کے ساتھ الیکشن میں کھڑا ہو گا اور یہ کیا کرے گا اسے ہی زندگی گذارے گا بغیر مقصد کے ویران"۔ آغا جان بولے تو انہونے سر ہلایا

"میں بات جروں گی اس سے سمجھائوں گی اسے پر ویران زندگی کیوں گذارے گا اللہ نے اتنا اچھا منتخب کیا ہے اسکے لئے جیون ساتھی پھر کیوں ایسی زندگی گذارے گا دیکھنا کیسے بدل جائے گا ہمارا صائم" آغا جانی شروع ہو گئی تھیں اور میر وجاہت صاحب انہیں دیکھتے آہستہ سے اٹھ جر فریش ہونے چلے گئے کیونکہ جانتے تھے اب وہ جزبات میں آ گئی تھیں اور کئی دیر تک انہیں جزبات میں رہے گی جس وجہ سے وہ چکے گئے اپنا بچائو کرتے۔

---------------------------------*

"ڈیڈ میں یہ کیا سن رہی ہوں"۔۔؟؟ مہکار غصے سے حامد صاحب کے روم میں داخل ہوئی۔

کل ہی اسے ہارون یہاں چھوڑ کر گیا تھا کہ جب دماغ درست ہو انسانیت خود میں محسوس کرو عورت کے احساسات محسوس کرو تو آجانا باقی میں لینے نہیں آئوں گا۔

کل سے رو رو کر مہکار نے اپنا برا حال کر دیا تھا اور مسلسل ساحل کو یاد کرتی تقویٰ کو کوس رہی تھی جسنے اسکی زندگی برباد کر دی تھی۔

صبح ہی اسے ملازمہ نے بتایا تھا کہ صاحب حیدر صاحب کا رشتہ لیکر جا رہے ہیں پر کس کے پاس یہ نہیں جانتی تھی اور مہکار حیرت کی زیادتی سے
حیدر کے پاس پہنچی تو اسنے تقویٰ کا نام لیکر مہکار کے پائوں تلے زمین کھینچ دی مطلب جس لڑکی نے اسکا گھر برباد کیا اسکا بھائی اسے ہی آباد کر رہا تھا۔

اسکے سینے میں تیز قہر کی لہر اٹھی اور دل کیا جا کر ابھی اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے جہنم میں پھینک آئے۔

پر افسوس وہ اسکے پاس نہیں تھی۔
ابھی وہ وہاں ہوتی تو اب تک وہ اسکی جان اپنے ہاتھوں سے نکال چکی ہوتی۔
کہ اسکے بھائی سے شادی کرے گی۔۔۔

حیدر نے اسے ساکت دیکھا تو ابرو اچکا کر پوچھا جس پر مہکار نفی میں سر ہلا کر چلی گئی اسے اپنے باپ سے بات کرنی تھی کہ وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔

اور اب جب اسے معلوم ہوا کہ ڈیڈ آئے ہیں وہ بھاگتی انکے سر پر پہنچی اور غصے سے وچھنے لگی۔۔

"کیا سن لیا میری جان نے"۔۔؟؟ حامد صاحب کوٹ ہینگ کرتے دروازے پہ کھڑی مہکار کو دیکھتے ہوئے بولے۔

" آپ اس تقویٰ کا رشتہ بھائی کیلئے لیکر جارہے ہیں"۔۔؟؟ وہ اندر آئی

"اوہ سوری بیٹا میں آپکو بلا کر بتانے ہی والا تھا کہ کل ہم چل رہے ہیں حیدر بھائی کا رشتہ لیکر دانیال والوں کے گھر سنا ہے وہ آگیا ہے مجھے ہارون نے بتایا تو تمہیں جو بھی تیاری کرنی ہے کر لو بھئی میں تو صبح ہوتے ہی نکل جائوں گا اپنے بیٹے سے زیادہ تو مجھے جلد ہے"۔۔ حامد صاحب مسکرا کر کہتے بیڈ پر بیٹھے اور شوز اتارے۔

مہکار ہکا بکا حامد صاحب کو دیکھنے لگی۔

" آپ سب کو ہو کیا گیا ہے کیا جادو کیا ہے اس گائوں والی نے جسے دیکھو اسکا دم بھرتا پھر رہا ہے آخر ہے کیا اس میں جو عائشہ میں نہیں ہے"۔۔ وہ غصے سے کہتی سامنے کھڑی ہوئی انکے

"مہکار آہستہ بولو۔! حامد صاحب نے کچھ سخت لہجے میں ٹوکا پر مہکار پر اثر نہ ہوا اسکے چہرے پر ویسا ہی غصہ تھا

"ڈیڈ آپ مجھے جواب دیں حیدر کیوں اس لڑکی کے پیچھے پڑ گیا ہے عائشہ کیوں نہیں دیکھتی اسے "۔۔اسنے لہجے میں لچک پیدا کی

"دیکھو بیٹا مینے تم دونوں کو پڑھایا لکھایا اپنے پاؤں پر کھڑا کیا اچھے برے کی پہچان دی۔ہوش آتے تم دونوں کو اپنے حق دیئے اپنی لائف کے فیصلے کرنے کیلیئے کبھی بیچ میں ٹوکا نہیں،،تم دونوں کو کھانے سے لیکر پڑھائی تک سارے اختیارات دیئے کبھی اپنا فیصلہ نہیں تھوپا۔
تمنے ہارون کو ازاے لائف پارٹنر چنا مینے تھوڑا کہا تمہارے لائف اسٹائل اور اسکے لائف اسٹائل کے بابت پر فیصلہ تمہارا ہی تھا تو تمنے اسے اپنا جیون ساتھی منتخب کیا۔
اب یہ حیدر کی لائف ہے وہ اگر تقویٰ بیٹی کو لائف پارٹنر چاہتا ہے تو مجھے نہیں لگتا ہم دونوں کو بیچ میں آنا چاہیئے کیونکہ زندگی اسے گذارنی ہے تو وہ اپنا اچھا برا جانتا ہے ہم سے بھتر۔"حامد صاحب نے مہکار کا منہ بند کروادیا

"پر ڈیڈ آپ جانتے ہیں اس لڑکی نے کیا کیا میرا گھر برباد کر دیا ہے"وہ آخری ہتھیار استعمال کرتی روتی ہوئی بولی تو حامد صاحب نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"مہکار مجھے لگتا ہے واویلا مچانے سے بھتر ہے تم خود پر نظر ثانی کرو کہ تم اپنے گھر سے بے گھر کیوں ہو"۔حامد صاحب کہتے باتھ روم میں بند ہوگئے اور مہکار کو لگا اسے اپنے لفظوں سے طمانچہ مارا ہو۔
اسکا چہرا سرخ پڑ گیا۔

اور روتی ہوئی پاؤں پٹختی روم سے نکلی۔

روم میں آکر اپنا موبائل نکالا اور جلدی سے عائشہ کا نمبر ملایا۔

"ہیلو بھابھی آپ کہاں ہیں میں تین بار گھر کا چکر لگا چکی ہوں پر آپ نہیں ہیں آنٹی بھی کچھ نہیں بتا رہی"۔۔۔اسکی پہلی کال پر ہی عائشہ نے پک کی اور ایک سانس میں بولی

"دفع کر سب یہ سن کل ڈیڈ جا رہے ہیں حیدر کا رشتہ لیکر اس کالی کیلئے"۔۔اسنے غصے سے کہا تو دوسری طرف جو اسکے جواب کے منتظر تھی اس بات پر سکتا چھا گیا۔

"کک۔۔۔کیا کہا۔۔۔۔۔عائشہ کا حال ایسا تھا جیسے کاٹو لہو نا ہو بدن میں۔
اسکے ہاتھ پائوں کانپنے لگے اور وہ دیوار کا سہارا لیکر چلتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں گری۔

"حیدر کا رشتہ لیکر جا رہے ہیں ڈیڈ وہ بھی کل"۔۔اسنے مسکراہٹ روکتے اپنے ناخوں کو پھونک مار کر کہا

اور دوسری طرف عائشہ کے ہاتھ سے موبائل گر کر گود میں گرا اور جب سکتا ٹوٹا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ مہکار جو اسکی حالت پر انجوائے کر رہی تھی اسکی دھاڑوں پر ہڑبڑا گئی۔

"عاشی۔۔عاشی جان بات تو سنو میری چندا دیکھو میں ابھی زندہ ہوں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی حیدر صرف تمہارا ہے وہ کسی کا نہیں ہو سکتا میں ہوں نا رونا بند کرو"۔۔مہکار پریشان ہوتی اسکی بڑھتی دھاڑوں پر منتیں کرنے لگی پر ناکام رہی ۔۔۔

"کیا ہوا عائشہ بیٹا"۔۔؟؟عشرت بیگم گھبرا کر بھاگتی آئی۔

ندیم صاحب دفتر سے نہیں لوٹے تھے۔

اس وقت صرف وہ تھی اور عائشہ۔

"امی وہ۔۔وہ۔۔۔۔عائشہ روتی ہوئی اپنی ماں کو دیکھتی بولنے کی کوشش کرنے لگی پر ناکام

اور مہکار کے تو اوسان خطا ہو گئے۔

اگر اسنے عشرت بیگم سے کہہ دیا تو کیا ہوگا۔

وہ سب تو یہ سوچیں گے کہ انکی بیٹی کو بگاڑنے میں پورا ہاتھ اسکا ہے۔

"عائشہ مینے مزاق کیا تھا کل شاہ ولا آئو مجھے تم سے بات کرنی ہے"۔۔عشرت بیگم کے اندر آنے سے پہلے وہ چیخی کہ سسکتی تڑپتی عائشہ نے موبائل کو دیکھا جہاں ابھی کال ڈسکنیکٹ کر دی گئی تھی۔

"کیا ہوا میری بچی کیوں رو رہی ہو بتائو"۔۔عشرت بیگم اسکے پاس آئی اور اسکا سر اپنے سینے سے لگایا۔

عائشہ کا نازک وجود لرز رہا تھا۔۔

"مزاق تھا میری جان نکال دی تھی اور بھابھی مزاق کر رہی ہیں"۔۔وہ عشرت بیگم کے سینے سے لگی بڑبڑا رہی تھی۔۔

"کیا ہوا تھا بتاؤ مجھے کیوں رو رہی تھی ایسے"۔۔۔اسکا بھیگا چہرا اوپر اٹھاتے عشرت بیگم پوچھنے لگی اور وہ انہیں الجھی پر سوچ نظروں سے دیکھنے لگی جسکا دماغ کہیں اور اٹکا ہوا تھا۔۔۔

"مجھے کل جانا چاہیے شاہ ولا۔"۔۔وہ بڑبڑائی اور عشرت بیگم کو حیرت میں چھوڑ کر انکے سینے میں چھپ گئی۔۔
"کچھ نہیں امی مجھے یہیں سونا ہے آپکی دھڑکنے سنتے ہوئے"وہ کہتی عشرت بیگم کو پریشانی میں بھی مسکرانے پر مجبور کر گئی
۔۔

*___________________*_________________*

"تم چلو نا ساتھ۔۔!ہونے والی بھابھی دیکھ کر خوش ہو گی تمہیں"رضا نے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑے صائم سے کہا جو گاڑیوں میں رکھتے سرخ کپڑے سے ڈھکے تھالوں کو دیکھنے لگا جس میں زیورات اور اس کیلئے کپڑے مزید سامان کے ساتھ فروٹس اور مٹھایاں تھیں ملازموں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں اتنی جلدی اسکی سانسیں نہیں لینا چاہتا!!وہ معنی خیزی کہتے رضا کے الجھنزدہ چہرے کو دیکھنے لگا اور پھر مزید بولا" آنا تو اسے میرے پاس ہی ہے فرصت سے دیکھ لے گی"۔۔

"ہاہاہابات توشرم کی ہے پر سچ ہے "رضا قہقہہ لگا اٹھا صائم کے لبوں پر بھی تمسخرے بھری مسکراہٹ رینگی۔

"اچھا چلتے ہیں ہم بھی دیکھیں کس نے ضدی بگڑے نواب کی نیندیں چرائیں ہیں "اسکے گلے ملتے آنکھ دبا کر کہتا اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

اور صائم وہاں کھڑا آغا جان تایا سائیں اور رضا کی گاڑی کو حویلی سے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔۔

-----------------------------------*

وہ آٹو والے کو کرایہ دیتی کلچ سنبھال کر شاہ ولا کے سامنے اتری۔
بے ساختہ اسکے لبوں پر مسکراہٹ رینگی سوچتے ہوئے کہ ایک دن یہ اسکا ہو گا اسکی مالکن وہ خود ہو گی۔

وہ مسکراتی آگے بڑھی ابھی کچھ قدم مزید اسکی جانب اٹھاتی کہ اچانک گارڈ نے گیٹ کھالا

اور دو گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے نکلی۔

عائشہ نے ہونق بن جر دیکھا جہاں ایک گاڑی میں حامد صاحب تھے اور پیچھے ملازم
اور دوسری گاڑی جو پیچھے تھی اس میں اسکا حیدر۔
جسے دیکھتے ہی مسکرادی۔

"پر یہ جا کہاں رہے ہیں"۔وہ سوچتی گارڈ کو مہکار کا کہتے اندر داخل ہوئی اور دن کے اجالے میں شاہ ولا کے دور دور تک پھیلے حسین خوبصورت لان کو دیکھنے لگی۔

جہاں دو مور چلتے اسکے حسن کو چار چاند لگا چکے تھے۔

"واؤ حیدر تمہاری چوائس کو داد دیتی پڑے گی"۔۔وہ گھوم کر پورے لان کو دیکھتی اندر گھر میں داخل ہوئی۔

اسکی آنکھیں چمک اٹھی لاؤنج میں رکھے فرنیچر کو دیکھتے۔۔
وہ آنکھیں پھیلائے ڈیکوریشن پیسز کو دیکھنے لگی۔۔

"واؤ یہ کتنے کا ہو گا"۔۔اسنے ایک نہایت ہی خوبصورت مورتی کو چھوتے ہوئے سوچا

اور دیوار پر لگی پینٹنگز دیکھنے لگی۔

"اگر تم نے انکی قیمت کا اندازہ لگالیا ہو تو اب اپنی قسمت پر نظر ثانی کرو"۔۔سیڑھیاں اترتی اسے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی دیکھ کر طنزیہ بولی کہ اچانک آواز پر عائشہ اچھل پڑی۔

"آپ نے توڈرا ہی دیا تھا بھابھی"وہ دل پر ہاتھ رکھتی منہ بنا کر کہتی آگے بڑھی۔

"اور بھلا مجھے کیوں ضرورت پڑنے لگی قسمت پر نظر ثانی کرنے کی مجھے معلوم ہے یہ سب مستقبل میں میرا ہی ہونے والا ہے "بالوں کو جھٹکتی وہ ایک ادا سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتی بولی جس پر مہکار کا جاندار قہقہہ پڑا

"ہاہاہاہابیوقوف معلوم ہے ابھی دو دو گاڑیاں کہاں جارہی تھی"۔۔۔وہ سیڑھیاں اترتی اسکے پاس آئی اور سامنے ہی صوفے پر بیٹھی۔

عائشہ کا دل دھڑکا اسکے طنزیہ قہقہے پر۔۔۔

"ک۔کہاں۔۔۔۔"؟؟ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پر مہکار نے اسکی بدلتی رنگت کو دیکھا۔

مہکار نے پھر نظریں پھیریں اور کہا۔
"تقویٰ کیلیئے رشتہ لیکر اور پلیز پھر سے چیخنا مت شروع ہو جانا"۔اسکی بیزاریت بھری آواز پر عائشہ سکتے اور ڈوبتے دل کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی بے یقینی سے۔

"آپ خوش ہیں" بمشکل خود کو رونے سے روکتے ہوئے اسنے بھرائی آواز میں پوچھا ورنہ کان تو سائیں سائیں کر رہے تھے۔

"تمھیں میں ایسی بے وقوف لگتی ہوں میرا گھر برباد کرنے والی کی آبادی میں میں خوش رہوں گی"۔۔مہکار چیخ کر بولی

"تو آپ اتنی پر سکون کیوں ہیں آپ نے روکا کیوں نہیں" وہ چیخی آنسوں تیز بارش کی بوندوں کی طرح گالوں کو بھگونے لگے۔

"چپ کرو رونا دھونا بچی نہیں ہو مجھے دیکھو سارا گھر برباد ہو گیا باپ کے در پہ بیٹھی ہوں کیا رو رہی ہوں؟ نہیں!! کیونکہ مجھے پتا ہے رونے دھونے سے کچھ نہیں ہو گا کچھ کرنا پڑے گا ویسے ہارون تو خود آئیں گے مجھے لینے البتہ تمہارے لئے کچھ کرنا پڑے گا کہ حیدر کو تم سے شادی کرنی پڑے کچھ ایسا"۔ وہ ہر سوچ سی بولی۔

"آپکا وہ پلائن"۔۔۔؟؟ عائشہ نے خود کو سنبھال کر یاد دلایا۔

"اس پہ رسک آسکتا ہے ہمارا نام بھی آسکتا ہے حیدر معلوم کروالے گا۔ ہمیں کچھ ایسا کرنا پڑے گا جس سے سانپ بھی مر جائے لاٹھی بھی ناٹوٹے" عائشہ نے اپنے ہاتھ مسلے۔

"بھابھی کچھ کریں ورنہ ایسا نا ہو آپ صرف پلائن بناتی رہ جائے اور وہ تقویٰ شادی کر کے گھر بھی آجائے" عائشہ نے بھاری آواز میں کہا اور پھر اسے سوچوں میں دیکھ کر خود بھی سوچنے لگی۔

"ویسے تو مجھے یقین ہے وہ کمینہ دانیال کبھی بھائی کے رشتے کیلئے تیار نہیں ہو گا کیونکہ وہ جانتا ہے اگر وہ یہاں آئی تو مینے اسکا گلا گھونٹ دینا ہے" مہکار عائشہ کو دیکھتی بولی تو عائشہ نے اسے دیکھا

"اگر ہاں کر دی تو میں یہ رشتہ نہیں ہونے دوں گی پر اسکے لئے آپ کا ساتھ چاہیے"۔!! عائشہ نے کہا تو مہکار نے اسے دیکھا

"کیوں کیا کرنے والی ہے"؟؟ مہکار ہنسی اسے اپنے رنگ میں رنگے دیکھ کر۔

اسے یاد تھا ایک دن اسنے ہی کہا تھا کہ "نہیں بھابھی میں اس سے کہتی ہوں وہ بنا دے گی یہ آپ رکھیں شاید اس سے میل میرا مطلب پمپل ختم ہو جائیں"

"میل" والا جملہ آج تک مہکار کے کانوں میں گونجتا تھا اور اب اسکا دل کر رہا تھا کہے جا اب خود جا کر وہ جیل لگا تا کہ تمہارے اندر کا میل کم ہو۔

پر نہیں اس سے تو اسکے مستقبل کا پلائن خراب ہو گا وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے جھوٹی پریگینسی رپورٹ چاہیے جس میں میرے ساتھ ریلیشن شپ میں حیدر شاہ کا نام ہو"۔ مہکار کو حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ انگشت بدنداں ہو کر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

اتنی کمینی تو وہ نہیں تھی جتنی یہ ہو گئی تھی۔

"کیا کرو گی اس کا"۔۔؟؟ پھنسی پھنسی سی آواز میں مہکار نے پوچھا

"اگر خدانخواستہ رشتہ ہو گیا تو میں یہ لیکر تقویٰ کے پاس جاؤں گی اور کہوں گی میں حیدر کے ساتھ ریلیشن شپ میں بہت آگے نکل گئی ہوں خدا کے واسطے اس رشتے سے انکار کر دے اور میرے حیدر کے بیچ سے نکل جائے اور ہم دونوں کو ایک

ہونے دے میری کوکھ میں پلتے بچے کو اسکے باپ کا نام دینے دے"۔۔وہ کمینگی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بول رہی تھی اور مہکار کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا۔

"تمھیں پتاہے کیا کہہ رہی ہو لڑکی پاگل ہورہی ہو تمھیں اسکے کردار کو مشکوک بنانا ہے نا کہ اپنے آپ کو"۔۔مہکار نے سمجھانا چاہا پر وہ ان سب سے بہت آگے نکل چکی تھی۔

"میں اسکے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی اگر حیدر کو پانے کیلئے مجھے دنیا کے سامنے بھی یہ سب کرنا پڑا تو کروں گی پر حیدر اور اس گھر پر صرف میرا حق ہے اور میرا رہے گا آپکو میری ہیلپ کرنی ہے تو کریں ورنہ ورنہ میں خود ہی کچھ کروں گی"۔۔وہ غصے سے بولی کچھ دیر پہلے رونے دھونے والی عائشہ تو کہیں غائب ہو چکی تھی اسکے سامنے اب کوئی اور ہی لڑکی موجود تھی۔

"کیا یہ سب تم بھائی کی دولت کیلئے کر رہی ہو"۔۔؟؟مہکار نے تھوک نگلتے پوچھا۔

عائشہ اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھی۔

"نہیں حیدر کیلئے اور جب حیدر میرا ہو گا تو اسکی پراپرٹی بھی اسکے لئے مجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی!!اور آپ اتنی شاک کیوں ہیں بھئی سنا نہیں ہے کیا محبت اندھی ہوتی ہے"وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"ٹھیک ہے مجھے کیا۔۔!!آنے دو دیکھتے ہیں کیا جواب ہوتا ہے پھر میں کرتی ہوں اپنی فرینڈ سے بات"مہکار نے کہتے ہوئے کندھے اچکائے تو عائشہ کھلکھلا اٹھی۔

"یہ ہوئی نا بات!!حیدر تو صرف عائشہ کا ہے" وہ اترائی تو مہکار نے ناک سے مکھی اڑائی

اور ملازمہ کو کولڈ ڈرنکس لانے کا کہا پر عائشہ روک کر خود چلی گئی گھر دیکھنے کے بعد میں مشکلات پیدا نا ہو۔۔۔

اسکی بات پر مہکار نے ابرو اٹھائی۔

ماحول کافی گھمبیر تھا۔۔

ایک طرف آغا جان دانیال والوں کے گائوں کا سربراہ اور انکا بیٹا ایم این اے میر وجدان بیٹھے تھے تو دوسری طرف حامد شاہ اور حیدر شاہ بیٹھے تھے۔

دنوں دانیال کے دائیں بائیں بیٹھے تھے اور دونوں کے مطالبے کے بعد نظر دانیال پر تھی۔

حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا اس لوفر کی جان لے لے جس کی ہمت کیسے ہوئی تقویٰ کیلیئے رشتہ بھیجنے کی۔

اور آغا جانی کا بس نہیں طل رہا تھا وہ ان دونوں باپ بیٹے کو غائب کر دیتی جو اسکی تقویٰ کیلیئے رشتہ لائیں تھے۔

اسنے تو سوچوں ہی سوچوں میں صائم اور تقویٰ کے بچوں کا نام بھی رکھ لیا تھا۔

"توکیا جواب ہے تمہارا دانیال"۔۔۔؟؟گھمبیر خاموشی میں آغا جان کی آواز گونجی

جس پر بے بسی سے دانیال نے انہیں دیکھا۔

"آغا جان میں یہ فیصلہ اپنی بہن پر چھوڑتا ہوں کہ وہ کس کا انتخاب کرتی ہے کیونکہ زندگی اسے گذارنی ہے"۔ دانیال نے ایک نظر حیدر پہ ڈالکر کہا۔

حیدر تو اسے بہت پسند آیا تھا پر اسکی بہن۔۔

"بہت اچھا فیصلہ ہے" ہارون نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا جس پر وہ مدہم سا مسکرایا اور آغا جان نے سر ہلایا۔

ہارون اس رات ہی دو بجے کے وقت آیا تھا انکے پیچھے اور رو رو کر تقویٰ دانیال سے اپنی غلطی اور غفلت کی معافی مانگی جس پر تقویٰ نے معاف کر دیا پر دانیال نا کر سکا اور ہارون مایوس ہو کر چلا گیا پھر صبح آیا اور دانیال کو گلے لگا کر معافی مانگی اور بتایا کہ اسنے مہا کر کو اپنے گھر بھیج دیا ہے اسکی طرف سے بھی معافی مانگی۔

دانیال ناراض ہوا کہ اسے سمجھانے کے بجائے تمنے اسے گھر سے نکال دیا یہ اچھا نہیں کیا۔

میں تو اپنی بہن کو لیکر آگیا ہوں تم کیوں اپنا گھر بکھیر رہے ہو۔
جس پر ہارون نے مسکرا کر کہا کہ بکھرے گھر کو کیا بکھیرنا۔

اسے سمجھنا ہو گا یہ اگر میرے ساتھ زندگی گذارنی ہے تو فیئر ہو کر رہنا پڑے گا میں یہ برداشت نہیں کروں گا کسی پاکباز لڑکی کے آنچل پر کیچڑ اچھالتے اسے سو بار سوچنا پڑے گا ورنہ اس بار تو مینے اسے گھر بھیج دیا ہے اگلی بار ایسی کوئی بیچ حرکت کی تو زندگی سے نکال دوں گا۔

اور دانیال کے کافی سمجھانے کے بعد بھی نا مانا البتہ اس سے معافیاں مانگتا رہا جس پر اسے معاف کرنا پڑا۔۔

اور پھر اسنے حیدر کے بارے میں صائم کے بابت بتایا کہ کیوں جگڑا ہوا تھا۔۔

اور اصلی وجہ بھی بتائی۔
پر دانیال کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جس صائم کی وہ بات کر رہے ہیں وہ صائم آغا جان کا پوتا ہے۔

جس وجہ سے وہ کشمکش میں تھا ایک طرف حیدر تھا اور اسکی محبت
دوسری طرف آغا جان تھا اور اسکی عزت جو انہیں گائوں میں ملتی تھی اور انکی زمین دیکھ بھال کرتے تھے انہیں چودھریوں کے قبضے سے بچائے رکھا ہوا تھا دونوں بھائی بہن کے خواب کو پورا کرنے کیلئے۔۔

" بھئی تم کچھ بھی کرو دانیال تقویٰ تو ہماری ہی ہو گی آخر ہمارے گائوں کی بچی ہے کہیں اور کیوں جائے گی" آغا جانی نے حیدر حامد شاہ کو دیکھتے منہ بنا کر کہا تو وجدان صاحب نے اپنی ماں کو چپ رہنے کا اشارہ کیا آغا جان کی نظروں کو دیکھتے۔

" آغا جانی اسکا فیصلہ تو تقویٰ کرے گی" دانیال مسکرا کر بولا

"لو آگئی ہمارہ شہزادی"۔۔ثانیہ بیگم کے ساتھ ٹرے میں لوازمات سجا کر لاتی تقویٰ انکے خطاب پر جھینپ گئی۔

"آجاؤ میرے پاس یہاں بیٹھ سالوں گذر گئے تیرا چہرا دیکھنے کیلیئے ترستے ہوئے"۔اسے دانیال کے پاس بیٹھتے دیکھ کر آغا جانی بولی تو وہ مسکراتی جھجھکتی انکے پاس بیٹھی۔

رضا نے غور سے انار کلی فراک میں سر پر حجاب لئے اس سانولی لڑکی کو دیکھا۔۔

وہ چونکہ تھا۔
صائم زیدی نے اسے کیسے پسند کیا۔۔
کہاں خود اور کہاں یہ لڑکی عام سی نین نقوش والی سانولی سی رنگت۔۔
کیا خاص تھا اس میں جو صائم پاگل ہو رہا تھا۔
اسے تو کچھ ایسا نا دیکھا ہاں البتہ اسکی آنکھیں ہو سکتی تھی جو مسلسل جھکی ہوئی تھی۔۔

جن پر خمدار سیاہ گھنی پلکیں سایہ فگن تھی۔۔

آغا جانی نے اسے خود سے لپٹا کر محبت کرنے لگی۔۔۔
ثانیہ بیگم بھی اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

پورے گائوں میں واحد لڑکی تھی جو شہر تعلیم حاصل کرنے آئی تھی اور ماشاءاللہ سے کامیاب بھی ہوئی تھی کچھ اسکی محنت تھی کچھ بھائی کا ساتھ جو بہت کم لڑکیوں کو وہاں حاصل تھا۔۔

مختلف پرفیوم کی خوشبو میں ایک جانی پہچانی خوشبو کو سونگھتے الجھ کر پلکیں اٹھائیں تو دھک سے رہ گئی سامنے اضطرابی کیفیت میں بیٹھے حیدر اور اسکے باپ کو دیکھ کر جو دانیال اور آغا جان سے محو گفتگو تھے۔۔۔

اسکے دیکھنے کے اسی وقت حیدر نے بھی اسے ان عورتوں کے بیچ دیکھ کر اضطرابی کیفیت میں گھلتا بے چینی کی حدوں کو چھوتا دیکھنے لگا تو دونوں کی نظروں کے اس تصادم پہ دل دھڑک اٹھے۔

جہاں حیدر کے لبوں پر تبسم کھلا تھا وہیں تقویٰ گھبرا اٹھی تھی اسکی موجودگی پر آخر وہ یہاں کیا کر رہا تھا اسکے باپ کے ساتھ ۔

"آج تجھے ہمیشہ کیلیئے حویلی کی رونق بنانے آئے ہیں مانگ کر اپنے صائم کیلیئے"۔۔۔ آغا جانی نے کہا تو ثانیہ بیگم مسکرا دی۔

"صائم "۔۔۔؟؟ تقویٰ نے الجھ کر انہیں دیکھا

"ارے اپنا صائم زیدی میرے جگر کے ٹکرے مرحوم میر وہاب کا بیٹا اپنا صائم جو تیرے ساتھ ہی شاید ڈاکٹری پڑھتا ہے" ۔ آغا جانی نے تقویٰ پر اپنے لفظوں سے وقیامت برپا کر دی تھی۔

وہ ہکا بکا بیٹھی کبھی دانیال کو دیکھتی تو کبھی آغا جانی کو۔۔

اسنے کچھ بھی تو نہیں چھپایا تھا اپنے بھائی سے پھر وہ کیسے انہیں کس آس سے بیٹھا کر بیٹھا تھا۔۔

بھیج کیوں نا دیا انہیں دروازے سے کہ اس شخص کا چہرا دیکھنا بھی اسکی بہن گوارہ نا کرے کجا کہ شادی۔

"صائم زیدی یہ وہی ہے نا جس نے تقویٰ"۔۔۔ ششدر سے حیدر نے غصے سے کہا جس پر حامد صاحب نے دانیال کا سرخ چہرا دیکھ کر اسے چپ کروا دیا۔۔

آغا جان میر وجدان صاحب اور رضا نا سمجھی سے اچانک اس صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے کہ ایسا کیا ہو گیا صائم کا نام سن کر ہی۔

تقویٰ ایک ڈبڈباتی نظر سامنے بیٹھے دانیال پر ڈال کر اٹھ کر وہاں سے بھاگ گئی۔۔

"اے لو اسے کیا ہوا" آغا جانی نے پریشانی سے پوچھا۔

کہ رضا کا موبائل بجہ وہ ایکسکیوز کرتا اٹھا۔۔

"ہاں یار ایسا کیا کارنامہ انجام دیا ہے شہر میں کہ تیرا نام لیتے ہی سکتہ طاری ہو گیا ہے سب پر"۔۔ رضا نے موبائل کان سے لگاتے صائم کے ہیلو کہنے پر کہا

"سب سے کیا مراد ہے تمہارا وہاں تو صرب اسکا بھائی ہے نا"۔۔۔؟؟ بے چینی سے ٹہلتے وہ رکا اور غصے سے پوچھا۔

"ارے نہیں یار وہ تیرے جس نے جھگڑا کیا تھا حیدر شاہ وہ بھی آیا ہوا ہے اپنے باپ کے ساتھ رشتے کیلئے ویسے تیرا کیا مسئلہ ہے کیا کیا ہے تو نے پہلے لڑکی کے ساتھ کہیں کوئی چھیڑ چھاڑ تو نہیں کی جو وہ کہہ رہا تھا" صائم زیدی یہ وہی ہے نا جس نے تقویٰ" آگے اسکے باپ نے چپ کروا دیا پر تیرے نام سے اسکے چہرے پر سرخی سے اندازہ لگایا سکتا ہے کہ وہ کتنا غصہ ہے "۔۔رضا نے بتایا تو صائم نے مٹھیاں بھینچیں۔

"اس دانیال نے کیا کہا وہ بتا اور لڑکی نے"۔؟؟ بے چینی سے پوچھا

"کہاں یار وہ بھی غصے میں ہے اور لڑکی تو روتی ہوئی بھاگ گئی روم میں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے"۔۔۔رضا نے صورتحال بتائی تو صئم نے لب دبا کر گیرا سانس بھرا۔

اسکی نیلی سرخ آنکھیں مزید رنگ گہرا کر گئی۔۔

"جائو جا کر بیٹھو میں بھی سننا چاہتا ہوں انکا فیصلہ "۔۔صوفے پر بیٹھتے سگریٹ میں منہ دباتے اسنے کہا تو رضا سر ہلا کر واپس آیا اور اپنی جگہ پہ بیٹھا۔۔

"میں آتا ہوں "۔۔دانیال بغیر کسی کی طرف دیکھے کہہ کر چلا گیا۔

حامد صاحب نے حیدر کو دیکھا۔۔

____

"مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی بھائی کہ آپ اس شخص کے رشتے کیلئے آغا جان والوں کو بیٹھائے رکھیں گے بلکہ مجھے بھی بلائیں گے" دانیال کے سامنے بیٹھے پر تقویٰ نے روتے ہوئے کہا تو وہ تڑپ اٹھا۔

"میری جان مجھے معاف کردو مجھے سچی میں معلوم نہیں تھا یہ اپنے گائوں والا صائم ہے آغا جان کا پوتہ ہے میں تو سمجھا تھا کوئی شہر کا لڑکا ہو گا بد معاش پر یہاں تو"۔۔۔وہ اس کا چہرا تھام کر بے بسی سے بولے اور آنسوں صاف کرنے لگے۔

"تمہیں رونے کی ضرورت نہیں میں ابھی جا کر انہیں جانے کا کہتا ہوں ہوان تم روتو نا"۔۔۔دانیال اسکا چہرا سینے سے لگائے بولا

"نہیں بھائی آپ انہیں نکالیں نا آپ آغا جان کو بلائیں مجھے ان سے بات کرنی ہے اور اسکے بعد جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہو گا"۔۔تقویٰ کے کہنے پر دانیال سرخ آنکھیں مسلتے اٹھا اور باہر آیا۔۔

"آغا جان آپ سے کچھ بات کرنی ہے آئیں ذرا یہاں"۔۔۔دانیال کی آواز پہ سب نے اسے دیکھا

اور آغا جان جو اچانک دونوں بھائی بہن کے جانے پہ پریشان بیٹھے تھے دانیال کے بلانے پہ اٹھ آئے اسکے پیچھے۔

روم میں داخل ہوتے انہونے پریشان ہو کر بیڈ پہ بیٹھی تقویٰ کو دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔

وہ انکا فخر تھی انکی شان جو گائوں بھینسوں کے گوبر اٹھانے کے بجائے شہر اپنی تعلیم حاصل کر کے غریب گائوں کی عورتوں کیلیئے ڈاکٹری پڑھنے آئی تھی۔

اپنے گائوں کی عورتیں جو لیڈی ڈاکٹر کی ناجودگی پہ میل ڈاکٹر سے شرم حیا کے ماریں اپنی بیماریاں چھپا لیتی تھی اور کھل کر ڈسکس نہیں کرپاتی تھی یا شہر تک پہنچنے سے پہلے ہی آنکھیں موند جاتی تھی راستے میں ہی سانسیں چھوڑ جاتی تھی انکے لئے وہ کچھ کرنے آئی تھی اپنے پردے حیا کو برقرار رکھتے وہی عام سی لڑکی تھی جو گائوں میں ہوتی تھی مخلص اسکی آنکھوں میں آغا جان آنسوں دیکھ کر تڑپ اٹھے۔

"کیا ہوا بچے آپ رو کیوں رہی ہیں"۔۔وہ انکے پاس بیٹھے تو تقویٰ نے نفی میں سر ہلاتے دوپٹہ کچھ اور آگے کھسکایا۔

"آغا جان آپکا فیصلہ ہماری آنکھوں پر، آپکی عزت ہمارے لئے سب کچھ ہے پر ابھی جس امید سے آئے ہیں اس سے پہلے میری کچھ باتیں سن لیں پھر چاہے جو فیصلہ کریں میں بیچ میں نہیں بولوں گی" وہ کہتی ہوئی آغا جان کو الجھا گئی۔

"میری عزت میرے گائوں بچیاں ہیں تم بتائو کیا کہنا ہے یہ آغا کبھی کسی سے زیادتی نہیں کرے گا فیصلہ حق پہ ہو گا میں تو ایک سوالی بن کر آیا تھا فیصلہ سنانے نہیں"۔۔آغا جان نے تقویٰ کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا اور تقویٰ نے ایک سرد سانس خارج کرتے ایک نظر دانیال کو دیکھ کر بولنے لگی۔

اور جیسے جیسے بولتے گئی آغاجان کو ساکت کر گئی۔

اسکا صائم اسکے لاڈلے بیٹے کا خون اسکا لاڈلا پوتا اسنے ایک لڑکی کے ساتھ اتنی زیادتی کی!!

"اسلئے اسنے جھگڑا کیا حیدر شاہ سے اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد نے اور دوسرے پروفیسرز نے انہیں حرکتوں کی وجہ سے یونی سے نکالا" تقویٰ نے آنسوں صاف کرتے بات مکمل کی اور دانیال پھر سے سنتے غیض وغضب کی حالت میں اپنا غصہ کنٹرول کرتے کھڑا تھا۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا میں جانتا ہوں ہم معافی مانگنے کے لائق نہیں پر پھر بھی میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں اس نالائق کی۔زیادتی پہ"۔۔کچھ دیر مکمل خاموشی رہنے کے بعد آغاجان نے ہاتھ جوڑے تقویٰ کے سامنے اور وہ دونوں بھائی بہن اپنے سربراہ کو ہاتھ جوڑتے دیکھ تڑپ اٹھے۔

"نہیں آغاجان آپ کیوں معافی مانگ کر ہمیں گناہگار کر رہے ہیں پلیز ہاتھ مت جوڑیں"۔دونوں نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھ کھولے اور انکی پشت پہ تقویٰ نے اپنے لب رکھے کیونکہ باپ کے بعد یہ ایک سہارہ تھا دنیا میں ان دونوں پہ ہر وقت گھنا سایہ بنا رہا۔

"اب چکر لگا کر جائو گائوں کا" وہ تقویٰ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر دانیال سے کہتے باہر نکلے۔۔

دانیال تقویٰ کو دیکھ کر خود بھی باہر آیا تقویٰ دروازے کی آڑ میں ہو کر دیکھنے لگی۔

"چلو"۔۔ بمشکل غصہ ضبط کئے وہ بولے ورنہ دل کر رہا تھا ابھی صائم اسکے سامنے ہو تا وہ اسکا چہرا سرخ کر دیتا جسنے اسکا سر شرمندگی سے جھکا دیا تھا

"سنئیے بات تو پکی کر جائیں"۔۔ آغا جانی نے پیچھے سے کہا تو وہ نظر انداز کرتے اپنی گاڑی میں بیٹھے۔
شرمندگی سے وہ نظر نہیں ملا پا رہے تھے دونوں بھائی بہن سے۔
انہیں بیٹھتے دیکھ کر آغا جانی ایک نظر انکے گھر پہ ڈالکر خود بھی بیٹھ گئی ہزاروں ارمان ادھورے لئے۔
تینوں گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے زید پور کیلیئے واپا روانہ۔ ہوئیں۔

"بہت برا کیا تقویٰ بہت برا" صائم نے دھاڑے موبائل دیوار پہ دے مارا۔

"اگر تمنے اس شاہ کیلیئے ہاں کی تو میں اسکا خون کر دوں گا"
"تم صرف زید کی ہو صائم زیدی کی"۔۔ پاگلوں کی طرح دھاڑتے وہ تصور میں ہی اس سے مخاطب تھا اور آپے سے باہر ہو کر وہ کمرے کی ایک ایک چیز دیوار پہ مار تا ہال نما اس روم کا نقشہ ہی بگاڑ چکا تھا۔

ساری ملازمین سہمی ہوئی تھی چھوٹے سائیں کی دھاڑوں اور کمرے سے آتی آوازوں پہ۔

"کچھ دیر پہلے تو بہت خوش تھے چھوٹے سائیں پھر اچانک کیا ہو گیا" کچن میں کھڑی ملازمی دوسری سے سرگوشی میں بولی

"اللہ جانے چھوٹے سائیں کا موڈ بدلنے میں دیر کتنی لگتی ہے" دوسری نے بھی تاکید کرتے سرگوشی میں جواب دیا۔

انکے جاتے ہی ششدر کھڑا دانیال ہوش میں آتے حامد شاہ اور حیدر شاہ سے نعذرت کرتا انکے ساتھ بیٹھا۔

"دانیال اگر تم مہکار کی وجہ سے ہاں کرنے میں ہچکچا رہے ہو تو بے فکر رہو وہ کچھ بگاڑ نہیں سکتی تقویٰ کا"۔۔ہارون نے اسے تسلی دی۔

جس پہ دانیال ہنس پڑا۔

"وہ مجھے معلوم ہے وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی اسکا وہ دراصل بات یہ ہے کہ میں پہلے پھوپھو جان سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں پھر آپکو کوئی جواب دے پاؤں گا اس وقت میں کچھ نہیں کہہ سکتا"۔۔اسکے سلجھے انداز میں کہنے پہ حامد صاحب کافی متاثر ہوئے

"یہ تو بہت اچھی بات ہو گی بیٹا کہ آپکو اپنے بڑوں کا خیال ہے" حامد صاحب نے مسکراتے کہا تو حیدر بھی مسکرا دیا

"ہمیں کوئی جلدبازی نہیں آرام سے بڑوں سے اور بہن کی مرضی پوچھ کر ہمیں جواب دو"۔۔انہوں نے کہا تو دانیال سر ہلا گیا

اور پھر ادھر اودھر کی باتوں دوران اسکی اچھی خاصی حیدر سے گفتگو ہو گئی اور وہ متاثر ہوئے بغیر نا رہ سکے۔

ایسا ہی تو مکمل شخص چاہتے تھے اپنی بہن کیلیئے۔

اور حیدر کو دیکھتے انہیں وہ خاکہ صاف نظر آرہا تھا جو اسنے اپنی بہن کے جیون ساتھی کیلیئے تیار کیا تھا۔

کافی دیر گفتگو کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور لایا ہوا سامان وہیں رہنے پہ زور دیتے دانیال کو مجبور چھوڑ کر اجازت لیتے چلے گئے۔

اور جاتے ہوئے اسے بے فکر ہو کر سوچنے اور اپنی بیٹی کی زیادتی کی معافی مانگنا نا بھولے۔

اور مہکار کا سوچتے دانیال کے چہرے پہ ناگواری پھیل گئی جو حیدر کی بے سکونی کا کارن بنی۔۔

____

"کیا ہوا ہے"۔۔۔؟؟" کوئی مر گیا ہے کیا خاندان میں" وہ مہکار سے مل کر جب لوٹی تھی تو اپنے باپ اور ماں کو پریشان غمگین تاثرات کے ساتھ لائونج میں دیکھ کر پوچھے بنا نا رہ سکی۔

"خاندان میں کوئی نہیں مرا تمہارا باپ مر گیا ہے" دھاڑ کر کہتے ندیم صاحب اپنی لاڈلی اکلوتی اولاد کا یوں بدل جانے پر باپ کی شفقت سسک اٹھی اور دل کی تڑپ پہ وہ کراہ اٹھے کہ اس سے بے اولاد ہوتا تو لاکھ گناہ اچھا تھا۔

ندیم صاحب اسکے دن بے دن بدلتے انداز کو دیکھتے ایک قہر برساتی نظر ڈالکر اپنے روم میں بند ہو گئے اور حیرت سے دیکھتی ساری کاروائی پہ عائشہ کندھے اچکا کر رہ گئی۔

"ڈیڈ کو کیا ہوا یہ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہے ہیں پھر مینے کیا کیا"۔۔؟؟ وہ اپنی ماں کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"تم اب کیا کرو گی عاشی سب کچھ تو اس دن کر دیا تھا خاندان نے بے دخل کر دیا ہے ہمیں" عشرت بیگم کہتی سسک اٹھی پر عائشہ پہ تو جیسے جوں بھی نارینگی ہو

وہ ویسا ہی بے تاثر چہرا لئے کھڑی تھی۔

"تو ہمیں کونسا وہ کھانا کھلاتے تھے جو آپ لوگوں کو صدمہ۔ہو رہا ہے دفع کریں بھاڑ میں جائیں نہیں میں تو ایسا کہتی ہوں لعنت بھیجے ایسے خاندان پہ جو ذراسی بات پہ تعلق توڑ دیتے ہیں"۔ وہ اپنی رو میں جو منہ میں آیا کہہ رہی تھی کہ اچانک موبائل اٹھانے کیلئے آئے ندیم صاحب نے سن کر چٹاخ سے اسکے نازک گال پہ تھپڑ رسید کیا

"یہ سیکھایا تھا ہمنے تمہیں کہ ہمارے خاندان پہ ہمارے دادا پر دادا کے خاندان پہ تم آج کی پیدائش لعنت بھیجو"۔۔ ندیم صاحب دھاڑے اور عائشہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر سکتے میں کھڑی تھی

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا اسکے باپ نے اس پہ ہاتھ اٹھایا اسے تھپڑ مارا۔

"اے جی کیا کر رہے ہیں پاگل ہو گئے ہیں جوان بیٹی پہ ہاتھ اٹھاتے کچھ سوچیں تو سہی وہ نادان ہے نا سمجھ پر آپ تو نہیں" عشرت بیگم گھبرا کر انکا بازو پکڑتی بولی تو ندیم صاحب نے انہیں غصے سے گھورا

"نہیں ہے نادان مر گئی اسکی نادانی مر گئی ہماری معصوم عائشہ۔۔!بغاوت ہے یہ باغی بن رہی ہے لعنت بھیجے گی یہ کل کلاں ہم پہ"۔۔ غراتے ندیم صاحب واپس اپنے روم میں چلے گئے۔۔

"بیٹا"۔۔۔ عشرت بیگم نے عائشہ کو پکارا جو ابھی سکتے میں تھی۔

عائشہ روتی ہوئی روم میں بند ہو گئی بغیر عشرت بیگم کی سنے۔
اور عشرت بیگم اپنے خوشحال گھر کو یوں اچانک بکھرے دیکھ کر سسک اٹھیں۔

"آپکو اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا ندیم"۔۔۔ عشرت بیگم روم میں آئیں اور سامنے دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے بیٹھے ندیم صاحب کے پاس بیٹھ کر بولی۔

"مجھے خوشی نہیں ہو رہی اپنی جوان بیٹی پہ ہاتھ اٹھا کر۔۔!! پر تمنے دیکھا وہ کیسی ہو گئی ہے لگتا نہیں وہ ہماری معصوم عائشہ ہے بالکل بدل گئی ہے" ندیم صاحب کی آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے۔

"اس دن میری بہن کو روتے ہوئے بے عزت کر کے نکالا میں تو تب ہی ٹوٹ چکا تھا عشرت! کہاں بچا تھا،، دل رو رہا تھا۔

ایک عام سا انسان ہوں اپنی عزت کی کماتا ہوں سالوں بعد ایک پری پیدہ ہوئی جسے دیکھ دیکھ کر جیتے ہیں خاندان میں سب عزت کرتے تھے ہماری اور آج اسی خاندان نے بے دخل کر دیا صرف اسی پری کی وجہ سے جسے ہمنے آنکھوں پر بیٹھایا اسکے منہ سے نکلنے سے پہلے ہر خواہش پوری کی پھر چاہے اتنی میری پہنچ تھی کہ نہیں دن رات ایک کئے پر اسے کبھی مایوس نا کیا کسی چیز کیلیئے،

ہاں البتہ جس تک میری پہنچ نہیں ہوتی تھی اسکے لئے اسے تھوڑا انتظار کرنا پڑتا تھا تب تک، جب تک میں تنکا تنکا جمع کر کے اتنے پیسے اکٹھا کر نا لیتا چین کی نیند نا سوتا"۔۔تھکے تھکے سے ندیم صاحب غمگین لہجے میں گویا ہوئے کہ عشرت بیگم نے انکے لہجے میں درد محسوس کرتے منہ پہ دوپٹہ رکھ لیا۔

"آپ۔۔۔۔"انہیں سمجھ نا آیا کون سا کیسا دلاسہ دے۔

"میں سمجھائوں گی اسے ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی اپنا رویہ بھی ٹھیک کر لے گی"۔انکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر عشرت بیگم بولی تو ندیم صاحب نے انگلیوں سے اپنی آنکھیں صاف کی۔

"اللہ اسے ہدایات دے ایک ہی اولاد ہے،

لڑکی ہونے کی وجہ سے میرے تو ہاتھ بندھ گئے ہیں کچھ کر نہیں سکتا نا زبردستی شادی کروا سکتا ہوں نا ہی جان پا رہا ہوں کہ کس وجہ سے وہ یہ سب کر رہی ہے"۔انہیں بے بس دیکھ کر عشرت بیگم دل تھام کر رہ گئی اور بے ساختہ ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"آپ نے مجھ پہ ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا ڈیڈ"۔۔وہ آئینے کے سامنے بیٹھی گال پہ سرخ نشان دیکھتی رو رہی تھی۔

"کیا غلط کیا تھا مینے اگر اس للو سے شادی کرتی تو ہمیں خاندان ساتھ رکھتا اگر نا کرتی تو بے دخل کر دیا ہو نہہ ہزار دفعہ برا لگے آپکو ڈیڈ میں کہوں گی انہیں ایسا" وہ غصے سے چیزیں پٹختی بولی۔

"عائشہ دروازہ کھولو" عشرت بیگم چیزیں ٹوٹنے کی آواز پہ دروازہ پیٹتی گھبرائی بولی

"امی چلیں جائیں مہربانی کر کے میرا کوئی موڈ نہیں آپکا بھاشن سننے کا" وہ چیخ کر بولی اور موبائل اٹھا کر دیکھنے لگی

اسے مہکار کی کال کا انتظار تھا کہ کیا نتیجہ آتا ہے تقویٰ حیدر کا۔۔

دروازے پہ کھڑی اپنی ماں کی منتوں کو نظر انداز کرتی وہ بیڈ پہ بیٹھی اور موبائل میں موجود حیدر کی تصویریں دیکھنے لگی

*_____________*_____________*

"سنئیے آپ بتائیں تو سہی ہوا کیا کیوں ایسے چلے آئے"۔حویلی میں داخل ہوتے آغا سید ھا اپنے روم میں آگئے بغیر کسی کی سنے۔

ہزاروں سوال پیچھے چھوڑ کر۔

اس وقت آغا جان کے چہرے پہ غیض و غضب کے تاثرات دیکھ کر اور کسی کی ہمت تو نا ہوئی البتہ آغا جانی پیچھے پیچھے آ گئی۔

انکے سوال پہ آغا جان نے اپنی شریک حیات کو دیکھا جسنے انہیں تین تین سپوت دیۓ تھے۔

سب سے بڑا میر وجدان حسین زیدی دوسرے نمبر پہ وہاب زیدی جو معذور تھا اور وہیل چیئر اسکی زندگی کا مین حصہ تھی۔
پر اسکے بعد بھی اسنے کبھی خود کو کمتر نا سمجھا بلکہ ہمیشہ سب سے آگے رہا پڑھائی میں ٹاپ رہا اور باپ کے سپورٹ پہ اپنا بزنس شروع کیا جو بلندیوں کو چھونے لگا۔

سب کو فخر تھا میر وہاب زیدی پہ

تیسرے نمبر پہ میر وہاج جو ہائر سٹڈی کیلیۓ امریکہ چلا گیا تھا۔۔

میر وجدان کی رشتہ خاندان میں ہی کیا گیا تھا۔

ثانیہ بیگم سے وہ ایک مخلص اور نیک دل عورت تھی۔
میر وہاب نے اپنی سیکٹری مس ہانیہ سے اپنی پسند سے شادی کی۔
دونوں کی محبت عروج پہ تھی یہ کہنا ٹھیک تھا کہ مس ہانیہ نے اسے محبت کے جال میں ایسے جکڑا تھا کہ وہ پھڑ پھڑا بھی نا سکا۔

آغاجان نے انکی شادی پہ کچھ اعتراض کیا پر اپنے لاڈلے بیٹے کی خوشی دیکھ کر چپ رہ گئے اور غریب گھر کی لڑکی ہانیہ، وہاب سے شادی کرکے حویلی میں آئی تو اس گم صم سی لڑکی کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر سب گنگ رہ گئے۔

کسی سے ٹھیک منہ بات نہیں کرتی تھی اور رہن سہن ایسا جیسے دوسرے سب ملازم ہوں اور وہ مالکن۔
آغاجانی کو بھی ٹھیک سے منہ نا لگاتی۔

انہوں نے وہاب سے اسکی بیوی کے مغرور پن پہ شکوہ کیا تو پہلی بار ایسا طوفان اس عورت نے اٹھایا کہ در دیوار ہلا کر رکھ دیئے۔

کہ وہاب بھی بوکھلا گیا اسکے زارو قطار رونے پہ اور ہانیہ کا کہنا تھا کہ وہ سب اسے آپ کے جانے کے بعد پرائی سمجھ کر تشدد کرتے ہیں مجھ سے ملازموں جیسا سلوک کیا جاتے ہے۔
دونوں ساس بہو مل کر مجھ پہ ظلم کرتی ہیں مجھے مارتی ہیں۔

ثانیہ بیگم اور آغاجانی تو صدمے میں تھی اس عورت کی چالاکی پہ
اور اسکی حالت اور بیان کو سنتے وہاب نے ناچار شہر جا کر رہنے کا فیصلہ کرکے سارے گاؤں کو گم صم کر دیا۔

آغاجان اور وجدان صاحب نے اسے روکنا چاہا پر وہ بولے کہ "باباسائیں میں نہیں چاہتا جس حویلی میں مینے آنکھ کھولی ہے جس میں مینے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسین پل گذارے ہیں اس حویلی کو بکھرتا دیکھوں مجھ میں اتنی ہمت نہیں"۔ اور اسکی حقیقت کو سنتے آغاجان ناچاہتے ہوئے بھی اسے شہر شفٹ ہونے کی اجازت دے گئے۔

شہر آکر ہانیہ بہت خوش تھی کہ آسمانوں میں اڑ رہی تھی۔

اسے خوش دیکھ کر وہاب صاحب بھی خوش تھے اور اسکے بہت شکر گذار تھے جسنے اسکی اپاہج زندگی کو اتنا حسین بنا دیا تھا۔

پر وہ نہیں جانتے تھے ہانیہ اس سے کتنا بیزار تھی کتنا ناپسند کرتی تھی۔

یہ سب تو اسنے صرف وہاب صاحب کی دولت کیلیئے کیا تھا اس سے محبت کا کھیل جس میں وہ کامیاب گئی تھی اور آج مشہور بزنس مین کی بیوی ہونے کے ساتھ خود بھی ایک کامیاب بزنس وومن تھی۔

دونوں بہت اچھی خوشحال زندگی گذار رہے تھے۔

اور وہاب صاحب کی زندگی میں بہار لایا انکا بیٹا صائم زیدی۔

ایک خوبصورت گول مٹول سا نیلی آنکھوں والا شہزادہ۔

مسز ہانیہ بہت کم وقت دینے لگی دونوں کو اور خود بزنس اور بزنس پارٹیز میں اس طرح گھم ہو گئی کہ سارا سارا دن گھر سے غائب رہتی۔

وہاب صاحب کو اپنی بیوی پہ پورا بھروسہ تھا اسلیئے انہونے خود سنبھالنے کے ساتھ بزنس کافی انکے حوالے کر دیا تھا۔

حویلی سے کوئی بھی شہر آتا تو اس سے ملے بنا نا جاتا۔

صائم میں تو سب کی جان تھی کیونکہ وہ انکے وہاب کا بیٹا تھا۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ چاہے وہ ہمیں محبت دیں یا نا دیں پر اس سے خو بخود ہمیں محبت ہو جاتی ہے ویسی ہی وہاب صاحب کی قسمت تھی۔

وجدان ایم این اے کی سیٹ پر آیا اور گائوں کے لئے بہت کچھ کیا نتیجاً انہے عزت تو ملتی تھی بہت پر محبت نہیں جو کچھ نا کرتے ہوئے بھی وہاب صاحب کے نصیب میں آئی تھی۔

وہ گائوں آتا تو سارا گائوں کھل اٹھتا اور جب وہ جاتا تو مرجھا جاتا۔

سب ہنسی خوشی زندگی گذار رہے تھے وجدان صاحب کا ایک بیٹا تھا رضا اور وہاب صاحب کا بیٹا صائم۔۔
ایسے ہی حسین دن تھے جب وہاج کی واپسی ہوئی۔۔۔
سب ملے اس سے بہت خوش ہوئے۔۔
گائوں کا پہلا لڑکا تھا جو دوسرے ملک سے تعلیم حاصل کر کے لوٹا تھا ورنہ تو ایم این اے وجدان صاحب نے بھی یہیں سے تعلیم حاصل کی تھی۔

وہاج نے اپنی تعلیم کی وجہ سے وہاب کی شادی میں آنے سے معذرت کر لی تھی اور اب سالوں بعد لوٹا تھا تو کچھ دن گائوں میں اپنی ماں باپ کے ساتھ گذار کر ان سے وہاب سے ملنے کا کہتے شہر آیا وہاب کو سرپرائز دینے کیلئے پر خود ہی سرپرائز ہو گیا جب بلیک ساڑھی میں نک سک سی تیار مسز ہانیہ کو دیکھا۔۔

اور یہی حال مسز ہانیہ کا تھا جب وہ مالی کو لان کی کاٹ چھانٹ کی ہدایت کرتے مڑی اور اپنے بالکل سامنے کھڑے اس نوجوان خوبصورت مرد کو پایا خود کو تکتا۔

دونوں کی آنکھیں ملی تو شیطان جیسے غالب آ گیا اور اپنے رشتے کا احترام بھی چھوڑ دیا۔۔

اس وقت تو وہ کترا کر وہاب سے ملنے چلا گیا پر وہ ساحرہ اسکے دماغ پر چھا گئی۔

اور یہی حال مسز ہانیہ کا تھا وہ سوئی تو اپنے شریک حیات کے ساتھ تھی پر دماغ اور خیالات پہ صرف وہاج سوار تھا جو بد قسمتی سے اسکا دیور تھا۔

دونوں ایک ہی گھر میں ایک دوسرے سے کتراتے رہے پر زیادہ دیر نہیں۔
کہ ایک دن پارٹی میں جاتی مسز ہانیہ کے ساتھ خود بھی ساتھ چلنے کی درخواست کی۔

وہ کچھ نا بولی پر وہاب صاحب نے ہنس کر کہہ دیا کہ لے جائو آج اپنے بھائی کو بھی میں تو چلنے سے رہا۔

اور مسز ہانیہ بھائی لفظ پر توجہ دیے بغیر اسے ساتھ لے جانے کیلئے تیار ہو گئی۔

اور پھر پارٹی میں دونوں نے ایک دوسری کی سنگت میں کافی خوشگوار وقت گزارا۔

اور پھر ایسا چلتا رہا۔

وہاج گائوں جانا بھول گیا تھا۔

اپنے بھائی کی عزت کو بھول کر اسے صرف اپنا سمجھنے لگا۔

اور مسز ہانیہ اپنے شوہر اور بیٹے کو نظر انداز کر دیا۔

انکی آنکھوں کے سامنے تو صرف ایک ہی انسان گھومتا تھا وہ تھا وہاج زیدی اسکا دیور۔

دونوں پورے جہاں سے غافل ہو گئے اور مسز ہانیہ کے زخمی دل ایک لنگڑے سے شادی کرنے پہ جیسے مرہم رکھا وہاج نے آ کر۔

مسز ہانیہ بالکل بھول گئی تھی کہ اسکا ایک چار سالہ بیٹا بھی ہے ایک عدد شوہر بھی جو ہر زور اسکی راہ تکتا مایوس ہو کر سو جاتا تھا اور وہ ساری ساری رات وہاج کے ساتھ کلب میں گذار کر صبح اذانوں کے وقت لوٹتی تھی۔

اور آ کر گھوڑے گدھے بیچ کر سو جاتی تھی۔

چار سالہ صائم اپنے باپ کی آنکھوں میں دکھ کرب اور اپنی ماں کو رنگین روشنیوں میں مدہوشی دیکھ کر کچھ کر نہیں پاتا تھا کہ جس سے چپکے سے جو اسکا باپ آنکھیں صاف کرتا ہے وہ نا کرے اسے کوئی دکھ نا ملے ایسا کیا کرتا وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

اور پھر وہ قیامت کا دن بھی آیا وہاب صاحب کیلئے جب اسکے دوست نے اسے کال کر کے اسکی بیوی اور بھائی کے کالے مکروہ شیطانی چہروں سے آگاہ کیا۔

اور وہاب صاحب کی تو ایسی حالت تھی کہ کاٹو بدن میں لہو نہیں۔
پھر اس دن اسنے پہلی بار مسز ہانیہ سے باز پرست کی کہ وہ بزنس پارٹیاں اٹینڈ کرنا چھوڑ دے بلکہ اپنے بیٹے کو سنبھالے وہ خود بزنس سنبھال لے گیں۔۔۔

پر مسز ہانیہ کے لفظ جو گونجے اسکے کانوں میں جسنے اسکے ہاتھ پائوں سن کر دئے کہ "ایک مالکن کے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا اسکا کاروبار" کہتے ہوئے ایک مکروہ قہقہ لگاتے اسنے سارے بزنس اور اسکے حصے کی پراپرٹی کے پیپرز دیکھائے جہاں مسز ہانیہ اکلوتی مالکن تھی۔

وہ تو چلی گئی وہاب صاحب کو سکتے میں چھوڑ کر اسکے سر پر ساتوں آسمان گرا کر۔

پیچھے ایک جوان، چار سالہ بیٹے کے باپ کو، ایک معذور انسان کو روتے سسکتے چھوڑ کر۔

وہاب صاحب کا دل کر رہا تھا اسکا پنج گھٹیا بھائی سامنے آئے تو وہ اسکے سینے ساری پسٹل کی گولیاں اتار دے جو اتنا گرا شخص نکلا تھا کہ اپنی بھابھی ماں مقام کو بھی نا چھوڑا اپنے اس شیطانی روپ سے۔

وہاب صاحب نے روتے ہوئے ساری سچائی آغا جان اور وجدان کے سامنے رکھی۔
اور انکی حالت بھی کچھ الگ نا تھی اس سے۔

وجدان تو جا رہے تھے وہاج کو کچلنے زمین میں گاڑھنے اس شیطان کو جسنے اپنے ہی بھائی کی عزت پہ بری نظر ڈالی تھی۔

وہاج کو بلک بھی ناپڑی تھی کہ اسکے پیچھے کیا ہو رہا ہے کیا نہیں وہ تو آجکل اپنے دوست حامد کو رخصت کر رہا تھا پاکستان سے
۔

اور جب لوٹا تو آغا جان کو وہاب کے گھر میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر اپنا اعتماد بحال کر کے اندر آیا پر اس سے پہلے ہی وجدان اس پر ٹوٹ پڑا۔۔

اور صائم دوڑتا ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا تھا جہاں اسکا باپ منہ چھپائے رو رہا تھا چاچا اپنے تایا سے پیٹ رہا تھا اور اسے چھڑوانے کی کوشش کرتی آغا جان کی گرفت سے اپنی چوٹی کو چھڑواتی مسز ہانیہ دھاڑے مار رہی تھی اپنے شوہر کیلئے نہیں اپنے دیور کیلئے جس سے اسکے حرام کا رشتہ جڑا تھا۔

اور پھر چیختے وہاج نے مطالبہ کیا کہ وہاب ہانیہ کو طلاق دے اور یہی زور مسز ہانیہ کا تھا کہ وہ اس لنگڑے شخص کے ساتھ مزید زندگی نہیں گذار سکتی اسے آزادی چاہیے۔۔۔۔

اور جہاں یہ لفظ چھوٹے سے صائم کے کانوں میں سائیں سائیں کر کے گونج رہے تھے وہیں صبح روتے ہوئے سب کو چھوڑ کر وہاب صاحب ہمیشہ کیلئے اسے آزاد کر گئے۔

مسز ہانیہ کا صرف لفظ لنگڑا اسکے دل میں ایسے تلوار کی طرح گھونپ گیا تھا کہ صبح اسکی لاش ملی بستر سے۔

ہانیہ آزاد تھی وہاج آزاد تھا دونوں آزاد تھے۔

زید خاندان نے انہیں بے دخل کر دیا۔۔ ان سے قطعی تعلق کر دیا۔

آغا جانی بہت روئی ایک بیٹے کی موت پر اور دوسرے کی شیطان صفت پہ۔۔ کہ ادھ موئی ہو گئی۔

مزید صدمہ انہیں تب لگا جب عدت ختم ہوتے ہی ہانیہ مسز وہاج ہانیہ بن گئی۔۔

دونوں یوں غافل ہو گئے دنیا سے کہ انہیں گھر میں کونوں میں چھپا اپنی باپ کی خوشبو میں جیتا ملازموں کے رحم کرم پہ پڑا صائم بھول ہی گیا۔۔

اگر کسی کو یاد رہتا تو کھانا ملتا نہیں تو کوئی خیر خبر نہیں لی جاتی۔

ملازموں کی جب جب اپنی مالکن سے بے عزتی ہوتی تو وہ اس معصوم پہ اپنا غصہ نکالتے اور اسے ذرا ذرا سی بات پہ بری طرح پیٹ دیتے کہ وہ باہری دنیا سے ڈرنے لگا تھا۔۔

لوگوں سے ڈرنے لگا تھا۔۔

اپنی ماں چاچا سے ڈرنے لگا تھا جنھوں نے اسکے باپ کو مارا تھا۔۔

ہاں دونوں قاتل تھے اسکے باپ کے۔۔

حویلی میں اپنا جوان بیٹا گنوا کر کسے اسکی نشانی کی یاد تک نا آئی۔

ماں اپنے نئے شوہر کے ساتھ دن رات گھر سے غائب تھی۔۔

پیچھے زہریلی سوچوں کے بیچ پلتا وہ صائم زیدی ایک الگ ہی راہ کا مسافر ہو گیا کہ اسکی نظر میں ہر عورت مسز ہانیہ جیسی تھی۔

اسے عورت ذات سے نفرت تھی۔۔

اسے اپنی ماں چاچا سے نفرت تھی۔

اسے تو دنیا کے ہر مکروہ چہرے سے نفرت تھی۔

وہ چہرا جس میں وہ دولت اور ہوس کی پیاس دیکھتا تھا اسکا دل کرتا اسے اپنے پائوں تلے کچل دے۔۔۔

پر وہ کیوں ایسی نہیں تھی۔۔۔؟؟

نہیں وہ ایسی ہی تھی پر چھپی ہوئی تھی۔

اپنی ماں کی طرح جس طرح اسنے اپنے باپ کو پھنسایا تھا پہلے معصوم پاک باز بن کر اور پھر شادی کے بعد اپنا روپ دیکھایا تھا وہ بھی ویسی ہی ہو گی۔

اور وہ ضرور دیکھے گا اپنی آنکھوں سے اسے بدلتا اور تب اسکا یقین پختا ہو جائے گا اسکی نفرت کو منزل ملے گی۔۔

صرف ایک بار وہ سامنے تو آئے اپنے روپ کے ساتھ جسے چھپائے بیٹھی تھی۔

تقویٰ بن کر دنیا کو بیوقوف بنا رہی تھی۔۔

وہ ضرور وہاب بنے گا۔

پر موت کو گلے لگانے والا نہیں

اس عورت کو اپنی اوقات دیکھانے والا وہاب۔

کیونکہ وہ لنگڑا نہیں تھا۔

وہ برا تھا۔

ایک برا انسان۔۔

اور جس طرح ہانیہ کا انتخاب لنگڑے سے وہاج تک گیا

ویسے ہی وہ جانتا تھا اسکا انتخاب برے صائم سے جا کر اچھے انسان بھیس میں دو شیطان صفت پھر سامنے آئیں گے۔

پر وہ نہیں جانتا تھا شیطان کبھی جیتا نہیں ہے اسکے منہ پہ دھول ہے شکست کی دھول، لعنت ہے۔

"آپ ایسے کیسے واپس آئے" وہ غصے سے سرخ آنکھیں لیکر آغا جان کے روم میں آیا

اسکی دھاڑ پہ وجدان صاحب اور رضا بھی بھاگ آئے پیچھے۔

اپنے خیالوں سے چونکتے آغا جان نے نظریں اٹھائیں۔۔۔

اور سامنے اپنے بیٹے کا خون کم اس عورت کی کوکھ کا بیٹا دیکھ کر وہ بلبلا اٹھے۔۔

"چٹاخخخ۔۔۔ایک زوردار تھپڑ اچانک ہی صائم کے گال پہ پڑا

چٹاخ۔۔۔پھر دوسرا پڑا۔۔۔

"تم۔۔۔تم نہیں ہو صائم۔۔تم اس عورت کی کوکھ ہو اس گندی عورت کی جو عورت ذات پہ دھبا ہے تم اسکی کوکھ ہو جو تمنے ثابت کر دیا ہے۔۔

خبردار۔۔!! خبردار جو تمنے اس لڑکی کا نام بھی اپنی گندی زبان پہ لیا! نہیں ہو لائق تم اسکے صائم زیدی تم اسکی جوتی کے لائق نہیں۔۔

تم کیا اسے پیسے دو گے!! تم کیوں اسے منہ مانگے پیسے دو گے میں دیتا ہوں تمہیں جتنے چاہیے مانگو اور دفع کرو اپنی شکل گھن آتی ہے مجھ تم سے تمہاری ماں سے" آغا صاحب آپے سے باہر ہو کر صائم کے کالر سے پکڑ کر دھار رہے تھے۔

"اور ہاں خبردار جو تمنے آج کے بعد اپنے نام کے ساتھ میر وہاب لگایا تو۔۔۔

تم وہاج ہو۔۔۔۔۔

وہی وہاج جو۔۔۔۔۔" انہونے جملہ اپنے حلق میں دبا کر صائم کو پیچھے دھکیلا کہ بروقت اسے وجدان صاحب اور رضا نے تھاما۔

صائم سرخ نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے اور آغا جانی غصے سے کانپتے اپنے شوہر کو۔۔

----------------------*

"میں لائق ہوں یا نا پر آپ جان لیں وہ صائم میر وہاب زید کے سواء کسی کی نہیں ہو سکتی آغا جان"۔صائم لفظ چبا چبا کر کہتا آغا جان کو ششدر چھوڑ کر کندھے جھٹک کر اپنے تایا اور رضا کی پکڑ سے خود کو چھڑواتے ایک سرخ غصے بھری نظر ان پہ ڈال کر وہاں سے نکلا۔۔

وہیں کھڑی آغا جانی اور ثانیہ بیگم اسکے لفظوں میں ضد جنون دیکھ کر دل تھام گئ۔

وجدان صاحب نے آگے بڑھ کر آغا جان کو اپنا سہارہ دیا ہمیشہ کی طرح۔

حویلی سے کیا وہ تو زید پور گائوں کی حدود چھوڑ چکا تھا۔۔۔

اور شہر کی حدود میں داخل ہوتے اور اسنے گاڑی اپنے فلیٹ پہ روکی۔

نا اسکا ابھی کوئی موڈ تھا ہا نیہ وہاج کو دیکھنے کا نہیں کسی کی بکواس سننے کا۔

کتنے دنوں سے آتی لیلٰی اور اپنے دوستوں کی کالز بھی وہ مسلسل نظر انداز کرتا رہا تھا۔

اسنے ٹیبل کے دراز سے سگریٹ کا پیک نکال کر بالکونی میں آ گیا اور سیاہ آسمان پہ چمکتے چاند کو دیکھتے وہ سگریٹ کے گہرے کش لینے لگا۔

وہ دو دفعہ اسے تھپڑ مار چکی تھی صائم زیدی کو جسکے اشارے پہ لڑکیاں اپنی جان دینے کیلئے تیار رہتی تھی۔
اس پہ وہ معمولی لڑکی دو دفعہ اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑ چکی تھی اور وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

کچھ برا نہیں کر پا رہا تھا اسکا۔
پتا نہیں کیا تھا کہ وہ جب بھی اسے سبق سیکھانے کا سوچتا تو کچھ نا کچھ بیچ میں آ جاتا اور اسکے ارادوں پہ پانی پھیر جاتا۔

وی اسے مسلسل رد کر رہی تھی۔
کیا نہیں تھا اسکے پاس دولت، شہرت، ڈیشنگ پرسنلٹی پھر کیوں وہ بھاگ رہی تھی۔۔

سوچتے ہوئے اسکے خون کھول اٹھا کہ وہ اسے ٹھکرا کر اس شاہ کو چن رہی تھی۔

ٹھکرا جانے والے احساس سے صائم کا چہرا سرخ لہو پڑ گیا۔

اور وہ ایک کے بعد دوسرا سگریٹ ختم کرنے لگا۔۔

--------------------*

"آغا جان"۔۔۔!!رضا دروازہ ناک کرتے روم میں بیٹھے آغا جان سے اجازت مانگنے لگے۔

"آئو رضا"۔۔۔اپنی سوچوں کو جھٹک کر آغا جان نے اسے اجازت دی تو وہ احترام سے اندر داخل ہوا۔

"کہاں گیا وہ کم بخت"۔۔؟؟غصے اور چھپی فکر مندی سے استفسار کیا۔

"آغا جان وہ اپنے فلیٹ میں ہے اور آپ کہنے پہ ہمنے اپنے آدمی اس پہ نظر رکھنے کیلیئے چھوڑ دیۓ ہیں،اگر اسنے تقویٰ یا اس شاہ کو نقصان پہچانے کی کوشش کی تو وہ ہمیں پہلے ہی آگاہ کریں گے۔ مودب سا رضا نے بتایا تو آغا جان نے گہرا سانس خارج کرتے سکون کا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے اس پہ کڑی نظر رکھو کوئی الٹی سیدھی حرکت نا کرے اور اب جائو"۔ آغا جان نے حکم دیتے کہا تو رضا سر ہلا کر انہیں مطمئن رہنے کا کہتے اپنے روم میں چلے گئے۔

اور آغا جان سوچ رہے تھے کہ کیا کریں جو انکا پوتا سیدھی نیک راہ پہ آجائے۔

ایک امید تھی وہ بھی ڈوب گئی تھی۔
اب اتنے مطلبی نہیں تھے کہ اپنے مطلب کیلیئے اس لڑکی کے ساتھ ہوئے ظلم کو بھلا کر اسے اپنے بگڑے پوتے سے باندھ دے۔

"کاش وہاب میرے بچے تم اس عورت کے جال میں نا پھنستے تو آج میرا پوتا ٹھیک ہوتا نیک راہ کا مسافر ہوتا"۔۔۔ایک درد بھری آہ نکلی انکے منہ سے۔

اور پاس پڑی اپنی بیگم کو دیکھا جو غصے سے انسے ناراض ہو کر سو گئی تھی۔

نہیں سمجھ رہی تھی کہ اپنے پوتے کی خوشی کیلیئے کسی کی زندگی نہیں برباد کر سکتے۔

*___________*___________*

جب جب وہ آنکھیں موندتی تو ہڑبڑا کہ اٹھ بیٹھتی۔اور ماتھے سے پسینہ صاف کرتی۔
کیونکہ جب وہ آنکھیں بند کر رہی تھی تب تب وہ سرخ نیلی غصے بھری آنکھیں چھانک سے آجاتی اور اسے خوفزدہ کر جاتی۔

وہ بہادر تھی۔۔

ہاں وہ بہادر ہے۔۔
پر اس شخص کا کیا کرتی جسنے پہلی بار اسے خوف کا ذائقہ چکھایا تھا۔

صائم زیدی۔۔۔
کیا تھا یہ شخص؟؟؟کون تھا؟؟

اسکے اپنے گائوں کا صائم زید میر وہاب کا بیٹا۔

وہ کیوں اسکا دشمن بن بیٹھا تھا کیا بگاڑا تھا اسکا۔۔۔
یہ کہ وہ اسے منہ نہیں لگا رہی تھی۔
سب لڑکیوں کی طرح وہ اسکے آگے پیچھے نہیں ہو رہی تھی۔
اسکے قیمتی تحفے نہیں وصول رہی تھی۔

کیا کرتی وہ۔۔
وہ ایسی تھی نہیں لازمی نہیں ہر لڑکی ایسی ہو۔۔
کیا اسکی نظر میں کوئی اچھی لڑکی نہیں۔

سب ہی اسے ایک جیسی لگتی ہیں۔۔۔

"میرا دل کر رہا ہے صائم زیدی کہ تم جیسے بھٹکے ہوئے مسافر کو راہ راست پہ لائوں تمہیں گمراہی سے نکال کر روشنی میں لائوں تمہیں حقیقت دیکھائوں عورت کا درجہ دیکھائوں، تمہیں بتائوں کہ جن عورتوں کو تم بے مول کر رہے ہو حقیقت میں انکا درجہ کیا ہے!!" وہ سوچتی ہوئی بالکونی میں آئی اور سیاہ آسمان کو دیکھتی مزید سوچوں کی گہرائی میں اترنے لگی۔

"ویسے زیادہ غلطی تمہاری بھی نہیں اگر ہر لڑکی تمہارے منہ پہ اسے ہی ٹھوکر مارے تو شاید تم گمراہ ناہوتے جتنا اس وقت اندھیرے میں ہو"۔۔

"تمہیں صرف ہاتھ پکڑ کر راہ پہ لانے کی ضرورت ہے میں اللہ سے دعا کروں گی کہ اللہ تمہیں ایک نیک اچھی عورت کا ساتھ نصیب کرے جو تمہاری ہر غلط سوچ کو رد کر دے اور تمہیں ٹھیک راستے پہ لائے" وہ مسکرائی اور آمین کہنے لگی۔

"اللہ آپ بھی سوچ رہے ہوں گے نا کہ اس شخص نے اتنا کچھ کیا پھر بھی اسکے لئے دعا کر رہی ہوں؟؟ تو کیا کروں آپ نے بنایا ہی ایسا ہے۔۔۔ میں اسے معاف تو نہیں کروں گی ہاں اسے صحیح راہ پہ آنے کی دعا ضرور کروں گی جو آپ نے قبول کرنی ہے،، کہ اسے احساس ہو کہ وہ کتنا غلط کر رہا ہے پھر وہ خود ٹھیک ہو جائے گا اور مجھ سے اچھے نیک انسان کے روپ میں معافی مانگے گا تو میں معاف کر دوں گی پرامس"۔۔ وہ اوپر آسمان کو دیکھتی اللہ سے باتیں کر رہی تھی۔

اور جواب اسے اپنے دل سے مل رہے تھے۔

"کیا تم اسے معاف کر دو گی"؟؟ دل سے سوال اٹھا اور وہ مسکرائی۔

"ہاں کر دوں گی بے شرطیہ کہ وہ ایک اچھا انسان بنکر چاہے منہ سے معافی بھی نا مانگے بس میں اسکی آنکھوں میں معافی کے تاثرات ہوں وہ شرمندہ ہو اپنے کئے پہ بس" وہ مسکراتی گویا ہوئی۔

اور کچھ دیر چمکتے چاند کو دیکھتی واپس روم میں آئی اور بستر پہ لیٹ کر آنکھیں موندی۔۔

کچھ خود سے باتیں کرنے کے بعد اس نیلی آنکھوں والے کا ڈر اب کہیں دور بھاگ گیا تھا۔۔

اسکی جگہ پر سکون نیند تھی۔۔

حیدر کا وہ کیا کہتی وہ تو تھا ہی مسٹر پرفیکٹ۔

پھوپھو کو بھی وہ بہت پسند آیا تھا تصویر میں ہی ایک سوبر اچھا شخص تھا۔

پھر کیوں انہیں پسند نا آتا۔

انہوں نے تو دیکھتے کہہ دیا کہ دانیال دیر نا کرو انہیں جواب دے دو اور جواب اثبات میں ہی ہونا چاہیے۔

پر دانیال کا اتنی جلدی جواب دینے کا ارادہ نہیں تھا۔

وہ ایک دو دن بعد دینے کا سوچ بیٹھے تھے۔

یہ فیصلہ اسے اچھا لگا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہارون کی بیوی کو موقعہ مل جائے اسکی بہن کو طعنیں مارنے کا۔

------------------*

اسکی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ نہیں تھا۔۔

جب دانیال کی کال آئی اور انہیں مثبت جواب ملا۔۔۔

حامد صاحب کی شرارت بھری نظریں اسکی مسکراہٹ پہ جمی تھی اور حیدر کھل کے قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔

"ہارون تم سے ملنے آنے والا ہے" حامد صاحب نے غصہ ضبط کئے بیٹھی مہکار سے کہا۔۔

"پر میں اس سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی بول دیں اسے کہ آرہی ہے لاڈلی یہاں تو اپنا ٹھکانہ بھی یہیں بنالیں"۔۔۔وہ چیخ کر کہتی حیدر اور حامد صاحب کو ششدر چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

"اسکا مطلب کیا تھا ڈیڈ وہ کہنا کیا چاہتی ہے" ٹیبل سے اٹھ کھڑے ہوئے حیدر نے زور سے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے دھاڑا کہ سیڑھیاں چڑھتی مہکار ایک پل کو سہم گئی۔۔

"اس لڑکی کا دماغ خراب ہوگیا ہے، پتا نہیں کون سی دشمنی ہے اس معصوم سے"۔۔حامد صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔

"آپ اسے سمجھا دیں ڈیڈ کہ اپنی بکواس بند رکھے ورنہ کسی دن میں آپے سے باہر ہو جائوں گا تو بھول جائوں گا یہ میری بہن ہے" وارن کرتے غیض و غضب کے تاثرات لئے وہ کوٹ چیئر سے اٹھا کر آفس کیلیئے روانہ ہو گئے۔۔

صبح صبح موڈ کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔

کتنا خوش تھا اور اسکی بہن نے ایک پل نا لگایا اسکی خوش کو مٹی میں ملاتے۔۔

سوچتے ہوئے وہ لب بھینچ کر گاڑی ڈرائیو کر تا شاہ عمارت کے سامنے رکا۔۔

گارڈز نے اسے دیکھ کر سلام کیا اور اسکے لئے ڈور اوپن کیا۔۔

سب کے سلام کا جواب دیتے وہ اپنے آفس میں آیا اور چیئر پہ بیٹھ کر غصے سے مٹھیاں بھینچے مہکار کی بات کا مطلب سوچتے اسکی رنگیں تن گئی۔۔

کتنی گھٹیا سوچ تھی اسکی بہن کی کہ گھن آتی تھی۔۔۔

*______________________*__________________________*

"تھینک یو سویرہ"۔۔رپورٹس لیتے ہوئے مہکار نے سامنے بیٹھی ڈاکٹر کو کہا۔
اسنے کچھ دن پہلے ہی اپنی فرینڈز سویرہ کو فورس کرتے اسے مجبور کرتے یہ رپورٹس بنانے کا کہہ دیا تھا اور آج جب دانیال کی طرف سے مثبت جواب آگیا تھا تو وہ عائشہ کو لیکر یہاں آگئی تھی۔
عائشہ نے جب سنا تو اسکے پائوں تلے زمین کھینچلی گئی کہ دانیال نے ہاں کر دی ہے۔۔

ابھی وہ آپے سے باہر ہو کر تقویٰ کو مارنے کیلئے پہنچتی کہ اس سے پہلے ہی مہکار کی کال آگی اور اسنے بتایا کہ رپورٹس تیار ہیں ہم کل چلیں گے انہیں لینے تم تیار رہنا۔۔
تب عائشہ کے سانس میں جیسے سانس آئی اور اسنے مہکار کو کہا کہ اسے یونی سے پک کرلے اور اب وہ دونوں یہاں ہاسپٹل میں موجود تھی۔۔۔

"میں یہ کرتی تو نہیں ہو مہکار پر تمہاری دوستی نے مجھے مجبور کر دیا ہے"۔۔ڈاکٹر سویرہ مہکار کے ساتھ بیٹھی اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ کر بولی۔

پتا نہیں کیا مصیبت آگئی تھی کہ اس لڑکی کی جھوٹی پریگینسی رپورٹ بنائی تھی۔

مہکار کے فورس پہ وہ راضی تو گئی تھی پر اسے اپنے عمل پہ شرمندگی ہو رہی تھی جس وجہ سے وہ ایکسکیوز کرتی ایک ایمرجنسی کیس کا کہتی وہاں سے نکل گئی۔

اور خوشی سے پاگل ہوتی عائشہ کے ہاتھ تو جیسے حیدر آگیا تھا وہ مہکار کے ہاتھ سے جھپکتی فائل دیکھنے لگی۔۔۔

"اب کوئی نہیں روک سکتا حیدر کو میرا بننے سے"۔۔وہ خوشی سے چلائی کہ مہکار نے چیٹ لگائی۔

"آہستہ بولو اور اب چلو کافی دیر ہو گئی ہے تم یہ اپنے پاس رکھ لو آگے تم پتا نہیں کیا کرنے والی ہو پر جہاں بھی ضرورت پڑے میں ساتھ رہوں گی"۔۔وہ گاڑی میں بیٹھتی بولی

اور عائشہ بیگ میں پیپرز ڈالتی سر ہلانے لگی۔

"آپ مجھے یونی ڈراپ کر دیں"۔۔۔

عائشہ کے کہنے پہ مہکار نے ڈرائیور کو یونی چلنے کا کہا وہ سر ہلا گیا۔

--------------------------*

"آرہی ہوں بابا"۔۔۔!!سر پہ ڈوپٹہ درست کرتی مسلسل چلتی بیل پہ وہ چڑ کر بولی۔

ابھی تھکی تھکی سی یونی سے لوٹی تھی۔
دانیال آفس گیا ہوا تھا اور وہ چینج بھی نا کر پائی تھی کہ بیل بجنے لگی۔

اسنے سوچا چینج کرکے دیکھ لے گی پر دوسری طرف دیکھے کوئی بھوت پیچھے پڑ گیا ہو یا بیل پہ ہاتھ رکھ کر ہٹانا ہی بھول گیا ہو۔

"بس بھی کر دیں اب"۔ اسے لگا دانیال تھا تبھی غصے سے اپنے بھائی کی اس بچگانہ حرکت پہ دروازہ کھولتی بولی۔

پر سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اسکا اوپر کا سانس اوپر رہ گیا اور نیچے کا نیچے۔

وہ ہمیشہ کی طرح اپنی اوشن نیلی آنکھوں میں سرخی سمائے لمبا چوڑا صائم زید اسنے سامنے کھڑا تھا اور تقویٰ کے ہاتھ پائوں پھول گئے اسے اپنے دروازے پہ دیکھ کر۔

اور مزید تو وحشت زدہ تب ہوئی جب گھر میں وہ اکیلی تھی۔ یہ سوچ ہی روح فرسا تھی کہ اگر وہ اندر آ گیا تو اور اس پاگل لوفر شخص سے کچھ غلط کی توقع کی جا سکتی تھی اچھائی کی نہیں۔

"تم بس کر دیتی تو میں بھی کر دیتا مولانی" وہ اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھتے ہوئے مزے سے بولا۔۔

"جج۔۔ جائو یہاں سے"۔۔۔ وہ خوفزدہ ہوتی دروازہ بند کرنے لگی کہ بیچ میں ہی ایکدم صائم نے اپنا پائوں بیچ میں رکھ کر اسکی کوشش ناکام کر دی اور اسے سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر اندر داخل ہوتا دروازہ بند کر چکا تھا۔
اسکے گھر کا ایڈریس اسے سیف نے اس دن ہی دے دیا تھا اور رہی بات آغا جان کے بھیجے آدمیوں سے جان چھڑوانے کی تو انہیں بے وقوف بنانا اسکے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

اس رات بالکونی میں کھڑا اپنے فلیٹ کے سامنے وہ آدمی دیکھ کر پہلے تو کچھ حیران ہوا اور پھر سمجھ کر بے ساختہ ہی مسکرا دیا۔

کچھ دن تو وہ دوستوں سے ملا اور انہیں یہاں وہاں فالتو میں گھماتا رہا دور دور تک اور آج اپنے فلیٹ میں آکر پیچھے سے کھڑکی نکال کر وہاں سے نکل آیا تھا سامنے وہ اس پہ نظر رکھے بیٹھے کہ انکا صاحب اندر بیٹھا ہوگا اور وہ اب یہاں تھا اپنے آغا جان کے آدمیوں کو بے وقوف بنا کر۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو کھولو دروازہ نکلو میرے گھر سے"۔۔ تقویٰ رونے جیسی ہوگئی اسے دروازے کو لاک لگاتے دیکھ کر اسکے ہاتھ پائوں سن پڑنے لگے۔

"چلا جائوں گا کچھ سوال جواب تو ہو جائیں مولانی! اور کتنے دن ہو گئے ہیں تمہیں دیکھے کچھ فرصت سے دیکھنے دو، ان بے تاب آنکھوں کو قرار دو، میری الفت کو اپنا عہد دو، آئو ملکر عہد الفت کرتے ہیں"۔ صائم کے لہجے میں ان دکھے چھپے سے جزبات نمودار ہوئے کہ جن سے وہ بھی ناواقف تھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

وہ اسے اپنے لفظوں سے حواس باختہ چھوڑتے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اچانک ہی دروازے سے لگاتے دونوں اطراف اپنے ہاتھ رکھ چکا تھا اور اب اسکی بھوری پھیلی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھے کھڑا تھا۔۔

انتظار میں جیسے اسکے کہنے پہ وہ اظہار کر دے گی۔ اس سے الفت کا عہد کرے گی، ساتھ ساری عمر عہد الفت نبھائے گی۔

اور تقویٰ اسکی ہمت جرات لفظوں پہ ششدر اسکے منہ سے نکلی سگریٹ کی بو اور قریب کھڑے رہنے پہ تیز گرم سانسوں کی تپش پہ سانسیں روکے کھڑی تھی۔

"بکواس بند کریں دفع ہو میرے گھر سے "۔۔۔خود کو سنبھالتی اپنے اندر ہمت پیدا کرتی دھاڑی کہ آس بھری نظروں سے دیکھتے صائم کی آنکھوں میں غصے سے جیسے خون ٹپکنے لگا۔

"میں بکواس کرتا ہوں "!!!زور سے دروازے پہ ہاتھ مارتے اسکے منہ پہ غرایا کہ تقویٰ سہم سی گئی۔

"میں بکواس کرتا ہوں،میری ہر بات تمہارے لئے بکواس بے ہودگی ہے اور اس کمینے کی ٹھیک شریفوں والی ہے!!وہ کچھ کہے پیار محبت شرافت لگے،میں کچھ کہوں تو میں برا ہوں کیوں آخر"؟؟وہ اسکے شانوں کو اپنی سخت گرفت میں دبوچے وہ دھاڑ رہا تھا

"تم صرف اس وقت خود پہ نظر ثانی کرو تمہیں تمہارے سوالوں کا جواب مل جائے گا" درد سے وہ ڈبڈباتی نظروں سے دیکھتی وہ کندھے جھٹک کر بولی۔

"مجھے خود پہ نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں میں ہوں ہی بری ماں کا برا بیٹا!تم صرف یہ سن لو اگر تمنے اس لڑکے سے شادی کیلئے انکار نا کیا تو"۔۔۔!!اسنے اسکے شانوں کو چھوڑ کر ایک ہاتھ واپس دروازے پہ ٹکا کر دوسرے سے پیچھے سے گن نکالی۔

کہ اسے دیکھ تقویٰ ہکا بکا رہ گئی۔

"سس۔۔۔سائیں"۔۔۔!!خوف سے اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ صائم نے مسکراتی نظر اسکے زرد پڑتے چہرے پہ ڈالی
۔

"سائیں کی جان یہ تمہارے لئے نہیں!! یہ تمہارے بھائی کیلیئے ہے،
اگر تمنے انکار نا بھیجا اس لڑکے کو اور آغا جان کو یہ نا کہا کہ تم صرف صائم میر وہاب زید کی دلہن بنو گی اور صرف میں "صائم زید" تمہارے لائق ہوں نہیں تو اسکی جو ساری گولیاں ہوں گی وہ اس شخص کے سینے میں جائیں گی کہ نا ساری زندگی تم سکھ سے جیو گی نا ہی وہ کمینہ "۔وہ بے حسی سے کہتا گن کو اسکے گال پر رکھ کر اسکی پھٹی پھٹی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔
تقویٰ کے آنکھوں سے آنسوں پھسل کر گالوں پہ گرا اور وہ سسکیاں دباتی اسے دیکھنے لگی بے بسی بے یقینی سے وہ اتنا کیسے گر سکتا تھا۔

وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا۔اس قدر وہ گمراہ تھا کہ انسان کی جان لینے کے در پہ آ گیا تھا۔

"میں نہیں بے وقوف بننے والا اس مگرمچھ کے آنسوں سے "۔۔اسنے دانت پیس کر کہتے گن کے منہ سے اسکے گالوں سے آنسوں چنے اور تقویٰ کپکپاتی اسکے حصار میں سانسیں روکے کھڑی تھی۔

"ان مگرمچھ کے آنسوں نے دنیا لوٹی ہے پر صائم زہد کو نہیں لوٹ سکتے مولانی"۔وہ غصے سے کہہ رہا تھا اور وہ سن رہی تھی خاموش سی۔

"دودن! صرف دودن ہیں تمہارے پاس ان دودنوں میں تمہاری کال آجانی چاہیے حویلی ورنہ۔۔۔" وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولا کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی سرد لہر دوڑ گئی۔

کہاں وہ لڑکوں سے اتنے فاصلے پہ رہتی تھی کہاں یہ شخص اسکے اتنے قریب کھڑا تھا کہ اسکے منہ سے نکلتی سگریٹ کی بو سانسوں کی تپش وہ اپنے چہرے پہ محسوس کر رہی تھی۔

قیامت ہی تو تھی اسکے لئے کوئی غیر مرد اسکے اتنے قریب کھڑا تھا اسکے بھائی کی غیر موجودگی میں کہ جیسے چاہے اسے توڑ سکتا تھا۔

اس پہ شیطان غالب بھی آسکتا تھا۔

"چلتا ہوں اگر دومنٹ مزید کھڑا رہا تو تم مولانی اس دنیا سے ہی فوت کر جاؤ گی"۔۔! تمسخرے بھری نظر اس پہ ڈال کر وہ دور ہوا اور اپنی گن پیچھے لگائی۔

"غور کرنا بھائی چاہیے یا وہ کمینہ"۔۔!! اسکا گال تھپتھپا کر کہا کہ تقویٰ نے نفرت سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

صائم ہنس پڑا اور اسکے بھاگ کر روم میں بند ہو جانے پہ ایک سرسری نظر گھر پہ ڈال کر دروازہ لاک کرتا وہاں اے نکلا اور گاڑی میں بیٹھ کر اپنے فلیٹ پہ پہنچا۔

جہاں سیف اور جنید کے ساتھ لیلیٰ موجود تھی اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے تابی سے اسکی جانب لپکی۔

"صائم کہاں تھے اتنے دن نا کال اٹینڈ کر رہے تھے ناہی میسج کا ریپلائے دے رہے تھے اور اب تو تمہارے موبائل ہی آف ہے مطلب حد ہے تمہیں میری کوئی فکر نہیں اور وہا۔۔۔۔۔وہ لاڈ، غصے سے پوچھ رہی تھی کہ کوفت سے سنتے صائم نے قدم آگے بڑھادئے۔

"یہ لو پکڑو اور اسے شاپنگ کروائو"۔۔۔اسنے جیب سے کارڈ نکال کر اسکی سیف کی جانب پھینکا اور خود جاکر اپنے روم میں بند ہو گیا۔

"اوہ لیلیٰ آج تو عید ہو گئی یار"۔۔۔!!جنید خوشی سے سامنے سرخ چہرے سے کھڑی لیلیٰ کو دیکھتا بولا

"تمہارے لئے نہیں کہا"۔ سر جھٹک کر پائوں پٹختی وہ ان دونوں کے سر پہ پہنچی اور سیف کے ہاتھ سے کارڈ جھپٹا

وہ بے فکر تھی اسکا نظر انداز کرنا برا تو لگتا تھا پر اسے معلوم تھا وہ صرف اسکا ہے۔
اور اسکا رویہ۔۔۔!اس پہ کوئی گلا نا تھا، وہ تو تھا ہی موڈی شخص۔۔

"ہاہاہاہلکا ہاتھ رکھنا" جنید نے قہقہ لگاتے کہا تو اسنے سر جھٹکا۔

"وہ تو میں آج اسے بتائوں گی" وہ کارڈ بیگ میں ڈالکر جانے لگی ایک نظر صائم کے روم کے بند دروازے پہ ڈالکر۔

"ہاہاہا کوئی فائدہ نہیں اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔۔سیف نے بھی اسکے غصے پہ قہقہ لگاتے کہا تو لیلیٰ ہونہہ کر کے رہ گئی اور تینوں ساتھ نکلے فلیٹ سے۔

اور صائم جانتا تھا وہ ایسے نہیں جائیں گے اس لئے ے واسنے اپنا کارڈ دیا تھا کیونکہ وہ اس وقت اکیلا رہنا چاہتا تھا صرف تنہائی جو اسکی بچپن کی دوست ساتھی رہی تھی۔۔

"تمہارا چہرا کیوں سوجا ہوا ہے تقویٰ طبیعت ٹھیک ہے"ڈرائننگ ٹیبل پہ بیٹھے دانیال نے اسکے سرخ آنکھوں اور سوجے چہرے کو دیکھا۔

"نہیں بھائی وہ صرف ہلکا سا سر میں درد ہے ٹھیک ہو جائے گا"۔۔وہ بہانا بنا گئی۔
اب کیا بتاتی کہ وہ آیا تھا اور اسے ڈرا دھمکا کر رشتے سے انکار کرنے اور اپنے لئے کہنے کا کہہ کر چلا گیا۔

"تو میری جان پھر کام کیوں کر رہی ہو میں خود کھانا کھا لوں گا تم آرام کرو چلو"۔۔!!وہ چیئر کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے ہاتھ سے پانی کا جگ لیکر ٹیبل پہ رکھتا اسے ساتھ لیکر اسکی نا کو نظر انداز کرتا روم میں آیا اور اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی" تقویٰ بھاری آواز میں منمنائی۔

"نہیں ہو ٹھیک آواز آنکھیں دیکھو" وہ ڈپٹ کر بولا کہ تقویٰ لب دبا گئی۔

" کھانا کھایا"؟؟ دانیال نے اسکا چہرا پکڑتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا کہ تقویٰ نظریں چراتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

" جھوٹ مت بولو پٹو گی مجھے معلوم ہے تمنے کھانا نہیں کھایا بیٹھو میں لاتا ہوں ساتھ کھاتے ہیاں بھائی بہن آج ساتھ کھاتے ہیں اور پھر تمہیان دوائی دوں گا کھا کر آرام کرنا میری گڑیا"۔۔وہ کہتا چلا گیا اور تقویٰ آنسوں پیتی اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

وہ چاہ کر بھی اسے نا بتا پائی کہ اسکے پیچھے کیا ہوا تھا اگر بتا دیتی تو شاید اس بار اسکا بھائی صائم زید کا خون کرنے سے نا کتراتا اور وہ خون خرابہ نہیں چاہتی تھی۔۔

"میں کیا کروں"۔۔!وہ سسک اٹھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے ایک طرف بھائی کی محبت دوسری طرف اس شخص کی چاہت تیسری طرف وہ ضدی انسان۔

جو قدم قدم پہ اسکے لئے کانٹے بچھا رہا تھا۔

دانیال کے پائوں کی چاپ سنتے وہ آنسوں صاف کرتی پہلے کی طرح بیٹھ گئی۔

****

"جا رہے ہو"؟ہارون ساحل کو تیار دیکھ کر سائرہ بیگم نے پوچھا۔

"جی امی"۔ہارون نے سر ہلایا۔

"ہاں جائو بچے لے آئو ورنہ اس گھر میں تنکا بھی نہیں بچے گا اگر یہی حال رہا تو"۔انہوں نے ملازمہ کی طرف دیکھتے کہا۔

جسے تقویٰ کے جانے کے بعد رکھا گیا تھا اور ہر دوسرے تیسرے دن گھر کی چیزیں غائب ہو رہی تھی۔
کبھی ڈیکوریشن کا سامان تو کبھی کچن کا۔

سائرہ بیگم پریشان ہو گئی تھی اب اسے یوں اچانک نکال بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ انکا حال ایسا تھا کہ اٹھ کر اپنے پیٹ میں پانی پی لے یہ بھی بڑی بات تھی کہاں گھر کو سنبھالنا۔

مہکار ہوتی تو الگ بات تھی وہ سخت نظریں رکھتی تھی ملازمہ پہ کہ انکی ہمت نا ہوتی کچھ چرانے کی پر اب کوئی نہیں تھا تو ملازمہ کو جیسے آیا کر رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ میں جائوں"۔۔؟ملازمہ انکے پاس آئی اور اپنے بیٹے کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے آج جلدی جا رہی تھی۔
سائرہ بیگم نے اسکی طرف دیکھا پر اسکی ہاتھوں میں ٹفن دیکھ کر حیران ہوئی۔

"یہ اسٹور روم میں رکھا تھا نا؟ کیوں نکالا اور کہاں لیکر جا رہی ہو"؟انہیں غصہ آیا ملازمہ بھی کچھ گھبرائی۔

ساحل کو بوٹ پہناتے ہارون نے سرسری نظریں اٹھائیں پھر جھکا دیں۔

"وہ بیگم صاحبہ بچا ہوا کھانا ہے بچوں کیلیئے لیکر جا رہی ہوں کچھ زیادہ تھا تو اس میں ہی ڈال دیا آپ فکر نا کریں کل لیکر آئوں میں "۔ ملازمہ یقین دلاتی بے بسی سے گویا ہوئی۔

"نا بی بی پچھلی بار جو برتن لیکر گئی تھی وہ تمہارے گھر سے چوری ہو گئے اور اب یہ لیکر جا رہی ہو کیا پتا یہ بھی چوری ہو جائے بہن بہت مہنگا ہے رکھ دو جا کر واپس اپنی جگہ کوئی دوسرا ٹفن کچن سے لے لو"۔ سائرہ بیگم برہمی سے بولی

تو اسنے بیچارگی سے ہارون کو دیکھا۔

"اے ادھر کیا دیکھ رہی ہے جاسنا نہیں" انہوں نے جھڑکا تو ملازمہ منہ بنا گئی

"چھوڑیے امی لا دیں گی کل آپ جائیں پلیز"۔ ہارون نے اسے کہا تو وہ مسکراتی خوشی سے ایک منٹ بھی لگائے بغیر وہاں سے نکلی جسے اسی کے منتظر تھی۔

"ہائے ہائے کتنی چالاق عورت ہے آہستہ آہستہ میرے گھر کی ساری چیزیں چورا رہی ہے اے جا ہارون لیکر مہکار کو اور اسے بھی بتانا اس چڑیل کے بارے میں بھاگی چلی آئے گی دیکھنا"۔

انکے کہنے پر ہارون سر ہلاتا خدا حافظ کہہ کر ساحل کو اٹھائے وہاں سے نکلا۔

*___________*___________*

"مما"۔۔۔ساحل بھاگتا لائونج میں بیٹھی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے میگزین پڑھتی مہکار کو دیکھ پکارا۔

"ساحل"۔۔۔وہ تڑپ کر مڑی۔
کتنی یاد آرہی تھی اسکی۔پر اس انا کا کیا کرتی جو اسے جکڑے بیٹھی تھی۔

"میرے جگر"۔۔اسنے دیکھتے میگزین پھینک کر مہکار نے بانہیں پھیلائیں۔
اور ساحل بھاگتا ہوا روتا اسکے آغوش میں سما گیا۔

"مما"۔۔۔وہ سسکا
اور مہکار کا اتنے دن دور رہ کر دل پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔
وہ اسکے چہرے پہ بوسے دینے لگی۔اور پھر اسے خود میں بھینچ گئی۔

ہارون بہت دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

"چلیں اب"۔۔!!وہ مسکراتا اسکے سامنے آیا۔
وہ سوچ کر آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول کر اسے لائیں گے۔اور اپنی زندگی خوشی سے گذارے گے۔

ہارون کی آواز پہ مہکار نے سر اٹھایا۔

"بہت جلدی خیال آگیا آپکو"۔وہ غصے سے طنزیہ بولی ہارون ہنس پڑا اسکے تیکھے لہجے پہ۔

"مما چلیں نا مجھے رات کو نیند نہیں آتی تقویٰ آپی بھی نہیں ہے"ساحل انہیں دیکھ کر التجائی انداز میں بولا کہ ہارون نے اسکے چہرے کو دیکھا

"میں ابھی نہیں آرہی کچھ دنوں کے بعد آئوں گی تم ساحل کو یہیں چھوڑ جائو"۔سر جھٹک کر بولی ہارون نے اسے دیکھا

"کچھ دن بعد کیوں ابھی کیوں نہیں"۔۔؟؟اسنے پوچھا تو مہکار نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

"مینے کہہ دیا نا کچھ دن بعد آئوں گی اب کیا اس پہ بھی ماروگے"۔وہ تیز لہجے میں کہتی ایک غصے بھری نظر ہارون کے چہرے پہ ڈالکر ساحل کی انگلی پکڑ کر وہاں سے چلی گئی اور وہ اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

سیڑھیاں چڑھتے ساحل نے مڑ کر اپنے باپ کو دیکھا جس پہ ایک آنسوں ٹوٹ کر اسکی گال پہ پھسلا۔

"مما گھر چلیں پاپا کے ساتھ"۔۔وہ اپنے ماں باپ کو ساتھ دیکھنا چاہتا تھا تبھی ڈرتے ڈرتے بولا کہ مہکار نے بری طرح جھڑک دیا۔

"چپ کرو پاپا کے سگے"۔

وہ روم میں بند ہو گئی اور ہارون نے گہرا سانس بھرا۔

"مما آپکی مہکار اب مہکار نہیں رہی" تلخی سے سوچتا وہ گاڑی میں بیٹھا اور واپس روانہ ہوا اسکا رخ آفس کی طرف تھا جہاں سے ہاف دے کی چھٹی پر آیا تھا اپنی بیوی کو لینے اسے منانے۔

"لگتا ہے محبت کا بھوت سر سے اتر چکا ہے"۔۔وہ زخمی انداز میں ہنسا کہ ضبط سے آنکھیں سرخ پڑنے لگی۔

------------------------*

"دانیال"۔۔۔!!وہ ناک کرتی انگلیاں مروڑتی دانیال کے روم میں داخل ہوئی جہاں وہ آفس کیلیئے تیار ہو رہا تھا۔

"ہاں بولو تقویٰ"۔۔۔اسنے مسکراتے اسے دیکھا اور پھر ٹائی باندھنے لگا۔

"بھائی آپ سے ضروری بات کرنی ہے"۔وہ بیڈ پہ بیٹھتی بولی۔

"جی بھائی کی جان کیا بات ہے اس طرح سیڈ سیڈ کیوں ہو"۔۔۔؟وہ چلتا اسکے پاس بیٹھا اور سر پہ ہاتھ رکھتے بولا کہ تقویٰ کی آنکھیں ڈبڈبا گئی۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کس طرح بات شروع کرے۔

ڈر بھی لگ رہا تھا پہلی بار اور حیدر کا سوچتے دکھ بھی ہو رہا تھا۔

"بھائی میں حح۔۔۔حیدر سے شادی نن۔۔ نہیں کرنا چاہتی۔۔میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں اپنے گاؤں کیلئے کچھ کرنا چاہتی ہوں پلیز بھائی"۔کہنے کے ساتھ اسکے آنسوں بہہ نکلے گالوں پہ اور دانیال اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

جہاں ایک رات میں ہی نچوڑ گئی تھی۔پیلی رنگت سوجی آنکھیں۔

"کوئی پریشانی ہے میری جان"؟؟اسکا چہرا اوپر اٹھا کر اسکی جھکی آنکھوں میں دیکھا
تقویٰ نے نفی میں سر ہلاتے دانیال کے سینے پہ سر ٹکا دیا۔

"کوئی پریشانی نہیں دانی بس میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی پلیز"۔وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر منت کرنے لگی۔

دانیال نے اسے دیکھتے گہرا سانس بھرا۔

"ٹھیک کوئی زبردستی نہیں تم پہ،یہ تمہاری زندگی ہے تمہارے ہی فیصلہ ہو گا،
پرسو وہ آرہے ہیں رشتہ پکا کرنے اور تمہارے پاس آج کا وقت ہے سوچ بیچار کے بعد جواب میری جان میں نہیں چاہتا کسی جزبات کے زیر اثر آکر کوئی قدم اٹھائو"اسکا چہرا صاف کرتے بولا تو تقویٰ لب دبا گئی۔

اور خاموشی سے سر ہلایا۔

"یونی نہیں جارہی"؟؟ اسکے سر پہ بوسہ دیتے پوچھا تو تقویٰ نے نفی کی

"نہیں طبیعت ٹھیک نہیں"۔۔

"اچھا ٹھیک ہے تم آرام کرو کھانا بنانے کی ضرورت نہیں میں آف دے کی لیو پہ آئوں گا اور وہاں سے کھانا بھی لیکر آئوں گا پھر چلیں گے ڈاکٹر کے پاس"۔۔ وہ کہہ کر اٹھا کہ ڈاکٹر لفظ پہ تقویٰ نے گھورا۔

"خبر دار جو کچھ کہا" اسنے پہلے ہی وارن کیا اور بریف کیس اٹھایا۔۔

اسکے روم سے نکلتے پیچھے تقویٰ بھی آئی اور خدا حافظ کہتے دروازہ بند کیا۔۔ اور اس سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔

دانیال کے لہجے سے لگ رہا تھا اسے حیدر بہت پسند آیا تھا۔

پر وہ کیا کرتی اس پاگل لڑکے کا۔
اس لوفر غنڈے کا جو اسکے گائوں کا ہو کر بھی اسکا دشمن بن بیٹھا تھا۔۔

وہ کچن میں آئی تو برتن صاف دھوئے رکھے تھے اور کچن بھی صاف تھا مطلب دانیال پہلے سے ہی سب کچھ کر گیا تھا اسکے آرام کیلیئے۔

"یہ دانی بھی ناپاگل ہے بالکل" وہ ہنسی اور اندر آئی فریج سے بوتل نکال کر گلاس میں پانی ڈالتی منہ سے لگایا ہی تھا کہ روم میں رکھا اسکا موبائل چیخ اٹھا۔

وہ بوتل فریج میں رکھ کر روم میں آئی۔

ٹیبل پہ رکھے موبائل کو دیکھا تو وہاں ان نائون نمبر دیکھ کر نظر انداز کر گئی اور اپنی بکس لیکر بیڈ پہ بیٹھی۔
مسلسل بجتے موبائل سے تنگ آ کر سائلنٹ کیا اور بکس کی طرف متوجہ ہوئی۔

نیند سے جاگتے سرخ آنکھوں سے صائم نے موبائل کو گھورا جیسے اسکی غلطی ہو۔

وہ لب دبا کر سوچنے لگا کہ کیا کرے کہ مولانی کال پک کر لے۔

وہ اٹھ کر بیڈ کرائون سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔

اور موبائل کو گھمانے لگا۔۔

اور اسے زیادہ سوچنا نہیں پڑا کہ دماغ میں آئیڈیا لپکا۔

"آپ دانیال کی بہن ہیں تو جلدی سے کال پک کریں دانیال کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے "لب دبا کر اسنے میسج بھیجا

کہ کال بند ہونے پہ جو تقویٰ موبائل پہ سرسری نظر ڈال رہی تھی میسج اسکرین پہ چمکا دیکھ کر موبائل اٹھالیا اور ان باکس میں اس نمبر سے بھیجا گیا میسج پڑھا تو ساکت رہ گئی دل جیسے دھڑلنا بھول گیا ہو۔۔

"دانیال۔۔۔وہ چیخی اور کانپتے ہاتھوں سے اس نمبر پہ بار بار کال کرنے لگی پر مسلسل ٹرائے کرنے کے بعد بھ دوسری طرف پک نہیں کر رہے تھے۔۔

"پلیز پلیز اللہ"۔۔۔وہ روتی ہوئی سسکی اور بمشکل کانپتے ہاتھوں میں موبائل تھامے کال کرنے لگی پر دوسری پر کاٹ دی گئی۔

"دانی کہاں ہو۔۔۔؟ وہ روتی ہوئی بولی کہ اچانک موبائل بجا۔
تقویٰ نے ہڑبڑا کر کانپتی ٹانگوں اور شل ہوتے اعصاب کے ساتھ جلدی سے اوکے کی اور اللہ کے نام لیتے بولی

"دانیال کہاں ہے؟ میرا بھائی کہاں۔۔۔؟؟ وہ روتی بولی کہ دوسری طرف صائم نے افسوس سے چہ چہ کیا

"افف مولانی اتنا پیار بھائی سے "۔۔۔!! بازو میں تکیا بھینچ کر دلچسپی سے پوچھا کہ تقویٰ پہلے ٹھٹھکی اور پھر آواز سے دوسری طرف کے شخص کو پہچانتی ساکت پڑ گئی۔

"تت۔۔۔تم۔۔۔!!" پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکلی۔

"تم نہیں سائیں کی جان، صائم بولو"۔۔وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا اور آنکھیں موند لیں۔

"تم گھٹیا انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسا بے ہودہ مزاق کرنے کی" وہ گلا پھاڑ کر چیخی، غصہ اس قدر تھا کہ ابھی وہ سامنے ہوتا اسکا نقشہ بگاڑ دیتی

"آہاں ہاں گالی نہیں مولانی مجھے غصہ آجائے گا، اور پھر ہم دونوں میں کیسا مزاق؟؟ مزاق تو دو پیار کرنے والوں اور دوسرے رشتوں میں ہوتا ہے ناکہ دشمنوں میں "۔۔۔وہ مسکراتا کہہ رہا تھا اور تقویٰ نے ضبط کرتے اپنے آنسوں پوچھے۔

وہ اس سے نہیں پوچھ سکتی تھی کہ تمہارے پاس میرا نمبر کیسے آیا کیونکہ وہ جانتی تھی جو شخص اتنا گرا ہوا ہو اسکے لئے کسی کی ذات کو کھڑوچنا بڑی بات نہیں ہوتی تھی۔

"کیا ہوا رشتے کا جواب بھیجا"؟ اسنے پوچھا تو تقویٰ نے آنسوں پیئے۔

"دیکھو صص۔۔صائم ز۔زیدی پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو مینے کیا بگاڑا ہے تمہارا میں تو تمہارے راستے میں بھی نہیں تھی پھر کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو" وہ روتی ہوئی بولی

اور اسکے لفظوں پہ صائم نے آنکھیں کھولیں۔

"بکواس بند کرو مجھے جواب دو"؟؟ وہ دھاڑا تھا کہ تقویٰ نے گھبرا کر موبائل کان سے دور کیا۔

"بتاؤ ورنہ ابھی جو میسج بھیجا ہے وہ حقیقت کا رنگ لیتے دیر نہیں لگائے گا"۔۔!!وہ غصے ضبط سے بولا تقویٰ نے ہاتھوں کی پشت سے چہرا صاف کیا۔۔

"کہا ہے بھائی سے کہتے ہیں سوچ کر جواب دو"۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی کہ صائم نے ابرو اٹھائی۔

"میرے بارے میں"؟؟ اسنے پوچھا تو تقویٰ نے نفی کی۔

"اس رشتے کے انکار کا"!اسنے لبوں پر زبان پھیری

"اچھا!! پھر ہمارے بارے میں کیا کہا"۔۔ مسکراتی آنکھوں سے پوچھا گیا

"کک۔۔کچھ نہیں مم۔۔میں ابھی نہیں کہہ پا رہی"۔۔

"میں مدد کروں کہلوانے میں"؟؟ معنی خیزی سے پوچھا تقویٰ نے نفی کی

"میں کر لوں گی"۔۔بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔

"اچھا سنو کل آغا جان کو کال کرنا اور کہنا رشتہ لائیں تمہارا، میں اب تمہیں اپنے روم میں دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔وہ حکم دیتے بولا اسکے چھکے چھوٹ گئے۔

"مم۔۔میں کیسے کہوں پلیز ایسا نا کریں صائم"۔۔سوچتے ہی اسکے آنسوں بہہ نکلے اور وہ لب چبانے لگی۔

"اچھا رونا بند کرو مولانی، ایسا کرو آغا جانی کو کہو وہ تو ویسے ہی میری طرح تیرے پیچھے پاگل ہے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی"۔۔کہتے اسکی بغیر سنے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور تقویٰ منہ کھولتے کھولتے رہ گئی۔

"آغا جانی"۔۔۔اسکے دماغ میں آئیڈیا آیا کیوں نا وہ آغا جانی کو بتائے اسکے کرتوت۔

"ہاں وہ ضرور میری مدد کریں گی"خوشی سے اسنے آنسوں صاف کیئے۔

کہ دوازے پہ بیل بجی۔

"کون ہے"؟؟ دروازے پہ پہنچ کر اسنے پوچھا۔

"عائشہ ہوں دروازہ کھولو"۔۔۔!!عائشہ کی آواز پہ تقویٰ حیران ہوئی اور دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ چست کپڑوں میں گلے میں دوپٹاڈالے بڑی سی ہیل میں عائشہ تو نا تھی۔۔

یہ تو کوئی اور ہی لگ رہی تھی بالکل بدلی بدلی۔

"بولو" تقویٰ نے نظریں چرائیں اور پوچھا پر اس سے پہلے ہی وہ اسے ہٹا کر اندر آچکی تھی۔۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے ضروری"۔وہ کہتی ہوئی لائونج میں آئی۔

تقویٰ حیرت سے دیکھتی دروازہ بند کرتی اسکے پیچھے آئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

"کیا کہنا ہے"؟ سپاٹ لہجے میں پوچھا کہ عائشہ نے سر سے پائوں تک ایک گہری نظر اس پہ ڈالی۔

سفید دوپٹے سے حجاب کئے بلو سادہ کاٹن کا سوٹ۔سانولی رنگت۔کیا تھا اس میں کہ صائم اور حیدر دونوں پاگل ہو رہے تھے ۔

کچھ بھی تو نہیں تھی۔عام سی لڑکی کہ اسکے مقابلے کھڑا کیا جائے تو دب سی جائے اسکے حسن کے سامنے پھر کیوں؟ کیوں دونوں کی محبت بنی تھی؟

سوچتے ہوئے اسکے اندر آگ بھڑکنے لگی اور وہ دانت پیس کر ایک نظر تقویٰ پہ ڈالتی ب ء گ سے رپورٹ نکالنے لگی۔

"تم حیدر سے انکار کر دو رشتے کا" رپورٹ ہاتھ میں تھامے وہ تقویٰ کی آنکھوں میں دیکھتی بولی

تقویٰ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کہیں صائم نے تو نہیں بھیجا اسے" اسکے دل میں خیال آیا اور وہ گھبرا کر رہ گئی اندر سے البتہ سامنے وہ مضبوط بنی تھی اسکے سامنے۔

"کیوں؟؟ کیوں کروں رشتے سے انکار"۔؟؟ تقویٰ نے برواچکا کر پوچھا۔

تو عائشہ نے اسکی ادا کو دیکھا۔

پہلی بار وہ اس طرح کوئی ادا دیکھا رہی تھی۔

یہ اسے ماننا پڑا کہ اسکی آنکھیں خوبصورت تھی۔

بھوری آنکھوں پر خمدار گھنی سیاہ پلکیں۔جن میں اس قدر کشش تھی کہ عائشہ دیکھتی رہ گئی۔

وہ چلتی اسکے سامنے آئی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بولی۔۔

"کیونکہ ہماری دوستی اب صرف دوستی تک نہیں رہی، میں اور حیدر دوستی کے رشتے سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں، میں اسکے بچے کی ماں بننے والی ہوں"۔۔۔اسکی تو کہتے ہوئے روح ناکانپی پر سامنے کھڑی تقویٰ زلزلوں کے زد تھی۔۔

اسکا دماغ مائوف ہونے کے قریب ہو گیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عائشہ کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"بب۔۔۔بول دو کہ تم یہ جھوٹ کہہ رہی ہو عائشہ"۔۔۔آنسوں پھسل کر تقویٰ کے گال پہ گرے اور عائشہ اسے دیکھنے لگی۔

"دکھ ہورہا ہے نا سن کر کہ حیدر اصل میں مجھ سے پیار کرتا ہے تم سے صرف ٹائم پاس کر رہا تھاہاہاہا"۔وہ تمسخرے بھری نظروں سے کہتی قہقہ لگا اٹھی کہ تقویٰ کے منہ سے سسکی نکلی۔

"تم پاگل ہو بے وقوف لڑکی کب میں حیدر سے پیار کرتی ہوں کیوں کیا تمنے ایسا، مجھے شرم آرہی ہے تمہیں اپنی دوست تصور کر کے آئی ہیٹ یو عائشہ آئی ہیٹ یو"۔۔۔تقویٰ روتی ہوئی اسے شانوں سے پکڑ جھنجھوڑ کر دھاڑی۔

"بند کرو بکواس جانتی ہوں تمہیں مسنی ہو بالکل اندر کچھ اور باہر اور، ابھی تمہیں یہی غم کھا جارہا ہو گا کہ حیدر مجھ سے اتنا پیار کیسے کرنے لگا، دیکھو اسے دیکھو اور جل کر مرو"وہ سامنے رپورٹ کرتی اسے پیچھے دھکا دیکر بولی

کہ تقویٰ ٹھٹھک گئی اور اسے دیکھتی رپورٹس کو دیکھنے لگی۔۔۔

اور اپنی ہچکیاں دباتے کانپتا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کب سے کھڑا ضبط کئے وہ وجود عائشہ کی باتیں سنتا ایک دم آگے بڑھ آیا اور تقویٰ کے لینے سے پہلے ہی خود عائشہ کے ہاتھ سے جھپٹ لئے رپورٹس اور ان پر اپنی سرخ انگارہ آنکھیں ڈالتا حرف حرف پڑھتے اسکا چہرا سرخ پڑ گیا۔

"دانیال"۔۔ تقویٰ اپنے بھائی کے ہاتھ میں عائشہ کی رپورٹس دیکھ کر بڑبڑائی اور سامنے کھڑی عائشہ اسکا تو یہ حال تھا کاٹو بدن میں لہو نہیں۔

اسنے تو سوچا تھا تقویٰ کو دیکھا کر وہ رپورٹس جلادے گی اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی۔ اسکا کام ہو جائے گا جب تقویٰ انہیں دیکھ کر حیدر کے رشتے کیلیئے انکار بھیج دے گی اور جب وہ پیچھے ہٹ جائے گی تب اسکا راستہ صاف ہو جائے گا اور وہ اور حیدر ایک ہو جائیں گے اسے دولت بھی مل جائے گی پھر اسے کیا چاہیے ہو گا اسکے ماں باپ دیکھ کر اسکے نصیب پہ فخر کرتے ، پر!

"یہ کیا ہے"؟؟ اسنے عائشہ کے سامنے کی رپورٹس اور حسین مگر بدصورت چہرے پہ نظر ڈالتا ایک نظر اسکے سراپے پہ ڈالی جہاں چست جینز شارٹ شرٹ کہ جسم کے خدوخال اسکارسی جیسا دوپٹا چھپانے میں ناکام تھا۔
ایک تو وہ انتہائی کی حسین تھی نازک گڑیا جیسی اوپر سے ایسا چست ڈریس پہن کر باہر چلتی وہ کتنوں کی سوچوں کو بہکا دیتی ہو گی۔

ایسی ہی لڑکیوں کی وجہ سے تو شریف لڑکیوں پر زندگی عذاب ہو رہی تھی کہ گھر سے نکلیں تو کتے پیچھے بھونکتے آتے ہیں۔

کس وجہ سے ؟

ایسی لڑکیوں کی وجہ سے جو اپنی نفس کی غلامی میں اندھی ہو جاتی ہیں اور اپنا برا بھلا بھول کر اپنے جسم کی نمائش کرواتی ہیں لڑکوں سے دوستیاں بڑھاتی ہیں کہ اب سب کو ایک ہی ترازو میں تولتے ہیں کہ ہر لڑکی ایک جیسی ہو گی۔

پر یہ بھول جاتے ہیں کہ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔

دانیال کی سرخ انگارہ برساتی نظروں کو دیکھتے عائشہ نے تھوک نگلا۔

پر وہ کیوں ڈر رہی ہے۔ یہ کونسا اسکا باپ تھا۔

"یہ تو بہت اچھا ہو جائے کہ اسے بھی معلوم ہو جائے اور ہت جلد یہ ناٹک ختم تا کہ وہ اپنی زندگی کے حسین پل جلدی پائے "۔ وہ سوچتی اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ گئی۔

"رپورٹس ہیں میری، پازیٹو ہیں ٹیسٹس، میں اسکے بچے کی ماں بننے والی ہوں اچھا ہو گا کہ تم اپنی بہن کا رشتہ ختم کرواور ہمارے بیچ سے آئوٹ ہو ورنہ میں یہ رپورٹس لیکر پولیس کے پاس جائوں گی"۔ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی پورے اعتماد سے بولی۔

تقویٰ اپنے قدم پیچھے لے گئی۔

کہ اچانک ہی لائونج میں چٹاخ کی آواز گونجی اور ساتھ ہی عائشہ منہ کے بل پیچھے آہہ۔۔۔ کرتی صوفے پہ گری۔۔۔

"دانیال۔۔۔۔۔"۔اچانک ہی جو دانیال کا ہاتھ اٹھا تھا کہ تقویٰ کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"یہ تربیت دی ہے تمہیں تمہارے ماں باپ نے"۔۔وہ اسکے سر پر کھڑا رپورٹس مٹھی میں بھینچے تقویٰ کی چیخ کو نظر انداز کرتا دھاڑا

"یو باسٹرڈ تمنے مجھے مارا"۔۔۔عائشہ ہوش میں آتی چیختی اس پر جھپٹی کہ اس سے پہلے ہی دانیال نے اسکے ہاتھ اپنی مٹھی میں جکڑے۔

"ندیم صاحب کی بیٹی ہے نا"؟؟اسنے روتی ہوئی پیچھے کھڑی تقویٰ کی جانب مڑا اور پوچھا

"بھائی چھوڑیں اسے"۔۔۔وہ روتی ہوئی آگے بڑھتی اسے چھڑوانے لگی کہ دانیال کی دھاڑ پر ٹھٹھک کر رکی

"بتائو"۔۔۔وہ عائشہ کی چیخ پکار سخت مزاہمت کو نظر انداز کرتا بولا کہ تقویٰ نے سہم کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"آئو دروازہ بند کرو"۔۔وہ کہتا عائشہ کو گھسیٹتا لے جانے لگا کہ اپنے باپ کا نام سنتے عائشہ کی روح فنا ہو گئی اور وہ ایکدم دھاڑی
۔

"چھوڑو کمینے انسان تمہیں کیا تکلیف ہے چھوڑو مجھے "۔۔وہ اسکے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی اور دانیال نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولتے اسے اندر فرنٹ سیٹ پہ دھکیلا۔۔

وہ آفس پہنچا تو اسے ایک دوست کو کال کرنی تھی ضروری موبائل کیلئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو موبائل نہیں تھا تبھی اسے یاد آیا کہ وہ تو گھر چھوڑ کر آیا ہے۔

اور میٹنگ کیلئے کلائنٹ کال بھی کرنے والے تھے اسے تبھی باس سے ایکسکیوز کرتا موبائل لینے آگیا اسنے عائشہ کو اندر جاتے دیکھ کر سوچا شاید تقویٰ سے ملنے آئی ہے پر ابھی وہ اندر آیا ہی تھا کہ لائونج اے آتی آواز نے اسے ٹھٹھک کر رکنے پر مجبور کر دیا۔

اور وہ بے ساختہ کھڑا ہو کر سننے لگا اور ساری بات سنتے اسکے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا اور اسکے باپ سے بھی دعا سلام ہوتی تھی جب وہ ہارون سے ملنے جاتا تھا۔
اتنے اچھے آدمی کی بیٹی کے منہ سے نکلتے لفظ ششدر کر گئے تھے۔

"میں عورت کو اپنی اوقات میں رکھنے والا آدمی ہوں اور اب تمہیں تمہاری اوقات دیکھائوں گا"۔وہ اسے لیکر اسکے باپ کے پاس جانے والا تھا اور اسکی بیٹی کے کرتوت دیکھانے والا تھا کہ وہ کیسے اسکے گھر میں آکر اپنی غلیظ وجود کے ساتھ داخل ہوتی اسکی معصوم بہن سے کیا کہہ رہی تھی۔۔

عائشہ سن بیٹھی اسکے شفقت والے چہرے کی جگہ آج جلاد روپ دیکھ رہی تھی۔

"پلیز پلیز ایسا مت کریں دانیال بھائی پلیز"۔۔وہ ہاتھ جوڑتی گڑ گڑانے لگی کہ دانیال صرف ایک نفرت بھری نظر ڈال کر رہ گیا۔

اور گاڑی سیدھا گلی میں داخل کرتے اسکے گھر کے سامنے روکی کہ عائشہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی گھر میں داخل ہوتے اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔۔

اسکا جسم سن پڑ گیا اور وہ سسکیاں دبانے کی کوشش میں منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"ارے دانیال بیٹا تم یہاں کیسے"؟وہ کار سے نکل کر باہر آیا۔

ندیم صاحب جو اپنے گھر کے سامنے رکتی کار کو دیکھ کر رک گئے تھے اس میں دانیال کو باہر نکلتے دیکھ کر خوشی سے بولے کہ دانیال کو بے ساختہ انکے شفقت بھرے انسان پہ ترس آیا۔

"جی انکل کچھ کام سے آیا ہوں اندر چل کر بات کریں"۔۔وہ کہتا اندر گھر کی طرف اشارہ کرنے لگا

"ہاں ہاں کیوں نہیں آئو"۔وہ اسے اندر آنے کی جگہ دینے لگا اور دانیال بمشکل مسکراتا مڑا

"باہر آئو"۔وہ غصے سے بولا کہ ندیم صاحب حیرت سے اسے دیکھنے لگے کہ کس سے کہہ تہا ہے اتنے غصے میں کون ہے کار میں۔

پر انہیں زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا کہ جھکی نظروں سے عائشہ کار سے نکلی۔

ابکی بار ندیم صاحب کو حیرت کا جھٹکا لگا وہ بے یقینی سے اپنی بیٹی کو دانیال کی گاڑی سے نکلتے دیکھنے لگے۔

"آیئے آپ"۔ دانیال ندیم صاحب سے کہہ کر اندر داخل ہوئے جہاں چھوٹے سے مگر خوبصورت لائونج میں چارپائی پہ بیٹھی عشرت بیگم سلائی مشین سامنے رکھے کوئی شرٹ سلائی کر رہی تھی۔

دانیال پہ نظر پڑتے وہ اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

"السلام علیکم بیٹا کیسے ہو تقویٰ کیسی ہے"۔۔ وہ مسکراتی اٹھی اور اسکے پاس آئی

"وعلیکم السلام"۔۔۔ وہ سر ہلا کر بولا

"دانیال کیا بات ہے کیا کہنا چاہتے ہو"؟ ندیم صاحب ایک نظر اپنی بیٹی کے سرخ رخسار کو دیکھتے دانیال سے پوچھنے لگے۔

جس پہ عائشہ نے گہرا سانس بھرا۔

"اب یہاں تک آگئی ہو تو کامیابی کر چھو ہی لو" اسکے اندر سے آواز آئی اور وہ خود میں ہمت جمع کرنے لگی اپنے ڈیڈ کے سوال جواب کیلیئے۔

دانیال نے ایک نظر عائشہ کو دیکھا جو اب آنسوں صاف کرتے ہر سکون کھڑی تھی۔

مطلب اسے اپنے انجام سے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔
کس مٹی کی بنی تھی یہ لڑکی۔

انہیں بے ساختہ گھن آنے لگی اس سے۔

اور بغیر ہچکچائے رپورٹس آگے کی۔۔۔

--------------------*

وہ گھر میں بے سکونی سے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔
پتا نہیں کیا حال ہو گا عائشہ کا،
وہ سوچتے ہی جھڑ جھڑی لے اٹھی۔ کیونکہ وہ اس جانتی تھی جیسا اسنے قدم اٹھایا تھا انجام اتنا ہی خوفناک دل دہلا دینے والا تھا۔۔

"بھائی آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا پتا نہیں کیا گذرے گی ندیم انکل اور عشرت بیگم پہ"۔وہ سوچتی ہاتھ مروڑنے لگی۔

کہ ایک خیال آتے وہ بھاگ کر روم میں آئی اور دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل اٹھایا۔

"اُفف میرے پاس تو اسکا نمبر نہیں"۔۔وہ سوچتے مایوس ہوئی۔

"بھائی کا انتظار کرتی ہوں پتا نہیں کیا کرنے گیا ہے"وہ موبائل واپس رکھ کر لب چبانے لگی۔

----------------------*

"کہاں تھے تم اتنے دن"؟صائم کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر مسز ہانیہ غصے سے پوچھنے لگی۔

صائم ناگوار نظر ان پہ ڈالی۔

"دماغ مت کھائو" وہ بولا

"دماغ کھانے کی چیز نہیں" وہ منہ بنا کر بولیں۔

صائم غصے بھری نظر ان پہ ڈال کر آگے بڑھا کہ پیچھے انکے لفظوں نے اسکے قدم روکے۔

"میں تمہارے لئے لیلیٰ کو مانگنے والی ہوں اور تمہیں پہلے ہی انفارم کر رہی ہوں پھر مت کہنا نہیں بتایا" وہ بولی تو صائم نے تمسخرے سے برو اٹھائیں اور انہیں دیکھا۔

"یہ کیا ہیں"؟ ندیم صاحب نے لیتے ہوئے دانیال سے پوچھا۔ اور عشرت بیگم نے حیرت سے گنگ اپنی بیٹی کی روئی روئی سرخ آنکھیں اور نازک سے گال پر انگلیوں کے نشان دیکھتے دل تھام گئی۔

"یہ کسنے مارا تمہیں عاشی"؟ ماں کا کلیجہ دکھنے لگا اور تڑپ کر بولی۔ بھلا جوان بیٹی کی ایسی حالت ہو تو کون سی ماں چپ کر کے دیکھے گی اس ماں کا تو کلیجہ پھٹ جاتا ہے جب اپنے بچے پر آنچ آتی ہے۔ اور یہاں تو اسکی بیٹی روئی ہوئی کھڑی تھی ثبوت اسکے چہرے پر انگلیوں کے نشان تھے۔

"اا۔۔امی"۔۔۔۔ عائشہ اپنی نے اپنی ماں کو پکارا۔

"آپکی بیٹی ماں بننے والی ہے اور یہ میرے گھر آ کر میری بہن کو کہتی ہے کہ اسکا حیدر شاہ سے رشتہ دوستی سے بہت آگے نکل گیا ہے اللہٰذا وہ حیدر شاہ کے رشتے سے انکار کر دے کیونکہ وہ اس سے شادی کر کے ماں کے عہدے پر فائز ہونے والی ہے" ۔ دانیال نے بغیر لگی پٹی رکھے سیدھے اور صاف لہجے میں ایک نفرت بھری نظر عائشہ پر ڈال کر کہتے دونوں کو سن کر دیا۔

ندیم صاحب نے پاگلوں کی طرح ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں میں موجود صفحات کو دیکھا جہاں انکی محبت کا صلہ تھا جسے پڑھتے ہوئے انکے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور انکا سر شرمندگی سے جھک گیا۔

عشرت بیگم گنگ سی کبھی اپنے شوہر کو دیکھتی تو سامنے کھڑی اپنی بیٹی کو۔۔۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو ہوش میں تو ہو لڑکے "وہ دھاڑی دانیال پر، جو ندیم صاحب کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا یہ سچ ہے"؟؟؟ پھنسی پھنسی سی آواز ندیم صاحب کے حلق سے بر آمد ہوئی عشرت بیگم جو خونخوار نظروں سے دانیال کو دیکھ رہی تھی جھٹکے سے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ اس لڑکے پر یقین کر رہے ہیں کل کے آئے ہوئے پر آپکو اپنی بیٹی کی پر بھروسہ نہیں کیا"؟ وہ چلتی انکے پاس آئی اور انکے کانپتے بازو کو تھام کر بولی۔

"معاف کیجئیے گا! میں بھی ایک بہن کا بھائی ہوں "! دانیال کو اس ماں پر افسوس ہوا جو اس قدر اپنی اولاد پر یقین تھا کہ دیکھتے بھی نہیں مان رہی تھی یا جان کر بھی سچ کو جھٹلا رہی تھی۔

روتی ہوئی عائشہ نے سر جھکا یا۔
منزل اتنی قریب تھی اور حسین زندگی منتظر!
پر اپنے ماں باپ کا کیا کرتی جنہیں ایسے دیکھ کر اسے اچھا بھی نہیں لگ رہا تھا۔

"اگر ابھی انکار کر دیا تو پھر کبھی ویسی زندگی نہیں مل پائے گی جو حیدر کے ساتھ سے مل سکتی تھی اگر ہاں کر دیا تو اسکی شادی حیدر سے ہو جائے گی اور وہ سب کچھ ملے گا جو اسے چاہیئے، ایک پرفیکٹ زندگی سب کچھ ہو گا جو وہ چاہتی ہے پھر کیا چاہیے اور اسکے بعد وہ اپنے ماں باپ کو بھی منا لے گی ظاہر ہیں کب تک ایک ماں اور باپ اپنی اولاد سے ناراض رہ سکتے ہیں" وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی اور جواب دینے کیلیئے اپنے اندر ہمت جمع کی۔

"کیا یہ سچ ہے عائشہ"؟؟ اسکی مسلسل خاموشی پر ندیم صاحب اتنی زور سے دھاڑے کہ در دیوار ہلا کر رکھ دی۔
"جج۔۔۔جی سچ ہے"۔ عائشہ اچھل ہی تو پڑی انکی دھاڑ پر، پر پھر خود کو سنبھالتے نظریں جھکائے اعتراف گناہ کرنے لگی۔
"عع۔۔عائشہ"۔۔۔۔ عشرت بیگم اسکی جانب مڑی اور ندیم صاحب کا آنسوں پھسل کر گال پر گرا۔۔

دانیال کا دل کیا اسے اتنے کوڑے مارے کہ موت کی بھیک مانگے پھر بھی موت نا ملے اسے۔ کیا ایسی ہوتی ہے عورت؟؟ نہیں ایسی تو نہیں ہوتی۔ عورت تو شرم حیا پاکیزگی کا نام ہے اور یہ تو عورت ذات پہ دھبا تھی ایک غلیظ دھبہ۔

ایسی عورت پہ تو ایسے پاک نام رکھ کر ان ناموں کی توہین ہے۔ پر کیا پتا ہوتا ہے ماں باپ کو کہ وہ ایسی نکلے گی۔
انہوں نے تو شہزادی کر کے پالا تھا، پلکوں پر بیٹھایا تھا رحمت سمجھ کر، پر وہ تو زحمت نکلی۔
دانیال کو اب یہاں اپنا کھڑا رہنا اچھا نا لگا تو وہ ایک نظر ندیم صاحب کے بھیگے چہرے اور ساکت کھڑی عشرت بیگم پر ڈالکر قہری برساتی نظروں سے عائشہ کو گھورتا وہاں سے نکلا۔

"یا اللہ ایسی اولاد کسی ماں باپ کو مت دینا" درد میں ڈوبی ایک آہ سے دونوں ہاتھ اوپر کو بلند کرتے ندیم صاحب کی آواز نے دروازے پہ کھڑے دانیال کے دل کو ٹھیس پہنچائی اور قدم جیسے زمین نے جکڑ لئے۔

اسکا دل چاہ رہا تھا جا کر اس بدنصیب باپ کو سہارا دے۔

"بابا۔۔۔اچانک ہی دھڑام سے زمین بوس ہوتے ندیم صاحب کو دیکھتے عائشہ کے منہ سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔

انکے دل سے اٹھتی ٹیسیں پورے وجود میں پھیل گئی اور انہیں سن کرتی زمین بوس کر گئی کہ صرف ایک آخری نظر اپنی گم صم کھڑی شریک حیات پہ ڈالی اور پسینے سے نم وہ آنکھیں موند گئے عائشہ کا چہرا دیکھنے سے پہلے ہی۔

"بابا یہ جھوٹ ہے بابا مینے جھوٹی رپورٹ بنائیں ہیں بابا ایسا کچھ نہیں ہے آپکی بیٹی نے کوئی غلط کام نہیں کیا بابا آپکی بیٹی پاک ہے"
وہ انہیں جھنجھورتی کہہ رہی تھی منتیں کر رہی حقیقت بتا رہی تھی پر کیا فائدہ۔۔

"انکل"۔۔عائشہ کی چیخوں پر دانیال واپس اندر بھاگا اور زمین پر پڑے ندیم صاحب کی طرف لپکا

"بابا آنکھیں کھولیے بابا یہ سب جھوٹ ہے بابا مینے کچھ نہیں کیا" وہ روتی ہوئی انہیں انکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر بول رہی تھی کہ اس پل دانیال کا دل کیا اسے زمین میں گاڑھ دے۔

مطلب اتنی گر گئی تھی کہ خود کو پریگنینٹ ثابت کیا کیوں صرف اس حیدر شاہ کو پانے کیلئے۔

"دور ہٹو"۔۔اسنے پیچھے دھکا دیا اسے اور ندیم صاحب کے وجود کو بانہوں میں بھرا۔

"امی۔۔۔امی۔میرا یقین کریں یہ سب جھوٹ ہے جھوٹی رپورٹس ہیں ایسا کچھ نہیں ہے امی میں پاک ہوں امی"۔۔۔وہ خود کو سنبھالتی اٹھی اور بدحواس سی روتی ہوئی عشرت بیگم کو جھنجھوڑنے لگی جو صدمے میں گم صم کھڑی تھیں۔

ایسی خاموشی اختیار کرلی کہ نا اسے اپنی لاڈلی بیٹی کی چیخیں سنائیں دے رہی تھی نا ہی جاتے ہوئے اپنے شوہر کا وجود جو دانیال کی بانہوں میں تھا۔۔

"یا اللہ مجھ سے کیا ہو گیا اے اللہ"۔۔۔وہ روتی اپنا منہ پیٹنے لگی۔
آشیانہ جو ویرانے میں بدل گیا تھا۔
"میرے مولا! امی جواب دیں نا امی"۔۔۔وہ نیچے بیٹھتی عشرت بیگم کے پائوں کو چھوتی چیخ رہی تھی پر جواب ندارد۔۔

"بابا۔۔۔
وہ روتی ہوئی باہر کو بھاگی۔
انہی پیپرز پہ پائوں رکھ کر جن میں ایسے ہزاروں سپنے قید تھے جو اسکی ویرانی کا سبب بنا تھا۔

آج وہ بابا پکارتی پیچھے بھاگ رہی تھی وہ مڈل کلاس والا نام جو اسے ناپسند تھا۔
جو اسکے باپ کو پسند تھا نام پر اسے غریب لوگوں کا لگتا تھا۔

وہی باپ جسکی خواہش ہوتی تھی کہ اسے اسکی بیٹی بابا کہہ کر بلائے اور آج جب وہ بابا بابا کر کے چیخ رہی تھی گلا پھاڑ رہی تھی پر وہ سننے سے قاصر تھا۔

کل وہ باپ اسے پاس بیٹھنے کیلیئے کہتا تھا پر اسکے پاس وقت نہیں ہوتا تھا آج اس باپ کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

وہ باہر پہنچی پر تب تک دانیال کی گاڑی ندیم صاحب کو لیکر چلی گئی تھی۔

محلے کے سب لوگ ندیم صاحب کے گھر سے اسکی بیٹی کی چیخ پکار پر بھاگتے آئے اور دروازے دھاڑیں مارتی عائشہ کو حیرت سے دیکھا۔

"کیا ہوا عائشہ ؟ کیا ہوا بیٹی "۔۔؟ سائرہ بیگم بمشکل گھٹنوں کے درد سے چلتی عائشہ کے پاس آئی ہارون بھی بھاگتا پیچھے آیا۔۔

"آ۔آنٹی مم۔۔۔میری ماں بول نہیں رہی آنٹی انہیں دیکھیے کیا ہو گیا ہے بابا بھی چلے گئے آنٹی "۔وہ سائرہ بیگم کو دیکھتی روتی ہوئی سسکی

"کیا ہوا عشرت "؟وہ گھبراتی اندر آئی اور انکے پیچھے ہارون عائشہ اور محلے والے بھی داخل ہوئے۔۔

اور خاموش رک گئے۔

سامنے ہی صوفے کی بیک سے پشت ٹکائے عشرت بیگم خاموش آنکھوں سے بیٹھی تھی۔

"کک۔۔کیا ہوا تم سب رک کیوں گئے"؟؟وہ ڈرتی ہوئی ہارون کے پیچھے سے نمودار ہوئی تو خود بھی ساکت رہ گئی سامنے اپنی ماں کی نظریں خود پہ ٹکی دیکھ کر۔

باپ نظریں پھیر گیا تھا۔
کیونکہ اسکی عزت کو پائوں تلے کچلا تھا۔
ماں اسے دیکھ رہی تھی،شاید ممتا اسے پہچاننے کی کوشش کررہی تھی کہ کیا یہ وہی عائشہ ہے جو انکے گود میں آئی تھی۔
کیا یہ وہی پری تھی جسے انہوں نے انگلی پکڑ کر چلنا سیکھایا تھا؟وہی تھی کیا!جسنے پہلا لفظ ماں بولا تھا۔

"ہاں یہ انکی عائشہ تھی جسکی پہلی ضد اپنی خواہش سمجھ کر پوری کی تھی،یہ وہی بیٹی تھی جسے خوش کرنے کیلئے اسکی ایک مسکراہٹ کیلئے وہ راتوں رات جاگ کر گذارتے تھے۔

انکی بیٹی تھی جسے ذرا سا بخار ہو جانے پر وہ دن رات جاگ کر آنکھوں میں گذارتے تھے۔
انکی نظریں سامنے پڑے پیپرز پر پڑی تو دل سے گواہی نکلی
نہیں۔۔!یہ انکی بیٹی نہیں تھی۔یہ تو وہ عورت ہے جو نا محرم کو پانے کیلئے خود کو پریگنینٹ ثابت کردیا۔

"آنٹی"۔۔ہارون سب سے پہلے اسکی جانب لپکا اور اسے سہار دیکر اٹھایا۔

"میں انہیں ہاسپٹل لیکر جاتا ہوں مجھے انکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی"وہ کہہ کر ساکت کھڑی عائشہ پر نظر ڈالتا باہر بھاگا اور اپنی گاڑی محلہ والے لڑکے کو لانے کا کہتے کچھ ہی دیر میں وہاں سے نکلے۔

*________*________*

"ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" خلاف مزاخ وہ بولا تو مسز ہانیہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"؟ وہ خوش بے یقینی سے بولی

"افکورس! پر میری ایک شرط ہے"۔وہ جیب میں انگلیاں پھنسا کر انکے سامنے آیا اور بولا تو مسز ہانیہ کی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ نا رہا۔

"کونسی میں تمہاری ہر شرط کو ماننے کیلیئے لئے تیار ہوں"۔وہ صائم کے پاس آئی اور اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی کہ اسنے نفرت سے انکا ہاتھ جھٹکا اور دور کھڑا ہوا مسز ہانیہ کو شرمندہ کرتے۔

"میں چاہتا ہوں ایک گرانڈ پارٹی ہو اور اس میں آپ اناؤنسمنٹ کریں ہماری انگیجمنٹ کا،یو نو میرے گرلفرینڈز میں چاہتا ہوں سب کو ہمارے نیو ریلیشن شپ کا معلوم ہو تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نا ہو ہمیں"۔وہ بولا تو مسز ہانیہ ہنس پڑی

"آفکورس مائے پرنس یہ تو ہو گا" انکا دل کر رہا تھا ابھی اسکا ماتھا چوم لے۔
کیا ہو گا جب آغا جان کو معلوم ہو گا انکے پوتے نے اپنی ماں کی پسند کردہ لڑکی سے شادی کر رہا ہے۔
"اوہ مائے گاڈ مجھے تو سوچ کر ہی بے انتہا خوشی ہو رہی ہے"۔وہ بڑبڑائی صائم آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"میں کل ہی ساری اریجمنٹ کرواتی ہوں بس مجھ سے ویٹ نہیں ہوتا" دونوں ہاتھ آپس میں جوڑ کر وہ بولی

"آہاں ہاں۔۔۔۔ اتنی جلدی بازی کس کی ہے میں تھوڑی بھاگ رہا ہوں ڈونٹ وری میں آپکو جو ڈیٹ دونگا وہی پارٹی کی ہونی چاہیے باقی جو انتظام کرنے ہیں کر سکتی ہیں"۔وہ کہہ کر بغیر رکے مسز ہانیہ کو الجھا کر چلا گیا

"چلو خیر مانا تو سہی۔۔اب تم لوگوں کی باری آغا جان مجھے بے عزت کر کے گئے تھے نا پولیس اسٹیشن میں اگنور کر کے اب آپ کو جب معلوم ہو گا صائم زیدی آپکی پسند نہیں بلکہ اپنی ماں کی پسند سے شادی کر رہا ہے تو دیکھیئے گا اپنا حال خود ہی ہاہاہاہا "وہ کہہ کر قہقہہ لگا اٹھی اور وہاج صاحب کو کال کرنے چلی۔

انہیں بھی تو بتانا تھا کہ انکے بیٹے نے کتنا مان رکھا ہے انکا۔

ایویں ہی بدنام ہے میرا شہزادہ"۔انہوں نے منہ بنا کر سوچا۔

اور سیڑھیوں پر کھڑا صائم انکی حرکات دیکھتا ہنس کر سر جھٹکتا اپنے روم کی طرف جانے لگا۔

"بہت مزا آئے گا ڈیئر مسز ہانیہ"۔روم میں آکر اپنا ڈریس نکالتے سوچا انٹر کام پہ ناشتہ ریڈی ہونے کا حکم دیتے باتھ روم میں بند ہو گیا۔

دوسری طرف کچن میں اسکے حکم پر ملازموں میں ہلچل مچ گئی۔
کیونکہ اگر ذراسی دیر ہوتی تو انکی خیر نہیں ہوتی تھی۔

-----------------*

"مسٹر دانیال"؟کاریڈور سے ڈاکٹر باہر نکلااور دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے دانیال کو بلا۔

"جی میں ہوں دانیال"۔دانیال آگے آیا

"مریض کے پاس وقت بہت کم ہے وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"۔ڈاکٹر کے لفظ اسکے حواس جھنجھوڑ گئے۔
اور وہ بدحواس سا اندر داخل ہوا۔

سامنے ہی بیڈ پر ندیم صاحب کا ضعیف وجود مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔
"انکل"وہ تڑپ کر اسکے پاس پہنچا۔

اسکی پکار پر ندیم صاحب نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ عشرت کہاں ہے؟کیسی ہے؟،کیونکہ میں جانتا ہوں وہ مجھ سے پہلے ہی آنکھیں موند گئی ہوگی"
کہتے ہوئے انکی آنکھوں سے آنسوں پھسل کر گرے۔

"نہیں انکل ایسی بات نہیں آنٹی گھر آپکا انتظار کر رہیں ہے"۔ اسنے انکے ضعیف ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا۔

ڈاکٹرز نے اسے بتایا تھا کہ انہیں برین ٹیومر ہے۔ اور وہ اپنے لاسٹ اسٹیج پر ہے۔
یہ سب سنتے دانیال کے پاؤں تلے زمین کھینچ گئی ہو۔
اسے لگا وہ آگ میں کھڑا ہو اور اسکا سارا وجود جل رہا ہو۔ اسے معلوم نہیں تھا اسکے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پتا نہیں کیوں شاید انسانیت کے ناتے۔
اسکی بچگانہ بات پر ندیم صاحب ہنس پڑے۔
اور دانیال لب بھینچ گئے۔ اسکی آنکھیں خود نم ہو گئی اور دل دھاڑ مار کر رونے لگا تھا۔ آج پھر اسے لگا جیسے اسکا باپ اس سے دور جا رہا ہو۔ سامنے پڑے وجود میں باپ کی محبت اور شفقت اس قدر تھی کہ وہ اسکی طرف کھینچتا چلا جا رہا تھا۔

"آپنے کسی سے ذکر کیوں نہیں کیا اس بیماری کا انکل اپنی بیوی سے ہی کر دیتے"۔ وہ چیئر کھسکا کر اسکے پاس بیٹھا۔
اور اسکی بات پر ندیم صاحب کا ایک اور آنسوں پھسل کر گرا۔

"میں بہت غریب آدمی ہوں بیٹا، دولت کے لحاظ سے سمجھ لو یا رشتوں کے لحاظ سے۔ میرے پاس صرف ایک بہن تھی، بیوی اور ایک بیٹی جو سالوں بعد دنیا میں آئی تھی۔ جب مینے اولاد کی امید چھوڑ دی تھی تو اچانک ہی وہ پری ہماری زندگی میں رحمت بن کر آئی ہم دونوں اتنا خوش تھے کہ دنیا سے غافل ہو کر رہ گئے تھے۔ میرا وقت صرف ملازمت اور میری بیوی بیٹی تک محدود رہ گیا تھا۔ وہ جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی میری محبت میں گہرائی آتی گئی اور میں اس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ وہ جب ضد کر کے سارا گھر سر پہ اٹھا لیتی تھی اور میں اسکا بچپنا سمجھ کر اسکی ضد پوری کر تا تھا۔ ایک اولاد ہونے کی وجہ سے میں

کبھی غور نا کیا کہ کیا ٹھیک رہے گا کیا نہیں۔ آج جو اسنے کیا اس میں اسکی غلطی نہیں میری ہے، ہم اسکی اچھی پرورش نا کر سکے کہ وہ اس لڑکے کو پانے کیلئے اس قدر گر گئی۔

اسنے میری بہن کو روتے ہوئے گھر سے نکالا تب بھی میں خاموش رہا ہاں اتنا ضرور کہا جس کی وجہ سے یہ سب کیا ہے اس سے بولو آئے تمہیں لے جائے کیونکہ مجھ اس سے بغاوت کی بو آتی تھی۔ اور اسنے بغاوت ایسی دیکھائی کہ دل کرتا ہے یہ جو کچھ لمحو کیلئے سانسیں چل رہی ہیں یہ بھی رک جائیں اور میں اس دنیا سے ہی چلا جائوں۔" وہ منہ موڑ گئے اور اپنے کانپتے ہاتھوں سے آنسوں صاف کرنے لگے تھے

" مینے دونوں سے اسلیئے اس بیماری کا ذکر نہیں کیا کیونکہ میرے علاوہ انکا ہے ہی کون اگر میں بھی بستر اپکڑ کر گر جاتا تو کون انکی سنتا کون مشکل وقت میں انکا سہارا بنتا۔

اللہ پاک نے باپ کو ایک مضبوط درخت بنا کر بھیجا ہے اولاد کیلئے اسے سرد گرم ہوائوں سے بچانے کیلئے اگر وہی درخت ہی گر جائے تو کون انہیں سرد ہوائوں سورج کی تپش سے بچائے گا۔ اور میں جو عادی ہو گیا تھا اسکی فرمائشیں، خواہشیں، ضد پوری کرنے کا نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے بیمار سمجھ کر مجھ سے ضد نا کرے مجھ سے کچھ نا مانگے"۔ وہ بول رہے تھے اور دانیال سے سننا محال ہو گیا ایک مرتے انسان کو دیکھتے۔ یہ سوچتے ہی جان نکل رہی تھی کہ وہ صرف کچھ پل انکے بیچ ہے اور پھر ہمیشہ کیلئے چلا جائے گا۔

آج بھی وہ انہیں مضبوط پائوں پر کھڑا رہتا اس بیماری سے لڑتا رہتا اگر بیٹی کا ساتھ قائم ہوتا جس کے بل بوتے پر وہ سانسیں لے رہا تھا جسے اپنی پوری کائنات سمجھ کر اس خطرناک بیماری سے دن رات لڑ رہا تھا بغیر انہیں بلک بھی پڑنے دیئے۔

پر بدلے میں کیا ملا؟

جن کیلیئے مرے تھے انہونے ہی کھائی میں پھینک دیا۔ وہی حال ندیم صاحب کا تھا بیٹی بیٹی کرتے نہیں تھکتے تھے اسی بیٹی نے منہ کے بل گرایا تھا کہ مرتے وقت وہ نظریں بھی ملائے بات نہیں کر پا رہا تھا۔

لمحوں کا کھیل تھا اسکی ایک ہاں نے اس بلند عمارت کو زمین بوس کر دیا۔ جو اس پر ہی سایہ فگن تھی دنیا کی سرد گرم ہوائوں سے بچاتی۔ چھپائے بیٹھی تھی۔

"اگر میری ایسی اولاد ہوتی تو میں اسکا گلا دبا دیتا"۔ طیش ضبط سے سے دانیال گویا ہوا۔
ندیم صاحب پھیکی ہنسی ہنس دئے۔
کہنا آسان ہے بیٹا جب تمہارے ہاتھوں میں وہ چھوٹی پری آئے گی تب تمہیں اولاد سے محبت کا معلوم ہو گا۔
باپ اتنا بے بس ہو جاتا ہے اولاد کے سامنے کہ چاہے وہ بڑا ہو کر دھکے دیکر گھر سے نکال دے، چاہے وہ بڑی ہو کر باپ کے منہ پر کالک مل کر چلی جائے ہمارے ہاتھ پھر بھی بندھے ہوتے ہیں"۔ کہہ کر خاموش ہو گئے اور دانیال نے انہیں کھڑو چنا بھی نہیں چاہا۔

"میں اٹھ نہیں سکتا ورنہ تمہارے پائوں پر سر رکھ کر تم سے بھیک مانگتا کہ میری آخری خواہش پوری کر دو اور میری بیٹی سے نکاح کر لو مجھے اس آخری پل سکون سے سونے دو"۔ کچھ دیر بعد وہ بولے تو کیا۔۔۔؟
کہ دانیال ساکت انہیں دیکھنے لگا۔

"بولو دانیال کرو گے میری بیٹی سے شادی میں اسے تمہارے حوالے کر کے جاتا ہوں، میں بہت ڈر گیا ہوں مجھے اتنا ڈر لگ رہا ہے کہ دوسری سانس لینے سے گھبرا رہا ہوں۔ اسے اپنا لو مجھے سکون کی نیند سونے دو ورنہ اسنے جو قدم اٹھایا ہے بے شک وہ سب جھوٹ ہے پر یہ دنیا اسے ہمارے بعد کچل دے گی ایسی لڑکیوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے پر میں نہیں دیکھ سکتا اپنی اکلوتی اولاد کا ایسا انجام، مجھے معاف کر دو میں بہت خود غرض ہوں، اور یہ خود غرض باپ ہاتھ جوڑ کر تم سے بھیک مانگتا ہے اسے میرے بعد سرد گرم ہوائوں سے بچا کر اپنے گھر کی چھت تلے ذرا سی جگہ دے دو تا کہ میں سکون سے مر سکوں میری بیوی کو مطمئن کر سکوں" وہ اپنے کانپتے ضعیف ہاتھ اٹھا کر دونوں کو بڑی مشکل سے جوڑ کر روتے ہوئے کپکپاتی آواز میں بھیک مانگنے لگے۔ اور دانیال ششدر را نہیں دیکھنے لگا۔

"اان۔۔ انکل آپ جانتے ہیں وہ۔۔ حیدر شاہ سے۔۔ مم۔۔ میرا مطلب ہے میں اسکا نکاح اس لڑکے کے کروائوں گا آپ بے فکر رہیں پر میں نہیں کر سکتا مجھے معاف کر دیں"۔ وہ انکے ہاتھ کو تھام کر التجائی انداز میں بولا۔

بھلا کیسے اسکی مردانگی پر گوارہ ہو گا کہ وہ ایسی لڑکی کو اپنی عزت بنائے جو اپنی عزت اپنے نفس کی خواہش کیلیئے خود کو پریگنینٹ کہہ۔ وہ ماں بننے والی ہے جھوٹی رپورٹس بنائیں بھالا کون وہ شخص ہو گا جو جان بوجھ کر اس سے شادی کرے گا جو پہلے ہی کسی نامحرم کی نشانی کا اپنی کوکھ میں ہونے کا دعوہ کر رہی تھی اور ڈھیٹ بے حیا اس قدر کہ سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر کہہ رہی تھی کہ ہاں وہ ماں بننے والی ہے۔ اپنے عاشق کی راتیں رنگین کر چکی ہے۔ ایسی بے غیرت لڑکی کو وہ اپنی بیوی بنائے گا ہر گز نہیں۔

اگر وہ ہاں کر دیتا تو اسکی غیرت پر گہرا وار ہوتا اس لڑکی کو اپنا کر۔

یا تو خود مر تا یا اسے سسک سسک کر مارتا۔

"نہیں بیٹا ایسا مت بولو انکار مت کرو، تم جانتے ہو سب جھوٹ ہے، جھوٹی رپورٹس ہیں۔۔۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگے کہ دانیال گھبرا گیا۔

"مجھ غریب کے پاس صرف عزت ہی تھی جسے وہ اپنی۔۔۔۔ خواہشوں کے بھیٹ چڑھا چکی ہے پر میں عزت سے مرنا چاہتا ہوں اگر کوئی پیچھے یاد کرے تو اچھے لفظوں میں یاد کرے یہ نا کہے کہ بے غیرت تھا ایک بیٹی نہیں سنبھال سکا"۔
"ہمیں وہ امیر لوگ پائوں کی دھول سمجھتے ہیں اگر اس لڑکے کو معلوم ہو گیا تو وہ اسے زندہ زمین میں گاڑھ دے گا۔

میری صرف آخری امید تم تک بچی ہے اگر تم بھی انکار کرتے ہو تو میں یہیں کہیں کسی ڈاکٹر کو ہاتھ باندھ کر گذارش کروں گا اور اسے کسی ملازم کے گلے باندھ دوں گا آگے اسکا نصیب پر ان امیروں کے حوالے نہیں کروں گا"۔ وہ سسکتے ضعیف لاغر وجود کے ساتھ لرزتے بول رہے تھے۔ اور انکے ناک سے نکلتی خون کی لکیر گال سے بہتی کان میں جذب ہونے لگی۔

یہ صورتحال اس قدر دل دہلا دینے والی تھی کہ دانیال جیسے جوان مرد کا بھی دیکھتے دل کانپ گیا۔ اور وہ انکے جوڑے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر سر جھکا گیا انکی آخری خواہش پر۔

اپنی غیرت پر گہرا وار کرتا۔
اسکی لڑکی اپنانے جا رہا تھا اب کسی غیرت والے مرد کے لائق نہیں رہی تھی۔ اور وہ تو تھے گائوں کے مرد جو اپنی غیرت پر سر قلم کروانے سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے اور جو اسکی غیرت کو ٹھیس پہنچائے اسکے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں۔

وہ سب کچھ ایک طرف رکھ کر ندیم صاحب کے کان منہ سے آتے خون کو دیکھ کر ڈاکٹرز کو بلانا چاہا پر اسنے منع کر دیا اور کہا کہ ابھی اسکے سامنے نکاح کرے۔

"جی میں ابھی آتا ہوں"۔ انہیں کہہ کر ہارون کو کال کرنے لگا جس کی موبائل بند تھی۔
"افف اس وقت نہیں"۔۔ اسنے ماتھا مسلتے اپنے دوسرے دوستوں کو کال کی گواہوں کے طور پر، اور مولوی کو بھی ساتھ لانے کا کہا۔

خود بھاگتا ہوا اسکی بیٹی کو لانے کیلئے گاڑی میں بیٹھا اور زن سے وہاں سے نکالی۔
اگر وقت کم نا ہوتا تو وہ تقویٰ کو بھی ساتھ لے لیتا پر اس وقت اسکے پاس وقت کی قلت تھی اور اسے جلدی عائشہ کو لیکر ہاسپٹل پہنچانا تھا۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا اچانک۔۔ مم۔۔ میں نہیں جانتی۔۔ میں تو ابھی آئی تھی اور انکا یہ حال دیکھا"۔ بھاری روئی روئی آواز دہلیز پر پائوں رکھتے دانیال کے کانوں سے ٹکرائی۔

"مکار قاتل بے حیا کونسا خطاب دوں تمہیں"۔ وہ بڑبڑاتا اندر داخل ہوا۔ دماغ ابھی بھی باز رہنے کا کہہ رہا تھا کہ بھاگ جائے یہاں سے ہی کیسے گذارے گا تو اس سے۔

پر وہ ڈھیٹ بنا رہا اور اسکے سر پر پہنچا جو سائرہ بیگم کی گود میں منہ چھپائے سسک رہی تھی۔ اسکا نازک وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

اور اسے دیکھ کر دانیال کا دل کیا اسے ٹکڑوں میں تقسیم کر دے۔

"ارے دانیال آگیا کہاں ہے ندیم بھائی؟ کیسے ہیں؟ سائرہ بیگم کی نظر جب اس پر پڑی تو جلدی سے پوچھنے لگی عائشہ نے سنتے ہی جھٹکے سے سر اٹھایا

"دانیال بھائی بابا کیسے ہیں مجھے انکے پاس لے چلیں مجھے انہیں سچ بتانا ہے"۔ وہ تڑپ کر گرتی پڑتی اسکی طرف بھاگی اور دانیال نے ایک قہر بھری نظر دالتے قریب آنے پر اسکے بازو پر اپنی بے رحم گرفت ڈالی اور اسے سنبھلنے کا موقعہ دئے بغیر گھسیٹتا باہر جانے لگا پیچھے سب کی ارے ارے نظر انداز کر تا۔

"آہ۔۔۔جب دانیال نے اسے گاڑی کا ڈور کھول کر اندر دھکیلا تو وہ سسک اٹھی پر وہ بے حس بنا دوسری طرف آیا اور گاڑی اسٹارٹ کرتے محلے کی عورتوں اور سائرہ بیگم کے باہر نکلنے سے پہلے جس طوفان کی رفتار سے آیا تھا ویسے ہی وہاں سے نکل گیا۔

*__________*__________*

"ایم سوری شی از نو مور"۔ ڈاکٹر عشرت بیگم کی کھلی آنکھیں بند کرتے باہر آئے اور کوریڈور میں کھڑے ہارون سے بولے جس پر قیامت بن کر یہ بات ٹوٹی۔

"کک۔۔۔کیسے کک۔۔۔ کیا ہوا انہیں اچانک سب کچھ تو ٹھیک تھا"۔وہ آگے بڑھا ہکلا کر گویا ہوا۔

"کسی صدمے کی وجہ سے انکے دماغ کی نس پھٹ گئی ہے"۔ڈاکٹر کہہ کر ایکسکیوز کرتا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا اور ہارون ہکا بکا سامنے روم کے دروازے کو دیکھنے لگا جہاں اب عشرت بیگم پر سفید پکڑ اڑالا جا رہا تھا۔

"ص۔۔ صدمہ کیسا صدمہ کک۔۔ کیا ہوا تھا کونسی قیامت ٹوٹی ان معصوموں پر"۔ دیوار کا سہارہ لیکر ہاروم نے سوچا اور خود کو سنبھال کر گھر اطلاع دینے کیلیئے موبائل جیب میں ٹٹولا پر اسے یاد آیا وہ تو گھر ہی چھوڑ کی عائشہ کی چیخوں پر بھاگتا آیا تھا اور یہاں پہنچا تھا۔

وہ ریسیپشن کی طرف آیا اور وہاں سے کال کر کے گھر اطلاع دینے لگا جہاں سکتا چھا گیا۔

---------------------*

"اگر تمنے ذراسی بھی چوں چرا اس کی اندر تو تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا" گاڑی سے نکلنے سے پہلے دانیال نے اسکے جبڑے سے پکڑ کر سرد آواز میں وارن کیا اور اسے پیچھے دھکیل کر خود باہر نکلا۔

عائشہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اسے۔

"نکلو باہر "۔اسے باہر نا نکلتے دیکھ کر دانیال نے ڈور کھولا اور اسے گھسیٹ کر باہر نکالا اور ساتھ لے جاکر ندیم صاحب سامنے آیا جہاں پہلے ہی اسکے دو دوست مولوی اور دو ملازمین گواہوں کے طور پر کھڑے تھے۔

ندیم صاحب نے اپنا چہرا دوسری طرف کر لیا۔

اور جب اپنی بیٹی کے منہ سے آخری قبول ہے سنا تو انکی آنکھیں ساکت پڑ گئی اور وہ خاموشی کی موت مر گئے۔

دانیال نے عائشہ کے سائن کرنے کے بعد ندیم صاحب کو دیکھا تو اچانک روم کی فضا میں عائشہ کی دل دہلا دینے والی چیخ گونجی ۔

اور وہ اپنے باپ کے وجود سے لپٹ کر دھاڑے مارنے لگی کہ دانیال مٹھیاں بھینچ گیا۔

وہ حیران تھا کہ بغیر اف کیے اسنے کیسے نکاح کر لیا حالانکہ ابھی کچھ گھنٹوں پہلے وہ اس کی بہن کو حیدر شاہ کے رشتے سے انکار کا بول رہی تھی اور اپنی محبت کی حدیں بتا رہی تھی کہ وہ کتنی گر گئی ہے اسکی محبت میں۔

شفقت بھرا سایہ چلا گیا تھا اور سر دھوا کا جھونکا اسے تب لگا جب کسی نے بے دردی سے بازو پکڑ کر اپنے باپ کے وجود سے الگ کرتے چیئر کی طرف پھینکا۔

-----------------------*

دانیال کے بے دردی سے اپنے باپ سے الگ کر کے پھینکنے پر اسکا ماتھا چیئر سے لگنے پر خون کی بوند نکل آئی۔

پر کس میں ہمت نہیں تھی منہ سے کچھ کہے۔

دونوں کے میت کو لائونج میں لکھا گیا تھا۔

محلے کے لوگ سب جمع ہو گئے تھے اور انکے اچانک موت پر سب ششدر تھے۔ ایسا کیا ہوا تھا صبح تو سلام دعا کرتے دفتر جا رہے تھے۔

اور جب دانیال نے سب کے سر پر دھماکہ کیا کہ ندیم صاحب کو برین ٹیومر تھا جس پر عائشہ کے ساتھ سب ساکت اسکی شکل دیکھنے لگے۔۔ موت پر ماتم کم سب کو تجسس زیادہ تھا ندیم صاحب اور عشرت بیگم کی اس اچانک موت کے پیچھے کے راز پر۔

عائشہ اپنے پاگلوں کی طرح خود کو پیٹتی اپنے ماں باپ کو پکار رہی تھی کہ مجھے معاف کر دو لوٹ آئو۔۔

پر جانے والے کبھی واپس آئیں ہیں جو وہ آتے۔

تقویٰ، مہکار، سائرہ بیگم سب لائونج میں بیٹھیں تھی۔

اور پھر وہ بھی وقت آگیا جب انہیں انکی آخری منزل کیلیئے لے جانے لگے۔۔

عائشہ روتی ہوئی عورتوں کی پکڑ سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی انہیں روکنے چاہتی تھی اپنے کیے کی معافی چاہتی تھی پر اسے اتنا وقت ہی نہیں دیا گیا۔

"رک جائیں اماں بابا" دروازے سے جاتے ہوئے انہیں بھیگی آنکھوں سے دیکھتی زمین پر پیشانی ٹکا گئی جہاں کل اسکے باپ کے قدم رکھے تھے۔

وہاں پاگلوں کی طرح زمین کو چومنے لگی جہاں اسکی ماں کھڑی تھی۔

پر اب کیا فائدہ۔۔
جب تھے تب اپنی خواہشوں اپنے دولت کے ہوس میں اندھی کچھ دیکھ نا رہی تھی نا اپنے باپ کا دن بے دن کمزور ہونا نا ہی اپنی ماں کی پریشان آنکھیں۔

"سنبھالو خود میری جان وہ چلے گئے انہیں جانا تھا سب کو ہی جانا ہے ایک دن"۔ تقویٰ اسے ہچکولے کھاتے وجود کو بانہوں میں بھرتی روتی ہوئی بولی

اور عائشہ منہ چھپا کر سسکنے لگی۔۔
"میں قاتل ہوں انکی تقویٰ تمنے مجھے کہا تھا مت کروا ایسا میں نہیں مانی اور آج اپنے ہوس میں اندھی ہو کر انکا قتل"۔۔۔
وہ بڑبڑا رہی تھی کہ آس پاس بیٹھی عورتیں کان لگائے سننے کی کوشش کرنے لگی کہ تقویٰ انہیں دیکھ کر عائشہ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروا گئی اور وہ گھٹی گھٹی آواز میں سسکیاں بھرتی اپنا منہ پیٹنے لگی۔

دانیال نے سب کچھ بتادیا تھاعائشہ کے ہاں کرنے سے لیکر نکاح تک الف سے ی تک سب کچھ سنایا کہ کیسے وہ حیدر کو پانے کیلیئے جھوٹی رپورٹس کا سہارا لیکر تمہارے پاس آئی تھی اور پھر ماں باپ سے بھی بے حیائی سے ہاں کہا تھا۔
یہ سب سنتے وہ خود اتنی روئی کہ دانیال سے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

اور جب اسے عائشہ کا خیال آیا تو وہ دانیال کے ساتھ وہاں آ گئی۔۔

وہاں پہلے ہی محلے کی سب عورتیں جمع ہو گئی تھی اور عائشہ تقویٰ کو دیکھ کر اس سے لپٹ گئی اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اور یہی سب مہکار دیکھتی پہلو پہ پہلو بدل رہی تھی۔
یہ تو شکر تھا کہ یہ اسکا خود کا آئیڈیا تھا ورنہ اگر وہ ایسا پلائن بناتی تو پتا نہیں کیا ہوتا اسکے ساتھ۔

اور اسنے سوچا تھا اب بہت آسان ہو گا عائشہ کی شادی حیدر سے کروانے پہ پر جب سائرہ بیگم سے اسے معلوم ہوا کہ ندیم صاحب نے مرنے سے پہلے اسکا نکاح دانیال سے کروادیا ہے تو وہ ششدر رہ گئی۔۔

مطلب جس کے لئے اتنا سب کچھ کیا اتنی پلائننگ کی سب کچھ بیکار ہوا وہی جو اسکے نصیب میں لکھا گیا تھا۔

"عاشی جان" مہکار آنکھیں پونچھتی اسکے پاس آئی اور لرزتے عائشہ کے وجود کو دیکھتے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا۔

"بڑی سگی بنکر بیٹھی ہو یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے اگر تم حیدر اور اسکے بیچ میں نا آتی تو آج اس معصوم کو یہ قدم نا اٹھانا پڑتا اصل میں قاتل تو تم ہو عائشہ کے ماں باپ کی"۔ مہکار تقویٰ کی سوجی آنکھوں میں حقارت سے دیکھتی بولی کہ تقویٰ کا منہ کھل گیا۔

"بھابھی"۔۔۔وہ اس قدر بے رحم الزام پر تڑپ اٹھی

"عائشہ اٹھو دیکھو اپنے ماں باپ کی قاتل کو"۔ وہ عائشہ کو اٹھانے لگی جس پر اسنے سر اٹھا کر پہلے روتی نفی میں سر ہلاتی تقویٰ کو دیکھا اور پھر مہکار کو جو تقویٰ کو نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

وہ اپنے لرزتے وجود کو بمشکل سنبھالتی کانپتی ٹانگوں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکے اٹھنے پر تقویٰ اور مہکار بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چٹاخ۔۔۔چٹاخ۔۔۔
ذلیل عورت ابھی بھی پیٹ نہیں بھرا دل خوش نہیں ہوا مکار گھٹیا ناگن مجھے بدنام ذلیل گھٹیا بنا کر تمہارا ابھی بھی دل نہیں بھرا" عائشہ نے کھینچ کر مہکار کے منہ پر تھپڑ مارے اور اسکے گلے کو پکڑتی غضبناک انداز میں اسے جھنجھوڑتی چیخ رہی تھی۔

"عائشہ چھوڑو اسے"۔۔۔ تقویٰ گھبرا کر اسے سنبھالنے لگی جس پر جنون سوار ہو گیا تھا مہکار کی جان لینے کا۔
سائرہ بیگم اور محلے کی باقی عورتیں نے بمشکل اسے کھینچ کر مہکار کے گلے سے چھڑوایا جہاں اسنے اپنے لمبے ناخون مار کر خون نکال دیا تھا۔

"چھوڑو مجھے میں آج اس ڈائن کا خون کر دوں گی"۔۔وہ پاگل ہوتی خود کو چھڑوانے لگی ادھر مہکار خوفزدہ اپنے گلے سے رستے خون اور کھانسی سے نڈھال ہو گئی تھی۔

"اے لڑکی کیا کیا ہے میری بہو نے "سائرہ بیگم مہکار کی حالت پر غصے سے بولی جس پر عائشہ نے خون بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

"پوچھو اس بے غیرت کمینی عورت سے کیا کیا اسنے !اسنے ہماری دوستی کو دشمنی میں بدل دیا، مجھے میری بہن جیسی دوست کا دشمن بنا دیا وہ روتی رہی مجھے کال کرتی معافیاں مانگتی رہی اور اس (گالی) نے مجھے اس سے بات کرنے سے منع کر دیا کہ یہ کالی ہے بدصورت ہے تمہاری خوبصورتی سے جلتی ہے میرے نصیب کو ہڑپنا چاہتی ہے، اس عورت نے مجھے غلط راہ پہ دھکیلا، قصور اسکا بھی نہیں تھا میں ہی ایسی عورت تھی بد کردار لڑکی تھی کمزور ایمان کی مالک تھی۔ دوستی کے لائق نہیں تھی نا ہی بیٹی کے درجے کے لائق "وہ ہذیاتی انداز میں چیختی سب کچھ بتا رہی تھی رہی تھی اور گھٹنوں کے بل گر گئی۔

"اچھا کیا مجھ سے پوچھ کر تم اس لڑکے کی راتیں رنگیں کرنے گئی تھی، مجھ سے پوچھ کر اسکے بچے کی ماں بنی تھی، مجھ سے پوچھ کر اپنی پریگینسی رپورٹ اپنے ماں باپ کو دیکھا کر انہیں موت کی طرف دھکیلا؟ کیا مجھ سے پوچھ کر یہ سب کیا تھا یا مینے تم سے کروایا تھا؟ یونی جانے کے بہانے لڑکوں سے گھومنا، ان سے مہنگے تحفے وصولنا، انکے ساتھ پارٹیز میں جانا انکی راتیں رنگین کرنا مجھ سے پوچھ کر کرتی تھی"؟ مہکار کر چلتی زبان پہ سب کو سناپ سونگھ گیا اور وہ حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عائشہ کو دیکھ رہی تھی۔

عائشہ کا وہ حال تھا کہ کاٹو بدن میں لہو نہیں اور یہی حال تقویٰ کا تھا۔۔

"نن۔ نہیں یہ سب جھوٹ ہے میری عائشہ ایسی نہیں ہے یہ سب جھوٹ بول رہی ہے ایسا کچھ نہیں ہے! اگر ایسا ہوتا تو میرا بھائی نکاح کیسے کرتا یہ سب جھوٹ ہے جھوٹ بول رہی ہے"۔ تقویٰ ہلکلائی آواز میں سب کو یقین دلانے لگی پر عائشہ کے منہ سے تو جیسے زبان کھینچ لی گئی تھی۔۔

اتنے غلیظ الزام۔۔۔! وہ ایسی تو نہیں تھی وہ تو کبھی کسی لڑکے کے قریب نہیں گئی تھی۔ اسنے تو صرف حیدر اور اسکی دولت کی تمنا کی تھی اسکے پانے کیلیئے اتنا گری تھی باقی کے طرف تو وہ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی تھی۔ تو پھر یہ سب مہکار کیا کہہ رہ تھی۔

"نہیں ہے ایسی؟ مہکار تقویٰ کی حالت پہ ہنسی۔۔

"تو پوچھو اس پارسا سے کیوں مرے تمہارے ماں باپ اچانک؟ کیوں کیا اسنے اپنے پھوپھوزاد سے شادی سے انکار" اسنے کہتے کونے میں بیٹھی روتی ہوئی نادیہ بیگم کو دیکھا جو اپنے بھائی کی اچانک موت پر ٹوٹ گئی تھی کیا ضرورت تھی ایک رشتے کیلیئے رشتہ توڑنے کی کیوں کیا اسنے ایسا؟ وہ اپنے انہیں پچھتائوں میں گری سسک رہی تھی کہ اچانک اپنی بھتیجی کی آواز اور اس عورت کو دیکھنے لگی جو اسکے کالے کرتوت سامنے رکھ رہی تھی۔

کہ ہر کوئی عائشہ کو اچھوت سمجھ کر دور ہوا اور توبہ توبہ کرنے لگیں۔

"توبہ یہ تو طوائفوں کو پیچھے چھوڑ گئی"۔

"ایسی اولاد کو تو گلا گھونٹ کر مار دینا چاہیے"

طرح طرح کی نفرت میں ڈوبی آوازیں جہاں تقویٰ کے کانوں سے ٹکرائیں تھی وہیں عائشہ سن ہو کر لہراتی فرش پہ گری پر تقویٰ کے علاوہ کوئی اسکی طرف نا آیا اور نا ہی کسی نے اسے اٹھانے میں مدد کی۔۔

وہ ہی بمشکل گھسیٹ کر اسے روم میں لائی اور بیڈ پر ڈالا۔

مہکار کے ساتھ سائرہ بیگم بھی چلی گئی اور پیچھے دوسری عورتیں بھی توبہ توبہ کرتی وہاں سے نکل گئی۔

کہ اب اس ویران گھر میں صرف نادیہ بیگم تقویٰ اور بیہوش عائشہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

*_________*________*

آج ندیم صاحب اور عشرت بیگم کا تیجا تھا اور سب کچھ دانیال اور تقویٰ نے سنبھالا ہوا تھا۔ ورنہ تو کوئی آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔

سب کو ندیم صاحب کی موت کی وجہ معلوم ہو گئی تھی اور سب سنتے توبہ توبہ ایسی اولاد سے کر رہے تھے۔

عائشہ ایک کونے میں بکھری حالت میں پڑی تھی۔

جو اپنے حواسوں سے بیگانی پاگل پاگل سی بیٹھی سوچوں میں گم تھی کہ جو بھی آتا اس پر ایک نفرت بھری نظر ڈالکر سر گوشیوں میں جو نا بھی جانتا تھا انہیں بتاتے توبہ کرنے لگے۔

اور کچھ سنانے والی آواز میں ایسی اولاد کو بد دعائیں دیتے اور اپنی بیٹیوں کے پاکیزگی کے گن گنوانے لگتے۔

پر وہ بے حس بے پروہ بیٹھی تھی۔
اسکے ماتھے پہ نشان سوج چکا تھا جو دانیال نے اسے چیئر پر پھینکا تھا اور اسکا سر چیئر سے لگا تھا۔

سارا منہ سوجا ہوا تھا، تین دن سے نا کچھ کھایا تھا نا پیا، بس ایک ہی پوزیشن میں یہیں ہی بیٹھی تھی اور اپنے ماضی کو یاد کرتی اسکے ایک ایک پل کو یاد کرتی کبھی ہنستی تو کبھی رو پڑتی۔

"یا اللہ میری جیسی اولاد کسی کو مت دینا" وہ روتی ہوئی رب سے فریاد کرتی۔
اور سوچتی کہ میں تقویٰ جیسی کیوں نہیں ہوں۔

میں کیوں دولت کے پیچھے نا محرم کی محبت میں اندھا دھندہ بھاگی کہ جب ہوش آیا تو سب کچھ گنواں بیٹھی تھی خالی ہاتھ رہ گئی۔
اب رونے اور پچھتانے کے علاوہ کچھ نہیں بچا تھا۔
اور اب اسکا مستقبل اتنا خوفناک تھا کہ سوچتے ہی وہ کانپ رہی تھی۔

"لو کچھ کھالو تین دن سے کچھ نہیں کھایا تمنے بیمار پڑ جاؤ گی" تقویٰ پلیٹ میں کھانا لیکر اسکے پاس آئی اور اور نوالہ بنا کر اسکے منہ کی طرف کرتے بولی۔

جس پہ عائشہ ایک نظر ڈالکر اٹھ کر اپنے روم میں بند ہو گئی۔
وہ اسے وقفے وقفے سے منتیں کر رہی تھی پر پہلے تو وہ انکار کر رہی تھی اور اب کمرہ بند ہو گئی تھی اسے پریشان چھوڑ کر۔

---------------------*

"ڈیڈ آپنے دیکھا کیسا رویہ تھا دانیال کا میرے ساتھ" الجھا ہوا حیدر حامد صاحب سے بولا

"ہاں دیکھا تھا بہت روڈ ہو رہا تھا بات سمجھ سے باہر تھی" محسوس تو حامد صاحب نے بھی کیا تھا اسکی غصے نفرت بھریں نظریں اگنور کرنا۔

پر وہ سمجھ نہیں پائے کہ کس وجہ سے اسکا رویہ ایسا تھا۔
دکھ انہیں بھی تھا ندیم صاحب کی ڈیتھ کا عائشہ سے وہ بھی ملے تھے اسکے لئے افسوس ہوا تھا پر دانیال نے تو حد کر دی تھی۔

"آپکا موبائل رنگ ہو رہا ہے" حیدر نے انہیں موبائل کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے سر جھٹک کر موبائل اٹھایا۔

"دانیال کی ہے کال ہے" دانیال کے نام پر پاس بیٹھی ساحل کو بریک فاسٹ کرواتی مہکار کے کان بھی کھڑے ہوئے۔

حیدر چونک کر دیکھا۔ "خیریت "۔۔اسکے منہ سے پھسلا تو حامد صاحب ہنس پڑے۔

"پوچھنے دو معلوم ہو جائے گا" انہونے کہتے موبائل کان سے لگایا۔

"السلام علیکم "۔۔دانیال کی آواز موبائل سے گونجی تو حیدر نے انہیں موبائل اسپیکر پر ڈالنے کا کہا تو انہونے ہنس کر اس پر عمل کیا۔

"وعلیکم السلام کیسے ہو دانیال اور وہاں سب خیریت ہے "؟انہونے محبت سے پوچھا

دانیال نے مٹھیاں بھینچیں۔

" مینے یہ کہنے کیلئے کال کی ہے کہ ہماری طرف سے انکار ہے رشتے کا آپ یہاں آنے کی تکلیف مت کیجئیے گا" اسنے کہہ کر کال کاٹ دی بغیر انکی سنتے۔

حامد صاحب نے اسکی طرف دیکھا جو بے یقینی سے موبائل کو دیکھ رہا تھا۔
"کیا کہہ رہا تھا ڈیڈ"؟ اسنے یقین دہانی کیلئے اپنے باپ کو مخاطب کیا۔
اور مہکار نے اپنی مسکراہٹ چھپائی اسے اپنی بھائی کہ حالت نہیں دیکھ رہی تھی جو ایسا ہو گیا تھا جیسے پاگل۔۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ کیوں نا جائیں ہم؟ کیا کیا ہے مینے "وہ اٹھ کر دھاڑا

"حیدر سنبھالو خود کو میں بات کرتا ہوں اس سے "حامد صاحب گھبرا کر اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

اور مہکار اپنے بیٹے کے سہم جانے پر ناگوار نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

"مجنونا ہو تو "وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور ساحل کو لیکر وہاں سے چلی گئی۔

"آپ آج ہی جائیں ورنہ میں کچھ بھی کر گذروں گا "اپنے ڈوبتے دل کے ساتھ کہتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا اور اسکی دھمکی پر حامد صاحب نے اپنا ماتھا مسلہ۔

"یہ اچانک کیا ہو گیا ہے اسے "۔انہونے موبائل کو دیکھتے دانیال کے بارے میں سوچا

----------------*

"تم کب مجھے فائنل ڈیٹ دو گے پرنس تین دن گذر گئے ہیں "مسز ہانیہ ناک کرتی صائم کے روم میں آتی بولی

اسنے ناگواری سے انکی طرف دیکھا۔

"کیوں مرنے والی ہیں جو آخری یہی خواہش بچی ہے"؟ وہ حقارت سے بولا کہ مسز ہانیہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"اففف تم بس صرف میرے مرنے کے خواب دیکھو" وہ منہ بنا کر بولیں۔

صائم نے سر جھٹکا اور گلاس کا آخری گھونٹ منہ سے لگایا۔

"بتائو مجھے دیر ہو رہی ہے"؟ وہ اسرار کرنے لگی۔

"ٹل جائے خی گی ابھی نکلو" اسے کیا پہلے غصہ کم تھا جو یہ اپنی شکل لیکر آ گئی تھی اسے اور تپانے۔

صائم نے دروازہ انکے منہ پر بند کیا اور خود واپس بیڈ پر گرا۔

اسے معلوم ہوا تھا کہ عائشہ کے ماں باپ مر گئے تھے اور تقویٰ وہیں تھی اسکے پاس۔
اسلئے اسے اتنا انتظار کرنا پڑ رہا تھا ورنہ دل کر رہا ابھی جائے مولوی کے ساتھ اور گن پوائنٹ پر نکاح کر کے اسے لے آئے۔

پر وہ نہیں کر پا رہا تھا۔۔
وہ پھر سے آغا جان کے منہ سے اپنے لئے وہاج لفظ نہیں سننا چاہتا تھا۔

تبھی زندگی میں پہلی بار بے بس پڑا تھا۔

اسکے سامنے صرف اسکی آنکھیں گھوم رہی تھیں اور صائم بے سکونی کے عالم میں اٹھ کر بیٹھتا سامنے شیشے کی بوتل کو دیکھنے لگا۔

*___________*___________*

"جاؤ اس سے بولو پیکنگ کرے" نادیہ بیگم آج صبح ہی چلی گئی تھی اور اب صرف تینوں بچے تھے۔

دانیال کو اپنے آفس جانا تھا تبھی وہ اسے مزید سوگ ماننے یہاں نہیں دے سکتا تھا اسلئے لائونج میں بیٹھی تقویٰ سے بولا۔

"جی بھائی"۔وہ سر ہلا کر عائشہ کے روم میں آئی جہاں وہ بیڈ کی پائٹی کے سہارے سر رکھے بیٹھی تھی۔

"بھائی کہہ رہے ہیں اب چلیں انہیں کل آفس جانا ہے" وہ اسکے پاس بیٹھتی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بولی تو عائشہ نے نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

"کہاں۔۔؟ کہاں جانا ہے مجھے ؟" وہ سر اٹھا کر بولی۔

"ہمارے گھر اب تم ہمارے ساتھ رہو گی، تمہارا نکاح ہوا ہے نا بھائی سے اسلئے " تقویٰ مسکراتی بولی

عائشہ نے غصے سے دیکھا۔اور اسکے ہاتھ جھٹکے۔

"بکواس مت کرو، میں کہیں نہیں جارہی یہاں سے اپنے بھائی سے کہہ دو مجھے طلاق دے مجھے نہیں جانا یہاں سے کہیں اور "وہ چیختی ہوئی بولی کہ تقویٰ نے کچھ گھبرا کر اسکے لہجے کو دیکھا اور صدمے سے طلاق کو سنا۔

"باہر جائو تقویٰ" پیچھے سے روم میں داخل ہوتے دانیال کی آواز پر جہاں تقویٰ گھبرائی تھی وہیں عائشہ نے نفرت سے سر جھٹکا تھا۔

"تم دونوں باہر جائو بہت شکریہ تم دونوں کا پر اب مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں "وہ تلخ لہجے میں دانیال کی سرخ آنکھوں میں دیکھتی بولی جس پر اسنے سر ہلایا اور تقویٰ کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ سر جھکائے باہر نکل گئی۔
اور عائشہ اب اسے دیکھنے لگی جو چلتا ہوا اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

*______*______*

"کیا کہا"؟ وہ سامنے کھڑا نفرت بھری نظروں سے اسکے سوجے سرخ چہرے کو دیکھتا پوچھنے لگا کہ اسکے لہجے پر عائشہ نے لبوں پہ زبان پھیری۔

وہ دانیال اپنی دوست کا بھائی جو کل تک اسکا بھی بھائی ہی تو تھا آج ایک الگ رشتے کی حیثیت سے سامنے کھڑا دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"اٹھو" اسے خود کو گھورتا پا کر وہ باہر اپنی بہن کی موجودگی کا خیال کرتا نیچی آواز میں غرایا کہ عائشہ خوف سے رونے لگی۔

"مجھے طلاق دیں دانیال بھائی۔۔۔"وہ کانپتی ٹانگوں سے اسکے سامنے کھڑی ہوتی لرزتی ہوئی بولی کہ اسے سمجھ نا آیا وہ کیا کہہ گئی ہے۔

"چٹاخ۔۔۔ دانیال کا ہاتھ اٹھا اور اسکے سوجے رخسار پر نشان چھورتا اسکے منہ میں خون کا ذائقہ چکھا گیا۔ اور وہ منہ کے بل بیڈ پر گری۔

"آہ۔۔۔ عائشہ اس اچانک حملے سے سسکاری بھر کر رہ گئی۔

"طلاق چاہیے تمہیں تاکہ آتے جاتے کی ضرورت بنی رہو ہاں" بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اسے پھر سے اپنے سامنے کھڑا کیا اور وہ خوف دہشت سے روتی ہوئی اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے نہ۔۔ نہیں جانا مجھے آپکے ساتھ، آ۔ آپ کچھ بھی سمجھیں میں نہیں چلوں گی آپکے ساتھ! نہیں قبول مجھے آپکا رشتہ"۔ وہ خوف سے چیخی اور اسکی بے رحم گرفت سے اپنے بال چھڑوانے لگی جو جڑوں سے اکھڑنے والے تھے۔

بغیر دوپٹے کے اسکے سامنے بکھری حالت میں لرزتی کھڑی بھوک پیاس سے نڈھال رو رہی تھی۔

بنجر لب سرخ چہرا جہاں اپنے ہی انگلیوں کے نشان کے ساتھ اب دنیال کے نشان واضع ہو رہے تھے، سرخ سوجے پپوٹے غم کی مورتی بنی ہوئی تھی۔

یہ سب تو اسنے خود اپنے ساتھ کیا تھا کسی کا کیا قصور تھا۔

اور اب اسکی ضد! طلاق چاہیے۔

کیا طلاق لیکر وہ پھر اس لڑکے کے پاس جانا چاہتی تھی جسکے بچے کی ماں کا ناٹک کر کے اپنے ماں باپ کو کھا گئی تھی۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو تم"۔۔دانیال نے اسکے جبڑے سے پکڑ کر چہرا اونچا کرتے اپنے سامنے کیا اور اسکی سرخ لہو ہوتی آنکھوں میں اپنی غصے بھری آنکھیں گاڑھی۔

پکڑ اس قدر بے رحمانہ تھی کہ اسکے منہ سے سسکی نکل گئی اور اسنے تڑپ کر اسکے ہاتھ کو پکڑا۔

"آج کے بعد تمہاری نظریں نیچے رہیں گی، جب بھی مجھ سے کوئی بات کرو گی تو آواز اور لہجہ دھیما رکھنا ورنہ یہ جو زبان ہے ناگدی سے کھینچ لوں گا اور ہاں یاد رکھنا بھول کر بھی کسی غیر مرد کو تصور میں لائی تو دوسری سانسیں لینے کے لئے زندہ نہیں چھوڑوں گا" وہ بمشکل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔اور دانیال نے اسکی آنکھوں میں حقارت سے دیکھا جہاں اسے وہ لڑکی دیکھی جو تین دن پہلے بے حیائی سے سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے خود پر غلیظ الزامات کی بوچھاڑ کر رہی تھی۔

اسنے نفرت سے اسے پیچھے دھکیلا وہ آہ کرتی پیچھے جا کر سائیڈ ٹیبل سے ٹکراتی نیچے گری۔

"نفرت ہے مجھے تم سے بے انتہا کہ میرا بس چلے تو ابھی گلا گھونٹ کر تمہیں ہمیشہ کی نیند سولا دوں پر شکر کرو اپنے باپ کا جو مرتے ہوئے بھی تم جیسی بد کردار لڑکی کو میرے گلے ڈال گیا ورنہ تم جیسی لڑکی پر میں تھوکتا بھی نا کجا کہ نکاح کرنا" اپنی بھرپور نفرت کا اظہار کرتے اسکے جھکے سر ہچکولے کھاتے وجود پر ایک نظر ڈالتا باہر جانے لگا کہ پھر رکا۔

"اٹھو پیکنگ کرو ایسے ماتم کے موقعے تمہیں ساری زندگی ملیں گے" اسکا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ وہ آنکھیں ملتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسکے ماتھے سے خون بہہ کر آنکھ پر آگرا اور وہ ایک نظر ڈال کر بے حس بنا چلا گیا۔

عائشہ کے لب جیسے کسی نے سی لئے تھے۔ وہ اف بھی کئے بغیر اسکے خوف سے لرزتی پیکنگ کرنے لگی۔
اب اتنی بھی جان نہیں بچی تھی کہ دو قدم ہی چل سکے اور جا کر ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس ہی نکال کر اپنے ماتھے سے خون صاف کر لے۔

"عاشی"۔۔ تقویٰ کچن سے اسکے لئے کھانا بنا کر جب روم میں آئی تو پیکنگ کرتی عائشہ کے ماتھے سے نکلتے خون کو دیکھ کر گھبرا ئی اور کھانا بیڈ پر رکھ کر اسکے پاس پہنچی۔

"کیا ہوا تمہیں؟ خون تو دیکھو چھوڑو اسے میں کر لیتی ہوں" وہ اسکے ہاتھ سے ڈریسز پھینکتی اسے ساتھ لیکر بیڈ پر بیٹھا یا اور دراز سے فرسٹ ایڈ باکس لیکر اسکے پاس آئی۔

اور اسکے ماتھے سے خون صاف کرتی وہاں پٹی کرنے لگی۔

عائشہ اسکے سوالوں کا جواب دئے بغیر پاس رکھی ٹرے میں پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا گئی۔
وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ اسے دنیال نے مارا ہے۔ کیونکہ وہ ہمدردی کے لائق خود کو نہیں سمجھ رہی تھی۔

"عائشہ"۔ تقویٰ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا جس پر عائشہ کی آنکھیں پھر بھر آئیں۔۔

"تقویٰ مینے کیوں کیا ایسا اب میں کبھی سکون سے جی نہیں پاؤں گی، میں اپنے ماں باپ کی قاتل ہوں میں کتنی بری ہوں تم کیوں نہیں نفرت کر رہی مجھ سے؟
جاؤ پلیز مجھے اکیلا یہیں چھوڑ دو میں یہاں اپنی باقی کی زندگی گذارنا چاہتی، میں خود کو دیکھانا چاہتی ہوں کو ہم جیسی لڑکیوں کا کیا انجام ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال کیے بغیر ایسے قدم اٹھاتی ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے مجھے یہیں چھوڑ جاؤ تا کہ میں گھٹ گھٹ کر اپنے کیے کا حساب دوں، وہ نہیں رہے پر میں انکی خوشبو کو محسوس کر کے جینا چاہتی ہوں پلیز اپنے بھائی کو سمجھاؤ نا بھلے وہ مجھے طلاق نا دے پر یہی رہنے دے میں نہیں چھوڑنا چاہتی اس گھر کو میں نہیں جی پاؤں گی انکے بغیر "وہ ہاتھ جوڑتی اسکے سامنے فریاد کرتی گڑگڑانے لگی کہ تقویٰ اسکی حالت پہ بوکھلا گئی۔

"عائشہ یہ کیا کر رہی ہو" اسنے تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامے

"چلو اب" اسنے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا تھا کہ ایکبار پھر دروازے پر دانیال اپنے دراز قد کے ساتھ نمودار ہوا کہ عائشہ اس پر ایک نظر ڈال کر بے بس ہو گئی اور تقویٰ کو التجائی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اب وہ کیا کر سکتی تھی کیسے اسے یہیں اکیلے گھر میں رہنے دے سکتی تھی جہاں خاندان والے اپنے سب منہ موڑ گئے تھے۔

"جی بھائی" وہ معذرت سے دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی اور اسکے کپڑے سوٹ کیس میں ترتیب سے رکھنے لگی۔

"چادر دو اسے ورنہ نمائش بن کر ایسے ہی منہ اٹھا کر چل پڑے گی" دانیال کی آواز پر جہاں تقویٰ نے اپنے بھائی کے لفظوں پر حیرت سے انہیں دیکھا تھا وہیں عائشہ اپنے بغیر دوپٹے کے وجود پر شرمندہ ہو گئی۔

اور اٹھ کر الماری سے ایک چادر نکال کر خود پر اوڑھ گئی۔

"بھائی کیسے لفظ استعمال کر رہے ہیں" وہ حیرت زدہ سی بولی جس پر دانیال نظریں چرا گیا اور آگے بڑھ کر سوٹ کیس اور دوسرا بیگ اٹھاتا باہر نکلا۔

"عائشہ میری بات سنو" دانیال کے جانے کے بعد تقویٰ اسکی جانب مڑی تو وہ صرف دیکھتی سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنے ماں باپ کی تصویر کو اٹھا کر سینے میں بھینچتی روتی ہوئی باہر نکلی۔

لائونج میں پڑی چارپائی کو دیکھتے اسکا دل کیا دھاڑیں مار کر روئے جہاں اسکی ماں بیٹھ کر اسکے لئے سلائی کرتی تھی اور کبھی کبھار تھک کر وہیں لیٹ جایا کرتی تھی۔

وہاں آج بھی مشین رکھی تھی اور اس کی سئی میں لگا گلابی کلر کا اسکا کرتا جو بہت شوق سے لیا تھا کہ اسکی بیٹی کی گوری رنگت پر بہت اچھا لگے گا۔

وہ روتی ہوئی سیلائی مشین کے پاس پہنچی اور اسے چھو کر محسوس کرتی وہ کرتا نکالنے لگی۔

"اماں"۔۔۔۔وہ روتی ہوئی درد سے پکارتی کرتا سینے سے لگاتی نیچے بیٹھ گئی۔۔

"اماں بابا واپس آجائیں میں قسم کھاتی ہوں بہت اچھی بیٹی بن کر رہوں گی ایک بار لوٹ آئیں مجھے معاف کر دیں" اسکی تکلیف درد کی کوئی حد نہیں تھی وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتی تھی وہ چھپ جانا چاہتی تھی پر اسکے باپ نے اسے ایسے شخص کے حوالے کر دیا تھا جو اس سے نفرت میں اس قدر گہرا تھا کہ اسکی لاش نکالتے دیر نا کرتا۔۔

دانیال جب گاڑی میں سوٹ کیس اور بیگ رکھ انکے نا آنے پر غصے سے اندر آیا تو روتی ہوئی چارپائی کے پاس گڑ گڑاتی کالی چادر میں عائشہ کو دیکھتے تھم گیا۔

سامنے ہی دروازے پر اسکی بہن منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔
وہ خود پر ضبط کرتا آگے بڑھا اور اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

"اب کوئی فائدہ نہیں یہ ڈونگ بند کرو میرے سامنے" وہ سخت پکڑ میں لیکر اسے آگے بڑھا بلکہ اسے گھسیٹتا جا رہا تھا اور تقویٰ اسکی حالت پر افسوس سے آنسوں صاف کرتی پیچھے آئی۔

دانیال نے اسکی نفی کرنے کے بعد بھی زبردستی گاڑی میں بیٹھایا اور دروازہ بند کیا تقویٰ آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تو دانیال نے گھر کو بند کیا۔۔۔

ہارون سے ملتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ کر گاڑی کو اسٹارٹ کیا۔

"مجھے نہیں چلنا پلیز چھوڑ دو دانیال بھ۔۔۔وہ پیچھے اپنے گھر کے بند دروازے کو دیکھتی بولی اور بھائی لفظ منہ ہی دبا گئی۔

دانیال نے ایک غصے بھری نظر سے فرنٹ مرر میں اسے دیکھا اور کار کی سپیڈ تیز کر دی کہ گلی کا موڑ مڑتے ہی اسکا گھر نظروں سے اوجھل ہو گیا اور وہ منہ پر ہتھیلیاں جمائے اپنی ہچکیاں دبانے لگی۔

سارے راستے وہ روتی آئی تھی اور اپنی ماں باپ کی فریم میں موجود تصویر کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی تو کبھی اپنے کرتے کو ہونٹوں سے لگاتی۔

"اور بھلا مجھے کیوں ضرورت پڑنے لگی اپنی قسمت پر نظر ثانی کرنے کی مجھے معلوم ہے یہ سب مستقبل میں میرا ہی ہونے والا ہے"

اس چھوٹے سے فلیٹ کے سامنے گاڑی کے رکتے ہی وہ باہر نکل کر دیکھتی ہوئی انکے ساتھ آگے بڑھی جب ان لفظوں کو یاد کرتے کسی نے اندر سے تمسخرے بھرا قہقہ لگیا اور وہ آنکھیں صاف کرتی رہ گئی۔

"میں آفس جارہاہوں رات کو لیٹ آئوں گا خیال رکھنا اپنا" دانیال تقویٰ کے سر پر ہاتھ رکھتا کہہ کر سوٹ کیس اور بیگ اندر رکھتا انہیں دروازہ بند کرنے کی ہدایت کرتا چلا گیا تھا۔

"آئو میں تمہیں بھائی کا روم دیکھاتی ہوں وہاں جاکر آرام کرلو" اسکی حالت کے پیش نظر تقویٰ نے کہا تو عائشہ نے اسے دیکھا اور اسکے لفظوں کو سمجھتی اسکی اندری حالت خوف سے غیر ہونے لگی۔

"نن۔۔ نہیں میں تمہارے ساتھ رہوں گی تمہارا روم کہاں ہے" خوف سے اسکا گلا خشک ہو گیا۔
اسکی پکڑ اسکی مار اتنی بے رحم تھی کہ عائشہ کو اسکے پرچھائی بھی خوف لگنے لگا تھا کہاں وہ رہتی اسکے ساتھ ایک روم میں۔

تقویٰ اسکی لٹھے کے ماندر رنگت کو دیکھتی دروازہ بند کرتی اسے اپنے ساتھ لے آئی اپنے روم میں۔۔

عائشہ سامنے بیڈ کو دیکھتی چلتی اسکے پاس آئی اور سکڑی سمیٹی وہاں پر لیٹ گئی۔
بغیر ادھر اودھر دیکھے وہ تصویر سینے سے لگائے آنکھیں موند گئی۔ اور تقویٰ ایک نظر اس پر ڈال کر اسکا سوٹ کیس اور بیگ اٹھانے چلی گئی کہ جب بیدار ہو تو فریش ہو کر چینج کر سکے۔

اس سب کے دوران اسکے دماغ سے صائم بالکل غائب ہو چکا تھا۔ اسے یاد بھی نہیں تھا کہ اسکی زندگی میں کوئی صائم نام کا آسیب ہے۔

وہ تقریباًرات کے دو تین کے قریب اپنا تین دن کا پینڈنگ ورک نمٹا کر لوٹا اور فریش ہو کر ایزی کپڑوں میں کھانا کھایا اور جب بستر پر گرا تو اسے عائشہ یاد آئی۔

ایک تیز نفرت بھری لہر اسکے وجود میں دوڑ گئی۔
اچھا ہی تھا جو وہ اسکے نظروں کے سامنے نہیں تھی ورنہ اس وقت اسے دیکھ کر وہ نفرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر کچھ کر بیٹھتا۔

سوچوں کو جھٹک کر اسنے آنکھیں موندیں۔

*____________*____________*

"بس مینے کہہ دیا ہے مجھے آپ لوگوں سے رشتہ نہیں رکھنا تو بات ختم" دانیال نے غصے سے دبے دبے لہجے میں کہا کہ حیدر نے مٹھیاں بھینچ کر اسے دیکھا۔

"کیوں نہیں کرنا وجہ تو ہوگی کل تک تو تم راضی تھے پھر آج کیا ہو گیا اچانک" وہ کھڑا ہوتا دانیال پہ دھاڑا

کہ اسکی حرکت پر حامد صاحب گھبرا کر کھڑے ہوئے۔

"حیدر"۔۔۔انہوں نے سخت لہجے میں سرزش کی جو پاگل ہوتا کچھ بھی کر گذرنے کیلیئے تیار تھا۔

حامد صاحب اور حیدر دن کے گیارہ بجے ہی دانیال کے گھر آ پہنچے تھے یوں اس طرح انکار پر جواب طلبی کیلئے۔

"بس بہت ہو گیا اب نکلو یہاں سے"۔ دانیال غصے سے اٹھ کھڑا ہوا اور حیدر کی بدتمیزی پر غیض و غضب سے بولا۔

وہ بتیس سال کا جوان مرد تھا کم از کم حیدر سے تین یا چار سال تو بڑا ہو گا کیا اسکی بھی تمیز نہیں تھی اسے کہ بڑوں سے کیسے بات کی جاتی ہے۔

تقویٰ اندر بیٹھی انکے آوازوں پر گھبرا رہی تھی اور عائشہ خالی خالی نظروں سے اس لڑکی کو گھور رہی تھی جو بغیر کچھ کیے بھی کیسا نصیب پا گئی تھی۔ اور اسنے اتنی جدوجہد کی تھی اسکے ہاتھ عمر بھر کے ناصور آ گئے تھے۔

پچھتائوں کے پیچ گری سوچ رہی تھی کہ کاش وہ اپنے باپ اور ماں کی پسند سے عارف اپنے پھوپھو زاد سے شادی کر کے عزت سے رخصت ہوتی تو آج یہاں نا ہوتی نا ہی ماں باپ کا سایہ روٹھتا۔

"ابھی تو میں جا رہا ہوں پر تمہیں بتا کر جا رہا ہوں کہ ایسے چھوڑنے والوں میں سے نہیں تم جو سوچ رہے ہو کہ اپنے اس چہیتے لوفر کو اپنی بہن دو گے تو یہ تمہاری خوش فہمی ہو گی کیونکہ تقویٰ صرف میری ہے حیدر شاہ کی" وہ کہہ کر بغیر رکے وہاں سے نکلتا چلا گیا اور حامد صاحب بپھرے دانیال سے معذرت کرتے وہاں سے نکلے۔

"آنکھ اٹھا کر تو دیکھے وہ حال کروں گا کہ دادی یاد آ جائے گی" وہ بڑبڑا کر اپنے روم میں چلا گیا۔

"کیا سوچ رہی ہو کل چلو گی یونی" انکے جانے کے بعد تقویٰ چلتی ہوئی عائشہ کے پاس بیٹھی جو کل والی سیاہ چادر میں چھپی بیڈ پر سوچوں میں گھم تھی۔

"نہیں" عائشہ ایک خاموش نظر اسکے چہرے پر ڈالکر اپنی سوچوں میں گم ہو گئی جہاں وہ تھی اسکی ماں اور اسکا باپ ہنسی خوشی رہ رہے تھے۔ نا اس میں بغاوت تھی نا دولت کی ہوس جتنا اسکا باپ لا رہا تھا اس میں ہی خوشحالی سے گذار رہے تھے۔

"میں لنچ کی تیاری کرتی ہوں تمہیں کچھ کھانے کا من ہو تو بول دینا میں کچن میں ہی ہوں" اسکے ماتھے پر لب رکھ کر کہتی وہ چلی گئی پر اسنے سنا کب تھا جو جواب دیتی۔

*_________*_________*

"اس مولانی نے تو حد کر دی ہے ایک کام ڈھنگ کا نہیں ہوتا اس سے" وہ کار میں بیٹھا لبوں میں سگریٹ دبائے غصے سے سوچ رہا تھا اور گاڑی کو یونی کی طرف جاتے روڈ پر ڈالا۔

"اب تو حساب کتاب ہو گا سائیں کی جان بہت ہو گئی تمہاری من مانی، شاید تم اپنے سائیں کو بھول گئی ہو ذرا یاد تو دلوا دوں" وہ سوچتا بڑبڑایا اور گاڑی کو ہوا سے ریس دیتا اڑانے لگا جیسے۔

اسکی مسلسل خاموشی پر رضا نے اپنے آدمی واپس بلوا لیے تھے اور اب وہ بے فکر ہو کر جا رہا تھا اپنی مولانی کے پاس۔

جہاں اس سے پہلے ہی ایک وجود شدت سے تقویٰ کے منتظر کھڑا تھا بہت گہری سوچ رکھتے۔

اسنے حیدر کو رشتے سے انکار ایک تو اپنی بہن کی وجہ سے کیا تھا جسنے اس دن آکر انکار کر دیا تھا دوسرہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جب اسکی بہن کی شادی اس سے ہو جائے اور جو اسکی بہن کو شوہر ہو وہ اسکی بیوی کی محبت ہو جس وجہ سے آگے چل کر کوئی بدنامی کی وجہ بنے۔

اس لڑکی کے کارنامے تو سامنے ہی تھے اگر شادی کے بعد وہ کوئی الزام لگاتی یا اسکی بہن کی خوشحال زندگی دیکھ کر کوئی بڑا قدم اٹھاتی اس سے بہتر تھا کہ وہ پہلے ہی اس چیپٹر کو کلوز کر دے۔

اب وہ پر سکون تھا کہ اسکی بہن اسے پسند نہیں کرتی ورنہ کافی دکھ ہوتا اسے۔

کام سے فارغ ہو کر اسنے جب فائیل اٹھائی باس کے روم میں پہنچانے کیلئے تب اسکا موبائل رنگ ہوا۔
اسنے دیکھا کوئی ایم ایم ایس آیا ہوا تھا۔

اسے بعد پہ آکر دیکھنے پر چھوڑتے وہ فائل اٹھا کر باس کی آفس میں ناک کرتا اجازت ملنے پر چلا گیا۔

مہکار بھول کر بھی نہیں بھلا رہی تھی اس گھڑی کو جب عائشہ نے سارے محلے کی عورتوں کے سامنے اسے تھپڑ مارا تھا۔

کتنے دن گذر گئے تھے اس حادثے کو پر اسے چاہ کر بھی نہیں بھول پا رہی تھی جب بھی آنکھیں موندتی تو سامنے وہ منظر آجاتا جب عائشہ نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

اسے مسلسل بے چین کیے ہوا تھا کہ پاگل بنا رہا تھا۔

"اس مڈل کلاس لڑکی کی ہمت تو دیکھو مجھے تھپڑ مارا تھا اب تم دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں" وہ ایک عزم سے کہتی اپنا موبائل اٹھا کر وائس ریکارڈنگ کو دانیال کے موبائل نمبر (جو اسنے اپنے ڈیڈ کے موبائل سے لیا تھا) سینڈ کیا اور کمینگی سے مسکراتی اٹھ کر کچن کی جانب چلی گئی۔

"اب تمہیں معلوم ہو گا مہکار کو تھپڑ مارنے کی کیا سزا ہوتی ہے" پانی کا گلاس لبوں سے لگاتی مسکرائی۔

ہارون دوبار پھر آچکا تھا اسے لینے پر مہکار نے انکار کر دیا تھا کہ جب اسکا دل چاہے گا وہ آجائے گی ابھی اسکا کوئی ارادہ نہیں اس دبے نما گھر میں آنے کا۔ یہ تو اسنے دل میں ہی کہا تھا پر اسنے سوچ لیا تھا تب جائے گی جب کچھ پا لے گی۔

عائشہ تو ہاتھ سے نکل گئی تھی تقویٰ کو تو وہ پسند نہیں کرتی تھی اور وہ ہاتھ میں آنے والی بھی نہیں تھی۔
اور رہی خاندان کی الٹرا ماڈرن لڑکیاں انہیں تو وہ آنے نہیں دے گی اپنے بھائی کی زندگی میں اور اب جو روگ لگا تھا اسے تقویٰ کا ممکن تھا کہ کبھی وہ شادی کرے۔
اور جب وہ شادی ہی نہیں کرے گا تو کیسے اس جائداد کے وارث آئیں گے اور پھر صرف اسکا بیٹا ہو گا اور یہ سب کچھ اسکے بیٹے ساحل کے نام۔

اسنے بہت آگے کی پلائننگ کرلی تھی اور اب اسے بس ثابت قدم رہنا تھا کہ تقویٰ کے بعد حیدر کی زندگی میں کوئی لڑکی نا آسکے۔

"ایم سوری بھائی پر اس دور میں ہر کوئی اپنے اور اپنے بچوں کے بارے میں سوچتا ہے آپنے تو دیکھا ہے ہارون کے پاس ایک دبے نما گھر اور سوکھی نوکری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اسلئے مجھ یہ سب کرنا پڑرہا ہے" وہ تصور ہی تصور میں حیدر سے مخاطب ہوتی بولی اور کچن سے نکلی۔

*_____________*____________*

"میرے روم میں آئو" وہ جو اکیلے گھر میں تقویٰ کے روم میں دبکی بیٹھی تھی اور پھر کچھ ہی دیر بعد بے وقت دانیال کی آمد پر سہمی ہوئی تھی اسکے آکر اپنے روم آنے کے حکم پر اسکی جان ہوا ہوگئی۔

"وہ مجھے کیوں بلارہے ہیں" خوف سے سوچتی وہ اپنے ٹھنڈے پڑتے پائوں کو مسلنے لگی۔

"تمنے سنا نہیں لڑکی" وہ دھاڑ کر واپس آیا

"آ۔ آرہی ہوں" ایکدم وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اسکی سرخ بھوری آنکھوں میں دیکھتی کانپ کر نظریں جھکا گئی۔

اسکے اندازِ مخاطب سے لگ رہا تھا ضرور پھر کوئی اسکا کارنامہ سامنے آیا ہے۔ اور وہ اب سینے سے لگا فریم سائیڈ ٹیبل پر رکھتی اسکے پیچھے روم میں آ کر بیچوں بیچ کھڑی ہوئی سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

اور نازک سا کانچ نما بدن خوف سے لرز رہا تھا۔

دانیال نے نفرت بھری نظر اس پر ڈالی اور اپنا موبائل اٹھا کر اسکے سامنے کیا۔۔

"سنو اسے" وہ سامنے آتا بولا عائشہ نے ڈبڈباتی نظریں اٹھائیں اور اسکے ہاتھوں میں موبائل کو دیکھا

"دیکھ کیا رہی پکڑو اسے" وہ غصے سے بولا تو اسنے جلدی سے موبائل اسکے ہاتھ سے لیا۔
کانپتی انگلوں سے اسنے سکرین کو چھوا تو جیسے کرنٹ لگا اس آواز پر وہ ہکا بکا سی موبائل کو دیکھنے لگی جہاں اسکی آواز گونج رہی تھی۔۔۔
"میں تقویٰ کو ہوٹل کے بک کیے روم میں بلاؤں گی اور وہاں صائم زید کو پہلے ہی بلا لوں گی اس سے ملنے کی خواہش کر کے اور پھر دونوں کو بیہوشی کی گولیاں جوس کے گلاس میں ملا کر پلاؤں گی اور اسے لیکر ایک روم میں جاؤں گی جہاں تقویٰ پہلے ہی موجود ہو گی، پھر میں اسے اندر بھیج کر باہر سے روم لاک کر دوں گی جب کچھ دیر بعد ان پر دوائی اثر دیکھائے گی تو انکی ایک ساتھ تصوریں لیکر ہم دانیال کو بھیجے گے اور تقویٰ کو بلیک میل کریں گے کہ وہ یہاں سے چلی جائے میرے اور حیدر کے بیچ سے۔ اور پھر تو ظاہر ہے اسکا بھائی اسکے کارنامے دیکھ کر کسی گائوں کے لنگور سے شادی کروا دے گا"

وہ ساکت سی سن رہی تھی۔اور دانیال ایک بار پھر سنتے جو خود پر ضبط کر کے گھر پہنچا تھا اسکا ضبط ٹوٹنے لگا اسنے اپنی بیلٹ نکالی۔

"دوسرا سنو" وہ دھاڑا کہ روتی ہوئی عائشہ نے اسکے ہاتھ میں بیلٹ دیکھ کر دوبارا اسکرین پر کلک کیا۔

"بھابھی میرے پاس زبردست آئیڈیا ہے کیوں نا میں تقویٰ کو یونی کی بند کلاس میں بھیج کر پیچھے یونی کے کسی بدمعاش لڑکے کو بھیج دوں اور پھر وہاں پروفیسر کو لے جائیں اسکے کارنامے دیکھانے کیلیئے سچی اتنا مزا آئے گا کہ وہ کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہی گی بڑی چھتی بنی پھرتی ہے نا پروفیسرز کی جب اسکے کارنامے دیکھیں گے تو جوتے مار کر یونی سے نکالیں گے"

اسنے سنتے سختی سے اپنے منہ پر ہاتھ جمالیا"کتنا گر گئی تھی وہ کس قدر گھٹیا عورت تھی وہ کہ ایک عورت ہو کر دوسری عورت کیلیئے ایسی چالیں چل رہی تھی پر نتیجہ کیا نکلا آج بھی وہ باعزت جاتی ہے یونی اور اپنے مقصد پر ڈٹی ہے اور خود۔۔!خود کسی کے سامنے نظریں اٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔
لوگ اس پر تھوک رہے تھے اس سے گھن کھا رہے تھے۔
اسکے ماں باپ ایسی اولاد کا چہرا دیکھنے سے منہ موڑ گئے تھے۔
ہر طرف سے ٹھکرا رہی تھی ذلیل ہو رہی تھی۔

جو جو باتیں غلیظ آئیڈیاز اسنے مہکار سے تقویٰ کے خلاف بتائے تھے وہ سب دانیال اسے باری باری سننے کا کہہ رہا تھا اور خود اسکے سر پر کسی دیو کی طرح کھڑا تھا کہ وہ کانپتی روتی ہوئی سن رہی تھی۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ مہکار اسکی ریکارڈنگ کرتی ہے پر کیوں ؟ کیا مستقبل میں اسے بلیک میل کرنے کیلئے !۔ یا کبھی جو وہ اسکی اصلیت دیکھ لے تو اسے بھی اپنے ساتھ سب کے سامنے لائے۔

"پر بھابھی یقین مانے اب مجھے اسکی دولت سے زیادہ حیدر سے محبت ہے، پتا نہیں کب اسے روزرات کو میسج کرتے صبح کا میسج کرتے اسکا کھڑکی سے روز صبح دیدار کرتے کب مجھے بھی محبت کا مرض لگ گیا مجھے نہیں معلوم ہوا،،"

"بھابھی میں قسم کھاتی ہوں میں بہت محبت کرتی ہوں اس سے اسے کسی کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی میں مر جاؤں گی بھابھی آپ کچھ کریں نا بھابھی"

اسکی پارٹی والی آواز موبائل سے گونجی جس کے ختم ہونے پر دانیال نے اسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹا۔

"تم میری بہن کو بدنام کرنے والی تھی ذلیل عورت" اسکے ہاتھ میں موجود بیلٹ پورے زور سے اسکی پیٹھ پر مارتے وہ دھاڑا کہ ایک دل دہلانے والی چیخ پورے گھر میں گونجی۔

"مجھے معاف کر دیں دانیال پلیز میں کبھی ایسا نہیں کروں گی مجھے بخش دیں" وہ نیچے گری کھسکتی ہوئی ہاتھ جوڑتی اس بپھرے شیر کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔

"معاف کر دوں تمہیں معاف کر دوں" اسنے کہتے دوسرا پھر تیسرا اسے پر وار کیا اور پھر مسلسل اسکی چیخوں کی پروہ کیے بغیر اپنی بیلٹ کو مٹھی میں جکڑے اس پر ٹوٹ پڑا تھا کہ اسکی پیٹھ کمر سے شرٹ پھٹ گئی اور وہاں سے خون نکلنے لگا۔

"اماں۔۔۔وہ سسکاری بھر کر رہ گئی مسلسل چیخوں سے اسکا گلا بیٹھ گیا تھا اور وہ نڈھال ہو گئی تو فرش پر سر رکھ کر مزاحمت چھوڑ دی اور جب دانیال کا سانس پھول گیا، وہ ادھ موئی ہوئی تب پیچھے ہٹا اور بیڈ پر بیٹھ کر اسکے وجود کو نفرت سے دیکھنے لگا۔

"میرا بس چلے تو تمہیں پاؤں سے کچل دوں تم بد کردار عورت میری بہن کے خلاف ایسے اپنے جیسے گھٹیا منصوبے بنا رہی تھی" بیلٹ نیچے پھینک کر وہ غصے سے بولا

اور نیچے پڑی سسکتی عائشہ سوچ رہی تھی کہ بس اتنی سی سزا وہ اسے آگ میں کیوں نہیں پھینک رہا تھا وہ تو زندہ جلنے کے لائق تھی۔

"اب تم میری بہن سے بات کر کے دیکھو پھر تمہیں بتاؤں گا، اور اب سے تم مجھے اس روم میں دیکھنی چاہیے میری بہن سے اپنا سایہ بھی دور رکھو اس معصوم کی عادت ہے تم جیسی چال باز لڑکیوں کے دل میں جگہ بنانے کی پر اسکا بھائی ابھی زندہ ہے تمہیں اس سب کے سارے حساب کتاب دینے پڑیں گے" وہ ایک قہری بھری نظریں ڈال کر اپنی بیلٹ اٹھاتا موبائل لیکر تقویٰ کے روم سے اسکا سوٹ کیس اور بیگ اپنے روم میں رکھ کر اور روم کا دروازہ لاک کرتا وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے وہ درد کی تاب نالاتی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی اور زمین پر ہی پڑی رہی بے بس بے حس بنی۔

*________________*________________*

"آپ"۔۔!! تقویٰ نقاب میں جب چھٹی کے وقت یونی سے باہر نکلی تو سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے حیدر کو دیکھ کر بولی۔

"جی میں" وہ مسکرا کر سیدھا ہوا

"یہ کونسی تمیز ہے آپکی مسٹر کیا آپ یہاں میرا کردار مشکوک کرنا چاہتے ہیں" وہ ناگواری سے بولی جب آس پاس کی لڑکیوں کی نظریں خود پر محسوس کی۔

"ایم سوری مس تقویٰ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں میں صرف آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں کیا آپ اپنا کچھ وقت دیں گی؟" وہ بھی شرمندہ ہوا اور معذرت کرتا بولا

"آپ کے سوالوں کا جواب میرے بھائی دے چکے ہیں مزید میں کسی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں"۔ وہ رکھائی سے کہتی جانے لگی کہ حیران حیدر اسکے سامنے آیا۔

"تو کیا آپنے انکار کیا ہے رشتے سے"؟ وہ بولا تو لہجے میں کانچ جیسے چبھن کے ساتھ دکھ اور محبت کی کرچیاں تھی کہ تقویٰ نقاب کے پیچھے اپنے لب بھینچ کر رہ گئی۔

"جی مینے کیا ہے انکار" وہ بے حس بن گئی اور حیدر کا دل پھٹنے کے قریب ہو گیا اسکی گرے آنکھیں سرخ پڑ گئی اور ان دونوں کو باتیں کرتے دیکھ کر صائم بمشکل خود پر ضبط کیے کھڑا تھا کیونکہ وہ تماشا نہیں چاہ رہا تھا۔

کہ اسے ایک اور بہانہ مل جائے انکار کا۔

"کیوں"؟ وہ تڑپ اٹھا

"کیا آپکی بہن نے جو میرے ساتھ کیا کم تھا کہ اسی گھر میں آئوں صرف آپکی محبت کو دیکھتے جہاں میری کوئی عزت نہیں۔ مسٹر ہم لڑکیوں کی بھی عزت نفس ہے، ہم آپ لوگوں کی محبت کے پیچھے ساری زندگی اپنی عزت کی دھجیاں نہیں اڑا سکتے ابھی تو صرف وہاں تھی کہ آپکی بہن نے اتنے غلیظ الزامات لگائے مجھ پر جب آپکے گھر میں آتی تب تو میں کہیں کی نا رہتی ایک منٹ نہیں لگتا آپکی بہن کو میری انسلٹ کرنے میں میرے مان میری عزت نفس کو کچلنے میں، میں انکے شوہر ہارون کو اپنا بھائی کہتی نہیں مانتی بھی تھی اور ہوں پر آپکی بہن نے کیا کیا اس مان بھرے رشتے سے بھی نہیں گذری ان پر بھی الزام لگا دیا کل کلاں جب میں آپکے گھر آئوں تب وہ کیا کریں گی مجھے ذلیل کر کے گھر سے دھکے دیکر نکالنے میں بھی دیر نا لگائے ہم لڑکیوں کی عزت نازک آبگینے جیسی ہے جسے ذرا سی ٹھیس پہنچے تو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے میں نہیں چاہتی میری عزت ٹکڑوں میں تقسیم ہو، ایم سوری میں دعا کروں گی آپکو مجھ سے بھی اچھی لڑکی ملے جس میں یہ سب برداشت کرنے کی ہمت ہو مجھ میں نہیں ہے میں گائوں کی لڑکی ہوں میں شہر کی ایسی عورتوں کی چالوں کو نہیں سمجھ سکتی نا ہی منہ دے سکتی ہوں مجھے میرے دائرے میں ہی رہنے دیں مجھے امید ہے آپ مجھے سمجھیں گے اور اپنی محبت اور مجھے رسوا نہیں کریں گے خدا حافظ" بہت مشکل سے وہ یہ سب کہتی وہاں سے آگے بڑھ گئی کہ حیدر صرف اسے دور جاتے دیکھتا رہ گیا۔

"نہیں تقویٰ نا آپکے جیسی کوئی ہوگی نا ہی میری زندگی کا حصا بنے گی میرے لئے صرف آپ ہیں اگر آپ ایسے خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں سچ بات تو یہ ہے کہ میں واقعی اپنی محبت کو رسوا نہیں کر سکتا ایک طرف اپنی بہن کو جانتا ہوں وہ مجھے

پیاری ہے میں اسے نکال نہیں سکتا اپنی خوشی محبت کیلیئے ایک طرف آپ ہیں جس سے میری سانسیں جری ہیں نارہ سکتا ہوں نا آپکو رسوا کر سکتا ہوں، میں آپکے بنا کیسے رہوں گا تقویٰ اس دل کو کیسے سمجھاؤں گا جو آپکو پانے کیلیئے مچل رہا ہے" ضبط سے سرخ آنکھوں سے وہ جاتی ہوئی تقویٰ کی پشت کو دیکھنے لگا اور تھکا تھکا سا گاڑی میں بیٹھا۔

گاڑی اسٹارٹ کرتے اسنے سیٹی کی آواز پر نظریں اٹھائی تو سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا صائم زید نے اسکے دیکھنے پر شرارت سے آنکھ ماری حیدر کا خون کھول اٹھا۔

اور اسنے نفرت سے سر جھٹک کر گاڑی آگے بڑھادی جانتا تھا جب وہ اسکی نہیں ہو سکتی تو اس لوفر کی کیسے ہوگی۔

*_________________*________________*

وہ مسلسل بجتے فون سے تنگ آکر اوکے کرتی کان سے لگا گئی۔۔۔

"مولانی اگر تمنے اب ذراسی تاخیر کی آغاجانی سے بات کرنے کی تو کل اپنے بھائی پر رونے کیلیئے تیار رہنا" صائم کی غصے بھری آواز پر تقویٰ ہڑبڑا گئی۔
اور دانیال کے روم کی طرف جاتی عائشہ کیلیئے واپس اپنے روم میں آئی۔

"بکواس بند کرو میں کر رہی ہوں" وہ دبے لہجے میں دھاڑی۔

"ہاہاہابہت غصہ ہو جاتا ہوں وجہ مولانی" وہ قہقہ لگا کر پھر غصے سے بولا۔

"کیا وجہ ہے ہاں کیوں پیچھے پڑے ہو میں تمہارا ایسا حشر کروں گی کہ اپنے پیدا ہونے پر افسوس کرو گے" دکھ غم سے نڈھال اوپر سے اسکی معنی خیز باتوں پر چلائی۔

"تم صرف میرے پاس آئو حشر ہم دونوں ملکر ایک دوسرے کا کریں گے سائیں کی جان" ذومعنی لہجے پر وہ کانپ کر رہ گئی بد دعائیں اسے دیتی روتی ہوئی کال ڈسکنیکٹ کر دی اور اسکی مسلسل آتی کالز کو اگنور کرنے لگی۔

"السلام علیکم آغا جانی میں تقویٰ بول رہی ہوں" کچھ دیر خود کو سنبھالنے کے بعد اسنے حویلی کال کی اور اتفاق سے آغا جانی کے اٹھانے اور انکے کون ہے پوچھنے پر جلدی سے بولی۔

"ہائے تقویٰ میری شہزادی کیسے یاد کر لیا اس بوڑھی ماں کو کیسی ہو تم اور دانیال بیٹا کیسا ہے"؟ خوشی سے آغا جانی نہال ہوتی بولی انکے پائوں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے تقویٰ کے کال کرنے پر۔

اسنے خوشی سے جلدی سے ثانیہ بیگم کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور اسے بھی سننے کا کہا جیسے تقویٰ کی نہیں کسی ملکہ کی کال آئی ہو۔

"الحمد اللہ ہم ٹھیک ہیں آپ کیسی ہیں؟ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے آغا جانی" بھرائی آواز پر دونوں ٹھٹھک گئی۔

"کیا ہوا بیٹا رو کیوں رہی ہو بتاؤ مجھے کوئی پریشانی ہے کیا" وہ بے چین ہوئی۔

"آغا جانی آپ صائم سائیں کو سمجھائیں نا انہوں نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے مجھے روز دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر مینے ان سے شادی کیلیئے ہاں نہیں کی تو وہ میرے بھائی کو۔۔۔۔وہ کہتی دوسری طرف انہیں سکتے میں چھوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"یہ سب اپنا صائم کہتا ہے تم سے ہائے اللہ"؟ انہوں نے صدمے سے پوچھا۔

"جی اس دن گھر میں بھائی کی غیر موجودگی میں گھس آئے اور گن میرے ماتھے پر رکھ کر بے ہودہ باتیں کرنے لگے اور مجھے دھمکیاں دیں" وہ مزید کہنے لگی اور آغا جانی ثانیہ بیگم کا منہ کھل گیا۔

------------------*

تقویٰ سب کچھ کہہ دیا کہ کیسے صائم اسے تنگ کر رہا ہے اور دوسری طرف آغا جانی اور ثانیہ بیگم ہکا بکا بیٹھی تھیں۔

"تم رو نہیں میری بچی بے فکر رہو میں اسے سمجھاؤں گی تو دوبارہ تمہارے راستے میں نہیں آئے گا تم اپنی پڑھائی پر دھیان دو اللہ تمہیں کامیاب کرے میں بات کرتی ہوں اس سے رضا نے تو کہا تھا کہ وہ خاموش ہے تمہیں تنگ نہیں کر رہا" اسے دلاسہ دیتے وہ رضا کی باتیں یاد کرتی بولی جو اسنے آغا جان کو کل کہیں تھی کہ وہ تقویٰ کو تنگ نہیں کر رہا نا ہی اسکے راستے میں آرہا ہے۔

"رضاسائیں کو نا معلوم ہو شاید یا انکے بعد وہ میرے گھر آیا ہو آپ پلیز انہیں سمجھا دیں اگر دانیال کو معلوم ہوا تو بہت بڑا جھگڑا ہو گا" وہ مزید بولی تو آغا جانی نے اسے یقین دلایا اور چند کچھ باتیں کر کے کال کاٹ دی۔

"مجھے اس لڑکے سے یہ امید نہیں تھی اپنے ہی گاؤں کی بچی کو تنگ کر رہا ہے کال لگاؤ اس سے میں بات کرتی ہوں" آغا جانی غصے سے بولی اور اپنے روم میں آئیں۔

پیچھے ثانیہ بیگم انکے حکم پر سر ہلاتی صائم کو کال کرنے لگی جو دو تین کلز کے بعد پک کر لی گئی۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے صائم تم اس لڑکی کو اس قدر تنگ کر رہے ہو کہ وہ گھر سے باہر نکلتے بھی ڈر رہی ہے یہ شرافت ہے تمہاری، تمہارے آغا جان کو معلوم ہو گا تو جانتے ہو کیسی قیامت آئے گی" اسکے ہیلو کہنے پر ہی آغا جانی غصے سے برس پڑیں کہ دوسری طرف صائم جو لیلیٰ کے ساتھ ریسٹورنٹ میں موجود تھا مسلسل حویلی سے آتی کالز پر اوکے کرتا لیلیٰ سے ایکسکیوز کر کے سائیڈ آیا اور کان سے موبائل لگا کہ ہیلو کہا تو آغا جانی کی غصے بھری آواز پر ٹھٹھکا۔

"کون کیسی لڑکی؟ کس کی بات کر رہی ہیں"؟ وہ الجھ کر پوچھنے لگا

"کیا مطلب کون کیسی لڑکی اور کتنیوں کو تنگ کرتے ہو تم؟ انہوں نے مشکوک لہجے میں حیرت سے پوچھا
"تقویٰ کی بات کر رہی ہوں، تمہیں شرم نہیں آتی تم اپنے ہی گاؤں کی لڑکی پر زندگی عذاب کر رہے ہو اگر اسکے بھائی کو معلوم ہو جائے گا تو پتا ہے نا کیسا طوفان اٹھے گا" وہ برہمی سے بول رہی تھی اور صائم کے لبوں پر مسکراہٹ تھی مولانی کی جرات پہ۔۔

"میں پہلے ہی کہہ آیا ہوں تقویٰ صرف میری ہے اب قیامت آئے یا طوفان اسے میرا بننا ہی پڑے گا کیا آپ رشتہ مانگنے جائیں گی اسکے بھائی سے"؟ وہ سخت ٹھوس لہجے میں کہتا انسے پوچھنے لگا

"ہائے ہائے لڑکے تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو جب وہ لڑکی تم سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتی پھر کیسی زبردستی مجھے معاف ہی رکھو اور تم بھی اس لڑکی سے دور رہو بیچاری کے حال پر رحم کھاؤ کیوں اس طرح بھاولے ہو گئے ہو چھوڑو سب کچھ واپس آئو حویلی، میں تمہارے داداجان سے بات کروں گی تمہارے لیے خاندان سے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈتے ہیں" انکی ہائے ہائے پر وہ مسکراتے سننے لگا۔

"اچھا ٹھیک ہے آتا ہوں کچھ دنوں میں پر پرامس کریں کہ آغاجان نکالیں گے نہیں وہاں سے" لیلیٰ کے بیزار چہرے پر نظریں ڈالتے وہ بولا تو آغاجانی نہال ہو گئی

"دادی صدقے مجھے معلوم تھا میرا پوتا بہت سمجھدار ہے ضرور سمجھے گا مجھے، آجائو میں ہوں نا کیوں ڈانٹیں گے تمہیں آجا میرا شہزادہ" وہ محبت سے اسے یقین دلاتی گویا ہوئی تو صائم سر ہلا گیا۔

اور پھر کچھ دیر انکی نصیحتیں سننے کے بعد کال ڈسکنیکٹ کر دی اور موبائل جیب رکھتے تقویٰ کا سوچنے لگا۔

"ایسے تو ایسے سہی مجھے کیا" وہ کندھے اچکا کر لیلیٰ کے پاس گیا جہاں اب جنید اور سیف بھی موجود تھے اسنے شکر کا سانس خارج کیا ورنہ اسکی باتوں سے وہ پک گیا تھا۔

*________________*______________*

بے چین بے سکونی کے عالم میں بیٹھا وہ لیپ ٹاپ بند کر کے ماتھا مسلنے لگا۔
"بہت غلط کیا ہے" وہ سانس گھٹنے پر اٹھ کھڑا ہوا اور ونڈو کے قریب پہنچ کر اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

پتا نہیں کیا ہو گیا تھا اسے سنتے ہی کہ کیسے گھٹیا پلائن بنائے تھے اسنے اگر ان میں سے ایک پر بھی عمل کر جاتی تو وہ تو کہیں منہ دیکھانے کے لائق نا رہتا۔ کتنے مان سے لیکر آیا تھا وہ اپنی بہن کو شہر کہ اسے آگے پڑھائے گا حالانکہ وہاں سب نے کہا تھا لڑکی ذات ہے انٹر تک ٹھیک ہے تعلیم اگر آگے پڑھاؤ گے تو یہی بہن بغاوت پر اتر آئے گی یا منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑے گی۔

وہ ان سب دقیانوسی سوچ رکھنے والے لوگوں کو دیکھانا چاہتا تھا کہ انکی سوچ کتنی غلط ہے لازمی نہیں ایک ایسا قدم اٹھائے تو دوسری بھی ایسی ہوں ان پر زندگی عذاب کریں پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی وہ انہیں دیکھانا چاہتا تھا کہ علم پردے میں بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس پر ہر بہن بیٹی کا حق ہے جنہیں وہ شہر میں جا کر بغاوت کرنے کے ڈر سے ہزاروں کی آرزوں آگے بڑھنے کی خواہشوں کا گلا دبا کر انہیں چھوٹی عمر میں شادی کروادیتے تھے۔

وہ انکی آنکھوں سے کالی پٹی کو اتارنا چاہتا تھا۔
اور اس مقصد کے بیچ اگر یہ سب آرہا تھا تو اسکا یوں پاگل ہونا فطری تھا پر اب یہ سوچ کر دماغ پھٹ رہا تھا کہ وہ تو پاسٹ تھا گذر چکا اسکی بہن کے آنچل پر آنچ بھی نہیں آئی اور وہ لڑکی اپنے کیے کا بھگت رہی ہے پھر کیوں اتنی حیوانگی دیکھائی

"پتا نہیں کتنی تکلیف میں ہو گی" سوچ کر ہی وہ لب دبا گیا اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔

کیا کوئی انسان ایسا کر سکتا؟ اسنے ڈرتے خود سے سوال کیا

اور جواب نہیں میں ملا تو اسکی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی اور اسنے آنکھیں بھینچتے اپنے رب کے سامنے توبہ کیلئے کان پکڑے تے چھوئے۔۔

"یا اللہ میں گناہگار ہوں مجھے معاف فرما میں بھی ایک بہن کا بھائی ہوں پتا نہیں کیوں یہ بھول گیا کہ سزا دینے کا حق صرف آپکو ہے ہم بندے تو غلام ہیں ہماری کیا اوقات آپکے پیارے بندوں کو اذیت دینے کی یا اللہ مجھے معاف فرما" وہ اوپر آسمان کو دیکھتا بول رہا تھا اور سچے دل سے نادم ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔

توبہ تابی کرتا وہ شرمندگی کی گہرائیوں میں ڈوب رہا تھا کہ تقویٰ کی کال نے اسکی توجہ کھینچی۔

وہ چلتا ٹیبل کے پاس آیا اور موبائل کان سے لگایا تو تقویٰ نے روم بند ہونے اور عائشہ پوچھ کر اسکے سینے میں خنجر گھونپ دیا کہ اب کیا بتاتا اسنے اس پر اپنی درندگی دیکھا کر اسے روم میں لاک کر دیا ہے۔

اتنی تو ہمت اس میں بھی نہیں تبھی جھوٹ کا سہارہ لیتا عائشہ کے آرام کا کہہ کر مزید اسے دروازہ لاک ہونے کی وجہ بتانے سے پہلے ہی اہم میٹنگ کا کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

------------------------------------*

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تم جا رہے ہو"؟ حامد صاحب زندگی میں پہلی بار غصہ کرتے اسکے روم میں آئے جہاں حیدر اپنی پیکنگ کر رہا تھا۔

اسنے امریکہ کی فلائٹ بک کروالی تھی اور اب صرف پیکنگ کر کے اپنے ڈیڈ اور مہکار سے ملکر اسے جانا تھا ہمیشہ کیلئے یہ ملک چھوڑ کر۔

کیونکہ وہ نہیں رہ سکتا تھا یہاں جہاں ہر پل اسکا دل اسکے لئے مچلے اور وہ پاگل ہو کر کوئی انتہائی قدم اٹھائے اس سے بھتر تھا کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔

جانتا تھا اسکا باپ ناراض ہو گا پر وہ اسے سمجھے گا۔ اسکی حالت سے تو واقف ہے جب وہ ٹوٹا ہارا گھر میں داخل ہوا تھا۔

پہلا سامنہ اپنے باپ سے ہی تو ہوا تھا جنہیں دیکھ کر وہ جوان مرد رو پڑا تھا کہ وہ اسے چھوڑ آیا اسکی خوشی کیلئے اسے رسوائی سے بچانے کیلئے چھوڑ آیا تاکہ وہ خوشی سے اپنی مرضی کی زندگی گذارے۔

"جی میں آپکو بتانے ہی والا تھا" سوچوں سے سر جھٹکتا مسکرا کر گرے سرخ لہو ہوتی آنکھوں سے حامد صاحب کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ تم ہو حیدر ایک لڑکی کیلئے اس وقت جب تمہارے باپ کو تمہاری سخت ضرورت ہے اسے اکیلا یہاں اس بڑے سے گھر میں چھوڑ کر جا رہے ہو تاکہ میں یہیں گھٹ گھٹ کر جو کچھ دنوں کی زندگی بچی ہے وہ گذاروں" وہ غصے ناراضگی سے بول تو حیدر نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

"نو ڈیڈ کیسی باتیں کر رہے ہیں اللہ آپکو میری زندگی بھی دے" وہ انکے گلے لگ گیا دل جو پھر سے بھر آیا تھا۔

"نہیں چاہیے مجھے تمہاری زندگی مجھے صرف اپنا پہلے والا ہنستا مسکراتا بیٹا چاہیے حیدر دنیا ایک لڑکی پر ختم نہیں ہوتی میں تمہارے لیے اس سے بھی اچھی لڑکی تلاش کروں گا آئی پرامس" وہ بچوں کی اسے بھلانے لگے جس پر حیدر زخمی سا مسکرایا۔

"نہیں ڈیڈ ایسی کوئی کوشش مت کیجئیے گا کیونکہ میری زندگی اس تک ہی تھی مجھے اور کوئی بھی اچھی لڑکی نہیں چاہیے میرے لئے تقویٰ ہی تھی اور وہ ہی اس دل میں رہے گی میں اسکی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا پلیز مجھے جانے دیں میں مزید یہاں نہیں ٹھہر سکتا" وہ بھاری لہجے میں بے بسی سے گویا ہوا تو حامد صاحب نے شدید غصے سے اسے دیکھا

"جائو تم جا کر سوگ منائو پر یاد رکھنا اگر تم یہاں سے نکلے تو اپنے باپ کا مرا منہ دیکھو گے، تم ایک لڑکی کی چار دن کی محبت پر مرنے کی باتیں کر رہے ہو دور جانا چاہتے ہو پھر انیتس سال کی محبت کا حساب دو جس سے تم اسکا بیٹا چھین رہے ہو" وہ غصے سے دھاڑتے وہاں سے نکلے اور حیدر سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گیا

"کہاں جائوں آگے کنواں پیچھے کھائی"

"آپکی محبت کے سامنے تو میری محبت کچھ نہیں ڈیڈ" کچھ دیر مکمل خاموشی کے بعد وہ مسکراتا اٹھا اور اپنے روٹھے باپ کو منانے گیا۔

-------------------------*

"آپنے دروازہ کیوں بند کیا بھائی میں کب سے اسے پکار رہی ہوں وہ جواب نہیں دے رہی کیا کیا ہے آپنے اسکے ساتھ" غصے سے بھری بیٹھی تقویٰ رات کو دانیال کے گھر آنے پر پھٹ پڑی اور باز پرست کرنے لگی جس پر دانیال نظریں چرا گیا۔

"کچھ نہیں ہوا گڑیا وہ میری بیوی ہے تو اب میرے روم میں ہی رہے گی تم جائو آرام کرو میں دیکھتا ہوں شاباش جائو" وہ اسکا سر سہلاتا بولا تو تقویٰ نے گھورا

"مجھے عائشہ کو دیکھنا ہے بھائی میں پہلے اس سے مل لوں جب مجھے تسلی ہو گی تو چلی جائوں گی سونے اسنے دوپہر سے کچھ کھایا بھی ہے کہ نہیں یا بند ہی پڑی ہے روم میں یہ کوئی انسانیت ہے انکل اسے ہمارے حوالے کر گئے ہیں اور ہم انکی بیٹی کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں" وہ انکار کرتی دبے ہوئے غصے میں ناراضگی سے بولی تو دانیال لب بھینچ لیے۔

"تقویٰ مینے کہا ہے نا صبح مل لینا جائو اب" وہ سختی سے گویا ہوا تو تقویٰ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں تو مل لوں گی صبح دانی پر اگر کچھ بھی الٹا سیدھا ہوا نا عائشہ کے ساتھ تو میں آپکی پھوپھو سے شکایت کروں گی دیکھ لینا" وہ کہہ کر منہ پھیرتی چلی گئی اور دانیال اسکی دھمکی پر اسکی پشت دیکھنے لگا۔

"ابھی تو پھوپھو کو بتایا نہیں اپنے نکاح کا انکا کیا ری ایکشن ہو گا اف" وہ سوچتا سر مسلنے لگا جو درد سے پھٹ رہا تھا۔

بریف کیس ہاتھ میں پکڑے وہ جب روم میں داخل ہوا تو نظریں اسکے وجود کو تلاشنے لگی پر زیادہ تگ ودو نہیں کرنی پڑی سامنے ہی وہ صبح والی پوزیشن میں ویسی کی ویسی پڑی تھی البتہ اسکے جسم سے نکلے خون کے دھبے اسکی پیلی شرٹ پر اپنے نشان چھوڑ گئے تھے۔

اسنے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور بریف کیس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا گھڑی ٹائی موبائل وہیں رکھ کر اسنے پاؤں کو شوز کے قید سے آزاد کروایا اور پھر آستینیں فولڈ کرکے چلتا اسکے پاس آیا اور دوزانو بیٹھا۔

اسکے منہ پر بالوں کا سنہرے جال بچھا ہوا تھا جس سے وہ اسکی شکل نہیں دیکھ پا رہا تھا کہ جاگ رہی ہے یا ابھی بیہوش ہے۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکے منہ سے بال پیچھے کیے اور اسکی لرزتی پلکوں سوجی بند آنکھوں کو دیکھا تو لب چبا گیا۔

"سنو لڑکی" اسے سمجھ نا آیا کیسے مخاطب کرے اسے

عائشہ نے اسکی پکار پر ڈر سے آنکھیں میچلیں جس پر دانیال نے اسکے لرزتے وجود کو دیکھا۔

"تمہیں ایک بار میری بات سمجھ میں نہیں آتی کھولو آنکھیں جواب دو مجھے" وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے میں نرمی پیدا نہیں کر پارہا تھا شاید اس لئے کہ اسکے دل میں اسے دیکھ کر ندامت کے علاوہ کوئی نرم گوشہ نہیں تھا صرف سختی ہی سختی تھی اندر میں۔

عائشہ نے ڈر سے اپنے منہ پر کانپتے ہاتھ رکھ دئے پر جواب نہیں دیا۔

تنگ آکر دانیال کچھ جھکا اسکی طرف اور آہستہ سے اسکے نازک وجود کو بانہوں میں بھر کر اٹھالیا۔

"تم انتہائی کی ڈھیٹ عورت ہو" وہ اسے بیڈ پر ڈالکر جگ سے گلاس پانی کا بھرنے لگا

"لو پیو اسے" اسکے سر کو اوپر اٹھاتے وہ روعب سے بولا کہ روتی ہوئی عائشہ نے سوجی آنکھیں بمشکل واکی اور اسنے بیٹھے اس دیو کو دیکھا۔۔

دانیال اسکی لہو آنکھوں میں دیکھتا نظریں چرا گیا اور اسکے سرخ لبوں سے گلاس لگا دیا۔

وہ جو ڈر رہی تھی کہ اب پھر مارے گا کوئی اور اسکی گھٹیا حرکت سامنے آئی ہو گی اور وہ اسے بھون کر رکھ دے گا اس ڈر سے وہ آنکھیں نہیں کھول رہی تھی نا ہی جواب دینا چاہتی تھی کہ وہ اسے بیہوش سمجھ کر بخش دے پر اسکی سوچوں کے بر خلاف وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ پر لایا اور اسکے خشک حلق مں پانی انڈیلا تو وہ حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھنے لگی پر وہ نظریں چرا گیا۔

دانیال نے اسے پانی پلا کر جب لیٹایا تو اسکے میں سے آہ کی سسکی نکلی اسکی زخمی پشت جو بیڈ سے ٹکرائی وہ تڑپ اٹھی۔

اور یہ سب دیکھتے دانیال کا بس نہیں چل رہا تھا خود کو گولی مار دے کس قدر حیوان بن بیٹھا تھا۔
اسنے ایسا کچھ کیا تو نہیں اسکی بہن کے ساتھ پھر کیوں وہ اس وقت حیوان بن بیٹھا شاید اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا جو اسکے وجود میں لگی تھی اپنی محبت سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر۔

اسکی پھوپھو کی بیٹی زریش جو اسکی منگیتر تھی وہ اسکی بچپن کی پسند تھی اسنے سوچا تھا جب وہ اپنی بہن کو تعلیم دلا کر لوٹے گا تو اسے جو انتظار کی سولی لٹکائے بیٹھا تھا اس سے آزادی بخشے گا اور اسے ہمیشہ کیلئے اپنے نام کر دے گا پر سب کچھ الٹ ہو گیا تھا اسکی زندگی بدل گئی تھی اسکے خواب چھینلیے گئے تھے صرف اس لڑکی کی وجہ سے کاش وہ جب رپورٹ لیکر آئی تھی تو دھکے دیکر اسے نکال دیتا تو یہ سب نا ہوتا اسکی زندگی کا حصہ زریش نام نا ممکن نا ہوتا۔

"میں کھانا لاتا ہوں" وہ اسے لیٹا کر اٹھا اور وہاں سے جانے لگا دماغ میں یہیں گردش کر رہیں تھی سوچیں کہ جب پھوپھو اور زریش کو معلوم ہو گا تو کیا ہو گا کہیں وہ ان سے ناراض نا ہو جائیں یا اس پر بے وفائی شہری لڑکی دیکھ کر اسے بھول جانے کا الزام نا لگا دے۔

وہ اس کے لیے کھانا ٹرے میں لیکر جانے لگا اور ایک بے بس نظر اپنی بہن کے روم کے دروازے پر ڈالی دل کر رہا تھا سب کچھ یہیں پھینک کر چھوڑ چھاڑ کر اپنی بہن کو ساتھ لیکر یہاں سے چلا جائے اور واپس گائوں میں جا کر زریش کو اپنے نام کر دے پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت نا الگ کر سکے۔

"مم۔۔مجھے بھوک نن۔نہیں ہے" وہ اسکے پھر سے اٹھا کر بیٹھانے پر منمنائی جس پر اسنے غصے سے گھورا

"میرے سامنے نخرے مت کرو لڑکی چپ کر کے کھائو" وہ اسکے غصے بھرے لہجے پر سہم گئی اور دانیال کے نوالہ منہ میں ڈالنے پر حیرت چھپاتی کھانے لگی۔

کیابس اتنی سزا تھی اسکے کیے کی؟ اسنے سوچا اور جھکی نظروں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی کھانے لگی۔

دانیال ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے دوسرے سے اسکے منہ میں نوالے ڈال رہا تھا اور سکرین کو دیکھنے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ مسکرا رہا تھا زریش کے شکوہ بھرے بھول جانے والے کچھ دن پہلے کے میسج دوبارا پڑھتے۔

"بب۔۔بس" ایک چور نظر اس پر ڈالکر وہ بولی تو دانیال نے سر ہلایا اور ٹری اٹھا کر وہاں سے چلا گیا۔

عائشہ آہستہ سے لیٹنے کی کوشش کرنے لگی اور درد سے اپنی سسکیاں دبا کر کہنیاں بیڈ پر ٹکا کر لیٹ گئی پر زخموں میں جیسے کسی نے مرچیں ڈال دیں ہوں

"اماں"۔۔۔!!درد کی تاب نالاتے وہ اپنی ماں کو پکارنے لگی پر جواب ندارد۔

اسکے آنسوں مزید روانی سے بہنے لگے کچھ اندر کا درد تھا تو کچھ باہر کا۔

کچھ دیر بعد کھانے کے نام پر چائے کا کپ بنا کر پی کر دانیال روم میں داخل ہوا اور دروازہ لاک کیا وہ اسکے قدموں کی چاپ قریب ہوتی سن کر لرزنے لگی جان جیسے ہوا ہو رہی تھی۔

وہ اس سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ دوپہر کو تو بے دردی سے مار کر گیا تھا پھر اچانک کیا ہو گیا کہ وہ اس سے اسقدر اپنے برتاؤ میں نرمی لے آیا تھا۔

عائشہ کی نظریں اس پر ٹکی تھیں جواب چلتا اسکی سائیڈ ٹیبل کے دراز فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور اس میں سے مرہم نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور یہ سب دیکھ کر عائشہ کی آنکھیں پھیل گئی۔

کیا کرنے والا تھا یہ شخص اب؟

"آ۔آ آپ یہ کیا کر رہے ہیں بھرائی آواز میں وہ کمزور سی مزاہمت کرنے لگی جب دانیال نے اسے منہ کے بل بیڈ پر ڈالا۔

"شش آواز نہیں" وہ سرزش کرتا بولا اور اسکی شرٹ کو آہستہ سے بیچ میں چاک دیکر دو حصوں میں تقسیم کرتے اسکی پیٹھ پر بیلٹ کے سوجے زخم اور نشان دیکھنے لگا۔

"کیوں آئی ہو میری زندگی میں مجھے برا انسان بنانے" وہ پھٹتے دماغ کے ساتھ اسکی شفاف دودھیا پیٹھ پر سرخ نشانوں پر انگلی سے ان پر مرہم لگانے لگا تو روتی ہوئی ہچکیاں بھرتی عائشہ نے منہ تکیے میں چھپا دیا اور اسکا دہکتا اذیت دیتا لمس اپنی پیٹھ پر محسوس کرنے لگی۔

وہ اسے اپنی کھلی شرٹ پہنا کر لائٹ آف کرتا خود سگریٹ کا پاکیٹ اٹھا کر بالکونی میں آ گیا اور گہرے سانس بھرنے لگا گھٹن سے نکل کر۔

--------------------*

"عائشہ کہاں ہے بھائی مجھے ملنا ہے" صبح سویرے وہ نماز قرآن کی تلاوت کے بعد دانیال کے روم کے دروازے کے سامنے کھڑی۔

دانیال نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے روم سے باہر نکل گیا تو وہ بے چینی سے اندر داخل ہوئی اور بیڈ پر سوئی دانیال کی شرٹ میں ملبوس سنہری بال تکیے پر بکھرائے اسکے معصوم انتہائی خوبصورت چہرے کو دیکھا جس پر اب کچھ سرخ نشان پڑ گئے تھے۔

وہ مسکراتی سکون کا سانس بھرتی اسکے پاس آئی اور کنارے پر ٹک کر جھک کر اسکے ماتھے پر بہن کی محبت کی طرح بوسہ دیا۔

"کاش میں تمہیں بچا سکتی مہکار بھابھی کی چالوں سے" اسکے کمزور ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر وہ بولی تو آنکھیں اسکی حالت پر ڈبڈبا گئی۔

"تم جائو یونی کیلئے تیار ہو جائو اسے چھوڑو سو رہی ہے" دانیال پیچھے سے بولا تو تقویٰ مسکراتی اٹھی اور اسکے سینے سے لگ گئی۔

تھینکیو بھائی میری دوست کا خیال رکھنے کیلئے اللہ آپ زریش کو اچھا سا جیون ساتھی دے دیں گے" اسکی باتوں پر دانیال لب بھینچ کر رہ گیا اور زریش کیلئے کسی دوسرے ساتھی کی دعا پر اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو پر وہ کمال مہارت سے ضبط کر گیا۔

پر اس سب کے باوجود اسکی سرخ رنگت عائشہ کی نظروں سے چھپ نا سکی اور وہ کروٹ بدل کر بے آواز رو پڑی کہ کس طرح اسکی زندگی کی خوشیاں چھین کر ناپسندیدہ وجود کی طرح زبردستی داخل ہو گئی تھی انکے بیچ۔

*___________*___________*

"سنو" وہ جاتی ہوئی مسز ہونیہ کو مخاطب کرنے لگا جنہوں نے حیرت سے اسکے مخاطب کرنے دیکھا۔

"بولو"۔وہ مسکراتی پاس آئیں۔

"پرسورات کو انگیجمنٹ کی ڈیٹ رکھ لو" وہ کہہ کر لبوں میں سگریٹ دباتا معنی خیزی مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے نکلا

پر پیچھے مسز ہانیہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا وہ جھومتی روم سے باہر نکلتے وہاج صاحب کی جانب بڑھی۔

"آپ نے دیکھا وجہ وہ ٹھیک ہو رہا ہے اسنے لیلیٰ سے میری پسند سے شادی کرنے کیلیئے ہاں کر دی اور اب ڈیٹ بھی دے دی انگیجمنٹ کی اوہ مائے گاڈ مجھے تو یقین نہیں آ رہا" انہیں جھومتے دیکھ کر وہاج صاحب مسکرا دیئے۔

"ہانیہ مجھے یقین نہیں ہو رہا" رابیل مرتضیٰ نے مٹھائی کا چھوٹا سا پیس مسز ہانیہ کے منہ میں ڈالتے ہوئی خوشی سے کہا اور مسز ہانیہ کے پاس بیٹھی اپنی بیٹی لیلیٰ پر فخر ہوا۔

"اب یقین کرلو یہی سچ ہے میں اپنے بیٹے کیلیئے تمہاری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئی ہوں کیوں وہاج"؟انہونے مرتضیٰ صاحب سے باتیں کرتے وہاج صاحب کو مخاطب کیا جھونے مسکراتے سر ہلایا۔

"لو یو آنٹی"۔۔لیلیٰ خوشی سے مسز ہانیہ کے ساتھ لگی انہونے محبت سے اسکے گرد بازو ڈالا۔

"لو یو ٹو میری جان تمہاری وجہ سے ہی صائم اور میرا ریلیشن اچھا ہوا ہے"انہونے مشکور نظروں سے دکھتے اسکے ماتھے پر لب رکھے اور انگیجمنٹ کی ڈیٹ پر ڈسکس کرنے کے بعد اتنی جلدی ارینجمنٹ پر پریشان ہوئے پر ہانیہ بیگم نے کہہ دیا کہ یہی تاریخ ہے اس سے نا آگے نا پیچھے۔

اور وہ سب ہامی بھر گئے لیلیٰ کے تو پاؤں زمین پر نہیں پڑ رہے تھے۔

صائم زید ہزاروں لڑکیوں کی آنکھوں کا خواب اور اسکا رشتہ اسکے لئے آیا ہے یہ سوچتے ہی وہ اڑنے لگتی ہوائوں میں۔ وہ بھلے ہی ملتے ہوئے اپنے چہرے پر بیزاریت سجالیتا تھا پر اندر سے اس سے محبت کرتا تھا یہ سوچتے ہی اسکا دل جھوم اٹھتا۔

صائم نے رشتے کیلیئے اپنی مام کو بھیجا ہے یہ نیوز سب کو سنانے کیلیئے وہ بے چین تھی۔

اور رابیل بیگم اپنی بیٹی کے اتنے امیر لڑکے کو پھنسانے اور اسے شادی پر راضی کرنے پر حقیقتاً حیران تھی اور خوش بھی۔

انہیں اپنا بزنس بلندیوں پر دکھ رہا تھا۔

دونوں نے کم وقت میں بہت کچھ سوچ لیا تھا۔

اور اب صرف اسکا صائم کی زندگی میں انٹر ہونا تھا بس پھر اسکا سب کچھ اپنے نام کر لینا تھا یہاں تک بزنس وومن ہانیہ وہاج کا بزنس بھی اس سے چھینلینا تھا۔

"بہت تیاریاں کرنی تھی۔

اور سب سے پہلے پہلا کارڈ حویلی بھیجنا تھا۔

*__________*__________*

کچھ دنوں کیلیئے ہی اپنے باپ سے اجازت مانگ کر انہیں جلد لوٹنے پر مطمئن کرتے وہ امریکہ چلا گیا تھا۔

اور اب پیچھے صرف حامد صاحب اور مہکار رہ گئے تھے۔

"بیٹا تمہیں کچھ ہارون کا سوچنا چاہیے آج آپا کی کال آئی تھی وہ تمہیں بلا رہی ہیں" لان میں بیٹھی مہکار جو وہاں کھیلتے ساحل کو دیکھ رہی تھی سامنے بیٹھتے حامد صاحب بولے تو اسنے چونک کر دیکھا۔

"آپ مجھے گھر سے نکال رہے ہیں ڈیڈ" وہ شاک سی حالت میں پوچھنے لگی جس پر انہوں نے نفی کی۔

"ایسی بات نہیں میری جان میں کیوں تمہیں یہاں سے نکالوں گا یہ تمہارا اپنا ہی گھر ہے جب بھی آئو رہو پر آپا کا بھی خیال کرو وہ آپکی ساس اور پھوپھو بھی ہیں" حامد صاحب نے سمجھایا تو وہ منہ بنا گئی۔

"ڈیڈا اتنے سال خدمتیں کی ہیں کچھ دن ہی اپنے باپ کے پاس رہنے آئی ہوں تو دونوں ماں بیٹے کو ہضم نہیں ہو رہا کیا شادی کے بعد ہماری کوئی زندگی نہیں ہم صرف انکے غلام ہی بن کر رہ جائیں" بھرائی آواز میں دکھ سے بولی کہ حامد صاحب دل مسوس کر رہ گئے۔

"ایسا نہیں کہتے مہکار اس میں غلام کی بات نہیں آپکے فرض کی بات ہے"۔۔۔وہ اسے سمجھانے لگے کہ مہکار بیچ میں ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سوری ڈیڈا ابھی تو میں نہیں جا رہی اگر انہیں اتنی ہی میری یاد آ رہی ہے تو یہاں آ جائیں" وہ نخوت سے کہہ کر چلی گئی اور حامد صاحب افسوس سے اسکی پشت کو دیکھنے لگے۔

حیدر نے کچھ دن بعد لوٹنے کا کہا تھا جس پر وہ راضی ہو گئے تھے اور اب خود بزنس سنبھال رہے تھے یہ سوچ کر کہ ٹھیک ہے کچھ فریش ہو جائے اور اس احساسات سے باہر نکلے جو اسے اذیت میں مبتلا کر رہے ہیں۔

"نانو تقویٰ آپی بھی چلی گئی ماموں بھی چلے گئے مجھے بالکل بھی اب مزا نہیں آ رہا" منہ بناتا ساحل انکی گود میں بیٹھا اور بولا تو حامد صاحب نے اسکے معصوم چہرے کو دیکھا

"کیوں اپنے نانو کے پاس بھی مزہ نہیں آرہا نانو اپنے شہزادے کے ساتھ کھیلیں گے" انہوں نے ساحل کو اٹھا کر پلے گراؤنڈ میں لائے اور وہاں اسکے ساتھ ہنستے مسکراتے کھیلنے لگے اور ساحل کو بہلتا دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئے۔

*__________________________________*____________________________________*

اسنے کچھ خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔
پتا نہیں کیوں دل کی دھڑکوں میں اشتعال برپا تھا۔

چہرے پر موجود نقاب سے ذرا سی نظریں یہاں وہاں گھمائیں تو ایسا کچھ بھی محسوس نا ہوا جس سے اسے ڈرنا چاہیے۔

نا صائم تھا نا ہی صائم کا سایہ۔

پھر کیوں حالت غیر ہو رہی تھی۔
گہرا سانس بھر کر وہ جلدی گھر پہنچنے کیلئے اسنے قدموں کی رفتار میں تیزی لائی۔

پر ابھی وہ ذرا سے قدم بھی مزید نا لے پائی تھی جب پاس ہی گاڑی کے ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز سن کے بدک کر پیچھے ہوئی اور بالکل پاس ہی گرے کلر کی لینڈ کروزر کو رکتے دیکھا۔

ابھی وہ سمجھتی یا کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی ڈور کھلا اور کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر نادر کھینچا اور اسکے چیخنے سے پہلے ہی اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ جما لیا۔

"چلو" صائم نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے سیف کو حکم دیا جس پر اسنے سر ہلاتے زن سے آگے بڑھا لی۔

اور اس آواز کو سنتے تقویٰ کی مانو روح ہی پرواز کر گئی۔

"ہوں ں س ۔۔۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتی خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی اندر ہی اندر چیخنے لگی۔ پر اس پر کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ بے حس بنا بیٹھا اسکی حالت کی پرواہ کیے بغیر اسے اپنی مضبوط پکڑ میں قید کیا ہوا تھا۔

"چھوڑو مجھے جانے دو اللہ کے واسطے" وہ اندر ہی اندر چیختی اپنی بدنامی پر ہاتھ پاؤں مارتی زارو قطار رو رہی تھی۔۔

پر جیسے جیسے اسکی مزاحمت تیز ہو رہی تھی ویسے ویسے ہی اسکی پکڑ اپنی کمر اور منہ پر سخت بڑھ رہی تھی کہ اسکے دماغ کی نسیں دکھنے لگی۔

"یار آگے پکڑے جائیں گے صائم بیہوش کر لے اسے" جنید نے کلوروفام سے بھیگا رومال اسکی جانب بڑھایا۔

اور ان آوازوں پر تقویٰ نے صائم سے نظریں ہٹا کر سامنے بھیگی آنکھوں سے دیکھا جہاں اسکے دونوں دوست موجود تھے اور اسکے دیکھنے پر دونوں ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ سجالی۔

اسکی پشت صائم کے سینے سے لگی تھی اور وہ اپنے لاتیں سیٹ پر مارتی اپنے ناخوں صائم کے بازو میں گاڑ دیئے۔

"کوئی فائدہ نہیں مولانی مینے تمہیں کہا تھا عزت سے رخصت ہو جائو میرے ساتھ پر تمہیں سمجھ آئے تب نا تمنے اپنے سائیں کو ایسے ہی ہلکے میں لیا ہوا تھا اب بھگتو، اور کیا کہا تھا آغا جانی سے میں تمہیں تنگ کرتا ہوں ہاہاہاہا واہ کیا بہادری ہے" اسنے قہقہ لگاتے کہا اور اسکے نقاب کو اتارہ
آنسوں سے تر چہرہ خوف سے پیلا پڑ گیا تھا۔

صائم نے اسے ذرا سا بھی چیخنے چلانے کا موقعہ دیئے بغیر ایک ہاتھ ہٹایا اور ایکدم بغیر لمحہ لیے اسکے ناک پر رومال رکھ دیا کہ تقویٰ کی آنکھیں پھیل گئی۔
وہ روتی ہوئی نفی میں سر ہلانے کی کوشش کرتی صائم کو ایسا کرنے سے باز رکھنے کی التجائیں کر رہی تھی۔ پر اس پر تو جیسے جنون سوار تھا اسے پانے کا اسے جیتنے کا۔

کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہا تھا صرف اسکے کہ وہ اسکی نہیں ہوئی تو کسی اور کی ہو جائے اور ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔

وہ اسکی ہے اب وہ چاہے یا نا اسکی ہی رہے گی دنیا گئی بھاڑ میں وہ بغیر اپنے انجام سے ڈرے اتنا بڑا قدم اٹھا گیا تھا۔

مسلسل مزاہمت کرتی تقویٰ کلوروفام کے اثر دیکھانے پر اسکے حصار میں ساکت پڑ گئی تب جا کر صائم نے اسکی ناک سے رومال ہٹایا اور اپنے جیب میں رکھا۔

اسکا نقاب واپس لگا کر اسنے ٹھیک سے بیٹھایا اسے سیٹ پر اور جھک کر اسکا بیگ اور اوور آل اٹھایا۔

پھر سیدھا ہوتے اسکا ایک طرف لڑکھتا سر اپنے کندھے پر رکھا اور اسکے گرد اپنے بازو حمائل کیا۔

اور مسکراتا اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

"مجھے نہیں لگتا یہ اپنے والا صائم ہے" جنید نے اسے دیکھتے چھیڑا تو وہ گھور کر رہ گیا۔

"بکواس بند کرو اور راستے پر دھیان دو"۔ اسکی جھڑک پر جہاں جنید نے مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا وہیں سیف نے قہقہ لگایا۔

*_________*_________*

پریشان بیٹھی عائشہ مسلسل گھڑی کو دیکھ رہی تھی جہاں دو سے اب تین بج گئے تھے پر تقویٰ واپس نہیں لوٹی تھی۔

اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔ "کہیں کچھ غلط تو نہیں ہوا" ہراساں ہو کر اسنے اپنا موبائل ڈھونڈا پر وہ نہیں ملا شاید گھر سے ہی نہیں لائی تھی۔

"اب کیا کروں اگر دانیال کو نہیں بتایا تو وہ پھر مجھ پر غصہ کریں گے" ہاتھ مروڑتی وہ روم سے باہر آئی اور دروازہ کھولنا چاہا تو باہر سے لاک تھا وہ مایوس ہو کر لوٹی۔

"تقویٰ کہاں ہو" وہ بھرائی آواز میں بولانے لگی۔

"میں کیا کروں مجھ کچھ سمجھ نہیں آرہا نا موبائل ہے نا ہی دروازہ کھلا کہ باہر جا کر اسکی خبر ہی لے سکوں" وہ لائونج میں صوفے پر بیٹھی۔

اسکے پیٹھ کے زخم ابھی تازہ تھے پر اس سے زیادہ درد تو اسے اچانک تقویٰ کے نا آنے پہ ہو رہا تھا۔

"کہیں حیدر یا صائم دونوں میں سے کسی نے الٹی سیدھی حرکت نا کرلی ہو بیچاری کے ساتھ" مختلف خدشات میں گری وہ بے چینی سے دانیال کا انتظار کر رہی تھی کہ یا اللہ جلد آجائیں اور تقویٰ کا معلوم کریں۔

"میں بیگ میں دیکھتی ہوں شاید اس میں ہو" اچانک خیال آنے پر وہ اٹھی اور روم کی طرف بھاگی

روم میں آکر اسنے اپنا بیگ ڈھونڈا جو اسے سامنے ہی دیوار کے ساتھ سوٹ کیس اور بیگ رکھے ملے

وہ ان کے پاس پہنچی اور بیگ کھولتی اس سے کپڑے اپنے ضرورت کے سامان کو باہر پھینکتی موبائل ڈھونڈنے لگی

"شکر اللہ آپکا"۔۔ کپڑوں میں لپیٹے موبائل کو باہر نکالتے وہ تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی اٹھی اور اپنا موبائل آن کیا پر ڈیڈ بیٹری دیکھ کر لب بھینچ گئی۔

"چارجر" وہ اٹھی اور چارجر کو یہاں وہاں دیکھنے لگی پر جلد ہی وہ بھی اسے بیڈ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے مل گیا وہ اسے نکال کر موبائل چارج کرنے لگی۔

اس سب کو دوران اسکی دھڑکنے خوف سے بڑھ گئی تھی۔

اسکی سماعتیں ہر آہٹ کے منتظر تھی کہ اب آئے اب آئے پر وہ نہیں۔

اور اسکی رنگت سفید پڑتی آنکھیں بھیگنے لگی۔

اور موبائل کے چار پرسنٹ چارج ہونے پر ہی اسنے موبائل آن کیا اور جلدی سے تقویٰ کا نمبر ٹٹولنے لگی کونٹیکٹ لسٹ سے
۔

جو اسے بلاک لسٹ سے ملا وہ لب بھینچ کر اسے ان بلاک کرتی اس پر کال کرنے لگی۔
ایک بار نہیں بار بار جہاں رنگ تو جا رہی تھی پر وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔
عائشہ کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے اور اسکے وجود پر لرزہ طاری ہونے لگا۔

بار بار بجتے اسکے موبائل پر صائم نے کوفت سے اسکے بیگ سے موبائل نکالا اور اسکرین دیکھی تو عائشہ نام جگمگا رہا تھا۔

"کون ہے"؟ جنید نے اسے سکرین کو گھورتا پا کر پوچھا

"اسکی بھابھی عائشہ دانیال فاروق" اسنے تمسخرے بھرے لہجے میں کہا تو دونوں نے چونک صائم کے چہرے کو دیکھا

"عائشہ وہی یونی والی"؟ حیرت صدمے سے دونوں یک زبان بولے تو صائم نے سر ہلا دیا اور دونوں نے افسوس کرتے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"یار اسکے لئے تو میں اپنا رشتہ بھیجنے والا تھا اتنی جلدی کیا پڑی شادی کی ذرا ساویٹ نہیں ہوا اس سے" سیف نے دانت پیس کر کہا تو جنید نے گھورا

"مجھے لگتا ہے تمہارے ارادے بھی مجھ سے مختلف نہیں" سیف نے اسے دیکھ کر کہا تو جنید نے تاسف سے سر ہلا یا

اور دونوں نے اپنی اپنی حالت پر قہقہ لگایا۔

"یہ سب اس لڑکی آئی مین ہونے والی بھابھی نے کیا ہوگا اپنی دوست کو بھابھی بنا کر کیوں"؟ اسکے لڑکی لفظ پر صائم کی گھوری نے گڑبڑا دیا اور وہ اپنا جملہ درست کرتا بات ختم کرکے آخر میں اسکی رائے لینے لگا تو صائم نے سر ہلا دیا۔

یہ تو وہی جانتا تھا اسکی شادی کیسے ہوئی دانیال سے۔

وہ جب حلے میں تقویٰ سے ملنے جارہا تھا کہ وہاں عائشہ کے والدین کی وفات اور اسکی حرکات کا سن کر کچھ دیر خود بھی حیران رہ گیا اور پھر سر جھٹک کر اس سے ملنے کا ارادہ ترک کر کے واپس لوٹ آیا۔

"ہاں یار خوبصورت لڑکیوں پر انکی دوستیں ہی آنکھیں گاڑھے بیٹھی ہوتی ہیں اپنے بھائی کیلئے" جنید نے اپنی رائے دی تو سیف خاموش ہو کر رہ گیا۔

"سن صائم سم نکال دے یار پکڑے جائیں گے تیرا تو کچھ ہو یا نا ہو ہمارہ بہت کچھ بگڑ جائے گا" سیف نے التجا کی اس سے جس پر وہ مسکراتا آہستہ سے تقویٰ کے گرد اپنا بازو نکال کر موبائل سے سم نکلی اور اسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ونڈو سے باہر پھینک دی اور موبائل اپنے جیب میں رکھتے اسے واپس اپنے حصار میں لیا۔

"اب میں کیا کروں یا اللہ کہیں تقویٰ کڈنیپ تو نہیں ہو گئی" منہ پر ہاتھ رکھتی سن ٹانگوں سے عائشہ بیڈ پر بیٹھی

"نن۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو گا وہ ٹھیک ہو گی میں ایک بار پھر ٹرائے کرتی ہوں" وہ گھبراتی اپنے ماتھے سے خوف دہشت سے پسینہ صاف کرتی اسکے نمبر پر پھر کال کرنے لگی جو اب بند ہو گیا تھا۔

"اللہ کہیں صائم نے تھپڑ کا بدلہ لینے کیلئے کڈنیپ تو نہیں کر لیا اسے افف مجھے دانیال کو بتانا ہو گا۔ پر میرے پاس تو اسکا نمبر بھی نہیں" آنکھیں صاف کرتی وہ موبائل کو گھورتی سوچنے لگی کہ کیا کرے کیسے دانیال کو انفارم کرے کہ اچانک تقویٰ کے روم کا خیال آیا۔

"ہو سکتا ہے اسکے پاس ڈائری ہو اور اس میں نمبر موجود ہو دانیال کا" بڑبڑا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تقویٰ کے روم میں آئی۔ الماری ڈریسنگ ٹیبل بیڈ سائیڈ ٹیبل کے دراز کہیں بھی اسے ڈائری نما کوئی چیز نہیں ملی۔

اور وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"ہارون۔۔ہارون بھائی کے پاس ہو گا دانیال کا نمبر۔۔۔پر میرے پاس تو ہارون بھائی کا نمبر نہیں ہاں مہکار کا ہے پر اس گھٹیا عورت کو قطعی نا کروں اشتیار لگوا دے گی تقویٰ کی بدنامی کیلئے" وہ نفی کرتی اپنے لب دبا گئی دانتوں کے بیچ اور ایک بھرپور نظر اسکے روم پر ڈالی کہ سامنے ہی سائیڈ پر اسٹڈی ٹیبل کو دیکھا اور بھاگ کر اسکے پاس پہنچ کر اسکے بک ٹٹولنے لگی اور جلدی ہی اس چھوٹی سی پنک کلر کی وہ ڈائری مل گئی جس میں دانیال کے نمبر کے ساتھ زریش لڑکی کا نمبر بھی درج تھا وہ اگنور کرتی جلدی سے لیکر دانیال کے روم میں آئی اور اپنی موبائل میں نمبر ڈائیل کر کے دھڑکتے دل کے ساتھ خوف سے موبائل کان سے لگایا

کہ دوسری رنگ پر اسکے بھاری لہجے میں ہیلو کہا گیا۔

"دد۔۔۔دانیال میں عائ۔۔عائشہ" اسنے خشک حلق تر کرتے اپنا تعارف کروایا کہ کہیں کال ڈسکنیکٹ نا کر دے

اور دوسری طرف آفس میں بیٹھا اپنا کام ختم کرتا دانیال عائشہ نام پر ٹھٹھک کر موبائل کی سکرین کو گھورنے لگا۔

"بولو کیوں کال کی" سرد لہجے میں ناگواری سے پوچھا

"دانیال ت۔۔ تقویٰ ابھی تک گھر نہیں آئی یونیورسٹی گئی تھی نا آپکے ساتھ پھر واپس نہیں آئی چار بج گئے ہیں کہیں گئی ہے کیا" بھرائی آواز پر وہ دانیال کے سر پر دھماکہ کر گئی کہ وہ کرنٹ کھا کر اپنی چیئر سے اٹھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو لڑکی" وہ دھاڑا
کہ دوسری طرف عائشہ کانپ کر آنکھیں میچ گئی۔

"سس۔۔ سچ کہہ رہی ہوں آپ کہیں سے معلوم کروائیں وہ ابھی تک نہیں لوٹی" وہ لبوں پر زبان پھیر کر بولتی اسکے روح کھینچ گئی۔

"تمنے کال کی اسے یا اسکی کوئی کال آئی" وہ بریف کیس اپنا کوٹ اٹھا کر وہاں سے بھاگنے والے انداز میں نکلا۔

"کیا ہوا کہاں جا رہے ہو" ہارون فائیل لیکر باس کی روم کی طرف جاتا اسے عجلت میں نکلتے دیکھ کر اسکے چہرے کے خطرناک حد تک پریشان تاثرات پر خود بھی پریشان ہوا۔

"بعد میں بتاتا ہوں ابھی جلدی میں ہوں باس سے کوئی بہانا بنا کر سنا دینا" وہ کہہ کر بھاگتا سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکلا

"جی کال کی پر کسی نے اٹھائی نہیں اور اب موبائل آف ہے اسکا"

"ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں" اسنے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کی

"اچھا ہو گا تمہاری زندگی کیلیئے حیدر شاہ اگر تمنے یہ نا کیا ہوا ہو" وہ بپھرا شیر بنا گاڑی کو اڑا کر لے جا رہا تھا۔

گاڑی کو جہاز کی طرح اڑاتے اپنے گھر کے سامنے روکی باہر نکلا اور بھاگتے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"کہاں ہو لڑکی" اسنے عائشہ کو پکارا جس پر وہ بھاگتی آئی۔

"تمنے کتنے بجے کال کی تھی اور اسکا کوئی ریپلائے آیا یا اسنے کبھی ایسی کوئی بات کی تھی تم سے جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی اسکے پیچھے ہے یا کوئی اسے تنگ کرتا ہوں" وہ سامنے کھڑا بے چین خونخوار ہو کر پوچھ رہا تھا۔

اور عائشہ اسکے سرد لہجے پر گھبرائی۔

"نن۔۔ نہیں اسنے کبھی ایسا کوئی ذکر نہیں کیا او۔۔ اور ابھی کچھ دیر پہلے ہی مینے موبائل نکالا بیگ سے تقویٰ کو کال کرنے کی کوشش کی پر پہلے اسکی کال جا رہی تھی بعد میں بند ہو گئی سم اور پھر آپکو کال کی" وہ نظریں نیچے کیے سب کچھ بتانے لگی۔

"کیا اسکی کوئی دوست ہیے جسکے پاس کبھی گئی ہو یونی کے بعد" وہ نہیں چاہتا تھا کہ باہر نکل کر واویلا کرے تبھی اس سے پوچھ کچھ کر رہا تھا۔
تا کہ گائوں والوں تک یہ دل دہلا دینے والی بات نا پہنچے۔

"نہیں اسکی کوئی دوست نہیں ص۔ ص۔ صرف میرے علاوہ" وہ کہہ کر لب بھینچ گئی۔

"گھر سے باہر مت نکلنا اور کچھ بھی ہو مجھے انفارم کرنا تقویٰ لوٹ آئے، میں جا رہا ہوں اسے ڈھونڈنے آئو دروازہ بند کرو" اسے حکم دیتا وہ پھر سے بھاگا اور عائشہ اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب ہے میں گھر سے بھاگ جائوں گی" اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئی اور سست قدم اٹھاتی تقویٰ کی خیریت کی دعائیں مانگتی دروازہ بند کر کے اکیلے گھر میں لائونج میں بیٹھ گئی صوفے پر پیر پسارے۔

-----------------*

"حیدر۔۔۔!! حامد شاہ باہر نکلو" وہ دھاڑتا گیٹ پر کھڑے گارڈ کو پیچھے دھکا دیتا اندر داخل ہوا کہ پلے گرائونڈ میں کھیلتے حامد شاہ اس آواز پر سر اٹھائے سامنے دیکھنے لگے جہاں سرخ چہرے کے ساتھ دانیال بپھرا شیر بنا دھاڑ رہا تھا۔

"کیا ہوا دانیال سب ٹھیک ہے"؟ حامد صاحب پریشان سے ساحل کو وہیں کھیلنے کی تاکید کرتے اسکے پاس آئے۔

"حیدر کہاں ہے" حامد شاہ کی آواز پر وہ مڑا دائیں طرف اور انہیں پا کر وہ غصے سے پوچھنے لگا

"کیوں حیدر کا پوچھ رہے ہو"؟ انہیں کچھ گڑبڑ لگی دانیال کی سرخ ضبط کی گواہی دیتیں آنکھیں بہت کچھ بیان کر رہیں تھی۔

"پریشانی کا ناٹک بند کریں اور بلائیں اپنے لاڈلے کو اسنے میری بہن کو اغوا کیا ہے" وہ ان پر غرایا کہ حامد صاحب اسکے لفظوں پر ششدر رہ گئے۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے حیدر کیوں کرے گا اسے کڈنیپ وہ تو کل رات ہی امریکہ چلا گیا وہ کیسے کرے گا تمہاری بہن کو اغوا "غصے سے اپنی بیٹے پر اس طرح کا الزام سنتے وہ آپے سے باہر ہو گئے۔

اور دانیال انکے لفظوں کو سمجھتا غصے سے اسکا دماغ پھٹنے لگا

"اچھا تو کمینہ یہ پلائن بنا کر بھا گا ہے ہمیں بیوقوف بنا رہا ہے" اسکی دھاڑ پر مہکار بھی باہر آ گئی۔

"کیا ہوا ڈیڈ کیوں یہ جانوروں کی طرح بی ہیو کر رہا ہے" حامد صاحب کے پاس پہنچ کر وہ پوچھنے لگی جس پر دانیال نے اپنی سرخ آنکھیں اس پر ٹکائیں۔

"بیٹا آپ اندر جائیں" انہونے اسے اندر بھیجنا چاہا پر وہ نہیں گئی۔

"کڈنیپ کر لیا ہے تمہارے گھٹیا بھائی نے میری بہن کو"۔۔وہ مہکار پر غرایا کہ وہ اسے دیکھنے لگی۔

"ہاہاہا بھاگ گئی نا اب آیا یقین اپنی گھٹیا بہن پر اور میرے بھائی پر الزام نا لگاؤ وہ کل ہی چلا گیا امریکہ، تمہارے انکار کر بعد وہ اس پر تھوکتا بھی نا جو صائم زید کی بان۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔چٹاخ۔۔۔اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دانیال نے ایک کے بعد دوسرا تھپڑ اسکے چہرے پر مارا

"دانیال"۔۔۔حامد صاحب نے دھاڑ کر اپنی جوان بیٹی پر اٹھتے اسکے ہاتھ سمیت پیچھے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا اور حامد صاحب لہو رنگ آنکھوں سے دانیال کو دیکھنے لگا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں آ کر میرے بیٹے پر الزام لگاتے میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی وہ بھی اسکے باپ کے سامنے" حامد صاحب نے غراتے اسے تھپڑ مارنا چاہا کہ دانیال نے ہوا میں ہی انکا ہاتھ تھام لیا اور انہیں پیچھے دھکا دیا کہ وہ گر پڑتے اگر مہکار انہیں نا سنبھالتی۔

"ڈیڈ۔۔۔اسنے چیخ ماری

"تو اپنی گھٹیا بیٹی کو سمجھاؤ میری بہن کے خلاف ایک لفظ بھی نا بولے ورنہ میں اسکی زبان گدی سے کھینچ لوں گا" وہ مہکار کی جانب خطرناک ارادوں سے بڑھا کہ وہ گھبرا کر حامد صاحب کے پیچھے چھپی۔

"بس"!! حامد صاحب دھاڑے

"اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو مسٹر دانیال فاروق ہم تمہارے گھر رشتہ لیکر آئے اسکا یہ مطلب نہیں کہ تمہاری بہن کو میرے بیٹے نے ہی کڈنیپ کیا ہے" انکے کہنے پر دانیال نے غصے سے دیکھا

"آپکے بیٹے نے اس دن صاف لفظوں میں کہا تھا اور کریں کال ابھی کے ابھی" اسکے کہنے پر حامد صاحب نے اسے دیکھتے جیب سے موبائل نکالا اور حیدر کے نمبر پر کال کرنے لگا پر دوسری طرف موبائل بند تھا۔

انہونے غصے سے دوسری بار کال کی۔ پر اتنا تو انہیں اپنی پرورش پر یقین تھا کہ اسکا بیٹا ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا جس سے اسکے باپ کی گردن جھکے۔

"دیکھو ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔۔۔۔ حامد صاحب ابھی کچھ کہنے ہی لگے کہ دانیال بیچ میں ٹوک کر دھاڑ اٹھا۔

"سوچو نہیں مجھے میری بہن چاہیے تمہارے پاس بارہ گھنٹے کا وقت ہے حامد شاہ ورنہ میں تمہاری نسلیں اکھاڑ دوں گا خان کے قہر سے اب تم لوگ ناواقف ہو مجھے صبح سہی سلامت میری بہن گھر چاہیے ورنہ اپنے بیٹے کی لاش کو کندھا دینا کیلیئے تیار رہنا" بپھر کر کہتا وہ وہاں سے نکلا اور اسے پاگلوں کی طرح پورے کراچی کی گلی گلی میں ڈھونڈنے لگا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی ایسی لینگویج استعمال کرنے کی" وہ مہکار کی جانب مڑے جو اپنے گال پر ہاتھ رکھنے زخمی ناگن بنی کھڑی تھی۔

"وہ آپکے سامنے آپکی بیٹی کو تھپڑ مار گیا اور آپ کہہ رہے ہیں مجھے کیا ضرورت تھی آپکا مطلب کیا ہے ہم خاموش ہو کر سنتے آپ اسے پولیس کے حوالے کیوں نہیں کیا" وہ حامد صاحب پر چیخ اٹھی۔

"چپ کرو تم تمنے اپنا لہجہ دیکھا جب وہ مجھ سے بات کر رہا تھا تو تمنے کیوں اسکی بہن کے کردار کو گھسیٹا" حامد صاحب اس پر غرائے کہ وہ خاموش ہو کر روتی ہوئی اندر بھاگ گئی۔

"نانو"۔۔۔ پیچھے سے ساحل نے پکارا تو وہ مڑے اور اسے اپنے ساتھ لگاتے بانہوں میں اٹھا کر چپ کروانے لگے اور دوسرے ہاتھ سے بار بار بند جاتے حیدر کی موبائل پر کال کرنے لگے۔

وہ جانتا تھا اسنے ڈسٹرب کرنے کی وجہ سے موبائل آف کیا ہوگا پر اسے نہیں معلوم تھا کہ پیچھے کیا کیا ہو رہا ہے۔

وہ صرف ایک بار اس سے کال کر کے پوچھنا چاہتے تھے کہ کہاں ہو باقی انکا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے یہ بتانے کا کہ تقویٰ کڈنیپ ہو گئی ہے کیونکہ جانتے تھے وہ بھاگتا آئے گا اور اس لڑکی سے شادی کر لے گا جو وہ اب ہرگز نہیں چاہتے تھے۔

----------------------------*

کراچی کی حدود سے نکلتے گاڑی گھگھر کے کچے راستے میں اتری اور چلتی ہوئی ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے رکی۔

"چل آجا"۔۔ سیف نے باہر نکل کر انگڑائی لی اور اپنے سن بازو کو حرکت دینے لگا۔

جنید نے صائم کی سائیڈ والا دروازہ کھولا اور اس سے بولا۔

صائم نے احتیات سے اسکے بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھر کر باہر نکلا اور چلتا ہوا سامنے گھر میں داخل ہوا جس کا دروازہ سیف پہلے ہی کھولا ہوا تھا۔ انکے اندر جاتے ہی سیف نے دروازہ بند کیا

"اب کیا کرنا ہے صائم"؟ جنید نے اسکی پشت کو دیکھتے پوچھا جس پر وہ ایک ناگوار نظر ڈال کر اندر روم میں آیا اور بیڈ پر ڈالا ۔

اسنے مسکراتی نظر اسکی بند آنکھوں پر ڈالی اور جھک کر ان پر لب رکھے۔ اور جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ سب مجھے بھی اچھا نہیں لگ رہا مولانی اگر تم عزت سے مان جاتی تو میں یہ سب نا کرتا۔
ایک تمہارا بھائی نہیں مان رہا تھا دوسرا تمہیں میں ایک برا انسان ہی دیکھتا ہوں، آغا جان تمہاری خوشی کے آگے مجبور ہیں میری تم سنتی نہیں ہو اور وہاں مسز ہانیہ تمہیں میرا ہونے نہیں دیتی کیونکہ تم ایک مڈل کلاس ہو تو تم ہی بتائو میں کیا کرتا؟ تم پر انتی ادھار ہے کہ اسے چکائے بغیر رہ بھی نہیں سکتا اور تمہیں پائے بغیر جی بھی" وہ اسکے پاس بیٹھا اپنی بے بسی کی داستان سنا رہا تھا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانی پڑی تھی

"چلو جلدی ہوش میں آئو تو کام ختم کریں" اسکا نقاب اتار کر گال تھپتھپاتا باہر نکل گیا۔

"اب تو بول کیا کرنا ہے یار رات ہو گئی ہے اور ہمیں پہنچنا ہے واپس" سیف نے پوچھا۔

"کیا مطلب کیا کرنا ہے کل آتے ہوئے قاضی کو لے آنا بس اب نکلو" وہ انہیں باہر کی طرف اشارہ دیتا ہوا بولا تو جنید نے معنی خیز نظروں سے ہنستے دیکھا۔

"یہ کیا دانت دیکھا رہے ہو" دونوں کو ہنستے دیکھ وہ بھنا گیا

"ہمیں تم پر بھروسہ نہیں اکیلی ہونے والی بھابھی کو نہیں چھوڑ کر جا سکتے" دونوں یک زبان بولے تو صائم نے سمجھتے ہی سیف کے منہ پر مکہ مارا کہ وہ بلبلا کے پیچھے ہوا۔

"اس کو یاد رکھنا اور اسکو بھی کہ میں زبردستی کا قائل نہیں" اسنے کہتے ہوئے جنید کو بھی ایک مارا کہ دونوں وہاں سے ہنستے ہوئے بھاگے انکے جاتے ہی صائم نے دروازہ بند کیا اور آ کر صحن میں پڑی چارپائی پر لیٹ گیا۔

اب اسے صرف صبح کا انتظار تھا۔

*____________*___________*

عائشہ نے ساری رات آنکھوں میں لائونج میں بیٹھے بیٹھے کاٹی۔

دونوں بھائی بہن اسے اکیلے گھر میں چھوڑ کر پتا نہیں کہاں چلے گئے تھے۔

اور اب صبح کی کرنیں آسمان پر پھیلی تو وہ اپنی دکھتی کمر سے کھڑی ہوتی کچن میں آئی۔

اسکا کچھ بھی کھانے کا من نہیں تھا صرف پانی پی کر وہ کچن سے باہر آگئی۔

"یااللہ انہیں اپنے حفظ امان میں رکھنا میرے مالک" وہ دعا مانگتی روم میں جانے لگی تھی کہ دروازہ پر بیل ہوئی۔

"تقویٰ"۔۔اسکے منہ سے نکلا اور دل بے ساختہ دھڑکا وہ بھاگتی دروازے کے پاس آئی اور اسے کھولا تو سامنے ہی تھکا تھکا سا جھکے کندھوں سے دانیال اندر داخل ہوا۔

عائشہ نے اسے اندر آتے دیکھ کر پیچھے دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا۔

"و۔وہ تقویٰ نن۔نہیں۔۔میرا مطلب وہ نہیں ملی" بھرائی آواز میں دروازہ بند کرتے وہ اسکے پیچھے آئی اور دروازے پر رک کر اسے کان سے موبائل لگاتے یہاں وہاں ٹہلتے دانیال سے پوچھا

دانیال نے ایک نظر اسے دیکھا۔

اور دانت پیسے۔

"شکل دفع کرو اپنی بد دعائیں دیں ہیں مجھے جاہل عورت" وہ دھاڑا کہ عائشہ کانپ گئی اور بے ساختہ قدم پیچھے لیتی تقویٰ کے روم میں گھس گئی۔

" مینے کب بد دعائیں دیں اللہ میں تو خود کو کوس رہی ہوں کہ اپنا منحوس سایہ ان پر لا کر انکی زندگی بد صورت بنادی ہے، اگر میں صائم سے نا کہتی کہ تقویٰ نے اسے منع کیا ہے تو وہ کبھی اسکی طرف نا جاتا اور نا ہی اسے دیکھتا پر سب مینے کیا اسے جان بوجھ کر اسکے پاس بھیجا جبکہ تقویٰ مجھے کتنا فورس کیا تھا" وہ دروازے سے پیٹھ لگائے روتی ہوئی نیچے بیٹھتی بڑبڑانے لگی۔ اسے یقین تھا کہ تقویٰ کو اغوا کرانے والا صائم ہی ہوگا۔ پر وہ دانیال کو بات نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے اپنی موت کو دعوت نہیں دینی تھی۔

اور دوسری طرف دانیال بے چین حویلی کال کر رہا تھا۔

حیدر شاہ نے اپنے ڈیڈ سے رات کو ہی رابطہ کیا اور اسے اپنی لوکیشن بھیجنے کے ساتھ کچھ تصویریں بھی میل کی کہ وہ امریکہ میں ہی ہے اور ثبوت کے طور پر حامد صاحب نے بے عزتی کرتے دانیال کے منہ پر ماریں کہ جاکر اپنے اس حویلی والے کو دیکھو جس کی حرکتیں ایسی گھٹیاں ہیں۔

"ہیلو" آغا جانی کی آواز اسپیکر سے گونجی

" آغا جانی صائم کہاں ہے اور آغا جان کو کہیں کہ کال اٹھائیں مجھ اس سے بات کرنی ہے" وہ عائشہ کی وجہ سے جا نہیں پا رہا تھا کہ ابھی گائوں پہنچ کر صائم کو ڈھونڈ کر مارتا۔

"وہ تو زمینوں پر گئے ہیں شاید وہاں سگنل نا ہوں اور تمہیں کیا ہوا اتنی صبح صبح کال کی ہے سب خیریت تو ہے" وجہ بتاتے انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"صائم کہاں ہے آغا جانی اسنے میری بہن کو اغوا کر لیا ہے آپ اس سے کہیں کہ تقویٰ کو چھوڑ دے ورنہ میں اس تک پہنچا تو اسکی لاش آپکے در پر پھینک جاؤں گا" کب سے ضبط کیے بیٹھا وہ چیخا

کہ آغا جانی گھبراتی موبائل کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو صائم ایسا کیسے کر سکتا ہے" انہیں جیسے صدمہ لگا سمجھتے

"یہ آپ اس سے پوچھیں اور اسے کال کر کے کہیں کہ خانوشی سے میری بہن کو میرے گھر چھوڑ جائے ورنہ۔۔۔ اسکی ابھی بات بیچ میں ہی تھی کہ آغا جانی نے دل پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش کروایا۔

"میں کرتی ہوں اس سے بات تم فکر مت کرو مل جائے گی اللہ خیر کرے" انہوں نے کہتے کال کاٹی اور صائم کا نمبر ڈائیل کرنے لگیں۔

*__________*__________*

"پلیز مجھے جانے دو صائم میںنے تمہارا کیا بگاڑا ہے" گھٹنوں میں منہ دئے بیٹھی روتی ہوئی تقویٰ گڑ گڑا رہی تھی اور وہ اسے روتا دیکھ کر غصے سے گھور رہا تھا۔

"میرا دماغ مت کھاؤ مولانی میںنے تمہیں پہلے ہی وارن کیا تھا اب کیوں یہ رونا دھونا! وہ اسکے سر پر کھڑا غصے سے غرایا کہ وہ سہم گئی۔

اسے جب ہوش آیا تو خود کو انجان روم میں پا کر وہ خوفزدہ ہو گئی اور جب دماغ بیدار ہوا تو کل کا واقعہ یاد کرتے وہ جی جان سے لرزا اٹھی۔

اور تب سے رو رو کر اسے منتیں کر رہی تھی کہ اسکے بھائی کا کیا ہوا ہو گا کیوں کر رہے ہو ایسا ہاتھ جوڑتی ہوں جانے دو مجھے معاف کر دو اگر کوئی غلطی ہوئی ہے پر مجھے بخش دو۔

پر وہ بے رحم بے حس بنا اسے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ ہچکیاں بھرتی دھاڑیں مارتی التجائیں کر رہی تھی۔۔

"مجھے کچھ نہیں سننا تم میری بنو گی سن لو اور دماغ میں بیٹھا لو تمہیں مجھ سے نکاح کرنا پڑے گا مولانی" وہ ضد سے چیختا کہتا روم سے باہر نکلا اور تقویٰ روتی نفی میں سر ہلاتی دانیال کو پکارنے لگی کہ آئو پلیز اپنی بہن کو بچالو جس طرح مہکار سے بچایا تھا ایک بار پھر بچالو ورنہ وہ کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہے گی۔

مسلسل آتی آغا جانی کے نمبر سے کالز پر صائم باہر صحن میں چارپائی پر بیٹھا بے چین ہوا اٹھا۔

وہ سیف اور جنید کا انتظار کر رہا تھا کہ قاضی کو لیکر آئیں تاکہ سب کچھ اپنے انجام تک پہنچے۔

"السلام علیکم" تھک ہار کر اسنے اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا تو دوسری طرف گرجتی برستی آغا جانی کی آواز گونجی

"کہاں ہو تم صائم کہاں رکھا ہے تقویٰ کو اسے واپس اسکے گھر چھوڑو ورنہ تمہارے آغا کو معلوم پڑ گیا تو تمہارہ وہ حال کریں گے کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گے" صائم نے چونک کر موبائل کو دیکھا

"یہ کیا کہہ رہی ہیں کون کیسی تقویٰ"؟ وہ مسکراہٹ دبا کر حیرت سے گویا ہوا

"مجھ سے جھوٹ مت بولو میں جانتی ہوں تمنے اسے اغوا کیا ہے صائم اسے چھوڑ آئو ورنہ بڑے خون خراب ہوں گے بیٹے سمجھنے کی کوشش کرو" کچھ سوچتے وہ اسے آرام سے سمجھانے لگی

"پر آپنے کہا تھا کہ کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا آپنے وعدہ کیا تھا یاد کریں" اسنے ریلیکس انداز میں پوچھا جیسے کوئی پروہ نا ہو

"تم کہاں ہو تمہیں میری قسم مجھے بتائو ابھی اسی وقت" انہونے سوچا خود جا کر اسے لے کر آئیں گی تبھی پوچھنے لگی

"اور آپکو میری قسم اگر اپنے علاوہ آپنے کسی کو بتایا یا کسی کو ساتھ لائیں میں آپکو ایڈریس بتا رہا ہوں آجائیں اپنے پوتے کے نکاح میں شرکت کریں" قہقہہ لگاتے اسنے کہا اور انہیں ایڈریس نوٹ کرواتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"رونا بند کرو اب آرہی ہیں آغا جانی تمہارا دکھ باٹنے کیلئے" وہ روم کے دہلیز پر پائوں رکھتا بولا تو آغا جانی کے نام پر تقویٰ نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور اسے دیکھا

"ایسے نا مجھے تم دیکھو سینے سے لگا لوں گا"۔۔۔

وہ اسکی سرخ سوجی آنکھوں کو دیکھتا سیٹی کی دھن پر گنگناتا باہر نکل گیا اور روتی ہوئی تقویٰ نے نفرت سے اسکی پشت کو دیکھتے اپنے سامنے رکھے شادی کے جوڑے کو ہاتھ مار کر نیچے گرا یا

"آغا جانی مجھے ضرور یہاں سے نکالیں گی"۔۔۔

وہ سوچتی سکڑی بیٹھی تھی خوف کے حصار میں اور جب جب دانیال کا سوچتی اسکی آنکھیں بھیگ جاتی۔

باہری دروازے پر بیل ہوئی تو صائم نے اٹھ کر ایک نظر روم کے دروازے کو دیکھتے داخلی دروازہ کھولا اور سامنے ہی آغا جانی کی گاڑی کے پیچھے سیف جنید کو بھی مولوی کے ساتھ آتے دیکھا۔

اسنے سائیڈ ہو کر سب کو خوش آمدید کہا اپنے نکاح میں۔

*__________*__________*

"کہاں ہے تقویٰ" آغا جانی اندر داخل ہوتی سیف جنید پر ایک قہر برساتی نظر ڈال کر صائم سے بولی۔

"آغا جانی" تقویٰ آغا جانی کی آواز سن کر روم سے باہر نکلتی دروازے پر کھڑی ہوئی۔

"ہائے تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی صائم کیا حال کر دیا ہے بچی کا کچھ تو رحم کرتے کیوں ایسے ہو گئے ہو" آغا جانی بکھری حالت میں روتی ہوئی تقویٰ کو دیکھتی اسکے طرف آئی اور دکھ افسوس سے صائم سے ڈوبتے دل سے بولیں جس پر اسنے سر جھٹکا۔

"تم لوگ کیا مراقبے میں چلے گئے مولوی کے ساتھ" وہ جنید اور سیف کو سے بولا کہ دونوں ہڑبڑا کر اندر آئے۔

اور مولوی کو بھی ساتھ لائے جو صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

صائم نے دروازہ بند کیا۔

"آپ لوگوں کو مجھ پر رحم آیا جو میں تم لوگوں پر کرتا" وہ آغا جانی سے لپٹی ہچکیاں بھرتی کانپتی تقویٰ کو دیکھ کر پھر آغا جانی سے مخاطب ہوا کہ وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی

"کس بات کا حوالہ دے رہے ہو تم" انہونے تقویٰ کی پیٹھ سہلاتے پوچھا صائم سرخ آنکھوں سے نظر انداز کر گیا۔

"آغا جانی یہاں سے چلیں پلیز مجھے اپنے بھائی کے پاس چھوڑ دیں میں نہیں کروں گی یہ نکاح" وہ روتی ہوئی بغیر سامنے کھڑے وجود کو دیکھتی بولی۔

"ہاں ہاں چلو میں تمہیں لینے ہی آئی ہوں" اسنے اسے ساتھ لگا کر ایک غصیلی نظر گھورتے صائم پر ڈالی اور آگے بڑھی کہ وہ اپنے چوڑے جسم کے ساتھ دیوار بن کر دونوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

" مینے آپکو اسلئے نہیں بلایا کہ آئیں اور میری ہونے والی بیوی کو اڑا کر لیں جائیں بلکہ اسلئے بلوایا ہے کہ ہم دونوں کی گواہ بنیں اور ہمیں خوش رہنے کی دعائیں دیں تا کہ اگلے سال آپکو پر سے سر دادی بنائیں" وہ بے باکی کے حدیں پھلانگتا تقویٰ کو سہمنے پر مجبور کر گیا کہ وہ ڈر سے آغا جانی کی پیچھے چھپ گئی۔

"چٹاخ"۔۔۔۔ چھوٹے سے گھر کی فضا میں تھپڑ کی تیز آواز گونج اٹھی اور صائم نے کوفت سے اپنے گال سہلایا۔

"ایک تو آپ دونوں بس یہی کام کریں ایک کو کچھ کہو تو اسے بھی تھپڑ مارنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا اور آپ سے کچھ کہوں تو آپکا بھی یہی حال حالانکہ کے آپکو خوش ہونا چاہیے اس عمر میں ہر دادی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عہدے بڑھاتی جائیں" اس کی باتوں پر جہاں جنید اور سیف نے قہقہ لگایا تھا وہیں قاضی بیچارہ پریشان کھڑا تھا کہ اب یہاں سے کیسے نکلے اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ زبردستی کا نکاح ہے یہ۔

"تم ہٹو پیچھے میں تمہیں بعد میں دیکھوں گی" وہ اسے پیچھے کرتی آگے بڑھی کہ صائم خود پیچھے ہو گیا۔

اور آغا جانی تقویٰ کو لیکر جانے لگی۔

"صائم "سیف نے گھبرا کر پکارا۔ اگر آج آغا جانی چلی جاتی تو انکی تو لاش اٹھتی وہاں سے۔

"اچھامیں بھی چلتاہوں" مولوی آغاجانی کے پیچھے جانے لگا کہ جنید نے انکی کلائی پکڑی۔

"ابھی پوری فلم تو دیکھیں پھر جائے گا" اسے پکڑ کر چارپائی پر بیٹھایااور دروازے پر پہنچتی آغاجانی کو دیکھنے لگے۔

تقویٰ دھڑکتے دل کے ساتھ سہمی سی آغاجانی سے چپکی جارہی تھی کہ اچانک ہی صائم نے انکے باہر نکلنے سے پہلے اسکی کلائی تھامی اور اپنی طرف کھینچا۔

"آہہ۔۔۔۔وہ چیختی سیدھا اسکے سینے سے لگی

"تقویٰ"۔۔۔!! آغاجانی گھبراکر اس افدات پر مڑیں اور تقویٰ کو اپنے پاس بجائے صائم کے حصار میں دیکھ کر گھبرا گئی۔

"چھوڑو اسے صائم کچھ تو اسکی عزت کا خیال کرو کیا ہو گا تمہارے اس عمل کے بعد اسکے بھائی کا کیا ہو گا جو پورا شہر ڈھونڈ رہا ہے اسکے مستقبل کا سوچو" آغاجانی بھرائی آواز میں کہتی ہاتھ جوڑ گئی جس پر اسنے نظریں پھیر لیں۔

"آجائیں" وہ روتی ہوئی مزاہمت کرتی اسکے حصار سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی تقویٰ کو لیکر واپس اندر جانے لگا

"صائم چھوڑو اسے" آغاجانی اپنے پورے جلال سے دھاڑیں اور اندر آئیں۔

"اگر اب آپنے ایک لفظ بھی کہا تو نکاح میں والی ہونے کے بجائے ہماری موت کی گواہ بنیں گی" وہ دھاڑ کر مڑا اور تقویٰ کی پشت اپنے سینے سے لگائے اسکے گلے میں بازو ڈالتے اسنے پسٹل اپنے ماتھے پر رکھی۔

چاروہی ششدر کھڑے رہ گئے۔

اور آغا جانی پھٹی پھٹی آنکھوں سے صائم کو دیکھنے لگی جس کے سر پر خون سوار تھا۔

"پلیز سائیں جانے دیں مینے کیا بگاڑا ہے آپکا" خوف سے پیلی پڑتی تقویٰ کمزور سی مزاہمت کرنے کی کوشش کرتی وہ بھاری آواز میں التجا کرنے لگی۔

"بعد میں باتیں کریں گے سائیں کی جان" اسنے جھک کر سرگوشی میں کہا کہ اسکی ہچکی بلند ہوئی۔

"صائم ایسا مت کرو بچی کے ساتھ" آغا جانی التجا کرنے لگی کہ اسنے انگلی ٹریگر پر رکھی۔

"رکو تم" دل۔دہلا دینے والا منظر دیکھ کر وہ دھاڑا اٹھی اور انکے لہجے میں شکست دیکھ کر جہاں تقویٰ کے جسم سے جان نکلی تھی وہیں وہ فتحمندی سے مسکرا دیا۔

"آجائیں اپنی معصوم بہو کو سجائیں" وہ پسٹل رکھتا روتی ہوئی نفی کرتی تقویٰ کو لیکر واپس اس روم میں آیا اور نیچے سے کپڑے اٹھائے۔

تقویٰ نے دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپالیا۔

"ممم۔۔۔میں تم سے شادی کروں گی اگر تم میرے بھائی کو بلاؤ گے پلیز" وہ پیچھے ہوتی کچھ سوچ کر بولی کہ اسکی بچگانہ بات پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"میں صائم ہوں مولانی! صائم زید یاد رکھنا" اسکی گال چھو کر وہ بولا اور کپڑے اسکے ہاتھوں میں تھما کر باہر نکلا۔

آغا جانی اس پر ایک غصے بھری نظر ڈال کر اندر آئی جہاں تقویٰ بیڈ پر بیٹھی روتی ہوئی ہاتھوں میں کپڑے دیکھ رہی تھی۔

"آغا جانی پلیز آپ ہی دانیال کو کال کریں نا اسے بلائیں مجھے بچالیں میں نہیں کروں گی ان سے شادی" وہ اسکے سامنے بین کر رہی تھی جو اپنے پوتے کی ضد کے سامنے مجبور ہو گئی تھی۔

اور روتی ہوئی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔

"وہ بڑا ضدی ہے تقویٰ مان جاؤ میں تمہارے بھائی کو سمجھاؤں گی مان جاؤ بیٹا" انہوں نے روتے ہوئے التجا کی۔

بیٹے کی موت کے بعد اسکی آخری نشانی کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔

جو انکی غفلت سے ہی ایسا ہوا تھا۔

"آپ کا مطلب کیا آغا جانی میں کیسے کرلوں نکاح" وہ اٹھ کر چیخ پڑی اور آغا جانی خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہیں

انکی مسلسل خاموشی پر روتی ہوئی تقویٰ نفی کرتی نیچے بیٹھ گئی۔

"میں آپ میں سے کسی کو معاف نہیں کروں گی آغا جانی آپ بھی اس گناہ میں شامل ہیں یاد رکھیے گا" اسکی دہائی پر آغا جانی منہ پر ہاتھ جمائے سسک اٹھیں اور اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔

کچھ ہی دیر میں صائم وضو کرکے رومال سر پر باندھتا مولوی صاحب کے سامنے بیٹھا اور انہیں نکاح پڑھانے کا اشارہ کیا۔

"پر بیٹا لڑکی۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے کچھ کہنا چاہا کہ وہ بیچ میں ہی بول اٹھا۔

"لڑکی کا مسئلہ میرا ہے آپ اپنا کام کریں" اسکے سرد سپاٹ لہجے پر مولوی نے افسوس بھری نظر ڈالتے نکاح پڑوانا شروع کیا ۔

"مبارک ہو میرے یار" سیف جنید اسکے سائن کرنے پر گلے لگ گئے اور مبارک باد دی جس کو وہ مسکراتے قبول کر گیا۔

"تقویٰ فاروق ولد فاروق خان آپکو صائم زید ولد وہاب زید سے حق مہر بیس لاکھ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کی سرسراہتی آواز پر گھونگٹ کے پیچھے آنکھیں صاف کرتی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گئی۔

اور وہ پھڑ پھڑا بھی نا سکی جب پاس بیٹھی آغا جانی کا ہاتھ اسکے سر پر آیا۔

"یا اللہ میں آپکو حاضر وناظر رکھ کر اس نکاح کو دل سے قبول کرتی ہوں مجھے دنیا میں رسوائی سے بچا لیجئے گا" وہ سسکتی دل میں بولی۔

"قبول ہے"
آخری بار کہتے اسنے کانپتے ہاتھوں سے نکاح پر سائن کیے اور مولوی صاحب اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کر باہر نکلے۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس نکاح میں رہنے کے بعد وہ حرام کہلائے تبھی اسنے اللہ کو گواہ رکھ کر مانا تھا اس نکاح کو پر یہ عہد بھی کیا تھا کہ صائم میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں۔

"چلو اب نکلو تم دونوں" انہیں چھوہاروں پر ٹوٹ پڑتے دیکھ کر وہ ناپسندگی سے بولا۔

"یار جا رہے ہیں" سیف نے معنی خیزی سے مسکراتے آنکھیں نچا کر دو دو چھوہارے ساتھ منہ میں ڈالے۔

کہ صائم نے دھپ لگائی۔

"جا پہلے اس مولوی کو چھوڑ آورنہ جس طرح یہ مجھے گھور رہا ہے لگتا ہے نظروں سے ہی قتل عام کر دے گا" اسنے ہنستے کہا تو جنید سیف نے حیرت سے پاس جانے کیلیئے تیار کھڑے مولوی صائم کو غصے بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے دونوں نے دیکھ کر قہقہہ مارا۔

"رحم کھا مولوی ابھی ہی بیچارے کی شادی ہوئی ہے" سیف نے آنکھ دبا کر کہا تو صائم معصوم صورت بنا کر سر ہلانے لگا۔

"چلو آئو چھوڑ آئیں ورنہ ارادے خطرناک ہیں" وہ کہتے چھوہارے سے مٹھیاں بھر کر جیب میں ڈالتے ہوئے مولوی کو لیکر چلے گئے۔

صائم نے دروازہ بند کر کے ایک نظر روم کے بند دروازے کو دیکھ کر کندھے اچکا تا چارپائی پر لیٹ گیا۔

"اسنے ایسا کیوں کیا آغا جانی کیا اسکے دل میں رحم نہیں" آغا جانی کے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے اور اسے سہارہ دیکر سینے سے لگانے پر وہ روتی ہوئی پوچھنے لگی۔

کتنا بے رحم تھا اسے اغوا کر کے زبردستی نکاح کر گیا اپنی ضد پوری کرتے اور وہ کچھ کر بھی نا سکی۔

"بیٹا اسے ایسا بنانے والے ہم ہی ہیں" آغا جانی اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی بولیں تو تقویٰ حیرت سے نظریں اٹھائیں کہ وہ نظریں چرا گئی۔

"سچ کہہ رہی ہوں! ہم سب کے ساتھ انصاف کرتے ہیں صرف ایک تمہارے ساتھ اور ایک اسکے ساتھ ناانصافی کر گئے" آغا جانی شرمندہ سی بولی تو تقویٰ الجھ گئی

کیا وہ ایسا تھا کہ اپنے ساتھ ناانصافی ہونے دے۔

"اسکے ساتھ کیسی ناانصافی ہوئی اور آغا جانی اگر یہ میر وہاب سائیں کا بیٹا ہے صائم تو یہ حویلی میں کیوں نہیں تھا اور یہ رضا سائیں جیسا اخلاق تمیز رحم والا کیوں نہیں" وہ اٹھ بیٹھی اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے چہرا صاف کیا۔

"بیٹا جس طرح ہم جب زمین پر قدم رکھ چلنا شروع کرتے ہیں تو کوئی نا کوئی ہماری ہمت بندھانے کیلئے ہمیں سہارا دینے کیلئے ہماری انگلی تھام کر چلنا سیکھاتا ہے تا کہ ہم گر نا سکے اور اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر خود چلنا سیکھیں۔
پر اس کے بر عکس جب کوئی چلنا سیکھ رہا ہو اور اسے کوئی گرتے اٹھتے سنبھالنے والا انگلی تھام کر چلانے والا نا ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو سکتا ہے لڑکھڑا کر گر جاتا ہے کہ کوئی سنبھالنے والا نہیں ہوتا اور وہ منہ کے بل کبھی پیٹھ بل گر جاتا ہے پر اسکی رہنمائی کیلئے کوئی نا ہو تو اسے ایسی کوشش کرتے بھی ڈر لگتا ہے اور وہ کوئی دوسرا سہارہ ڈھونڈنے لگتا ہے پر ملتا نہیں تب بے بس ہو کر چھوڑ دیتا ہے کوشش،

ویسے ہی میرا پوتا تھا صائم ایک معصوم گلاب۔

جسکی جب کچھ سیکھنے کی عمر تھی تو اسکے لئے کوئی نہیں آیا وہ بے سہارا بے بس دوسروں کے رحم کرم پر پڑا تھا اور وہ سب اسکے معصوم دماغ میں زیر انڈیلتے رہے کہ اسے اچھائی کے بجائے برائی کی طرف دھکیل دیا۔

جسنے اپنی چھوٹی سی عمر میں ایسی قیامتیں دیکھیں ہیں کہ اللہ نا کرے کوئی دوسرا بچہ ایسی درندگی کا شکار ہو" انہوں نے روتے ہوئے کہا تو تقویٰ درندگی لفظ پر دہل کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کک۔۔ کیا مطلب درندگی"؟؟

آغا جانی نے اسکی کپکپاتی آواز کو سنا اور سر اٹھایا۔

پھر اسے ساری حقیقت بتاتی گئی کہ تقویٰ منہ کھولے سننے لگی کہ کیا ان امیروں کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔

"میرے بیٹے وہاب کے جانے کے بعد مجھے ایسا صدمہ لگا کہ میں دنیا جہاں سے غافل بستر پر پڑی رہی اور وہ الگ اپنے جوان بیٹے کی موت پر ٹوٹ گئے اس سب کے دوران ہمنے کبھی اپنے بیٹے کی نشانی کو یاد نا کیا کیونکہ جب سے وہ پیدا ہوا تھا کبھی حویلی آیا ہی نہیں تھا نا اسکی ماں ہمارے پاس اسے چھوڑتی تھی یہاں سے کوئی شہر جاتا تو اس سے مل آتا اور وہاں آکر ڈھیر ساری تعریفیں اسکی کرتا کہ بیٹا نہیں شہزادہ ہے میر وہاب کا۔۔
ہم اپنے غم میں تھے اور وہاں وہ ملازموں کے رحم پر پڑا تھا ماں اپنے دوسرے شوہر کی سنگت میں سب کچھ بھلا بیٹھی تھی اور صبح جب اٹھتی تو ناشتہ یا کھانا لیٹ ہونے پر ملازموں کو ڈانٹتی جس کا بدلہ وہ اسکے جانے کے بعد صائم سے لیتے،

اسے بری طرح مارتے پیٹتے کہ وہ انسانوں کی پرچھائی سے بھی ڈرنے لگا تھا، اسکی ماں کو کوئی خبر نہیں تھی کہ اسکے پیچھے اسکے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور وہ کرتی بھی کیوں وہ تو اسکے ناپسندیدہ شخص کی اولاد تھا جو جیے یا مرے اسکی بلا سے۔

ملازم اس سے ہانیہ کی غلط غلیظ باتیں سناتے اسکے معصوم ذہن میں غلیظ باتیں ڈالنے لگے کہ ان شیطانوں کو کھیلنے کیلئے ایک کھلونہ مل گیا تھا۔

ایک دن اس سے۔۔۔
اس سے زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ میرا معصوم پوتا بمشکل اپنی جان بچا کر ملازم کے سر پر جگ مار کر گھر سے باہر نکلا رات کا وقت تھا صرف ایک ملازم ہی تھا گھر میں نا لعنتی ہانیہ تھی نا ہی وہاج مردود، وہ بھاگتا گارڈ کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگنے لگا پر اس سر پر بھی شیطان سوار تھا اور دونوں نے۔۔۔۔۔

اس معصوم بچے کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور اسے وہیں کوارٹر میں چھوڑ کر دونوں فرار ہو گئے اللہ پوچھے ان سے اسے درندوں کو دیکھے انہیں بد سے بدتر موت دے۔

وہ دائن جب اپنے یار کے ساتھ واپس کوٹی تو ملازموں کے صائم کی ناموجودگی کا بتانے پر ہوش میں آئی اور اسے ڈھونڈنے لگی دو دن بعد انہیں وہ بری حالت میں بیہوش کوارٹر سے ملا
اور وہ روتی لعنتی اسے ہاسپٹل لے گئی جہاں اسکا ہم سے چھپ کر علاج کروایا ہمیں بھی جب ہوش آیا تو اس سے پوچھا جس پر اسنے کہا کہ اسے بورڈ بھیج دیا ہے اور ہم یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ اسکی کوکھ ہے اسکے جیسا بنے گا یہ نہیں سوچا کہ ہمارے بیٹے کی نشانی ہے اسکا خون ہے ہمنے صرف اسے اس ماں کا بیٹا سمجھا کبھی اسکی خیریت یا خبر لینے کی کوشش نہیں کی۔

اور جب ہوش آیا تو بہت دیر ہو چکی تھی وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا تھا کہ نا اسے اسکے دادا سنبھال سکے نا ہیں دادی وہ سنتا سب کی تھا کرتا وہی تھا جو اسکے دماغ میں گونجتی وہ باتیں اسے کہتی جو اسکے باپ کی محبت کے بدلے میں ملی موت۔

آغا جانی کہہ کر اس اذیت بھرے ماضی سے نکلنے کیلئے گہرے سانس بھرنے لگی اور خاموشی سے سانسیں روکے سنتی تقویٰ کیلئے اپنا دوسرا سانس لینا محال ہو گیا۔

"تو اس میں مم۔۔ میرا کہاں قصور ہے جسکی مجھے یہ سزا ملی ہے؟ آپنے کہا کہ آپ سے پہلے بھی ناانصافی ہوئی ہے تو آپ اسے سدھارنے کے بجائے پھر میرے ساتھ کر گئی، اسے اس راہ پر دھکیلنے والی اسکی ماں تھی میں تو نہیں پھر اسکے ظلم کا نشانہ میں کیوں، کیا ایک عورت ایسی نکلی سب ایسی ہیں اگر ایسی ہیں تو وہ لڑکیاں آج جو اپنے ماں باپ کی عزت کیلئے اپنے شوہر کے ظلم ستم سہہ رہی ہیں وہ کون ہیں آغا جانی یہ کیوں اسے نہیں دیکھ رہا جو اپنے شوہر کے ایک چھت تلے سالوں پرانے کپڑوں میں خود کو ڈھانپے بیٹھیں ہیں انکی راہ دیکھتیں ہیں اور جب وہ گھر سے باہر جاتا ہے تو پیچھے وہ خود کو اپنے شوہر کی امانت سمجھ کر اسکی عزت بن کر خود کو بری نظر سے بچائے بیٹھی ہوتی ہیں، وہ آپ سے یا بیگم صاحبہ (ثانیہ بیگم) بھی کچھ نہیں سیکھا کہ کیسے اپنے آپ کو آپنے شوہر کی عزت سمجھ کر چار دیواروں کے پیچھے خود انکی امانت سمجھ کر غیر مرد سے چھپاتی ہیں کیوں یہ نا دیکھا اسے" وہ انکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہی تھی کہ آغا جانی نے سر ہلایا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو اسے سیکھنا چاہیے تھا اسے دیکھنا چاہیے تھا کہ صرف برائی نہیں اچھا بھی ہے۔
پر تم ایک بات جانتی ہو برائی خود غالب آجاتی ہے اور اچھائی ہمیں خود پر غالب کرنی پڑتی ہے۔

اگر اسکے پہلے قدم کو ہی جس کی طرف اسنے پیش قدمی کی تھی اسے ٹھکرا دیا جاتا اسے دو لگا کر بتا دیا جاتا کہ وہ جس طرح کی سمجھ رہا ہے ویسی نہیں صرف برائی نہیں اچھائی بھی ہے یہاں تو وہ اس دلدل میں نا اترتا۔

اسنے جس طرف پیش قدمی کی اسے سراہا یا گیا اسے کی حوصلہ افزائی کی گئی تو بیٹا یہی حال ہوتا ہے اس انسان کا جس طرح اس وقت میرے پوتے کا ہے۔

اور رہا تمہارا قصور کیا ہے تو تمہارا قصور نہیں میری جان تمہاری اچھائی۔۔! تمہاری اچھائی سے جب وہ ٹکرایا تو تمہارے گریز پاکیزگی حیا نے اسکے قدم جکڑ لئے اسے تمہاری طرف بڑھنے نا دیا گیا تو اسکی برائی لڑنے لگی تمہاری اچھائی سے۔

اور کہتے ہیں برائی یہی خواہش کر کے اچھائی سے لڑتی ہے کہ وہ اس پر فتح مندی حاصل کر لے گی اچھائی کو ہرا دے گی اور تب تک لڑتی مقابلہ کرتی ہے جب تک اس سے منہ کی نہیں کھاتی۔

یہی ہو رہا ہے وہ تم سے لڑ رہا ہے تمہاری اچھائی کو آزمانہ چاہتا ہے کہ تم بھی اسکی ماں کی طرح نکلو گی، جب اسنے تمہاری طرف پیش قدمی کی تو تمنے اسے ٹھکرایا اور تمہاری پاکیزگی کو دیکھ کر وہ اور تمہارے پیچھے پڑ گیا تمنے جب اسکی پیسوں کی آفر بھی ٹھکرا دی تو اسنے یہی نکاح والا راستہ اپنایا پر کس نے اسکا ساتھ نا دیا اور اسنے مجبور ہو کر تم پر جبر کی تم سے بزردستی نکاح کیا اور اس گناہ میں مجھے بھی شامل کر دیا" انہونے کہہ کر نظریں چرائی

اور تقویٰ کے منہ سے الفاظ چھین لئے گئے کہ اب وہ اس اچھائی برائی پر کیا دلیل دے۔

ہاں یہ تو سچ تھا کہ برائی مقابلہ کرتی ہے اچھائی سے اور جیت ہمیشہ اچھائی کی ہوتی ہے تو کیا اسکے رب نے اسے مقابلہ کرنے کیلئے چنا تھا۔

اسکی اچھائی اپنے رب کو پسند آئی تبھی تو اسے چنا گیا تھا۔

پر کیا وہ اس سے لڑے پائے گی جس میں ہر برائی ہے،

"کیوں نہیں لڑ سکے گی ایک عورت میں بہت طاقت ہوتی ہے وہ چاہے تو مرد کو گمراہ کرے چاہیے اجالوں میں لائے اسے بتائے

"اچھائی برائی پر غالب ہے"۔

"اور صائم میں تمہیں احساس دلائوں گی کہ تم جو کر رہے ہو وہ کیا ہے اور کتنا غلط ہے" وہ اپنے دل میں عہد کرنے لگی۔

"اگر دونوں مراقبے سے باہر آگئی ہوں تو کچھ اس نئے نویلے دلہے کا بھی خیال کر و اور آغا جانی جائیں وہاں سنبھالیں اپنے کیے کا انجام" وہ سب کچھ آغا جانی پر الٹ چکا تھا اور خود ہاتھ صاف کرتا اب اس مولانی کے انتظار میں تھا۔

"مجھے معاف کر دو تقویٰ میں تمہیں یہاں سے لینے آئی تھی پر۔۔۔وہ کہتی شرمندگی اور احساس گناہ سے آنکھیں نہیں اٹھا رہی تھی۔

تقویٰ نے کچھ نہیں کہا تو آغا جانی خاموش نظر اسے دیکھتی اپنی کلائیوں سے خاندانی سونے کے کڑے اتار کر اسکی کلائی میں پہنا گئی۔

"مطلبی خود غرض سمجھ کر کچھ بھی کہہ دینا مجھے ،میں برا نہیں مانو گی" اسکا ماتھا چومتی وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

تو سامنے ہی صحن میں پڑی چارپائی پر پڑے صائم کو دیکھا اور منہ پھیرتی وہاں سے نکل گئی۔

گاڑی میں بیٹھتے اسنے ڈرائیور کو چلنے کا حکم دیا جس پر وہ سر کو خم دیتا گاڑی اسٹارٹ کرتا ایک نظر دروازے پر کھڑے چھوٹے سائیں پر ڈالتا چلا گیا۔

صائم نے مسکرا کر دروازہ بند کیا اور اپنے قدم روم کی طرف اٹھائے جہاں اسے بتانا تھا کہ اب بتاؤ

"تم جیسی لڑکیاں تو مجھ پر تھوکنا بھی گوارہ نہیں کرتی تھی اب اس کے نکاح میں آکر تم کیسا محسوس کر رہی ہو"۔

وہ اسکے روم کے سامنے پہنچا تھا کہ اسے احساس ہوا اسنے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔
اور ایک ایک نظر روم کے بند دروازے پر ڈال کر وہاں سے نکلا۔

باہر کچھ دور ہی آبادی تھی وہ ایک چھوٹے ریسٹورنٹ سے کھانا پیک کروا کر واپس آیا،
دروازہ بند کرتے وہ کچن میں آیا اور وہاں رکھے کچھ برتنوں کو پانی سے صاف کر کے انہیں پھونک مار کر ان میں کھانا نکالنے لگا۔

"دروازہ کھولو مولانی" ہاتھوں میں ٹرے تھامے وہ دروازے کھولنے کی کوشش کرنے لگا پر وہ اندر سے بند تھا جسے دیکھ کر وہ تقویٰ سے بولا۔

بیڈ پر بیٹھی سکڑی سمیٹی تقویٰ اسکی آواز پر مزید خوفزدہ ہوگئی۔

"نہیں" وہ بھرائی آواز میں بولی کہ صائم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگی۔

"اسنے جیب میں ہاتھ ڈالکر دوسری کیز نکالیں اور اس سے دروازہ کھولا۔
اندر داخل ہوکر بیڈ پر بیٹھی تقویٰ پر ایک شرارت بھری نظر ڈالی۔

"اوہ سوری شاید تمنے "نہیں" کہا تھا پر میں کیا کرتا مولانی تمہارا دیدار کرنے کیلیئے آنا ہی پڑا کہ دیکھوں اپنی دلہن کا کیا حال ہے "وہ کہتا چل کر اسکے پاس آیا اور تقویٰ کے سامنے ٹرے رکھی۔

اور تقویٰ تو حواس باختہ سی اسے اندر داخل ہوکر سامنے کھڑے پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"مجھے گھر چھوڑ دو اب اور کیا باقی ہے" وہ چلائی

صائم ریلیکس سا اسکے سامنے شوز اتارتا بیٹھا۔

"رات کو بتائوں گا ابھی کیا باقی ہے مولانی اس وقت کھانا کھائو" اسنے نوالہ بنا کر اسکے چہرے کو دیکھتے اپنے منہ میں ڈالا۔

"کھائو بہت زبردست ہے" اسنے دوسرہ نوالہ بنا کر اسکے منہ کی جانب کیا تو تقویٰ نے نفرت سے اپنا چہرا پیچھے کر لیا۔

"دور رہیں مجھے نہیں کھانا" اسکا ہاتھ جھٹکتی وہ بولی آنکھوں میں نفرت سے چنگاریاں نکل رہی تھی۔

"تم ایسے ماننے والی نہیں" وہ اسکا منہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکی مزاہمت کو نظر انداز کرتا اسکے منہ میں نوالہ ڈال چکا تھا۔

"کھائو اب" اسنے روتی ہوئی تقویٰ کو غصے سے کہا جس پر وہ آنسوں صاف کرتی اپنے کانپتے ہاتھوں سے نوالے بنا کر کھانے لگی۔

"اس سے میں سمجھ گیا کہ تم سے ہر بات زبردستی میں منانی پڑے گی کیوں"؟ پانی کا گلاس منہ سے لگاتے پوچھا پر تقویٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

کچھ نوالے لیکر وہ پیچھے ہٹ گئی۔

"بس اتنا سا" صائم نے اسے پیچھے ہوتے دیکھ کر کہا وہ خاموش نظر ڈال کر رہ گئی۔

"کھائو" اس بار وہ روعب سے بولا کہ اسکے گلے میں ہچکی دب گئی۔

"اب بھوک نہیں ہے" گھٹنوں میں منہ چھپا کر وہ بولی تو صائم خاموش نظر ڈالکر وہاں سے ٹرے اٹھائے چلا گیا۔

"تم تیار نہیں ہوئی مینے تو سنا ہی فرسٹ نائیٹ ہر لڑکی سج کر اپنے مزاجی خدا کا انتظار کرتی ہے پر تمہیں تو دیکھ کر لگ رہا ہے جیسے تمہارا شوہر مر گیا ہو" وہ اسکے پاس آکر لیٹتا اس کی پشت دیکھتا بولا۔

"ایسا ہی ہے" وہ بھرائی آواز میں غرائی تو روم کی فضا میں صائم کا جاندار قہقہہ پڑا۔

"اچھا آئو تمہیں احساس دلائوں تمہارا شوہر ابھی زندہ ہے" وہ اسکے بازو سے پکڑ کر کھینچ چکا تھا اور وہ جھٹکے سے اسکے سینے پر آ گری۔

"چھوڑو مجھے" اپنی کمر پر اسکی گرفت دیکھ کر وہ سخت مزاہمت کرنے لگی جس پر صائم محظوظ ہوتا اسکے چہرے سے اسکارف اتار چکا تھا۔

" تمیارے بال تو تمہاری آنکھوں بہت خوبصورت ہیں مولانی" اسکے چوٹی کے بل کو کھولتے وہ ان میں انگلیاں پھنسا کر بولا کہ وہ اسکے لمس پر سسک اٹھی۔

"چھوڑیں سائیں پلیز" اسکے لمس پر مچلتی تقویٰ اسکے حصار سے نکلتی تقویٰ بیڈ سے اتر کر دور کھڑی ہو گئی۔

صائم نے مسکرا کر اسکے کانپتے نازک سراپے کو دیکھا۔ جس کر کالے بال کسی ریشم کی طرح سامنے آگرے تھے۔

"سائیں کی جان ابھی چھوڑ رہا ہوں پر رات کو نہیں" گہری نظروں سے دیکھتے وہ بولا اور اسکی روح کو کپکپانے پر چھوڑ کر کروٹ بدل کر اپنے منہ پر تکیہ رکھ لیا۔

"بھاگنے کی کوشش مت کرنا باہر مجھ سے بھی برے انسان بیٹھے ہیں" نیند سے بھاری آواز میں وہ تکیے کے نیچے سے بولا کہ تقویٰ نے اسے دیکھا اور آہستہ سے قدم اٹھاتی باہر آئی۔

"آپ سے برا کوئی نہیں ہو سکتا صائم بہت برے ہیں آپ بہت"۔ وہ بے بسی سے باہری دروازے کو بند دیکھ کر صحن میں چارپائی پر بیٹھتی روتی ہوئی بولی۔
اسے ابھی بھی خود پر اسکی گرم سانسیں اور شدت بھرا لمس محسوس ہو رہا تھا جس پر وہ سمٹتی اپنے گرد بازوں کا حصار بنا گئی۔

پتا نہیں وہ رات میں اسکے ساتھ کون سا حشر کرے گا، یہ سوچ سوچ کر اسکی جان ہوا ہو رہی تھی۔
پر وہ جانتی تھی اپنا حق وہ لیکر رہے گا زور یا زبردستی سے۔ یہی غم ڈر اسے کھائے جا رہا تھا۔

----------------------------------*

حویلی آکر آغا جانی غم زدہ سی اپنے روم میں بند ہو گئی کہ ثانیہ بیگم کے بار بار پوچھنے پر بھی انہوں نے کوئی جواب نا دیا اور اس سے کہہ دیا مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

وہ جس طرح ٹوٹی ہوئی تقویٰ کو چھوڑ کر آئی تھی انکا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔

وہ کیسے کسی ماں کی کوکھ کے ساتھ ایسا کر سکتی ہیں کیسے کسی یتیم کے ساتھ اتنا بر کر سکتی ہیں۔

یہ کیا کروا دیا تھا انکے پوتے نے انکے ہاتھوں کہ وہ اس بیچاری لڑکی کو بے بس کر کے آ گئی تھی۔

اسکے ہاتھ پیر باندھ کر اسے اپنے پوتے کے حوالے کر آئیں تھی۔

دانیال کی آتی مسلسل کالوں نے انہیں سوچوں پچھتاؤں، ملال سے نکالا۔

"آغا جانی کہاں ہیں میری بہن اس کی کوئی خبر ملی کہاں ہے وہ صائم؟ میں اسے چیر کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دوں گا مجھے بتائیں کہاں ہے وہ" آغا جانی کے کال اوکے کر کے کان سے لگانے پر دوسری طرف بے چین اضطرابی حالت میں بپھرا شیر دانیال غرا اٹھا۔

"تم سے کچھ کہنا ہے" انہوں نے آنسوں صاف کرتے دانیال سے کہا کہ وہ ٹھٹھک کر رکا اور موبائل کو گھورنے لگا۔

اسے خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائیں دینے لگی۔

"بتائیں"۔۔؟؟ سہمے دل سے کہتے اس نوجوان بھرپور مرد کی حالت بھی کسی معصوم سے بچے کی طرح ہو گئی تھی۔

" مینے تقویٰ اور صائم کا نکاح کروا دیا ہے" انہوں نے کہہ کر گہرا سانس بھرا اور دوسری طرف دانیال سناٹوں کے زد میں آگیا انکے سر پر ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے اور وہ جیسے انکے نیچے دب گیا ہو۔

"ی۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں"؟؟ ہلکلاتے اسنے پوچھا تو اسکی حالت پر آغا جانی رو پڑیں۔

"مجھے معاف کر دو دانیال مینے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر لیا ہے" انہوں نے روتے ہوئے کہا

"کیا سوچ کر لیا ہے" وہ دھاڑا تھا کہ کچن میں بیٹھی عائشہ اندر تک کانپ کر رہ گئی۔

"دانیال میرے بچے مجھے معاف کر دو" انہوں نے روتے ہوئے ندامت سے التجا کی پر وہ دوسری طرف اپنے حواسوں میں ہوتا تو بتاتا۔

"کہاں ہے انصاف کرنے والا میر وجاہت حسن" اسکی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ ابھی صائم اسکے سامنے ہوتا تو وہ اسے ہزار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا

"انہیں نہیں معلوم دانیال" آغا جانی گھبراتی دروازے کی طرف دیکھتی گویا ہوئیں۔

"اوہ تو یہ تم دونوں پوتے دادی کا کھیل تھا میری بہن نے انکار کیا تو اسے تم جاگیر دار لوگوں نے انا کا مسئلہ بنا کر اسے اٹھوالیا اور اس سے زبردستی اپنے پوتے کا نکاح کروا کر اب مجھ سے معافی کی التجائیں کر رہی ہیں بتائیں کہاں ہے آپکا پوتہ اسے میں بتائوں گا اغوا کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے" یہاں وہاں چکر لگاتے وہ غصے سے آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

"بیٹے معاف کر دو دانیال ہم انکا اچھے سے نکاح کروا دیتے ہیں سب کے سامنے اسے بخش دو" آغا جانی کا دل کر رہا تھا جائے اور اسکے پائوں میں گر جائے۔

"آپ نا بتائیں میں خود پتا لگا تا ہوں بھاڑ میں گئی بدنامی" اسنے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی اور روم سے یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگا۔

"تو یہ حقیقت تھی وہ صائم زید میری بہن کو اغوا کر گیا تھا اور اب معافیاں مانگی جا رہی ہیں" اسکا بس نہیں چل رہا تھا جائے اور حویلی کو ہی آگ لگا دے۔

کل سے بھوکا پیاسا وہ اپنی بہن کو ڈھونڈ رہا تھا۔
نا اپنا ہوش تھا نا گھر میں موجود اس خاموش وجود کا کہ کچھ کھا بھی رہی ہے کہ اسکی طرح ہی پڑی ہے۔

ہارون کو جب معلوم ہوا تو وہ اس سے کافی بار ملنے کی کوشش کر چکا تھا اور بار بار کال کر رہا تھا پر اسے کسی بات کا خیال نہیں تھا صرف اپنی معصوم بہن کا چہرا سامنے گھوم رہا تھا کہ سوچتے سوچتے وہ پاگل ہو رہا تھا۔ اور جن سے امید تھی کہ وہ ساتھ دیں گے وہی قصوروار نکلے۔

وہ بے آواز روتا ہوا ہاتھوں میں سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

پتا نہیں کیسی حالت میں ہو گی اسکی بہن۔

گاڑی کی چابی اٹھاتا وہ واپس گھر سے نکلا۔

"کہاں ہو دروازہ بند کر لو لڑکی "اسکی آواز پر اپنا بھیگا چہرا صاف کرتی عائشہ دوپٹہ سر پر ٹھیک کرتی کچن سے باہر نکلی اور آہستہ سے دروازہ بند کرنے لگی تب تک وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔

*___________________*___________________*

"ہیلو "لیلیٰ کی پریشان آواز اسپیکر سے گونجی۔
مسز ہانیہ مسکرا دی۔

"کیا ہوا لیلیٰ تم ٹھیک ہو میری جان "؟ مسز ہانیہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"آنٹی صائم کہاں ہے وہ میری کالز کیوں نہیں اٹینڈ کر رہا آپ اس سے کہیں وہ مجھے کال کرے مجھ اس سے بہت باتیں کرنی ہیں وہ میرے ساتھ شاپنگ پر بھی نہیں چلا، میں بہت ناراض ہوں اس سے " لیلیٰ ناراضگی سے شکوہ کرنے لگی تو مسز ہانیہ ہنس پڑی۔

"ارے بس بس میری جان اتنی شکایتیں میرے بیٹے سے پہلے اس کی طرف سے دیئے گئے پیغام کو تو سن لو" وہ مسکراتی شرارت سے بولی کہ لیلیٰ کھکھلا کر ہنسی

"کیسا پیغام آنٹی" اسنے دلچسپی سے پوچھا

"یہی کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ شہر سے باہر جارہا ہے اپنے دوسرے دوستوں کو انوائیٹ کرنے اور تمہارے لئے سرپرائزلانے" انہونے مسکرا کر کہا کہ لیلیٰ مسکرائی۔

"اوہ میں سمجھی کہ وہ شاید مجھ سے ناراض ہے چلو پھر کل رات کو ملتے ہیں بائے" خوشی سے جھومتے وہ کال ڈسکنیکٹ کرگئی بغیر مسز ہانیہ کی سنیں اور وہ موبائل کو دیکھتی کندھے اچکا گئی۔

--------------------------*

وہ روتے روتے وہیں چارپائی پر سوگئی تھی۔

کہ صائم کی جب آنکھیں کھلی وہ اسے روم میں دیکھنے لگا پر اسکی ناموجودگی پر گھبرا کر اٹھا۔

"مولانی"۔۔!وہ پکارتا باہر نکلا پر وہیں دہلیز پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

سامنے ہی وہ لان کی گلابی سوٹ میں کھلے گھنے بال خود پر پھیلائے سو رہی تھی۔

صائم اس پر مسکراتی نظر ڈالکر واپس روم میں چلا گیا اور کچھ دیر بعد فریش ہو کر نکلا۔

رات کے کالے سائے آسمان پر چھا گئے تھے آس پاس سے عشاء کی اذانیں سنائیں دینے لگی۔

صائم نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر سر جھٹک دیا۔

وہ دوپہر کا بچا ہوا کھانا گرم کرنے لگا کہ اسکے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹ کر نیچے گری اور تقویٰ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

جیسے صائم اس پر حملہ آور ہو گیا ہو۔

پر اپنے آس پاس کسی کو نا پا کر وہ سکون کا سانس بھر رہ گئی اور دوپٹے کیلیئے اندر بھاگی۔

"مجھے وضو کرنا ہے" ہاتھ مروڑتی وہ کچن سے کچھ دور فاصلے پر کھڑی ہوتی بولی۔

صائم اسکے اسقدر گریز پر ہنس پڑا۔

"آجاؤیہاں سے پانی لے لو" اسنے واش بیسن کی طرف اشارہ کیا تو اسنے لب کچل کر وہاں سے گذر کر اندر جانے کے فاصلے کو دیکھا۔

"آجاؤ اس کاموں میں میں شیطان کا بھائی ثابت نہیں ہوں گا" اسنے کہتے اسکے لئے راستہ چھوڑا تو وہ ایک غصے بھری نظر ڈالکر آہستہ سے قدم اٹھاتی اندر آئی اور سانس روکے اسکے قریب سے گذر کر پانی برتن میں لینے لگی اور لیکر جیسے آئی تھی ویسے ہی باہر نکل گئی۔

وضو کر کے وہ روم میں آئی اور جائے نماز ڈھونڈنے لگی۔

"یہاں" صائم کی آواز پر وہ مڑی اور اپنے پیچھے اسے کھڑا دیکھ کر حیرت ہونے لگی بھلا اسے جائے نماز کا بھی پتا ہے۔
وہ اسکے سوالوں پر ہنس پڑا۔

"براہوں پر تھوڑا بہت مسلمان بھی ہوں" وہ اسکی گال تھپتھپا کر کہتا وہاں سے چلا گیا تو وہ اسکی پشت دیکھتی سر جھٹک کر اللہ کے سامنے حاضری دینے لگی۔

اسنے نماز پڑھ کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور وہ چارپائی پر کھانا لگا تا بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"بولو یا اللہ اس برے انسان کو ایسی بری سزا دینا کہ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائے" اسکے خاموش لب اور خاموش بہتے آنسوں کو دیکھ کر وہ تلخی سے بولا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا کہ تقویٰ خاموش اسکی پشت دیکھنے لگی۔

"تمہاری سب سے بری سزا یہی ہو گی صائم زیدی کہ اللہ تمہیں تمہارے گناہوں کا احساس دلائے" اسنے سوچتے اپنے بھائی کو یاد کرتی اسکی خیریت کی دعائیں کرنے لگی کہ پتا نہیں اسکا کیا حال ہو گا۔

"آجائو مولانی بہت بھوک لگی ہے" جب کافی دیر بعد انتظار کرنے کہ بھی تقویٰ نہیں آئی تو روم میں آتا اسے بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر ہاتھ پکڑ تا لے جانے لگا۔

"مجھے نہیں کھانا کچھ چھوڑو مجھے" وہ اپنی کلائی اسکی گرفت سے آزاد کروانے لگی پر ناکام۔

"کھانا تو پڑے گا" اسنے زبردستی پھر سے اسے کھانا کھلایا اور وہ سخت مزہمت کے بعد بھی ہار گئی۔
کھانا کھا کر وہ برتن اٹھا کر کچن میں چلا گیا۔

اور تقویٰ کو گھبراہٹ ہونے لگی۔
وہ کچھ نہیں کر رہی تھی کوئی مزاہمت نہیں کر رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا وہ کمزور لڑکی ہار جائے گی اسکے سامنے۔

تبھی خاموش چارپائی پر بیٹھ گئی۔
صائم کچن سے مسکراتا نکلا اور اسے سر جھکائے چارپائی پر بیٹھا دیکھ کر اسکے سر پر کھڑا ہوا۔

تقویٰ کانپ کر رہ گئی جب اسنے اسکی کلائی تھامی۔

"شوہر کے حقوق سے تو واقف ہو مولانی" اسے اپنے سامنے کھڑا کرتے صائم نے اسکے سر سے اسکارف اتار کر چارپائی پر پھینکا اور جھک کر اسکے کان میں گویا ہوا کہ تقویٰ آنکھیں میچتی لب آپس میں پیوست کر گئی۔

"اگر نہیں واقف تو چلو آج تمہیں اس پر تعلیم دیتے ہیں" وہ اسے بانہوں میں اٹھا کر اسکے پسینے سے بھیگے چہرے کو دیکھتا روم میں لایا اور اسے بیڈ پر لیٹایا۔

"وحشی کا مطلب جانتی ہو" اسکے پاس لیٹ کر صائم نے اسکے بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتے گال سہلاتے پوچھا

"پلیز"۔۔۔وہ خوفزدہ ہو کر بولی اور اس سے فاصلہ قائم کرنے لگی کہ بروقت صائم نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسکی کمر کو جکڑ لیا۔

"ارے تم تو ڈر گئی! میں تو تم سے مطلب پوچھ رہا تھا کیونکہ مجھے کسی نے کہا تھا وحشی اب میں وحشی ہوں یا اس محترمہ کو وحشی کا معلوم نہیں تھا معاملہ میرے سمجھ سے باہر تھا تم بتاؤ" وہ اسکا چہرا دیکھتا مسکراہٹ دبا کر بولا کہ تقویٰ خوف سے نفی کرنے لگی۔

"اچھا چھوڑو اسے تمہیں بھی نہیں معلوم" وہ اپنا چہرا اسکی گردن میں چھپاتا اسکے اوپر جھک گیا اور وہ بے بس سی اسکے حصار میں پڑی رہی۔

"کسی نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ وہ مجھ پر تھوکنا پسند نہیں کرتی" اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے وہ خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا اور تقویٰ کی حالت اسکی جسارتوں پر سر کٹے کبوتر کی جیسی ہوگئی تھی کہ اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ کہہ دے "ہاں یہ سچ ہے اگر تم زبردستی نا کرتے تو ساری زندگی وہ لڑکی تم پر تھوکتی بھی نا" پر وہ کچھ نہیں کہہ پا رہی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے تمہیں بیس لاکھ روپے میں لیا ہے میںے" وہ اسکا چہرا اپنے لبوں سے چھوتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"تمہارا بہت برا انجام ہوگا صائم" آخر لفظ وہ بس یہی کہہ پائی تھی اور پھر اسکے رحم کرم پر خود کو چھوڑ دیا۔

کل رات کو اسے لیکر پارٹی میں جانا تھا اور آج وہ اسکے اور اپنے بیچ ساری دوریاں ختم کر دینا چاہتا تھا۔
اور تقویٰ کے سپردگی پر وہ اسے اپنی بانہوں میں بھینچتا اسکے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگا۔

-------------------------------*

فجر کی اذانوں پر اسکی آنکھ کھلی تو وہ خاموشی سے چھت کو گھورنے لگی۔
اور لب بھینچ کے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی کہ صائم نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے، اسکی کمر میں پڑے اپنے بازو کو کھینچا تو وہ کھسکتی اسکے سینے سے لگی۔

"کہاں"؟؟؟اسکے کان پہ لب رکھتے وہ موندیں موندیں آنکھوں سے بوجھل لہجے میں پوچھنے لگا۔

"نماز پڑھنے" سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اسکے بازو کو ہٹانے لگی۔

صائم نے آنکھیں وا کر کے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔

سانولی سی رنگت عام سے نین نقوش والی نے بھی اسے اس قدر ذلیل کیا تھا کہ وہ اسے کڈنیپ کرنے کہ درپہ آگیا۔

اسنے انگوٹھے سے اسکی گال سہلایا تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی اور اتھل پتھل سانسوں کے درمیان اسکے بازو کو ہٹا کر اٹھ بیٹھی۔

صائم نے مسکرا کر اسکے پیٹھ پر بکھرے کالے آبشار کو دیکھا۔

"نماز پڑھ کر پھر میرے پاس آئو" ہاتھ بڑھا کر ان بالوں کی ملاہمت اپنی انگلیوں پر محسوس کرتے وہ مسکرا کر بولتا کروٹ بدل گیا اور وہ لب بھینچ کر اٹھ کھڑی ہوتی اپنا دوپٹہ ڈھونڈنے لگی کہ یاد آیا وہ تو صائم باہر چھوڑ کر آیا تھا۔

فریش ہو کر کیا پہن رہی ہو" اسکی پیٹھ کو دیکھتا وہ پوچھنے لگا۔

"مجھے نہیں معلوم" وہ غصہ دبا کر بولی تو صائم ہنس پڑا۔

"سامنے الماری میں ہیں تمہارے کپڑے اور میرے بھی نکال دو" اسنے دیوار سے لگی براؤن کلر کی الماری کی طرف اشارہ کرتے واپس کروٹ بدل لی جس پر تقویٰ کا سر رکھا ہوا تھا وہ تکیہ اپنے منہ پر رکھ کر گہرے سانس بھرنے لگا۔

اسکی حرکتوں پر وہ سرخ ہوتی لب کاٹ کر اپنے رونے کی خواہش کو دبا کر باہر نکلی اور دوپٹہ اٹھا کر اپنے سر پر اوڑھا۔

وہ چلتی واپس روم میں آئی الماری کھولی تو وہ واقعی وہاں کچھ سوٹ رکھے گئے تھے۔
تقویٰ نے لب دبا کر اسے دیکھا جو اسکی طرف پشت کیے سو رہا تھا۔

"مطلب وہ پہلے ہی ساری تیاریاں کیے بیٹھا تھا صرف اسکے اغوا کیا اور نکاح کر کے اپنے حقوق یاد آئے گئے"
آنسوں پونچھتی وہ اسکے کپڑے نکال کر پھر اپنے لیکر باتھ روم میں بند ہو گئی اور کچھ دیر بعد جائے نماز پہ کھڑی وہ دل سے اپنا فرض ادا کرنے لگی۔

وہ بیڈ پر اسکا انتظار کرتے کرتے سو گیا اور اسکی نماز بڑھتی ہی گئی۔

--------------------------------------------------*

حویلی میں بوچھاڑ آ گیا تھا آغا جان کی دھاڑوں کا جب شہر سے انکے لئے صائم اور لیلیٰ مرتضیٰ نامی لڑکی کا انگیجمنٹ انویٹیشن کارڈ آیا۔۔

آغا جانی صدمے میں خاموش ساکت بیٹھی تھی کیا وہ پھر دوسری لڑکی سے شادی کرنے والا تھا۔

انہونے رورو اللہ کے سامنے فریادیں کی کہ ایسا نا ہو یہ سب جھوٹ ہو صائم تقویٰ کے ساتھ ایسا نا کرے۔

انکی بری حالت کو سب صائم اور لیلیٰ کی انگیجمنٹ کی وجہ سمجھ رہے تھے پر یہ کوئی نہیں جانتا تھا وہ کیوں جائے نماز پر کھڑی اللہ سے معافیاں مانگتی اسے روکنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

"ظاہر ہے اسے ایسا کرنا ہی تھا جب ہماری طرف سے جواب ملا اس لڑکی کا تو اسنے اپنی ماں کی مان لی آیا تو وہ پہلے ہمارے پاس ہی تھا نا آغا جان" میر وجدان صاحب نے آغا جان کو دیکھتے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم اسکی شادی اس لڑکی سے کروا دیتے ہاں، مانا کہ ہمارے پاس بیٹیاں نہیں پر بیٹیوں کی قدر ہے، ہمنے گاؤں کی سب بچیوں کو اپنی بیٹی مانا ہے اور کوئی باپ اپنی بیٹی کو صائم جیسا جیون ساتھی نہیں دے گا۔ اسنے جو ابھی اپنی ماں کے ساتھ ملکر کیا ہے اس سے وہ ہماری نظروں میں اور گر گیا ہے" آغا جان غصے سے کہتے اپنے روم میں آ گئے اور اپنی شریک حیات کو جائے نماز پر روتے دیکھ کر ان کی آنکھیں بھی سرخ ہو گئیں۔

--------------------------------*

رات کی تاریکی، سیاہ آسمان پر پورے چاند کی کی روشنی کے ساتھ

ہر طرف رنگین فینسی لائیٹیں جگمگا رہی تھی کہ سارا ماحول سحر انگیز ہو گیا تھا۔

مسرور کر دینے والی میوزک کی ہلکی ہلکی دھن۔

ہنسی مسکراہٹوں تتلیاں ہر طرف جسٹس صاحب کے گھر رونقیں تھی۔

سفید باریک پردوں سے پورے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

بڑے سے سرخ پھولوں سے سجے اسٹیج پر سامنے ہی خوبصورت حروف میں صائم اور لیلیٰ کا نام لکھا ہوا تھا اور دو ہاتھوں کی تصویر تھی جن میں انگوٹھی پہنا رہا تھا لڑکا لڑکی کو۔

شہر کی بڑی بڑی ہستیاں موجود تھی۔

ایس ایس پی سے لیکر آئی جی دوسرے جسٹس تک وہاں اپنی بیگم کے ساتھ موجود تھا۔

مسز ہانیہ کی طرف سے بڑے بڑے بزنس مین وومن موجود تھی۔

معروف چینلز، اخباروں کے نمائندے وہاں موجود تھے اور کھٹ کھٹ نیوز پہنچا رہے تھے۔

مسز ہانیہ گولڈن ساڑھی میں نفیس سی جیولری اور پارلر والی کے ہاتھوں کی آرائش سے انکے خوبصورت نقوش اجاگر کر کے انہیں اپنی عمر سے کئی زیادہ چھوٹی بنا دیا تھا کہ انکی طرف اٹھتی ہر نظر ان پر ٹھٹھک کر رک جاتی۔

وہ اپنے دراز قد کے ساتھ بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس جسٹس وہاج کے ساتھ انکے بازو میں بازو ڈالے ہستی قہقہہ لگاتی تتلی کی طرح اڑ رہی تھی۔

مسز رابیل کی بھی چھب نرالی تھی۔

"ایکسکیوز می" وہ وہاج صاحب اور انکے دوستوں سے ایکسکیوز کرتی مسز رابیل۔ کے ساتھ جا کر کھڑی ہوئی دوسری عورتوں کے بیچ جہاں اسکے حسن کی تعریفیں تھی۔

"واقعی ماننا پڑے گا ہانیہ اس عمر میں بھی اپنے فگر کو کافی مینٹین کیا ہوا کہ تم اپنے بیٹے کی بڑی بہن لگ رہی ہو" آئی جی صاحب کی بیوی نے ستائش سے اسکے گولڈن ساڑھی سے جھلکتے فگر کو دیکھ کر کہا تو وہ ہنس پڑی۔

ساتھ دوسری عورتوں نے بھی تاکید کی۔

"اور پھر بہو بھی تو اپنے مقابلے کی ڈھونڈی ہے مینے دیکھا ہے مسز رابیل کی بیٹی کو ایک پارٹی میں ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہے اتنی کہ صائم کے ساتھ کھڑی۔ رہے گی تو ہر کوئی یہی کہے گا بنے ہی ایک دوسرے کیلیئے ہیں" مسز ہانیہ کی فرینڈ نے کہا تو وہ سر ہلا گئی

"تو کیا اپنے شہزادے جیسے بیٹے کیلیئے میں ایسی ویسی دلہن لائوں گی" کہتے انہوں نے سر جھٹکا۔

"ویسے ہے کہاں صائم" مسز رابیل نے متفکر ہو پوچھا

"دوستوں کے ساتھ ہے بس پہنچنے ہی والا ہے میری اس سے بات ہوئی تھی" انہوں نے مسکرا کر بتایا تو وہ سر ہلا گئی۔

اتنے میں لڑکیوں کے ساتھ پنک گائون میں بالوں کا اسٹائلش جوڑا بنائے ڈائمنڈ کی انتہائی مہنگی جیولری میں لیلیٰ نے اپنا قدم ہال میں رکھا تو ہر طرف وائو بیوٹیفل کے سرگوشیاں گونجی۔

"ماشاءاللہ چاند لگ رہی ہو" مسز ہانیہ اسے لیکر اپنے ساتھ آئی اور اپنی دوستوں سے ملوانے لگی جس سے وہ ہائے ہیلو کر رہی تھی۔

"آنٹی صائم نہیں آیا ابھی تک" لیلیٰ نے صائم کی غیر موجودگی پر پوچھا۔
کیمرہ مین اسکے ایک ایک حرکت کو کیمرے میں قید کر رہا تھا اور یہی حالت نمائندوں کی تھی وہ بھی لیلیٰ اور ہانیہ کی باتیں ہونے والی ساس بہو کی محبت کے قصے بنا کر سنا رہے تھے۔

"بیٹا پہنچنے والا ہے" انہوں نے اسکی گال تھپتھا کر کہا تو وہ سر ہلا گئی۔
جنید اور سیف بھی نہیں پہنچے تھے البتہ دونوں نے اپنی طرف سے سوری لکھ دیا تھا جس کو وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

شاید انگیجمنٹ میں نا آنے کیلیئے معذرت کر رہے تھے۔ وہ سوچ کر رہ گئی اور پھر اپنی دوستوں سے اپنے محبت کے قصے سنانے لگی۔

کہ وہ رشک سے سن رہی تھی۔

*_____________*____________*

"سریہ" ڈیزائنر نے دوسرا ڈریس اسکے سامنے کیا۔
صائم نے آس پاس ہینگ ہوئے فراک برائیڈل گائون سے نظریں ہٹا کر اسکی طرف دیکھا۔

پاس بیٹھی چادر میں چھپی تقویٰ نے بھی نظریں اٹھائیں تھی۔

اور بوتیک کو پہنے پنک حجاب اور فل سلیو والے وائیٹ گائون کو دیکھا جس پر پنک نگینوں سے کام کیا گیا تھا۔
نفیس سی پنک کڑائی وائیٹ گائون کی جالی کے چاروطرف تھی۔اور سلیو پر بھی۔

"زبردست یار" سائیڈ پر کھڑے جنید اور سیف نے شائش سے کہا تو صائم نے مسکرا کر تقویٰ کو دیکھا۔
وہ جو ہر ڈریس پر بھرائی التجائی نظروں سے اسے دیکھ رہی اس پر خوبصورت سا حجاب دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

سارا دن وہاں گذارنے کے بعد جب شام کے سائے پھیلے تو اسکے دروزے کے قریب گاڑی آکر رکی تقویٰ نے خوشی سے دیکھا شاید اسکا بھائی آگیا ہے۔

پر بیل ہونے صائم جب جنید سیف کے ساتھ اندر داخل ہوا تو اسکے ہاتھ میں بلیک چادر تھی جسے اسکی طرف بڑھاتے حکم دیا تھا کہ اس میں چھپ جائو۔

اور وہ نا سمجھی سے لیتی چادر اوڑھ گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ باہر آیا اور اسے ساتھ چلنے کا کہا۔

اسے لیکر باہر نکلا اور گاڑی میں بیٹھ کر ونڈو پر کالے پردے گرا لیے۔

تقویٰ کچھ بھی نا سمجھتی کراچی شہر کے حدود میں داخل ہوئی تب تک رات گہری ہو چکی تھی اور وہ سیدھے اسے لیکر برائیڈل ڈریس کے شاپ میں داخل ہوئے جو بڑا ہونے کے ساتھ امیروں کی شاپنگ سینٹر لگ رہا تھا۔
جہاں جدید خوبصورت ہر قسم کے ڈریس لٹکے ہوئے تھے ساتھ میچنگ جیولری۔
ساتھ ہی پارلر تھا۔

اور وہ الجھتی اسے اپنے لیے ڈریس سلیکٹ کرتے دیکھ رہی تھی کہ کچھ ڈریس ایسے تھے جنہیں دیکھتے ہی تقویٰ کی روح کانپ جاتی اور وہ التجائی نظروں سے دیکھتی کہ وہ اسے ساری زندگی پردہ کیا ہے اب اسے یوں شوپیس مت بناؤ۔

اور وہ جیسے سمجھتا پھر دوسرا دیکھتا پھر تیسرا اور اب اس ڈریس پر وہ خاموش ہو گئی۔

"اب تم دونوں جاؤ اور اپنا کام کرو" وہ سیف اور جنید سے بولا تو وہ سر ہلاتے اسے آل دے بیسٹ کا انگوٹھا دیکھاتے چلے گئے۔

"آیئے میم "ڈیزائنر اسے اپنے ساتھ لیجانے کیلیئے آگے بڑھی کہ تقویٰ گھبرا کر صائم کو دیکھنے لگی۔

"جائو میں یہی ہوں "وہ اپنے کیلیئے بلیک ڈنر سوٹ پسند کرتا تقویٰ سے بولا تو وہ لب دبا کر اٹھ گئی اور اسکے ساتھ اندر روم کی طرف بڑھ گئی۔

ڈیزائنر نے اسے ڈریس تھما کر باتھروم میں بھیجا۔

اور کچھ ہی دیر میں گائون کے حجاب کو سر پر پہنے اپنی چادر لیکر وضو کرکے باہر نکلی۔

"میم آپنے چینج نہیں کیا سر کو دیر ہو رہی انہوں نے جلدی آپکو تیار ہونا کا کہا ہے "ڈیزائنر اسے اس طرح واپس نکلتے دیکھ کر بولی پر تقویٰ اس پر دھیان دیئے بغیر ہاتھ میں موجود چادر کو قالین پر بچھا کر خود اس پر کھڑی ہو گئی۔

"اپنے سر سے کہو مجھے تم سے دنیاوی دکھاوے سے زیادہ یہ عزیز ہے "وہ کہہ کر اپنی عشاء کی نماز ادا کرنے لگی اور ڈیزائنر ہونق بنی پہلی دلہن کو دیکھ رہی تھی۔

"سر میڈم نماز پڑھ رہی ہیں "وہ باہر نکل کر ٹائی باندھتے صائم سے بولی۔

"مولانی "۔۔وہ بڑبڑاتا سر ہلا کر مسکرا دیا۔

ڈیزائنر واپس اندر آئی اور کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد تقویٰ دعا مانگ کر جب منہ پر ہاتھ پھیرے۔

"اللہ کو اتنی پیاری ہیں تبھی سر جیسے شوہر ملے ہیں ماشاءاللہ بہت ہینڈ سم ہیں، آپکی ارینج میرج ہے"؟ وہ کہتی تقویٰ کے چہرے کو دیکھنے لگی جہاں اب مدہم پیاری سی مسکراہٹ کے بجائے استزائیہ مسکراہٹ آگئ تھی۔

"ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی" وہ کہہ کر اندر چلی گئ تو ڈیزائنر اسکے روکھے پھیکے انداز پر سر جھٹک گئ۔

وہ جب تک پہن کر باہر نکلی تو اسکے ساتھ دوسری ماڈرن لڑکی کو محو گفتگو پایا۔

"یہ ہے" وہ تقویٰ کو باہر نکلتی دیکھ جر حیرت سے گویا ہوئی۔
وہ ابھی صائم کو دیکھ کر آئی تھی اور اسکی دھڑکنیں منتشر ہوگئی تھی اس حیسن لڑکے کو دیکھ کر اور جب اسنے کہا تھا اسکی مسز کو جلدی ریڈی کرلیں تو وہ مایوس ہوتی اندر آئی اور سوچ رہی تھی کہ اتنا ہینڈ سم لڑکا ہے مسز بھی اتنی ہی خوبصورت ہوگی پر اسکے سوچ پر پانی پھر گیا جب سادہ سی لڑکی کو برائیڈل گائون میں دیکھا۔

"آہستہ بولو میڈم میں بہت نخرہ ہے کہہ رہی تھی ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی جب مینے اسکے مسٹر ہینڈ سم کی تعریف کی" ڈزائنیز سر گوشی میں کہتی تقویٰ کا چاروطرف ڈریس دیکھنے لگی کہیں زیادہ بڑا یا لوز نا ہو۔

"میڈم یہ لوز ہے آپ پر اگر دو منٹ دیں تو میں اسے ٹھیک کرلوں" ڈزائنر نے کہا جس پر تقویٰ نفی کرنے لگی

"نہیں لوز ٹھیک ہے عورت کو ایسے ہی کپڑے پہننے چاہیے جو اسکے جسم سے دور ہوں تا کہ مرد حضرات کی نظریں اسکے جسم سے چپکے کپڑوں سے نمایا ہوتے خدوخال پر نا جائیں اس سے میر ا اللہ ناراض ہو تا ہے، اور مرنے کے بعد کفن بھی تنگ پڑ جاتا ہے" وہ کہنے لگی تو اسکی باتیں سن کر پارلر والی مسکراہٹ روکنے لگی۔

"آئی ایم شیور آپکی ارینج میرج ہے" پارلر والی قریب آکر اس سے بولی تو تقویٰ لب دبا گئی۔

"مجھے نہیں معلوم ایسے نکاح کو کیا کہتے ہیں جب ایک عزتدار لڑکی کو راستے سے اغوا کر کے اس سے زبردستی نکاح کر لیا جائے" وہ سوچتی سر ہلا گئی۔

"وہی تو میں اس سے کہہ رہی تھی کہ کہاں سر اور کہا۔۔۔۔وہ کہتی کہتی چپ ہو گئی۔

"اوہ سوری میم میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ غلط مت سمجھیے گا" وہ جلدی سے ایکسکیوز کر گئی کہیں دوسری تیز ترار عورتوں کی طرح دو لگائے نا۔

"کوئی بات نہیں یہ ایک حیقیت ہے جسے بنانے والے نے نہیں ہمنے بنایا ہے یہ قانون کہ کالی عورت گورے مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور گوری عورت کالے مرد سے شادی نہیں کرے گی" وہ تلخ سے کہتی افسوس کرنے لگی۔

"آپ ناراض۔۔۔۔

"کچھ باقی ہے" وہ اسکی بات بیچ میں کاٹتی بولی تو اسنے سر ہلا دیا۔

"جی میڈم آیئے آپکو میک اپ کرنا ہے" وہ جلدی بولی تو تقویٰ نے نفی کی۔

"مجھے آپ حجاب سیٹ کریں اور میری جوتی دیں تا کہ میں جائوں مجھے میک اپ کچھ نہیں کروانا، مجھے جیسا اپنے رب نے بنایا ہے ویسی ٹھیک ہوں مجھے اس کی ضرورت نہیں" وہ انکار کر گئی تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھتی کندھے اچکا گئی "جیسی آپکی مرضی"

وہ کہہ کر ایک اسکے بالوں کا جڑا بنانے لگی اور دوسری بال سیٹ کرنے کے بعد اسے حجاب پہنانے لگی۔

خوبصورت سی نفیس پنک سینڈل اسکے پائوں میں پہنائی اور اسے لیکر باہر آئیں جہاں صائم بار بار گھڑی دیکھتا اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"اسے تیار نہیں کیا" وہ اسکے سادہ چہرے کو دیکھتے غصے سے بولا تو تقویٰ چلتی اسکے سامنے آئی۔

"کیوں میک اپ کی ضرورت پڑی آپکو، میں ایسی ہی ہوں سادہ عام سی مینے نا کبھی میک اپ کیا ہے نا کروں گی، جس طرح زبردستی نکاح کیا ہے اس طرح ایسے زبردستی قبول بھی کرو" وہ غصے سے دبے لہجے میں گویا ہوئی تو صائم اسکے نفرت بھرے لہجے کو محسوس کرنے لگا۔

"کیوں زبردستی مالائی میں تو ہنسی خوشی قبول کر رہا ہوں مجھے خود لیپا پوتی پسند نہیں رقیب لگاتا ہے یہ" وہ منہ بنا کر بولا تو اسکا اشارہ سمجھ کر وہ سرخ چہرے سے نظریں جھکا گئی۔

"چلو" وہ اسے ساتھ لگاتا وہاں سے نکلا۔

اور باہر کھڑی گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"ویسے لگ اس میں بھی قیامت رہی ہو دل کر رہا ہے بس کوئی مومن روم سجادے اور میں تمہیں لیکر وہاں پہنچ جائوں" وہ اسکے سراپے پہ بھرپور نظر ڈالتا بے باکی سے بولتا اسے سہمنے پر مجبور کر گیا۔

وہ غصے سے آنکھیں میچ کر اندر بیٹھ گئی اور صائم نے اسکا گائون اندر رکھا۔

"آج ہم ملکر دھماکہ کریں گے فل انٹرٹینمنٹ ہو گا" وہ آنکھ دبا کر کہتا سامنے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔

وہ سمجھتی بس خاموش نظر دیکھتی رہ گئی۔

"کاش تم حسین صورت کے بجائے حسین سیرت لیکر آتے تو آج یوں بدلہ لینے نا جا رہے ہوتے" وہ سوچنے لگی اور جان گئی تھی ضرور اپنی ماں کو شاک کرنے کیلئے اسے دھماکہ بنا کر لیجا رہا ہو گا۔

----------------------------*

"اٹینشن پلیز" سیف نے مائک پکڑتے ہوئے سب کو متوجہ کیا۔اور اسکے اسٹیج پر دیکھتے سب کے مسکرانے کے ساتھ تالیاں گونجی۔

"شکریہ بہت آپ سب کا بھائیوں اور انکی بیویوں" اسکی طرز مخاطب پر قہقہے پڑے تھے۔

وی خود بھی ہنس پڑا۔

"آپ سب کو اپنے یار کی محفل میں تہہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں کہ آپ آئے اور ہماری محفل میں چار چاند لگائے تھینکس سب کا اب میں مسز ہانیہ وہاج یعنی کہ ہماری آنٹی صائم کی مام کو گذارش کروں گا کہ وہ فلم۔۔میرا مطلب کہ رسم اسٹارٹ ہونے سے پہلے اپنے خوبصورت پیارے پلس معصوم بیٹے کیلئے چند لفظ کہیں کہ وہ کتنا ان سے محبت کرتی ہیں اور وہ کتنا انکی رسپیکٹ کرتا ہے اور اس انگیجمنٹ میں آپکی کی جسٹس صاحب کی کتنی خوشی شامل ہے "وہ مسکرا کر کہتا معنی خیز نظروں سے کچھ فاصلے پر کھرے جنید سے داد چاہی جس پر اسنے بروا چکا کر داد دی۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے کہ ایک بیٹا اپنے ماں باپ کی کتنی عزت کرتا ہے" مسز ہانیہ اسٹیج پر آکر بولی تو سب نے تاکید کی وہ مسکراتی وہاج صاحب کو دیکھنے لگی کہ اسکی نظر بلیک ڈنر سوٹ میں اپنے بیٹے پر گئی تو بے ساختہ ماشاء اللہ کہا۔

"صائم"۔۔۔لیلیٰ نے ہانیہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو صائم کو دیکھ کر مسکرائی اسکے سحر انگیز شخصیت کو دیکھنے لگی پر اسکی نظریں اپنے بجائے مسز ہانیہ پر دیکھ کر وہ بلبلا اٹھی۔

"مام وہ مجھے دیکھ کیوں نہیں رہا" وہ غصے سے بولی مسز رابیل نے بھی صائم کو دیکھا۔

"ابھی نہیں دیکھ رہا تو کیا ہوا پھر تو تمھیں ہی دیکھے گا نا خاموش رہو" انہوں نے تسلی دلائی تو وہ لب بھینچ گئی۔

"میرا بیٹا اپنے مام ڈیڈ کی بہت ریسپیکٹ کرتا اور خاص کر کے وہ اپنے ڈیڈ سے زیادہ اٹیچ ہے یہ کہا جائے تو زیادہ بھتر ہے کہ میرا بیٹا اپنے ڈیڈ اور مام کا اچھا فرینڈ ہے، لیلیٰ میری پیاری ہونے والی بہو بھی میری پسند ہے جس پر مینے صرف اسے کہا تھا کہ میں تمھاری شادی اس سے کروانا چاہتی ہوں اور میرے پرنس نے مسکرا ایک اچھے بیٹے کا ثبوت دیتے کہا کہ جیسا آپ بھتر جانے کیونکہ ماں باپ سے بھتر کون جانتا ہے اپنے اولاد کی خوشی" ہانیہ بیگم محبت غرور آنکھوں میں سمائے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی تو سب نے تالیاں بجائیں۔

صائم نے اپنا بروا چکایا۔
"ہاں ضرور ماں باپ سے بھتر کوئی اپنے اولاد کی خوشی نہیں جان سکتا پر شرط یہ کہ وہ ماں باپ ہوں صرف معاشرے کیلئے نام نہیں"
اسکا دل کیا جا کر پوچھ لے
"کیا بچپن میں میرے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو آپنے پکڑوایا؟ نہیں! کیونکہ ایک ماں کی فرائض سے زیادہ آپکو اپنی عزت پیاری تھی۔ اپنے بچے کو روتے چیختے دیکھتی رہیں پر منہ نا کھولا یہ کہہ کر کہ ٹھیک ہو جائے گا ٹریٹمنٹ مل رہا ہے اگر باہر بات نکلی کہ گھر میں اکیلے بچہ ہونے کے ساتھ دو دو حیوانوں نے ملکر اس بچے کو اپنی درندگی کا نشانہ بنایا ہے تو دنیا ہم پر تھوکے گی کہ کہاں گئے تھے اسکے ماں باپ، اور اگر بول دیتے ان حیوانوں کو پکڑا دیتے تو انکا بزنس کریئر جسٹس صاحب پر اٹھتی انگلیاں" سوچتے ہوئے صائم کی آنکھیں مزید لہو ہو گئی اور جسم میں چیونٹیاں رینگنے لگی۔

وہاج صاحب نے لب بھینچے کہ کیا ضرورت تھی ایسا کہنے کی کہ وہ اسکا دوست ہے! جانتے تھے کہ وہ ایک لمحہ نہیں لگاتا عزت کی دھجیاں اڑانے میں۔

انہوں نے متفکر ہو کر ہانیہ کو دیکھا اور نیچے لفظوں کے ساتھ نیلی آنکھوں سے لہو میں بدلتی صائم کی حالت کو۔

"سنبھال یار میڈیا کا تجھ پر فوکس ہے" سیف نے قریب آکر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے یہاں وہاں مسکراتے ہوئے نا محسوس انداز میں سرگوشی کی۔

"وہ میرے ضبط سے زیادہ بول رہی ہے" صائم چیخنے کی خواہش دباتا بولا۔

"بولنے دے یار تو نے ہی تو کہا تھا جتنا بارود ہوگا اتنا ہی دھماکہ بڑا ہوگا اسلیئے سنبھال دیکھ کتنی خوش ہے آنٹی" وہ معنی خیزی سے اسے ہانیہ بیگم کی طرف اشارہ دلوانے لگا۔

صائم کے ارادے خطرناک سے خطرناک ہو رہے تھے۔

اور ہانیہ بیگم نے کوئی قصر نا چھوڑی حویلی والوں کو جلانے کی کہ اسکا بیٹا ان سے کتنی محبت کرتا ہے۔

"کیا بکواس ہانکتی ٹائم ویسٹ کر رہی ہے" لیلیٰ نے جل کر اپنی ماں سے کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"چھوڑنے دے سب جانتے ہیں اسکے بگڑے بیٹے کی حالت بہت پیار کرتا ہے میڈم سے اگر کرتا بھی ہو گا تو تونے کون سا مستقبل میں کرنے دینا ہے چھوڑ پھینکنے دے" مسزرابیل مرتضیٰ نے تمسخرے بھرے لہجے میں کہا تو لیلیٰ مسکراہٹ روکنے لگی۔

"بالکل درست کہا" وہ ہنستی بولی تو مسزرابیل نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"صائم کم ہیئر مائے پرنس" مسزہانیہ نے محبت سے اسے پکارا تو وہ اپنے چہرے پر کمینگی مسکراہٹ سجاتا انکی طرف جانے لگا۔

اسکے اسٹیج پر جانے پر سب نے اسکی شاندار شخصیت پر واؤ کہا۔
اور وہ مسکراتا اپنی نظروں میں اپنے ماں کے چہرے کو رکھتا اسٹیپ بائے اسٹیپ سرخ گلابوں سے سجی سیڑھیاں چڑھتا انکے سامنے رکا۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں ہلکی بھوری شیو گھنی مونچھیں شہد رنگ بال نیلی آنکھیں اور سفید سرخ رنگت وہ ستائیس سال کا حسین ترین مرد تھا کہ جس کی نظریں اٹھ رہیں تھی پھر پلٹنے کا نام نہیں لیتی۔

پر کاش اسنے جتنا حسن پایا تھا اتنی ہی اچھائی پاتا تو تقویٰ آج اندر ہی اندر سسک نا رہی ہوتی اسکے ساتھ پر۔

مسزہانیہ نے ماں کی محبت دیکھاتے اسکے ماتھے پر لب رکھے اور سیف جنید اسکی اندر کی حالت کا پتا اسکے سرخ چہرے سے لگا سکتے تھے۔

"اب تمہیں بلائے گی" مسز رابیل نے لیلیٰ سے کہا تو مسکرادی۔

رسم کی شرعات ہوئی لائیٹ آف کر کے۔

مسحور کر دینے والے اس ماحول میں چھائے تاریک اندھیرے میں ایک سفید لائیٹ نے سرخ گلابوں سے سجے اسٹیج کو اپنے حصار میں لے لیا۔

"آج کی اس خاص انویٹیشن پر جہاں آپ سب موجود ہیں مرحوم میر وہاب کے بیٹے کی خوشی میں آپکا شکر گذار ہوں" دونوں کا حوالہ نادیتے اسنے اپنے باپ کا نام لیا جہاں وہاج نے لب بھینچے تھے وہیں ہانیہ کا چہرا سفید ہوا تھا۔

اسے ذرابرابر توقع نہیں تھی کہ اس قدر خوشی کے موقع پر صائم اس مرے ہوئے باپ کو یاد کرے گا۔
اسکی اتنی محبت پر اتنا تو کرتا کہ ساتھ اسکا اور وہاج کا نام ہی لے لیتا۔

"رسم شروع کرتے ہیں" وہ جلدی سے بولی کہ کہیں وہ اسکی عزت کی دھجیاں نا اڑادے۔

صائم نے مسکراتے اسکے پھیکے چہرے کو دیکھا۔

"اوکے ! جیسے آپکی مرضی مام" اسنے کہتے مسکرا کر اپنی رضامندی دی تو سب مسکرائے۔

اور مسز ہانیہ سکون کا سانس بھرا اور مسکراتی نیچے اتری لیلیٰ کو لینے۔

صائم نے مسکراتے سیف جنید کو دیکھا جنھوں نے انگوٹھے کا اشارہ دیا۔

"آئو سوئیٹ ہارٹ تمہاری انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئی" مسکراتی لیلیٰ کو ساتھ لیتے مسز ہانیہ بولی تو سب نے رشک سے اسے دیکھا۔

مسز رابیل بھی انکے ساتھ تھی۔
وہ سب آہستہ آہستہ اسٹیج کی طرف جانے لگی اور صائم کی نظر اسکے پیچھے آتی اپنی مسز پر تھی جو سہمی سہمی سی اتنے لوگوں کے بیچ دونوں لڑکیوں کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔

تقویٰ نے یہ تو شکر کیا اندھیرا تھا پر سامنے موجود اسٹیج پر روشنی میں اسکی سانسیں اکھڑنے لگی اور دھڑکنیں بڑھتی ہی گئی۔

"ایکسکیوزمی میم" تقویٰ کا گائون تھامے لڑکی نے اپنے سامنے مسز ہانیہ سے کہا جو لیلیٰ کو لیکر اوپر جارہیں تھی مڑ کر اس آواز پر دیکھا۔

مسز ہانیہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی کہ اس لڑکی نے اسے شاک دیکھ کر انہیں آہستہ سے سائیڈ کرتی تقویٰ کو لیکر چار اسٹیپ سیڑھیاں چڑھنے لگی اور اسے صائم کے سامنے کھڑا کرتی مسکرا کر سر کو خم دیتی وہاں سے جانے لگی۔

لیلیٰ تو دیکھتی تقویٰ کو پہچان گئی اور مسز ہانیہ کو بھی یاد آئی جب حامد شاہ کے گھر میں پارٹی کے رات صائم نے زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی۔

پر مسز رابیل ہونقوں کی طرح اس سانولی سی لڑکی کو بڑائیڈل گائون میں صائم کے سامنے کھڑے دیکھ مسز ہانیہ کو دیکھنے لگی جس کے چہرے کی رنگت لٹھے ماند سفید تھی اور آنکھیں پتھرائی ہوئی۔

"آنٹی یہ۔۔یہ تقویٰ۔۔۔۔لیلیٰ کا سر چکرانے لگا وہ سیڑھیوں کے نیچے کھڑی صائم تقویٰ کو دیکھ رہی تھی۔

سارے ہال میں سناٹا چھایا ہوا تھا ہر کوئی آنکھیں پھاڑے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے جہاں صائم کے سامنے ایک عام سی لڑکی وائیٹ گائوں پنک حجاب میں کھڑی تھی۔

"آج کی محفل میری خوبصورت بیوی مسز تقویٰ صائم زیدی کے نام" اسکا گھمبیر لہجہ ہر کسی کو حیرت میں مبتلا کر گیا۔

"آئی تھنک گرل کا نام لیلیٰ تھا اور آج انگیجمنٹ تھی وہاج صاحب" وہاج صاحب کے دوست نے تعجب سے کہا۔
جس پر انہوں نے سر ہلایا۔

"تو پھر یہ کیا ہے"؟ سب اس سوال کی جانب متوجہ ہوئے کہ وہاج صاحب کی رنگت سرخ پڑ گئی۔

"بتا تو رہا ہے اسکی وائف ہے" انہوں نے کہہ کر ایک قہر بھری نظر صائم پر ڈالی۔۔

کھٹ کھٹ کی آوازوں کے ساتھ سکتا ٹوٹا اور میڈیا پر چٹ پٹی نیوز نے دھوم مچادی۔

"صائم "۔۔۔!! لیلیٰ ہانیہ کو خاموش دیکھ کر چلائی۔

تقویٰ پر تو صرف اسنے شرط رکھی تھی نا پھر یہ بیوی کیوں کہہ رہا ہے۔اسکا دم گھٹنے لگا۔

"ویلکم ان مائے لائیف بیوٹیفل وائیف، مسز تقویٰ صائم زید" وہ لیلیٰ کی طرف یا کسی کی طرف توجہ دیے بغیر آنسوں بہاتی تقویٰ کے سامنے دوزانوں بیٹھ گیا اور سیف کے سر گلاب کا بکے پھنکے پر اسنے کیچ کرتے تقویٰ کے آگے کیا۔

لوگوں کو کیا تھا شرکت کرنے آئے تھے اسلئے بغیر کسی کے غم کا اندازہ لگائے تالیاں بجانے لگے۔

البتہ سر گوشیاں اپنی جگہ تھی۔
کوئی مسز ہانیہ پر ہنس رہا تھا تو کوئی لیلیٰ پر افسوس کر رہا تھا کسی کو عام سی سانولی لڑکی اسکے لئے ہونے پر تعجب تھا تو کوئی وہاج صاحب کی صورت دیکھ رہا تھا کہ کون سا ایکشن لیتے ہیں۔

تقویٰ نے اندھیرے میں چیخ کی طرف دیکھتے پھر سامنے لگے حروف کو دیکھا جہاں صائم لیلیٰ لکھا ہوا تھا مطلب آج وہ اپنی انگیجمنٹ میں اسے دھماکہ بنا کر لایا تھا۔

"کیا کیا تمنے یہ صائم، لیلیٰ کا کہاں قصور تھا کیوں کیا اسکے ساتھ ایسا" وہ روتی ہوئی بڑبڑانے لگی اور مسکراتا صائم ویسے ہی گلاب پکڑے بیٹھا تھا۔

"لو میں آنسوں ناٹ فیئر ڈارلنگ" وہ اسکا ہاتھ پکڑا کر اسکے ہاتھ میں گلاب تھما چکا تھا اور دوسرے ہاتھ کو تھام کر اسکے سانولے ہاتھ کی پشت پر سب کے سامنے اپنے لب رکھ دئے اور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"میری زندگی صرف تمہارے لیے اور کسی کیلئے نہیں، میں صرف تمہارا ہوں سائیں کی جان" سامنے ہی خوبصورت میز پر رکھی رنگز کو سیف اور جنید اٹھا کر لائے اور اسکے سامنے کی تو صائم نے اس میں سے ایک رنگ لیکر جو اسکی ماں نے لیلیٰ کیلئے لی تھی صائم نے تقویٰ کے ہاتھ کی پشت سے اپنے لب ہٹا کر اسکی سانولی سی انگلی میں ڈائمند کا چمکتا ہیرا پہنا دیا۔

ایک بار پھر ہر طرف تالیاں گونجی۔

وہ مسکراتا کھڑا ہوا۔

"ایم سوری مام اور انکل وہاج آپ دونوں کی خوشی میرے لیے اتنی عزیز نہیں جتنی میری محبت میرے لیے ہے یوں سمجھیں اگر میں اسے اپنی لائف نا بناتا تو شاید میں جی نہیں پاتا" وہ کھڑا ہوتا تقویٰ کو ساتھ لگا کر مسکراتا بولنے لگا۔

"انہونے میری شادی کا جانتے ہوئے بھی مجھے مجبور کیا مسٹر مرتضیٰ کی بیٹی لیلیٰ سے انگیجمنٹ کرنے کیلئے میں نہیں جانتا کیوں پر میں نہیں کر سکا میں اپنی محبت کو دوکھا نہیں دے سکا میں آپ سے ایکسکیوز کرتا ہوں انکل اور لیلیٰ تم سے بھی مینے

تمہیں بہت بتانا چاہا پر مجھے کسی نے بات ہی کرنے نہیں دی اور مجھے گھر سے ہی دور رکھا" وہ نادم لہجے میں کہتا سب کو ششدر کر گیا۔

"وہاج کیا کہہ رہا ہے"؟؟ مسٹر مرتضیٰ دھاڑ پڑے کہ کچھ نمائندو نے اسکے جانب رخ کیا تو کچھ لیلیٰ کے تاثرات دیکھنے لگے کسی نے صائم اور تقویٰ کو فوکس میں لیا تھا۔

"تم گھٹیا لڑکی تمنے مجھ سے صائم کو چھینا کالی بدصورت عورت" لیلیٰ اپنا بازو مسز ہانیہ اور اپنی ماں سے چھڑوا کر چیختی اوپر اسٹیج پر پہنچی اور صائم نے حیرت سے اسے اور اسکے لفظوں کو دیکھتے سنا۔

"شٹ اپ"۔۔۔۔ اسکی دھاڑ نے سب جھٹکا دیا لیلیٰ کے چہرے پر ڈر کی چھاپ چھوڑ گیا کہ آنسوں بہاتی تقویٰ نے گھبرا کر اسکا بازو تھام کر اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

"خبر دار جو ایسا کوئی لفظ میری بیوی کے خلاف دوبارہ بولا وہ تم سے کئی گنا بھتر ہے تم اسکی برابر میں کھڑی رہنے کی لائق نہیں ہو سمجھی، جس نے تماشہ لگایا ہے جائو اس سے پوچھو اور آئندہ خبر دار مجھے اپنی یہ بدصورت شکل دیکھائی"

"تم خود ایک عورت ہو اور دوسری عورت کو یہ کہہ رہی ہو شرم کرو" وہ نیچے آواز میں غراتا لیلیٰ کو ششدر چھوڑ کر تقویٰ کا بازو تھامتا وہاں سے جانے لگا۔

سیف جنید نے افسوس سے اسے دیکھا اور سر جھکا کر صائم کے پیچھے ہو لیے۔

"نامحرم سے رشتہ بڑھانے کی یہی سزا ملتی ہے"

"میں ماردوں گی اسے وہ سمجھتی کیا ہے خود کو مجھ سے صائم کو چھین لے گی ناٹ پاسبل" اسکی دھاڑیں عروج پر تھی اور مرتضیٰ صاحب کی بحث وہاج صاحب سے۔

مسز ہانیہ دوسری کی باتوں اور طنز کی شکار بنی کھڑی تھی۔

"یہ کیا کیا صائم تمنے ہماری عزت دو کوڑی کی نہیں چھوڑی تمہیں اللہ پوچھے" مسز ہانیہ روتی ہوئی اندر بھاگ گئی اور وہاج صاحب نے گارڈز کو بلوا کر میڈیا والوں کو باہر نکالا۔

اور سب سے ایکسکیوز کرتے وہاں سے نکلے۔

مسحور کن ماحول شعلہ بن گیا تھا جس میں لیلیٰ جل رہی تھی۔

*_______________*______________*

حویلی میں وہاج کا تماشہ دیکھتے سب ساکت تھے۔

"تو کیا اسنے لڑکی سے زبردستی شادی کرلی" آغا جان بڑبڑائے اور ہانیہ کی حالت دیکھ کر آغا جانی کی دل میں ٹھنڈک پڑگئی

--

"دانیال کو کال کرو جلدی یہ سب کیا ہے" آغا جان کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکے کا کچھ کر دیتے۔

انکے حکم پر رضا نے جلدی سے دانیال کا نمبر ملایا پر دوسری طرف بزی جا رہا تھا۔

"آغا جان شاید کسی سے بات کر رہے ہیں" رضا نے اسپیکر آن کرتے انکے سامنے موبائل کی۔

آغا جانی اور ثانیہ بیگم بہت غور سے ہانیہ کی سفید پڑتی رنگت اور عورتوں کے باتیں سن رہے تھی جو ہانیہ کو برا بھلا کہہ رہی تھی اپنے جوان بیٹے پر زبردستی کر کے کسی کی بچی کی زندگی خراب کرنے پر اور دوسری لڑکی کی ماں اس مارنے کے درپر تھی کہ وہ وہاں سے چلی گئی۔

"چلو گاڑی نکالو" آغا جان اٹھ کھڑے ہوئے اور غصے سے بولے کہ وجدان صاحب رضا بھی کھڑے ہو گئے البتہ یہ سن کر آغا جانی کی سانس رک گئی۔

اگر انہیں معلوم ہوا کہ مینے کروایا ہے تقویٰ کا نکاح تو کیا کریں گے۔ یہ سوچتے ان کے ہاتھ پائوں ٹھنڈے پڑ گئے۔

"میں بھی چلوں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی پر آغا جان نے انکار کر دیا اور خود اپنی شال کندھوں پر ڈالکر باہر کیلیئے روانا ہوئے۔

رات کے بارہ بجے انہیں یہ نیوز رضا نے دیکھائی تھی جو اپنے روم میں بے مقصد چینل سرچ کر رہا تھا آچانک ایک چینل پر صائم اور اس لڑکی کو دیکھتا ٹھٹھکا اور پھر سب کچھ سمجھتے وہ بھاگا اور سب کو جگا کر لائونج میں جمع کرنے کے بعد ایل ای ڈی آن کی تو دھر دھر ہر طرف جسٹس وہاج بزنس وومن ہانیہ کا چہرا تھا اور ساتھ وفا کی مثال قائم کرتے صائم اور تقویٰ کی تصویر جہاں نیچے خوبصورت لفظوں میں سائیں کی جان لکھا ہوا تھا۔

"اب کیا ہو گا"؟؟ آغا جانی پریشانی سے سوچنے لگی۔

-----------------------------------*

تھک ہار کر آج تیسری رات بھی وہ ناکام لوٹ کر گھر میں داخل ہوا اور دروازہ بند کرتے لائونج میں آیا تو ٹھٹھک گیا۔

سامنے ہی صوفے پر سکڑی سمیٹی وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے سو رہی تھی۔

اسکا مرجھایا کمزور گلابی کے بجائے پیلا چہرہ دیکھا تو اسے اپنی غفلت کا احساس ہوا۔

وہ تو یہ بھول گیا تھا کہ پیچھے کوئی دوسرا وجود بھی موجود ہے۔

"کھانا بھی کھاتی ہے کہ نہیں" وہ دانت پیستا اسکے سر پر کھڑا ہوا۔

"لڑکی اٹھو" وہ اسے آواز دینے لگا پر عائشہ ٹس سے مس نا ہوئی تو چڑ گیا۔

"عائشہ "!!غصہ ضبط کرتے وہ اسکا نام لیتا بلانے لگا پر کوئی فائدہ نہیں۔۔

"اٹھو کڑکی ورنہ بری طرح پیش آئوں گا" اسنے بازو ہلاتے اسے جھنجھوڑا تو عائشہ ایک دم گھبراتی اٹھ بیٹھی اور موندیں موندیں آنکھوں سے سامنے دانیال کو کھڑا دیکھ کر بوکھلا گئی۔۔

"آ۔آ آپ کب آئے" وہ بوکھلاہٹ میں ہی کھڑی ہوئی کہ ابھی پوری طرح بیدار نا ہونے پر لڑکھڑا گئی۔

"سنبھال کر" دانیال نے اسے بازو سے تھام کر کھڑا کیا۔۔

اور اپنے ہاتھوں میں انکا گداز پن محسوس کرتا اچھوت کی طرح دور ہوا۔

"کھانا کھاتی ہو" اپنا غصہ دباتے نظریں پھیریں۔

"جج۔۔۔جی کھاتی ہوں ص۔ صبح کھایا تھا" ہاتھ مروڑتی عائشہ دھیمے لہجے میں سہم کر اسکے غصے پر جلدی سے بولی۔

"پاگل ہو صبح کھایا تھا پھر کیوں نہیں کھایا کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ ہم تم پر ظلم کر رہے ہیں تمہیں کھانا نہیں دیتے کیا حال بنایا ہے یہ دنیا کو دیکھانا چاہتی ہو" وہ غرایا تو عائشہ نفی کرتی پیچھے ہوئی۔۔

"نن۔۔ نہیں یاد نہیں رہا" آنسوں پر بندھ باندھتے وہ بمشکل بولی تو اسنے گھورا۔

"ہاں تمہیں اپنے کیے پر پچھتائوں سے فرصت ملے تو کچھ کھائو! جائو بنا کر لائو کچھ" تلوار کی تیز دھار اس پر چلاتا حکم سے بولا تو وہ سر ہلاتی کچن کی طرف بھاگ گئی۔

پیچھے دانیال نے اسکے بغیر دوپٹے کے وجود کو دیکھتے نفرت سے سر جھٹکا۔

اور زمین سے دوپٹہ اٹھا کر صوفے پر پٹخا۔

"یہ حال ہے پردہ زمین پر پڑا ہے اور خود کو ہوش نہیں" غصے سے بڑبڑاتے وہ روم میں گیا اور فریش ہو کر واپس آیا تو وہ تیز تیز ہاتھ چلاتی دوپہر کا کھانا جو اسکے لیے بنا کر رکھا تھا گرم کرتی تین روٹیاں ڈال کر ڈائننگ ٹیبل پر لگانے لگی کہ اسکی نظر تقویٰ والی چیئر پر گئی تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔

وہ ابھی قمیض کی آستینیں فولڈ کرتا روم سے باہر نکلا تھا کہ اسکا موبائل بجا وہ واپس روم میں آیا اور ہارون کی کال دیکھ کر ٹائم دیکھا جہاں بارہ بج رہے تھے۔

"ہیلو" اسنے کان سے لگاتے کہا

"دانیال ٹی وی آن کر ابھی کے ابھی اور نیوز دیکھ" اسنے جس لہجے میں کہا تھا دانیال چونک گیا۔

"کیا ہوا خیریت" اسنے ایک ہاتھ سے رموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا اور اس سے پوچھا۔

"تم بس نیوز دیکھو اور کسی سپورٹ کی ضرورت پڑے تو بے جھجک کہنا میں حاضر ہوں" اسنے کہہ کر موبائل آف کیا اور دانیال ساکت نظروں سے ٹی وی میں صائم کو گھٹنوں کے بل اپنی بہن کے سامنے بیٹھا دیکھ کر اور اسکے وائیف لفظ پر وہ دھاڑ اٹھا کہ رموٹ ٹھا کے ساتھ ٹی وی کی اسکرین پر مارا اور خود موبائل اٹھا کر بھاگا۔۔

"میں تمہیں آج زندہ نہیں چھوڑوں گا" وہ چلاتا باہر نکلا کہ عائشہ خوف سے سپید پڑتی اسے دیکھنے لگی۔۔

"دروازہ بند کرو آئو" وہ اسے کہتا باہر بھاگا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکلا کہ عائشہ صرف اسکی پشت دیکھتی تھک کر کھانے کو دیکھنے لگی اور چلتی دروازہ بند کر کے واپس آتی صوفے پر پہلے والی پوزیشن میں چلی گئی۔

اسکی آنکھوں سے آنسوں برسات کی موتی کی طرح لڑکھ رہے تھے۔

------------------------------*

وہ مسلسل بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی اور صائم کو بد دعائیں دے رہی تھی جسنے اسکی عزت کہیں کی نہیں چھوڑی تھی۔

"اب کیوں چیخ رہی ہو؟ اتنی بڑی باتیں کرتے تب تمنے اسکی پچھلی تاریخوں کو کیوں بھلا ڈالا" وہاج صاحب سن کر جب تھکے تو دھاڑ اٹھے۔

"مجھے کیا پتا تھا وہ ایسا کرے گا اسنے تو مجھے خود ہاں کی تھی، کمینے باپ کی کمینی اولاد ثابت کر دیا اس ذلیل نے" وہ الٹا ان پر چلائی

"شرم کرو مر گیا ہے میرا بھائی" وہاج صاحب دانت پیس کر بولے تو وہ ٹھٹھک کر انہیں دیکھنے لگی اور پھر دل جلانے والا قہقہہ لگایا۔

"بھائی جب زندہ تھا تب تو یہ احساس نا جاگہ بلکہ اسے اپاہج جانکر اسکی بیوی کی خواہشیں پوری کرنے لگے اب بڑا دل دکھ رہا ہے" وہ طنزیہ بولی کہ وہاج صاحب کا چہرا اسفید پڑ گیا۔

"میں اسکی بیوی کی خواہشیں پوری نہیں کی بلکہ وہ غلیظ عورت خود میرے گلے پڑی اور اس سے پہلے پتا نہیں کن کن اپنے یاروں سے میرے بھائی کے پیچھے اپنی ہوس بھری خواہشات پوری کرواتی تھی" وہ غلیظ زبان بکتے انہیں سکتے میں چھوڑ گئے

"تم گھٹیا باپ کی گھٹیا۔۔۔۔۔۔ ابھی اسکا جملہ مکمل ہوتا کہ وہاج صاحب بیچ میں ہی دھاڑے۔

"خبردار آگے ایک لفظ بھی کہا یہ میرے باپ یا بھائی کا نہیں تمہارا خون ہے، ناگن کی اولاد" انہوں نے مسز ہانیہ کی زبان تالوں سے چپکا دی۔

"پتا نہیں کیا کیا ہو رہا ہو گا" وہ سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مجھے پتا ہوتا کہ ایسا نکلے گا تو پیدا ہوتے ہی گلا دبا دیتی کمینے کا ذلیل کر کے رکھ دیا کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھورا" مسز ہانیہ نے اپنے دل کی بھراس کی نکالی۔ اور ابھی جھگڑے کے موڈ میں نہیں تھی تبھی انکی بات اگنور کر گئی۔

"تو ابھی کونسی دیر ہوئی ہے" وہاج صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی جائے اور اسکے سینے میں ہزار گولیاں ڈالے جس نے برسوں کی بنی بنائی عزت مٹی میں ملادی۔

سارے بڑے بڑے لوگوں کے سامنے دنیا کے سامنے خوار کر دیا اور اتنے الزامات لگائے۔
اب تو باہر نکلتے میڈیا انکا پیچھا نہیں چھوڑے گی نا ہی مرتضیٰ صاحب اپنی بیٹی کی رسوائی کا۔

"کیا مطلب" ہانیہ ٹھٹھکی۔

"مطلب یہ کہ جو شخص ابھی جب ہم جوان ہیں ہمیں سر اٹھانے کے لائق نہیں چھوڑ تا ساری دنیا کے سامنے پیچ کر دیا ہے عزت دو کوڑی کی کر دی ہے وہ انسان بوڑھاپے میں ہمارا کیا حال کرے گا اسلئے بھتر ہے کہ نشے میں وہ گاڑی تو ڈرائیو کر تا ہے قصہ ہی ختم کر وادو کون سا آگے ہمارا نام روشن کرے گا ابھی ہی پتا نہیں کس دو کوڑی کی لڑکی کو اٹھا کر لا یا ہے" انہوں نے بے حس ہو کر کہا تو مسز ہانیہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہاج کچھ بھی ہو وہ میری کو کھ ہے" وہ بولیں تو وہاج صاحب نے غصے سے دیکھا۔

"ایسے مارتے کلیجہ دکھ رہا ہے اور میرے بچوں کو سانس لینے سے پہلے اپنی فکر کے وجہ سے ہسپتالوں کے سپرد کر آتی ہیں وہ کیوں وہ بھی تو تمہاری کوکھ ہوتے ہیں" وہ چیخ پڑے۔

مسز ہانیہ نے گہرا سانس بھرا۔

"کیوں اتنا سوچ رہی ہو جب وہ ہمارے بارے میں نہیں سوچتا، آج بے عزت کیا ہے کل کلاں دنیا کے سامنے ہمارے شادی کے پہلے کے تعلقات رکھے گا تو جانتی ہیں کیا ہو گا وہ نہیں ہم خود 'خودکشی کر لیں گے" وہ اٹھ کر اسکے پاس بیٹھے۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی آپ ہی کچھ کریں پر ابھی نہیں کچھ دن بعد کیونکہ ابھی اگر ایسا ویسا کیا تو سارا شک ہم پر جائے گا حویلی والوں کا" کافی سوچ کے بعد وہ بولی تو وہاج صاحب نے سر ہلایا۔

"آپ آکر یہاں بیٹھ گئے باہر کون سنبھال رہا ہو گا" اسنے انکے کندھے پر سر رکھتے کہا تو وہ اسکے گرد بازو ڈال گئے۔

"مینے سب سے معذرت کر لی ہے اور گارڈز میڈیا کو سنبھالیں گے تم فکر مت کرو خود کو ریلیکس رکھو"۔ انہوں نے اسے بیڈ پر لیٹایا اور پائوں سے ہیل اتاریں خود بھی کوٹ اتار کر پاس بیٹھ گئے۔

"کاش اس اپاہج باپ کی اولاد بھی اپاہج ہوتی تو مجھے آج یہ سب کرنا نہیں پڑتا" مسز ہانیہ نفرت سے بولی تو وہاج صاحب نے انہیں دیکھا۔

دروازے کے باہر جو صائم پوچھنے آیا تھا کہ بتاؤ کیسی لگ رہی ہے میری محبت۔ درد ہو رہا ہے بدنامی پر۔

یہی درد میرے باپ کو ہوا تھا جب تم دونوں کے کرتوت انکے دوست نے انہیں کال کر کے بتائے تھے کہ تمہاری بیوی اور بھائی کلب میں ایک دوسرے کی بانہوں میں پڑے ہیں۔
تب مینے وہی درد کے سائے دیکھے اپنے پیارے باپ کے چہرے پر جو آج تم دونوں کے چہرے پر دیکھے جو منہ چھپانے کی جگہ ڈھونڈ رہے تھے۔

پر اندر کی پلائننگ سنتے اسکا دل پھٹنے کے قریب ہو گیا اور آنکھوں سے آنسوں لڑھک کر گال پر پھسلے۔

بد دعائیں تو اسنے کافی سنی تھی اپنی ماں کے منہ سے پر آج مارنے کی پلائننگ سن کر اسکا دل پتا نہیں کیوں دکھنے لگا۔ حالانکہ اسے خوش ہونا چاہیے کہ اسنے انہیں اتنا مجبور کر دیا کہ اب اسے مارنے کے در پہ آ گئے ہیں۔

بغیر کچھ کہے لبوں پر پیاری سی مسکان سجائے وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے روم میں آیا تو سامنے ہی بیڈ پر تقویٰ کو روتے پایا۔

"کیوں رو رہی ہو مولانی"؟ وہ اسکے سر پر کھڑا ہوا۔
تقویٰ نے نفرت سے اسے دیکھا۔

اسکی روئی بھیگی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا دیا۔

"تمنے بہت برا کیا ہے صائم اللہ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا ایک اس لڑکی کو دنیا کے سامنے رسوا کرتے، میری عزت کو بے مول کرتے، میرے بھائی کا سر جھکانے کا تم سے اللہ حساب لے گا بہت برا جساب لے گا، اپنی ماں کو یوں تکلیف دینے کا تم سے اللہ حساب لے گا" وہ روتی ہوئی چیخ رہی تھی اور وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکی آنکھوں سے مانو لہو ٹپک رہا تھا اور چہرا سرخ تھا۔

اندر ایک بچہ سہما بیٹھا تھا تو باہر ایک بے حس انسان بنا ہوا تھا۔

"ان شاءاللہ" وہ کہتا اسکے سر پر ہاتھ رکھتا آنکھ دبا کر الماری سے ایک بوتل نکالی اور تقویٰ کو حواس باختہ چھوڑ کر اس بوتل کو منہ سے لگا دیا۔

وہ رونا بھول کر ساکت سی کھڑی اسے حرام حلق میں انڈیلتے دیکھنے لگی۔

"تم ایسا کرو رات کو نماز پڑھ کر رونا اور بری بری بد دعائیں دیکر سوچنا کہ مجھے کیسے مارو گی" وہ منہ سے بوتل ہٹاتا مسکراتا اس سے بولا۔

اور چلتا صوفے پر گر کر سامنے رکھے گلاس میں ڈالتا گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا۔ اور وہ حیرت کی زیادتی سی پہلی بار کسی کو یوں حرام اپنی آنکھوں کے سامنے پیتے دیکھ رہی تھی۔

"بھائی"۔۔۔خوف سے اسکے منہ سے سسکاری نکلی۔

"تمہاری ماں ہے"؟؟وہ اسے سسکتے دیکھ کر گلاس کا آخری گھونٹ بھر کر اسکے سامنے آیااور اسے شانوں سے پکڑ کر اسکی بھیگی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا۔

"چھ۔۔چھوڑو مجھے"وہ چلائی اور خود کو آزاد کروانے لگی پر ناکام

صائم نے ایک ہاتھ اسکے کمر میں ڈالتے اسکے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔۔

"کیا تم دومنٹ کیلیئے اپنی ماں مجھے دوگی"وہ نشے میں مدہوش ہوتا اسکے آنسوں صاف کرتا پوچھنے لگا۔

"میرے پاس نہیں ہے ماں ایک بھائی تھا اسے بھی تمنے کہیں منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑا"وہ اسے پیچھے دھکیلتے وہ روتی ہوئی بولی تو صائم نے افسوس سے چچ چچ کیا۔

"بہت غلط ہوا تمہارے ساتھ مولانی،پر کس نے کیا"؟وہ شدید افسوس کے عالم میں کہتا پوچھنے لگا

کہ اسنے حیرت سے دیکھا۔

"چھوڑو یہ بتائو کہ میں کیسے مروں کسی ٹرک کے نیچے آکر یا گاڑی سے نشے کی حالت میں سیدھا اوپر پہنچ جائوں" وہ اسکا چہرا زبردستی ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پوچھنے لگا۔

"میرا اللہ جانتا ہو گا تمہارہ انجام میں کچھ نہیں کہہ سکتی" اسنے نفرت سے اسکی سرآنکھوں میں دیکھتے کہا تو وہ سمجھتے سر ہلایا گیا۔

"اچھا پھر یہ بتائو پیار کیا ہے کسی سے"؟ وہ آہستہ سے اسکے حجاب کی پن نکالنے لگا۔

"ہاں کیا ہے پیار بھی اور نفرت بھی" وہ چبا کر بولی تو صائم کے ہاتھ تھم گئے اسنے اسکے چہرے کو دیکھا۔

"کس سے پیار کیا ہے"؟ اسکی آواز کھائی سے آنے لگی۔

"اپنے بھائی سے اور نفرت تمہاری برائی سے" وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی بولی تو صائم سمجھ کر مسکرا دیا۔

"اچھا تمہارا مطلب ہے تمہیں مجھ سے نفرت نہیں بڑی ہی کوئی پہنچی ہوئی ہو مولانی ہاہاہا" وہ قہقہہ لگاتا بولا تو وہ منہ پھیر گئی اور اسکے منہ سے اٹھتی حرام کی بو پر پیچھے ہونے لگی پر وہ اس سب کیلئے تیار ہو تو۔

"تقویٰ"۔۔۔۔!! باہر سے آتی دھاڑ پر صائم نے روتی مچلتی تقویٰ کی گردن سے سر اٹھایا۔

"دانیال"۔۔۔وہ خوشی سے بڑبڑائی۔

"ہاں آگئے سالے صاحب جب بریانی ختم ہو گئی" وہ ہنستہ بولا اور تقویٰ کے باہر جانے سے پہلے خود نکلا۔

دنیال جو گارڈز سے لڑ کر اندر داخل ہوا تھالائونج میں آتے ہی وہ اپنی بہن کا نام۔لیکر دھاڑا۔
اور اپنی دھاڑ پر سامنے سیڑھیاں اترتے صائم کو دیکھ کر اسکی رگیں تن گئی۔

"طبیعت کیسی ہے مینے سنا ہے بہت تھک گئے ہیں آپ" وہ مسکراتا سیڑھیاں اترتا اس بپھرے شیر سے بات کرتا اسکے غصہ کو مزید ہوا دے گیا۔

"سر یہ زبردستی گھر میں آگیا ہے" گارڈز وہاج صاحب کو دیکھتے بولے تو انہونے اشارے سے جانے کا کہا۔
مسز ہانیہ بھی اس انجان شخص کو دیکھ کر حیران تھی پر صائم کے مخاطب سے سمجھ گئے ضرور لڑکی کا بھائی ہو گا۔

"اچھا ہو وہ لڑکی کو لے جائے" مسز ہانیہ نے وہاج کو دیکھتے کہا تو انہونے سر ہلایا۔

"آئو بتائوں کتنا تھک گیا ہوں" صائم کے نیچے اترتے ہی اسنے آگے بڑھ کر اسے کالر سے پکڑ کر نیچے پھینکا کہ وہ نشے کی حالت میں منہ کے بل فرش پر گرا۔

"صائم" مسز ہانیہ چیختی آگے بڑھتی کہ وہاج صاحب نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اشارے سے روکا کہ یہیں قصہ ختم ہو گا اور ہمارے ہاتھ بھی صاف رہیں گے۔

اور مسز ہانیہ نے انکے ہاتھ کو سختی سے پکڑ لیا۔

"خبر دار اگر بیچ میں کوئی آیا" وہ مسز ہانیہ کی چیخ پر دھاڑا اور نیچے پڑے صائم بالوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔

"میری بہن کو اغوا کیا کمینے حرام خور" وہ اسکے پیٹ میں لاتیں مارتا اسے بری طرح پیٹنے لگا کہ صائم کے ناک منہ سے خون رسنے لگا۔

"تم رئیس کی اولاد کیا سمجھتے ہو ہم غریبوں کی عزت کو یوں سرِ عام اٹھالو گے اور ہم چوڑیاں پہن کر دیکھتے رہیں گے" اسکے گریبان سے پکڑتے وہ اسکے منہ پر مکے مارنے لگا اور صائم نے خاموش خود کو اسکے رحم کرم پر چھوڑ دیا۔

اسلئے نہیں کہ وہ اسکی بہن کو اغوا کرنے کی سزا بھگت رہا ہے۔ اسلئے جو اندر درد اٹھ رہا تھا کچھ دیر پہلے کی پلائننگ سن کر اب اس پر مرہم چاہتا تھا جو اسے ملنے تھے کہ ہو سکے انکے درد کے تلے وہ درد کم پڑ جائے۔

پر نہیں دونوں بڑھتے گئے یہاں تک کہ اسکی آنکھوں میں دھند چھا گئی۔

"میں تمہاری جان نکال دوں گا" وہ سامنے ٹیبل پر رکھا بڑا سا کرسٹل کا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اسکے سر پر مارنے والا تھا کہ اندر داخل ہوتے آغاجان دھاڑے۔

"خبردار دانیال" آغاجان کی آواز پر وہ رکتا سرخ آنکھوں سے پلٹا اور وجدان صاحب آغاجان رضا کو پا کر دانت پیس گیا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا حال کر دیا ہے مارنا چاہتے ہو" رضا دھاڑتا خون میں لت پت چیخ صائم کی جانب بھاگا اور اسے پیچھے دھکا دیا۔

تقویٰ سیڑھیوں پر بت بنی کھڑی تھی۔
اور کبھی مسز ہانیہ کو دیکھتی تو کبھی وہاج صاحب کو جو اپنے بیٹے کو زندہ لاش خون میں لت پت دیکھ کر بھی کچھ کر نہیں پا رہے تھے۔
مزید کچھ اسکے بھائی کو روک تو لیتے۔ پر وہ تو جیسے تماشائی کھڑے تھے۔

"کیا حال کر دیا ہے ظالم انسان" وہ روتا ہوا اسکے سر کو اپنی گود میں رکھ گیا
"بابا سائیں امبولنس بلائیں ورنہ مر جائے گا" اور التجائی نظروں سے آغاجان کو دیکھتا اپنے باپ سے بولا۔

اور آغاجان یہیں اسی جگہ سالوں پہلے وہاج کا تصور کرتے انکے جسم میں نفرت کی تیز لہر دوڑ گئی۔

"کوئی نہیں بلائے گا امبولنس" وہ دھاڑے کہ مسز ہانیہ اور وہاج صاحب کو جھٹکا لگا۔

"پر بابا سائیں وہ مر۔۔۔۔وجدان صاحب نے موبائل پکڑتے آغاجان کو دیکھا۔

"بس ہمنے کہانا کوئی نہیں بلائے گا امبولنس کر دو اس لڑکے کے حوالے اس پر یہ خون معاف ہے" بے حسی کی مثال قائم کرتے انہوں نے کہا تو باپ بیٹے دل تھام گئے دانیال نے قہر برساتی نظروں سے صائم کے بیہوش وجود کو دیکھا اور اپنے ہاتھ پر موجود ڈیکوریشن پیس پر پکڑ سخت کر لی۔

"بابا سائیں وہ ہمارے وہاب کا بیٹا ہے کیسے کر سکتے ہیں آپ اسکے ساتھ ایسا" باپ نا ہونے کے باوجود انکا سینا پھٹنے کے قریب ہو گیا۔

"نہیں ہے یہ میرے وہاب کا بیٹا اس پر صحبت زیادہ اثر کر گئی ہے اور اسکی سزا یہی ہے جو وہ لڑکا اسکے لئے منتخب کرے گا" وہ کہہ کر اپنی شال کو کندھوں پر درست کرتے وجدان کو ایک بے حس جاگیر دان لگے۔
"چلو!! آج سے ہمارے لیے مر گیا صائم زید اور اگر اب اسکے لئے کسی نے رحم دیکھایا تو وہ ہم سے یا حویلی سے کوئی رشتہ نا رکھے" وہ دونوں باپ بیٹے کو کہتے چلے گئے۔

تقویٰ نے منہ پر ہاتھ جما لیے۔

"کہتے ہیں دنیا مکافتِ عمل ہے، ہمارے ساتھ کیا اب حشر دیکھو" وہاج صاحب نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکے بیہوش وجود کو دیکھا اور اندر چلے گئے مسز ہانیہ ڈر کے اندر بھاگ گئی۔

"چلو" وجدان صاحب نے دل پر پتھر رکھ کر رضا کو کہا تو وہ بے آواز روتا ہوا اپنے بابا سائیں کے حکم پر اٹھ کھڑا ہوا اور صائم کے خون میں لت پت چہرے بند آنکھوں پر نظر ڈالتا چلا گیا۔

دانیال نے مسکراتے اسکے وجود کو دیکھا۔ اور ہاتھ ہوا میں بلند کیے۔

"بھائی وہ میرا شوہر ہے" تقویٰ ڈر کر حلق کے بل چلائی اور روتی ہوئی سیڑھوں پر بیٹھ گئی۔

دانیال نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور سیڑھیوں پر روتی تقویٰ کو دیکھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو" اسنے زور سے غصے سے لات صائم کو ماری اور دھاڑا کہ وہ سہم گئی۔
"اگر آپ نے اب مارا تو میں آپکو معاف نہیں کروں گی" اسے سمجھ نا آیا کیا کہے کچھ دیر پہلے وہ اسے بد دعائیں دے رہی تھی اور اب جب وہ اپنے انجام کو پڑا تھا تو کیوں روک رہی تھی اسے تو خوش ہونا چاہیے۔

پر وہ خوش کہاں تھی۔
خوش ہوتی اگر اسے ایک بھی سہارا دیتا۔

پر اس گمراہ شخص نے اتنوں کا دل دکھایا تھا کہ کوئی بچانے کیلیئے تیار نا تھا۔

"نیچے آئو" وہ ڈیکوریشن پیس زمین پر پھنکتا چلایا جس ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

وہ کانپ۔کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے سر پر پہنے حجاب کو سختی سے جکڑے نیچے آنے لگی۔

"چھوڑوں گا نہیں میں اسے" وہ اسکے دماغ پر بوٹ کی ضرب مارا تا تقویٰ کے نیچے آنے پر اسکے بازو کو پکڑے لے جانے لگا۔

خون کی ایک دھار صائم کے منہ سے نکلی اور سر ضرب پر لگنے پر دوسری طرف لڑکھ گیا۔

"تمہاری ماں ہے"؟؟

"کیا تم دومنٹ کیلیئے اپنی ماں مجھے دو گی"!

وہ گھسیٹتی جارہی تھی اور دماغ میں اسکے جملے گونجے تو نظریں مسز ہانیہ کے روم کے بند دروازے سے ہوتی لائونج کے بیچوں بیچ پڑے صائم کے یتیم وجود پر آئی۔

اسکی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کا منظر گھوما جب وہ اسے اندر لیکر آیا تھا اور اب وہ بے سہارا پڑا تھا اور وہ جارہی تھی۔ایک لمحہ لگا اسے فیصلہ کرتے۔

"بھ۔۔۔بھائی چھ۔۔ چھوڑیں" وہ اپنی کلائی مروڑ کر انکی گرفت سے چھڑوانے لگی کہ دانیال کے قدم ٹھٹھک کر رکے۔

تقویٰ نے دہلیز سے قدم پیچھے لے لیے۔

اور دانیال کے قدم دہلیز کے باہر تھے۔

"یہ کیا پاگل پن ہے تقویٰ"!!وہ چیخے کہ وہ سہم کر قدم پیچھے لے گئی

"بھائی مم۔۔میں ایسے نہیں آسکتی" وہ نفی میں سر ہلاتی اور پیچھے ہوئی کہ دنیال نے خونخوار نظروں سے گھورا

"میرا دماغ مت خراب کرو کہ میں بھول جائوں تم میری بہن ہو" وہ چیختا اسکی جانب لپکا کہ وہ بل کھا کر پیچھے ہوئی اور اسکی کوشش کا ناکام کر گئی۔

"میں اسے اسکے کیے کا احساس دلائے بغیر نہیں آئوں گی، آپ سب نے تو سزا دے دی میری عزت نفس کا کیا میں ایسے ہی معاف کر دوں اسے" وہ چلائی۔

"میں خود دوں گا اس اسکے کیے کی سزا اسے ہوش میں آنے دو تم آئو میرے ساتھ شاباش میری جان" اسنے بانہیں پھیلائی تقویٰ روتی ہوئی سر جھکا گئی۔

"یہ کوئی سزا نہیں ہوئی یہ تو اپنی بھراس نکالنی ہوئی بھائی اور میں جانتی ہوں اس بھراس کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑا ہو گا میں اسے محسوس کروائوں گی میری اذیت، ایک لڑکی کی عزت کا احساس دلائوں گی جسے اسنے دو منٹ میں اپنی ضد کی وجہ سے کھیل بنا دیا" وہ بھاری آواز میں بول رہی تھی کہ دانیال اسے دیکھنے لگا۔

"تقویٰ"!!اسے اندر جاتے دیکھ کر وہ دھاڑا پر وہ نا رکی۔

"اگر تمنے ایک قدم مزید اسکی جانب بڑھایا تو اپنے بھائی کو بھول جانا" وہ جس قدر سرد لہجے میں بولا تھا کہ تقویٰ سسک اٹھی
۔

اور پھر سامنے وجود کو دیکھنے لگی۔

"تمنے مجھ سے سب کچھ چھین لیا صائم سب کچھ" وہ روتی ہوئی اسکے پاس بیٹھی اور اسکا سر اپنی گود میں رکھتی دروازے پر کھڑے اپنے بھائی کو دیکھنے لگی۔

"مجھے معاف کر دیں بھائی" وہ ہاتھ جوڑ گئی۔

"بس!!دانیال نے دھاڑ کر اسے روکا" مت بھولو مجھ پر اسکا خون معاف کیا گیا ہے" اسنے چنگارتے سرد لہجے میں کہا

"آپ کو آپکی بہن کا خون میں معاف کرتی ہوں" وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور اپنے حجاب سے اسکے منہ سے خون صاف کرنے لگی۔

دانیال خاموش کھڑا اسکتے میں اسے دیکھنے لگا" تم بہت پچھتاؤ گی تقویٰ بہت ایک بھائی کا دل دکھایا ہے تمنے "وہ روتا ہوا بولا تو تقویٰ نے سنتے اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"بند کرو ناٹک اور لے جائو اپنی بھگوڑی بہن کو" مسز ہانیہ کی آواز پر دانیال نے سرخ نظریں اسکی طرف اٹھائیں اور تمسخرے سے تقویٰ کو دیکھا جو صائم کا خون صاف کر رہی تھی جیسے اس آواز کو سنا نا ہو۔

"تم میری بہن نہیں ہو آج سے تم میری بہن نہیں ہو" وہ دھاڑتا وہاں سے نکلا تو تقویٰ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

اور بھاگ کر انہیں روکنا چاہتی تھی ان کے پائوں پر گر کر معافی مانگنا چاہتی تھی پر وہ اسکے وجود کو چھوڑ کر اٹھ ہی نہیں پائی یا اسکے اب وجود میں اتنی طاقت ہی نہیں بچی تھی۔

------------------*

"بھابی! صائم "؟ سیف جنید کو رضا نے کال کی تھی اور وہ بھاگتے وہاں پہنچے تھے۔
اور اب تقویٰ کو لائونج میں بیٹھے دیکھ گھبرائے سے بولے پر جب نظر انکی گود میں سر رکھے پڑے صائم پر گئی دونوں کا دل سکڑ گیا۔

"امبولنس کو کال کر جلدی" سیف جنید پر چیختا بولا اور بھاگتا دوزانوں صائم کے پاس بیٹھا۔

"کسنے کیا ہے اسکا یہ حال" وہ سرخ آنکھوں سے دھاڑا اور اسکی گال تھپتھپانے لگا۔

"اس بھگوڑی کے بھائی نے، اور اب پتا نہیں کس وجہ سے ٹک گئی ہے منحوس آتے ہی سارا گھر بکھر کے رکھ دیا کالی کلوٹی نے "مسز ہانیہ کو موقع ملا تو وہ چیخ پڑی وہاج صاحب منہ پر تکیہ رکھے آرام کرنے کی کوشش کرنے لگے ورنہ تو اپنے اسٹیٹس کا حال دیکھ کر انکا برا حال تھا۔

سیف نے سامنے بیٹھی روتی ہوئی تقویٰ کو دیکھا۔

"اب سے یہ تم دونوں کی بھابھی ہے اور اسکی عزت ایسے کرنی ہے جیسے اپنی ماں بہن کی کرتے ہو مجھ سے بھی زیادہ اسکی عزت کرنا" تحکمانہ لہجہ اسکی سماعتوں میں گونجا۔

"آنٹی تمیز سے بات کریں یہ بھاگ نہیں آئی آپکے بیٹے نے اغوا کیا ہے "سیف سے پہلے جنید غصہ دباتے بولا اور سیف کے دیکھنے پر سر ہلایا۔

"ہونہہ! جانتی ہوں دعوت بنی پھری ہو گی تبھی تو اسکی نیت خراب ہوئی ہو گی" وہ غلاظت منہ نکالنے لگی۔
بے حسی سے سنتی تقویٰ لب بھینچ گئی۔

"بہت ہو گیا اور بند۔۔۔۔۔۔

"بند کرو تم دونوں ناٹک!! اور لے جاؤ اسے" وہ چیختی اٹھی اور دونوں پر خونخوار نظریں ڈال کر اوپر روم کی طرف گاؤن پکڑ کر بھاگ گئی۔

کیونکہ پہنچ گئے تھے اسکے پیچھے۔ جنہونے ملکر اسے رسوائی کا ذائقہ چکھایا تھا اور اب عزت سے روشنائی کروا رہے تھے۔

وہ دروازہ بند کرکے بیڈ پر منہ کے بل گر گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
اسکا بھائی چلا گیا اسے چھوڑ کر اس سے رشتہ ختم کرکے چلا گیا صرف اس انسان کی وجہ سے۔۔۔
سب چھوڑ گئے پہلے اکیلے تھے اب تنہا رہ گئی۔

وہ اسکا وجود لرزنے لگا اور وہ ہچکیاں بھرتی اپنی دھاڑیں دبا رہی تھی۔

امبولنس کے آنے پر جنید سیف مسز ہانیہ پر نفرت بھری نظر ڈالتے ہوئے اسے اٹھا کر چلے گئے۔
"ہونہہ! ذلیل انسان" وہ صائم کو کوسی اندر داخل ہوئی اور نائٹ لیکر باتھ روم میں بند ہو گئی۔

----------------------*

"کیا ہوا کیا کہا صائم سے دانیال نے" آغا جان کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر آغا جانی بے صبری سے انکی جانب لپکی۔

"کچھ نہیں ہوا اسے، اب سے کوئی اسکا نام اس حویلی یا اس گائوں میں نہیں لے گا اگر کسے اتنی ہی اس سے دوری پر تکلیف ہو رہی ہے تو اسکے کیلئے دروازے کھلے ہیں جا سکتا ہے پر یاد رکھے پھر لوٹ کر کبھی مت آئے میری موت پر بھی نا" وہ اپنا

فیصلہ گھن گرج میں سنا کر اپنے روم کی جانب بڑھ گئے پیچھے سرخ آنکھوں سے رضا انکی پشت دیکھتا اپنے روم کی طرف تیز قدموں سے چلا گیا۔

"کیا ہوا وجدان کیا کہا دانیال نے تقویٰ ٹھیک ہے اور صائم" آغا جانی لپک کر اپنے بیٹے کے پاس پہنچی اور سرگوشی میں پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں کہا اسنے، ٹھیک ہیں دونوں" وہ اپنی ماں کا سر سینے سے لگا کر بولا تو آغا جانی نے سکون کا سانس بھرا۔

"وسیم کو بولو کل تک سارے گائوں میں مٹھائی کے ساتھ یہ بات پھیلا دے کہ مرحوم میر وہاب کے بیٹے صائم زید کی شادی تقویٰ فاروق سے کر دی گئی ہے" انھونے پاس کھڑے ملازم سے کہا تو وہ مودب سا سر کو خم دیتا چلا گیا۔
انہیں آغا جان نے کہا تھا کہ اپنی ماں سے صائم کی حالت کا ذکر نا کرے نا ہی دانیال کو جو انہونے اسکا خون معاف کیا تھا وہ بتائے۔
یہ فیصلہ بھی انکی طرف سے تھا کہ گائوں میں سب کو بتایا جائے مرحوم فاروق خان کی بیٹی کو صائم زید کی دلہن بنایا گیا ہے۔

"اس سے کچھ عزت تو بچے اسکے خاندان میں ورنہ اس لڑکے کے قدم سے تو اسنے لڑکی ذات کے وقار پر چوٹ لگانے کی کوشش کی ہے" وجدان صاحب کہہ کر اپنے روم کے جانب قدم اٹھائے تو آغا جانی سکون کا سانس بھر گئی۔
اور دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اللہ کا شکر ادا کیا۔
جنھونے اس بوڑھاپے میں انکی تو عزت بچائی پر ساتھ انکے پوتے کو بھی اپنے حفظ امان میں رکھا۔
اور وہ کچھ دیر بعد جا کر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی پہلے آغا جان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔

اور ثانیہ بیگم انہیں دیکھ کر مسکراتی اپنے شوہر کے پیچھے چلی گئی۔

*_________*_________*

شاہ پیلس میں حامد شاہ کے ساتھ بیٹھی مہکار نے بھی سارا تماشا دیکھا اور اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔

"اللہ ایسی اولاد کو ہدایت دے ورنہ تو اس لڑکے نے اپنے ماں باپ کو کہیں منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑا" انہوں نے افسوس سے کہتے چینل بدل دیا۔

اور مہکار کے سینے میں ٹھنڈک پڑ رہی تھی تقویٰ کی حالت پر۔

"بیچاری خود کو بچاتے بچاتے سیدھا گہری کھائی میں جا گری" وہ دل ہی دل میں کمینگی سے مسکراتی قہقہ لگاتی ہونٹوں پر اپنے باپ کی موجودگی کی وجہ سے مسکراہٹ ضبط کرکے اٹھی۔

"نیوز دیکھی ہے جسٹس صاحب کے بیٹے کی انگیجمنٹ کی" روم میں آکر اسنے موبائل اٹھا کر حیدر کو کال کی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھ کچھ سمجھ نہیں آرہا" حیدر کی صدمے بھری آواز اسپیکر سے گونجی تو مہکار قہقہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ پڑ گئی۔

وہ دوست سے ملکر جب اپنے فلیٹ میں آیا اور کافی کا کپ بنا کر اسے لیکر روم میں آیا اور ایسے ہی فیس بک اوپن کیا تو وہاں لاتعداد پوسٹ سے دیکھ کر وہ جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا۔

جہاں تقویٰ تصویر میں وائیٹ گائون پنک حجاب میں تقویٰ کے سامنے بیٹھا صائم اسے سرخ گلاب پیش کر رہا تھا اور اوپر پوسٹ پر لکھا تھا

"ماں باپ کے ناجائز دبائو میں نا آتے انکی زبردستی میں نا آتے اپنی بیوی سے وفائی نبھاتے صائم زید نے سب کے سامنے اپنی مسز کو پرپوز کیا اور اسے دنیا کی حسین ترین لڑکی کا خطاب دیتے اپنے دل کی ملکہ بناتے اپنے ماں باپ سے معذرت کر لی"

حیدر نے بے یقینی کے عالم میں پڑھتے پھر دوسری پھر تیسری ویڈیوز دیکھی اور لفظ بیوی پر اسکی سانسیں رک گئی۔

اسنے جلدی سے گھر کال کی اپنے باپ کو کال کی تو کسی نے نہیں اٹھائی وہ کپ زمین پر پٹختا بے سکونی میں پاگل ہوتا یہاں وہاں ٹہلنے لگا کہ مہکار کی کال آگئی اور اسکے پوچھنے سے پہلے ہی وہ بول پڑی۔

" سمجھنا کیا ہے اس پارسا نے تمہارے جانے کے بعد اپنے یار صائم سے خفیہ نکاح کر لیا اور بھاگ گئے پھر جب آئے تو دنیا کے سامنے اعلان کر دیا کہ دونوں میاں بیوی ہیں" وہ انتہائی نفرت سے بولی۔

اور اس نفرت کی وجہ خود بھی نہیں جان پائی تھی بس اسے تقویٰ سے نفرت تھی اور وہ اسے ذلیل خوار ہوتے دیکھنا چاہتی تھی۔

"خفیہ نکاح"۔۔۔!!وہ بڑبڑایا اور اپنے موبائل کو دیکھنے لگا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہو"؟

تقویٰ نے صائم سے نکاح کر لیا اس صائم سے جو بند روم میں اسکی آبرو کو روندنا چاہتا تھا۔

اسے ہر جگہ تنگ کرتا تھا اس لوفر سے شادی کر لی اور مجھ سے شادی کرتے وقت اسے اپنی عزت نفس کی خیال آ رہا تھا۔

اسنے سوچتے بے تاثر چہرے سے کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"کیا کیا تمنے تقویٰ؟ مینے تمہیں اتنی عزت دینی چاہی تمہیں عزت سے رخصت کروانا چاہا تمہاری پاکیزگی کا تمہارہ احترام کیا تم سے التجائیں کی اپنی محبت کا احترام کرتے تمہارے گھر رشتہ لیکر آیا اور تمنے کیا کیا مجھے ٹھکرا کر اس بدکردار شخص کو اپنا بنا دیا۔

"کیوں"!!وہ دھاڑا تھا کہ روم کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیے۔

پاس والے فلیٹ میں اسکی دھاڑ پہنچنے پر حجاب نے ہڑبڑا کر دیکھا۔

"کون تھا اپیا"؟؟ وہ روم سے باہر نکل آئی سامنے بیٹھی لائونج میں رمشہ سے پوچھنے لگی جو اسکی کزن تھی جسکے پاس وہ آجکل گھومنے آئی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم شاید کوئی لڑکا ہے" رمشہ نے کندھے اچکا کر کہا تو وہ حیرت سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تو کیا یہاں جانور بھی پائے جاتے ہیں امریکہ میں" اسنے حیرت سے پوچھا۔

" مینے کب کہا جانور ہے پاگل" رمشہ اپیا نے اپنے بیٹے کو فیڈر کرواتے ہنستے کہا۔

"وہ تو میں بھی جانتی ہوں لڑکا تھا" وہ ناک سکڑ گئی۔

"ارے بھئی تمنے ہی تو پوچھا کون تھا" انہونے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ ہو اچھا ایسی سچویشن میں لوگ یہی کہتے ہیں" اسنے سر پیٹ لیا تو رمشہ نے سر ہلایا جیسے سمجھ گئی ہو۔

"ویسے مجھے لگا جنگل میں کوئی بھیڑیا شیر یا گھس آیا ہو ہارر مووی کی طرح اور میں معصوم شیرنی سہم سی گئی" اسنے آنکھیں مٹکاتے کہا تو رمشہ نے اپنی اٹھارہ سال کی پیاری سی کزن کو کشن پھینک کر مارا جسے وہ ہنستی کیچ کر گئی۔

"ویسے میں جا کر دیکھتی ہوں کہیں بیچارے بھیڑیے کے پاؤں میں کانٹا تو نہیں چبھ گیا" وہ افسوس کرتی منہ پر پہنے حجاب کے ایک سائیڈ سے نقاب کر کے پن لگاتی باہر نکلی پیچھے رمشہ ر کو کہتی رہ گئی پر وہ سنتی کس کی تھی۔

اسے یاد تھا کہ دوسرے فلیٹ میں کپلز رہتے ہیں صرف اس سامنے والے فلیٹ میں ایک اکیلا لڑکا رہتا ہے۔"شاید بیچارے کو اکیلے میں ڈر لگ گیا ہو چچ چچ" افسوس کرتی وہ بیل پر انگلی رکھ کر بھول گئی۔

حیدر جو بپھرا بیٹھا تھا مسلسل بیل بجنے پر وہ غصے سے اٹھا۔

"کیا ہے" دروازہ کھولتے ہی اسنے دھاڑ کے ساتھ پوچھا جس پر نقاب میں حجاب سہم سی گئی اور فوراً خود کو سنبھال گئی۔

"یہ کون سی تمیز ہے مسٹر آپ میں ایٹیکیٹس نام کی کوئی چیز ہے یہ آپکا جنگل نہیں ہے جہاں آپ ایسے دھاڑیں گے یہ فلیٹس ہیں جہاں ہم معصوم انسان رہتے ہیں اس طرح چیخ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو لمبو" وہ ہاتھ نچا نچا کر سامنے کھڑے اس اٹھائیس انیتس سال کے لمبو کو دیکھتی غصے سے بولی۔

اسکے چپ ہونے پر حیدر نے اسے گھورا۔
اٹھارہ انیس سالہ کی گرین حجاب سے نقاب کیے وہ دونوں ہاتھ نچا کر چنگارتی ہوئی بول رہی تھی۔

"اپنے لہجے کو دیکھا ہے تم میں کوئی ایٹیکیٹس ہیں بڑو سے کیسے بات کرتے ہیں" وہ چبا کر اسکی سیاہ آنکھوں میں گھورتا غصے کی شدت سے بولا ورنہ یوں ڈسٹرب کرنے پر رکھ کر دو دیتا۔

"ہم لڑکیاں ہیں ہمیں ایسے ہی بولنا چاہیے، تم اپنے چیخوں کو دھیمار کھوں یا واشروم میں جاکر دروازہ کو لاک لگا کر ایک کونے میں بیٹھ کر منہ پر ہاتھ جما کر پھر چیخو تاکہ پروسی سکون سے رہ سکے ورنہ یہ اچھا نا لگے تو یہاں کے چڑیا گھر میں جائو بھیڑیوں کی کمی ہے وہ تم پوری کرکے آئو اور وہاں جتنا دل چاہے چیخنا کوئی کچھ نہیں کہے گا انڈرسٹنڈ" وہ اسکے تم کہنے پر آپ کو بھاڑ میں بھیجتی تم پر آ گئی اور غصے سے فری کے مشورے دینے لگی جس سے حیدر کے جبڑے کی رگیں تن گئی۔

"دماغ مت کھاؤ پتا نہیں کہاں سے ٹپک پڑتی ہیں لڑکیوں نے چیخنے کا سرٹیفکٹ لے لیا ہے اور ہمیں آہستہ بات کرنی چاہیے، بندریا" وہ غصے سے کہتا بھیڑیے والا بدلہ چکا کر اسکے منہ پر دروازہ بند کر گیا کہ وہ بل کھا کر پیچھے ہوئی۔

"یو۔۔! بندر کہیں تمنے مجھے بندریا کہا دروازہ کھولو میں تمہارا نقشہ بگاڑ دوں گی لمبو، بھیڑیے، ناکام عاشق دروازہ کھولو" وہ اسکے دروازے پر لاتیں مکے برساتی چیخنے لگی کہ آس پاس کے فلیٹ سے سب کپل نکل آئے اور رمشہ بھی بھاگ کر باہر آئی ۔

"واٹ ہیپن حجاب" رمشہ نے اسکے شانوں سے پکڑ کر اپنے ہاتھ پاؤں سرخ کرنے سے باز رکھا۔

"اس لمبو نے مجھے بندریا کہا اسکی ہمت دیکھو پاپا کو کال کرو اور اسے بتاؤ اسکی بیٹی کو اس لمبو نے بندریا کہا بتاؤ اسے" وہ چیخ رہی تھی کہ رمشہ اسے کھینچ کر اپنے روم میں لائی۔

"کسی کی پرائیوسی میں دخل اندازی کرو گی تو یہی سننے کو ملے گا ہوش میں آؤ" اسے کھینچ کر نقاب اتارتے دیکھ کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر وہ سمجھانے لگی۔

چھوڑیں سب! یہ بتائیں کہاں سے میں بندریا لگتی ہوں"؟ وہ اپنے سائیڈ فیس قد کو دیکھتی ہاتھوں پاؤں کو دیکھتی پوچھنے لگی کہ اسکی اچانک سب کچھ بھول کر بندریا کی فکر میں جانے پر قہقہہ لگا اٹھی۔

"آپکے ہنسنے کا مطلب"؟وہ تیوریاں چڑھا کر پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں یار اسنے تم سے بدلہ چکانے کیلیئے بندریا کہا جس طرح تمنے اسے بھیڑیا کہا"رمشہ نے سر پر چپت مار کر کہا تو وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

"ایک بار مل جائے پھر سے پتھروں سے سر پھاڑ دوں گی اس لمبو کا"وہ پکے ارادے باندھتی اپنے روم کی طرف چلی گئی اور پیچھے رمشہ ہنسنے لگی۔

دروازے پر خاموشی چھانے پر وہ کوفت بھرا سانس بھر کر بیڈ پر گر گیا اور تقویٰ کو سوچنے لگا کیا اسنے ایسا کیا ہو گا یا اسکے پیچھے صائم نے کچھ کیا ہے اسکے ساتھ۔

----------------------*

صبح کی کرنیں آسمان پر پھیلی تو دروازے کی بیل ہوئی عائشہ ہڑبڑا کر اٹھی اور موندی موندی آنکھیں سے دیکھنے لگی کہ ٹھا کے ساتھ دروازے پر ہاتھ مارا گیا۔

"دانیال"۔۔۔حواس باختہ سی وہ دوپٹہ سر اوڑھ کر بھاگی اور جلدی سے دروازہ کھول کر سائیڈ ہو گئی۔

"فوت ہو گئی تھی کیا جو سن نہیں پا رہی تھی" اندر داخل ہوتا دروازہ بند کر کے وہ غصے میں سرخ آنکھوں سے اس پر دھاڑا کہ عائشہ نے بے ساختہ نفی کی۔

"آنکھیں کھلی اور دماغ حاضر رکھا کرو ورنہ سارے حواس ٹھکانے لگا دوں گا" غصے سے اسکے جھکے سر کو گھورتے وہ اندر بڑھ گیا۔

"تقویٰ۔۔! تقویٰ نہیں آئی"؟ وہ پیچھے سے بولی جس پر دانیال کے قدم تھم گئے اور اسے مٹھیاں بھینچتے دیکھ کر وہ حیران سی اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔

" مینے تم سے کہا تھا نا کہ اسکا نام منہ پر مت لانا"! وہ ایک جھٹکے سے اسے بازوں سے جکڑ کر جھٹکا دیتا غرایا کہ وہ سہم کر آنکھیں میچ گئی

"سس۔۔۔ سوری میں بھول گئی" اسکی پکڑ میں درد سے لب دبا کر وہ سسکی۔

"بھولا مت کرو میری باتیں" اسکے بالوں سے جکڑ کر سر اونچا کرتے وہ منہ پر پھنکارا "اور آئندہ کبھی میرے سامنے ایسا ذکر مت کرنا ورنہ تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم خود کو پہچاننے سے بھی انکاری ہو جاؤ گی" وہ اسکی بے رحم پکڑ میں لرز رہی تھی اور وہ اسکے بازو بالوں سے جکڑے باور کروا رہا تھا۔

"جائو دومنٹ میں ٹیبل پر ناشتہ لگائو" اسے جھٹکے سے چھوڑتے اس پر ایک غصے بھری نظر ڈالکر مڑ گیا اور عائشہ اپنے بازو سہلانے لگی۔۔

"اس سے بھتر ہوتا گلا گھونٹ کر مار دیتے بابا" وہ روتی ہوئی آنکھیں پونچھتی نڈحال سے وجود کو گھسیٹ کر ڈائینگ ٹیبل پر لائی اور وہاں سے رات کا کھانا اٹھانے لگی۔

اسنے جلدی سے چائے کا پانی رکھا اور چائے بنانے لگی۔
آگے تو اسے کچھ آتا نہیں تھا۔کاش سیکھ لیتی وہ جانتی تھی صبح دانیال پراٹھا کھاتا ہے ناشتے میں اور اسے توسوکھی روٹی چائے کافی بنانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا تھا۔

چائے بنانے کے بعد اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر دوپٹے سے صاف کرتی وہ باہر نکلی پر یہ دیکھ کر اسکی جان ہوا ہوگئی جب بازو فولڈ کرتے دانیال کے ماتھے پر خالی ٹیبل دیکھ کر بل نمودار ہوئے تھے۔
اسنے غصے سے کچن کی طرف دیکھا جہاں لرزتی اپنی ٹانگوں پر بمشکل کھڑی عائشہ اسے دیکھنے پر نظریں جھکا گئی۔

"اب کیا اخبار میں اشتہار دوں کہ ناشتہ لائو" وہ اسے یوں ہی کھڑا دیکھ کر برہمی سے بولا تو وہ لب کاٹ کر واپس اندر آگئی اور لب کاٹتے سوچنے لگی کہ کیا دے اسے۔

ایک خیال کے آتے وہ فریج کھول کر اندر دیکھنے لگی اور وہاں بوائل ایگ کی چٹ دیکھ کر اور ڈبل روٹی نکال کر جلدی سے ٹرے میں رکھتی ساتھ چائے کا کپ رکھ کر وہ لے جانے لگی۔

اور ڈرتے ڈرتے اسکے سامنے رکھا۔

دانیال نے نظریں انڈے ڈبل روٹی اور چائے کے کپ پر ڈالی اور پھر نظریں اٹھاکر سامنے دیکھا تو وہ ہاتھ مروڑتی اسکے تاثرات دیکھ رہی تھی دانیال کے دیکھنے پر نظریں جھکا گئی۔

"بیٹھو" اسنے حکم دیا تو وہ بوکھلا گئی

"جج۔۔جی"؟ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی

" مینے کہا بیٹھو مطلب بیٹھ جائو" وہ غصے سے دانت پیس کر بولا تو وہ سر ہلا کر چیئر کھسکا کر سامنے بیٹھ گئی۔

" کھائو" اسنے کپ اٹھاتے سالم انڈا اور روٹی اسکی جانب ٹرے میں کھسکائی تو وہ ہڑبڑا گئی۔

" یہ تو آپکے لئے ہے نن۔۔ناشتہ " اسنے ذرا سی نظریں اٹھاکر اسکی طرف دیکھا تو اسکے خود کو دیکھتا پاکر فوراً نظریں جھکا گئی۔

"میں نہیں کھارہا تم کھائو" اسنے لبوں سے کپ لگایا۔

"پپ۔پر میں۔وہ میں۔۔

"کیا پر میں وہ میں چپ کر کے کھائو سنا نہیں تمنے" اسکی بیچ میں ہی بات کاٹ دی۔

"پر میں تو انڈہ نہیں کھاتی" وہ روتی ہوئی بولی تو اسنے لب بھینچ لیے۔
"پر اب کھائو گی! جو میں کہوں گا وہ کرو گی پھر چاہے تم وہ چاہو یا نا سمجھی" اسنے ٹیبل پر ہاتھ مار کر کہا تو وہ سہم گئی اور سر ہلاتی ٹرے اپنی طرف کھینچ لی۔

روکھا انڈہ اور سوکھی روٹی اسکے گلے میں پھنسنے لگی۔
دانیال ناگوار نظریں اس پر ڈالکر اپنا آدھا چائے کا کپ میز پر پٹخ کر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

"یہاں کوئی نوکرانی نہیں ہے میڈم اسلئے آج سے ناشتے سے فارغ ہو کر جلدی سے صفائی کرو" دروازہ پر رک کر اسے آرڈر دیتا اندر روم میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔

عائشہ نے سوکھی روٹی منہ میں ڈالتے دو روم چھوٹے سے لائونج اور کچن پر مشتمل اس گھر کو دیکھا۔

اسنے تو کبھی اٹھ کر خود پانی نہیں پیا تھا کجا کہ صفائی کرنا اور یہ سوچتے اسکی سانسیں اٹکنے لگی تھی اسنے سوکھی روٹی حلق میں پھنسنے پر دانیال کا رکھا کپ منہ سے لگا لیا۔
اور جب احساس ہوا تو لب بھینچ گئی۔

*________________*_______________*

"کہاں جارہی ہو"؟؟ ملازمہ کو ٹرالی لیکر جاتے دیکھ کر مسز ہانیہ غصے سے بولی

"میڈم وہ تقویٰ میم کیلیئے" اسنے صائم کے روم کی طرف اشارہ کیا۔

" مینے کہا تم سے" وہ چیخی تو ملازمہ ڈر کر نفی کرنے لگی۔

"اور تم سے پوچھا کس نے" پیچھے سے آواز پر وہ ایکدم پلٹی اور سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

"لے جائو" اسنے مسز ہانیہ کے پیچھے کھڑی ملازمہ کو حکم دیا وہ اپنی میڈم کو دیکھ کر صائم کے ڈر سے سر ہلا کر جانے لگی۔

"تم زز۔۔۔وہ کہتی کہتی لب بھینچ گئی۔

"ہاہاہا تو تم دونوں نے کیا سمجھا ایسے ہی مر جائو گا چہ چہ ساری دعائیں آنسوں میں بہہ گئی" وہ قہقہ لگا کر ہنستہ بولا کہ وہ نخوت سے چہرا پھیر گئی۔

"بہت ہو گیا تماشا نکالو اب اس لڑکی کو گھر سے یہ میرا گھر ہے سنا تمنے" وہ غرائی۔

"ایسے ہی" وہ تمسخرے سے بروا چکا گیا" تمہارے مرنے کے بعد تو یہ گھر میرا ہونے والا ہے پھر کیوں چوں چوں کر رہی ہو اپنا بھیجا ٹھنڈا رکھو اور مجھے بھی ٹھنڈا رہنے دو ورنہ ابھی جو ذرا سی عزت بچی ہے وہ بھی چٹکی میں اڑا دوں گا" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا غصے سے بولتا اوپر جانے لگا اور مسز ہانیہ نے اسکی پشت دیکھی۔

شرٹ خون سے سرخ تھی اور چہرے پر بھی جگہ جگہ نیل پڑے تھے۔وہ مٹھیاں بھینچ کر وہاج صاحب کو دیکھنے لگی جو صائم کی گفتگو سن چکا تھا۔

"اب یقین آیا" وہ تلخ سے کہہ کر اپنی چیئر پر بیٹھے۔

"تو مینے انکار کب کیا ہے" وہ بھی سامنے بیٹھی۔

"انسان جب اپنے نفس خواہشوں میں اندھا ہو جاتا ہے تب وہ کوئی احساس نہیں رکھ پاتا جیسے اس وقت ہانیہ سب احساسات سے عاری تھی۔ماں نہیں تھی اگر ماں ہوتی تو جانتی ماں کیا ہے۔

اسے ڈاکٹر ڈسچارج نہیں کر رہے تھے وہ اسے ایک دن رکھنا چاہتے تھے کیونکہ اسکے ماتھے پر بری طرح سے ضرب ماری گئی تھی

اور ناک منہ سے خون اسکی اندری ٹوٹ پھوٹ کا ثبوت تھا۔

پر وہ ضد کروا کر صرف پٹیاں باندھ کر چلا آیا تھا۔

یہاں تک کہ جنید سیف اسکے پائوں پر گرنے کیلیئے تیار تھے کہ ایک دن تو رک جا پر اسنے بری طرح دونوں کو جھڑک دیا۔

اور اٹھ کر چلا یا آیا۔

اسنے دروازہ کھول کر روم میں قدم رکھا تو بیڈ روم سے ملحقہ سٹڈی روم سے خوبصورت سی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔

اسکے قدم تھمے اور اسنے مسکراتی ملازمہ کو دیکھا

--------------------------*

ملازمہ کو جانے کا اشارہ دیتے وہ شوز پائوں سے نکال کر کوٹ جو کندھے پر لٹکا تھا وہ پھینک کر بیڈ پر لیٹ گیا اور اسٹڈی روم سے آتی خوبصورت آواز اپنی سماعتوں میں انڈیلنے لگا۔

کچھ دیر بعد خاموشی چھا گئی اور آہستہ سے اسٹڈی روم کا دروازہ کھلا مدہم قدموں کی چاپ پر صائم نے کروٹ لی تو سادہ سے بلو کاٹن کے سوٹ میں بلو ہی دوپٹے کا حجاب کیے وہ چلتی باہر آرہی تھی اور جب خود پر نظروں کی تپش محسوس کی تو کچھ چونکنے کے انداز میں بیڈ کی طرف دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔

سامنے ہی سرخ نیلی آنکھوں سے ماتھے پر سفید پٹی باندھے سرخ و سفید چہرے پر نیلے نشانوں کے ساتھ وہ اپنا لمبا چوڑا وجود لیے بیڈ پر دراز تھا۔

تقویٰ کے دیکھنے پر مسکرایا۔

"مزا آیا کل کے دھماکے پر"؟ اسنے شرارت سے دیکھتے ابرو اچکا کر پوچھا۔
اسنے صرف ایک سرد نظر ڈالکر صوفے پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگی۔

اسکے جواب نا دینے پر صائم نے دونوں آنکھیں سکڑیں۔

"تم گئی نہیں اپنے بھائی کے ساتھ"؟ اسنے دوسرا سوال کچھ سخت لہجے میں پوچھا۔

تقویٰ منہ کو جاتا ہاتھ روک کر تمسخرے بھری نظروں سے دیکھا۔

"کیوں دل بھر گیا اس کھیل سے"؟ تلخ لہجے میں پوچھنے لگی تو وہ ڈھیٹ بنکر ہنسا۔

" مینے یہ کب کہا" وہ دلچسپی سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

تقویٰ نے کوئی جواب نہیں دیا اور ناشتہ کرنے کے بعد نیپکن سے منہ یا تھ صاف کرنے لگی۔

"مجھے ناشتہ نہیں کرواؤ گی"؟ اسکی ساری کاروائی دیکھتے بولا

"اللہ نے ہاتھ پائوں سہی سلامت دیئے ہیں کسی کو اغوا کر سکتے ہو زور زبردستی سے نکاح کر سکتے ہو تو اٹھ کر ناشتہ بھی کر ہی سکو گے" تندو تیز لہجے میں کہتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آئینے کے سامنے آکر برش اٹھاتی حجاب کھول کر بالوں میں برش کرنے لگی۔

"اللہ نے ہاتھ پائوں دیئے ہیں پر تیرے بھائی نے ان میں سے ساری ہمت نچوڑ دی ہے اسلئے تم کروا رہی ہو یا میں اپنا ناشتہ دوائی خود لوں" وہ اسکے پشت پر بکھرے بالوں کے آبشار کو دیکھتا ذو معنی لہجے میں گویا ہوا

تقویٰ نے نظریں اٹھائیں اور اسکی نظریں خود پر پا کر وہ منہ پھیر گئی اور جلدی جلدی چوٹی کے بل ڈالنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں بالوں کی چوٹی بنائے اسنے اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا اور صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی اور ٹرے میں اسکے لئے ناشتہ نکال کر آہستہ سے قدم اٹھاتی اسکے پاس آئی تو صائم نے فتح مندی سے مسکراتے اسے بیٹھنے کیلئے جگہ دی اور خود تکیوں کے سہارے بیڈ کرائوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

اسکی بنائی جگہ پر وہ ٹرے رکھ کر جانے لگی تبھی وہ گھور کر بولا " مینے ناشتہ کروانے کیلئے کہا ہے لے آنے کیلئے نہیں" کہتے ہوئے اسنے اسکی کلائی جکڑی اور کھینچ کر پاس بیٹھایا کہ وہ گرتے گرتے بچی۔

"انسانوں کی طرح بی ہیو کرو مجھ سے" وہ غصے سے دھیمے لہجے میں کھا جانی والی نظروں سے دیکھتی غرائی اور اپنی کلائی سہلائی
۔

"توتم بھی مجھ سے بیویوں والا رویہ اختیار کرو ورنہ اگر مینے شوہر کا رول اختیار کیا تو مصیبت تمہارے لیے ہی پیدا ہو گی"۔ کہتے ہوئے ناشتے کی طرح اشارہ دیتے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ لیے۔

اور تقویٰ ناچار لب بھینچ کر ناشتے کی طرف دیکھنے لگی اور نوالہ لیکر اسکے منہ کی طرف لے جانے لگی پر وہ بغیر منہ کھولے خاموشی سے اسے دیکھنے۔

تقویٰ نے غصے سے گھورا تو وہ ہولے سے مسکرایا۔

"مجھ سے ضد مت کیا کرو مولانی میں بہت ضدی اور برا انسان ہوں" اسنے کہتے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے منہ کی طرف لے گیا اور آہستہ سے اسکی انگلیوں سمیت منہ میں نوالہ ڈالا کہ وہ کانپ کر رہ گئی اور کھینچ کر اپنا ہاتھ کھینچا۔

جبر، زور، زبردستی، ضد کے علاوہ تمہیں اور کیا آتا ہے صائم زیدی" وہ لفظ چبا چبا کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور دور جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

صائم نے خاموشی سے اسے جاتے دیکھا اور ٹھاکے ساتھ ہی ٹرے نیچے پھینک دی کہ تقویٰ اچھل پڑی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے، کھانے کی قدر نہیں! کماؤ تو پتا لگے کتنے محنت سے روزی روٹی کمائی جاتی ہے ناقدرے" وہ غصے ناگواریت سے بولتی اٹھی اور بغیر ڈرے سہمے وہاں سے ٹرے میں کھانا رکھنے لگی اور انٹر کام پر ملازمہ کو بلوا کر اسے لے جانے کو کہا۔

اس دوران وہ خاموش سے لب بھینچے اسے گھور رہا تھا۔

"آہ۔۔۔۔ اچانک ہی پاس کھڑی تقویٰ کو کھنچا تو وہ سیدھا اسکے اوپر گری اور صائم نے ٹھوڑی مٹھی میں جکڑی۔

"نخرے دیکھا رہی ہو مولانی" صائم نیچے آواز میں غرایا۔
وہ اندر سے بالکل سہم گئی تھی۔ پر اپنے چہرے پر کوئی تاثر نا دیا۔

"میں کیوں تمہیں نخرے دیکھانے لگی تم سے میرا زبردستی نکاح کے علاوہ اور رشتہ ہی کیا ہے" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اس طرح سرد لہجے میں بولی کہ صائم ٹھٹھک گیا۔

"تمہارے لیے بھتر ہو گا کہ مجھ سے زبان مت لڑائو ورنہ وہ حال کروں گا نانی یاد آجائے گی" دوسرا ہاتھ پیچھے سے نکال کر اسکے کمر میں ڈالا اور خود میں بھینچ لیا کہ تقویٰ سخت مزاہمت کرنے لگی۔

وہ مسکراتا اسکی غصے سے سرخ آنکھوں میں دیکھتا اسکی بے بسی سے لطف اندوز ہونے لگا۔

"چھوڑو مجھے" اسکے سینے پر ہاتھ ٹکا کر وہ اٹھنے کی کوشش کرتی غصے سے بھرائی آواز میں بولی کہ وہ دلکشی سے ہنس پڑا۔

"بس ختم تمہاری اکڑ! کھانے کی قدر نہیں بد تمیز ہوں" وہ اسکی نقل اتارتے بولا

"ناشتہ کیوں نہیں کروایا اسکا حساب دو مولانی اگر شوہر زخمی ہو بیمار ہو تو کیا مولانی کا فرض نہیں اسکی خدمت کرے" وہ دوسرے ہاتھ کو بھی اسکے گرد ڈالتا اسے مکمل بے بس کر گیا۔

"میں کیوں کروائوں تمہیں ناشتہ تمہارے ہاتھ اللہ نے دئے ہیں مینے تم سے نہیں کہا تھا کسی کی بہن کو اغوا کر و اسکی عزت نفس سے کھیلو میرا بس چلے تو میں اس سے بھی بری سزا دلوائوں تمہیں کہ تم جو ابھی لوٹ آئے سارا مہینہ ہسپتال میں پڑے رہو" وہ اسکے سینے پر مکہ مارتی درشتگی سے بول رہی تھی اور صائم اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

"اگر ہسپتال کے بیڈ پر تم میرے ساتھ رہو گی تو ایک ماہ کیا چار سال تک پڑا رہوں گا" وہ چڑاتے ہوئے بے باک سے بولا

ابھی تقویٰ نے پھنکار کر سخت سا جملہ بولنے کیلیئے منہ کھولا ہی تھا کہ ٹھاکے ساتھ دروازہ کھلا اور صائم نے ایکدم اسے بیڈ کی دوسری سائیڈ ڈالا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے" وہ سامنے سرخ چہرے نفرت بھری نظروں سے کھڑی مسز ہانیہ پر دھاڑا۔

"دیکھادی نا اس دو کوڑی کی لڑکی نے پہلی صبح ہی اپنی اوقات" وہ چنگارتی اندر داخل ہوئی صائم کی خونخوار نظروں سے گھوریاں نظر انداز کر گئی۔

"دو کوڑی کی تو آپ بھی تھی جو میرے ڈیڈ کو اپنے جال میں پھنسا کر اپنی اوقات دیکھادی" وہ جواب میں نفرت سے بولا تو مسز ہانیہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔

"پوچھو اپنی بھگوڑی محبوبہ سے جسنے کس طرح اپنی اوقات دیکھاتے ملازمہ سے کپڑے لے کر پہنے" وہ حقیر نظروں سے تقویٰ کو دیکھتی بولی۔

"زبان سنبھال کر بات کرو مسز وہاج اگر آئندہ میری بیوی کو بھگوڑی کہا تو وہ حال کروں گا کہ دونوں پریمی کی حالت دنیا دیکھے گی" وہ اس پر پھنکارا اور پاس بیٹھی تقویٰ کی جانب مڑا۔

"کیوں کپڑے پہنے تمنے ملازمہ کے سائیں کی جان" وہ اسکے جھکے سر کو انگلی کی مدد سے اتر اٹھاتا اسکی سرخ بھوری آنکھوں میں دیکھتا محبت سے چوڑ لہجے میں پوچھنے لگا کہ تقویٰ کو تو حیرت کا جھٹکا لگا کہ جو شخص کچھ دیر پہلے غصے طنز تمسخرے سے کے سواء بات نہیں کر رہا تھا اس کا لہجہ اس طرح بدلتے دیکھ کر حیران ہو گئی تھی۔
مسز ہانیہ کے تو اسکی جزبے لٹاتی نظروں کو اس دو کوڑی کی معمولی لڑکی پر دیکھ کر انکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

کہاں وہ تھا اور کہاں سانولی وہ عام لڑکی۔

پاگل تھایااندھاجواس کوئلے کی کان کواٹھاکرلایاتھا۔

"مجھے نماز پڑھنی تھی اور میرے پاس کپڑے نہیں تھے گاؤن پر آپکے خون کے دھبے لگے تھے اسلئے وہ اسے دیکر یہ لے لیا اسنے کہاں تھانیوہے اسنے ابھی پہنانہیں ہے "وہ اسے دیکھتی بتانے لگی لفظوں میں کوئی لچک نہیں تھی بالکل سپاٹ تھا۔

"سنانمازپڑھنی تھی اسے اور اپنا قیمتی گاؤن بھی دیااور اسکی اوقات اس سے لگالو کہ یہ صائم زیدی کی بیوی ہے "تقویٰ"۔وہ لفظوں کوچن کراس طرح سے خاص انداز میں بولا کہ مسزہانیہ نے پاس بیٹھی تقویٰ کو کھاجانے والی نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں لیلیٰ سے بات کرلینی چاہیئے وہ تمہاری محبت ہے اسکے ساتھ تم کافی زیادتی کرچکے ہو"وہ تقویٰ کو جلانے کیلئے جان بوجھ کے بے وقت لیلیٰ کانام لے گئی۔

پراسکے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں دیکھ کر تلملااٹھی۔

" مینے کوئی زیادتی نہیں کی ہے اسکے ساتھ اب نکلومیں شادی شدہ ہوں اور اپنی بیوی سے بہت محبت کرتاہوں مجھے دوسری لڑکیوں کی بارے میں مت بتائومیں مائل نہیں ہونے والا"وہ چباکر کہتااسکامنہ سرخ کرگیااور وہ دونوں پرغصے بھری نظر ڈالکر ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کرتی چلی گئی۔

انکے جاتے ہی تقویٰ جھپک کر بیڈ سے اترناچاہاتو پیچھے سے اسکی چوٹی کو پکڑلیا۔

"چلو شاپنگ کرنے چلتے ہیں جسکی آفر میں تمہیں پہلے ہی کر چکا ہوں ویسی ہی آج کر رہا ہوں مولانی" وہ پیچھے سے سر گوشی میں بولا کہ اسکا آنسوں پھسل کر گال پر گرا اور وہ وہیں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

"کچھ دیر بعد وہ اسے لیکر شاپنگ کیلیئے روانہ ہو گئے گیا۔

اور پیچھے مسز ہانیہ جو میڈیا کی وجہ سے گھر بیٹھی تھی ان دونوں کے ساتھ جانے پر دل کر رہا تھا کہ دونوں کو اڑا دے۔ جو اسکی آزادی چھین کر خود آزاد گھوم رہا تھا سب کی نظروں میں ہیرو بن کر۔

--------------------*

گھر کی صفائی کرنے اور کشنز تکیوں کے کور چینج کرکے وہ نڈھال سی ہو گئی اور اب بیڈ پر گر کر تقویٰ کے سادہ سے روم کی چھت کو دیکھنے لگی۔

دانیال کے روم کی صفائی نہیں کی تھی کیونکہ وہ روم میں موجود تھے اور اگر کچھ سامان یہاں وہاں ہو جاتا تو جان نکال دیتا اسکی جس ڈر سے اسنے اسکے جانے کے بعد ریلیکس انداز میں کرنے کا سوچا۔

"فریش ہو جاتی ہوں" وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور تھکے تھکے سست قدم لیتی دانیال کے روم کے سامنے آئی اور کچھ دیر کشمکش میں رہنے کے بعد گہرا سانس بھر کر اسنے اپنے مٹی دھول سے اٹے کپڑوں کو دیکھ کر انگلی سے دروازہ ناک کیا۔

"آجائو"۔۔۔اندر سے بھاری آواز پر اسکی دھڑکنے سست پڑ گئی اور وہ ہمت کرتی دوپٹہ ٹھیک کر کے اندر داخل ہوئی اور مڑ کر دروازہ بند کر لیا۔

وہ بغیر یہاں وہاں دیکھے لیمپ کی مدہم روشنی میں آگے بڑھی کہ بیچ میں ہی اندھرا چھا گیا وہ ڈر کر وہیں رک گئی اور کمرے میں نظریں گھمائی تو کھڑیاروشن دان سب بند تھے۔

اسنے ہمت کر کے قدم بڑھایا کہ پھر لیمپ روشن ہوا اور ساتھ کمرا بھی۔یہی عمل مسلسل ہوتا رہا کہ وہ ڈر سے ایک جگہ پر کھڑی بیڈ کی طرف نظریں اٹھائیں اور اندھیرے میں ہی دیکھنے لگی کہ جیسے ہی روشن ہو گا کمرہ وہ اسے دیکھے گی کہ وہ خود کر رہا ہے یا اپنے آپ ہو رہا ہے۔

کمرہ روشن ہوا اور اسکی نظریں اس پر ہی تھی۔

سامنے ہی بیڈ پر وہ دراز ہوا آنکھوں پر ایک بازو ٹکائے دوسرے ہاتھ سے مسلسل لیمپ کو آف اون کر رہا تھا۔

وہ اسکی حالت سمجھتی لب بھینچ کر اپنے بیگ کی طرف آئی اور نیچے بیٹھ کر بڑی مشکل سے لیمپ کی روشنی کے آن ہوتے ہی وہ اپنے کپڑے ڈھونڈنے لگتی اور بند ہوتے رک جاتی۔

اسی ہی صورتحال کے زیر اثر وہ اپنا اور ینج لان کا سوٹ لیکر بیگ بند کرتی اٹھی اور آہستہ سے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتی وہ باتھ روم میں بند ہو گئی اور سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام گئی جو چکرا رہا تھا لائٹ کے آف آن کی وجہ سے۔

خود کو سنبھال کر وہ فریش ہوئی اور چینج کر کے تولیے سے بالوں لپیٹ کر وہ باہر نکلی اسکا ارادہ تقویٰ کے روم میں جانے کا تھا۔

یہاں تو اس انسان کو پتا نہیں کون سے دورے پر رہے ہیں۔
بہن کو ڈھونڈے کا چھوڑ کر روم میں گیم کھیلنا شروع ہو گیا ہے۔

منہ بنا کر سوچتی ہوئی وہ اسکی طرف نظری اٹھا گئی تب لائٹ کے ایکدم روشن ہونے پر اسے احساس ہوا جیسے وہ رو رہا ہو۔

اسکے چوڑے بازو سے دیکھتی شیوا اسے بھیگی سی محسوس ہوئی۔

وہ آنکھیں سکوڑ کر دیکھنے لگی اور یقین ہو گیا کہ وہ سچ میں رو رہا تھا۔
اسکا دل دھک سے رہ گیا اور وہ حیران پریشان روم کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔

"شاید تقویٰ کیلیۓ رو رہا ہے" وہ لب بھینچ کر سوچنے لگی کہ اسکی آنکھیں خود بھر آئیں۔

"آ۔ آ آپ ٹھیک ہیں" اپنی پوری ہمت جمع کر کے اسنے مخاطب کیا پر جواب ندارد اس بار اندھیرا کا وقفہ طویل ہوا پر پھر سے اپنے معمول پر آ گیا۔

اپنوں کے بچھڑنے کے درد کو محسوس کرتی وہ اسکے طرف قدم لیکر ڈرتی ڈرتی آئی کہ پوچھ سکے کیوں رو رہے ہیں۔۔

"دا۔ دانیال" قریب پہنچ کر اسنے اپنی کپکپاہٹ چھپا کر پکارا پر اس بار بھی جواب نہیں آیا۔

عائشہ نے اپنے سن ہاتھ کو حرکت دی اور ذرا سا ہوا میں بلند کر کے اسکے بازو پر ذرا سی انگلیاں رکھیں۔

"دد۔۔۔ دا۔۔۔۔ آہہہ "۔۔۔۔ اسکا ابھی جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ اچانک ہی اسنے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا اور وہ چیخ مار کر اسکے اپر گری۔

"دانیال "۔۔۔۔ اسکا سانس پھول گیا اور وہ وحشزدہ سی اسکے حصار میں اسکی پکڑ میں مچلتی اپنے گرد اسکے سخت بازوں کی گرفت ہٹانے لگی۔

"شش "۔۔۔!! اسکے بالوں کو تولیے سے آزاد کرواتے وہ گھمبیر لہجے میں بھاری سے سرزش کرتا بولا کہ وہ سانس روک گئی جب دانیال نے اسے اپنے برابر بیڈ پر ڈالا۔

مکمل اندھیرے میں وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے کی کوشش کرتی لرز رہی تھی کہ اسکی سانسوں کی تیز تپش اسے اپنے گالوں پر محسوس ہوئی۔

"کیوں بار بار بلا رہی تھی لڑکی" وہ سخت لہجے میں پوچھنے لگا کہ عائشہ نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"وو۔وہ آپ رو رہے تھے" پھنسی سی آواز میں وہ بولی

"تو تمہیں کیا تکلیف ہو رہی تھی"؟اسے روشن چمکتے چہرے کو اپنے نظروں کے حصار میں لیکر بظاہر ہ غصے سے بولا کہ وہ سہم گئی۔

اسکے جواب نا دینے پر وہ جھک آیا اسکی بھیگی گردن پر اور اپنا چہرا چھپانے لگا آنسوں پھنسل کر اسکی بھیگی گردن کا حصہ بن گئے۔

اور عائشہ آنکھیں میچ کر رہ گئی۔

جب اسکی بہن ہی ایک بد کردار لڑکے کیلیئے اسے بھول سکتی تھی تو پھر یہ لڑکی تو اتنی گری پڑی نہیں تھی اسکا کیا قصور۔

اس سے پہلے کہ وہ سب کچھ بھول بھال کر اسکے نازک سراپے کو خود میں بھینچ لیتا۔
دفعتاً باہری دروازے کی بیل بجی۔
عائشہ نے بھی آنکھیں کھول لی اور ہوش میں آتے ہی جھپک کر اسکی مٹھی سے اپنا دوپٹہ چھین لیا کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور عائشہ کو موقعہ ملا تو وہ گرتی پڑتی دروازہ کھول کر اس سے پہلے ہی وہاں سے بھاگی اور تقویٰ کے روم میں آکر دروازہ بند کرتی اپنی اتھل پتھل سانسوں کو درست کرتی اس سے لگ کر کھڑی ہوئی

اور دانیال سر جھٹک کر شرٹ کے اوپری بٹن بند کرتا جوتے پہن کر باہر نکلا اور دروازہ کھول کر سامنے موجود وجود کو پا کر وہ ساکت رہ گیا۔

*_______________*______________*

"پھوپھو"!اسکے منہ سے آواز نکلی سفینہ بیگم کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے۔پاس کھڑی زریش نے مسکراہٹ چھپائی۔

"ہٹ پیچھے" وہ غصے سے کہتی اسے سامنے سے ہٹا گئی اور گھر میں داخل ہوئی۔

"دانیال صاحب آپکی خیر نہیں بہت غصے سے آئیں ہیں اماں جی" زریش پاس سے گذرتی آہستہ آواز میں بولی۔
پر دانیال کی نظریں جب اس طرف اٹھی تو ہٹنا بھول گئی۔
دل کی دھڑکنیں سست پڑ گئی اور وہ لب بھینچ گیا کچھ دیر پہلے کا جب منظر آنکھوں گھوما۔

وہ تو مجھ سے پیار بھی نہیں کرتی،اسکی تو محبت ہی کوئی اور تھا۔کیا میں اسکے ساتھ زبردستی کر رہا تھا؟
ہاں یہ زبردستی ہی تو تھی۔
ناوہ اس سے محبت کرتی نا میں۔
نکاح کا احساس نہیں دلایا اسنے اپنے دکھوں غموں میں گم رہتی ہے۔محبت کے کھو دینے کے احساس میں کھوئی رہتی ہے کہ اسے میرا کوئی احساس ہی نہیں اگر کچھ کہوں تو کرتی ہے ورنہ کچھ نہیں اپنے آپ میں ہی مگن۔
تو ایسے زبردستی ہی تو ہوئی۔
کہتے ہیں عورت اپنی پہلی محبت نہیں بھولتی تو کیا وہ بھی کبھی نہیں بھولے گی اس لڑکے کو۔

میں ایسے ہیں جبر کیے اسے گھر میں اپنے زبردستی کے رشتے میں باندھ کر رکھوں گا اور وہ مجھ سے ڈر کی وجہ سے اف بھی نہیں کہے گی نا ہی اپنا کوئی حق لے گی نا جتائے گی۔

اسنے تو شروع میں ہی بار بار طلاق مانگی تھی اور مینے اسے بری طرح پیٹ دیا جس وجہ سے اب خاموش ہے۔

یہ سب سوچتے اسکی رگیں خود بے خود تن گئی کہ بہت مشکل سے اپنے اندر اٹھتے آگ کو دبایا تھا۔

یہ سوچ ہی ایک غیر تمند انسان کیلیئے جان لیوا تھی کہ جو لڑکی اسکی بیوی ہے اسکے دل میں خود نہیں کوئی اور بستا ہے جسنے اسے اچھے برے کی پہچان بھلا دی وہ محبت بھلا بھولا پائے گی۔

ساری سوچوں کو جھٹک کر دانیال نے مسکراتی نظر اس پر ڈالی اور اسے اندر آنے کی جگہ دیتے انکے بیگ اٹھائے۔

"کیسی ہیں آپ پھوپھو؟" وہ بیگ اندر رکھتا سفینہ بیگم کے سامنے آ کر بولا۔

"کون سی پھوپھو؟ تیری پھوپھو تو کب کی مر گئی" وہ غصے تلخ لہجے میں بولی کہ دانیال تڑپ اٹھا۔

یہی حال زریش کا تھا۔

"اماں کیا ہو گیا ہے کب سے بد دعائیں دے رہی ہیں اب بس کر دیں" وہ التجا کرتی بولی۔

"تم چپ کرو زر" وہ اسے جھڑکتی چپ کروا گئی۔

"تم بتاؤ کیا شہر آ کر ہم بھول گئے تجھے تیری پھوپھو بھول گئی کہ ایک بار اسے بلانے کا تو دور پوچھنے کے بھی لائق نا سمجھا کیا اتنے بیزار تھے مجھ سے کہ گائوں چھوڑتے ہمیں بھی بھول گئے دونوں بھائی بہن، ویسے تمہارا بھی قصور نہیں شہر کی کشش ہی ایسی ہے کہ اچھے اچھو کو بھولا دیتی ہے پھر یہ بیوہ پھوپھو کہاں یاد رہے گی" وہ کہتی پلو منہ پر رکھ کر رو پڑی کہ دانیال نے آگے بھر کر انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

انہوں نے مزاحمت کی پر وہ انہیں چھوڑنے کیلیئے تیار نا تھا۔

"سچی پھوپھو ہماری تو سب کچھ آپ ہیں آپ کو بھول سکتے ہیں؟" وہ انکے سر پر بوسہ دیتا بولا

"چل ہٹ پرے مجھ سے جھوٹ نا بول اگر اتنی ہی پھوپھو عزیز ہوتی تو بہن کی شادی کے وقت ہم ضرور یاد رہتے" انہوں نے اسکے بازو پر ہاتھ مارتے کہا تو وہ مسکراہٹ دبانے لگا۔

زریش مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"پھوپھو جان آپ ہمیں ہر وقت یاد تھی پر حالات ایسے بن گئے تھے کہ کچھ کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا بس آغا جانی نے جلدی نکاح کروا دیا" اسے سمجھ نا آیا کیا بولے تبھی نادم ہوتا یہ سب کہہ گیا۔

"ہاں گئی تھی یہ خبر سنتے کہ تقویٰ کا نکاح کر دیا ہے صائم سائیں سے تو حویلی گئی وہاں زہرہ بیگم (آغا جانی) نے بتایا کہ اپنی بہو کی چال سے بچانے کیلئے مینے اسکا نکاح تقویٰ سے کروایا ہے" دانیال سے الگ ہو کر اپنی آنکھیں صاف کرتی وہ بولیں تو دانیال نے سکون کا سانس بھرا۔

"پھر جانتے ہوئے بھی اتنے شکوے شکایات کر رہی تھی" اسنے ایک نظر زریش کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا تو پھوپھو منہ بنا گئی ۔

"تو تم سے اتنا تو ہو سکتا تھا کہ پھر فون ہی کر دیتے" اس بار دانیال شرمندہ سا سر جھکا گیا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں میں سمجھا آپ ناراض ہوں گی" اسکی آواز میں غم تھا کہ دونوں ماں بیٹی نے محسوس کیا۔

"تو اب کون سا خوش ہوں!
اچھا چھوڑ یہاں آ" وہ جانتی تھی کہ کتنا اپنی بہن سے محبت کرتا ہے کہ جب تک وہ کھانا نہیں کھالیتی تھی وہ ایک نوالہ منہ میں نہیں لیتا تھا۔
اسکی چھوٹی چھوٹی خواہشیں پوری کرتا اسے اپنے ساتھ بیٹھائے اچھی اچھی اسلامی باتیں سناتا کہ زریش اور تقویٰ بہت غور سے سنتی اور اس پر عمل کرتی تھی۔

پھوپھو نے اسے ساتھ لگاتے ماتھا چوما تو ایک بار پھر دانیال کی آنکھیں بھر آئیں اور اسکا دل کیا کہ چیخ کر اسے تقویٰ کی نادانی بتائے کہ کیسے وہ اسنے اس لڑکے کیلئے آنے سے انکار کر دیا۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا جب اس عورت کا لہجہ اور باتیں سامنے آتی تو دل کرتا جائے اور اسے گھسیٹ کر زبردستی اس جہنم سے کھینچ لائے پر جب سامنے اسکی باتیں آتی تو خود پر ضبط کر لیتا۔

"کیا حال کر دیا ہے اپنا" اسکے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دیکھ کر بکھرے بال بکھرا حلیہ انہیں تڑپا گیا۔

"کیا کھانا نہیں کھاتے ہیں یا تقویٰ کے جانے کے بعد کھانے ہی بھول گئے ہیں" زریش کو اسکی حساس حالت کا اندازہ تھا

"کوئی کھلانے والا نہیں تھا" کہتے ہوئے وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب بے فکر رہیں ہم آ گئے ہیں نا خوب کھلائیں گے کیوں اماں" وہ مسکرا کر کہتی اپنی ماں کی رائے لینے لگی جس پر انہوں نے زور شور سے سر ہلایا۔

"بہت کمزور ہو گیا ہے میرا بیٹا" سفینہ بیگم کہتی اسے ساتھ لیکر صوفے پر بیٹھی زریش سامنے والے صوفے پر بیٹھی۔

اسکی نظروں میں شکوے صاف تھے جن سے دانیال مسلسل نظریں چرا رہا تھا۔

"کمزور کہاں ہوا ہوں ہاں البتہ کھانا نہیں ملتا" وہ اپنے چوڑے جسامت کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا تو زریش سفینہ بیگم ہنس پڑیں۔

"کھانا جناب کو نہیں ملتا باقی کمزور نہیں ہوئے یہ بھی ٹھیک کہا" وہ ہنسی اور اسکی کھنکدار ہنسی دانیال کے زخمی سینے پر ٹھنڈک کے پھوارے برسا رہی تھی۔

وہ بھول گیا تھا کہ کوئی پیچھے بھی ہے اسنے بے ساختہ تپش دیتی نظروں سے اسے دیکھا جس پر زریش کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔

اور وہ شرمائی سی مسکان سجائے ناک سکوڑ کر سفینہ بیگم کی طرف دیکھنے لگی۔

"فریج ہے گھر میں"؟ سفینہ بیگم کی آواز پر وہ ہوش میں آیا۔

"جی ہے"۔ اسنے سر ہلاتے کہا۔

"جازر جا کر گھی اندر رکھ کر آ" اسنے بیگ سے ٹفن نکالتے اسکی جانب کیا۔

وہ اٹھ کر ٹفن لینے لگی جس پر دانیال اسکا چہرا تین سال بعد قریب سے دیکھ کر اسکا دل دھڑکنا بھول گیا۔

زریش چور نظروں سے اسے دیکھتی مسکرا کر وہاں سے نکلی اور سامنے کچن کی طرف چل پڑی۔

"صرف گھی"؟ دانیال نے زریش کی پشت دیکھ کر اپنے دل کو سنبھالتے پھو پھو سے کہا۔

"اتنے بڑے ٹفن میں صرف گھی بھر کر لاؤں گی کیا! گاجر کا حلوہ اور سوہن حلوہ بھی ساتھ لائی ہوں باقی کا تجھے یہیں بنا کر کھلاؤں گی" انہوں نے اسکے سر کے گھنے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"آئی تو بڑی لمبی ناراضگی لیکر تھی پر تجھے دیکھ کر موا سارا غصہ پتا نہیں کہاں چلا گیا" وہ منہ بناتی بولیں جس پر دانیال کا قہقہہ پڑا۔

"ہاہاہاہا یہ تو بہت نیک بات ہے" اسنے شرارت سے کہا۔

"یہ کون ہے دنیال"؟؟ زریش کی حیران پریشان آواز پر دانیال نے اسکی طرف دیکھا جو اسے دیکھتی پھر سامنے روم کی طرف دیکھ رہی تھی۔

سفینہ بیگم اور دانیال نے بیک وقت پیچھے دیکھا اور وہاں عائشہ کو سپید رنگت کے ساتھ شاک کھڑا دیکھ کر آنے والے وقت کا سوچتے اسکا دل ڈوب گیا۔

"یہ کک۔۔ کون ہے دانی۔۔ کک۔۔ کہیں تو نے۔۔۔؟ سفینہ بیگم کا سانس پھول گیا یہ سوچ ہی دماغ سن کر گئی کہ کہیں دانیال نے بھی شادی تو نہیں کرلی! اسکی بیٹی۔۔۔۔۔!!

"پھوپھو" دانیال نے تڑپ کر اسکے جانب ہاتھ بڑھائے جس پر انہوں نے جھٹک دئے۔
ادھر زریش کی سانسیں دھڑکنیں بالکل بند ہونے کو تھی۔
اسنے حیرت سے اپنی ماں کی بات کا جواب نا دیتے دانیال کو دیکھا اور اسی لمحے دانیال نے بے بسی سے اسکی طرف نظریں اٹھائیں زریش کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گرا۔

اس سے پہلے کہ زریش دھاڑیں مار مار کر روتی ایک آواز نے اسکی دھڑکنیں بحال کر دیں۔

"نہیں ایسی بات نہیں میں تقویٰ کی دوست ہوں عائشہ" آنسوں سے بھری نظریں جھکاتے عائشہ نے کہا۔

وہ اپنی سانسیں بھی بحال نہیں کر پا رہی تھی اچانک دانیال کے لمس پر اسکی حالت ابتر ہو گئی تھی۔
اسکا لمس اپنی گردن پر پا کر اسکا دماغ سن پڑ گیا تھا۔
اور دل کی حالت ایسی کہ جیسے ڈھول بج رہا ہو۔

وہ چلتی آئینے کے سامنے آئی اور اپنا زرد پڑتا چہرا سرخ دیکھ کر کچھ دیر پہلے کی اس ستمگر کی قربت کو یاد کرتے اسکی سانسیں پھول گئی تھی اور پلکیں لرز۔
بدن پر ہولے ہولے لرزا طاری تھا۔

اسنے سوچا تھا کہ وہ جو پاگل تھی حیدر کیلیئے وہ کبھی اسے نہیں بھلا پائے گی اسے ہمیشہ اپنی پہلی محبت بنا کر یاد رکھے گی پر ان چند لمحو میں ہی وہ اسے بھلا بیٹھی تھی۔

کیونکہ اسنے تو ہمیشہ حیدر کو دولت میں ہی یاد کیا تھا اسکی دولت کو یاد کرتے اسے یاد کیا تھا۔

اسکی دولت کی کشش کو وہ سمجھتی تھی کہ وہ اسکی محبت ہے اور وہ جنون کی حد تک اسے چاہتی ہے تو دانیال کے قریب آنے پر وہ اسے کیوں نہیں یاد آیا البتہ اسکے بجائے اپنے شریک حیات کی قربت پاتے ہی اسکا شدت بھرا لمس محسوس کرتے اسکی دھڑکنیں اتنی زور سے دھڑک اٹھی کہ وہ خود گھبرا گئی۔

اور اسی گھبراہٹ میں اسے تھوڑا دور ہونے پر وہاں سے بھاگ آئی۔

ایک خوف بھی تھا کہ کہیں اپنی نفرت جتانے کا کوئی دوسرا انداز تو نہیں!
اور اب ایک آخری خواہش بھی انگڑائی لیکر بیدار ہوئی تھی کہ اسکے مضبوط کندھے پر سر رکھ کر اسے اپنی حالت کا بتائے کہ وہ کتنی تڑپ رہی ہے اسکی کیا حالت یہ احساس ہی مجھے مار رہا ہے کہ مینے اپنے ہاتھوں سے اپنے ماں باپ کو مارا ہے مجھے اس قطرہ قطرہ موت سے بچالو مجھے خود میں چھپالو۔
میں مانتی ہوں میں گنہگار ہوں۔ مینے ایک پاکباز لڑکی کے پاک کردار اور اسکے دامن پر کیچڑ اچھالنا چاہا، کیا اسکی سزا یہ کم نہیں کہ میں اپنا کردار سارے محلے کے سامنے ہزار انسانوں کے سامنے داغ دار کر بیٹھی۔ اس پر انگلی اٹھائی ہزار انگلیاں مجھ پر اٹھ رہی تھی۔
اسے نفرت سے دیکھا ہزار لوگ مجھے نفرت سے دیکھ رہے تھی۔

اسکی عزت گرانی چاہی میرے کوئی عزت نہیں بچی۔
سب نفرت حقارت سے دیکھتے ہیں۔ڈر لگتا ہے باہر نکلتے کہ کہیں کوئی پتھر نا مار دے اور کہیں یہ دیکھو یہ جا رہی ہے بد کردار لڑکی اپنے ماں باپ کو کھا گئی۔

میں حیدر سے محبت نہیں کرتی مجھے شرمندگی ہوتی ہے ایک نامحرم کی دولت کی ہوس میں اتنا گر گئی تھی مجھے یہ غم اندر ہی اندر کھا رہا میرا چین سکون لوٹ گیا ہے رات کو برے برے خواب سونے نہیں دیتے مجھے چھپا لو خود میں دانیال فاروق۔

میں وعدہ کرتی ہوں تمہارے سواء کسی کی طرف نہیں دیکھوں گی مجھے ذرا سی عزت دے دو تمہارے قدموں میں گر جائوں گی مجھے چھپانے کے لئے جگہ دے دو تاکہ سانپ رات کو ڈستے ہیں ان سے بچ جائوں، مجھے اپنی پناہوں میں چھپا لو میں صرف اپنے شوہر اپنے محرم سے محبت کرنا چاہتی ہوں اسے سوچنا چاہتی۔
میں دلدل میں دھنسی ہوئی ہوں ہاتھ بڑھا کر وہاں سے نکال دو۔

جس طرح ابھی اپنے سکون کیلیئے ہاتھ بڑھایا تھا اسی طرح کبھی میرے سکون کیلیئے میرا ہاتھ تھام لو۔

"مجھے ذرا سی عزت دے دو دانیال" وہ آئینے کے سامنے روتی ہوئی خود سے مخاطب ہوئی دفعتاً روم سے باہر ایک کھنکدار ہنسی کی آواز گونجی۔
عائشہ کا دل سکڑ گیا۔اور وہ سہم سی گئی۔

ساری خوش فہم سوچوں کو جھٹک کر اسنے کانپتے ہاتھوں سے بھیگے بالوں کو کیچر میں جکڑ کر سر پر دوپٹا لیا اور اپنے چہرے کو صاف کرتی باہر نکلی ہی تھی کہ پہلے قدم پر ہی ساکت رہ گئی۔

دانیال اور اسکے ساتھ بیٹھی عورت کی اسکی جانب پشت تھی اور سامنے بیٹھی سیاہ چادر میں لڑکی کو دیکھ کر وہ سانس روک گئی۔

سرخ سپید رنگ سیاہ کالی آنکھیں سرخ بھرے بھرے لب اور چھوٹی سی ناک اسکے چہرے کے نقوش ہی اس قدر حسین تھے کہ عائشہ کو اپنا آپ اسکے سامنے کچھ بھی نا لگا۔
پٹھان کے حسن کے تعریفیں اسنے اپنی دوستوں سے بھی سنی تھی اور پہلی بار جب تقویٰ کو دیکھا اسے جھوٹ لگا پھر اسکے بھائی کو دیکھا تو پورا یقین لے آئی۔
اسنے تقویٰ سے مزاق مزاق میں پوچھا تھا کہ "تم کیوں میرا مطلب ہے کہ عام نقوش والی ہو اور تمہارا بھائی اس قدر ہینڈسم "وہ ہنس پڑی کہ میرا بھائی میرے باپ پر گیا ہے اور میں اپنی ماں جیسی ہوں۔

کئی بار اسنے دانیال سے بھی کہہ دیا تھا کہ بھائی آپ بہت خوبصورت ہیں واقعی پٹھان لگتے ہیں تب وہ شفقت بھری مسکان کے ساتھ اسے کہتا شکریہ گڑیا۔
اور اب اسکے چہرے سے تو وہ شفقت روٹھ ہی گئی تھی وہاں صرف سرد تاثرات تھے۔ اور اسے دیکھتے لب بھینچ لینا۔

وہ ساکت کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی اور جب زریش کا شرمانہ دیکھا تب اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کس نظروں سے اسے دیکھ رہا ہے جس پر اسکا حق ہے وہ اب دوسری کی تھی۔

اسکا دل کیا دھاڑے مار دنیا کو بتائے کہ دیکھو میرا حال مینے ایک لڑکی کا برا چاہا اسے بدنام کرنا چاہا اب دیکھو مجھ اور مجھ سے سبق حاصل کرو کہیں کی نہیں رہی میں۔

اللہ کی ایسی لاٹھی پڑی کہ سسک اٹھی ہوں میں۔

اسکی بندی کا دل دکھایا اب میرا دل زخمی ہو رہا ہے۔ جل رہی ہوں میں کہ ابھی اسکا محرم اسے اپنے رشتے کا احساس دلا رہا تھا اور ابھی ہی وہ کسی اور کو اپنی سابقہ منگیتر کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا اسے شرمانے پر مجبور کر رہا ہے۔

وہ خود پر اپنے دل پر جبر کرتی بول گئی جو اسے بولنا تھا کیونکہ وہ اپنی وجہ سے پھر کسی کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔

اس عورت کی جو حالت ہو رہی تھی یہ جان کر کہ اسکے بھتیجے نے سچ مچ شادی کر لی ہے تو ہو سکتا نہیں یقین تھا کہ انہیں کچھ ہو جاتا۔

اور سامنے کھڑی لڑکی جو کچھ دیر پہلے شکوے شکایات نظروں سے کر رہی تھی پھر محبت سے اسے دیکھ رہی تھی اب اسے دیکھ کر اپنی جان ہی نا دیدے۔

اس لڑکی کا آنسوں اسے اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے اور دانیال کی بے بس حالت نے اسے توڑ دیا تبھی وہ اسکی مشکل آسان کرتی بول گئی۔

"کک۔۔ کیا وہی عائشہ جسکا ذکر تقویٰ کرتی ہے مجھ سے "؟ موت جیسی خاموشی میں زریش کی آواز گونجی سفینہ پھوپھو کو سنبھالتے دانیال نے عائشہ کی بات پر خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

اس لڑکی نے کیوں پھر سے ایک نئی مصیبت کھڑی کر لی اسکے لئے اچھا ہوتا معلوم ہو جاتا ایک بار ہی درد ملتا! نہیں ہمیشہ تماشا مچانے والی یوں کیوں بات چٹکیوں میں ختم کرتی۔ اور یہ سنہری موقعہ ہی تو تھا اسکے لئے مجھ سے جان چھڑوانے کا۔

عائشہ نے سرخ نظروں سے گھورتے دانیال کو دیکھا جسکی نظروں میں صاف وارنگ تھی اگر تمنے کچھ الٹا سیدھا بکا تو تمہاری خیر نہیں۔

وہ نظر انداز کرتی زریش کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی وہی ہوں"۔اسنے اسرار میں سر ہلایا۔

"پھر تم یہاں کیا کر رہی ہو تقویٰ کی غ۔غیر موجودگی میں "اسنے غصہ دباتے پوچھا۔

"زر۔۔۔۔

"جی وہ میرے ماں باپ کی ڈیتھ کے بعد تقویٰ مجھے یہاں لے آئی تھی اور پھر وہ میں اب جا ہی رہی تھی کہ یہ "۔۔۔وہ دانیال کی بات کاٹ کر بولی ابھی وہ تقویٰ کی گمشدگی کا بتاتی دانیال بیچ میں ٹوک گیا۔

"لڑکی تم روم میں جائو" وہ دبے لہجے میں درشتگی سے بولا۔

"دانی کیوں جائے وہ روم میں مجھے پوچھنے دو اب تقویٰ کی شادی کے بعد وہ یہاں اکیلے تمہارے ساتھ کیوں گھر میں رہ رہی ہے جا کیوں نہیں رہی اپنے خاندان والوں کے ساتھ "زریش غصے سے دانیال کو دیکھتی بولی پر عائشہ تو تقویٰ کی کا سنتے ہی ہکا بکا رہ گئی۔

"تقویٰ کی شش۔۔شادی "عائشہ سست دھڑکنوں کے ساتھ بڑبڑائی۔

"خاندان والے مجھے رکھنے کیلیئے تیار نہیں تھے کیونکہ انہوں نے ہم سے تعلق توڑ دیا تھا" وہ اپنے دل کو سنبھالتی بولی اب کیوں کہتی کہ دانیال تمنے مجھے نہیں بتایا تقویٰ کی شادی کا۔
اسنے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اسکی بہن کا نام مت لو اپنی زبان پر اور اسکی کونسی اوقات تھی اسکی نظروں میں جو سامنے والی لڑکی کی طرح شکوہ کرتی۔

پھوپھو نے غور سے اسکا سرخ تمتماتا چہرا دیکھا اور اسکی اضطرابی حالت میں ہاتھوں کی موڑ توڑ کو۔

"یہاں آئو"۔۔وہ اسکے خوبصورت نازک کانپتے سراپے کو دیکھتی بلانے لگی۔
زریش خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جواب برستی آنکھوں سے اسکی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"جج۔۔جی "!وہ سست قدموں سے سامنے آئی۔

دانیال کی سرخ انگارہ نظریں آنکھیں وہ جھکی نظروں سے خود پر محسوس کر رہی تھی۔

"کیوں تعلق قطعی کرلیا"؟ پھوپھو نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس بیٹھایا تو وہ ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رو پڑی۔

دانیال دانت پیستا لب پیوست کرکے زمین کو گھورنے لگا۔

"بس بس روتے نہیں" پھوپھو کو اس کمزور پتلی سی لڑکی پر ترس آ گیا انہوں نے ایک تو ماں باپ کی موت دوسرا خاندان کا دھتکار دینا دونوں اس قدر گہرے درد محسوس کرتی اسکا سر سینے سے لگا گئی۔

انہیں اپنی سوچ پر شرمندگی ہوئی اور اسنے معذرت کرتی نظروں سے دانیال کے جھکے سر کو دیکھا۔

"ایم سوری عائشہ میں کافی روڈ ہو گئی! میں جانتی ہوں اچانک سے تقویٰ کے جانے اور خاندان کے ناپنانے پر کہاں سے تم لاتی اتنی جلدی کوئی بھروسے مند چھت "زریش بھی چلتی واپس جگہ پر آئی اور اسے روتے دیکھ کر بولی۔

"نہیں کوئی بات نہیں!" اسنے ہاتھوں سے چہرا صاف کرتے کہا "میرا اپنا گھر ہے میں وہاں چلی جاؤں گی میں مزید کسی پر بھوج نہیں بن سکتی" وہ مسکراتی بھاری آواز میں بولی کہ اسکے لفظ سر کر دانیال نے سر اٹھایا۔
"تو کیا اسلئے یہ کھیل رچایا ہے کہ وہ یہاں سے بھاگ سکے! اوہ مطلب پھوپھو اور زریش کے آ جانے پر وہ یہ سنہری موقعہ چاہتی ہے" اندر بھڑکتے شعلوں کو دبا کر لہو آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تم کہیں نہیں جائو گی" اسکے لہجے میں ایسی وارنگ تھی کہ وہ کپکپا کر رہ گئی۔

"ہاں بیٹا ٹھیک کہہ رہا ہے دانیال تمہیں کہیں اکیلے جا کر رہنے کی ضرورت نہیں اللہ اپنے پناہ میں رکھے سب کو بہت برے حالات ہیں شہر کے جہاں اکیلی لڑکی دیکھی نہیں وہاں ہزاروں منحوس پائے جائیں گے۔ تمہیں کہیں جانے کی ضرورت

نہیں میں اور زریش یہیں ہیں اب سے تم ہمارے ساتھ رہنا" انہوں نے محبت سے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا تو عائشہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہوئی میں بور تو نہیں ہوں گی اور تم تو شہر کی ہو تمہیں کتنی اچھی اچھی ٹپس آتی ہوں گی بالوں کی خوبصورتی کی اسکن کی اور۔۔اور۔۔۔۔۔وہ الجھ گئی کہ عائشہ بغیر دانیال کی گھوریوں کا اثر لیے ہنس پڑی۔

"بس کر دے اب اور اور میں تمنے گھر سے لیکر جاڑو کی بھی ٹیپس لے لینی ہیں "سفینہ بیگم کے کہنے پر زریش کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں آپکے بیگ اندر رکھ کر آتا ہوں" دانیال کہتا ایک نظر عائشہ پر ڈالکر اٹھ گیا۔

"بہت شوق ہے تمہیں یہاں سے جانے کا! میں ہی پاگل تھا تمہیں اپنانا چاہتا تھا اپنی زندگی کی شرعات کرنا چاہتا تھا" بیگ نیچے رکھتے اسنے گھنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے سوچا۔

"سفر سے تھک کر آئیں ہوں گی پھوپھو فریش ہو کر آرام کر لیں" پیچھے سے دانیال نے کہا تو جو عائشہ سے باتیں کرتی دونوں غور سے سن رہی تھی دانیال کی آواز پر سر ہلایا۔

"میں کچھ ٹھنڈا لاتی ہوں آپ دونوں کیلئے" دوپٹہ درست کرتی عائشہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

پھوپھو سر ہلاتی اسکے سر پر ہاتھ رکھتی چلی گئی پیچھے زریش بھی ایک نظر دانیال پر ڈالکر چلی گئی۔

اب صرف لائونج میں عائشہ اور دانیال رہ گئے تھے۔

اور عائشہ اسکی موجودگی اپنے پیچھے محسوس کرتی جھر جھری لیکر اسکی تپش دیتی نظروں سے دور ہونے کیلئے کچن میں چلی گئی

۔

"بہت شوق ہے تمہیں یہاں سے بھاگنے کا" وہ جو فریج سے کیوبز نکال رہی تھی اسکے ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی طیش میں اندر آتے دانیال نے اسے بازو سے پکڑا اور فریج بند کرتے اس سے زور سے لگا گیا کہ عائشہ کی اس اچانک حملے سے منہ سے سسکی نکل گئی۔

"جواب دو مجھے بھاگنا چاہتی ہو تاکہ اپنے اس بچھڑے یار سے مل سکو" اسنے نیچی آواز میں پھنکار کر اسکا جبڑا اپنی انگلیوں کی سخت پکڑ میں لیتے اسکا چہرا اونچا کیا۔

"مم۔۔میں تو آپکی مشکل آ۔آسان کر رہی تھی" اسنے ڈبڈبائی آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں اور اسکی سرخ شعلے بھڑکاتی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"مجھ سے میرے گھر سے دور بھاگ کر تم! تم میری بیوی ہو کر باہر جا کر رہو گی اور میری عزت کو لوگوں کیلیئے تماشا بناؤ گی یہ میرے لیے آسانی تھی اس سے بھتر تھا کہ تم ساری حقیقت ہی بتا دیتی اس سے میرے لیے آسانی ہوتی بیوقوف عورت" اسکی پھنکار پر وہ آنکھیں میچ گئی۔

"آپ۔۔ آپکی و۔ وہ منگیتر وہ آپکو دوکھے باز سمجھتی اور آپکی پھوپھو کی طبیعت خراب ہو رہی تھی اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ آ۔ آپ مم۔۔ میرے شوہر ہیں تو ان پر کیا گزرتی او۔۔ اور آپکی مم۔ محبت "! وہ چہرا چھڑوانے کی کوشش کرتی بمشکل اسے دیکھتی بول رہی تھی اور آنکھیں برس آئیں تھی۔

"بڑا خیال ہے میری منگیتر کا" اسنے طنزیہ بروا چکایا۔

"میں بس چاہتی ہوں کہ آپ دونوں مل جائیں آپکی محبت آپکو مل جائے" وہ نظریں جھکاتی کس حال سے بول رہی وہ وہی جانتی تھی جبکہ سامنے والا اور بدگمان ہو رہا تھا۔

"تمھیں تکلیف ہو گی جب دو پیار کرنے والوں کو بچھڑتے دیکھو گی ہے نا یہی بات ہے جو تم سے برداشت نہیں ہو رہی اور پھر سے کسی کو بچھڑتے دیکھو گی تمہارے زخم ہرے ہو جائیں گے کیوں "! اسکا بس نہیں چل رہا تھا اسے دو لگا کر اسکے چہرے کو سرخ کر دے۔

"ایسی بات نہیں" اسے سمجھ نہیں آیا کیا بولے اس بات پر تبھی منمناتی صرف یہی کہہ سکی

"تو پھر کیسی بات ہے کیوں بھاگ گئی میرے روم سے کیوں مزاہمت کررہی تھی میری قربت پر" اسکے تھپڑ لگائے بغیر ہی اسکا چہرا سرخ پڑ گیا اور وہ کوئی جواب دیے بغیر خاموش سی کھڑی رہی۔

اور دانیال کی تیز گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی لب بھینچ گئی۔

"بہت شوق ہے نا تمھیں میری محبت کو بچانے کا اور مجھ اپنی منگیتر سے ملانے کا تو اب برداشت کرنا اس کھیل کو اور اپنے جھوٹ کو بھی، بیوی تو تم میری ہو چاہے تم مانو یا نا نکاح کر کے لایا ہوں کوئی مذاق نہیں اب بھگتو اپنا انجام دیکھتا ہوں کب تک اس جھوٹ کو گھسیٹتی ہو" اسنے اسکا جبڑا چھوڑ کر پیچھے سے گردن میں ہاتھ ڈالا اور اسکا چہرا جھٹکے سے قریب کر لیا کہ وہ صرف وحشت سے اسکی اذیت کا نیا انداز دیکھ رہی تھی۔

"تمہارے بیگز میرے روم میں ہیں جن سے شاید ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ بے سہارا یتیم میری بہن کی دوست صاحبہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہیں ایک روم ایک بیڈ! شاید میرے سہارے کیلئے" وہ جھک کر لفظ چبا چبا کر بولتا اسکی گردن سے اسکی مہک میں گہرا سانس بھر کر اسے زلزلوں کے زد میں چھوڑ کر ایک گہری نظر اس پر ڈالتا اسے سہمنے پر مجبور کرتا وہاں سے جانے لگا۔

"ارے دانی تم یہاں کیا کر رہے تھے میں تمہیں تمہارے روم میں ڈھونڈ رہی تھی" زریش فریج سے کیوبز نکالتی عائشہ کی پشت پر نظر ڈالتی مسکرا کر دانیال سے بولی جس پر وہ اسے نرم نظروں سے دیکھتا مسکرایا۔

"وہ مس عائشہ ضد کر رہی تھی جانے کیلئے میں اسے سمجھا رہا تھا کہ تم یہاں محفوظ ہو باہر کی دنیا کو نہیں جانتی بس اسے تفصیل سے سمجھایا کہ اچھے برے کی پہچان رکھو بچی نہیں ہو" وہ کچھ بلند آواز میں کہتا اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں عائشہ دانی ٹھیک کہہ رہا ہے تمہیں یہیں رہنا چاہئے اٹ لیسٹ تب تک جب تک ہم ہیں یہاں"۔

"ہمارے لیے ٹھنڈا روم میں لائو" وہ کہہ کر زریش کو ساتھ چلنے کا اشارہ دیتا آگے بڑھ گیا اور عائشہ کی سانسیں رک گئی اپنے بیگز کا سوچتے۔
کہ اگر دیکھ لئے تو جو کچھ دیر پہلے ماں بیٹی پیار کر رہی تھی یہ جان کر جوتے برسانا شروع ہو جائیں گی۔

"زریش"!اسنے گھبرا کر زریش کو بلایا۔

دانیال نے مسکرا کر رکا کچن کے ڈور کو دیکھا۔

"ہاں عائشہ !وہ دانیال کو چلنے کا کہتی کچن میں آئی۔

"کیا آپ یہ آنٹی کو دے دیں گی میں یہ دانیال جی کو دے آتی ہوں" وہ کہہ کر اسکے ہونق چہرے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔

"یااللہ مجھے معاف کر دے"لب دباتی وہ دروازہ ناک کرنے لگی۔

"دانی سے کہنا میں آ رہی ہوں" زریش نے مسکرا کر اسے دیکھتے کہا تو وہ مسکراہٹ پاس کرتی سر ہلا گئی۔

"آجائو" مسکراتی آواز پر وہ ایک گہرا سانس بھرتی خود میں ہمت پیدہ کرتی اندر داخل ہوئی۔

"تم! تم یہاں کیا کر رہی ہو میری منگیتر کہاں ہے"؟ دانیال اسکے حواس باختہ چہرے کو مصنوعی غصے سے دیکھتا بولا۔

"وہ۔۔وہ آرہی ہیں" اسکے سامنے ٹھنڈے کا گلاس کرتی بولی

"آ۔آپ باہر بیٹھ کر باتیں کریں نا پلیز" ٹرے کو جکڑتی وہ منمناتی منت سماجت کرنے لگی اسنے اپنی مسکراہٹ گلاس لبوں پر لگا کر چھپالی۔

"کیوں ہم پر نظر رکھنی ہے"؟ اسنے پائوں کی انگلیوں سے اسکا جھولتا دوپٹہ کھینچا وہ گھبر اکر اسکی پہنچ سے دور ہوئی۔

"نن۔۔نہیں ایسی بات نہیں آجاہیں چھت پر بات کرلیں پر مجھے کسی اچھے سے موقع پر بیگز لے جانے دیں پھر چاہیں کرلیں باتیں یہیں" وہ بھرائی آواز میں بولی

دانیال نے سمجھتے سر ہلایا۔

"کون سا کیسا موقع"؟؟ وہ گلاس اسکے سامنے کرتا بولا

"میں۔۔میں انکے سونے پر لے جائوں گی" اسنے آنکھیں نیچے کرتے کہا تو دانیال نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے"!وہ شرافت سے اٹھ گیا۔
اور اسکے پاس سے گذرتا اسے اپنے استحقاق کا احساس دلاتا وہاں سے گذر گیا اور عائشہ پر اپنی گردن پر اسکی انگلیوں کے لمس پر تڑپ اٹھی

"یہ انسان اب چاہتا کیا ہے"!وہ بھرائی آنکھوں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔

--------------------------*

شاپنگ سے فارغ ہوتے وہ اسے لیکر اسکے ناچاہتے ہوئے بھی ریسٹورنٹ میں لایا اور وہاں سے ڈنر کروایا۔

"چلیں"!تقویٰ کافی بے سکونی محسوس کر رہی تھی تبھی اس سے بولی۔
"ہاں چل رہے ہیں"اسنے سر ہلاتے بیل میں پیسے رکھے اور اٹھ کر اسکا ہاتھ تھام کر لے جانے لگا۔

اسنے اسے چینج کرنے نہیں دیا تھا صرف زبردستی دھمکا کر اس سے اسکی سائیز پوچھ کر ساری شاپنگ کرنے لگا۔

اور تقویٰ کبھی سرخ چہرے تو کبھی غصے بھری نظروں سے اسے دیکھتی۔

"تھرکی انسان ہزاروں میں نمایا ہوتا ہے"وہ کڑکر سوچتی اسکی پشت کو دیکھتی جسکے پیچھے وہ کھڑی تھی۔

اسنے پرفیوم سے لیکر لپ اسٹک تک اسکے لئے لی تھی اور وہ مٹھیاں بھینچے کھڑی یہاں وہاں اسے نظر انداز کرتی دیکھ رہی تھی۔

"بیٹھو" اسنے گاڑی کا فرنٹ ڈور اسکے لئے کھولا اور اسے بیٹھنے کا کہا تقویٰ ایک خونخوار نظر اسے ڈھیٹ پر ڈالتی اندر بیٹھ گئی۔

"اس میں غصے کی کیا بات ہے مولانی اگر تم نا بھی بتاتی تو مجھے پھر بھی سب کچھ معلوم ہے یو نو شوہر ہوں تمہارا" اسنے مسکراتے اسکا ہاتھ دبایا اور قہقہہ لگا اٹھا اسکے ہاتھ جھٹکنے پر۔

وہ شاپ سے کچھ ضرورت کے سامان لیے ہاتھوں میں شاپر جھولاتی آس پاس کے انگریزوں کو دیکھ رہے تھی۔
دفعتاً اسکی نظر بلڈنگ کے سامنے پارکنگ ایریا میں بائیک روکتے اس لمبو پر گئی اسکا خون کھول اٹھا۔

"اوہ آگیا بندر اپنے آستانے سے باہر"۔وہ بڑبڑائی۔

"اے سٹاپ"۔وہ بھاگ کر اسکے پاس پہنچی اور اس نسوانی چیخ پر بلڈنگ میں جاتے حیدر نے پلٹ کر دیکھا۔

اور اس نقاب والی بندریا کو سامنے پا کر اس منہ بن گیا۔

"می"؟؟ اسنے اپنے سینے پر بائیک کیز رکھ کر پوچھا۔

"یس یو"۔وہ دانت پیستی اسکے سامنے کھڑی ہوئی اور حیدر کو اپنا ٹائم پھر سے ویسٹ ہونے پر دکھ ہونے لگا۔

"جلدی بتائیں زیادہ ٹائم نہیں میرے پاس"۔اسنے روکھے لہجے میں کہتے وقت کی قلت دیکھاتے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا

"جانتی ہوں آپکے گدھے آپکا انتظار کر رہے ہوں گے نمک جو بھیجنا ہے ان پر ملک کیلیئے چلو جلدی اپولو جائز کرو مجھ سے اس والی بدتمیزی کیلیئے"۔اسنے انگلی سے اشارہ دیتے پچھلی بدتمیزی کا یاد دلایا۔

"مجھے لگتا ہے مس جا کر پہلے اپنے دماغ کا علاج کروائیں پھر آ کر بات کریں۔ٹوٹلی ٹائم ویسٹ لوگ"۔وہ کہہ کر بڑبڑاتا اسے سرخ چھوڑ کر جانے لگا۔

"اے رک"۔وہ چیخی پیچھے سے۔

"اے"۔۔۔!وی بڑبڑایا اور اسکی جانب مڑا" تمنے مجھے اے کہا بندر یا"؟وہ غصے سے دھاڑا کہ آس پاس کے لوگ بھی متوجہ ہو گئے۔

اور دو پاکستانیوں کو یوں لڑتے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے وہاں سے گذر گئے۔

"ہاں کہا ہے تو؟ عزت سے اپولو جائز کرو ورنہ اب کیا شبے بھی بولوں گی"۔ چٹکی بجاتی شاپر دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے بولی۔

"بچی ہو اسلئے بخش رہا ہوں ورنہ رکھ کے دو دیتا ہوش ٹھکانے آجاتے کہ بڑوں سے بات کیسے کرتے ہیں اور اپولو جائز مائے فٹ"۔ وہ سرد مہری سے کہہ کر اسے گھورنے لگا جسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھی۔

"بچی۔۔۔! یو ایڈیٹ پورے اٹھارا سال کی ہوں"! وہ زمین پر پائوں مارتی غصے سے بولی۔ اور حیدر کے لبوں پر مسکراہٹ کہیں چھپنے لگی

"ہم پھر بھی بندریا کو شناختی کارڈ نہیں دینے والے"۔ وہ چڑانے لگا اس پٹاخے کو۔

"اب تم کان پکڑ کر اپولو جائز کرو گے"۔ وہ بمشکل غصی کنٹرول کرتی بولی۔

"پہلے تو میں تم نہیں آپ ہوں انڈر سٹنڈ"۔ وہ گھور کر درستگی کرنے لگا۔

"تم میری جوتی کی خاک ہو اب جلدی سے اپولو جائز کرو میرے پاس وقت نہیں"۔ وہ بدتمیزی کی حد کر گئی۔

"انتہائی کہ بدتمیز بندریا ہو تمیز نام کی چیز تمہیں چھو کر نہیں گذری"۔ وہ غصے سے کہتا مزید منہ لگانے سے بھتر تھا چلا گیا۔

"تم نہیں کرو گے "؟اسنے آس پاس دیکھتے پوچھا

"نہیں "۔!اسنے الٹا انگوٹھا دیکھایا۔

وہ مزید طیش میں آگئی اور یہاں وہاں دیکھنے لگی کہ کچھ پاس ہی ایک مٹی سے بھرا گملا پڑا تھا اسنے نا آئو دیکھا تائو شاپر نیچے رکھ کر بھاگ کر وہ گملا اٹھایا جو کافی بھاری بھی تھا پر اسکے سر پر تو غصہ سوار تھا اور اسکے آگے کچھ بھی نہیں دیکھ رہا تھا کہ اچانک فضا میں ٹھا کی آواز گونج اٹھی سب اسکی طرف متوجہ ہوئے حیدر گھبرا کر پلٹا اور وہاں کا منظر دیکھ ہکا بکا کھڑا رہ گیا۔

حجاب نے وہ گملا اٹھا کر زور سے اسکی بائیک کو مارا تھا جو گملے سمیت پیچھے الٹ کر گری۔
"یہ کیا کیا پاگل لڑکی "؟؟ وہ غصے سے بھاگتا اسکے سر پر پہنچا تب تک وہ جھک کر شاپر اٹھاتی اس پر پھنکاری۔
"بھاڑ میں جائو لمبو تم اور تمہارا اپولو جائز آئندہ مجھ سے پنگا لینے سے پہلے سو بار سوچنا"۔ وہ کہہ کر اسکے وہیں ششدر چھوڑ کر اندر بڑھ گئی اور اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بگاڑہ تھا اس بچی کا۔

دانت پیس کر اسنے اپنی بائیک اٹھائی جو بالکل کباڑا ہو گئی تھی۔

وہ اسے کچھ کہہ نہیں رہا تھا کیونکہ اسے اپنی عمر کا لحاظ تھا پر وہ تو بالکل بدتمیز تھی بڑوں کی تمیز نہیں کیسے بات کرنی چاہیے ان سے۔

"اپولو جائز کرو میڈم سے ہو نہہ "۔۔!وہ منہ پھیر کر رہ گیا ویسے بھی وہ صبح جا رہا تھا اور یہ بائیک دوست کو دے رہا تھا دکھ ضرور ہو رہا تھا کباڑ بنا کر دے گا پر یہ اسکی تو غلطی نہیں تھی آسمانی مصیبتیں بھی پڑتی ہیں انسان پر یہاں بھی کچھ یہی لگ رہا تھا۔

ابھی اگر تقویٰ اور صائم والا رشتہ دماغ میں ناچل رہا ہوتا تو اچھا خاصہ سبق سیکھا کر اس بلی کو جاتا۔

انکے فلیٹ کے سامنے گذرتے اسے مدہم قہقہو کی آواز سنائی دی جس پر اسکا خون کھول اٹھا۔

--------------------*

"یہ تمہارے ڈیڈ کی جگہ ہے پرنس"!مسز ہانیہ صائم کو وہاج صاحب اور تقویٰ کو اپنی جگہ پر بیٹھے دیکھ کر غصہ دباتی محبت سے گویا ہوئی۔

تقویٰ تو سنتے ہی اٹھنے لگی پر صائم نے غصے سے گھورتے اسکی کلائی پکڑ کر واپس بیٹھا دیا۔
"کہاں سائیں کی جان"؟ محبت سے پوچھا گیا وہ سٹپٹا گئی۔

"وہ۔۔وہ آنٹی کی یہ جگہ ہے"۔وہ اٹھنے کی کوشش میں ناکام ہوتی نفرت سے گھورتی مسز ہانیہ کو دیکھ کر بولی۔

"سائیں کی جان میرے ڈیڈ کی ڈیتھ ہو گئی ہے اور اب اسکی جگہ کا حقدار اسکا بیٹا ہوتا ہے جو کہ میں ہوں اور ماں تو رہی نہیں تو اسکی جگہ اسکی بہو لیتی ہے جو کہ تم ہو سو بے فکر ہو کر بیٹھو"۔وہ کہتا ملازمہ کو کھانا سرو کرنے کا اشارہ دینے لگا جس پر وہ مودب سی دونوں کے سامنے سرو کرنے لگی۔

مسز ہانیہ خون کا گھونٹ پی کر سامنے بیٹھی کیونکہ بات کو بڑھانا مطلب اپنی بے عزتی کروانا۔

ابھی لیلیٰ اور اسکی فیملی سے بہت سن کر آرہی تھی۔
لیلیٰ کو تو انکے رلیٹو کے ہاں بھیج دیا گیا تھا جو مسلسل رو رہی تھی اور صائم سے بدلہ لینے کیلئے چیخ رہی تھی۔بہت مشکل سے اسکے ماں باپ نے اسے سنبھالا تھا اور اسے اپنی بہن کے پاس بینکاک بھیج دیا تھا۔

"کیا ہوا"؟صائم منہ میں فورک سے بائٹ ڈالتا اسے خاموش پریشان دیکھ کر پوچھنے لگا۔

تقویٰ بے بسی سے پہلے فورک پھر نائف اور اس عجیب سی چکن کی ڈش کو دیکھا۔
نا روٹی تھی نا سالن صرف وہ سوکھی ڈش اور دوسری سامنے رکھی تھی اور ایک کانٹا اور ایک چھوٹی سی چھری تھما دی تھی کہ اب وہ کیا کرے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"رر۔۔روٹی نہیں ہے"؟؟وہ منمنائی جس پر صائم نے فورک منہ میں ڈالتے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی۔

"یہ کھاؤ بہت ٹیسٹی ہے شاباش"۔وہ پچکارتے بولا کہ تقویٰ نے پھر بے بسی سے اسے دیکھا اور خود کو گھورتی مسز ہانیہ کو۔

وہاج صاحب ڈائننگ ٹیبل پر آئے اور اپنی جگہ پر صائم کو بیٹھے دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوئے اور مسز ہانیہ کو دیکھنے لگے جو ٹیبل کی دوسرے سائیڈ والی چیئر کے پاس والی چیئر پر بیٹھی تھی۔

"آیئے وہاج"۔وہ انکے لئے چیئر آگے کھسکاتی بولی وہ خاموشی سے آکر بیٹھ گئے حیرت کے جھٹکے سے کم بات نہیں تھی کہ اتنے سالوں میں پہلی بار وہ گھر میں کھانا کھا رہا تھا اور کھاتے ہی اسکی جگہ پر قبضہ کر گیا تھا۔

صائم کے فورس پر وہ چاروناچار پھر سے چھری اس ڈیکوریٹ ڈش میں موجود چکن کے اوپر رکھ کر اسے زور دیتی کانٹا اندر چبھانے لگی پوری طاقت سے کہ وہ پھسل کر ہاتھ سے نیچے گر گیا اور وہ شرمندہ سی رہ گئی۔

وہاج صاحب تمسخرے سے مسکرائے اور مسز ہانیہ اس مڈل کلاس لڑکی کی حالت پر ششدر تھی جسے ٹھیک سے فورک نائف سے کھانا نہیں آتا تھا یا اللہ کس لڑکی سے شادی کر آیا تھا کیسے موو کرے گی اسکے ساتھ۔

"مجھ سے نہیں ہو رہا میرے پاس میرے ہاتھ موجود ہیں"۔تقویٰ غصے سے کہتی اس ڈش میں موجود چکن کے اوپر سے ڈیکوریٹ کے سامان کو ہٹاتی وہ ہاتھوں میں اٹھا کر منہ سے لگا گئی کہ صائم مسکرانے لگا اور مسز ہانیہ نے ابکائی دی۔

"واٹ دا ہیل صائم۔۔!!کس بھیکارن کو اٹھا کر لائے ہو جسے کھانے کی تمیز نہیں کیوں ہمیں تکلیف دینے کیلئے اپنی زندگی برباد کر دی ہے"۔وہ نفرت سے پھنکارتی تقویٰ ہاتھ میں وہ چکن کا پیس دیکھ کر اسکی سانولی سی رنگت دیکھ کر چلا اٹھی۔

وہاج صاحب ایک سرسری سی نظر اس پر ڈالکر کھانے میں مصروف تھے۔

کیونکہ جانتے تھے یہ اب روز کا ناٹک ہونے والا ہے وہ سمجھ گئے تھے یہ کوئی گاؤں کی لڑکی ہے جسکا ان کے رہن سہن سے دور دور تک کا واسطہ نہیں۔

تقویٰ نے گھبرا کر وہ پیس پلیٹ میں ڈال دیا اور نیپکن سے ہاتھ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی اتنی تذلیل اسکا دل بھر آیا تھا۔

وہ جانتی تھی سامنے والی الٹرا ماڈرن اسکے رنگ کو نشانے میں لے رہی ہے۔ اسکی غریبی سے نفرت کر رہی ہے۔

"بیٹھو"۔ وہ غصہ ضبط کرتا تقویٰ سے بولا اور اپنی ماں کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں دی جیسے کوئی بول ہی نہیں رہا اسکے سامنے تو بس اسکی بیوی تھی۔

"نہیں میرا من نہیں کھانے کو مجھے نیند آرہی ہے"۔ وہ نظریں جھکائے کہتی جانے لگی کہ ایکدم صائم نے اٹھ کر اسکی کلائی تھامی اور اسے واپس لیکر زبردستی اپنے ساتھ بیٹھایا۔

"آج سے اس گھر میں فورک یا نائف دیکھے تو میں اس گھر کا نقشہ بدل دوں گا"۔ وہ ٹیبل پر ہاتھ مار کر ملازمین کو مخاطب کرتا دھاڑا اور اپنے نائف فورک پھینک کر خود بھی وہ چکن پیس ہاتھ میں اٹھالیا۔

"وائو سائیں کی جان ایسے تو اور بھی ٹیسٹی لگ رہا ہے کھانا، بالکل تمہاری طرح تیکھا سا"۔ وہ بائٹ لیکر کچھ اونچی آواز میں کہتا آخر میں اسکی طرف جھک کر شرارت سے بولا کہ وہ بوکھلا گئی۔

"اوہ مائے گاڈ اس گھر میں کیا ہو رہا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی"۔ وہ صائم اور تقویٰ کو ہاتھوں سے کھانا کھاتے دیکھ کر صدمے سے بولی۔

"بند کرو یہ سب کھانا زہر کر دیتی ہو"۔ وہاج صاحب غصے سے کہتے اٹھ کر وہاں سے چلے گئے اور مسز ہانیہ تقویٰ کو گھور رہی تھی۔

"کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے میری بیوی کو"؟؟ وہ مسز ہانیہ کی تقویٰ پر گھوری دیکھ کر بولا۔

"کالی چیزوں کو نظر نہیں لگتا"! وہ چیخ کر نفرت سے گویا ہوئی۔

تقویٰ جو صائم کی چھپی گھوریوں پر زبردستی کھا رہی تھی مسز ہانیہ کی بات سن کر اسکا نوالہ حلق میں ہی پھنس گیا۔

"پر میں نے سنا ہے کالی زبان والی عورت کی نظر لگ جاتی ہے"۔ وہ دوسری ڈشز تقویٰ کو سرو کرتا پانی کا گلاس بھر کر دیتا بولا اور مسز ہانیہ اپنے لیے کالی زبان والی عورت کا خطاب سن کر غصے سے چیختی جوس سے بھرا جگ نیچے پھینکتی وہاں سے چلی گئی۔

"دیکھو مولانی اگر آئندہ ایسی بکواس پر خاموش رہی تو زبان کھینچ لوں گا" وہ جھک کر اسکی طرف سرد لہجے میں غرایا اور اسے پر تیز نظر ڈالکر وہاں سے چلا گیا اپنے روم کی طرف۔

"اگر اسکا ایک نوالہ بھی پلیٹ میں بچہ تو اپنی نوکری کو خیر آباد کہہ دینا"۔وہ واپس آتا اٹھتی تقویٰ کو دیکھ کر دونوں ملازموں سے بولا کہ تقویٰ کے ساتھ وہ بھی بوکھلا گئی۔

"پر۔۔!میں کیسے یہ سب کھاؤں"۔وہ حیران ہوئی

"کھانا پڑے گا کیونکہ پھر ساری رات جو میرے لئے جاگنا ہے"۔وہ آنکھ دبا کر کہتا سٹی کی دھن پر واپس چلا گیا اور اسکا منہ کھلا رہ گیا اس کی اس طرح کی بے باکی پر۔

"میم پلیز"۔وہ دونوں ملازمہ اسکے دائیں بائیں آگئی اور اسکے جانے کا راستہ روک لیا۔
"ہٹو پیچھے یہ کیا حرکت ہے"۔وہ غصہ ہوئی جس پر دونوں بے بسی سے دیکھنے لگی۔

"میم کچھ کھالیں تھوڑا بہت ورنہ آپ سر کے ابھی ضد سے واقف نہیں وہ ہماری نوکری چھین لیں گے"۔انکی منت سماجت پر تقویٰ استزائیہ ہنسی کہ وہ اسکی ضد سے ناواقف ہے جس ضد نے اس سے سب کچھ چھین لیا ابھی بھی وہ کیا اس سے ناواقف تھی۔

اسے انکی شکل دیکھ کر مجبوراً بیٹھنا پڑا اور آہستہ سے کھانے لگی۔

کچھ دیر بعد روم میں دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوئی اور پلٹ کر دھڑکتے دل سے دروازہ بند کیا۔

سامنے ہی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بغیر شرٹ کے کھڑا خود پر پرفیوم اسپرے کرتا انہیں ٹیبل پر رکھ رہا تھا جو آج لیکر آیا تھا اسکے بھی اور خود کے بھی۔

تقویٰ نروس سی ہو کر دوپٹہ انگلیوں میں پھنساتی لب سختی سے آپس میں پیوست کیے بیڈ کی طرف جانے لگی۔

"یہاں آئو مولانی"۔ وہ اسے بلانے لگا اور اسکا سانس تک رک گیا اسکی بھاری آواز پر۔

"مجھے سونا ہے"۔ وہ غصے سے کہہ کر بیڈ پر بیٹھ گئی

"اگر تم وہاں لیٹ گئی مولانی تو پھر دیکھنا میں کیا کرتا ہوں، یہاں آئو ابھی کے ابھی"۔ وہ غصے سے دھیمے لہجے میں درشتگی سے بولا کہ وہ ضبط سے اٹھ کھڑی ہوئی اور چلتی اسکے سامنے آئی۔

"کیا ہے کیوں دماغ کھا رہے ہیں"۔ اسنے ناگواریت سے پوچھا اور صائم مسکراتے مڑا اور ٹیبل سے اسکا پرفیوم اٹھانے لگا۔

"دوپٹہ اتارو"۔۔ دوسرا آرڈر وہ دہل گئی۔

"کک۔۔۔ کیوں"؟ اسنے اپنے حجاب کو مٹھی میں دبوچ لیا۔

صائم نے کوفت سے سانس خارج کرتے جھٹکے سے ایک پل میں اسکے وجود سے دوپٹہ غائب کر دیا اور اپنے پیچھے رکھ لیا

تقویٰ اس اچانک افدات پر تڑپ اٹھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے صائم"۔وہ جھپٹ کر اس سے دوپٹہ لینے لگی کہ صائم اسکے سامنے آگیا اور وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔

"اللہ"۔۔۔!اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا اور صائم کو انتہائی پیارا لگا یہ ساؤنڈ۔

وہ بدک کر دور ہوئی اس سے کہ صائم نے موقع دیکھ کر اس پر پرفیوم اسپرے کرنا شروع کر دیا اور اسکے آگے پیچھے اسپرے کرنے لگا کہ تقویٰ کانپ کر رہ گئی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں"؟اسکی دھڑکنیں شور مچانے لگی خوف سے جب پیچھے سے اسنے اسکے بالوں کو جڑے سے آزاد کیا اور وہ لہرا کر سیاہ آبشار کی طرح کمر پر بکھر گئے۔

وہ سہم سی گئی۔
وہ مسکراتا اس پر ایک نظر ڈالکر پرفیوم کی شیشی ٹیبل پر رکھنے لگا کہ تقویٰ نے موقعہ دیکھ کر جھپٹ کر اپنا دوپٹہ اٹھایا اور اسے خود پر پھیلا دیا۔

"آہاں مولانی"۔اسکی کمر کو جکڑتے وہ بیچ میں اس پردے کو ہٹا گیا اور اس کی گردن پر لب رکھتے اسے سمیٹنے پر مجبور کر گیا ۔

"چھوڑو مجھے"۔ وہ کسمسائی اسکے تنگ گھیرے میں کہ صائم نے دوسرا بازو بھی اسکے کمر میں ڈالکر اسے اپنے سینے سے لگا دیا۔

سانولی سی رنگت،

شہد سی آنکھیں،

گلاب سے لب،

ریشم بال،

غضب خدا کا،

اس پر ٹھہرا اسکا غصہ،

جسے پیا چاہے وہی سہاگن،

سائیں کی جان،

کیا سانولی یا گوری،

وہ اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا اسکے نقش نقش کو چھو کر کہہ رہا تھا اور وہ پھڑ پھڑاتی چڑیا بن کر اسکے تنگ ہوتے حصار میں تھی۔

"چھوڑو صائم میں شور مچادوں گی"۔ وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسکے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاہاہامچالو مولانی اس وقت تم صائم زیدی کی سلطنت میں کھڑی ہو"۔ وہ اسکے بالوں کو ہاتھ پر لپیٹ کر اسکا چہرا اونچا کرتا اس پر جھک آیا اور اسکی مزاہمت دھری کی دھری رہ گئی۔

جب وہ اسے بازوئوں میں بھر کر بیڈ پر لایا اور لائٹ آف کرتے اسکی گردن پر جھک کر اسکی خوشبو کو مدہوشی میں نشابنا کر اپنی سانسوں میں اتارنے لگا وہ آنکھیں میچے تکیے کو اپنی ہاتھوں میں بھینچ گئی کہ وہاں سے صائم کی مضبوط انگلیوں میں اسکی انگلیاں الجھنے لگی۔

اور کمرے کے فسوں خیز ماحول میں اسکی سرگوشیاں تقویٰ کے کانوں میں گونج رہی تھی جس سے اسے اندازہ نہیں ہو پارہا تھا کہ کیا ہے یہ وہ اس سے بدلہ لے رہا ہے یا اپنی محبت جتا رہا اسے تو خوش ہونا چاہیئے اسکی ماں نے مزاق بنایا اسکا پر وہ الٹا اسکے نقوش کو سراہتا بے خودی میں اسکے پوشیدہ زخموں پر مرہم لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

*______________*______________*

اسنے زریش کو دوپہر میں سب کچھ بتادیا تھا کہ اسکے اور عائشہ کے بیچ کونسا رشتہ ہے اور یہ رشتہ کن حالاتوں میں قائم ہوا۔

اسکاری ایکشن اسکے توقع مطابق تھا وہ چھپ چھپ کر رورہی تھی اسکا درد وہ محسوس کر رہا تھا پر وہ کچھ کر نہیں پارہا تھا کھانے کے بعد وہ روم میں بھاگ کر بند ہوگئی اور سب کو شہر کی ہوا کا اثر کہہ کر بخار میں تپ رہی تھی۔

اب پھوپھو نے دوسرا آرڈر دے دیا تھا کہ کل صبح تقویٰ کو کال کر کے بلائے اسکے شوہر کو بھی، وہ ملنا چاہتی ہیں۔

اور بالکونی میں کھڑا طیش کی حالت میں وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا اور سیاہ آسمان کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ ہر گز بھی نہیں بلائے گا البتہ صبح سویر جاب پر چلا جائے گا۔

وہ صوفے پر پڑی بیڈ پر سوئی پھوپھو جان اور زریش کو دیکھتی لب کاٹ رہی تھی کہ کیسے بیگز لے آئے اگر یہ دونوں جاگ گئی تو اسکی خیر نہیں۔

سوچتے وہ اضطرابی حالت میں اٹھ بیٹھی اور کچھ اوپر گردن اٹھا کر انہیں دیکھنے لگی سفر کی تھکن سے دونوں نیند کے مزے لوٹ رہیں تھی۔

اور وہ اپنے دھڑکتے دل سے ننگے پائوں نیچے قالین پر رکھتی کھڑی ہوئی اور کچھ قریب آئی۔

پر دونوں نے کوئی رسپانس نہیں دیا تو وہ ہاتھ مروڑتی کچھ دور ہوئی اور دروازے کے قریب پہنچ کر پھر انہیں دیکھنے لگی۔

اور تھوڑا سا آہستے سے کھول کر ایک پائوں باہر نکالا اور پھر دوسرا۔

وہ سانس روک کر باہر کھڑی تھی اور خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ ابھی اندر سے دھاڑ آئے گی اور اسے بدکردار کا لقب دیا جائے گا پر کافی دیر کوئی آواز نہیں آئی تو اسنے اپنا سانس بحال کیا۔

اور دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا کہ بیگز لانے میں پھر تکلیف نا ہو نا ہی دروازہ کھولنے میں۔

زریش آنکھیں کھول کر اسے وہاں سے نکلتے دیکھتی گھٹی گھٹی آواز میں تڑپ کر رونے لگی دل کر رہا تھا کہ اسے روک لے اور اس پر دھاڑ کر کہے دانی صرف اسکا ہے۔

پر اسکے جو لفظ تھے کہ "میں اسے اب نہیں چھوڑ سکتا اسکا کوئی نہیں دنیا میں وہ نادان ہے پر اتنی قصوروار نہیں کہ اسے ٹھکرا دوں"۔ وہ بے بسی سے روتی رہی اور عائشہ کے جگہ خالی صوفے کو دیکھتی رہی

*___________*___________*

اسنے دانیال کے روم میں قدم رکھا ہی تھا کہ سامنے سے وہ بھی پیکٹ کے آخری سگریٹ کے ٹکڑے کو سلیپرز سے مسلتے روم میں داخل ہوا۔

مسلسل سوچوں اور بے آرامی سی اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھی اور سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

دانیال سہمی سی عائشہ کو ہاتھ مروڑتے دروازے پر اس وقت دیکھ کر حیران ہوا۔

"تم سوئی نہیں اب تک"؟ عائشہ جو اسے جاگتے دیکھ کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی سہم گئی تھی اسکے سنجیدہ سپاٹ لہجے میں سوال پر سٹپٹا گئی۔

"ج۔جی وہ بیگز لینے تھے"۔ اسنے سامنے دیوار کے ساتھ رکھے اپنے سوٹ کیس اور بیگ کی طرف اشارہ دلایا تو دانیال کو دن کی ساری کاروائی یاد آئی۔

اپنی پریشانیوں میں یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ اسے آنا تھا اسکے روم میں۔

دانیال نے متبسم نظروں سے اسکے سراپے کو دیکھا۔

ڈیپ ریڈ ہاف سلیوز بدن سے چپکی شرٹ چست بلیک جینز جارجٹ کا دوپٹہ جو بار بار پھسل کر اسکے سنہری بالوں سے نیچے گر رہا تھا اس پر سہما سا روپ دانیال کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی دماغ کی نسیں ابھر آئیں باہر۔ تبسم کی جگا آگ کی بھڑک نے لے لی۔

کس طرح کا بیہودہ حلیہ تھا۔

جو ایک نظر ڈالتے ہی اسکے قیامت خیز سراپے کے خدوخال نمایا تھے۔

اس مضبوط اعصاب کے مالک کی بھی نظریں بھٹکنے لگی تو دوسرے کا کیا حال ہوا ہو گا اور پہلے تو وہ بال بھی کھلے چھوڑ کر چلتی تھی افف یاد کر کے اسکا دماغ سنسنا اٹھا غصے سے برا حال تھا کہ اسکے سارے سوٹ کیس اور بیگ کو آگ لگا دے جن میں ایسے بیہودہ لباس بھرے پڑے تھے۔

جو بدن ڈھکنے کیلئے نہیں انہیں نمایا کرنے کیلئے تھے۔

"کبھی غور کیا ہے اپنے حلیے پر"؟؟ لہجے کے طیش پر بمشکل ضبط کیے وہ سنجیدہ سا بولا کہیں کچھ بھی غصے سے کہنے سے چیخ نا اٹھے۔

عائشہ نے جھجک کر اپنے حلیے کو دیکھا اور شرم سے سرخ ہوتی اپنے شرٹ کے گلے اور بازوئوں پر دوپٹہ پھیلا گئی۔

"جواب دو"؟؟ اسکے خاموش ہو کر نظریں جھکانے پر وہ ذرا سخت لہجے میں پوچھنے لگا۔

"جج۔۔جی کیا ہے"۔وہ بھرائی آواز میں منمنائی پتا نہیں کہاں گئی تھی اسکی تیز تراری اسکا اعتماد اسکا بولڈ پن سب کچھ ماں باپ کے جانے کے بعد رخصت ہو گئے تھے اور اب وہ سہمی سی ہرنی بن گئی تھی کہ ہر وقت سر پر خوف کا سایہ منڈلا رہتا تھا ۔

"پھر"؟ پوچھنے کے ساتھ وہ شرٹ کے بٹن کھولتا بازو فولڈ کر کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سامنے کھڑی عائشہ کو دیکھنے لگا۔

اسکے نرم لہجے پر اسکی سانس میں سانس آئی اور بھیگی ہتھیلیاں آپس میں مسلنے لگی۔

"جی وہ دوسرے کپڑے نہیں سب ایسے ہی ہیں نئے ابھی لیے نہیں"۔اسنے ذرا سی گھنی پلکیں اٹھائیں۔

"تمہیں معلوم ہے ایسے کپڑے کون سی لڑکیاں پہنتی ہیں"؟اسکے دیکھنے پر نرمی سے پوچھا عائشہ کا آنسوں ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔

"بے حیا"۔وہ گھٹی سی آواز میں کہتی نظریں جھکا گئی۔

"یہاں آئو میرا سر دبا دو ذرا درد ہو رہا ہے"۔وہ تکیا سیدھا کرتا،اسکے لئے کل کچھ سوٹ لانے کا سوچتا لیٹ کر اس سے بولا کہ وہ بوکھلا گئی۔

"و۔وہ مجھے بب۔۔بیگز لیکر جانا ہے وہ۔۔پھو پھو اا۔۔اٹھ جائیں گی"۔اسکا گھبراہٹ سے برا حال ہو گیا۔

"یہ تمہارا سر درد ہے میرا نہیں"۔وہ قطعی لہجے میں غصے سے گھور کہ بولا کہ اسکی سرخ آنکھوں میں غصہ دیکھ کر اسکا سانس رک رک کر چلنے لگا۔

"آآ۔۔۔آپ ایسا تو نا کریں دد۔۔دانیال جج۔۔جی"۔وہ پائوں کے انگوٹھے سے فرش کو کھروچتی رونے جیسی ہو گئی ڈر خوف نے اسکا برا حال کر دیا کہ جو رنگت اپنا گلابی پن لا رہی تھی زرد پڑنے لگی۔

"تمنے سنا نہیں لڑکی؟ تمہیں اپنے شوہر کی حالت نہیں دیکھ رہی میرا حکم تمہارے لیے کچھ نہیں"؟وہ درشتگی سے نیچی آواز میں بولا کہ وہ نفی میں بے بسی سے سر ہلانے لگی اور آہستہ سے چلتی بیڈ کے دوسری سائیڈ پر آئی۔

"اب کیا چاند نکلے گا جب تم چڑھ کر یہاں آئو گی"۔اسنے طنزیہ کہا تو وہ چڑھ کر کانپتی سہمے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکے پاس بیٹھی اسکے قریب۔

دانیال نے قریب سے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور استزائیہ مسکرایا۔

"جھوٹ کا انجام دیکھا"؟اسنے اسکے کانپتے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے سامنے اسکی ہتھیلی کی جس کی لکیروں میں پسینہ تھا۔

عائشہ اپنے ہاتھ پر اسکا لمس محسوس کرتی اپنی ڈھول کی طرح بجتی دھڑکنوں سے گھبراتی دوسرے ہاتھ سے ماتھا صاف کرنے لگی۔

دانیال کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب اسکی حالت پر مسکرا رہے تھے اور وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

اسنے اسے اور خوفزدہ کرنے کیلیئے اسکی حالت پر انجوائے کرتے وہ سنجیدہ سا شخص اپنی صوبر طبیعت کے خلاف اسکی کلائی پر شرارت سے انگلیاں پھیرتے اسے اچھلنے پر مجبور کر گیا۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں"؟وہ مروڑ کر اپنی کلائی اسکی گرفت سے آزاد کروانے لگی کہ دانیال نے اسے جھٹکا دیا وہ دہل کر دھڑکتے دل سے اسکے چوڑے سینے پر آ گری۔

" مینے تمہیں یہاں بیٹھنے کیلیئے نہیں سر دبانے کیلیئے بلایا ہے"۔وہ اسکی کلائی کو اسکی پیٹھ پر لے جاتے اسے اپنے سینے سے لگائے بولا۔

"مم۔۔۔میں سر دبانا چاہ رہی تھی پپ۔۔۔پر آپنے ہاتھ پکڑ لیا"۔اپنی اور اسکی تیز گرم سانسوں کے الجھنے پر وہ چہرہ دوسری طرف موڑتی اپنے گال پر اسکی سانسیں محسوس کرتی بمشکل بولا پائی تھی۔

دانیال نے اسکی شہ رگ کو دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھایا اور انگوٹھے سے اسکی شفاف گردن پر شہ رگ سہلانے لگا کہ عائشہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سر دلہر دوڑ گئی۔وہ کسمسا کر اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی پر ناکام ہوئی۔

وہ جانتی تھی وہ بہک رہا ہے پر وہ اسے کمزور پڑنے نہیں دے گی اسے محبت سے دوکھا کرنے نہیں دے گی۔

اپنے لیے اس سے اسکی خوشیاں نہیں چھینے گی۔
اسکا بھی حق ہے زندگی اور محبت پر۔ غلطی اسکی تھی گناہ اسکا تھا پھر سب کیوں اس میں حصے دار بنیں۔

"چھوڑیے مجھے۔ نہیں قبول مجھے یہ زبردستی کا رشتہ "۔اسکی مزید بڑھتی پیش قدمی پر وہ غصے سے مصنوعی نفرت لہجے میں سما کر گویا ہوئی کہ اسکی گردن پر لب رکھتا دانیال ساکت سا رہ گیا۔

ہوش میں آتے اسنے لب بھینچ کر پرے کر لیے اسکی گردن سے اور جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا۔

" تمنے کیا سوچ کر یہ قدم اٹھایا ہے کہ چلی جاؤ گی اور آزادی سے گذارو گی زندگی پر یہ میرے مرنے کے بعد ممکن ہو گا عائشہ ندیم"۔وہ اسے برابر میں پھینک کر اسکے یوں دھتکارنے پر اسکی ٹھوڑی کو دبوچے غصے کی شدت سے سرخ چہرے سے کہتا اسے رونے پر مجبور کر گیا۔

"تو آپ دوسری شادی کر لیں نا"۔وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی غصے سے بولی اور ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رونے لگی۔
"میں ایسے ہی رہ لوں گی یہاں کسی کو نہیں بتاؤں گی کچھ نہیں کہوں گی آپ شادی کر لیں زریش سے "۔
ابکی بار دانیال کو کچھ محسوس ہوا دکھ درد اسے اپنے اندر بھی محسوس ہونے لگا اور وہ اسکے چہرا چھوڑ کر سیدھا لیٹ گئے۔
حقیقت تو یہ تھی کہ ایک مرد کو جب اپنی محبت نہیں ملتی تو وہ پاگل ہو جاتا ہے اور یہاں وہ درد اسکے اندر موجود تھا پر وہ پاگل نہیں ہو رہا تھا اپنی محبت کو سامنے تڑپتا دیکھ رہا تھا اور خود کیا کرنے جا رہا تھا۔
نہیں چاہتی تو نا سہی وہ کون سا مر رہا ہے۔ضبط سے سوچتے اسنے کروٹ بدلی اور اسکی طرف پیٹھ کر دی۔

وہ جتنا اپنی خوشیاں اپنے درد غم بھلائے اس نادان کا سوچ رہا تھا اور یہ الٹا مزید ٹھکرا رہی تھی۔
"جیسے غلطی خود کی نہیں میری ہو"۔ وہ اسکے ماں باپ کے بچھڑنے کے دکھ کو سمجھتا اسے سمیٹنا چاہتا تھا اسے خود میں گم کر دینا چاہتا تھا اپنی ازدواجی زندگی میں مصروف کر کے اذیت ناک موت سے بچانا چاہتا تھا ہاں روڈ ہو جاتا تھا کیونکہ اتنا آسان نہیں اپنی اور اس سے جڑے ہوئے دوسروں کی خوشیاں کسی کی جھولی میں ڈالنا۔

لوگ تو ہار جاتے ہیں بھاگ جاتے ہیں پاگل وحشی پتا نہیں کیا کیا بن جاتے ہیں اور وہ عزت سے سب خطائوں کو نادانی تصور کرتا اسے اپنانا چاہتا تھا کہ میڈم کے نخرے ہی نہیں سنبھل رہے اور اب نیا شوشہ کہ دوسری شادی کر لو۔
ظاہر ہے دوسری شادی ہو گی وہ مصروف ہو گا اپنی زندگی میں خوش ہو گا تو اس سے اسے کوئی تعلق نہیں رہے گا احساس کا پھر تو ظاہر ہے خود ہی اپنی خوشیوں کی دشمن سمجھ کر راستے سے ہٹا دے۔ یہی سب سوچ کر کے یہ کر رہی ہے اسکے ساتھ، پر وہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دے گا۔

"بچے تو میرے تم سے ہی ہوں گے عائشہ ندیم اب چاہیے سیدھے یا الٹے"۔ وہ بڑبڑاتا اپنی شرٹ اتار چکا تھا اور عائشہ جو اسکے پاس قریب پڑی روتی ہوئی چہرا صاف کر رہی تھی اور اٹھنے کی کوشش میں تھی کہ دانیال کو شرٹ اتارتے اسکے چوڑے کالے بالوں والے سینے کو دیکھتے ہی اسکی سانسیں رک گئی۔
اور کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اسکی رنگت سرخ لال سی ہو گئی تھی اور ٹانگیں بے جان۔ وہ ہاتھ بیڈ پر ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی اور اسے سمجھ آیا دوپہر کو وہ کیوں اس سے کس وقت بیگز لینے کا پوچھ کر چھپ ہو کر چلا گیا تھا۔

"کیا ہوا"؟ بیڈ پر پڑی عائشہ کی ابتر حالت کو دیکھتے اپنی کلائی سے گھڑی نکال کر ٹیبل پر رکھتے وہ لاپرواہی سے پوچھنے لگا جیسا کچھ تھا ہی نہیں۔

یہ کون تھا؟ کیسا دانیال خان تھا؟ عائشہ کے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے کیا نا کرے۔ اسکا تو پورا وجود سن پڑ گیا تھا اور خوف سے اس میں ذرا سی جان نہیں بچی تھی کہ اٹھ کر چل سکے یا بھاگ جائے۔

کیسی مصیبت گلے پڑنے والی تھی۔ وہ زر کے حق پر ڈاکا ڈالنے والی تھی یہ سوچ ہی اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی۔

جتنا خوف اسے دانیال سے نہیں ہو رہا تھا اتنا اسے زر اور پھوپھو سے ہو رہا تھا۔ اب بچا ہی کیا تھا اسکے پاس صرف دو لوگ ایک یہ ستمگر دوسرا اسکی دوست تقویٰ۔

اگر انہوں نے کوئی بد دعائیں دیں اسے اور خود کو تکلیف پہنچنے کے بجائے اپنے پیاروں کو پہنچے تو وہ تو اب زندہ ہی نہیں رہ پائے گی منحوس کہلائے گی سیاہ قدم بن جائے گی۔

"مم۔۔میں یہ۔۔وہ بیگز لینے آئی تھی"۔ وہ ہمت کر کے اٹھی اور وہاں سے بھاگنے کیلئے دروازے کی طرف بڑھی کہ ایک جست میں دانیال بیڈ سے اٹھا اور اسکی نازک کمر میں اپنا مضبوط ہاتھ ڈالکر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ سیدھا اسکے سینے لگی۔

اسکے منہ سے آہ نکلتے نکلتے رکی اسکی غصے بھری آنکھوں میں دیکھ کر۔

"یہ آآ۔۔آپ اچھا نہیں کر رہے دانیال۔۔۔" اسے اپنے بالوں سے کیچر نکال کر زمین پر پھینکتے دیکھ کر وہ بھاری آواز میں منمنائی اور اپنے ہاتھوں سے اسکے حصار میں سخت مزاحمت کرتی آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

"سمارٹنیس کے پیچھے کانٹا بن گئی ہو"۔ وہ اسکی کمر پر اپنی انگلیاں پھیرتا اسے مزید خوفزدہ کر رہا تھا کہ وہ لرزنے لگی تھی۔

"کک۔۔ کیا کر رہے ہیں چھ۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ وو۔ ورنہ میں چیخیں ماروں گی"۔ اسکے سینے کے بالوں کو مٹھی میں نوچتی وہ پھڑ پھڑا رہی تھی اسکی انگلیاں اپنی شرٹ کی زپ پر محسوس کر کے۔

"دانیال خان سے بابا خان بننے کی تیاری اور انکی باغی ماں کو پنجرے میں قید کرنے کا جال"۔ وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اسے بازوئوں میں اٹھا کر بیڈ پر لایا اور اسے آہستہ سے اس پر لیٹایا۔

عائشہ خود کو بالکل بے جان محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی. کیونکہ جانتی تھی وہ اب نہیں رکے گا نا ہی اسے سمجھے گا وہ تو بدگمان ہو چلا ہے اپنی ہی سوچوں کے تحت اسے سمجھے بغیر اپنی بات پر اڑ گیا ہے۔

دانیال نے اسے آنکھیں میچے دیکھ کر اسکی پھولی سانسوں کو دیکھتے اسکے وجود سے دوپٹہ الگ کرتے سائیڈ پر رکھا اور اسکے پاس لیٹ گیا.

"پہلی بیوی کا پہلا حق ہوتا ہے اور وہ پہلے حقوق ضرور ادا کرنے چاہیے"۔ سرگوشی میں اسکے کانوں میں سور پھونکتے اسکی ٹھوڑی کو اونچا کرتے اسکے کانپتے سرخ لبوں کو دیکھتے جن پر وہ بار بار خوف سے زبان پھیر رہی تھی وہ مسکراتا اپنی پوری شدتیں جو اسنے اپنی شریک حیات کیلئے اپنے دل میں سنبھال کر رکھیں تھی ان سمیت کچھ اسکے غیر معمولی حسین کے جادو میں جکڑتے وہ سب کچھ بھلائے اپنا سر درد ٹیشنیں بہن کی بے وفائی سب ایک سائیڈ رکھ کر اس پر جھک آیا اور ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے دوسرے سے لائٹ آف کرتے اسکے بالوں میں الجھا دیا اور اس پر پوری شدتیں لٹانے لگا کہ وہ نازک سی جان پھڑ پھڑا اٹھی اس دیو نما شخص کے تنگ حصار میں۔

اپنے کان کی لو پر دانتوں سے ہلکا سا دباؤ محسوس کرتے عائشہ کے وجود میں کرنٹ سا پھیل گیا۔وہ پھولی سانسوں سے اپنا سر آہستہ سے اسکے کندھے پر رکھتی خود سپردگی کے طور پر خود کو اپنے شریک حیات کے حوالے کر گئی۔جواب اپنی پچھلی زیادتی کے نشانوں پر اپنا نرم گرم لمس چھوڑتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

اسکے کسی انداز سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ غصے میں ہے یا اسے اپنے جال میں پھنسا رہا ہے۔وہ تو ایسا سحر چھوڑ رہا تھا جیسے اسے اسکی نادانی اسکے گناہوں خطائوں سے آزاد کروا رہا ہو۔

بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنے کیے گناہوں کی انتہا پر جا کر ہزاروں کی ٹھوکر کھا کر ان میں کوئی ایسا مل جائے جو اسے گمراہی میں دھکیلنے کے بجائے اسے کھینچ کر سیدھی راہ پر لائے۔جس کا ساتھ ملے تو اچھے برے کی تمیز آ جائے۔
ثواب گناہ میں فرق آ جائے جو احساس دلانے کہ یہ غلط ہے تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔
جو یہ جتائے کہ وہ اسے ایسا ہرگز نہیں کرنے دیگا اس سے اسکا کتنا نقصان ہوگا اور وہ سیدھی راہ پر لانے کیلئے اپنی خوشیاں وار دے تو ایسے شخص کو کون سا خطاب دیں جو اسکے غلیظ نظروں کے حصار میں رہنے والے وجود کو اپنے پاکیزہ وجود میں چھپا دے تو کیا کہے وہ اسے ؟۔

کیا ان بھائی بہن نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے دوسروں پر اپنی خوشیاں وارنے کا؟

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی جب دانیال کے لبوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کیا۔
کیا وہ اپنی پوری عزت کے ساتھ اس شخص کے نصیب میں نہیں آ سکتی تھی۔
یا اسکی محبت نہیں بن سکتی تھی۔

پر اسے نہیں لگتا تھا کہ وہ کبھی اسکے دل میں اپنی جگہ بنا پائے گی کیونکہ وہاں تو پہلے ہی کسی کا بسیرہ تھا کسی معصوم کا جسکی خوشیاں وہ چھین گئی اس سے۔

"کیا ہوا"؟ اس پر کمفرٹر درست کرتے اپنے بازو پر رکھے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے پریشانی سے دانیال نے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"کک۔۔کچھ نہیں"۔ وہ اپنی بھاری پلکیں موندتی اسکے سینے پر سر رکھ کر اپنی ہچکیاں دبانے لگی۔

اور دانیال کو شاید اس پر رحم آگیا تھا تبھی اسے کسی بچے کی طرح اپنے حصار میں لیکر اسے چپ کروانے لگا کہ اسکے وقتی محبت بھرے لہجے پر اسکا دل پھٹنے لگا۔
" مینے اپنا حق وصولا ہے تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے ڈاکا ڈالا ہو"۔ اسے نڈھال دیکھ کر وہ بھنا گیا۔

اسنے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اسکے گرد اپنا معصوم حصار ڈالکر سونے لگی جیسے صبح ہوتے ہی وہ اس سے چھین جائے گا۔ اسکے اندر سے اپنا حق انگڑائیاں لینے لگا تو دوسری طرف بے قصور سی کھڑی زریش آجاتی۔

"میں مر جائوں گی اتنا بھوج نہیں اٹھا سکوں گی"۔
"دوسرے بھوج کو میرے کندھوں پر ڈال دو اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو"۔ وہ رخسار سہلاتے اسکی آنکھیں صاف کرنے لگا اور وہ سرخ خمار بھری نظریں اٹھائے اسکی آنکھوں میں دیکھتی شرم سے پلکیں جھکا گئی۔

------------------------------*

"اُفف اللہ دیکھے تجھے اندھے انسان"۔ ایئرپورٹ کے ہال میں جہاں وہ آخری بار اپنی کزن اور اسکے شوہر سے ملکر پاکستان کیلئے روانہ ہونے والی تھی آخری اناؤنسمنٹ پر وہ بھاگتی جارہی تھی کہ سامنے سے آفت نما وجود سے ٹکرائو پر کراہ اٹھی۔

"اوہ ناٹ اگین"!! حیدر بیگ کندھے پر رکھتے دل سے کراہ اٹھا اس بندریا کو سامنے دیکھ کر۔

مطلب پھر سے تماشا۔

"رک ابے"۔! اسے بھاگتے دیکھ کر وہ جھٹ کر اسکے سامنے آئی۔

حجاب سامنے لمبو کو دیکھ کر آگ بگولہ ہوگئی۔

"تم چیونٹی میرے ہاتھوں شہید ہو جاؤ گی"۔ وہ ابے لفظ پھر سے سنتا نیچی آواز میں اس پر چڑھ دوڑا۔

"تم ہاتھی میرے پائوں تلے مسل جاؤ گے"۔ وہ اس پر چڑھ دوڑی اور دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگے۔

" مینے سنا ہے سفر دوران دعا قبول ہوتی ہے تو میں دعا کروں گا کہ یہ زمین پر رینگتی چیونٹی مجھے دوبارا کبھی نا دکھے"۔ حیدر کا دل کیا اسے جہاز سے نیچے پھینک دے اور اس سے بھی خطرناک خیال حجاب کے تھے۔

"میں دعا کروں گی ہم سب بچ جائیں اور تو ہاتھی اوپر سے گر کر کسی پہاڑ پر لٹک کر مر جائے"۔ وہ اسے ناخونوں سے نوچنے کی تیاری میں تھی۔

"ہونہہ۔۔۔! کیا جاہلیت ہے مجھ سمجھ نہیں آرہا میں کیوں فالتو بکواس سن رہا ہوں"۔ وہ اسکی جاہلیت پر کراہ اٹھا اور ظاہری طور پر تمسخرے سے بولا کہ حجاب گھورنے لگی مطلب خود عورتوں والی بد دعائیں دے رہا تھا وہ جاہلیت نہیں اور اسنے کہا تو وہ جاہلیت ہے۔

"چل چل نکل تیرے منہ کون لگے گا"۔ وہ نفرت سے گویا ہوئی۔

"جتنا تمہارا دو فٹ کا قد ہے اس حساب سے تمہارا منہ بھی اتنا ہو گا تو سوری میں چھوٹے منہ ٹیسٹ نہیں کرتا"۔ وہ اسے ساکت سرخ لال ببولہ چھوڑ کر آنکھوں پر سیاہ گوگل چڑھا کر آگے بڑھ گیا اور حجاب کا تو منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

اسنے بغیر آس پاس کی پرواہ کیے اپنا موبائل کھینچ کر اسکی پیٹھ پر مارا پر وہ اثر لیے بغیر وہاں سے نکل گیا کیونکہ اسے جلدی تھی
۔

اور وہ طیش میں اپنے موبائل کو لات مارتی اپنا ہی نقصان کیے آگے بڑھی۔

"چل بیٹا میرے ملک ہی چل رہا ہے وہاں ہاتھ لگ جا پھر تیرے اس ہاتھی کے منہ میں اپنی جوتی ٹھونسوں گی تو دیکھنا کمینے ڈیڈ سے کہہ کر تمہارا وہ حشر کرواؤں گی کہ تم سسکو گے معافی کیلیئے"۔وہ اپنی ڈبڈباتی آنکھیں مسلتی آگے بڑھی اور جھک کر موبائل اٹھا کر بھاگی کہیں جہاز اسے ہی نا پھینک کر چلا جائے۔

"ایکسکیوزمی سر یہ ونڈو والی سیٹ مجھے دیں گے"؟منہ پر میگزین رکھے اس مکمل سیاہ پینٹ، سیاہ شرٹ جو اسکے وجود سے چپکی ہوئی تھی اسکا پیر ہل رہا تھا منہ پر بک رکھی تھی حجاب اسکے جواب نا دینے پر یہاں وہاں دیکھتی آہستہ سے کھینچ کر اس کے منہ سے میگزین ہٹاتی گھورنے لگی۔

اور اس اچانک حملے پر ہینڈ فری کانوں میں لگائے حیدر نے گلاسس آنکھوں سے اتار کر آنکھیں کھولی تو سامنے کھڑی بندریا کو دیکھ کر وہ بھنا اٹھا۔

"چھٹے نہیں"۔اسے ساکت دیکھ کر وہ اسکے ہاتھ سے میگزین جھپٹا کر ایک ہاتھ سے آنکھوں پر سیاہ گوگل چڑھائے دوسرے سے چہرے اپر میگزین ڈال چکا تھا اور واپس اپنی پوزیشن میں آ گیا۔

----------------------------*

اسے سمجھ نا آیا اب کیا کرے۔

یہ ہاتھی یہاں سے اٹھنے سے رہا۔اور کسی سے سیٹ ایکسچینج کروانے سے رہی۔

وہ اب کھڑی اسے گھور رہی تھی جیسے نواب صاحب اپنے گھر میں بیڈ پر بیٹھے ہوں یہ غصہ کم تھا کہ اوپر سے جہاز میں داخل ہوتے دوسرے پیسنجرز اپنی سیٹ پر بیٹھنے کیلیئے اسکے پاس سے گذرتے اسے کوفت میں مبتلہ کرنے لگے تھے۔
اسکا دل کر رہا تھا ونڈو کھول کر جہاز کو تھوڑا سا اوپر کر کے اسے نیچے پھینک دے اور پھر خود چلی جائے.

یہ کیسا انصاف تھا اللہ کا کہ جس انسان کا چہرا دوبارہ دیکھنے کا موڈ تو دور خواہش ہی نہیں ہوتی بلکہ اس چہرے کو دوبارا دیکھ کر اسے کہیں لاپتا کرنے کو دل چاہے وہ چہرا مصیبت کی طرح گلے میں پھنس جاتا ہے اب یہی انصاف دیکھ لو اسکا سیٹ نمبر اس ہاتھی سے جوڑ دیا گیا تھا یہ کہاں کا انصاف تھا ایک انسان کو ہاتھی کے ساتھ بیٹھانے کا۔

"اب بیٹھ جائو کیا سارے سفر میں ایسے ہی کھڑا رہنا ہے"۔ میگزین کے پیچھے ہی جھولتے پائوں کے ساتھ وہ بولا کہ حجاب نے اپنا پائوں اٹھا کر اسکے پائوں پر لات ماری۔
حیدر نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔
دفعتاً آہ کے ساتھ وہ جھولتی اسکے اوپر کہ حیدر اچانک خود پر وزن آنے پر ہڑبڑا گیا۔
اور میگزین گلاسس اتار کر اپنے اوپر اس وزن کو دیکھنے لگا تو اس چیونٹی کو اپنی گود میں آنکھیں پھیلائے بیٹھے دیکھ کر خود بھی حیران ہوا اور آس پاس کی سیٹس سے دبی دبی ہنسی سننے لگا۔

"مینے تمہیں سیٹ پر بیٹھنے کیلیئے کہا تھا چیونٹی نا کہ میری گود میں"۔ اپنے کندھوں سے اسکے چھوٹے سے ہاتھ جھٹکتے وہ غصے کی زیادتی کی وجہ سے سرخ چہرے سے بولا۔

"بکواس بند کرلو اور ذرا اٹھ کر دیکھو تمہاری بہن گھس آئی ہے جہاز میں اسنے ہی اپنے پھولے پیٹ سے مجھے دھکا دیا ہے۔ ہاتھی کا خاندان نا ہو تو"۔ وہ اس پر غصے کو فت شرم سے چیختی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر بغیر سہارے کے کیسے اٹھے۔

"تمنے مجھے ہاتھی کا خاندان کہا میری بہن کو ہاتھی کہا"؟ وہ سخت لہجے میں پوچھنے لگا اور بمشکل اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبانے لگا۔

"ہمارے یہاں کہا جاتا ہے جو چڑ اوہ۔۔۔۔۔۔"۔

"تمہارے یہاں کی ایسی کی تیسی"۔ وہ خونخوار بنکر اس پر غرایا کہ ایکدم حجاب نے اسکے سر پر پنجا مارتے اسکی گود سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور حیدر کی تو اسکی جرات پر شکل دیکھنے لائق تھی۔

"یا اللہ مجھے صبر دے"۔ وہ دل سے بولا اور واپس چہرے پر میگزین رکھ گیا۔
اسے تو کچھ نہیں ہوا تھا اس چیونٹی کی قربت پر کیونکہ اسکے اندر جو آگ بھڑک رہی تھی اسکے اندر جو تڑپ تھی اندر کہیں کوئی رو رہا تھا اس سب میں اسے کہا ہوش تھا۔
یہ بس دماغ کو ایک جگہ رکھنے کیلیئے اس چھوٹی سی لڑکی کو چھیڑ رہا تھا اس معصوم سی جزباتی لڑکی کو ورنہ تو اصل میں کسی پر غصہ وہ کر ہی نہیں سکتا تھا اور وہ بھی اس قدر معصوم اور چھوٹی سی لڑکی پر۔
جسکے چہرے پر لگے نقاب اور آنکھوں میں حیا کے ساتھ غصے کے ملے جلے تاثرات نے کافی متاثر کیا تھا۔
وہ معصوم سی چیونٹی جس طرح اعتماد سے چل رہی تھی نقاب کیے اپنی آنکھوں میں اشتیاق سمائے سب کو وہاں دیکھتی تھی حیدر کو بہت معصوم لگتی۔

اسنے تو اسے کافی دیر بعد دیکھا تھا حیدر نے تو وہاں شفٹ ہوتے اسے دیکھا تھا جب وہ لفٹ میں پیزا کا پیس نقاب کے اندر لیکر کھا رہی کتنی فنی لگ رہی تھی کہ اتنی ٹینشن کے باوجود تقویٰ کے ٹھکرانے کے درد کے باوجود وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

پر اسکے برعکس حجاب کی دھڑکنیں خوف سے ڈھول کی طرح بج رہی تھی اسکی ہتھیلیاں بھیگی تھی کہ سیٹ بیلٹ باندھ کر نہیں بندھ رہا تھا۔
نقاب اسکی آدھی پیشانی اور دوسرا آنکھوں کے قریب تھا کہ اسکی صرف بڑی بڑی سیاہ آنکھوں کے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا نا ہی پسینے سے بھیگا ماتھا۔

"پہلے کانپنا تو بند کرو چیونٹی پھر باندھو"۔وہ ٹوک گیا جس پر وہ جل بھن گئی۔
"تم اپنی بکواس بند رکھ سکتے ہو پلیز"؟ وہ جھلا کر گویا ہوئی حیدر نے "اوکے" کہتے کانوں میں پھر سے ہینڈ فری ٹھونس دیئے۔

وہ خاموش بیٹھ بیٹھ کر اکتا گئی نا موبائل ورک کر رہا تھا نا ہی کوئی میگزین پڑھنے کا موڈ ہوتا۔

وہ کبھی گردن موڑ کر پیچھے والوں کو دیکھتی کبھی آگے والوں کو۔

"اگر اسی طرح کرتی رہو گی تو پیسنجرز تمہیں مشکوک نظروں سے دیکھیں گے"۔اسکے کہنے پر حجاب نے منہ بنایا اور پائلٹ کے اناؤنسمنٹ کے بعد جہاز اپنے بلندیوں کو چھونے کیلئے تیاری پکڑنے لگا۔
اور اس وقت حیدر نے ہینڈ فری نکال کر اپنا پورا فوکس پاس بیٹھی چیونٹی کی آنکھوں پر لگا دیا۔

اسے مزا آنے لگا تھا جب وہ چیخے گی چلائے گی ڈرے گی کیونکہ کافی بار سفر کے دوران اسنے ایسی لڑکیاں دیکھیں تھی جو چیخ کر پورا جہاز سر پہ اٹھا لیتی تھی۔

کئی تو بے شرموں کی طرح اس سے چمٹ جاتی تھی۔ اور اس وقت وہ صرف اسکی خوفزدہ پھیلی آنکھیں دیکھ کر تمسخرے بھرا قہقہ لگا کر اسے شرمندہ کرنا چاہتا تھا۔

پر اسکے سارے خوش فہمیوں پر اوس پڑ گئی جب وہ ریلیکس سی کپڑے کے اسٹائلش لمبے کوٹ کے جیب سے چاکلیٹ نکال کر پیکنگ کے قید سے آزاد کرواتی پنک نقاب کے نیچے لے گئی۔

"اب کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے میں اپنی چیزیں کسی کو نہیں دیتی انڈرسٹنڈ"۔ اسے گھور کر دیکھتی وہ بچوں کی طرح اپنی چیز اس سے چھپاتی اسکی طرف پیٹھ کر گئی۔

اور وہ بمشکل خود کو سنبھال کر واپس اپنی جگہ پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"پتا نہیں کس معصوم کا نصیب پھوٹے گا جو اس جنگلی چیونٹی سے شادی کرے گا ابھی تو بچی ہے بڑی ہو گی تو کیا بنے گی اللہ معافی"۔ وہ بڑبڑا کر سر سیٹ سے لگا گیا۔

"ویسے کس قسم کا سونگ سن رہے تھے"؟ وہ کھا کر اسکی جانب رخ کرتی پوچھنے لگی حیدر جو باہر دیکھتا سوچوں میں گھم تھا اسکی آواز پر مڑا۔

"Please forgive me by Bryan adams"

"چھی چھی ہاؤ ڈرٹی"۔وہ توبہ کر گئی اور حیدر نے مسکراہٹ چھپائی۔

"تمنے سنا ہے"؟ اسنے ابرو اچکائی

"۔وہ کہتی ہڑبڑا کر آس پاس کو دیکھتی اَستَغفِرُاللہ"نہیں میری دوست نے بتایا کس شس کہتا ہے اَستَغفِرُاللہ""اَستَغفِرُاللہ" کانوں کو چھونے لگی۔

اور حیدر کا اسکی حالت پر مدہم قہقہہ پڑا۔

"تم ایک چیپ قسم کے آدمی ہو"۔وہ اسکے پہلے جملے اور پھر اب گانے کی چوائس پر اندازہ لگاتی منہ بنا کر بولی۔

"چپ کر چیونٹی"۔وہ خود کیلیئے چیپ سن کر تپ گیا۔اور حجاب نے سر جھٹکا"سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے"۔

"تمہیں ڈر کس چیز سے لگتا ہے"؟؟وہ ایسے ہی اسے دیکھتا پوچھنے لگا۔

اور حجاب اسکی نیت سمجھ گئی تھی۔

"مجھے ڈر نہیں لگتا میں جانتی نہیں ڈر کیا ہے"۔وہ تفاخرے سے بولی وہ ایک پل کو حیران ہوا۔

"چوہے سے "؟ اسنے پوچھا عام لڑکیاں تو اسے دیکھ کر مر ہی جاتی ہیں اسکا بھی وہی حال ہو گا۔

"ارے نہیں اسکے ساتھ تو میں بچپن میں کھیلی ہوں ہمارے گارڈن میں رہتا تھا اور میں اسے روز دودھ کچن سے لا کر پلاتی تھی"۔ اسکے خوشی سے بتانے پر اسکی آنکھیں پھیلی۔

"چپکلی سے "؟

"نہیں۔۔!وہ تو میری پیاری دوست ہے میرے روم کی چھت پر اسکا ننھا سا گھر بنا کر ڈیڈ سے کہہ کر چپکا دیا ہے آجکل وہ وہاں انڈے رہی ہے، پر میں اس سے ناراض ہوں"۔ جوش سے بتاتے وہ مایوس ہوئی۔

"کیوں"؟ حیدر کو یقین نہیں ہو رہا تھا کس کے ساتھ بیٹھا ہے؟ یہ لڑکی ہی ہے یا آفت۔

"اسنے مجھے اپنی شادی پر نہیں بلایا اسلئے"۔
"کیا تم رینگ کر دیواروں پر اسکی شادی میں جاتی"۔ وہ کہہ کر قہقہہ لگا گیا حجاب نے اسکے مضبوط بازو پر چٹکی کاٹی زور سے پر اس پر ذرا برابر اثر نا ہوا۔
"اچھا اچھا بتاؤ کیوں نہیں بلایا"؟؟ اسے بیت انٹرسٹنگ لگی یہ چیونٹی۔

"ماما کہتی ہیں وہ سیکرٹ والی شادیاں کرتی ہیں یہاں تک کہ اپنے ڈیڈ اور مام کو نہیں بلاتی اور یہاں مجھے دکھ ہوا کہ وہ میری دوست ہے کم از کم ذرا سی تو تمیز کر لیتی کہ اپنے ڈیڈ مام کو ہی انوائٹ کرتی اتنا باغی بھی کیا ہونا"۔ وہ ناک سکڑ گئی۔

حیدر کا قہقہہ اسکے حلق میں پھنسا ہوا تھا۔

اور چہرا سرخ تھا ضبط سے۔

"کاکروچ سے ڈرتی ہو"؟بس یہ تین چیزیں تو ٹاپ پر تھی لڑکیوں کی جان نکالنے کیلئے

"نہیں میں بھلا اس سے کیوں ڈرنے لگی اسکا قد ہی کتنا ہے جو مجھے ڈرائے تم بھی ایک نمبر کے نا سمجھ ہاتھی ہو"۔وہ منہ بنا گئی اسکے کم عقل پر۔

اور حیدر سر ہلا کر ناکام ہوتا واپس سیٹ سے ٹیک لگا گیا۔

"اگر میں تمہیں آدھا چاکلیٹ دوں تو کیا تم مجھے ونڈو والی سیٹ دو گے"۔وہ بادل دیکھ ایکسائیٹمنٹ سے بولی۔

"میں اپنی چیزیں کسی کو نہیں دیتا"۔وہ اپنی گرے آنکھیں گھما کر اسکی نقل اتارتا اپنے گھٹنے پھیلا گیا کہ وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔

"یہ تمہارے دادا کی جائداد نہیں مسٹر ہاتھی اگر نہیں دینی تو نادومر و جاکر اپنی سیٹ پر اور اپنے اونٹ کے گھٹنے دور رکھو میری پہنچ سے ورنہ اگلے لمحے نیچے تڑپتے ملیں گے"۔وہ اپنی ٹوٹی اسکرین والی موبائل اسکے گھٹنے پر مارتی بولی کہ حیدر نے اسے دیکھا.

"دھمکی تو ایسے دے رہی ہو جیسے بیسٹ کی بھتیجی ہو آسمان پر رینگتی چیونٹی"۔وہ دانت پیس کر بولا اور حجاب نے تفاخر سے گردن اکڑائی۔

اور فلائٹ کے لینڈ ہونے پر حیدر کو پورا یقین ہو گیا کہ یہ معمولی یا چھوٹا پٹاخہ نہیں انٹرنیشنل پٹاخہ تھی۔

نڈر چیونٹی۔۔۔۔۔!

اور پھر وہ وقت بھی آن پہنچا جب کلمہ پڑھ کر حیدر کی اس سے جان چھوٹی اور اپنے نام کا بورڈ ڈرائیور کے ہاتھ میں دیکھ کر اپنا بیگ اسکی طرف پھینکتا گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور ڈرائیور مسکراتا فرنٹ سیٹ پر۔

حجاب بھاگتی اپنے ڈیڈ سید قاسم شاہ کے گلے سے لگی۔

"آہ میری شہزادی بٹیا"۔انہوں نے محبت سے اسے اپنے سینے سے لگایا اور اتنے دنوں کی پیاس بجھائی۔

"ماما کہاں ہیں ڈیڈ"؟؟وہ صرف اپنے ڈیڈ کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"وہ آپکے لئے چاکلیٹ والا کیک بیک کر رہی ہیں"۔وہ مسکراتے بولے کہ اسکے منہ سے یاہو و نکلا۔

حامد شاہ اور سید قاسم شاہ دونوں آپس میں کزن بھائی تھے۔

حامد شاہ کے دو بچے تھے مہکار اور حیدر شاہ اور قاسم شاہ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی حجاب شاہ لاڈلی اور بہادر سی انکی شہزادی ۔

جو اس وقت ایف ایس سی کے ایگزام سے فارغ ہو کر گھر میں بور ہوتی اپنی کزن کے پاس گئی تھی گھومنے اور ڈیڈ ماما کی یاد آنے پر جلد ہی واپس بھاگ آئی۔

سید قاسم شاہ ایک زمیدار تھے۔
وہ دو ہی بھائی تھے ایک سید قادر شاہ انکی ایک بیٹی تھی رمشہ جسکے پاس ابھی حجاب گئی تھی دوسرا رمشہ سے بڑا ایک بیٹا تھا قدیر شاہ جسکی ایک بیٹی تھی اور بیوی کی کچھ سال پہلے ہی ڈیتھ ہو گئی تھی۔ بیٹی بھی اب پانچ سال کی تھی اور وہ خود چالیس سے اوپر تھا اور اب اسکی ضد تھی کہ حجاب جو ابھی اٹھارا سال کی ہوئی تھی اس سے شادی کرنی ہے۔
سید قاسم شاہ پر اپنے بھائی کا اسرار بڑھتا جارہا تھا کہ وہ پریشان ہو گئے تھے اوپر سے بگڑے بھتیجے کی حالت جو ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا تھا کیسے دیتا اپنی پھول جیسی بچی اسے جسکی خود پانچ سال کی بیٹی ہے اور عمر چالیس سال حد ہو گئی۔

انہوں نے اپنی بچی کو تو دور ہی رکھا تھا اس سب سے پر وہ بچی نہیں تھی کہ اپنے بھائی جیسے گندے کزن کی آنکھوں میں ہوس نا پہچانتی اسنے اپنے ڈیڈ سے کہہ کر اسکا اپنے گھر آنا بند کروا دیا تھا جس پر وہ اور بگڑ گیا تھا اور اب اسے جلد از جلد حجاب سے شادی کرنی تھی کسی بھی حالت میں۔
سید قاسم اور انکی زوجہ بے حد پریشان تھے اور سمجھ نہیں پا رہے تھے کیا کریں۔

"آپکی ماما آپکو ایک شرط پر ہی کیک دیں گی اگر آپنے پہلے سے کوئی چاکلیٹ نہیں کھایا ہو گا"۔ سید قاسم نے اسے آگاہ کیا وہ ہڑبڑا گئی۔

"میں تو کتنے دن ہوئے ڈیڈ کھانا چھوڑ دیا چاکلیٹ"۔ وہ مایوسی سے بتانے لگی۔

"سن کر بہت دکھ ہوا بیٹا جانی پر یہ نقاب سے ذرا چاکلیٹ تو صاف کر دو"۔ انکے کہنے پر وہ بوکھلا کر اپنے نقاب کو دیکھنے لگی جس پر چاکلیٹ کا دھبا تھا پہلے تو حجاب کھسیا گئی پر پھر مدہم قہقہہ پڑا اسکا۔

سید قاسم شاہ نے اسکا سر اپنے سینے سے لگا یا۔

اور گھر کے پورچ میں ڈرائیور کے گاڑی روکنے پر وہاں پہلے سے اپنے بھائی کی لینڈ کروزر کھڑی دیکھ کر انکا دل دکھ گیا اور انہوں نے کھلکھلاتی اپنی شہزادی کو دیکھا۔

کبھی کبھی خونی رشتے بھی خون کے دشمن بن جاتے ہیں۔

*__________________*_______________*

وہ دنیال کے سینے پر سر رکھے اسکے سینے کے گھنے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی اور کبھی کبھی ہلکا سا ایک بال کو پکڑ کر کھینچتی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔

وہ سو گیا تھا ایک ہاتھ اسکی نازک کمر میں ڈالے اسے اپنے حصار میں لیکر اور عائشہ اسکے سینے پر سر رکھے جاگتی خوفزدہ تھی کہ اگر پھوپھو کو کچھ بھی شک ہوا تو؟

وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا"؟ اسکے اچانک اٹھنے پر دانیال کی بھی آنکھیں کھل گئی۔ اور گھمبیر بھاری لہجے میں پوچھنے لگا۔

کتنا اچھا لگ رہا تھا اسکے نرم روئی جیسی انگلیوں کا لمس اپنے سینے پر کہ دل کر رہا تھا وہ ایسے ہی پڑی رہی اتنا آرام آرہا تھا۔

عائشہ اسکی طرف پیٹھ کیے بغیر دیکھے جواب دئے اپنی شرٹ درست کرتی اس سے سلوٹیں دور کرنے لگی۔ اور ہاتھوں سے اپنے بالوں کا جوڑا بنانے لگی۔

دانیال مسکراتا اسکے کترائے شرم جھجھک پر اسکے جھینپے جھینپے روپ کو دیکھ رہا تھا۔

"کہاں جا رہی ہو"؟ وہ اسکے بازو کو پکڑ کر کھینچتا اپنے حصار میں بھر کر کروٹ بدل گیا تھا کہ وہ سانسیں روک کر رہ گئی۔

"پھوپھو اٹھ جائیں گی پلیز جانے دیں"۔ وہ ابھی روشن دان سے ہلکا ہلکا اندھیرا دیکھ کر بولی۔
اور دانیال نے گھور کر اسکے لال سے چہرے کو دیکھا۔

"تمہارا دماغ ابھی ٹھکانے نہیں آیا"؟ وہ غصے سے پوچھنے لگا۔

"آپ کچھ بھی کریں آپکو زریش سے اسکی محبت نہیں چھیننے دوں گی"۔ وہ پتھر ہوتی بولی۔
اور دانیال کا دل کیا سر تھام لے مطلب رسی جل گئی مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔

"تمہیں اسکی عادت بتاؤں"! اسکے چہرے سے بال پرے کرتے بے تابی سے اسکے نقوش کو دیکھتے جھک کر اسکی ٹھوڑی پر لب رکھے کہ وہ گھبرائی سی آنکھیں میچتی اسکے شانے کو تھام گئی۔

"کونسی عا۔۔۔عادت"؟ اسکے دور ہونے پر وہ بگڑے تنفس کو بحال کرتی پوچھنے لگی۔

"یہی کہ وہ ناہٹی ہوئی چیزیں لیتی ہے ناہی اترن ان سب سے اسے سخت نفرت ہے، اور رہی پھوپھو جان تو انہیں تو جلد ہی معلوم ہو جائے گا جب اچانک ہی تمہیں۔۔۔! وہ پتا نہیں کیا کنڈیشن ہوتی ہیں جب لڑکی پرگنینٹ ہوتی ہے ابکائیاں الٹیاں اور دل کا خراب ہونا رنگت زرد پڑنا اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے شاید اور پھوپھو جان تو عمر رسید خاتون ہیں وہ تو آج ہی تمہیں پکڑ لیں گی تمہارے ان سرخ گالوں سے"۔ وہ کسی ماہر کی اپنی معلومات اسے سنا رہا تھا اور عائشہ کو دل کیا اسکی اس طرح کی بے باکیوں پر ڈوب مرے۔

"یہ زکام بھی تو ہو سکتا ہے گالوں کا لال ہونا"۔ لرزتی پلکوں سے اسنے مدہم آواز میں احتجاج کیا۔
دانیال نے کچھ دیر سوچا۔
"جائو خود ہی معلوم ہو جائے گا"۔ اسکے چہرے پر جھکتے اسکی آئندہ کیلئے خوف سے پھیلی خمار آلودہ آنکھوں میں دیکھتے شدت بھری جسارت کرتا اٹھ گیا۔
اور وہ اچھل کر رہ گئی۔

وہ پریشان سی کپڑے نکالتے اسکی پشت کو دیکھتی رہی اور جب اسکی نظروں کی تپش دانیال نے اپنی پشت پر محسوس کی گہرا سانس بھر کر مڑا۔

اور اسے دیکھنے لگا۔

عائشہ اسکی بولتی نظروں پر ہڑبڑا کر اٹھی اور دوپٹہ خود پر پھیلا گئی۔

وہ سر جھٹک کر مسکراتا باتھ روم میں بند ہو گیا اور وہ اٹھ کر لب بھینچتی بیگ اور سوٹ کیس گھسیٹ کر لے جانے لگی۔

اسنے ایک نظر باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا اور آہستہ سے اسکے روم سے نکل گئی۔

لائونج میں وہی اندھیرا پھیلا ہوا تھا وہ شکر خدا کا کرتی آہستہ سے روم میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئی اور سامنے بیڈ پہ دیکھا جہاں پھوپھو کسمسا رہی تھی۔

عائشہ کی تو خوف سے سانسیں رک گئی۔

اسنے ڈرتے ڈرتے زریش کو دیکھا وہ سو رہی تھی تب اسکی سانسیں بحال ہوئی اور بیگ سوٹ کیس دیوار کے پاس رکھتی ان میں سے ایک پنک کلر کا سوٹ نکال کر باتھ روم میں بند ہو گئی اور کچھ ہی دیر بعد فریش ہو کر باہر نکلتی اپنے بالوں ڈرائے کرنے لگی۔

اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ پھوپھو زر کا سامنا کم ہی کرے گی اور گھر کی صفائی بہانے سے کرتی رہے گی۔

"اور اگر میں ماں بن گئی تو اور پھوپھو کو معلوم ہو گیا تو"؟ اسنے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تب اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"تب تک میں کیسے بھی کر کے دانیال کو منالوں گی اور میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائوں گی پھر کیسے یہ مجھے ماریں گی"۔

وہ دونوں پر نظریں ڈالتی بالوں کو باندھ کر صوفے پر آبیٹھی تب اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنے ماں باپ کی فریم فوٹو پر گئی۔

آنکھیں بھر آئیں۔

"کیاماں باپ ایسے ہوتے ہیں کہ اولاد چاہیے موت ہی کیوں نا دیدے پر جاتے جاتے بھی اسے خوش رکھنے کی جدوجہد کرتے جائیں گے چاہے پھر وہ آخری سانسیں ہیں کیوں ناہوں"۔ اٹھ کر وہ فوٹو اپنے سینے سے لگاتی روتی ہوئی صوفے پر لیٹ گئی۔

اسکے سامنے بار بار وہی منظر گھومنے لگا جب وہ ہاسپٹل میں داخل ہوئی اور اسکے باپ کے ناک سے خون کی لکیر نکلی ہوئی تھی ساتھ ہی اسے دیکھتے منہ پھیر لیا اور وہیں آنکھیں موند گئے۔

اسکا ہچکیاں بلند ہونے کیلیئے مچلنے لگی جن پر وہ سختی سے ہاتھ منہ پر جماتی انہیں حلق میں ہی دبا گئی پر اپنے ہچکیاں کھاتے وجود کو نہیں سنبھال سکی۔

زریش اسے کب سے دیکھ رہی تھی اور اب اسکی حالت دیکھتے اسکا دل کر رہا تھا جائے اور اسے خود میں چھپا لے۔
پر بخار نے اس میں اتنی ہمت ہی نہیں چھوڑی تھی کہ اٹھ ہی سکے۔
بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی۔
جانتی تھی وہ کتنی نیند کی پکی ہیں ان کی نیند سارے خاندان میں مشہور تھی کہ سفینہ بیگم کو ایک بار سونے دیا جائے پھر چاہے دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے انکی آنکھ میں پھڑک بھی نہیں آنی تھی۔

بس اپنے وقت پر اٹھتی نماز پڑھتی اور چولہا سنبھالتی۔

"جب نصیب نہیں تو کھیل کر کیا حاصل کرنا پھر تو عزت کا کھیل ہو امحبت تو پیچھے رہ جائے گی اور اسے اپنی عزت دانیال خان سے کئی زیادہ پیاری تھی جس پر وہ کوئی آنچ بھی نہیں آنے دے سکتی تھی"۔ اسی سوچ کے تحت وہ خاموش تھی۔

وہ اب اسے خاموش دیکھ کر خود بھی سکون کا سانس بھر گئی۔

* تم جا رہے ہو مینے تم سے کہا تھا نا کہ تقویٰ کو کال کر کے بلائو یہاں"۔ پھوپھو ڈرائینگ ٹیبل پر بیٹھی اسے تیار شیار دیکھ کر بولیں۔

دانیال نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا اور ذرا سی گلابی کپڑوں میں دمکتی سر جھکائے پلیٹ میں گھسی عائشہ پر ڈالکر پھوپھو کو دیکھا۔

"مجھے آفس جانا ہے پھوپھو جان بار بار کال آرہی ہیں"۔ وہ نیپکین سے ہاتھ صاف کرتا سپاٹ چہرے سے بولا۔

پھوپھو منہ بنا کر رہ گئی۔

"اچھا چل ٹھیک ہے آتے ہوئے لے آنا اسے ساتھ"۔ وہ کہتی ناشتہ کرنے لگی۔

"میں دس بجے آتا ہوں اور آج تو کافی لیٹ ہو جائوں گا"۔ پھوپھو نے ناراضگی سے دیکھا۔

"یہ تمہاری آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں کیا رات بھر نہیں سوئے"؟؟ پھوپھو کو معلوم تھا وہ کام کے معاملے میں کتنا اچھی اور محنت پسند انسان تھا ضرور ساری رات فائلز چاٹتا رہا ہو گا۔

زریش کا سر ویسے ہی جھکا ہوا تھا پلیٹ پر وہ کسی میں نہیں دیکھ رہی تھی اپنے ناشتے سے انصاف کر رہی تھی البتہ عائشہ اسکا تو مانوسانس کے ساتھ نوالہ ہی گلے میں پھنس گیا۔

کھانستے کھانستے بے حال ہوتے اسنے جلدی سے جوس کا گلاس منہ سے لگاتے دانیال کی طرف ذراسی نظریں اٹھائیں پھوپھو دانیال اور زریش تینوں کی اسکی حالت پر توجہ مرکوز ہو گئی۔

"اللہ خیر بچی کو کیا ہوا"۔ پھوپھو جان نے پاس بیٹھنے کی وجہ سے اسکی پیٹھ سہلائی۔

دانیال خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"بس رات کو۔۔۔۔۔۔۔ نیند نہیں آئی"۔ اسنے جملہ جب بیچ میں چھوڑا تو عائشہ کی حالت دیکھنے جیسی ہو گئی کہ دانیال کو خود پریشانی ہوئی لڑکی مر ہی نا جائے اور جب اسنے جملہ مکمل کیا تو وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"میں چلتا ہوں "خیال" رکھیئے گا"۔ وہ کچھ معنی خیزی عائشہ کو دیکھ کر پھر پھوپھو سے بولا انہوں نے سر ہلا دیا اور وہ خداحافظ کہتا آفس کیلیئے روانہ ہو گیا۔

"تمہاری طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی" پھوپھو اسکے سرخ تپتے چہرے کو دیکھتی فکر مندی سے بولی پر عائشہ کو لگا اب بس وہ مر جائے گی۔

وہ دونوں ماں بیٹی کے بیچ خوفزدہ سی مجرم بنی بیٹھی رہی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے کہ کس طرح کی صفائی دے۔

"اماں بس کریں اس بیچاری کا حال پہلے ہی کھانسی نکال چکی ہے اوپر سے آپکے سوال پر سوال"۔زریش چڑ کر بولی اور عائشہ موقعہ دیکھتی ایکسکیوز کرتی وہاں سے نکل آئی۔

"ہیں یہ کیا بول گئی اکلیوز!!یہ موئی کیا بلا ہے"؟؟ پھوپھو نے حیرت سے وہاں سے بھاگتی عائشہ کی پشت دیکھ کر زریش سے پوچھا وہ قہقہہ لگا اٹھی۔

"اماں بس کریں یار ہر چیز کے کھال اتار دیتی ہیں"۔وہ ہنستی ناشتہ کرنے لگی۔
اور بیڈ پر بیٹھی عائشہ خود کو سارا دن بچانے کی مضبوط ترکیب سوچنے لگی۔

*_____________*____________*

"میں کچھ ہی دیر میں آئوں گا تمہیں لینے"۔صائم اسکا زبردستی ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگاتے گویا ہوا اور اسکے ہاتھ میں نیا موبائل تھما دیا۔

تقویٰ جھپٹنے کے انداز سے لیا۔

کیونکہ اسے کافی ضرورت تھی موبائل کی یونی سے تو وہ جیسے لاپتا ہو گئی تھی۔
اور آج یہاں سے بکس اور کچھ ضروری ڈاکومنٹس لینے آئی تھی۔

"تم جتنی نفرت جتائو گی میں اتنا قریب آئوں گا کہ سانسیں بھی نہیں لے پائو گی"۔وہ اسکے بازو کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا اسکے چہرے کو اوپر کرتے ماتھے پر لب رکھتے بولا۔

تقویٰ صرف اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔

"میری نفرت تم سے نہیں تمہارے منہ سے اٹھتی بو سے ہے"۔وہ شراب کی بو کی طرف اشارہ دیتی بولی تو صائم سر کھجا گیا۔

"کیا کریں مولانی عادت سی ہو گئی ہے پر تم فکر مت کرو تمہیں بھی عادت ہو جائے گی یہ شروع شروع ہے اسلئے دیکھنا پھر تم میرے منہ کی خوشبو اپنے منہ میں اتارو گی"۔وہ اسکے بھرے بھرے لبوں کو انگوٹھے سے مسلتے بے باکی سے بولا
اور وہ پھڑ پھڑا کر اسے سے الگ ہوئی۔

"سب کو ایک مت سمجھو تم۔۔!یہ مینے پہلے بھی کہا ہے تم سے"۔وہ دروازہ کھولتی اس پر نا گوار نظر ڈالکر باہر نکلی اور چادر کو ٹھیک کرتی آگے بڑھی۔
صائم نے شرارت سے اسے سامنے دیکھتے گاڑی اسٹارٹ کی اسے ڈرانے کیلئے پر وہ بغیر اثر لیے آگے سے گذر گئی کہ وہ حیرت سے دیکھنے لگا۔

"موت تو اس دن ہو جاتی ہے ایک عزتدار لڑکی کی جس دن تم جیسا کوئی اپنی ضد میں آ کر اس سے کھیلتا ہے"۔ ڈبڈبائی نظروں سے کہتی وہ بیل بجانے لگی اور صائم اسے دیکھتا رہا جب تک دروازہ کھلا اور وہ اندر نہیں چلی گئی۔

اسنے غصے سے پنچ اسٹرنگ پر مارا۔

"سب ہی یہاں عزتدار ہیں صرف میرے علاوہ"۔ وہ بڑبڑاتا غصے سے گاڑی وہاں سے نکالتا چلا گیا۔

*_____________*____________*

"تم ہر بار تقویٰ کے خلاف غلط بیانی کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو"؟ حیدر وہاں سے حامد صاحب کی آفس گیا تھا سچ جاننے اور پھر جو ہارون کو دانیال نے صائم کی کمینگی اسکی گری ہوئی حرکت کا بتایا تھا حامد صاحب کے سرسری پوچھنے پر اسنے انہیں سارا سچ بتایا تو حامد صاحب کو تقویٰ پر رحم سا آ گیا۔

اور حیدر اپنی بہن کی باتیں یاد کر کے تقویٰ کے خلاف اسکے منہ سے غلیظ باتیں کانوں میں گونجتے اسکا پارا ہائی ہو گیا۔

اور وہ پاگل ہوتا گھر پہنچا۔

مہکار نے کچھ ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

اور ٹک نے ناگواریت سے اسے۔

کب سے سر پر کھڑی یہ بنا دوہ بنا دو جیسے ترسی کوئی مخلوق تھی۔ جینا حرام کر دیا تھا سارے نوکروں پر چیختے۔

انہیں اپنے پائوں کی دھول سمجھتی پانی منگوانے کیلئے بھی انہیں دو دفع ہاتھ دھلواتی حالانکہ وہ انہیں کے پاس کوارٹر میں رہتے تھے پوری صفائی کے ساتھ۔

پر اس میڈم کے لہجے سے ہی محسوس ہوتا تھا جیسے ملازموں سے اسے گھن آتی ہو۔ انکے ہاتھ کا پکا کھاتی پیتی بھی تھی پر موقعہ ملتے ان سے نفرت کا اظہار بھی کر دیتی۔

اگر ملازموں کے سر پر اپنے بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب کا شفقت بھرا ہاتھ نا ہوتا تو اب تک وہ دہلیز پر تھوک کر چلے جاتے پر حامد صاحب اور حیدر کی سوچتے مجبور ہو جاتے۔

اتنے پیارے شفقت بھرے انسانوں کیلئے اس چڑیل کو جھیلنے کیلئے تیار ہی تھے اب۔

اچانک سر پر حیدر کے آکر دھاڑنے پر وہ گھبرا گئی۔

اور اسے سامنے دیکھ کر حیران بھی ہوئی۔ اسنے تو سوچا تھا اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا پھر یہ یہاں کیوں آیا۔ حالانکہ عام صورت میں محبت بچھڑے تو شہر ہی چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے بھائی کو سامنے دیکھ کر اسکا منہ تک بن گیا۔

وہ اپنے ڈیڈ سے پیپرز پر سائن لینے والی تھی۔

اسنے اپنے کے نام سے پوری جائداد کے پیپرز بنواکر رکھ لیے تھے۔ کہ ساحل جب بڑا ہو گا تو اس کے نام کر دے گی۔

دو تین بار وہ حامد صاحب کے پاس لے بھی گئی تھی سائن کروانے پر ڈر کر واپس آگئی کہ کہیں پکڑی گئی تو یہاں سے دھکے مار کر نکالی جائے گی اور یہ عیش آرام سارے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

" مینے جو سچ تھا وہ بتایا تھا تمہیں "۔ وہ منہ پھیر کر بولی۔

"مت کرو ایسا مہکی کہ آخر میں پچھتاوے ہی رہ جائیں"۔ وہ دکھ سے بولا۔
اسے اپنی ہی بہن سے جیسے نفرت سے ہونے لگی تھی کیسے ایک عورت ہو کر دوسری عورتوں کے دامن پر کیچڑ اچھالتی ہے ڈر نہیں لگتا اس اوپر والے کا جسنے اتنی رسی میں چھوٹ دی ہے کہ وہ اپنی پیٹھ دیکھ کر سنبھل جائے پر وہ الٹا اپنے قدم آگے بڑھاتی دلدل میں اترتی رسی تنگ کر رہی تھی۔

وہ اس پر ایک غصے ناگوار والی نظر ڈالکر اوپر روم میں آگیا اور موبائل نکال کر ہارون کا نمبر ملایا جو تین کالز کے بعد اٹینڈ کر لیا گیا۔

"السلام علیکم کیسے ہو حیدر پاکستان کب آئے"؟ اسکی تھکی تھکی سی آواز فون اسپیکر سے گونجی۔

ہارون نے مسکرا کر پوچھتے اپنا ماتھا مسلا دانیال اسکے سامنے ہی چیئر پر بیٹھا اسکی بکھری حالت کو دکھ سے دیکھ رہا تھا۔

اسے یقین ہونے لگا تھا کہ عورت چاہے تو مرد کو سنوارے اور چاہے تو توڑ دے سارا کھیل اسکے ہاتھ میں ہوتا ہے جب شادی ہو کر دونوں کی ڈوری ایک ساتھ باندھ دی جاتی ہے۔
اور وہ ڈوری عورت کے ہاتھ میں تھمائی جاتی ہے کہ لے تو چاہیے اب اسے تاحیات اپنی سانسوں سے ملا کر اسکی حفاظ کر جس میں تیرے شوہر کی سانسیں عزت ہے اور تو چاہے تو اسے کاٹ دے۔

بے وفائی صرف مرد نہیں بے وفائی عورت بھی کرتی ہے۔

لازمی نہیں کسی غیر مرد سے ملکر بے وفائی کی جائے۔بے وفائی صرف یہ نہیں ناہی بے وفائی کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر مرد یا عورت سے ملنا بے وفائی ہے۔

عورت اپنے شوہر کو حقوق کیلیئے ذلیل کرنا اسے اپنے ساتھ کیلیئے ترسانا شوہر کو گھر چھوڑ کر باپ کر گھر چلے جانا بغیر کسی بات پر شور واویلا مچانا اپنے حق سے محروم رکھنا یہ سب بھی گناہ کے زمر میں آتا ہے۔

اور اس سب کا گناہ بھی اس پر پڑے گا جب اسکی طرف سے مایوسی ملے گی اور مرد باہر منہ ماری کرے گا۔

اور یہاں تو صرف بات شوہر کی نہیں ایک ماں مقام ساس کی بھی تھی۔جو گھٹنو کے درد سے چل نہیں پا رہی تھی اور وہ سارا گھر اسکے سر ڈال آئی تھی۔

یہاں بات اس معصوم کی تھی جو دونوں کے پیار کو ترستا کھلونے کی طرح کبھی اپنی ماں کے پاس تو کبھی باپ کے پاس بھٹک رہا تھا۔

ایسے میں اسکا یوں گھٹ گھٹ کر رونا اسکا تنہائی میں تڑپنا سب گناہ بنکر اس پر نازل ہو رہا تھا۔

جو اتنو کو تڑپائے دولت کی ہوس میں باپ کے در پڑی تھی۔

دانیال نے اسکے آگے سے لیپ ٹاپ اور فائل اٹھا کر خود ٹائپ کرنے لگا اور اسے ریلیکس ہو کر آرام سے باتیں کرنے کو کہا

۔

"میری چھوڑ ہارون بھائی آپ کب آرہے ہیں مہکار کو لینے "؟؟ پائوں کو شوز سے آزاد کرواتے وہ غصہ دبا کر آرام سے بولا۔

"جب وہ کال کرے گی"!!!اسنے مسکراتے کہا پر اسکی مسکراہٹ میں کانچ سی چبھن تھی سامنے کام کرتے دانیال نے باخوبی محسوس کی تھی اور اسے سخت غصہ آیا اس عورت پر پتا کونسی مصیبت تھی کہ نا اسکے دوست کی زندگی سے دفع ہو رہی تھی نا ہی آرہی تھی خود تو پھانسی کے پھندے پر چڑھی ہوئی تھی اسکے دوست کو بھی لٹکایا ہوا تھا۔

اللہ ایسی عورت کو ہدایت دے باقی بات بہت آگے نکل آئی تھی کہ اسے جو آثار نظر آرہے تھے اس میں ہارون کی فکر ہونے لگی۔

"کیا مطلب ہارون وہ کال کرے گی پھر لے جاؤ گے تم دونوں اپنا نہیں تو ساحل کا ہی سوچ لو اسنے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا اپنے نادانیوں میں اسے کیوں توڑ پھوڑ رہے ہو"۔ ابکی کی بار وہ اسکے ہارے ہوئے لہجے پر غصے سے دھاڑا۔

ہارون نے گہرا سانس بھرتے موبائل کو دیکھا۔

"دیکھو حیدر تمہاری غیر موجودگی میں بھی میں تین بار آچکا ہوں تمہاری بہن کو لینے پر اسنے ہر بار مایوس لوٹا دیا اب کی بار میں نہیں وہ خود آئے گی اگر وقت کے پہلے پہنچ گئی تو ٹھیک ہے میرے گھر کے دروازے کھلے رہیں گے اگر نہیں تو جس طرح دل کے بند ہو گئے ہیں ویسے ہی گھر کے بھی بند ہو جائیں گے"۔ اسنے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔ اور حیدر کے کانوں میں اسکے لفظ سائیں سائیں کرنے لگے۔

وہ غصے سے بھرا مہکار کے سر پر پہنچا جو اسے سیڑھیوں پر ہی مل گئی۔

"کیوں کر رہی ہو ایسا جا کیوں نہیں رہی اپنے شوہر بیٹے کے پاس"۔ اپنا اشتعال ضبط کرتے بولا۔

کہ مہکار اسے دیکھ کر پہلے ٹھٹھکی پھر غصہ ہوئی۔

"میری مرضی میں چلی جائوں گی مینے اس سے بات کی ہے"۔ سر جھٹک کر وہ ڈھیٹ بنکر بولی کہ حیدر نے مٹھیاں بھینچ لیں ۔

"کاش میں تمھیں یہاں سے نکال سکتا کیوں اپنا گھر برباد کر رہی ہو؟ ہم پر بھاری نہیں مہکار تم پر صرف اپنے شوہر کے پاس جائو اپنی ساس کو دیکھو اپنے بیٹے کو دیکھو پھر آتی رہنا ہم بھاگ تھوڑی رہے ہیں"۔ وہ جیسے منت کرنے لگا اسے گھر بچانے کیلیئے۔

مہکار اس پر ایک نظر ڈالکر آگے بڑھ گئی بغیر اسکا جواب دیے۔

"تم اچھا نہیں کر رہی میں تمھیں پہلے ہی وارن کر رہا ہوں مہکار"۔ وہ پیچھے سے بولا کہ مہکار مسکرائی۔

"تمنے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ مہکی"۔ کوئی سسکتی سالوں پہلے کی آواز اسکے کانوں میں گونجی وہ انجوائے کرتی قہقہہ لگا اٹھی۔

"تم واپس کیسے آئے"؟؟ وہ سر جھٹک کر حیدر کو حیران چھوڑ کر اس سے پوچھنے لگی۔

"اللہ تمھیں ہدایت دے پر اب مجھے تم سے نفرت ہونے لگی ہے"۔ وہ آگ کی بھڑک کے ساتھ کہتا سیڑھیاں اترتا کیز مٹھی میں بھینچے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"تو پھر میں کون سا مر رہی ہوں تمہارے لئے ایک بار جائداد ہاتھ میں آنے دو پھر دیکھنا اپنا حال"۔ نفرت سے اسکی پشت کو دیکھتی غصے سے روم میں بند ہو گئی اور اب وہی غصہ اسے چیکو ہارون سے ہو رہا تھا جو سر کھا چکا تھا۔

"شکریہ یار تیرا"۔ ہارون نے مسکراتے دانیال سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"ویسے آج بڑے دانت نکل رہے ہیں تیرے پہلے تو ایسے بیٹھا ہوتا تھا جیسے گھر سے اسکول کیلئے جوتے مار کر ابا نے بھیجا ہو"۔ وہ آنکھیں سکڑ کر اسے دیکھتا بولا تو اسکی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی دانیال قہقہہ لگا اٹھا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے میں کب ایسا ہوتا تھا"۔ اسنے اپنے گھنے شہد رنگ بالوں میں انگلیاں پھیریں اور ابرو اچکایا۔

"تیری یہ ادائیں دیکھ کر مجھے بھابی پر ترس آرہا ہے"۔ اسکے آنکھیں گھما کر معنی خیزی سے کہنے پر دانیال ہنس پڑا اور فائل اسکے سر پر ماری۔

"کچھ رحم کر اس پر بہت کمزور سی ہے معصوم بھابی اور کمینے تو خود کو دیکھ پھیلا ہوا سانڈ لگ رہا ہے"۔ وہ اسکی چوڑی جسامت پر چوٹ کر دانیال کو چھت پھاڑ قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

"بہت پٹے گا مجھ سے کمینے"۔ وہ پیپر ویٹ اسکی طرف پھینکتا مصنوعی غصے سے بولا جس پر ہارون نے قہقہہ لگاتے بڑی مہارت سے خود کو شہید ہونے سے بچاتے پیپر ویٹ تھام لیا۔

دانیال کے نظروں کے سامنے چھن سے صبح والا گلابی کپڑوں میں اسکا دمکتا سراپا لہرایا اسنے بے ساختہ ہی انگوٹھے سے نچلے لبوں کے نیچے ہلکی شیو پر مسلہ کہ اسکی حرکت پر ہارون نے مسکراہٹ دبائی۔

"پہلا نشہ پہلا خمار"

نیا پیار ہے نیا انتظار"

وہ اسے چھیڑنے کیلیئے گنگنایا کہ دانیال ہوش میں آکر اسکی بکواس سنتے جھپٹ کر اسکے سر پر پہنچا اور اسے گلے سے پکڑ کر اٹھاتے ایک پنچ اسکے پیٹ میں مارا کہ ہارون کی کراہ کے ساتھ پھر دونوں کے ایک ساتھ قہقہے پڑے۔

"چل آجا نئی شادی کا نیا خمار مبارک ہو"۔وہ کہتا اسے کھینچ کر سینے سے لگا گیا۔

وہ شکر کر رہا تھا عائشہ کا جسنے اسے اس اذیت سے نکالا اور سکون بخشا ورنہ تو اسکی بکھری حالت پر وہ خود پریشان تھا کہ وہ ہاتھ سے ہی نا نکل جائے پاگل شاگل ہو کر۔

"تو بڑا کمینہ ہے ہارون"۔وہ جھینپ کر کھسیا گیا

"ہاہاہا بس تیری یاری کا اثر ہے"۔اسنے قہقہہ لگاتے دانیال کی پیٹھ پر مکہ مارا جس پر دانیال نے دونوں اسکے گرد بازو کو زور دیا ہارون کراہ اٹھا۔

"ابے چھوڑ سانڈ مینے نہیں کھائے مکھن شکھن"۔وہ کراہ کر تڑپ اٹھا اور دانیال ہنستا ہوا دور ہوا۔

"مجھے تو بھابھی پر ترس آ رہا ہے، کمینے ساری پسلیاں ہی توڑ دیں ہیں"۔ہارون اپنی پسلتاں سہلا تا درد سے بولا دانیال مسلسل اسکی حالت پر ہنس رہا تھا۔

"آگے سے کسی سانڈ کو شادی کا خمار مبارک کہنے سے پرہیز کرنا ورنہ اس سے بھی برا حال ہو جائے گا اور رہی بات تیری بھابھی کی تو وہ تو معصوم بچی ہے جسے بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کرنا پڑتا ہے"۔وہ بے شرمی سے آنکھ دبا کر کہتا فائل اٹھا کر وہاں سے نکلا۔

اور ہارون اسکی خوشیوں کے دعائیں کرتا سدا ایسے ہی مسکرانے کیلئے ہاتھ اوپر کو اٹھاتا مسکرا دیا۔

کہیں آنکھوں کا کونہ بھیگا تھا اپنی ماں کی حالت اور بیٹے رات کی سسکیوں سے۔

وہ جانتا تھا مہکار کیوں باپ کے در پر پڑی ہے پیسوں کیلئے دولت کیلئے جو اسے ہارون کی سوکھی سیلری میں نہیں مل سکتی تھی۔

اگر ایسا ہی تھا تو کیوں ضد کی کیوں چیخ چیخ اس سے محبت کے دعوے کیے۔

کیا اتنا ہی پیار تھا۔

"ان شاء اللہ مہکار جب تم اپنی دولت پا لو گی تب میں تمہیں کہیں نظر نہیں آئوں گا"۔

-------------------------*

"ہائے میری بچی میری سوہنی بٹیارانی پھوپھو کو تو بالکل بھول ہی گئی"۔وہ اسے چماچاٹی کر کے آخر میں رو پڑیں کہ تقویٰ بوکھلا جاتی۔

"پھوپھو جان روئیں تو مت ایسا نہیں ہے"۔ وہ خود اپنے حال سے نڈھال تھی قسمت نے ایسے شخص کی جھولی میں ڈال دیا تھا کہ جسے سمجھنا اسکی بس سے باہر تھا۔

وہ کبھی سامنے گلاب کی طرح نکھری بیٹھی عائشہ کو دیکھتی کبھی مرجھائی سی زریش کو۔
اسے دانیال کی ٹینشن ہونے لگی کہ پتا نہیں بیچارے نے کیسے ہینڈل کیا ہو گا۔

پر زریش آپی کے حال سے تو لگ رہا تھا وہ ساری حقیقت سے واقف ہو چکی ہے البتہ پھوپھو اپنی ہی ٹینشن لیے بیٹھی تھی۔

اب کیا وہ صائم کو کہتی دو منٹ رکو میں پھوپھو کو بلا لوں پھر نکاح کرنا۔

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور وہ زریش سے ہیلپ لینے کا اشارہ کرنے لگی۔

"اماں آپ کچھ تو عقل کریں بیٹی شادی کے بعد گھر آئی ہے اور آپ ایسے رو رہی ہیں کہ بس"۔ اسنے منہ بنا کر کہا تو سفینہ بیگم ہڑبڑا کر تقویٰ کا منہ چوم لیا۔

"اللہ پناہ میں رکھے میری شہزادی کو، لاکھوں میں ایک ہے اور رب پاک نے اسکے نصیب بھی سوہنے کیے ہیں سائیں سے شادی کروائی ہے مینے تو آج تک نہیں دیکھا اسے صرف نام سنا ہے، رے تقویٰ کیسا ہے میری دھی رانی"؟ پھوپھو نے اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا جس پر تقویٰ نظریں جھکا گئی۔

اسے ابھی بھی خود پر اسکی بدبودار نشے والی سانسیں محسوس ہو رہی تھی اور لبوں پر اسکی بے دردی والی حرکت کہ اسکا سارا چہرا سرخ ہو کر تمتما اٹھا۔

"ہائے ماں صدقے"۔ پھوپھو اسکے سرخ چہرے کو شرم سمجھ کر سینے میں بھینچ گئی اور زریش کی دبی دبی ہنسی فضا میں گھل گئی ۔البتہ اسکی حالت عائشہ سمجھتی اسکی آنکھیں بھر آئیں تو آہستہ سے وہاں سے اٹھ گئی۔اور روم میں آکر رونے لگ گئی۔

جسنے اتنا کچھ کیا اسکی ازدواجی زندگی اتنی آسان اور جسنے ہمیشہ سب کا بھلا چاہا سب کے مسکرانے کی جتن میں خود کو مشین بناڈالا اسکے ساتھ کیوں ایسا۔

"یااللہ یہ کیسا انصاف ہے"۔وہ ہاتھوں میں چہرا چھپا کر سسک اٹھی۔

"اپنے رب سے کبھی بھی شکوہ مت کیا کرو عاشی کیا پتا اسکے اس انصاف میں بھی ہماری بھلائی ہو"۔وہ اسکے پاس بیٹھتی اسکا سر اپنے سینے سے لگاتی بولی کہ عائشہ اتنے دنوں بعد اسے اپنے سامنے پا کر اس سے لپٹ گئی اور پاگلوں کی طرف معافیاں مانگتی رونے لگی۔

"اے کیا کر رہی ہو پاگل"؟اسکی حالت دیکھ کر تقویٰ بوکھلا گئی اور اسے خود میں سما گئی۔

"آئی لو یو تقویٰ"۔وہ اسکے گال پر کس کرتی اپنی محبت اس پر واضح کر رہی تھی کہ تقویٰ مسکرا دی۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں یہ بھائی سے کہنا چاہیے"۔اسکی شرارت پر عائشہ کی پلکیں لرز اٹھی وہ چھوٹی سی سرخ ناک سکڑتی منہ پھیر گئی۔

"تم تو ایسی کمینی ہو کہ چھپ کر شادی کر دی مجھے یاد بھی نہیں کیا"۔اسنے دکھ سے اسکی طرف دیکھ کر شکوہ کیا تو تقویٰ حیرت سے دیکھا۔

"کیا تمہیں پتا مینے کیسے شادی کی ہے؟ پھوپھو بھی شکوہ کر رہی ہیں کہ مینے انہیں شادی میں نہیں بلایا جبکہ سب جانتے ہیں کہ ایک لڑکی جب راستے سے اٹھوالی جائے تو یا تو وہ کسی کیچڑ کے ڈھیر پر ملے گی یا قید میں"۔اسنے تلخ حقیقت پسند ہو کر کہا تو عائشہ کا منہ کھل گیا

"پر دانی۔۔۔۔۔!"اسکی آواز پھنس گئی۔

"کیا دانی عاشی بتاؤ بھائی نے کیا کہا ہے سب سے"؟وہ اسکے کندھو سے تھام کر بولی۔

"صرف تمہارے بھائی نے نہیں تمہارے گاؤں کی پتا نہیں کون سی آغا جانی ہیں انہوں نے بھی کہا ہے کہ تمہارہ نکاح صائم سے کروادیا ہے اسے اسکی ماں کی چلاکی سے بچانے کیلئے"۔اسکی بات پر تقویٰ مسکرادی زخمی سی مسکراہٹ تھی لبوں پر۔

اور اسنے سارا سچ کچھ وقفے کے بعد عائشہ کو سنایا کہ ٹھنڈہ لاتی زریش بھی ششدر رہ گئی۔

"تمہیں معلوم ہے تمہارے بھائی بہت روتے ہیں رات کو بھی وہ جب اپنی فیملی کا بتا رہے تھے تو تمہارے ذکر پر انکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے"۔ عائشہ نظریں جھکائے اسے بتانے لگی۔
کیونکہ ایک نئی زندگی کی شروعات سے پہلے دانیال نے اسے اپنی ہر عادت کمزوری برائی فیملی سب کچھ سے واقفیت دی تھی کہ کل کلاں اسے کوئی گلا نا رہے۔

"جانتی ہوں وہ بہت حساس دل کا مالک ہے پلیز اسکا خیال رکھنا عائشہ وہ میرے دل کے بہت قریب ہے اور مینے جو اسکا دل دکھایا ہے تم وہاں پر اپنی محبت سے مرہم رکھ دینا کرو گی نا"؟ اسکی بات پر عائشہ نے تڑپ کر نظریں اٹھائیں تو سامنے دروازے پر کھڑی زریش کو دیکھ کر اسکی سانسیں تھم گئی۔
تقویٰ اسکی گلابی سے سپید رنگت دیکھ کر گردن گھمائی تو دروازے پر زریش آپی کو دیکھ کر وہ مسکرا دی۔

زریش کا دل کیا کھینچ کر اسے دو لگائے اتنے زخم کھانے کے بعد بھی مسکرا رہی تھی۔
وہ اسکی حالت سمجھتی ڈبڈبائی آنکھوں سے اندر داخل ہوئی کہ عائشہ نے اپنے لرزتے لبوں پر زبان پھیری۔

"مم۔۔۔میں پھوپھو کے پاس جاتی ہوں"۔ ہاتھ مسلتی اپنی ابتر سانسوں کے درمیان آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کترائی سی وہاں سے بغیر تقویٰ کی سنے نکل آئی۔

"اسے کیا ہوا"؟؟ وہ حیرت سے بولی کہ زریش ہنس پڑی۔

"تمہارے بھائی نے ہی مشکل میں ڈالا ہے بچی کو"۔وہ جوس کا گلاس اسکے لبوں سے لگاتی بولی۔

"کیا مطلب"؟؟وہ اسکی شرارت نہیں سمجھی

"ہاہاہاہا جب سے رات کو دانیال کے روم سے آئی ہے مجھ سے اور اماں سے ایسے چھپ کر بھاگ رہی ہے جیسے ہم سی آئی ڈی کے آدمی ہوں"۔وہ قہقہہ لگا کر بولی اور تقویٰ سمجھتی اسکے کندھے پر مکہ رسید کر گئی۔

"بہت بد تمیز ہیں آپی"۔اسنے شرم دلانی چاہی پر زر کندھے اچکا گئی۔

اسکی آنکھوں میں پانی کی لکیر دیکھ کر تقویٰ آگے بڑھ کر اسے گلے لگا گئی آنسوں پھسل کر زر کے گالوں پر گرا پر وہ روئی نہیں زخمی سا مسکرا دی۔

"سن مجھے دکھ نہیں ہو رہا کہ دانیال نے ایسا کیوں کیا مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ مینے جس سے محبت کی وہ ایک مفاد پرست انسان نہیں" اسکی بات سنتے تقویٰ نے اثبات میں سر ہلایا اور آنکھیں صاف کی۔

"تم آجاؤ واپس تقویٰ جو انسان تمہیں شروع میں عزت سے رخصت نا کروا سکا اور کیا تمہیں اتنے بڑی زندگی کی راہ میں عزت دے گا، اس سے پہلے بہت دیر ہو جائے لوٹ آئو"۔وہ اسکا چہرا تھام کر بولی تو تقویٰ سر ہلا گئی۔

"بس کچھ وقت آپی اسکے بعد آجائوں گی"۔وہ گہری سوچ میں ڈوب کر بولی اور زریش اسے دیکھ کر خاموش رہ گئی۔

"ابھی وہ ہنس کرمیری عزت کو چٹکیوں میں اڑا رہا ہے جب وہ آنکھوں پر رکھے گا چیکھے گا چلائے گا تب معلوم پڑے گا تقویٰ کیا تھی"۔ اسنے روتے ہوئے اپنی آنکھیں مسلیں اور زریش نے اسے خود سے لگالیا۔
ابھی وہ اپنے ڈاکومنٹس بکس لیکر بیٹھی ان سے باتیں کررہی تھی کہ باہر سے تیز تیز ہارن گاڑی کا بجنے لگا۔

"یہ کون ہے بدمعاش"؟؟ پھوپھو نے ناگواریت سے پوچھا کہ تقویٰ چادر سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پھوپھو جان وہ ہیں"۔ وہ آہستہ سے بولی پھوپھو کچھ حیران ہوئی پر حیریت چھپا گئی۔

"اچھا اچھا بچہ شاید جلدی میں ہے پہلے اسے یہاں بلا میں ملنا چاہتی ہوں"۔ پھوپھو خوشی سے کہتی اٹھیں تقویٰ سر ہلا گئی۔

"آپکو پھوپھو جان بلا رہی ہیں"۔۔۔!!!وہ دروازہ کھول صائم سے بولی جو گاڑی سے نکل کر بیل بجانے والا تھا۔

"اور جو تمہیں میں بلا رہا ہوں اسکا کیا"؟ اسنے اسکی گال کو چھو کر نثار ہونے والی نظروں سے دیکھکر کہا۔
تقویٰ اسکا ہاتھ جھٹک کر اسکی پہنچ سے دور ہوئی اور اندر بڑھ گئی۔ ناچار منہ بنا کر اسے بھی پیچھے آنا پڑا اپر آنے سے پہلے ہی وہ منہ میں فریش مائوتھ والی پڑی کھانا نہیں بھولا اور پر ہتھیلی پر پھوکیں چھوڑ کر منہ کی بدبو چیک کرنے لگا اور یہ سب دیکھتی تقویٰ کی آنکھوں میں افسوس پھیل گیا۔

جس پر صائم نے دیکھتے آنکھ دبائی۔

وہ اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں سیٹ کرتا جیکٹ کے بٹن بند کرتا شریف لڑکا بن کر اندر داخل ہوا۔

کیونکہ گاؤں کی صورتحال اور تقویٰ سے اسکی شادی کی باتوں سے رضا اسے آگاہ کر چکا تھا۔

"السلام علیکم "۔وہ سلام کرتا اندر داخل ہوا اور پھوپھو تو اسے دیکھ کر نہال ہو گئی۔

"وعلیکم السلام "۔ پھوپھو نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور وہ اسکے لئے سر کو خم دے گیا۔
زریش اسے دیکھتی حیران تھی کہ اس طرح کا لڑکا کیا ایسا ہو گا عائشہ خاموش سی پاس کھڑی تھی۔

کچھ دیر کھڑے کھڑے حال احوال کے بعد وہ ان سے اجازت لینے لگا اور پھوپھو نے کھانے پر اسرار کیا پر وہ انکار کر گیا۔

"نہیں کھانا ہم اپنے سالے صاحب کے ساتھ کھائیں گے کسی دن ابھی اجازت دیں پھوپھو جان "۔وہ تمیز تہذیب کی حد پھلانگ گیا کہ زریش نے دانت پیسے۔

"ضرور ضرور بیٹا سائیں "۔وہ مسکرائیں۔

"پلیز آپ سائیں نا کہیں (یہ تو صرف میری مولانی کیلئے ہے)اور آپ سے باتیں کر کے ایسا لگتا ہے پھوپھو جان کہ آپ بہت ہی خیال رکھنے والی خاتون ہیں پلیز ذراسی ہدایات میری ناسمجھ بیوی کو بھی دے دیں وہ بالکل میرا خیال نہیں رکھتی اس

غریب بچے کی دعا لگے گی"۔ وہ معصومیت سے سر جھکائے کہتا بغیر کسی کی طرف دیکھے تینوں کو ہکا بکا چھوڑ کر تقویٰ کے پاس آیا اور اسکے ہاتھ سے بیگ لیتے اسکی انگلیوں پر اپنا دبائوں چھوڑتے شرارت سے آنکھ دبا کر وہاں سے نکل گیا کہ اسکے پیچھے کھڑی عائشہ اور زریش نے نظریں جھکا دیں۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں تقویٰ بیٹا مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی میری بیٹی میری تربیت کا کچھ خیال کر شوہر کو شکایت کا موقعہ نہیں دینا چاہیے گناہ ملتا ہے"۔ پھوپھو اسکے پاس آتی اسے سمجھانے لگی اور بھی بڑا سا لیکچر دے دیا کہ تقویٰ خاموشی سے سر ہلاتی گئی۔

"میں کرتی ہوں انکا خیال پھوپھو"۔ وہ منمنائی

"اچھا جب وہ آئندہ آئے تو اسے شکایت کا موقعہ نا ملنا چاہیے شاباش میری بچی"۔ انہوں نے ماتھا چومہ

"آ جائو تقویٰ مجھے پھر آفس جانا ہے"۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولا کہ پھوپھو جان تو نثار ہو گئی۔

"ماشاءاللہ اتنا اچھا بچہ ہے کہ مجھے بالکل بھی اب فکر نہیں ہو رہی تیری جا میری دھی رانی اسے کام سے دیر ہو رہی ہے"۔
لب بھینچ کر وہ سر ہلاتی زریش سے ملی اور عائشہ کے پاس آئی جسکی آنکھوں میں پانی تھا۔
تقویٰ نے اسکے گال پر کس کیا اور آنکھیں صاف کیں۔

"اپنا اور میرے بھائی کا خیال رکھنا میری جان"۔وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی بولی اور اس منظر نے پھوپھو کو مسکرانے پر مجبور کردیا۔

"ہاں بول"!وہ مسکراتی اسے گدگدانے لگی کہ وہ ہنستی سر ہلا گئی گئی۔اور تقویٰ ان سے ملکر باہر نکلی۔

جہاں وہ لبوں میں سگریٹ دبائے پہلے سے کھڑا تھا

دروازہ بند کرنے آئی زریش اسکے کھلے جیکٹ لبوں میں سگریٹ فولڈ بازو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔
تقویٰ ہاتھ ہلاتی خدا حافظ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

"کلاس لگی"؟؟اسے چادر منہ کے آگے درست کرتے دیکھ کر وہ بولا تو تقویٰ خاموشی سے نفی کرنے لگی وہ اسکے اس طرح کے انداز پر بدمزہ ہوگیا۔

"تم تو ایسے ری ایکٹ کررہی ہو جیسے میں مر گیا ہوں"۔اسنے آنکھیں گھما کر گاڑی کی تیز اسپیڈ دی کہ وہ گھبرا کر اسکا بازو تھام گئی۔
اسکی رنگت دیکھ کر وہ انجوائے کرتا قہقہہ لگا اٹھا کہ اچانک سے سامنے آتی گاڑی پر تقویٰ کی چیخ نکل گئی۔

"سائیں۔ں ں۔۔۔۔۔!!

*__________________________*__________________________*

اسکی چیخ سنتے صائم نے اچانک بریک لگایا اور تقویٰ کے سامنے اپنا بازو پھیلا کر اسے سیٹ سے لگا دیا کہ وہ سیف رہے۔
وہ سرد سانس خارج کرتا اسے دیکھنے لگا۔
اور تقویٰ کی تو رنگت زرد پڑ گئی کہ وہ آنکھیں میچی گہرے سانس بھرنے لگی۔

اسکی بگڑی حالت دیکھتے وہ خونخوار نظروں سے سامنے موجود گاڑی کو دیکھنے لگا جسنے بھی بروقت بریک لگایا تھا ورنہ آج تباہ کن ایکسیڈنٹ ہو جاتا۔

"اسکی تو میں!! سالے"۔۔۔۔! طیش میں سرخ آنکھوں سے وہ گاڑی کا ڈور کھول کر باہر نکلنے لگا، ارادہ آج اس انسان کو ہاسپٹل تک کی مہلت نا دینے کا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں غلطی تمہاری تھی کہاں جا رہے ہو"؟ ہوش میں آتی تقویٰ جلدی سے اسکا بازو پکڑ گئی جس پر غصے سے صائم نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا اور پانیوں سے بھیگی آنکھوں میں۔

"شٹ اپ"۔ وہ دھاڑا اور اپنا بازو چھڑوایا۔

"غلطی اس حرامخور کی تھی سالا سامنے وہ خود آیا تھا"۔ ڈیش بورڈ پر ٹھا سے اپنا ہاتھ مارتے وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا جزباتی انسان جو ٹھہرا۔

"تو آپ کی کیا غلطی تھی؟ دیکھا نہیں کیسے تیز گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے وہ بھول گئے"؟ آنکھیں پونچھتی وہ اس پر غصہ ہوئی
۔
تقویٰ کا دل خوف سے دھڑ دھڑ کر رہا تھا اور صائم کے دل میں صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی "سائیں "(یہ لڑکی مجھے سائیں کہہ کر مار دے گی) وہ پاگل سا ہو رہا تھا دل کر رہا تھا کھینچ کر اس مغرور لڑکی کو سینے میں چھپا دے اور کہیں دور لے جائے جہاں اسکی کوئی زیادتی اسکا کوئی برا پاسٹ نا ہو۔

"ہٹا سامنے سے "۔۔۔!!وہ دانت پیس کر سرخ چہرے سے اسکی درگت بنانے کی خواہش دل میں دبا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ورنہ تو آج بہت بڑا ہنگامہ ہوتا اگر مولانی ساتھ نا ہوتی۔

دو منٹ کے بعد انکا راستہ صاف تھا۔
وہ آدمی اسکے پاس سے گذرتا بہت کچھ بکتا جا رہا تھا جس پر صائم کا پارہ ہائے ہو گیا۔

"رک سالے ابھی تجھے دیکھتا ہوں"۔وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتا جب تک وہ آدمی گاڑی اڑا کر وہاں سے لے گیا اور صائم نے غصے سے تقویٰ کو گھورا سب اسکی سوں سوں کی وجہ سے ہوا۔

غصے بھری گھوری اسکی بھیگی آنکھوں پر ڈالکر اسنے گاڑی اسٹارٹ کی اور ایک بار پھر ہوائوں سے ریس لگاتا وہ اپنے اندر اٹھتے شعلے دبانے لگا۔

"چھرا تو یاد تھا اب صرف ہاتھ لگ جائے ہڈی پسلی کمینے کی ایک کر دوں گا"۔ اسنے دل ہی دل میں عہد کیا اور گیٹ کے کھلتے ہی اسنے گاڑی پورچ میں روکی۔

گاڑی کے رکتے ہی وہ آنکھیں چادر سے صاف کرتی نکل کر اندر کی طرف بھاگی کہ اسکی اسطرح کی حرکت پر وہ ہنس کر رہ گیا ۔

"کیا ہوا"؟ راہداری سے گذرتے تقویٰ کو لائونج میں رکتے دیکھ کر اسکے سر کو دیکھتے پوچھا اور پھر نظریں سامنے اٹھائیں تو ساکت رہ گیا۔

سامنے ہی ان دونوں کی آمد سے بے خبر مسز ہانیہ انجان مرد تقریباً اٹھائیس سالہ لڑکے جو کہ صائم کے ہم عمر تھا اسکے ساتھ چپکی بیٹھی تھی اور اسکا حلیہ جس پر بھٹک بھٹک کر اس لڑکے کی نظریں جا رہی تھی سلیو لیس بلائوزر جس پر رس نما ساڑھی کا پلور کھا گیا تھا اسٹائل سے اور وہ فائل دیکھتی اسکے پاس ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہنس ہنس کر اسکے ساتھ فری ماحول میں باتیں کر رہی تھی۔

جہاں صائم کا اندر بیٹھا حیوان انگڑائیاں لیکر خون خرابے کیلئے بیدار ہوا تھا وہیں تقویٰ نظریں چراتی صائم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھام گئی۔

جانتی تھی ابھی جو باہر کے اس آدمی کی گالیوں کا غصہ ہے وہ اس پر نا نکالے، تھا ایک جزباتی انسان کہ مرنے مارنے سے نا جاتا۔

صائم کے اندر آگ بھڑک رہی تھی اسکا انگ انگ جل کر خاک ہو رہا تھا اپنی ماں کو کسی غیر کے ساتھ اس طرح کی گری ہوئی بے تکلیفی میں دیکھ کر۔

وہ ارادہ باندھ کر بیگ نیچے رکھا آج یہ قصہ ہی ختم کرنے آگے جاتا کہ ایک نرم سے ہاتھ نے اسکی آگ کو اپنی ٹھنڈک میں لپیٹنا چاہا۔ اور اس پر پورے استحقاق سے پکڑ مضبوط کر لی۔

"السلام علیکم"۔۔۔!! وہ گلا کھنکھارتی سلام کرنے لگی کہ آواز پر مسز ہانیہ نے چونک کر نظریں اٹھائی اور خود کو لہولہان نظروں سے گھورتے صائم پا کر اور اسکے ساتھ کھڑی اسکی بیوی کو دیکھ کر ایکدم ہوش میں آتی اپنی ساڑھی کو پلو درست کر گئی اور سیدھے طریقے سے بیٹھ گئی ساتھ بیٹھا اسکا نیو سیکرٹری بوکھلا کر کھڑا ہوا اور مودب سا مسز ہانیہ کے سامنے آ گیا۔

"کون ہو تم"؟؟ انکے اچانک شرافت کے چولے پر وہ آگ بگولہ ہو گیا۔

اسکا دل کر رہا تھا دھاڑے مار کر روئے اور اپنی ماں کو جھنجھورے کہ کیسی عورت ہو تم؟؟

اسکا دل کر رہا تھا کہ تقویٰ کو واپس بھیج کر رات کو سارے گھر میں آگ لگا دے اور اس میں خود بھی جل جائے۔

وہ تقویٰ کا ہاتھ جھٹک کر آگے بڑھا اور اسکے بڑھتے قدموں کو دیکھ کر جہاں مسز ہانیہ کا رنگ پھیکا پڑا تھا وہیں سیکرٹری خوف سے کبھی اسے دیکھتا تو کبھی مسز ہانیہ کو۔

تقویٰ اپنے ہاتھ کے جھٹک جانے پر تڑپ اٹھی اور وحشت بھری آنکھوں سے صائم کی پشت کو دیکھنے لگی۔

جسکے ابھی تک اپنے بھائی کی مار والے زخم نہیں بھرے تھے پھر کیا کرنے جا رہا تھا۔

"سیکرٹری ہوں میڈم کا اور کچھ سائن لینے آیا تھا میڈم سے"۔ وہ اپنا خوف چھپا کر پورا اعتماد سے بولا۔

"گالی"۔۔۔ ایسے سائن لیتے ہیں کمینے سالے تیری تو میں"۔۔۔۔۔!! وہ دھاڑتا بپھرے شیر کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا کہ مسز ہانیہ اسکے وحشی انداز پر چیخ کر کھڑی ہوئی اور خوفزدہ سی دونوں کو گتھم گتھا دیکھنے لگی۔

وہی حالت تقویٰ کی تھی اسکا دل کر رہا تھا کہ اتنے تھپڑ مارے اس عورت کو جس نے اپنے اولاد کو کیا سے کیا بنا دیا تھا مزید کچھ نہیں تو اچھی تربیت ہی کر دیتی یا اپنے غلاظت والے کام ہی اس سے چھپا لیتی۔

"صائم بس کرو"۔ وہ زبیر جو اسکا سیکرٹری تھا اسے نیچے گرا کر اسکے منہ پر مکوں کی بارش کرتے دیکھ کر مسز ہانیہ نے چیخ کر اسے پیچھے دھکا دیا۔

اسکا سیکرٹری نڈھال سا صائم کے اوپر ہٹنے پر روتا ہوا کھڑا ہوا۔

"مجھے کیوں مار رہے ہو اپنی ماں کو سنبھالو جس سے اپنی جوانی نہیں سنبھلی جا رہی میں تو سائن لینے آیا تھا انہوں نے ہی مجھے پاس بیٹھا کر نظارے دیکھائے تو ایک مرد کیا کر سکتا ہے"۔ وہ نیچے پڑے صائم پر چیختا اسکے اٹھنے سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ گیا

۔

"کون سی مردانگی دیکھارہے ہو تم اپنی بے غیرت انسان کوئی گھر آئے مہمان سے اس طرح برتاؤ کرتا ہے مڈل کلاس لڑکی سے شادی کر کے تمہاری سوچ بھی ان مڈل کلاس لوگوں جیسی ہوگئی"۔ مسز ہانیہ روتی ہوئی اس پر دھاڑی جس کی آنکھوں سے مانو لہو ٹپک رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اگر آج کے بعد مجھے یہ بندہ آفس یا یہاں کے آس پاس ملا تو اسکی زندگی کی خیر نہیں ساتھ میں آپکی بھی"۔

ہونہہ۔۔! کر کے سنتی مزید اسے بددعائوں سے نوازتی خوف سے وہاں سے نکل گئی اور اپنے روم میں جا کر دروازہ بند کر دیا۔
وہاج صاحب ایک میٹنگ کیلئے دبئی گئے ہوئے تھے اور گھر میں وہ اکیلی تھی جب زبیر اسکا نیا سیکرٹری آیا۔
اور تنہائی میں اگر شیطان غالب آگیا تو اس میں اسکا کیا قصور ہے۔ وہ روتی ہوئی اندر اسے بری طرح اپنی بھڑاس نکالتی اسے کے مرے ہوئے باپ سے لیکر اسکے خاندان تک کو نہیں بخش رہی تھی۔
دکھ اسے ایک تو یہ تھا کہ اس دوٹکے کی لڑکی کے سامنے اسکی عزت مٹی میں مل گئی دوسرا وہ زبیر سے کیسے نظریں ملائے گی۔

"اگر یہ منحوس لڑکی نا آئی ہوتی اسکی زندگی میں تو وہ کبھی اس وقت گھر میں نا آتا بلکہ کئی کئی دن غائب رہتا پر اب تو جیسا مرا پڑا رہتا گھر میں"۔ سوچتی اسکی غلیظ زبان کا رخ اب تقویٰ کی طرف ہو گیا تھا۔
یہ بھی ڈر تھا کہ اگر وہاج آئے اور انہیں معلوم پڑ گیا تو۔

صائم ساکت سا اس لڑکے کی باتوں کے زیر اثر پڑا رہا کہ روتی ہوئی تقویٰ اسکی حالت پر پاس آئی۔

وہ سمجھ سکتی تھی اسکی اندرونی کیفیت کہ کس طرح پل صراط سے گذر رہا ہے۔

"سائیں"۔۔۔!پاس بیٹھ کر اسنے صائم کا بازو تھاما جس پر وہ ہوش میں آکر اسے دیکھنے لگا۔

"دور رہو مجھ سے نہیں ہوں میں سائیں بہت برا ہوں میں بے غیرت ہوں جو اس مار نہیں سکتا"۔۔۔!!وہ اسے دھکا دیتا دھاڑتا اٹھ کر وہاں سے نکلا اور سیڑھیاں پھلانگتا اپنے روم میں آکر الماری کھول کر وہاں سے بوتل نکالتا پوری بوتل کو منہ سے لگا گیا۔

تقویٰ اٹھ کر چادر سنبھالتی بھاگی اسکے پیچھے آئی پر روم کے دروازے پر آکر اسکے پاؤں ٹھٹھک گئے۔
جہاں وہ ایک ایک چیز روم کی توڑتا چیختا پاگل ہو رہا تھا۔

"سائیں"۔۔۔۔!وہ تڑپ کر پکارنے لگی کہ واس نیچے پھنکنے کیلئے اٹھاتا صائم پھر سے ٹھٹھکا۔
"کہا نا نہیں ہوں میں سائیں کیوں سمجھ نہیں آتا تمہیں"۔۔!!اسنے دھاڑ کر وہ کرسٹل واس دیوار پر مارا کہ ٹھاا کی آواز پر آنکھیں میچتی سہم کر تقویٰ نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

اسی لمحے صائم نے بھی اسکی طرف دیکھا اور بوتل پھر سے منہ سے لگا دی۔
وہ دروازے پر کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی اور وہ کسی روتے بسورتے ضدی بچے کی طرح ہر چیز اپنے غصے میں توڑ رہا تھا یہاں تک کہ اپنے لائے ہوئے پرفیوز اور اسکے بھی اٹھا کر دیوار پر مارنے لگا۔

کچھ دیر میں جب خاموشی ٹھہری تو تقویٰ نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں اور اندر دیکھا تو وہ دیوار پر سر ٹکائے رو رہا تھا شاید۔

وہ اپنے آنسوں صاف کرتی احتیاط سے اندر داخل ہوئی اور دروازہ بند کرتی مڑی اسے ڈر بھی لگ رہا تھا اور ترس بھی آرہا تھا
۔

بیک وقت کئی کیفیت کے ساتھ وہ اندر آئی کہیں کوئی کہہ رہا تھا لوٹ جا تو کوئی کہہ رہا تھا ذرا سا سنبھال لے۔
اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اس وقت کیا کہے جبکہ کہ وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا۔

اسکے پاس ہی نیچے پڑی بوتل سے غلیظ مشروب بہہ رہا تھا اور روم میں اسکی بو چاروطرف پھیل گئی تھی کہ اسے اپنے ناک پر ہاتھ رکھنا پڑا۔

وہ چلتی بیڈ پر بیٹھی کیونکہ اسکی ٹانگوں میں اتنا سب کچھ دیکھنے کے بعد ذرا سی جان نہیں بچی تھی اگر وہ تھوڑا سا چلتی تو ضرور ان بکھرے کانچ پر گر جاتی۔

لبوں پر زبان پھیرتی تقویٰ اسکی پشت کو دیکھنے لگی جو اب ساکت تھا۔ کہ اچانک اس میں حرکت پیدا ہوئی اور اسنے اپنا رخ موڑا۔

تقویٰ کی اس پر ہی نظریں تھی اور اسکے رخ اپنی طرف کرنے پر اسکی سانسیں خشک ہوگئ۔
بھیگی سی سرخ نیلی آنکھیں اس قدر وحشت سے بھری تھی کہ اسے لگا اسکا دل خوف سے پھٹ جائے گا۔

بکھڑا حلیہ بکھری حالت لبوں کے پاس سے نکلتا خون آستین سے صاف کرتا اسے چیخنے سسکنے پر اکسانے لگا پر وہ ہمت کیے اپنے دل کو مضبوط کیے ویسی ہی بیٹھی رہی جب وہ اپنا بھاری بوٹ میں قید پاؤں قالین پر دھرتا اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔
اسکے قدم اپنی طرف دیکھ کر تقویٰ بند ہوتے دل سے بیڈ پر پیچھے کھسکی۔
"سس۔۔۔سائیں"۔۔۔۔!!وہ اسکے بیڈ پر اپنے پاس بیٹھنے پر مزید پیچھے ہوتی سسک اٹھی اسے لگا اب وہ اسے مارے گا یا اس پر اپنی وحشت اتارے لگا پر اگلے لمحے جو ہوا وہ اسکی سانسیں بند کر گیا جب صائم نے مسکراتے اسے اپنی طرف کھینچا اور اسے اپنے دھڑکتے سینے میں بھینچ گیا۔
"بولو سائیں کی جان"!!وہ سنبھل گیا تھا اتنا جلدی سب کچھ چھپا گیا تھا واپس اپنی پہلے والی ٹون میں آتے اسے تنگ کر رہا تھا۔

کیا اس انسان کیلئے اتنا جلدی ہے خود کو چھپانا جیسے پلک جھپنے کا وہم لگے۔ ابھی وہ رو رہا تھا دیوار پر سر ٹکائے اور ابھی وہ مسکرا رہا تھا اسے خود میں بھینچے۔

"تم ڈر رہی ہو مولانی مجھ سے"؟؟ وہ اسکی گردن پر لب رکھ کر اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر بولا کہ اسکا تنفس بگڑ گیا۔

روتی ہوئی سانولی سی رنگت میں وہ اسے اتنی پر کشش لگی کہ نشے میں مدہوش اسے سنبھلنے کا موقعہ دئے بغیر ایک بار پھر اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے خود میں بھینچنے لگا جنونی بنکر۔

"چھ۔۔۔چھوڑو"۔۔۔۔! تقویٰ تڑپ گئی اور اسکے شانے پر ہاتھ مارتی اسے دور کرنے لگی۔ صائم نے اچانک سے اسے چھوڑ کر اسکا دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور ایک اپنی گردن دوسرا اپنا دل پر پنجا بنا کر رکھلیا جو دھڑک دھڑک کر رہا تھا اور اسکی دھڑکنیں تقویٰ کو اپنے ہاتھ میں منتقل ہوتی محسوس ہوئی۔

"تب تک نہیں مروں گا جب تک کوئی اپنا نا اس سینے میں گولی اتارے اور اس گلے کو نوچے تب تک ایسے ہی تمہیں بھی تڑپاتا رہوں گا اور خود بھی گناہ کماتا رہوں گا کہ وہ مجبور ہو کر مجھے بد سے بدتر موت نا دیدے"۔ وہ اس سے چادر کھینچ کر ایک سائیڈ رکھتا اسکے بالوں کو کیچر سے آزاد کرواتا اس میں اپنی انگلیاں پھنسا گیا اور اسکے سر کو جھٹکے سے اوپر کھینچ کر اسکی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھ لیے تقویٰ تڑپ کر آنکھیں میچتی اور اسکے شانوں کو تھام گئی۔

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ تمہیں بد سے بدتر موت ملے تو یہ کبھی پوری نہیں ہو گی تم صرف گناہ کمار ہے ہو تمہاری موت وہی ہو گی جو اسنے لکھی ہے باقی کی یہ تمہاری بیوقوفی ہے جس کے بنا پر تم یہ سب کر رہے ہو، اور مجھے کتنا تڑپاؤ گے کوئی تو تمہاری حد ہو گئی اور اتنا تڑپاؤ جتنا بعد میں برداشت کرنے کی ہمت رکھو"۔ وہ اپنی بھیگی بھوری آنکھیں اسکی نیلی سرخ آنکھوں میں ڈالتی کہہ رہی تھی اور صائم اسے دیکھنے لگا اسکی آنکھوں کو اسکی ناک اسکے لبوں کو اسکے بکھرے بالوں کو وہ اسے بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔
جب دیکھ دیکھ کر ہارا تو آہستہ سے اسکی گود میں سر رکھ گیا کہ تقویٰ ششدر سی رہ گئی۔

وہ اسکے بال چہرے پر ڈالے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی اپنی شیو پر رگڑ رہا تھا، کبھی اپنے لبوں پر لے جاتا تو کبھی اپنی گردن پر ماتھے آنکھوں پر۔
وہ دیوانہ ہو رہا تھا اور وہ آنکھیں جھپکے بغیر اسے دیکھ رہی تھی۔

تقویٰ سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ کیا کر رہا ہے نشے میں کبھی اسکی کلائی چومتا تو کبھی انگلیاں اپنے بالوں میں لے جاتا اور دو منٹ کے بعد جب ان انگلیوں میں حرکت نا ہوتی تو واپس اپنے چہرے پر لے آتا۔

تقویٰ کی سانسیں اتھل پتھل ہو رہی تھی اور اسنے اپنے ہاتھ کو بے جان کر کے اسکے حوالے کر دیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اسکی حرکتیں تھم گئی اور وہ اسکا ہاتھ اپنے گال پر ٹکائے اسکے گود میں آنکھیں موندیں سو رہا تھا کسی بچے کی طرح کہ تقویٰ کا دل پھٹنے کے قریب ہو گیا۔

اسکی آنکھیں بھیگی تھی جس پر تقویٰ نے اپنی انگلی کو خفیف سی حرکت دیکر اسکی موندیں گھنی پلکوں کو چھوا۔

ظہر کی اذانیں ہوئی جس پر اسنے چادر کھسکا کر اپنے سر پر ڈالی اور تکیا اٹھایا۔

اسکی گال کے نیچے سے احتیاط سے اپنا ہاتھ نکالا اور اسکا سر تکیے پر رکھا۔

کچھ دیر وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔ایک بھرپور خوبصورت مرد تھا کہ کسی بھی امیر زادی کی خوابوں کا شہزادہ ہو سکتا تھا۔

پھر اس جیسی عام سی غریب لڑکی کا مقدر کیوں ٹھہرا۔

پر کیا شہزادے ایسے ہوتے ہیں؟؟

وہ تلخی سے مسکرادی اور اذانوں کے جواب دیتی آہستہ سے بیڈ سے نیچے اتری روم کی حالت دیکھ کر اسے افسوس ہونے لگا اسکی حالت پر، جس احتیاط سے وہ روم میں آئی تھی ویسے ہی باہر نکلی کیونکہ یہاں تو سٹڈی روم کی طرف جانا کا راستہ ہی کانچ کے ٹکڑوں سے بھرا پڑا تھا۔

ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر وہ کسی ملازمہ کو ڈھونڈنے لگی روم کی صفائی کیلیئے جب برائوں ساڑھی میں لمبی سی ہیل پہنے مسز ہانیہ اسے وہاں سے گذرتی باہر جاتی نظر آئی۔

اسکے ایک ہاتھ میں کلچ تھا دوسرے میں کیز وہ بہت جلد بازی میں تھی تقویٰ اسکے جاتے ہی نیچے اتر آئی۔

"رومز کی صفائی کون کرتا ہے"؟؟ وہ کچن میں آئی جہاں ساری ملازمیں کھسر پھسر کرتی ملیں۔

"یس میم میں"۔ ان میں سے دو ہڑبڑا کر باہر نکلی اور تقویٰ انہیں اپنے روم کی صفائی کا کہتی اپنا بیگ اٹھائے روم میں رکھتی دوسرے پاس والے روم میں جانے لگی نماز پڑھنے۔
"یہ روم کیوں لاک ہے اسکی کی کیز کہاں ہیں"؟؟ وہ ملازمہ سے پوچھنے لگی روم کو لاک دیکھ کر۔

دونوں بوکھلا گئی اور ایک دوسرے کا چہرا تکنے لگی۔

" مینے کچھ پوچھا ہے"؟ انکی خاموشی پر الجھتی بولی

"میم یہ سر کے مرحوم ڈیڈ کا روم ہے یہاں کوئی نہیں جاتا میڈم تک نہیں صرف سر کے علاوہ آپ اس والے روم میں نماز ادا کریں"۔ وہ اس کے پاس والے روم کی طرف اشارہ دیتی بولی تقویٰ نے گہرا سانس بھرا اور سر اثبات میں ہلا دیا ایک نظر اس روم کے خوبصورت ڈور پر ڈالتے وہ پاس والے روم میں چلیں گئی اور وہ دونوں صائم کو سوتا ہوا دیکھ کر روم کی جلدی جلدی صفائی کرنے لگی۔

"میم کھانا ریڈی ہے ٹیبل پر لگا دوں"؟ دوسری ملازم روم کے باہر اسکا انتظار کرتی تقویٰ کے باہر نکلنے پر جلدی سے بولی وہ نفی کر گئی۔

"وہ جب اٹھیں گے تو کہہ دوں گی لگانے کیلیئے ابھی رہنے دو"۔ وہ انکار کرتی روم میں آئی جہاں ملازم گلوز چڑھا کر کانچ اٹھا رہیں تھی بڑی مہارت سے تقویٰ بیڈ پر بیٹھتی صائم کے پاس آگئی اور اسکے بالوں میں ناچاہتے ہوئے بھی کچھ دیر پہلے کی اسکی خواہش پر لب بھینچے انگلیاں چلانے لگی۔

ملازموں کے جانے کے بعد روم ایک دم چمچمانے لگا اور اپنی پہلے سی حالت میں آگیا شراب کی بو بھی چلی گئی ایئر فریشر اسپرے کرنے سے۔

وہ اتری نیچے اور صائم کے لٹکے پائوں سے بوٹ نکالتی بیڈ پر اسکے پائوں رکھ گئی اور اسے اپنی پوری طاقت سے بیڈ پر سیدھا کر کے لیٹانے لگی کہ جب وہ ترچھا ہو کر لیٹ گیا تو وہ دوسری طرف آکر اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتی اپنی طرف کھینچتی سیدھا کرنے لگی کہ پیچھے گرنا جائے اس تگ ودو میں صائم نے خمار بھری آنکھیں اچانک سے کھولیں جس پر اسکی جان تک دہل کر رہ گئی اور وہ شرم سے پانی پانی ہوتی نظریں جھکا گئی۔

وہ مسکراتا اپنا بازو اسکی کمر میں ڈالکر اسے اپنے قریب کر گیا۔

"بہت خوب مولانی"۔ وہ ہنسا اور تقویٰ سرخ ہوتی گھنی پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی۔

اسنے اسکی کمر سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا پر صائم اسکے ارادے سمجھ کر اسکے ہاتھ پر اپنی کہنی ٹکا دی۔

"مجھے ہگ کرو جیسے دولورز کرتے ہیں کم آن سائیں کی جان ہگ می"۔ وہ اسے قریب کرتا بہکے لہجے میں بولا تقویٰ کی ماتھے پر تیوریں چڑھی۔

"میں کوئی تم سے پیار نہیں کرتی چھوڑو مجھے "۔وہ اسکی کہنی کے نیچے اپنا ہاتھ نکالنے لگی کہ صائم نے تھوڑا سا زور دیا کہنی کو وہ کراہ کر رہ گئی۔

"تو میں کون سا کرتا ہوں"۔وہ اسکی کمر سے ہاتھ نکال کر اسکے سر کے پیچھے لے گیا اور اسکے سمجھنے سے پہلے اسکے سر کو اپنی طرف کھسکا کر اسکے ناک سے اپنی ناک جوڑ دی۔

اور ایک گہرا سانس بھرا کہ وہ ہڑبڑا گئی۔

"یہ کیا کر رہے ہو"؟؟وہ غصے ہوتی سر کو پیچھے کرنے کی کوشش میں نڈھال سی ہو گئی۔

"تمہاری سانسوں کی مہک بالوں کی خوشبو مجھے بہت پسند ہے!اٹس مائے سیکرٹ کسی سے شیئر مت کرنا"۔وہ ابھی نشے کی حالت میں تھا تبھی سرگوشی سے ایسی فضول ہانک رہا تھا کہ غصے خفت سے تقویٰ سے نظریں ملانا مشکل ہو گیا۔

"تمہاری طرح ہی بیہودہ سیکرٹ ہے تمہارہ"۔وہ اسے پیچھے دھکا دیتی اٹھ بیٹھی ہوئی اور صائم نے منہ بنالیا۔

"تم ایک بدمزہ لڑکی ہو مولانی پر پھر بھی یہاں ہلچل مچا دیتی ہوں"۔وہ ہنس کر بتا رہا تھا اور تقویٰ منہ پھیر کر رہ گئی۔

"تمہیں ایک مشورہ دوں"؟؟وہ اسے کھینچ کر اپنے سینے پر ڈال چکا تھا وہ مزاہمت کرتی ناکام ہو کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

"کسی سے پیار مت کرنا"۔

"کیوں"؟

"کیونکہ بہت تکلیف دیتے ہیں"۔

"کس نے تکلیف دی تمہیں؟ مینے تو صرف تمہیں ہی تکلیف دیتے دیکھا ہے"۔وہ تلخ ہوئی۔

"دیتے ہیں چھپ چھپ کر"۔اسنے درد بھری آنکھیں موندیں۔

تقویٰ نے ٹھوڑی اسکے سینے پر ٹکا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

"کس سے پیار کیا ہے"؟وہ اسکی جیکٹ کو مٹھی میں پکڑ کر اسے ہوش میں لاتی بولی۔صائم نے دھندلی سی آنکھیں کھولی۔

"ہاں کیا تھا ڈیڈ سے پر دھوکہ دیکر اکیلے چلے گئے مجھے ساتھ لیے بغیر بہت درد دیتا ہے پیار اسلئے مینے کرنا چھوڑ دیا"۔اسکی سنتے تقویٰ نے گہرا سانس بھرا۔

"تم کس سے کرتی ہو"؟؟اسنے اپنی آنکھیں تقویٰ کی بھوری آنکھوں میں گاڑیں۔

"بھائی سے"۔وہ کہہ کر اسکے سینے پر گال ٹکا گئی۔

"پہلے ہی بتا رہا ہوں مت کرو بہت پچھتاؤ گی"۔وہ اسے وارن کرنے لگا تقویٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کیا کوئی بغیر پیار محبت کے زندگی نہیں گذار سکتا"؟کچھ دیر بعد اسکی پر سوچ سی آواز گونجی ایک بار پھر تقویٰ نے اسے دیکھا پر اسکی آنکھیں بند تھی۔

"ایسا ممکن نہیں"۔

"کیوں"؟وہ جھٹ سے آنکھیں کھول گیا۔

"کیونکہ بغیر اس احساس کے انسان تو ناہو الازمی نہیں محبت صرف محبوب سے ہو یہ کس سے بھی ہو سکتی ہے یہ ایک پاک احساس ہے عشق کی پہلی سیڑھی عزت دوسری محبت اسکے بعد باقی کی سیڑھیاں طے کرکے عشق اپنی منزل تک پہنچتا ہے اور وہ بہت پاک ہے، اور جب عشق پاک ہے تو محبت بھی اسکی سیڑھی ہے یہ اپنی ماں بہن باپ کسی بھی اپنے رشتے سے ہو سکتی ہے کیونکہ یہ پاک رشتہ ہے اور ہر انسان کے اندر موجود ہے یہ احساس وہ ہے جو کبھی نہیں مرتاہاں دب ضرور جاتا ہے بے حسی میں اور بے حسی انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی تو وہ پاک احساس اس سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ اسکا رشتہ تو انسان سے ہے"۔وہ آنکھیں موندیں بول رہی تھی اور صائم لب بھینچے سن رہا تھا۔

"مطلب میں انسان نہیں"؟؟وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"کیا تم بے حس ہو"؟اسنے الٹا سوال کیا۔

"ہاں کیونکہ مجھے کسی کا درد محسوس نہیں ہوتا تو میں بے حس ہی ہوا نا"۔اسنے فانوس کو گھورتے کہا۔

"تو پھر درد محسوس کرو"۔وہ حیران تھی پتا نہیں کیسے اتنی باتیں کر رہا تھا اس سے ورنہ تو کاٹ کھانے کو دوڑتا۔

"میں کیوں درد محسوس کروں جب مجھے کوئی محسوس نہیں کرتا!میں خود ایک درد ہوں تم محسوس کرو مجھے"۔وہ کہنا لگا جس پر تقویٰ آہستہ سے اٹھ گئی۔

"اٹھ جاؤ فریش ہو کر نیچے آجائیں مجھے بھوک لگی ہے"۔ وہ چادر نما دوپٹہ درست کرتی بولی اور آہستہ سے روم سے نکل گئی اسکے نکلتے ہی صائم نے غصے سے تکیہ نیچے پھینکا۔

"پکی والی مولانی ہے خود تو عمل کرتی نہیں مجھے درس دے رہی ہے"۔ وہ کشن منہ پر بھینچ کر الٹا لیٹ گیا۔

"میم کوئی حیدر شاہ نامی شخص ہے آپکا نام لیکر بول رہا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے"۔ گارڈ مودب سا لائونج میں آتا سر جھکا کر بولا

تقویٰ نے سنتے لب بھینچ دیے۔

"کہہ دو میں ملنا نہیں چاہتی"۔ وہ کہہ کر پھر سے ایک نئے جھگڑے کا سوچتی جھرجھری لیکر ڈائننگ ٹیبل پر آئی۔
کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد جب صائم نہیں آیا تو وہ کوفت سے سانس خارج کر کے خود ہی اتنی بڑی ٹیبل پر اکیلی بیٹھی کھانا کھانے لگی اور اسکے لئے ٹرے میں اٹھا کر اوپر گئی پر کئی آواز دینے کے بعد بھی اسنے کوئی جواب نا دیا الٹا لیٹا رہا کسی ضدی بچے کی طرح۔

"حد ہے کس طرح اس درد کو محسوس کروں اتنا تو کرتی ہوں"۔ غصے سے وہ بڑبڑا کر رہ گئی اور لب بھینچ کر میگزین اٹھائے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

وقتاً فوقتاً اسکی نظریں اس پر جا رہی تھی جس کی نیلی آنکھیں اسے بازوں کے نیچے سے نظر آ رہی تھی اور وہ تیوریں سجا کر بیٹھی تھی۔

"منت سماجت میں بھی نہیں کرنے والی کھائے کھائے نا کھائے"۔

------------------------------------------------------*

نئ موبائل ملنے پر تقویٰ نے کافی بار دانیال کو کال کر کے معافی مانگنے کی کوشش کی پر ہر بار ناکام ٹھہری اسنے صرف ایک بار انجان نمبر دیکھ کر کال اٹینڈ کی تھی اور جب تقویٰ کی آواز سنی تو دوسرے ہی لمحے نمبر بلاک کر دیا کہ وہ باتھ روم میں بند ہو کر کافی دیر واش بیسن پر جھکی روتی رہی اور جب دل کا بھوج ہلکا ہوا تو آ کر بیڈ پر لیٹ گئ۔

وہ آدھی رات کہاں تھا تقویٰ نہیں جانتی تھی کافی بار دل نے کہا کہ کال کر کے دیکھ لے اور پوچھے کہاں ہوا تنی دیر؟ پر وہ کیوں ایسا کرے اسکی زندگی وہ جانے اسکا کام۔

پر جب کافی دیر بعد تقریباً ڈھائی بجے رات کو کھٹکے سے روم کا دروازہ کھلا اسکا دماغ بیدار تھا آنکھیں پر نیند کی نازک سی تہہ جمی تھی اکیلے گھر میں ذراسی آواز پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔
اور سامنے شانے پر جیکٹ ٹکائے صائم کو اندر آتے دیکھ کر اسکا پارہ ہائے ہو گیا۔

"تمہیں کچھ احساس ہے میں پورے گھر میں اکیلی ہوں اور تم اس وقت گھر آرہے ہو وقت دیکھا ہے؟ ابھی بھی نا آتے باہر ہی رہتے"۔ وہ غصے سے چیخ اٹھی۔

مسز ہانیہ پرسوں سے گئی ہوئی تھی پیرس ایک میٹنگ میں وہ بھی گھر سے غائب تھی وہاج صاحب تو دبئی گئے تھے ان سے ایک دن پہلے، رہ گئے اس محل نما گھر میں صرف وہ اور صائم جو پچھلے دن سے جیسے دردنا محسوس کرنے پر منہ بسورے گھوم رہا تھا ویسا ہی تھا کہ اس سے ٹھیک منہ سے بات نہیں کر رہا تھا۔

عجیب بچوں جیسا برتائو ہو گیا تھا اسکا۔

اب کیا چاہتا ہے کہ وہ اسے منائے یا ضد پورا کرے۔

کبھی تو سوچ کر بے ساختہ ہنسی آجاتی تو کبھی غصہ۔

صائم نے سرد نظروں سے دیکھا اور جیکٹ ایک سائیڈ ہینگر میں دوسرے جیکٹ کے ساتھ ہینگ کرنے کے بجائے نیچے پھینک دیا۔

"تم میں ذرا سی تمیز نہیں"۔ اسکی حرکت دیکھ کر وہ اٹھ کر دانت پیستی اسکا جیکٹ اٹھا کر اسے ترچھی نظروں سے دیکھتی جو کہ بیڈ پر بیٹھا شوز پائوں سے اتار رہا تھا تقویٰ نے جلدی سے اسے ناک کے قریب کیا اور اس سے بو سونگھنے لگی جہاں صرف اسکی کلون کی خوشبو کے علاوہ کسی لڑکی کے پرفیوم کی خوشبو نہیں تھی کہ وہ سکون کا سانس لیکر مسکرا دی۔

اسے اپنے عمل پر شرمندگی نہیں ہورہی تھی کیونکہ جس شخص کیلیئے اپنے بھائی کا دل دکھایا ہے جس کی وجہ سے اپنی عزت گنوائی ہے وہ ایسے ہی بے فکر گھوم رہا تھا کہ آیا طلب پوری کی اور چلا گیا ایسے رہا تو وہ صرف اسکا کھلونا بن جائے گی جو وہ کبھی نہیں بن سکتی۔

اسے اپنا احساس دلائے گی تبھی تو اسکے اندر احساس جاگے گا ورنہ تو وہ ویسا ہی رہے گا تو کیا فائدہ اتنی قربانی دینے کا۔

"کھانا لائوں"؟؟ مسکرا کر وہ اسکے پاس آئی اور اسکے شوز اٹھا کر شوز رینک میں رکھے۔

صائم نے گھور کر اسے دیکھا "یہ کون سا نیا ناٹک تھا"۔ وہ سوچ کر سگریٹ کا پیکٹ جیب سے نکال کر ایک لبوں میں دبا گیا۔

"یہ حرکت مت کرنا ورنہ میں بھول جائوں گا کہ تم کون ہو"۔ تقویٰ کا اپنے سگریٹ کی طرف بڑھتا ہاتھ دیکھ کر وہ غرایا کہ اسکا دل سہم گیا اور اسنے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"کھانا لائوں آپکے لئے"؟؟ وہ نیچے بیٹھ کر اسکے پائوں سے سوکس اتارنے لگی ایک پل کو تو صائم کا منہ کھلا پھر اس سب کا مولانی کی چال سمجھ کر وہ اپنے پائوں پیچھے کر گیا۔

تقویٰ نے اسکی ٹانگ پکڑ لی اور کھینچ کر زبردستی سوکس اتارے۔

"کھانا لائوں آپکے لئے"؟ وہ تیسری بار پوچھنے لگی پر پھر بھی اسنے کوئی جواب نا دیا کہ اسکا دل ہارنے لگا پر نہیں وہ ہمت نہیں ہار سکتی۔

وہ مسکراتی نظر اس پر ڈالکر اسکے لئے کپڑے نکالنے لگی۔

"چلیں فریش ہو جائیں تب تک میں آپ کے لئے کھانا لاتی ہوں"۔وہ اسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے لگی کہ صائم نے اپنا بازو جھٹکا۔

"سوتے ہوئے دورے پڑیں ہیں کیا"؟؟وہ تمسخرے سے بولا تقویٰ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کیوں شوہر کے کام کرنے پر دورے پڑتے ہیں"۔وہ اسکی شرٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتی خالصاً بیوی لگ رہی تھی۔

"اوہ تم بھول گئی ہو مولانی تو یاد دلا دوں مینے تمہیں اغوا کر کے نکاح کیا تھا بھول گئی جب تم کہہ رہی تھی پلیز چھوڑ دو پلیز جانے دو میں تم سے سیدھے سے شادی کیلیئے تیار ہوں ہاہاہا"وہ کہتا اسکے زخم ہرے کر کے قہقہہ لگا اٹھا کہ تقویٰ خاموشی سے اسے ہنستے ہوئے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا اتر گیا دورہ"؟؟اسکا پھیکا رنگ دیکھ کر وہ کھکھلا اٹھا۔

تقویٰ نے آنسوں پیے اور جبراً مسکرائی۔"ایسا کچھ نہیں میں تو اپنا فرض نبھا رہی ہوں"!!وہ نظریں جھکائے بولی۔

اسنے ٹھٹھک کر اسکے جھکے سر کو دیکھا۔

اور غصے سے ٹھوڑی پکڑ کر چہرا اونچا کر گیا"یہ سب کیا ہے"؟؟وہ اسکے منہ پر غرایا تقویٰ جسکا کوئی اثر نا لیا۔

"کھانا ایک بیوی کے فرائض ہوتے ہیں وہ ادا کر رہی ہوں"۔ اسکے کھوکھلے جواب پر وہ اسکے جبڑے پر پکڑ سخت کر گیا۔ کہ اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئی اور وہ پانیوں سے بھری آنکھیں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

اسنے غور سے دیکھتے ایکدم ہی جھک کر اسکے لبوں کو اپنی سخت پکڑ میں قید کر لیا کہ وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

صائم نے آہستہ سے اسکی کمر کو پکڑا اور اسے اپنے قریب کرتے سینے سے لگا گیا کہ تقویٰ سانسیں رکنے پر اسے دور کرنے کی تگ و دو میں لگ گئی۔ اسکے لب اب اسے آزاد کر کے اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے موتیوں کو چن رہے تھے۔

"اب بتاؤ وہ میری زیادتی جس کی سزا دینے کیلئے تم میرے پاس ٹکی ہو اسکا کیا کرو گی اور وہ جو تمہاری عزت کو چٹکیوں میں اڑایا اس پر اتنی جلدی معاف کر دو گی کیا تم لڑکیاں اتنی جلدی اپنے ساتھ کی گئی زیادتی بھلا دیتی ہیں"؟؟ تقویٰ نے سرخ نظروں سے اسے گھورا دل کر رہا تھا ابھی بتائے اسے کہ ہم قیامت تک سسکتی رہتی ہیں تم جیسو کی زیادتی پر پر ہمارے لئے کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہمیں رشتوں کی زنجیروں یا بے بسی کی موت مارا جاتا ہے۔ پر نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی ہاں اسکا جواب وقت پر ضرور دے گی۔

"کون سا کھیل' کھیل رہی ہو میرے ساتھ"؟؟ وہ اسکے جواب نا دینے پر غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا اور اسے بازوئوں سے سختی سے جکڑ لیا۔

"وہ سب مینے اپنا نصیب مان لیا ہے"۔ وہ اپنا سانس بحال کرتی پھر سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی بولی کہ صائم کو لگا وہ پاگل ہو جائے گا۔

کیوں ڈر لگ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا پر کافی ڈر لگ رہا تھا اسکے انداز سے۔

"اگر اس بار میرے ساتھ غلط ہوا تو میں تو مروں گا پر زندہ کسی کو نہیں چھوڑوں گا کسی کو بھی"۔ وہ چیختا لہو آنکھوں سے اس سے دور ہوتا روم سے نکل گیا۔

"سائیں"!! وہ اسکے پیچھے آئی پر وہ آستینوں سے اپنی لہو ہوتی آنکھیں صاف کرتا اپنے ڈیڈ کے روم میں بند ہو گیا اور اندر سے دروازہ لاک کر دیا۔

"دروازہ کھولیں"!! وہ دروازہ پیٹتی منت کرنے لگی پر اندر بالکل سکوت چھا گیا جیسے کوئی اندر گیا ہی نا ہو۔
وہ تھک کر واپس روم میں آئی اور اپنا منہ صاف کرتی بیڈ پر گر گئی۔ "میں تم سے بدلہ نہیں لے رہی کیونکہ اسلام میں بدلہ حرام ہے میں تو صرف تمہیں احساس دلاؤں گی بس اور اپنی راہ لے لوں گی"۔ وہ کہہ کر آنکھیں موند گئی۔

فجر کے قریب اسکی آنکھیں کھلی نماز کیلئے تو سامنے ہی اسے سویا پایا۔

وہ مسکرا دی اور اسکی گال پر ہاتھ رکھا۔
جسے اچانک ہی بری طرح صائم نے جھٹک دیا۔
"مجھ سے کوئی کھیل مت کھیل مولانی ورنہ مجھے انسان سے جانور بننے میں دیر نہیں لگے گی"۔ وہ شاید ساری رات نہیں سویا تھا جس وجہ سے نیلی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے اور لب آپس میں سختی سے بات کرنے کے بعد پیوست۔
"آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں سائیں لازمی نہیں سب آپکو زخم دینے کیلئے آپ سے کھیلیں میں ایسا کچھ نہیں کر رہی"۔
اسکی پشت دیکھ کر وہ قریب آتی سر اسکے بازو پر رکھ کر دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں ڈال دیا کہ دھڑکتے دل کے ساتھ صائم نے گہرا سانس بھرا۔

"میں تمہیں تمہارے کھیل میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گا"۔ اتنے سکون کے باوجود وہ اسکا ہاتھ جھٹک گیا اور اسے پیچھے دھکا دیتے جلتی آنکھوں پر تکیہ بھینچ گیا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ سے کھیل کھیل رہی ہوں"؟؟ وہ اسکے منہ سے زبردستی تکیہ ہٹا کر اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔

وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں اور ڈیڈ بھی کہتے تھے لڑکی اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کبھی نہیں بھولتی اور انہیں تکلیف نہیں دینی چاہیے ورنہ وہ جب تک آنسوں بہاتی رہیں گی تب تک اس انسان پر غذاب نازل ہوتا رہے گا، اور میں یہ بھی جانتا ہوں تم میری کمزوری جان کر مجھے چوٹ پہچانا چاہتی ہو پر تم بھول گئی ہو میں صائم ہوں صائم زیدی میر وہاب نہیں جو عورت کے عشق میں گودے گودے ڈوب کر خود کو موت کے حوالے کر گیا"۔ اسنے اسکا ہاتھ بالوں میں سختی سے پکڑ کر اسے پیچھے پھینکا کہ اسکے بازو میں تیز شدت بھری ٹیس نکلی اور صائم اس پر خونخوار نظر ڈالکر اسکے نکالے ڈریس کو ہینگر سے نکال کر زمین پر پھینکتا پائوں تلے مسلنے لگا اور اس پر تمسخرے بھری نظر ڈالکر اپنا ڈریس نکالتا باتھ روم میں بند ہو گیا۔

"کب تک صائم زیدی۔۔؟؟ تم بہت احساس ہو اور احساس جذبے بہت جلد پگھلتے ہیں! لازمی ہے مجھے بھی اپنی ماں کے ساتھ شمار کرو ہو سکتا ہے میں تمہیں سنوار دوں"۔ سوچ کر اسنے اپنی ناک کو انگلی سے چھوا۔

یہ اسکے پکے ارادے کی علامت تھی۔

جس سے زریش دانیال باخوبی واقف تھے۔

"کیا پھر سے دورے پڑ گئے ہیں سوچ کے؟ مرنے نہیں چلنا"؟ تولیے سے سر پونچھتے وہ باہر آیا اور اسے ویسے ہی بیٹھا دیکھ کر غصے سے بولا کہ تقویٰ نے چونک کر دیکھا۔

"نہیں ابھی نماز پڑھنی ہے آپ بھی پڑھ لیں ساتھ ٹھیک وقت پر اٹھے ہیں"۔ وہ اسے دعوت دینے لگی جسے نظر انداز کرتا وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے آیا پر وہاں کوئی پرفیوم یا کچھ بھی موجود نہیں تھا۔
اسے غصہ آنے لگا "جب اس گھر میں کچھ بھی موجود نہیں تو یہ گھر آباد کیوں ہے"۔ اسکی دھاڑ پر تقویٰ کو ہنسی آ گئی۔

"سائیں شاید آپ ہی سب کچھ توڑ پھوڑ چکے ہیں غصے میں"۔ وہ اسکے پاس آتی برش اٹھا کر بالوں میں پھیرتی ٹیبل کی دراز سے اسکا بچا ہوا پرفیوم جو ملازمہ نے اٹھا کر دیا تھا کہ خوش قسمتی سے بچ گیا ہے تقویٰ نے وہ دراز میں رکھ دیا تھا نکال کر دینے لگی۔
اور صائم اسکے یوں بے تکلیفی سے سامنے آنے اور اسکے ہاتھ سے برش لیکر اپنے بالوں میں کرنے اور اتنی ساری بے تکلیفی کے ساتھ پرفیوم نکال کر دینے پر جل بھن گیا۔

اسنے پرفیوم لیکر دانت پیستے ایکدم اسکے سارے بالوں کو آگے کرتے اسکے سمجھنے سے پہلے پرفیوم کو اسکی پیچھے سے گردن میں ڈالکر سارا پرفیوم ٹھنڈا ٹھنڈا اسکی شرٹ کے اندر ڈالنے لگا کہ تقویٰ کی مدہم سی چیخ نکل پڑی۔

"سس۔۔۔سائیں کیا کر رہے ہیں چھوڑیں"؟؟ وہ سخت مزاہمت کرنے لگی کہ صائم نے قہقہ لگاتے اسکی کمر کو پیچھے سے بازو کے گھیرے میں لیکر پوری شیشی اندر خالی کر دی تب اسے آزاد کیا۔

ٹھنڈک ٹھنڈک اسکی پیٹھ پر اتری اسے لرزنے پر مجبور کر گئی اسنے غصے سے پیچھے کھڑے صائم کو دیکھا جو ہنس رہا تھا اسکی حالت پر بے ساختہ وہ بھی ہنس پڑی۔

اور صائم اسے ہنستے دیکھ کر خود چپ ہو گیا۔

"اب آپ کیا اسپرے کریں گے خود پر سارا پرفیوم تو ختم ہو گیا"۔وہ کھلکھلا کر بولی اور وہ ساکت سا یونی کے اتنے سالوں اور شادی کے بعد اسے یوں کھلکھلاتے دیکھ کر مبہوت سا دیکھ رہا تھا اور بے ساختہ ہی انگلی اٹھائی۔

اسکی انگلی کو اپنے دانتوں پر محسوس کر کے وہ لب بھینچ گئی اور اسکے سامنے سے کترا کر جانے لگی کہ صائم نے اسکا بازو پکڑ کر اسے گھماتے اسکی اپنے سامنے پیٹھ کی اور اپنا سینے اس سے جوڑ دیا۔

"چھ۔۔۔چھوڑو نماز پڑھنی ہے"۔وہ کسمسائی اسکی نظریں لرز رہی تھی چہرے پر ہمیشہ کی طرح بیزاری نہیں سرخی تھی۔

"مجھے میرا پرفیوم دے جائو"۔اسنے جھک کر کان میں سرگوشی کی جس پر وہ آنکھیں موند گئی اور صائم کی دھڑکنیں شور پکڑ گئی تقویٰ کی دھڑکنوں سے تیز آنکھوں میں غصہ اتر آیا۔

"اب سمجھ گیا ہوں مولانی یہ تمہاری چال ہے کوئی لڑکی اپنی عزت کے مجرم سے اتنی جلدی کمپرمائز نہیں کرتی تم کتنی بھی چالاک لومڑی کیوں نا ہو مجھ سے زیادہ دماغ نہیں چلا سکتی"۔وہ جھک کر غصے تمسخرے سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکے لو کو ہلکا سا دانتوں کے دبائو میں لیکر اسے سسکنے پر مجبور کرتا اور دور ہوتا قہقہہ لگا کر اپنی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔

وہ پانیوں بھری نظر اس پر ڈالکر اپنے کپڑے لیتی باتھ روم میں بند ہو گئی اور اپنا بگڑا تنفس بحال کرتی کچھ دیر بعد فریش ہوتی بال ڈرائے کر کے اذانیں ہوئی تو انکا جواب دیتی اسٹڈی روم میں چلی گئی نماز ادا کرنے۔

"آپ پھر سے سو گئے"۔وہ کافی دیر بعد جب قرآن کی تلاوت کے بعد واپس روم میں آئی تو صائم کو سویا ہوا پایا۔

وہ اپنے بکس بیگ میں رکھتی اوورآل ٹھیک سے دیکھتی کہ کہیں کوئی سلوٹیں تو نہیں۔
ملازمہ کے ناشتہ کا کہنے پر صائم کے پاس آئی۔

"ہمیں یونی چلنا ہے سائیں آپنے کہا تھا"۔وہ اسکے سر پر کھڑی ہو کر مدہم آواز میں بولی۔

"ایک مصیبت سے جان چھڑوانے کیلئے دوسری آفت گلے ڈال دی"۔وہ بھنا کر سوچنے لگا اور دوسری طرف کروٹ بدل لی۔
تقوٰی نے آنکھیں سکڑ کر دیکھا۔

"سائیں"۔۔۔!!وہ پاس بیٹھتی اسکے بازو پر ہاتھ رکھتی اسے زچ کرنے لگی۔
"کیا سائیں سائیں کی رٹ لگائی ہے مر گیا سائیں بابا نہیں ہوں میں اسکا چیلا"۔وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا کہ اسکے اندازے اور بات پر وہ منہ پر ہاتھ رکھتی قہقہہ لگا اٹھی۔

"ہم سب کو گائوں میں احترام سے سائیں کہتے ہیں اور آپکا تو ڈبل احترام کرتی ہوں ایک تو آپ میرے سر کے سائیں ہیں دوسرا آپ ہمارے گائوں کے آغاجان کے پوتے ہیں جن کو ہم سب سائیں کہتے ہیں تو آپ بھی میرے سائیں ہوئے ڈبل والے"۔ خود کو غصے سے گھورتے پاکر اسنے شرارت سے اسکی دونوں گالوں پر ہتھیلیاں ٹکا کر اسکا سر جھنجھوڑا وہ غصے سے اسکے ہاتھ جھٹک گیا کہ تقویٰ منہ بسور کر رہ گئی۔

"میں الٹے دماغ کا بندہ ہوں اس لفظ کا مجھ پر اثر بھی الٹا پڑتا ہے خیال کرنا اپنے لئے ہی مصیبت ناپید اکر دو مولانی"۔ وہ گھورتا دوسری طرف سے بیڈ سے اترتا الماری سے دو گھونٹ مشروب کا بھر کر اس پر جتاتی نظر ڈالکر رینک سے برائون شوز نکال کر پہنتا برائون ہی لیڈر کی جیکٹ کندھے پر ڈالکر ایک بک اٹھا کر وہاں سے نکلا تقویٰ ششدر سی کھڑی رہ گئی۔

"ایک بک"؟؟

"تمہارے پاس دو منٹ ہیں مولانی ناشتہ کرنا ہے کر وورنہ میں دو منٹ کے بعد یہاں نہیں رکوں گا پھر آتی رہنا پیدل"۔ وہ ذراسا جھک کر گردن اسکی طرف کرتا اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسے سکتے سے نکال کر واپس چلا گیا اور وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"پہلے تو اس حرام کو روم سے نکالنا پڑے گا"۔ وہ ایک غصے بھری نظر الماری پر ڈالکر وہاں سے اپنا اوور آل اور بکس لیکر نکلی چادر اوڑھ کر۔

"سنو"۔۔۔! وہ یونی کے سامنے گاڑی سے اترنے والی تھی کہ صائم نے پکارا۔

"جی"۔ تقویٰ نے مسکراتے گردن موڑی۔

تب صائم نے دو انگلیوں سے اپنی آنکھوں پر رکھ کر اسکی آنکھوں پر اشارہ کیا۔

"یہ مجھے اشارہ دینا چاہئے کہ میری نظریں آپ پر ہیں خیال کیجئے گا آپ میری امانت ہیں یہ اب دنیا جانتی ہے"۔وہ مسکراتی زچ کرنے والی مسکراہٹ پھینک کر نیچے اتری کہ گاڑی سے آواز پر ٹھٹھک گئی۔

"ہونہہ !!"اسنے سر جھٹکا اور اپنی موبائل نکالی۔"کہاں ہو سویرہ ڈارلنگ میں یہاں اندھیروں میں بھٹک رہا ہوں"۔

"اچھا انتظار کر رہی ہو میرا سو سوئیٹ ڈارلنگ بس اب ہجر کے موسم ختم سمجھو میں آرہا ہوں اندر وہیں بیٹھنا"۔وہ گاڑی کا ڈور کھول کر اس پر سرسری نظر ڈالکر اندر بڑھ گیا جس پر تقویٰ نے گہرا سانس بھرا۔

یہ جتنا آسان لگ رہا تھا اتنا ہی مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"کون ہے یہ بے شرم سویرہ اندھیرہ"۔وہ ناک پر انگلی پھیرتی آس پاس کا خیال کرتی جلدی سے اندر آگئی۔

پرڈین کی انسلٹ اور لاسٹ وارننگ کے بعد لڑکیوں کی سرد نظریں خود پر محسوس کرتے لمبا چوڑا سا لیکچر اٹینڈ کرنے کے بعد کیمسٹری کے فارمولو میں اس طرح الجھ گئی کہ اسکے سامنے اندھیرے میں ستارے ناچ رہے تھے۔

وہ سدرہ سے لئے گئے پچھلے نوٹس کچھ کے تصویریں لیں اور کچھ اتار کر جب پیٹ میں چوہے چیخے تو کچھ کھانے کیلیئے پھر آکر کمپلیٹ کرنے کا سوچتی بیگ سے کلچ نکال کر کینٹن کی طرف جانے لگی کلاس روم سے نکل کر۔

سب کے منہ میں سرگوشیاں تھی کہ زیدی اور اس دیہاتن کا پہلے ہی چکر چل رہا تھا اور اپنے مرچ مصالے ڈال کر یہ بھی افواہ پھیلا دی کہ صائم کو تھپڑ مارا تھا وہ انکی ناراضگی چل رہی تھی اور وہ دیہاتن کو منانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسنے تھپڑ مار لیا۔

ایک سدرہ تھی جو اس سے ٹھیک منہ سے بات کر رہی تھی اور کچھ ان باتوں سے لاپروہ اپنی تعلیم مکمل کر رہی تھی تو کچھ اس پر اس طرح غصہ کر رہی تھی جیسے اسنے ان کے حق پر ڈاکا ڈالا ہو جیسے اتنیوں کو اس صائم زیدی نے شادی کی آس دلائی ہو۔

"بھابھی"۔۔۔!وہ اس پکار پر سوچوں سے نکلتی ہڑبڑا کر پکار سمیت دیکھا تو جنید تھا اپنی بتیسی دیکھاتا اسے ٹیبل کی طرف بلا رہا تھا۔

تقویٰ نے اسے غصے سے گھور کر انکے ساتھ بیٹھے صائم کو دیکھا جو اس پر توجہ دئے بغیر سامنے بیٹھی الٹرا ماڈرن لڑکی کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔اور اسے صبح کی گفتگو یاد آئی۔

"اندھیرہ"۔۔۔!وہ بڑبڑاتی وہاں کے اسٹوڈنٹس کی پروہ کیے بغیر چلتی انکے پاس آئی۔

"ایکسکیوزمی کیا آپ دومنٹ کیلیئے میری بات سن سکتی ہیں"۔اسنے سویرہ کو مخاطب کیا جو نثار ہوتی نظروں سے صائم کو دیکھ رہی تھی بے شرم کہیں کی۔

"سوری میرے پاس فالتو کا وقت نہیں"۔وہ نخوت سے اس تمبو میں لپٹی لڑکی کو دیکھ کر بولی۔

"سنا نہیں وہ کہہ رہی ہے نہیں سننی تمہاری بات جائو"۔اسکے سرد سپاٹ لہجے پر جہاں انکا تماشا دیکھتے اسٹوڈنٹ قہقہ لگا اٹھے تھے وہیں تقویٰ اپنی اس طرح سرے عام بے عزتی پر تلملا اٹھی اور ناک پر انگلی پھیری۔

"مینے آپ سے بات نہیں کی سائیں، میں اس مس سے مخاطب ہوں"۔سیف نے سیٹی ماری جس پر صائم نے غصے سے گھورا اسے اندازہ نہیں تھا وہ سرے عام اسے سائیں کہے گی وہ بھی اتنے اسٹوڈنٹس کے سامنے۔

"سائیں کی جان"۔۔۔!ہنسی قہقہو میں صائم کا جملہ گو نجا سب کے بیچ جس سے اسنے انگیجمنٹ میں تقویٰ کو مخاطب کیا تھا۔

اسنے آنکھوں سے ہی خونخوار گھوری ڈالکر وارن کیا کہ ایک بار گھر چلو پھر سائیں بتاتا ہے۔

"جسٹ ٹو منٹس ڈارلنگ میں دیکھوں کیوں چپکو کی طرح چپک گئی ہے"۔ سویرہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے دراز قد کے ساتھ، اسے اٹھتے دیکھ کر تقویٰ شکریہ کہتی اسکی چیئر کھسکا کر صائم کے قریب کرتی بیٹھ گئی۔

کہ صائم نے اسے حیرت سے دیکھا اور سویرہ نے ہکا بکا ہو کر۔

ہر کوئی اس لڑکی کا اچانک بدلے روپ دیکھ کر حیران تھا ویسے ہی چادر میں لپٹی ہوئی تھی پہلے کی طرح پر اب کم گو کے بجائے چالاک لگ رہی تھی۔

"اٹھو"۔۔۔! صائم نے آس پاس کا خیال کرتے اسکے ہاتھ کو سخت گرفت میں لیکر نیچے آواز میں حکم دیتا بولا تقویٰ نفی کر گئی

۔

"یو۔۔۔۔۔! سویرہ تلملاتی اسکی اس جرات پر اسے بالوں سے پکڑ کر اٹھانے والی تھی کہ اس سے پہلے ہی صائم نے اسکا ہاتھ اوپر سے ہی پکڑ لیا۔

"سوچنا بھی مت"۔ اسنے ہاتھ پیچھے جھٹکا اور کچھ دیر تو سویرہ اسے دیکھ رہی تھی جسکی آنکھوں میں سمندر تھا شوق کا اور اب وہی سمندر نیلے کے بجائے سرخی میں تبدیل ہو رہا تھا۔

وہ دو حرف دونوں پر بھیجتی اتنی انسلٹ پر تلملا کر وہاں سے چلی گئی۔

"آج کا بل ہم پے کریں گے دل کھول کر آرڈرز دیں" سیف جنید سامنے بیٹھتے بہت خوش لگ رہے تھے اور تقویٰ کو لگ ہی نہیں رہا تھا یہ وہی یونی میں مشہور اسکے چمچے تھے جو لڑکیوں کو تارتے رہتے تھے۔

عادت تو ابھی بھی وہی تھی جو بھی آرہی تھی جا رہی تھی بہت احتیاط سے اس پر نظر ڈال رہے تھے پر اسکی طرف احترام سے ہی دیکھ رہے تھے۔

"شکریہ پر میرا بل سائیں پے کریں گے"۔وہ جبراً مسکراتی بولی اور صائم خون کا گھونٹ اس چالاک مولانی کی اداکاری پر بھر کر آرڈر دینے لگا۔

وہ اس پر ایک جتانے والی نظر ڈالکر کھانے کے بعد وہاں سے چلی گئی اور صائم نے دانت پیسے۔

"دو منٹ میں تمہارا کھیل تمام کر دیا واقعی ڈھونڈی ہے بھابھی"۔سیف نے تعریفی لفظوں میں کہا وہ منہ بنا گیا۔

"کیا فائدہ اس چیکے پن کا جس کے سامنے بولنا چاہیے وہاں تو منہ بند کیے سنتی ہے اور جہاں چپ رہنا وہاں اداکاری دیکھا رہی ہے"۔وہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا۔

اسکے سر پر سائیں لفظ اور وہ بھی اسکے میٹھے سائونڈ میں چپک گیا تھا جس طرح اس دن اللہ کہا تھا جو سیدھا دل پر لگا تھا اب پھر سے سائیں سائیں مسلسل سے بول کر اسے پاگل کر رہی تھی۔

اسکی کلاس کے سامنے گذرتے اسنے ترچھی نظر ڈالی تو وہ نوٹس پر جھکی تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی اور کچھ تصویریں نکال رہی تھی۔

اسے اپنا بک یاد آیا جو اسنے سیف کے حوالے کر دیا تھا۔ اسے بے ساختہ خود پر ہنسی آئی۔ اور سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا کہ تقویٰ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

*____________*____________*

"ڈیڈ مجھے لگتا ہے اسے بخار ہو رہا ہے"۔ وہ بادلوں سے گھیرے سیاہ آسمان پر نظریں ڈالتی اپنے خرگوش کو گود میں اٹھا کر سید قاسم شاہ کے پاس آئی اور فکر مندی سے بولی۔

قاسم صاحب نے نظریں اٹھائی سر پر دوپٹا ٹکائے گود میں سفید خرگوش کی پیٹھ پر اپنی انگلیاں پھیرتی پریشانی سے انکے پاس آتی حجاب کو دیکھا۔

"دیکھائو ذرا"۔ قاسم صاحب نے پریشان ہوتے خرگوش کے گال اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا پر وہ اچھلنے لگا۔

"ڈیڈ ہاتھ نا لگائیں آپکو معلوم ہے یہ کتنی شرمیلی ہے"۔ وہ اپنے ڈیڈ کی پہنچ سے دور کرتی خرگوش کو دوپٹا اوڑھا گئی۔

"ایک تو بیٹا آپنے بھی چن چن کر دوستیں پالیں ہیں چپکلی کیلیئے ڈاکٹر بلا دو اسکے انڈو سے بچے نہیں نکل رہے، چوہا دھوکہ باز نکلا اسکا نام مت لو وہ آپکو چھوڑ کر چلا گیا، خرگوش کو ہاتھ مت لگائو اسے شرم آتی ہے"۔ قاسم صاحب نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے کہا۔
"کیا اسے بخار ہو رہا ہے ڈیڈ"؟؟ شیفون کے دوپٹے کے نیچے سے خرگوش کو دیکھتی ناک سکوڑ کر بولی۔

"ہاں ہو گا کیوں نہیں گا کل جو صبح صبح نہلایا تھا آپنے اسے بھول گئی"۔ مسز قاسم شاہ نے آتے ہوئے پیچھے سے کہا کہ وہ سہم کر خرگوش کو دیکھنے لگی۔

"ہلرے مام وہ تو کل نہلایا تھا"۔ اسنے حیرت سے کہا کہ وہ ہنس پڑیں۔
"بیٹا تو اچانک ہی تھوڑی ہوتا ہے آہستہ آہستہ سے ہوتا ہے انہیں"۔ مسز قاسم کو خود زیادہ نالیج نہیں تھی ان میں ایسے ہی بول گئی کہ قاسم شاہ ہنس پڑے

"آپ اسے روم میں لیکر جائیں میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں"۔ وہ مسکراتے بولے
"ہاں ڈیڈ یہ بھی کہیے گا کہ ٹھیک سے چل نہیں پارہی شاید ٹانگوں میں درد ہے اسے، وہ تو میں خود اسکی ٹانگیں دبادوں گی آپ صرف مہربانی کرکے کسی لیڈی ڈاکٹر کو بلائیے گا پہلے بھی میری شرمیلی شرما گئی تھی اور کتنے دن بات نہیں کررہی تھی "۔ وہ کہتی وہاں سے اندر گھر کی طرف بڑھ گئی۔

کہ پیچھے ہنستے قاسم صاحب نے موبائل نکال کر ڈاکٹر کا نام سرچ کرنا لگا۔
"آپنے تو بالکل اسے بچہ بنادیا ہے"۔ مسز قاسم نے شکوہ کیا تو انہونے گھورا۔
"بچی ہی تو ہے میری جان ابھی اسکی عمر کیا ہے اور تم جانتی ہو اسکا لگاؤ زیادہ بے زبان جانوروں کی طرف ہے یہ چھوٹی موٹی باتیں چلتی ہیں اس عمر میں"۔ وہ ناک سے مکھی کی طرح بات اڑا گئے اور مسز قاسم نے گھر کی طرف جاتی اس خرگوش کا دل پھاڑنے کی پوری کوشش کرتی حجاب کو دیکھا جو اسے اچھال اچھال کر جھولا رہی تھی جیسے ننھی سی بچی ہو اسکے گود میں۔

اسکی شرمیلی میں اسکی جان تھی اور خرگوش اسکے پسندیدہ تھے کہ وہ رات کو سلاتی بھی بےبی کاٹ میں تھی اسے۔

مسز قاسم سوچ کر ہنس پڑی۔

اب تو اسکی شرمیلی کو بھی عادت ہو گئی تھی بےبی کاٹ میں سونے کی کیونکہ بچپن سے سوتی آئی تھی جب اسکی ماں بچے کے بعد مر گئی تھی اور اسکی بیٹی نے اسے پالا تھا دل کے قریب کرکے۔

"شرط سنی ہے محترمہ کی"۔ انہوں نے ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد قاسم سے سے کہا جو موبائل رکھ رہے تھے سامنے۔

"کونسی"؟؟ کپ لبوں سے لگاتے مسکراہٹ چھپا گئے انکے غصے کو دیکھتے۔

"یہی کہ محترمہ کا فرمان ہے شادی اس سے کرے گی جس کے پاس ایک اڑنے والا گھوڑا ہو گا اور جس کے روم میں چپکلیاں ہوں گی اور جو اسکی شرمیلی کو بیٹی کا پیار دے گا"۔ جہاں مسز قاسم شاہ نے تپ کر سنایا تھا وہیں قاسم شاہ کا لان کی فضا میں جاندار قہقہہ لگا۔

"زبردست"۔۔!! انہوں نے اپنی پسند کا اظہار کیا۔

اور کچھ ہی دیر بعد وہ پریشان سے بیٹھے تھے کیونکہ انہیں اپنے بھائی کی یاد آگئی تھی جنہوں نے کہا تھا کہ اگلی بار آئیں گے تو شادی کی تاریخ لینے عمر سے کچھ نہیں ہوتا مرد کو دیکھنا چاہیے اور میرا بیٹا لاکھوں میں ایک ہے۔ قاسم شاہ نے پیشانی مسلی کہ گھر کے پورچ میں حامد صاحب کی گاڑی آکر رکی۔

"لو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں جناب"۔ وہ پریشانی بھلا کر خوشی سے اپنے بھائی جیسے کزن اور گہرے دوست سے بغل گیر ہوئے۔

مسز قاسم ان سے ملی اور کچھ دیر بعد جانوروں کی لیڈی ڈاکٹر کے آنے کے بعد اسے لیکر حجاب کے روم کی طرف چلی گئی۔

"سب خیریت ڈاکٹر آئی ہے"؟ حامد صاحب نے پریشانی سے پوچھا قاسم شاہ ہنس پڑے۔

"الحمد اللہ سب خیریت ہے یہ بس میری بیٹی کی شرمیلی بیمار پڑ گئی ہے اس کیلیئے"۔ وہ ہنس کر بتانے لگے پر حامد صاحب جہاں حجاب کا سنتے مسکرائے تھے وہیں شرمیلی پر الجھ گئے۔

"کون ہے شرمیلی"؟؟ انہوں نے حجاب کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ انکے ابروڈ جانے کے بعد اس دنیا میں تشریف لائی تھی۔ اور جب قاسم شاہ نے شرمیلی کے حقیقی نام بتایا تو حامد صاحب کے قہقہہ انسے بڑا تھا۔

"ہم ملنا چاہیں گے شرمیلی کی مالکن سے"۔ وہ اپنی خواہش ظاہر کرتے کھڑے ہوئے بولے تو قاسم شاہ نے انہیں آگے کی جانب راستہ دیا۔

------------------------*

"اففف۔۔۔! آج بڑا کام کیا ہے اماں"۔ زریش تھک کر صوفے پر گر پڑی عائشہ اپنے کپڑے لیکر فریش ہونے چلی گئی تھی ۔

انہونے آج پھو پھو کی نگرانی میں میلے کپڑوں سے لیکر گھر کے کونے کونے کو چمکا دیا تھا اور اب نڈھال سی صوفے پر گر گئی تھی۔

"چپ کر وہ بچہ بیچارا صبح کپڑوں کیلیئے پریشان تھا کہ کون سے پہن کر جائے سارے میلے پڑے تھے ناچار کل والے کپڑے ہی پہن کر نوکری پر چلا گیا کچھ تو شرم ہو ہم میں"۔ پھو پھو جان کو بار بار وہی منظر گھوم رہا تھا اپنے بھتیجے کی پریشان شکل میں کپڑوں کا بتانا کہ ایک بھی دھلے ہوئے نہیں۔
اور اسکے آفس جاتے ہی اسنے عائشہ اور زریش کو کام پر لگا دیا۔

زریش نے نامحسوس انداز میں دانیال کے کپڑوں سے لیکر اسکے روم تک کی صفائی عائشہ کے سر ڈال دی اور خود دوسرے روم لائونج کچن کی صفائی کرتی رہی پھر اپنے کپڑوں عائشہ کے اور اپنی ماں کے خود دھوئے۔
اس طرح سے اسنے سارے کام دانیال کے کروائے کہ وہ بیوقوف خود بھی محسوس نا پر پائی۔
وہ نہا کر نکلی اور تولیے سے بال نکال کر انہیں سلجھانے لگی۔
اس دن تو وہ پورا دن پھوپھو اور زریش سے چھپتی رہی اور پھر دوسرے دن سے اسنے دانیال کے سامنے آنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ جب بھی اب دیکھتا اسے گھبراہٹ سی ہونے لگتی اور شرم سے چہرا تپ اٹھتا کہ اسے لگتا وہ رو دے گی۔
اسی ہی ڈر سے وہ رات کو جلدی سو جاتی اور صبح دیر سے ناشتہ کرتی جب وہ آفس کیلیئے چلا جاتا تب باہر آتی۔
یہ سب زریش سے چھپا نہیں تھا کہ وہ اتنی انٹرسٹنگ لڑکی تھی کہ سارا دن اسکی توجہ اسی کی جانب تھی۔
کبھی روتی کبھی ہنستی کبھی سوچوں میں گم تو کبھی شرمائی سی دل موہ لینے والی۔
"تم دونوں آرام کرو رات کا کھانا میں بناتی ہوں"۔ پھوپھو کے کہنے پر زریش جھٹک سے شکریہ کرتی اٹھی۔

عائشہ بھی مسکراتی بالوں میں چوٹی کے بال ڈالکر آکر اسکے پاس لیٹی بیڈ پر۔

"ویسے تم ان کپڑوں میں بہت خوبصورت لگ رہی ہو آتش فشاں سی"۔وہ بلو کلر کے دانیال کے پسندیدہ کلر کے کپڑوں میں اسے دیکھ کر مسکراہٹ چھپاتی بولی عائشہ تھینکس کہہ کر رہ گئی

دانیال نے دوسرے دن ہی اسکے لئے اور زریش پھوپھو کیلیئے کپڑوں کی آن لائن شاپنگ کی تھی زریش اور پھوپھو سے تو پوچھ کر کی تھی پر اسے تو بس رات کو ڈلیوری ہونے پر زریش کے ہاتھ بیگز بھیج دئے گئے۔

بہت خوبصورت ریڈی میڈ ڈریس تھے اور انکے ساتھ کانچ کی ہم رنگ چوڑیاں۔

وہ بہت شرمندہ ہوئی تھی انہیں تو معلوم نہیں تھا کہ وہ اسکی بیوی ہے اسلئے اسے کافی شرم آئی لینے میں پر زریش نے اسے زبردستی تھمائے اور ساتھ حکم دیا کہ اب سے یہی ڈریس پہنے ہیں۔

وہ شکر رب کا کرتی رہی کہ دانیال کے حکم کے ساتھ زریش نے بھی کہہ دیا ورنہ جب وہ پہنتی تو دونوں ماں بیٹی کیا سوچتی۔

اسنے کروٹ بدلی تو اسکی چوڑیوں کی کھنک کمرے میں گونج اٹھی زریش نے آسودگی سے مسکرا کر اسکی پشت کو دیکھا۔

اسکا دل کرتا اس چڑیا کو اسکے سارے حق دلائے اپنی ماں سے بات کرکے پر پھر اپنی ماں کی طبیعت کا ڈر سامنے آجاتا تو دل مسوس کر رہ جاتی ورنہ وہ اسے مسکراتا دیکھنا چاہتی تھی۔

الگ الگ سوچوں میں دونوں کی آنکھ لگ گئی۔

----------------------------*

کھانا تیار ہونے پر زریش نے ٹیبل پر لگایا اور روم میں آکر عائشہ کو جگایا آکر کھانے کو کہا۔
وہ فریش ہو کر ڈائننگ ٹیبل پر آئی اور تینوں نے ملکر کھانا کھایا ساتھ میں ہلکی پھلکی باتیں بھی ہو رہی تھی اس دوران پھوپھو کو معلوم ہوا اسے ٹیڑھی میڑھی روٹیاں پکانے اور چائے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔

وہ بتاتی رو پڑی کہ چائے بنانا اسے اسلئے آتی ہے کیونکہ اسے باپ کو پسند تھی اسکے ہاتھ کی چائے اور روٹیاں بھی اکثر اس سے پکوا کر کھاتے تھے پھر چاہے جلی ہوئی ہی کیوں نا ہوں۔

"روتے نہیں میری دھی بس انکی زندگی ہی اتنی تھی"۔ پھوپھو نے اسکے سر اپنے کندھے سے لگایا اور زریش نے اسکے پیٹھ سہلائی۔

"کہاں بیٹا کھاتو سہی چڑیا کے پیٹ جتنا کھانا کھاتی ہو ایسے ہی رہا تو بیمار پڑ جاؤ گی"۔ پھوپھو نے ٹوکا تو چڑیا پر ناچاہتے ہوئے ہنس پڑی۔
"مجھ سے زیادہ نہیں کھایا جاتا پھوپھو"۔ اسنے اپنی مجبوری بیان کی تو زر مسکرائی اور اسکے سر پر چپت ماری "کھائے گی تو کھایا جائے گا نا ایویں ہی چڑیا کی طرح چگے گی تو یہی حال ہو گا اور پھر ایسے نا ہو کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ہم سے کہے میری بیوی تم لوگوں کے حوالے تھی سوکھا کانٹا کیوں کر دیا"؟ وہ ہنس کر شرارت سے کہہ رہی تھی پر دانیال کا تصور آتے ہی وہ شرم سے لال ہو گئی مسلسل مسکراتی پھوپھو نے اس شرمائی سی لڑکی کو دیکھا۔

"اللہ سوہنے نصیب کرے بہت ہی پیاری بچی ہے اور مجھے پھوپھو مت کہا کر اماں کہہ دیا کر اچھا لگے گا تجھے بھی اور مجھے بھی"۔ پھوپھو نے کہتے نوالہ منہ میں ڈالا وہ تھی ہی شفقت والی خاتون کچھ طبیعت زر کی اپنی ماں پر گئی تھی۔

عائشہ کی آنکھیں بھر آئیں۔ "جی پھوپھو"۔ اسنے سر ہلایا تو زر نے آنکھیں دیکھائیں۔

"پھر پھوپھو ابھی اماں بول کر جائیو ورنہ یہ سارا کھانا تمہیں کھلواؤں گی"۔ زر کی دھکی کارآمد ثابت ہوئی کہ عائشہ نے جھٹ سے اماں کہہ دیا وہ تو ہنس پڑی پر پھوپھو نے اسے لپٹا کر پیار دیا اور عائشہ اٹھ کر اپنے روم میں آگئی۔

"اتنے مخلص انسانوں کو دھوکہ دے رہی ہوں ایک بار پھر میرا انجام برا ہو گا"۔ وہ سوچ کر ہی گھبرا گئی

دن بے دن اسکے اندر وسوسے بے سکونی اور گھبراہٹ بڑھتی ہی جارہی تھی کہ اب اسے لگتا تھا اسکا دماغ پھٹ جائے گا

اگر دانیال کا سخت پہرہ سر پر نا ہوتا تو اب تک کہیں دور چلی جاتی بہت دور ہر کسی کی پہنچ سے دور۔

برش کر کے اسنے چادر اٹھائی اور سر تک لپیٹ کر صوفے پر سو گئی۔

"عاشی۔۔۔۔ سن عاشی"!!زر نے اسکے چہرے سے چادر ہٹا کر پکارا تو اسنے نیند سے بوجھل آنکھیں کھولیں۔

"جی"۔ وہ آنکھیں مسلتی اسے دیکھنے لگی۔

"چل بیڈ پر آجا اماں آج باہر مچھر جالی لگائے لائونج میں سو رہی ہے تم سے کہا ہے کہ بیڈ پر سو جائیو"۔ وہ اسے اٹھائے بیڈ پر لائی اور عائشہ گرتے ہی سو گئی کہ اسکی نیند میں ڈوبی حالت دیکھ کر زر کو ہنسی آگئی۔

رات کو پتا نہیں کون سا پہر تھا جب اسے چھت پر ٹپ ٹپ کی آواز آنے لگی عائشہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"دانیال جی کے کپڑے"۔وہ گھبرا کر ساری محنت کے پانی میں جانے پر اٹھ کر باہر کو بھاگی۔
پر ایک بارش کی وجہ سے لائٹ نا ہونے اوپر سے اتنے گہرے اندھیرے میں چھت پر جانا اسکا تو سوچ کر حلق خشک ہو گیا۔

اسنے پھوپھو کی چارپائی کو دیکھا جو گہری نیند میں تھی۔"ہائے پھر سے اتنی محنت کرنی پڑے گی"۔اسے تو سوچ کر رونا آنے لگا۔

"ایسی بھی کیا نیند ساری محنت کا ستیاناس مار دیا"۔
وہ ابھی انہیں ہی سوچوں میں تھی کہ باہر کھٹکے سے دروازہ کھلا وہ سمجھ گئی دانیال جی ہیں۔
اسے جیسے ترس سا آگیا اس پر اتنی رات کو آفس سے لوٹا پھر جلدی چلے جانا اف زندگی کتنی ٹف ہے۔
"دانیال جی کے ساتھ جاتی ہوں کپڑے اتارنے چھت سے"۔وہ سوچتی آگے بڑھی کہ دروازہ بند کرتا دانیال بھیگا سا بریف کیس پکڑے لائونج میں داخل ہوا اور سامنے اندھیرے میں کھڑے وجود کو دیکھ کر کچھ ٹھٹھکا۔

اسنے پلاسٹک کی شاپر سے موبائل نکالی اور اسکی ٹارچ آن کی اسکا رخ عائشہ کی جانب کیا تو عائشہ نے روشنی کی چبھن پر آنکھوں کے سامنے ہتھیلیاں کر دیں۔
دانیال کے ماتھے پر اسکے اتنے دن نظروں سے اوجھل رہنے پر تیوریں آگئی۔
وہ اسے نظر انداز کرتا روم کی طرف بڑھا کہ سوچ دماغ میں "کس سے ناراضگی جتا رہا ہے جو پہلے ہی یہی چاہتی ہے"۔

"کھانا گرم کر وجائو"۔روکھے سے لہجے میں کہتے وہ بھیگی شرٹ کے بٹن کھولتا اندر بڑھ گیا۔

عائشہ نے حیرت سے پہلے پھوپھو کے سوئے وجود کو دیکھا پھر اندھیرے میں ڈوبے کچن کو اور بے ساختہ لبوں پر زبان پھیری۔

ایک طرف اس پر ترس آرہا تھا کہ اتنا تھک کر آیا ہے کھانا تو گرم کر ہی دے سکتی ہے پر دوسری طرف اگر پھوپھو جاگ گئی تو؟اور تیسری طرف خوفناک سیاہی میں لپیٹا کچن۔
اب کہاں جائے۔

"اب تک تو سارے کپڑے بھی مر سڑ گئی ہونگے"۔اسنے غصے سے زمین پر پائوں پٹخے اور وہیں کھڑی رہ گئی کہ جب تک خود نہیں آئے گا یہاں سے نہیں ہلے گی۔

اور وہ کچھ دیر بعد فریش ہو کر آ بھی گیا اسے وہیں بت بنا دیکھ کر ماتھے پر تیوریں سجالیں۔

"تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو"؟؟وہ غصے میں اسکے پاس آیا۔
"شش پھوپھو سو رہی ہیں۔اور وہاں دیکھیں کیسے اندھیرے میں کھانا گرم کروں"۔اسکی آواز پر وہ اچھل کر اپنے لبوں پر انگلی رکھتی اسے چپ رہنے کا کہنے لگی اور پھر کچن کی طرف توجہ دلائی کہ ناچاہتے دانیال کے گھنی مونچھوں تلے لب مسکرا اٹھے۔۔

"آئو"۔اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے کچن میں لایا اور عائشہ اسکے ہاتھوں کی حرارت پر سٹپٹا اٹھی۔

اسنے مچل کر ہاتھ اسکی گرفت میں نکالنا چاہا پر نا ممکن تھا اسے اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی اور وہ بیو قوف کیوں بھول گئی کہ یہ کون ہے اسکا اس سے کیا رشتہ ہے۔
ہمیشہ ایک طرف دماغ چلتا ہے۔ اسنے کڑھ کر سوچا اور اسکے لئے کھانا گرم کرنے لگی وہ ٹارچ اسکے سامنے رکھ کر پیچھے ٹیبل پر بیٹھ گیا اور آستینیں فولڈ کرنے لگا شرٹ کی۔

وہ کھانا گرم کر کے اسکے سامنے لگانے لگی تب دانیال نے اسکے نازک سراپے پر گہری نظریں ڈالیں بے شک وہ اس رات اسکی توجہ کی بارش میں کھل کر گلاب بن گئی تھی اور اب سنہری بالوں کی لٹوں میں اسکا چاند سا مکھڑا کپکپاتے لب اور اپنے پسندیدہ بلو کلر میں اسکا سراپا اسے گستاخیوں پر اکسا رہا تھا پر پہلے وہ اپنے بھوکے پیٹ کی پوجا کرنا چاہتا تھا اور پھر من کی تڑپ پر لبیک۔
ویسے بھی چڑیا پنجرے سے خود نکل کر پاس آئی تھی اب کہاں بھاگ سکتی تھی۔
"سنئیے"۔۔۔!وہ ڈر نہیں رہی تھی کیونکہ اس رات اسنے واعدہ کیا تھا کہ اب کبھی وہ اس پر انگلی بھی نہیں اٹھائے گا تب سے وہ مار پیٹ سے بے خوف ہو گئی تھی پر اب جھجھک تھی اسکے سامنے اسکی شخصیت سے۔

"ہاں"۔۔۔نوالہ منہ میں ڈالتے دانیال نے اسکے مدہم بیوی والے انداز پر مسکراہٹ چھپائی۔

"وہ دانیال جی بارش ہو رہی ہے"۔اسنے تمہید باندھی

"جانتا ہوں! کیوں نہانا ہے بارش میں"؟اسکے سوال پر بوکھلا گئی۔

"نہیں نہیں وہ میں کہہ رہی تھی کہ سارے کپڑے اوپر چھت پر سوکھ رہے تھے اور میں بھول گئی اتارنا اب تو سارے بھیگ گئے ہوں میں چاہتی ہوں آپ ذرا سیڑھیوں پر کھڑے رہیں تاکہ میں کپڑے اوپر سے لائوں اور نیچے لائونج میں پھیلا دوں کہ سوکھ جائیں"۔اسنے جلدی سے بات مکمل کر کے اسکی غلط فہمی دور کی مبادہ کہیں سچ میں ہی نانہانے لے جائیں۔

"ہمم"۔۔۔!اسنے سمجھتے سر ہلایا۔
اور کچھ دیر بعد کھانے سے فارغ ہوتے عائشہ نے برتن صاف کر کے رکھے تو دانیال نے موبائل کو شاپر کے اندر کر دیا اور ٹارچ سامنے کی کہ اسے چلنے کا اشارہ کیا۔۔

عائشہ جھجھکتی اسکے سامنے سے گذرتی آگے بڑھی۔
اسنے ذرا سی گردن موڑ کر سوئی ہوئی پھوپھو کو دیکھا

"آہ۔۔۔اچانک سے صوفے سے ٹکرا کر گرنے والی تھی کہ ایکدم دانیال نے اسے بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچالیا اور جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھا

"شش۔۔۔!رات کو تماشا بنائو گی کیا"؟اسنے موبائل جیب میں رکھتے اسکا ہاتھ پکڑا۔جس پر چوڑیوں کی کھنک خاموش فضا میں گونجی اور ساتھ ہی کسمسانے کے بعد خراٹوں کی آواز۔

عائشہ بگڑے تنفس کے ساتھ لرز سی گئی اور اپنے ہاتھوں کو سن کر لیا۔

عائشہ کی دھڑکنیں بڑھنے لگی اسکا ہاتھ سیدھا اسکے سینے پر رکھا تھا اور وہ بدحواس سی پھوپھو کو ساکت سی دیکھ رہی تھی جیسے چور ہو اور پکڑے جانے پر بت بن گئی ہو۔

"چلو"۔۔!دانیال نے سرگوشی کی جس پر وہ جھرجھری لیکر ہوش میں آئی وہ سیڑھیوں پر پہنچتے ہی ٹھنڈی ہوا نے اسکے سراپے کو لرزاڈالا اور بارش کی بوچھاڑ اسے بھگا گئی۔

"افف اتنی تیز بارش"۔۔۔!وہ گھبراتی بھاگ کر چھت پر آئی پر وہاں رسی خالی تھی اور گھبرا کر یہاں وہاں دانیال کی ٹارچ کی روشنی میں کپڑے ڈھونڈنے لگی۔
ایک بارش کی بوچھاڑ ٹھنڈی ہوائوں سرگوشیاں اوپر سے اسکی چوڑیوں کی کھنک اسکی دل کی تاروں سے چھیڑ چھاڑ ہونے لگی ۔

"کہیں کپڑے اڑ تو نہیں گئے"؟وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی بارش کا پانی پونچھ کر گھبرائی سی دانیال سے بولی اور جلدی سے دیوار کے قریب پہنچی پر نیچے اندھیرے میں کیا دیکھے۔

"دانیال جی آپکے سارے کپڑے گئے"۔وہ ڈرتے ہوئے بولی کہ سامنے ہی اسے پا کر جھجھک کر دور ہوئی۔

"دانیال جی کے کپڑے اسکے روم میں رکھے ہیں"۔جو موبائل اسنے جیب سے نکالی تھی واپس اندر رکھ دی اور اسکا ٹھنڈا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اسے لیکر چھت کے بیچوں بیچ کھڑا ہوا

اور اب جا کر اسکے دماغ کی بتی روشن ہوئی تو وہ بھاگنے کیلئے اچھلی۔

"آں ہاں اتنی خاموشی اختیار کیے یہاں پہنچے ہیں ایسے ہی جانے دیں عائشہ جی"۔ وہ اسکے انداز میں جی بولا کہ عائشہ جھینپ گئی اور اسکے کھینچنے پر کسی درخت کی کٹی شاخ کی طرح لڑکھ کر اسکے سینے کا حصہ بن گئی۔

"مم۔۔۔ آپکو سردی لگ جائے گی پھر آفس کیسے جائیں گے"۔۔ وہ کتراتے کر اپنے بھیگے وجود سے شرمندہ ہوتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی پر دانیال نے اسکی کوششیں ناکام کرتے اسکی نازک کمر کے گرد بازوئوں کا گھیر اتنگ کر دیا اور آہستہ سے ایک ہاتھ سے اسکے بھیگے بالوں کو چوٹی کے قید سے آزاد کروایا۔

"ہم مضبوط جان ہیں عاشی جان تم اپنی خیر کرو"۔ گھمبیر بھاری لہجے میں سرگوشی کرتے اسکے بالوں کو آگے رکھا اور ان میں اپنا بھیگا چہرا چھپانے لگا۔۔

"یہ بارش کافی حسین ہے تمہاری طرح"۔ اسکے بگڑے تنفس کو اپنی سانسوں سے الجھا دیا اور ٹھنڈی ہوائوں کی لہروں میں بارش کی تیز بوچھاڑ تلے اسکے وجود کو بانہوں میں سمائے کھڑا تھا۔

وہ کپکپا رہی تھی اور دانیال مسرور سا اسے اپنے وجود کی حرارت میں چھپا رہا تھا۔
"چچ۔۔۔۔ چلیں دد۔۔ دانیال جج۔۔ جی"۔۔۔ اسکے دانتوں کی کٹکٹاہٹ پر وہ بمشکل جملہ پورا کر پا رہی تھی تبھی دانیال نے اس پر رحم کھاتے اسے بانہوں میں اٹھالیا ایک بار پھر چوڑیوں کی کھنک گونجی جب عائشہ نے اسکی گردن میں بازو لپٹے اور چہرا سینے میں چھپا دیا۔

"آج تم گئی "۔۔۔! اسنے ذراسا اسے اونچا کرتے اسکے رخسار پر اپنے دہکتے لب رکھ کر اسکی سانسیں خشک کردیں اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرا پیچھے کیا جس پر چوڑیوں کی کھنک نے پھوپھو کو بھی بیدار کردیا۔

"عائشہ دھی تم ہو بیٹا"؟؟ وہ اندھیرے میں آنکھیں سکڑ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگیں۔

پھوپھو کی آواز پر جہاں دانیال شرارت سے مسکرایا تھا وہیں عائشہ نے آنکھیں پھیلا لیں۔

"اب میں گئی"۔ وہ خوفزدہ سی رونے جیسی آواز میں کہتی اس میں سمٹ گئی۔ ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی تو وہ اسے اماں کہنے کا بول رہی تھی اور ابھی اپنے بھتیجے کے ساتھ اس حالت میں دیکھ لیتی تو گولی سے اڑا دیتی۔

"کچھ کریں نا"۔۔۔! وہ اسکا شانوں پکڑ کر جھنجھوڑنے لگی

"میں کیا کروں"؟؟ وہ سیڑھیوں پر ہی دیوار کے سائے تلے کھڑا ہو گیا تھا اور اسے بھی تاریکی کا حصہ بنا ڈالا۔

"کچھ بھی کریں"؟؟ اسکا آنسوں پھسل کر گرا

"اگر مینے کچھ کیا تو تم رو دو گی"؟ وہ اسکے کان کے قریب ہو کر سرگوشی میں بات کرتی اسے پاگل بنانے کی حدیں پھلانگ گئی۔

"نہیں روئوں گی پلیز کچھ کریں مجھے بچا لیں"۔

اسکے رونے کی وجہ سے اسنے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اسی انداز میں کان میں بولا "بولو چھت کپڑے لینے گئی تھی اور یاد رکھو میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں پر دو سیکنڈ میں مجھے میرے روم میں چاہیے تم اگر نہیں آئی تو صبح مجھ پر بھروسہ مت کرنا میں پھوپھو زر کو بتا دوں گا تم میری کیا ہو اور تمہیں اسی وقت اپنے روم میں لے جائوں گا یاد رکھنا"۔ اسنے اچھی طرح دھمکا کر اسکے کان پر لب رکھتے اسے نیچے اتارا اور خود سینے پر بازو باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

عائشہ ایک نظر بھی ڈالے بغیر لرزتی پلکوں سمیت نیچے اتری۔

"عائشہ"۔۔۔۔!!پھوپھو کے لہجے میں کر ختگی تھی کہ وہ جھر جھری لے اٹھی۔

"جی پھ۔۔پھوپھو دھلے ہوئے کپڑے اتارنے گئی تھی بارش ہو رہی ہے ناپر شاید زریش پہلے ہی اتار کر لے گئی تھی"۔

اسنے مدہم آواز بتایا تو پھوپھو نے گہرا سانس بھرا۔

"ہاں بیٹا مینے اسے کہا تھا تم سوئی ہوئی تھی تب اور دانیال نہیں آیا ابھی تک"؟انکے سوال پر وہ ہڑبڑا اٹھی۔

"نن۔۔۔نہیں وہ تو ابھی نہیں آئے"۔وہ سیڑھیوں کی سمیت دیکھتی آنکھیں میچ کر پھوپھو سے بولی۔

"میرے بچے نے سارا دن تو رہنے دو راتیں بھی اس موئے کام کے پیچھے گنواں دیں ہیں!اچھا تم جاؤ سو جاؤ"۔وہ کہتی پریشان سی بڑبڑاتی کروٹ بدل گئی۔

اور آہستہ سے دانیال نے اسے پیچھے سے حصار میں لیا۔

"بہت خوب"۔۔وہ سرگوشی کرتا اسے ایک بار پھر بانہوں میں اٹھا گیا کہ عائشہ کی پھٹی آنکھیں مچھر دانی کے اندر جاگتی پھوپھو پر ٹکی تھی۔

اور وہ اسے لیکر آہستہ سے اپنے روم میں داخل ہوتا اسے بیڈ پر لیٹانے لگا۔اسکی دھڑکنیں بڑھتی گئی اور وہ شرما کر چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی کہ دانیال نے مسکراتے کھڑکی کے پٹ بند کیے اور دروازہ لاک کیا۔

باہر بارش کی چھم چھم کے ساتھ روم کی فضا میں انکی سانسیں بھی گونج رہی تھی۔

دانیال چلتا اسکے پاس آیا کہ وہ کھسک کر پیچھے ہوئی۔وہ مسکراتا سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ململ کا چھوٹا سا کیس نکال کر اس میں سے ایک پازیب نکالی اور اسکے پائوں کے قریب آیا۔

عائشہ اسکی انگلیوں کا لمس جب ٹخنے پر محسوس کیا تو کپکپا اٹھی اسنے محسوس کیا وہ کچھ پہنا رہا تھا عائشہ نے مسکراتے پاؤں کو حرکت دی تو چھن سی آواز گونجی۔

اسکی حرکت پر مسکراتا دانیال اسکے پاس آیا اور اسکا سر اپنے شانے پر ٹکایا عائشہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"بس ایک"؟؟

"بس ایک! دوسری تب جب تم ماں کے عہدے پر فائز ہو گی یہ تو بیوی کے عہدے پر آنے کیلیئے ہے"۔ اسکے ماتھے پر مہر ثبت کرتے وہ بولا عائشہ سرخ ٹماٹر ہوتی مسکرائی اور اپنا چہرا اسکے سینے میں شرما کر چھپا گئی۔

"یہ میری ماں نے بنائی تھی اپنی بہو کیلیئے اور کافی پرانی ڈیزائن بھی ہے شاید بھاری بھی اگر تمہیں پسند نا آئے تو مجھے ۔۔۔۔"باقی کے لفظ عائشہ نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے روک دئے۔

"میں اسے کبھی الگ نہیں کروں گی خود سے"۔ اسے رشتوں کی اہمیت کا اندازہ تھا اور احساس بھی ہو گیا تھا وقت کافی گہری ٹھوکر ماری تھی کہ وہ لڑکھڑا کر دلدل میں گرنے کے بجائے چھاؤں تلے آ گئی تھی پر کسی اور کی جگہ پر یہ سوچ بے چین کیے رکھتی۔

"مجھے امید بھی یہی ہے"۔ شرارت سے کہتے اسنے تکیے پر اسکا سر رکھا اور اسکے چہرے پر جھک کر اسکے نقوش پر لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا۔

جانتا تھا وہ اگر خود سے کچھ نہیں کہنا چاہتی تو صبح یہ پازیب سارے راز اگل دے گی اگر یہ اپنی زبان پر قائم رہی تو۔

"آپکا بیڈ تو بھیگ گیا"۔ وہ کمزور سی مزاحمت کرتی بے بس سی ہونے لگی تھی۔

"لڑکی کیا بیوقوفوں والی باتیں کر رہی ہو"۔۔!اسکی سرزش پر وہ جھینپ پڑی اور خفت سے چہرا موڑ لیا جس پر دانیال نے اسکے سینے پر رکھے بھرپور مزاہمت کرتے ہاتھ مٹھی میں جکڑ کر تکیے سے لگا دئے۔

عائشہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی اور وہ مسکراتا اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتا چھوٹی سی ناک کو چوم گیا۔

"میری ایک خواہش پوری کر دو"۔اسکی رخسار کو سہلاتے وہ بولا کہ عائشہ نے آنکھیں کھولیں "کونسی"؟؟

"اپنی اس چھوٹی سی ناک میں نوز پن پہن لو"۔۔

اسکا کہنا تھا کہ عائشہ کی آنکھوں کے سامنے زریش کا چہرا گھوم گیا جسکی ناک میں نوز پن چمکتی رہتی تھی اور اسکے حسن کو مزید خوبصورتی بخش دیتی تھی۔

"نہیں مجھے درد ہوگا"۔وہ بھرائی آنکھیں موندتی کہنے کے ساتھ لب کاٹ گئی،مطلب وہ اس میں زر کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے دکھ ہونے لگا اپنی شخصیت کے کھو جانے پر۔

انکار کر کے اسکے جواب کے منتظر رہی پر کوئی رسپانس نہیں آیا اسنے سوچا دھونس جمائے گا پر نہیں وہ خاموش ہو گیا مطلب یہ حقیقت تھی!!

"جب میں آپکی پسند پر ذرا بھی نہیں اترتی تو یہ زبردستی کا رشتہ کیوں بڑھا رہے ہیں"؟؟وہ اپنے دل میں سسکتی سوچنے لگے پر زبان کو حرکت نہیں دی اور اسکی بے تابیوں شدتوں کو جھیلتی رہی۔

--------------------------*

یونی سے واپسی پر وہ اسے گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا کہ تقویٰ نے کافی پوچھا پر کوئی جواب نہیں دیا۔
وہ مٹھیاں بھینچ کر گھر میں داخل ہوئی۔

"السلام علیکم"۔۔۔!لائونج میں بیٹھے وہاج صاحب کو دیکھتے اسنے سلام کیا جس پر وہ چونک کر دیکھنے لگے اور سر ہلا دیا۔

"آپ کب آئے انکل"؟؟وہ مسکرا کر پوچھنے لگی پر اس بار انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا وہ مایوس ہو کر جانے لگی کہ پیچھے سے انکی آواز آئی"بات سنو"!۔
"جی انکل"۔وہ خوش ہو کر مڑی۔
"صائم کہاں ہے"؟انہوں نے سرسری سا دیکھتے پوچھا
"جی وہ مجھے خود بتا کر نہیں گئے شاید کسی دوست کے ہاں گئے ہوں"۔وہ پریشان سی بتانے لگی۔
"ہونہہ دوست"۔۔۔!!وہ تمسخرے سے ہنسے۔
"اس سے کہو اسکا اپنا گھر ہے تمہیں وہاں لے جائے"۔وہ کہہ کر اٹھ گئے اور وہ حیرت سے دیکھنے لگی کہ کیا رشتوں کے ایسے بھی رنگ ہوتے ہیں۔
مطلب ماں تو چھوڑو چاچا ہی تھوڑا احساس کر لے ماضی میں جو کیا چلو خیر اسکا حساب وہ خود دیں گے پر اب دولت کیلئے تو ایسے نا کریں اسنے تو مانگی تو نہیں ان سے دولت پھر کیوں ایسے کر رہے ہیں۔
"میں کیوں کہوں انکل آپ خود کہہ دیں آپکا بھتیجا ہے آپکی بات ضرور مانے گا"۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتی وہاں سے اوپر چلی گئی اور اپنے روم کی طرف جاتے وہاج صاحب نے حیرت سے اس لڑکی کی پشت کو دیکھا۔

"بھتیجا مائے فٹ"۔وہ غصے سے بڑبڑاتے اندر چلے گئے۔

فریش ہو کر اسنے اپنے پورے اعتماد سے وہاج صاحب کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور ملازمہ کو اوپر آنے کا حکم دیتی چلی گئی۔

وہ تو خاموش اس دیہاتن کو دیکھتے رہے جس کے پر پرزے نکل آئے تھے۔"شاید دولت پر نیت خراب ہوئی ہے" وہ حقارت سے کہتے ہنس پڑے۔

"یس مم۔۔۔ میم"؟ ملازمہ روم میں آئی تو تقویٰ کو ایک ناک پر رومال رکھتے دوسرے سے ساری بوتلیں ایک ایک کر کے باتھ روم میں لے جا کر بیسن میں بہاتے دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔

"جائو ان بوتلوں کی تعداد جتنی بغیر دودھ کے چائے بنا کر لائو"۔وہ ساری بوتلیں بہا کر انہیں واش کرتی لیکر روم میں آئی اور اس الماری میں ایئر فریشر اسپرے کیا۔

"میم سر بہت جھگڑا کریں گے پلیز میم ایسا نا کریں"۔وہ جیسے منت کرنے لگی کہ تقویٰ نے گھور کر دیکھا۔

"جتنا کہا جائے اتنا کرو میں اپنے شوہر کو ہینڈل کرلوں گی تم جائو اور جو کہا ہے وہ کر کے آئو"۔اسکے سخت لہجے پر وہ ناچار سر ہلاتی چلی گئی اور کچھ دیر بعد ایک پتیلا چائے سے بھر کر لائی اور تقویٰ کے حکم پر ان بوتلوں میں جلدی جلدی بھرنے لگی کہ صائم نا آجائے۔
اس کام سے فارغ ہو کر وہ ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی اور ملازمہ کو جانے کا کہا۔

دن آہستہ آہستہ سرکنے لگا وہ اسکا انتظار کرتی رہی اور سیاہ بادل پورے آسمان کو گھیرے میں لیکر پہلے ہلکی سی بوند بوند برسائی اور پھر اچانک تیز بارش نے بوچھاڑ کر دی۔

بک بند کرتے وہ اسٹڈی روم سے نکل آئی اور کھڑکی کے ٹھاکی آواز کے ساتھ ہوا کے دوش پر پردوں کے اڑنے سے گھبرا کر اسنے جلدی سے کھڑکیاں بند کی اور بالکنی کا گلاس ڈور بھی لاک کرتے پردے برابر کر دئے۔
بارش اتنی تیز تھی کہ اسے اکیلے روم میں بادلوں اور بجلی کی گرج چمک سے بھی ڈر لگنے لگا وہ اپنے دھڑکتے دل سے بیڈ پر سکڑی سمیٹی بیٹھی تھی کافی دیر اسکا انتظار کرنے پر بھی وہ نہیں آیا تو اسے رونا آنے لگا ڈر سے نہیں اسکی لاپرواہی سے۔

"کہاں گیا ہوگا آخر"۔ وہ دانت پیستی اسے بار بار کال کرنے لگی ایک تو بارش کی وجہ سے کم ہی سگنل تھے اوپر سے جو رنگ جاتی اسے کاٹ دیتا۔

"سائیں اگر گھر نہیں آئے تو میں رو دوں گی"۔ اسنے ٹیکسٹ ٹائپ کیا اور اسکے نمبر پر سینڈ کر دیا
موبائل سامنے رکھ کر وہ اسکے جواب کا انتظار کرنے لگی وقت بیت رہا تھا پر اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا اور جب اسکے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے تو سکرین نے چمک دی۔
وہ جھٹ سے تھام گئی موبائل اور دیکھنے لگی۔

"شوق سے"۔ وہ پڑھ کر آنسوں صاف کرتی تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی اور اپنے اوپر چادر درست کرتی آنکھیں موندلیں۔

وہ بالکونی میں کھڑا ریلنگ پر دونوں ہاتھ ٹکائے نیچے بھیگتے لان کے ہرے گاس کو دیکھتے مسکرایا

اور مڑ کر گلاس ڈور کو دیکھتے اپنے بھیگے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔"اب آئے گی عقل ٹھکانے پتھر سے کھیل کر صرف تکلیف ملے گی کامیابی نہیں"۔وہ سوچتا وہاں پڑی چیئر پر بیٹھ کر آنکھیں موندلیں اور بارش کے کترے اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا۔

اسنے نہیں معلوم تھا وہ دوستوں سے اٹھ کر یہاں کیوں چلا آیا اسکا میسج پڑھ کر وہ انجان تھا اور اپنی بند پلکوں کے پیچھے اسے لان کے بیچوں بیچ ہرے رنگ کے کپڑوں میں کھڑا بھیگتا ہوا دیکھ رہا تھا ساتھ ہی خود مسلسل مسکرا رہا تھا۔
اور وہ اس ساحرہ کے اوپر سرخ بھیگے پھول برسا کر اسے قہقہہ لگاتے خود مسرور ہو رہا تھا۔

*______________*______________*

"ڈاکٹر صاحبہ رات کو بہت روتی ہے میری شرمیلی"۔حامد صاحب کے کانوں میں این بار پھر سے یہ آواز گونجی تو ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھے قہقہہ لگا اٹھے کہ حیدر نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"ڈیڈ نیوز چل رہی ہیں کامیڈی نہیں"۔وہ حیران تھا

"تم چپ کرو سب کے سب ایک دم بدمزاج کے ہو"۔وہ جھڑک گئے کہ حیدر کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"کیا رونق تھی قاسم کے گھر"۔وہ بڑبڑائے اور حیدر کو دیکھنے لگے جس کی آنکھوں کچھ دنوں سے انتہائی سرخ تھی اور یہ اسکی رت جگے کی گواہی دے رہیں تھی۔

حامد صاحب کو غصہ تو بہت آرہا تھا پر خاموش تھے۔

" مینے کچھ تصویریں دیں تھی مہکار کو تمنے دیکھیں "؟انہونے لب بھینچ لئے پوچھ کر

"کیوں "؟؟وہ اپنے اندر اٹھتے درد کو دبا کر بولا۔

"جو کہا ہے اسکا جواب دو "؟ وہ کرخت لہجے میں پہلی بار بول رہے تھے۔

"نہیں "!!حیدر کہہ کر آہستہ سے وہاں سے اٹھ گیا۔

اور حامد صاحب نے مہکار کے روم کو دیکھتے گہرا سانس بھرا۔

"شاید تمہیں رشتوں کی قدر پہچان کروانا بھول گیا میں مہکی "۔وہ دکھ سے بولے اور ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گئے۔

*_______________*_______________*

انہونے قاسم شاہ کی ساری پریشانی سنی تھی اور اب بیڈ پر پڑے مسلسل

اس بابت سوچ رہے تھے۔

وہ مضطرب سے اٹھ بیٹھے۔

انکے سامنے بار بار نٹ کھٹ سی حجاب آجاتی،وہ سمجھتے تھے،ساری رونق ہی اس کے دم سے تھی ماشاءاللہ کتنا نور تھا چہرے پر

کہ انکے منہ سے بے ساختہ دیکھتے ہی ماشاءاللہ نکلا۔

جس طرح انکے بیٹے کی سنجیدہ کم گو طبیعت تھی اور آجکل بد مزاج ہو گئے تھے کہ جو بھی ذرا سی بات کرتا آفس میں اسے بری طرح جھڑک دیتا۔

وہاں کے ورکر پریشان تھے کہ اچانک انکے باس کو کیا ہوا ہے اتنے اچھے مزاج کے نرم گو تھے پھر یوں یکا یک کیا ہو گا کہ نرم سے کھڑوس ہو گئے تھے، اب اسکے آفس روم میں جاتے بھی دو دفعہ سوچتے کہیں پچھلی دفعہ پھر بے عزتی نا ہو جائے۔

حامد صاحب پیشانی مسلتے اٹھے اور بالکنی میں آئے اور کھلی فضا میں گہرا سانس بھرنے لگے۔

انہوں نے ایسے ہی سرسری سی نظر لان پر ڈالتے دائیں بائیں دیکھا اور پھر بائیں طرف انکی نظریں ٹھٹھک کر رکی۔

سامنے ہی حیدر کے روم کی بالکنی میں وہ راکنگ چیئر پر جھولتا آنکھیں موندیں انگلی میں سگریٹ دبائے وقفے وقفے سے گہری کش لگا رہا تھا۔

اسکی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے اور بکھرے بال بڑھی ہوئی شیو بلیک شلوار قمیض میں وہ سارے ماحول سے لاپتا لگ رہا تھا جیسے کہیں کھویا ہوا تھا۔

حامد صاحب کے دل میں تکلیف سی بڑھ گئی لب بھینچ کر انہوں نے خود کو ریلیکس کیا۔

"انہیں واقعی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا وہیں ٹھیک تھے"۔ سوچ کر ہی انکا دل دکھنے لگا۔

انہیں یاد تھا کتنا خوش تھا اسکا بیٹا جب اسے اس لڑکی کا بتاتا اسکے پردے کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتا۔

کیا حال ہو گیا تھا کہیں کھو گیا تھا انکا بیٹا ماضی کے چند لمحوں میں۔

بارش رک گئی تھی اس جگہ ٹھنڈی ہوائوں نے زور پکڑ لیا تھا اتنی رات کو وہ بغیر کسی شال یا سوئٹر کے بیٹھا تھا۔

وہ اپنے روم میں آئے اور دروازہ کھول کر باہر نکلے انکارخ حیدر شاہ کے روم کی طرف تھا۔

"میں چاہتاہوں آپ بھی مجھ سے فرینڈ شپ کر لیں"۔

"اور میں ایسے گھٹیا رشتے بنانے کی خواہش مند نہیں ہوں، میری نظر میں ایک لڑکی کا دوست اپنے باپ، بھائی، یا شوھر کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا، اور اسکے علاوہ جو ہوتے ہیں وہ گناہ میں شمار ہوتے ہیں اور پلیز مجھے ایسی گھٹیا آفر کرنے سے گریز کریں"۔
وہ ہنس پڑا زخمی سا۔

"کیا خواہش کی؟ صرف تمہارا ساتھ۔ اور تو کچھ نہیں مانگا صرف تمہارے علاوہ، پھر کیوں تقویٰ؟ اب تم مجھ سے دو منٹ بات کرنا بھی نہیں چاہتی اتنا ناپسند ہوں میں تمہیں، ایک بار صرف سامنے آجاؤ خدا قسم اسے چھوڑ کر میرے پاس آئو گی تو میں اپنی پوری عزت سے تمہیں سمیٹ لوں گا کبھی کچھ نہیں دہرائوں گا تمہارے ماضی بابت، میں جانتا ہوں تم اس لوفر غنڈے انسان کے ساتھ خوش نہیں!! کوئی لڑکی بھی اس بگڑے انسان کا ساتھ نہیں چاہیے گی جو لڑکیوں کو کپڑوں کی طرح بدلتا ہے، پھر تم جیسی لڑکی کیسے اسکے ساتھ رہے گی! میں جانتا ہوں تم خوف عزت کے ڈر سے وہاں ہو اسکے دبائو میں وہاں ہو صرف ایک بار سامنے آجائو میں تمہیں پورا یقین دلائوں گا اور اسکی پرچھائی سے بھی بہت دور لے جائوں گا"۔ خیالوں ہی خیالوں میں وہ اس سے مخاطب تھا کہ ان خیالوں میں انگلیوں میں ہوتی جلن اسے حقیقت کی دنیا میں کھینچ لائی۔

اسنے آنکھیں کھولتے ایکدم سگریٹ کو انگلیوں کے قید سے آزاد کیا جو جل کر اسکن کو سرخ کر گیا تھا۔

ابھی اسنے پاس رکھی بلیک شیشے کی میز سے دوسرا اسگریٹ اٹھایا ہی تھا کہ روم کا ڈور ناک ہوا۔

اسنے حیران ہو کر وقت دیکھا جہاں رات کے چار بج رہے تھے "کون ہو گا"

"حیدر دروازہ کھولو"۔ حامد صاحب کی آواز پر وہ کچھ حیران ہوا اتنی رات کو کیوں آئے ہیں۔
وہ اٹھ کر روم میں آیا اور دروازہ کھولا۔

"جی ڈیڈ خیریت"؟؟ حیدر کی پریشان آواز پر حامد صاحب نے اسکی آنکھوں کی طرف دیکھا جہاں سرخ ڈورے خون بہانے کی تیاری میں تھے۔

"بات کرنی ہے اندر آئو"۔ وہ کہتے اندر آئے اور حیدر نے الجھ کر دیکھتے قدم واپس اندر رکھے۔

"جی ڈیڈ کہئیے"؟ وہ سامنے انکے صوفے پر بیٹھا۔

حامد صاحب نے پہلے گہرا سانس بھرا اور پھر کچھ توقف کے بعد کہنے کیلئے گلا کھنکھارا۔

" تمنے اپنے رویے پر غور کیا ہے؟ سب ورکر کیوں شکایت کر رہے ہیں تمہارے ایٹیٹیوڈ کی "؟ انکے سخت لہجے میں پوچھنے پر حیدر نے لب بھینچ لیے۔

"کچھ نہیں ہے ڈیڈ آپ جانتے ہیں انہیں صرف موقعہ چاہیے ہوتا ہے باس کے بابت شکایت کا"۔وہ سر جھٹک کر بولا کہ حامد صاحب نے لب بھینچے۔

"آگے کا کیا سوچا ہے"؟انہوں نے سر ہلاتے پھر دوسری بات پوچھی۔

"کس بابت"؟وہ نظریں چراتا اٹھا اور پانی پینا لگا۔

"تمہاری زندگی کے بابت"۔وہ بہت مشکل سے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبائے بیٹھے تھے۔

"کیا سوچنا ہے لائف چل تو رہی ہے اچھے سے خوشحال"۔وہ تلخ لہجے میں بولا۔

" مینے کبھی تم لوگوں کی زندگی میں انٹرفیئر نہیں کیا اور مجھے اسکا افسوس ہے! پر یہ افسوس اب نہیں رہے گا کیونکہ اب میں کر رہا ہوں اگر تم مجھے اپنی پسند اس لڑکی کو چھوڑ کر بتا رہے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ خود کو فزیکلی اور مینٹلی تیار کر لو کیونکہ میں ساری زندگی تمہیں ایسے جاگتے اپنی آنکھوں کا نور کسی کی یادوں میں نہیں گنواتے دیکھوں گا حیدر اور میں جو فیصلہ کروں گا اگر تم نے ذرا سی بھی ہچکچاہٹ دیکھائی تو میری موت کے ذمیدار تم ہو گے انڈرسٹنڈ"وہ جس طرح کے نرم مزاج میں کچھ دیر پہلے بات کر رہے تھے اب اتنے ہی سخت گیر لگ رہے تھے انکی آنکھوں میں غصہ اتر آیا تھا۔

حیدر حیران پریشان انہیں دیکھنے لگا۔

"آپ جانتے ہیں میں تقویٰ کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ نہیں سکتا کجا کہ اسے اپنی زندگی میں لائوں پلیز ڈیڈ مجھ سے ایسی کوئی توقع مت رکھیں جس سے بعد میں آپکو دکھ ہو"۔وہ شرمندہ سا سر جھکائے بولا۔

"حیدر"۔۔۔۔۔!!حامد صاحب سرزنش کرتے دھاڑے۔

"وہ اپنی زندگی میں خوش ہے جیسا اسکا نصیب تھا اس لڑکی نے پایا تم اسکی زندگی کیوں برباد کرنے پر تلے ہو جب جانتے ہو وہ لڑکا کس طبیعت کا ہے پھر کیوں اسکی سسکتی زندگی کو مزید تنگ کر رہے ہو؟؟ یہ ہے تمہاری محبت"؟؟

"میں کچھ نہیں جانتا ڈیڈ بس وہ میری ہے اور میں جانتا ہوں وہ مجبوری میں اس انسان کے ساتھ رہ رہی ہے، میں اسکی زندگی ایسے برباد نہیں ہونے دوں گا اس کی زندگی پر اب صرف میرا حق ہے اور جب میں اسے اپناؤں گا اسکی طرف ہاتھ برھاؤں گا آئی ایم شیور وہ اسے ٹھوکر مار کر آئے گی کیونکہ مینے اسکی آنکھوں میں اس لڑکے کیلئے ناپسندگی دیکھی ہے، اور اسکے انکار کی وجہ صرف مہکار تھی میری یہی خامی ہے اور اب مینے سوچ لیا ہے جو قدم مجھے پہلے اٹھانا چاہئے تھا وہ اب اٹھاؤں گا میں اسے طلاق دلوا کر اس سے شادی کر کے بہت دور لے جاؤں گا کہ نا اس پر صائم زیدی کا سایہ ہو نا ہی مہکار کا "۔اپنے مضبوط پکے اور اٹل لہجے میں کہتے گاڑی کی کیز اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

حامد صاحب صدمے کی کیفیت میں اپنے بیٹے کی جنونی حالت دیکھ کر صوفے پر گر سے گئے۔
انہیں اندازہ نہیں تھا وہ تنہائی میں بیٹھ بیٹھ کر سوچوں میں اس حد تک نکل جائے گا۔
کہ اب اپنے باپ کی دھمکی بھی کوئی اثر نہیں دیکھا پائی۔

کچھ دیر بعد ایک اٹل فیصلہ کرتے حامد صاحب اٹھے اور ایک نظر اسکے روم پر ڈالکر وہاں سے نکلے۔
اور انکلتے ہی اسے اپنی بیٹی کے روم کی طرف دیکھا جہاں گرین کلر کا آنچل لہرایا تو مطلب اب وہ چھپ کر انکی باتیں سنے گی۔

"اف کیا ہو گیا ہے میری اولاد کو"۔ انکا دل دکھنے لگا۔

اسے ملازمہ نے بتایا تھا کہ "صاحب آپنے جو تصویریں بی بی جی کو دیں تھی وہ انہوں نے جلا دیں"۔ اور حامد صاحب کے شک پر سچ کی میر ثبت ہو گئی کیونکہ پہلے ہی اسکے پیپر ز بنانے والی بات سے اسکا وکیل آگاہ کر چکے تھے کہ آپکی بیٹی ساری جائداد کے پیپر ز بنا چکی ہے اپنے نام پر۔

یہ سب سنتے تو کئی دن حامد صاحب بے یقینی کی کیفیت میں رہے کہ انکی بیٹی کیوں اپنا گھر بار چھوڑ کر یہاں پڑی ہے اتنی گری سوچ پر انہیں انتہائی کا دکھ جھیلنا پڑا۔

اور اس سوچ پر سچ کی مہر تب لگی جب دوبار مہکار کو فائل ہاتھ میں لئے اپنے روم میں آتا دیکھا وہ نظر انداز کر جاتے اور شاید وہ بھی ڈر کر چلی جاتی۔

پر اب اپنی بیٹی کی ساری سوچوں سے واقفیت پا چکے تھے کہ وہ اپنے بھائی کا گھر بسا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی کہ کہیں ساری جائداد اسکے حوالے نا ہو جائے یا اسکے بچوں کا حق نا پڑ جائے۔

"السلام علیکم"۔۔! دروازہ بند کرتے وہ اپنے بیڈ پر بیٹھے اور موبائل نکال کر فجر کے قریب انہوں نے قاسم شاہ کے نمبر پر کال کی جو دو تین بعد اٹھالی گئی۔

"وعلیکم السلام خیریت حامد اس وقت کال کی ہے"؟ قاسم شاہ کے ساتھ مسز قاسم بھی اٹھ بیٹھیں۔

"معذرت پریشان کرنے کیلیئے قاسم پر کچھ مانگنا تھا تم سے بہت قیمتی"۔ انکی بات سنتے قاسم شاہ نے اپنی بیوی کو دیکھا۔

"ہاں بولو کیا چاہیے یار ایسے ہچکچا کیوں رہے ہو"۔انہوں نے مسکراتے کہا تو حامد صاحب مسکرائے۔

"سوچ لو"۔۔!وہ وارن کرنے لگے۔

"سوچ لیا تو بول تجھ سے کوئی چیز اہم ہے کیا"۔انہوں نے ہنستے کہا۔

"چیز نہیں قاسم"۔۔!حامد صاحب کا لہجا سنجیدہ تھا کافی حد تک

"تو پھر"؟ایکبار قاسم شاہ کے ساتھ مسز قاسم بھی چونکیں کیونکہ ایسی ڈھکی چھپی باتوں کی معنی جانتے تھے۔

"تمہارے گھر کی رونق کو اپنے گھر میں بسانا چاہتا ہوں کیا آجائوں کل عرضی لیکر"؟؟ کچھ توقف کے بعد بولے تو دوسری طرف دونوں خاموش رہ گئے۔

انہیں حامد صاحب کے دماغ پر شک ہونے لگا کس وقت اور کیا باتیں کر رہے تھے۔

پر وہ کیا جانتے انکے اندر کی حالت بیٹے کے کھو جانے کے ڈر سے۔

"پر حامد حیدر تو ماشاءاللہ کافی بڑا۔۔۔"۔انکی بات منہ میں ہی رہ گئی جب مسز قاسم نے انکے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"کہہ دیں کچھ سوچنے کا وقت دیں"۔انہوں نے مدھم سے لہجے میں کہا کہ قاسم شاہ نے گھور کر دیکھا۔

"اچھا ایسا کرو تم کل میری آفس آجائو کچھ اہم ڈسکس کرنا ہے"۔ حامد صاحب کے کہنے پر وہ ٹھیک ہے کہتے موبائل رکھ گئے
۔

"آپ ہوش میں تو ہیں ابھی حجاب کی عمر ہی کیا ہے محض اٹھارہ سال اس عمر میں ہم اسکے سر پر اتنی بڑی زمیداری ڈال دیں جبکہ ابھی اسکی فرمائشیں دیکھو اسکے دماغ کی سوچیں خود معلوم ہو جائیں گی، اور حامد کے بیٹے کی عمر انیتس تیس کے قریب ہے فرق دیکھا ہے وہ ایک میچور مرد ہے اور ہماری بیٹی۔۔۔! ابھی تک پریوں پرنس کے خیالوں میں رہتی ہے، شادی زندگی گھسیٹنے کا نام نہیں بیگم بہت بڑی زمیداری ہے جس سے آپ بھی واقف ہیں ایک کھائی سے بچانے کے واسطے میں اسے دوسرے کویں میں نہیں پھینک سکتا کہ کل کو وہ مجھے کوستی رہے ایک بیٹی تھی اس کا بھی بھوج کندھوں پر بھاری پڑ گیا ابھی اسکی تعلیم باقی ہے بارہ جماعتیں پڑھی ہیں سولہ نہیں کہ اٹھا کر گھر سے نکال دیں"۔ قاسم شاہ غصے سے کہتے انہیں گھورنے لگے۔

"ہاں تو دے دیجیئے اس بڈھے کو تبھی معلوم ہو گا"۔ مسز قاسم غصے سے کہتی لیٹ گئی اور انکی طرف سے کروٹ بدل لی۔

"بھول گئے میری عمر شادی کے وقت چودہ سال کی تھی اور آپ پچیس سال کے بڑے آئے بات کرنے، یاد رکھیئے گا میری بیٹی اپنے بھائی کیلیئے سولی پر چڑھائی تو خود کو پھانسی دیدوں گی"۔ وہ روتی ہوئی بولی کہ قاسم شاہ پریشان ہو گئے۔

"نرگس" انہونے محبت سے پکارا کہ مسز قاسم نے کانوں پر کشن رکھ دیا

"دیکھو میری معصوم بیگم پہلے کا دور کچھ اور تھا تم لوگوں کو گائے بھینس کی طرح باندھ دیا جاتا تھا پر کیا اب بھی ہم ایسا کریں کیا جو ظلم تمہارے ساتھ ہوا وہی ہم اپنی بیٹی کے ساتھ کریں"؟ کشن ہٹا کر انہوں نے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔

"میرے ساتھ ظلم تو نہیں ہوا یہ آپ جانتے ہیں کہ جوڑ نا ملنے کی صورت میں ہمیں قرآن پاک ہاتھوں میں دیکر ایک کمرے میں بند کیا جاتا تھا کہ اب یہ تمہاری باقی کی زندگی کا مقصد ہے اللہ یہی چاہتا ہے، اور اب وہ رسم گئی تو خاندان میں جوڑ نا ملا تو ساری زندگی بیٹی کو بیٹھائے رکھنا پڑتا ہے میں اپنی بیٹی کو کسی قسم کے ظلم کے حوالے نہیں کروں گی اگر آپ یہ رشتہ نہیں جوڑ سکتے تو جانتے ہیں نا بیٹی کی شادی دوسرے خاندان میں کروانے سے ایک تو آپ کو اپنی ذات چھوڑنی پڑے گی سزا کے طور دوسرا اس خاندان سے تعلق ترک کر دینا ہے کر سکیں گے یہ"؟ انہوں نے سوالیہ دیکھا۔

"ایک تو کیا میں اپنی بیٹی کیلیئے ایسے ہزاروں خاندان چھوڑنے کیلیئے تیار ہوں"۔ بغیر توفیق کے انہوں نے کہا تو مسز قاسم مسکرا دیں۔

"ٹھیک ہے پھر"۔ انہیں مسکراتے دیکھ کر قاسم شاہ بھی مسکرائے۔

*____________*___________*

جس طرح وہ پائپ کے وسیلے چڑھ کر بالکنی میں آیا تھا ویسے ہی اتر کر وہ واپس لان میں آیا۔
بارش رک گئی تھی پر ٹھنڈی ہوائیں جسم کو چیر کر اندر خون کو جمانے کیلیئے کافی تھی۔
ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اور وہ اپنی شرٹ اتار تا سیڑھیاں پھلانگ کر اپنے روم کے سامنے آیا۔

روم لاک نہیں تھا شاید وہ اسکے انتظار میں دروازہ کھلا چھوڑ کر سوئی تھی۔

کھلے ڈور کو دیکھتے اسکا جبڑا تن گیا جب کانوں میں بچپن کی سسکیاں گونجی۔

"خبر دار اگر آئندہ ڈور لاک کیا حرام خور کی اولاد"۔ ساتھ ہی ایک لات اسکے پیٹ میں ماری گئی اور صائم ہوش میں آکر یہاں وہاں دیکھنے لگا، درد ایسے محسوس ہوا جیسے ابھی لات ماری گئی ہو۔

پر اس مولانی کو کون سمجھائے کہ انسانوں کی بھیس میں حیوان بھی موجود ہوتے ہیں وہ تو بس اسکا روپ دیکھ کر ہی دنیا کا گرا ہوا حیوان اسے ہی سمجھ رہی تھی۔

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور پھر بند کرتے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں سفید کمفرٹر میں وہ دبکی سو رہی تھی۔

اے سی بند تھا اور ہیٹر کو آن کر دیا گیا تھا جس سے اسکا اکڑا وجود ریلیکس ہوا۔

اور اسنے اپنے بازوں پر ہاتھ پھیرا۔

شرٹ قالین پر پھینک کر وہ اپنی سائیڈ پر آیا اور شوز اتار بھیگی پینٹ اور جسم سے کمفرٹر میں گھس گیا۔

کہنی تکیے پر ٹکا کر اسنے سر کو اونچا کیا اور ہتھیلی پر ٹکا کر دوسرے ہاتھ سے تقویٰ کے چہرے سے تھوڑا سا کمفرٹر کھسکایا۔
تقویٰ کی اسکی طرف پیٹھ تھی اور پشت پر سیاہ بال بکھرے پڑے تھے۔ اسکا سائیڈ فیس دیکھ رہا تھا بند آنکھوں پر سیاہ پلکیں سایہ فگن تھی اور مدہم سی سانسیں اسکے ناک سے نکل رہی تھی صائم نے جھک کر نا محسوس انداز میں اسکے سر پر بوسہ دیا اور اپنا ہاتھ آہستہ سے اسکے گرد کمر میں ڈالا۔

اچانک سے ٹھنڈا یخ لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے وہ اچھل پڑی۔

"سس۔۔۔سائیں"۔۔۔!!وہ کسمسائی اور دور ہونے لگی۔

جب تک صائم نے دوسرا ہاتھ اسکے سر کے نیچے ڈالکر اسے اپنے حصار میں قید کرتے اسے کھینچ کر اپنے سینے پر ڈالا اور اسکی گردن پر لب رکھے۔

"چاہو مرنے دو یا تو اپنے لمس کی حرارت سے سمیٹ لو"۔سمیٹ وہ خود کو کہنے کا رہا تھا پر اسکے لمس پر سمٹ تقویٰ گئی۔

"ویسے ایک بات بتائوں"۔۔اسے اپنے وجود میں چھپاتے اپنے چہرے کو اسکی گردن میں چھپاتے بولا۔
اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں میں نہیں مرنے والا سب کو مار کر مروں گا ہاہاہا"۔خاموش فضا میں اسکا جاندار قہقہہ پڑا کہ تقویٰ نے ناگوار نظروں سے گھورتے اسکے شانے پر مکہ جڑ دیا۔

"کہاں تھے آپ"؟؟اسکی ناک کو پکڑتے وہ بولی کہ صائم نے گھورا۔

"مولانی اپنی حد میں رہو"۔اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ مصنوعی درشتگی سے بولا۔

جس پر وہ ڈبڈباتی نظروں سے دیکھ کر منہ موڑ گئی اور صائم نے بغیر کچھ کہے لب بھینچ کر اسے خود میں بھینچ لیا اور ماتھے پر لب رکھے کہ تقویٰ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"معذرت سمجھوں"؟ مسکراہٹ دبا کر وہ بولی

"ہونہہ۔۔۔!خوش فہمی"۔کہتے وہ آنکھیں موند گیا کہ تقویٰ نے منہ بنالیا" کھڑوس کہیں کے"۔

وہ سو گئی واپس اور صائم لب بھینچے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

آہستہ انگلیوں سے اسکے چہرے سے بال سمیٹے اور اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا دی اور اپنے انگلیوں میں الجھی اسکی انگلیوں کو دیکھا۔

لیمپ کی مدہم روشنی میں اسکی سانولی سی انگلیاں صائم کے سرخ سپید انگلیوں میں واضح دکھ رہی تھی۔وہ مسکراتے باری باری اسکی انگلیوں کو چومنے لگا اور اسکے چہرے کو دیکھا کہیں جاگ نا جائے۔

"جب سے آئی ہو اپنے ساتھ میرا سکون بھی لیکر آئی ہو جسکے لئے مینے بچپن سے لیکر اب تک جستجو کی ہے کہیں نہیں صرف ہماری آنکھوں کے علاوہ"۔وہ دل میں سوچتا اپنی گردن میں اسکا بازو ڈالکر اسکی گردن میں اپنا چہرا چھپا گیا۔

صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو اسے بخار تھا ساتھ زکام بھی۔

"اس سالے کا ذائقہ کیوں چینج ہو گیا ہے"۔بوتل میں سے لگاتے وہ کراہ اٹھا بد ذائقہ دیکھ کر۔

آئینے کے سامنے کھڑی تقویٰ نے مسکراہٹ دبائی اور بالوں کو چوٹی بنائے اپنے گرد چادر اوڑھی۔

اسنے کبھی بلیک کافی کے علاوہ چائے نہیں پی تھی جس وجہ سے اسے شراب کا ذائقہ سمجھ نا آیا۔
جو گھونٹ پیا تھا اسے واپس واش روم میں نکال دیا۔

"اے مولانی تمنے کوئی چھیڑ چھاڑ کی ہے"؟؟ وہ غضب کے خطرناک تیور لیکر اسکے سامنے کھڑا ہوا۔

"میں حرام کو دیکھنا پسند نا کروں چھونا تو دور"۔ ناگواریت سے بوتل کو دیکھتی وہ اپنا بیگ اٹھا کر اوور آل بازو پر ڈالکر وہاں سے نکلی۔

"آجائیں سائیں ورنہ پیدل آنا پڑے گا"۔ اسکی دھمکی اس پر ڈالتی وہ وہاں سے نکل گئی اور صائم نے چھینک مار کر بوتل کو گھورتا رہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے پہلے تو کبھی اسکا ذائقہ زکام میں چینج نا ہوا"!!
"شاید خراب ہو گیا ہے سالا"۔ جیکٹ پہن کر وہاں سے نکلا

--------------------------*

وقفے وقفے سے چھن چھن کی آواز پر دانیال کی آنکھ کھلی تو سامنے ہی صوفے پر عائشہ کو پایا۔

"کیا کر رہی ہو"؟؟اسے پازیب سے الجھتے دیکھ وہ اٹھ بیٹھا۔

"جی وہ یہ آواز کر رہی ہے نا اسلئے اسکی یہ نکال رہی ہوں"۔وہ چھوٹے چھوٹے سفید گھنگرو دیکھاتی بولی۔

"جی"۔۔!وہ نقل اتارتا غصے سے بیڈ پر گرنے کے انداز میں تکیے پر سر پھینک دیا۔
کچھ دیر وہ چھت کو گھورتا رہا جب نظریں اسکی طرف اٹھائیں تو وہ پازیب بغیر گھنگرو کے پہن رہی تھی۔

"اب ٹھیک ہے"۔وہ مسکراتی گھنگرو کو پلو میں باندھ گئی

"سنئیے"۔۔!وہ اٹھ کر اس سے بولی

"سنایئے"۔۔۔!اسے غصہ تو اس قدر آرہا تھا کہ کچھ کر دے اس لڑکی کا

"وہ میں کہہ رہی تھی میرے لئے ایک ہی کافی ہے آپنے مجھے اس قابل سمجھا شکریہ پر دوسری میں چاہتی ہوں زریش کو پہنائیں"۔وہ کہہ کر رکی نہیں وہاں سے چلی گئی اور دانیال نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یااللہ مجھے صبر دے"۔اسنے دعا کرکے کمر سیدھی کی تھی کہ نیچے سے کچھ چبھ گیا اسکن میں۔
اسنے اٹھ کر دیکھا تو اسکی ٹوٹی ہوئی چوڑی تھی۔

دانیال نے اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے کی۔

"وہ میری محبت ہے عائشہ اسے میں تلخ زندگی کی تکلیف نہیں دے سکتا تم سے شادی جس وعدے پہ کی ہے، اس آخری سانسیں لیتے شخص سے جو وعدے کیا ہے اسکو بھی نہیں توڑ سکتا، اگر میں زر سے شادی کر لوں گا تو مجھ سے ایک گناہ نہیں ہزار ہوں گے کیونکہ میں جانتا ہوں انسان جب اپنی محبت پالیتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے اسے مجبوری میں بندھے رشتے نہیں دکھتے اور اس طرح تم کہیں نہیں رہتی، میں پہلے ہی اپنی محبت کو یوں اپنے سامنے روتے دیکھ کر اذیت میں ہوں مجھے اور اذیتیں مت دو"۔ وہ بے بسی سے کہتا وہ آنکھیں موند گیا۔

"میں جیسے تمہیں سمیٹنا چاہتا ہوں تمہاری نادانیوں کے ساتھ سمٹ جاؤ مزید نادانیاں مت کرو"۔

وہ صبح آفس کیلئے نکلا تو اسکے چہرے کو دیکھتے مسکرایا پر عائشہ نے پھیکی سی مسکراہٹ بھی نا پھینکی۔

دوپہر کے بعد عائشہ کے ہاتھ میں موجود موبائل روشن ہوا تو اسنے میسج دیکھ کر کھولا وہاں انجان نمبر دیکھ کر حیران ہوئی۔

"ابکائیاں آرہی ہیں یا ابھی مزید وقت لگے گا"؟ میسج پڑھتے ہڑبڑاہٹ میں موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا۔

اسکا چہرا خون چھڑکنے لگا اور گھبرا کر سامنے بیٹھی پھوپھو کو دیکھا۔

انکا دھیان زر کے دوپٹے کی طرف تھا جس کی کڑھائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی زریش پاس بیٹھی انہیں سمجھانے کی کوشش میں تھی۔

"شرم نام کی کوئی چیز ہوتی ہے انسان میں"۔ وہ سامنے نہیں تھا جو یہ بات کرتے وہ ڈرتی اسلئے بے فکر ہو کر میسج بھیج دیا۔
اور جھٹ سے ریپلائے بھی ملا کہ اسنے دھڑکتے دل سے چور نظروں سے پھوپھوزر کو دیکھتے میسج پڑھا۔

"بیوی کے معاملے خان کا اس (شرم) سے کوئی تعلق نہیں"۔ وہ پڑھ کر جھینپ گئی۔
"آپکو کوئی کام نہیں"۔ غصے والے ایموجی کے ساتھ اسنے میسج بھیجا
"نہیں یار فائل بھیجی ہے کاپی کیلئے تب تک ایسے بیٹھا تھا سوچا بیوی سے گپ شپ کر لوں رات کو تو منہ میں پان ڈال لیتی ہے کہ صرف ہوں ہاں ہی نکلتا ہے، ویسے رات کو کیوں نوزپن کا کہا منہ بن گیا تمہارا"؟؟ اسنے مسکراتے ٹائپ کیا اور عائشہ کے نمبر پر سینڈ کیا جو اسے زریش نے بھیجا تھا۔

"دماغ نا خراب کریں"۔ اسکا ابھی بھی موڈ بن گیا اور اٹھ کر روم میں آگئی۔
دانیال نے پڑھ کر قہقہہ لگایا۔
"میں تو تمہاری طبیعت خراب کرنا چاہتا ہوں، ویسے کہاں تک پہنچا اپنا مشن"؟ عائشہ سرخ سی صرف پڑھ کر رہ گئی۔

"میں کچھ سرچ کرنے لگا ہوں"۔
"کیا"؟؟ وہ حیران ہوئی
"ابکائیاں کتنے دن بعد آتی ہیں"۔ ٹیکسٹ کے ساتھ آنکھ دبانے والا ایموجی تھا۔
"کچھ تو شرم کر لیں خان"۔ اسکا برا حال تھا پر وہ ڈھیٹ بنا رہا۔

"صرف کچھ دنوں میں تمہاری طبیعت بگڑنے والی ہے خیال رکھنا"۔ کیبن میں بیٹھا دانیال ٹیکسٹ کرنے کے ساتھ قہقہہ لگا رہا تھا

"آپ بہت برے ہیں"۔ وہ شرم سے پانی پانی ہوتی موبائل آف کر گئی کہ میسج پڑھنے کے بعد دانیال نے کال کرنا چاہئی پر نمبر بند سن کر موبائل کو گھور کر رہ گیا اور ایک سائیڈ رکھ کر ٹیبل پر سوچوں میں گم پیپر ویٹ گھمانے لگا۔

*______________*______________*

قاسم شاہ خاموش سے حامد صاحب کے سامنے بیٹھے تھے۔
قاسم شاہ سے حامد صاحب نے کچھ نہیں چھپایا تھا بیٹی کا مقصد کہ وہ کیسے بھائی کا گھر بسانے نہیں دیتی اور بھائی کی لاپرواہی کہ وہ کیسے شادی سے بھاگ رہا ہے۔
ہاں انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ حیدر تقویٰ نامی لڑکی سے پیار کرتا ہے کیونکہ انہیں پتا تھا اگر بتایا تو یہ رشتہ بھی ہاتھ سے جائے گا جس طرح وہ اب تک کے رشتوں کو ٹھکراتا آیا تھا۔

"حیدر کیوں شادی سے کتراتا ہے"؟ کچھ توقف کے بعد انہوں نے سوال اٹھایا تو حامد صاحب نظریں چراتے ٹیبل کو دیکھنے لگے
۔

"کیونکہ وہ ان رشتوں کی اہمیت سے ناواقف ہے بچپن سے تنہائی میں رہا ہے ابھی بھی اسی اندھیرے کو چاہتا ہے"۔

یہ کہنا انہیں ٹھیک نا لگا کہ اندھیرہ آیا تھا اسکی زندگی میں وہ قہقہہ لگا کر بتاتا کہ ڈیڈ میری زندگی میں اجالے آرہے ہیں پر پھر اسکے قہقہے سکوت میں چھا گئے اور اچانک سے تاریک نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"حامد میری بیٹی کی عمر دیکھی ہے اور پھر حیدر کو دیکھو کہیں سے دونوں کا جوڑ میچ نہیں ہوگا، وہ نٹ کھٹ مسکراہٹیں بکھرنے والی ہے اور حیدر ایک سنجیدہ شخص کیسے دونوں کی جوڑ بنے گا"؟ قاسم شاہ اپنے دوست کی حالت پر پریشان دیکھی تھے پر وہ اسکی بیٹی تھی اسکی زندگی کا فیصلہ تھا جزبات میں نہیں لینا چاہتے تھے۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے گھر میں رونق بکھر دے مسکراہٹیں بکھر دے، بہت برا حال ہو گیا ہے پتا نہیں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے"۔ وہ انتہائی پریشان تھے انکی آنکھوں میں بچوں کی ویران زندگی پر ڈورے پڑ گئے تھے بے چینی انکے انگ انگ سے صاف ظاہر تھی۔

"دیکھو حامد میں تمہیں کوئی آس امید نہیں دے رہا پھر بھی میں اپنی طرف سے تھوڑا سوچنا چاہتا ہوں کچھ وقت دو، تمہیں اپنے بچوں کی فکر ہے تو وہ میری ایک بیٹی ہے میری زندگی ہے، اسکے بارے میں کوئی فیصلہ جلد بازی میں نہیں لینا چاہتا"۔

"ہاں ہاں یہ بہتر ہے میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری محبت جتنا چاہے وقت لے لو"۔ حامد صاحب نے تو جیسے دوسری بات سنی نہیں جھٹ سے بولے جس پر قاسم شاہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"ویسے حیدر ہے کہاں"؟؟ انہوں نے پوچھا کہ حامد صاحب نے انکی طرف بے بسی سے دیکھا۔

اور جلد ہی اپنی بے بسی چھپا بھی گئے۔ وہ نہیں بتا سکے کہ رات کی باتوں سے وہ پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے ابھی تک نہیں لوٹا، یہ کہہ دیا "میٹنگ میں گیا ہے ایک اسلام آباد"۔ قاسم شاہ سر ہلا کر رہ گئے۔

کچھ دیر چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد قاسم شاہ چلے گئے تھے کوئی آس یا امید دئے بغیر پر انکار بھی نہیں کیا تھا خاموش تھے یہ حامد صاحب کیلئے خوشی کا باعث بنی بات اور پھر انہوں نے سوچ لیا تھا کہ مہکار کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ کہیں ایسا نا ہو وہ ساری حقیقت حیدر کی قاسم شاہ کو بتا دے اسکے پاسٹ بابت۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا"۔ انہوں نے اپنی سوچ پر اٹل رہنے اور ثابت قدم رہنے کا فیصلہ کیا۔

*_______________*_______________*

وہ الماری کھولے کھڑا تھا اور گلاس سے ایک کے بعد دوسرے شیشہ کھول کر اسے ٹیسٹ کر رہا تھا جس میں سب کا ایک ذائقہ ہو گیا تھا۔

اسنے دانت پیس کر اسٹڈی روم کے ڈور کو دیکھا "تو مطلب یہ سب اسکی کارستانی ہے"۔ بوتلیں جو سیل پیک تھی اب کھلی دیکھ کر وہ اس چھیڑ چھاڑ کو سمجھ گیا ہے کہ یہ سب مولانی نے کیا ہے۔

وہ نماز پڑھنے جیسے اندر گھسی تھی ابھی تک باہر نہیں نکلی تھی صائم خونخوار بنا لمبے لمبے ڈگ بھر کر اسٹڈی روم کے دروازے پر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

"دروازہ کھول مولانی"۔۔۔!وہ چیخ پڑا

اندر بیٹھی تقویٰ کچھ سہم سی گئی اور اللہ کا نام لیکر باہر نکلی کہ اس حرام کے خلاف چھپ کر نہیں سامنے مقابلے کھڑے ہو کر لڑنا ہو گا۔

اسنے کانپتے ہاتھوں سے لاک کھولا اور دوپٹہ ٹھیک کرتی جھجک کر باہر آئی۔

"جی"۔گہرا سانس بھر کر اپنا اعتماد بحال کیا۔

"جی کی پیدائش یہ کیا کیا ہے بیوقوف عورت"۔وہ پاگل بنا اس پر دھاڑا تقویٰ نے غصے سے گھورا۔

"سائیں آپ جی کی پیدائش ہیں"۔وہ اس پر چڑھ دوڑی کہ صائم نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

"تمنے مجھے جی کی پیدائش کہا مجھے صائم زیدی کو مولانی"؟وہ اسکے بازو کو سخت گرفت میں لیکر کھینچتا الماری کے سامنے لایا۔

"ہاں مینے آپ کو جی کی پیدائش کہا جیسے آپنے مجھے کہا"۔وہ دوبدو بولی۔

صائم نے گہرا سانس بھرا اور خود کو کنٹرول میں رکھا۔

"یہ کیا ہے"؟؟اسنے بوتلوں کی طرف اشارہ کیا جسکی طرف تقویٰ نے آنکھیں پٹپٹا کر دیکھا۔

"بوتلیں ہیں سائیں"۔وہ معصومیت سے دیکھتی پھر صائم سے بولی صائم نے پھر خود پر کنٹرول کیا۔

"بوتلوں کے اندر کیا ہے"؟اس بار دانت کچکچا کر بولا

"نیو برانڈ سائیں"۔۔مدہم سی آواز میں کہتی وہ سامنے سے تھوڑا ہٹی اور بالوں کی لٹ کو پیچھے کر گئی۔

صائم کا دل کیا سب کچھ تہس نہس کر دے محترمہ کتنے آرام سے کہہ رہی تھی "نیو برانڈ سائیں"۔

"بکواس بند کرو سچ سچ بتاؤ کیا ڈالا ہے اسکے اندر"۔وہ غرایا کہ تقویٰ پھر اندر سے سہم گئی۔

"چائے سائیں"۔۔وہ آنکھیں جھپک کر بولی اور صائم کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔"چائےےے"۔۔۔۔!!وہ بڑبڑایا اور دونوں ہاتھ اپنے بالوں میں پھنسا کر یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"چچ۔۔چائے ڈالی ہے سب بوتلوں میں تمنے"؟؟وہ ٹھہر ٹھہر کر پوچھنے لگا اور اسکے اس طرح کے انداز پر تقویٰ کو اپنا اعتماد اڑتا ہوا نظر آیا۔

"جی"۔وہ سر اثبات میں ہلا گئی اور قالین کو گھورنے لگی۔

"کیوں"۔۔؟؟وہ خود پر اپنے بگڑتے سانس پر بمشکل قابو کرتا دھاڑا۔

"عموماً تو لوگ صبح چائے پیتے ہیں اسلئے "۔وہ سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا اور تقویٰ پوری ہمت جمع کیے اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"تمہارے عموماً کی تو میں "۔۔۔۔!!اسنے غراتے بپھرتے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اسکے گال کے قریب ہی رک گیا جب تقویٰ نے آہستہ سے آنکھیں موند لیں۔
صائم نے بگڑے تنفس کے ساتھ سرخ آنکھوں سے اسے اپنے سامنے آنکھیں بند کیے کھڑے دیکھ کر مٹھی بھینچ لی۔

"پیسے نکالو"۔اسنے اسکا سختی سے جبڑا پکڑ کر اپنی طرف بے ساختہ کھینچا۔تقویٰ کراہ اٹھی اور اسے دیکھنے لگی جو آنکھوں میں غضب کی سرخی لیے اسے گھور رہا تھا۔

"کیسے پیسے "؟؟وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھڑوانے کی کوشش میں بمشکل بول پائی۔

صائم نے اسکی آنکھوں میں درد دیکھ کر وہاں سے چھوڑ کر بال پکڑے۔
"ان سب کا پیسا دو ورنہ اتنی بری سزا دوں گا کہ تمہاری روح کانپ اٹھے گی کہ مجھ سے پنگا لینا کتنا خطرناک ہے"۔اسکے بال پکڑنے پر بھی اسکے آنکھوں میں درد دیکھ کر کندھوں سے پکڑ لیا۔

"کتنے "؟؟وہ اسے گھبرا کرتے دیکھ کر مسکراہٹ بمشکل دبانے لگی۔

"پورا ایک لاکھ"۔وہ چبا کر بولا اور تقویٰ نے آنکھیں پھیلا کر حیرت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"سائیں یہ تو بہت زیادہ ہیں میں غریب ہوں بہت"۔وہ پریشانی سے کہتی اسکے شانے پر اپنا سر رکھ گئی غربت کے دکھ سے۔

"تو میں کیا کروں میرا جو نقصان کیا ہے وہ بھرو"۔وہ اسے جھٹکے سے دور کرتا اندر کی بغاوت پر پیچھے ہوا۔

"مجھے غصہ کرنا چاہیے یہ مولانی مجھ سے کھیل رہی ہے کنٹرول زیدی کنٹرول"۔وہ جبڑا اتنا کر اندر ہی اندر خود کو سنبھالتے باور کروانے لگا۔

اور اسکے یوں جھٹکنے پر تقویٰ گرتے گرتے بچی۔

"پیسے دو"۔وہ چیخا اسکے بالوں سے دوپٹہ اترتے دیکھ کر اور نظریں چرانے لگا۔۔

"میری منہ دیکھائی سے کاٹ لیں"۔وہ منہ بنا کر کہتی جا کر صوفے پر بیٹھ گئی اور صائم بھنا گیا مطلب محترمہ کو ذرا سا ڈر نہیں لگ رہا تھا اس سے اتنا بڑا اقدم اٹھایا تھا یہ بھی جانتے ہوئے کہ وہ اس سے کوئی محبت شحبت نہیں کرتا پھر بھی اس قدر جرات ۔۔!!

"واٹ ربش کیا منہ دکھائی"؟؟وہ اس کے سر پر کھڑا ہو گیا

اور اسکے پوچھنے پر تقویٰ شرما کر پلو دانتوں میں دبا گئی۔ "مت پوچھیں سائیں مجھے شرم آتی ہے"۔ وہ کشن اٹھا کر منہ پر رکھتی اسے آگ لگا گئی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو مولانی پیسے دو اور تم منہ دیکھائی کہہ رہی ہو"۔ وہ زچ ہو گیا اس سے کشن چھین کر نیچے پھینکا، اسکا سرخ چہرا دیکھ کر تقویٰ کا دل کیا قہقہے لگائے۔

"منہ دیکھائی۔۔۔! سائیں مطلب جب پہلی بار چہرا دیکھتے ہیں تب گفٹ دیتے ہیں اور آپ اس گفٹ سے پیسے کاٹ لیں"۔ اسنے پلکیں جھپکی اور صائم کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"اوہ مائے گاڈ مطلب تین سال پہلے۔۔۔۔۔۔۔" کہتے کہتے وہ رک گیا تقویٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔
صائم نے بے ساختہ نظریں چرائیں اور کترا کر وہاں سے جانے لگا کہ ایکدم تقویٰ اٹھ کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تین سال پہلے۔۔۔۔! اپنا جملہ مکمل کر جائو" وہ اسکی انگلیوں کی کپکپاہٹ محسوس کرتی اسکی پشت دیکھ کر بولی۔

"کچھ نہیں تھا تین سال پہلے سمجھی نفرت کرتا ہوں میں سب عورتوں سے اور خبر دار آئندہ میری کسی چیز کو ہاتھ لگایا بازوئوں سے اکھاڑ دوں گا تمہیں دفع ہو"۔ وہ ایک دم سے پاگل ہو تا دھاڑ کر اسے پیچھے صوفے پر دھکا دیتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ گھبراتی بھاگ کر اسکے پیچھے گئی تو اسے اپنے باپ کے کمرے میں بند ہوتے دیکھا۔

ناکام سی واپس آکر مڑمردہ سی بیڈ پر بیٹھی مختلف سوچوں میں الجھی۔

کچھ ہی دیر میں اسنے ملازمہ کو بلایا اور وہاں سے ساری بوتلیں نکلوادیں اور اس الماری میں صائم کی ضرورت کی چیزیں رکھ لیں۔

"مروں تو مر جائوں اب آپکو اس چیز کو ہاتھ لگانے نہیں دوں گی"۔ انگلی سے ناک چھوتی وہ پکا عزم باندھ گئی۔

دن آہستہ آہستہ سرکتا گیا وہ نہیں نکلا روم سے نارات کے کھانے پر نا ہی اندھیرے میں۔
یہاں تک کہ وہ صبح ہوتے یونی ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی پر وہ بند ہی رہا روم میں۔
تقویٰ واپس آئی اور ملازمہ سے پوچھا کہ صائم باہر نکلا سب نے نفی میں سر ہلایا اور اسے تشویش ہونے لگی۔

"سائیں۔۔!!
"سائیں دروازہ کھولیں"۔ وہ دروازہ پیٹتی گھبرائی سی بولی پر دوسری طرف کوئی رسپانس نہیں ملا۔

"صائم۔۔۔صائم پلیز دروازہ کھولو۔۔۔۔۔"وہ چیخنے لگی اسے لگا کچھ کر دیا ہوگا اسنے۔
اسکی سسکیوں اور چیخوں پر مسزہانیہ جو صبح لوٹی تھی اور ابھی آرام کررہی تھی باہر نکل آئیں۔

"کیا ہوا لڑکی کیوں چیخ کر گلا پھاڑ رہی ہو"؟؟ انکی چنگارتی آواز پر تقویٰ نے گھبرا کر سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔

"آنٹی دیکھیے ناکل سے اندر گیا ہے باہر نہیں آرہا آپ کہیے نا آپ ماں ہیں مان جائے گا پلیز"۔وہ جیسے منت کرنے لگی پر مسز ہانیہ خود کو آنٹی تصور کرتی بلبلا اٹھیں۔

"بکواس بند کرو مر نہیں گیا جو ایسے ماتم مچا رہی ہو ایسے دورے اسے پڑتے رہتے ہیں آجائے گا جب مرے باپ کی یادوں سے دل بھر جائے گا اور اب خبردار کوئی لفظ منہ سے نکالا منہ توڑ دوں گی دیہاتن کہیں کی"۔وہ اپنی سلک کی نائٹ سنبھال کر واپس سیڑھیاں اترتی چلی گئی اور روم میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔

ملازمین افسوس سے اس گھر کے تماشوں پر توبہ کرتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور تقویٰ ساکت سی دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

وہ کچھ دیر بعد مردہ قدم اٹھاتی ایک نظر واپس دروازے پر ڈالکر اپنے روم میں بند ہوتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
اور جب دل بھر گیا رونے سے تو وہ اللہ کے سامنے سجدہ میں گرتی دعا کیلیئے ہاتھ اٹھاتی پھر سے رو پڑی۔

"مجھے کوئی تو راستہ دیکھائیں یا اللہ"۔
"بیشک آپکے ذکر میں دلوں کا سکون ھے۔اسے اپنی طرف متوجہ کریں میرے مالک اسے گمراہی سے بچا لیں"۔
وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کا انتظار کرنے لگی پر اسے نہیں آنا تھا نہیں آیا۔

رات کے کسی پہر اسے اپنے قریب اسکے وجود کا احساس ہوا تو وہ پٹ سے آنکھیں کھولتی مسل دیکھنے لگی۔
واقعی وہ آگیا تھا اور اسکی طرف پیٹھ کیے پڑا تھا۔

"سائیں"۔۔۔! تقویٰ خوشی سے اٹھ بیٹھی اور اسکے بازو پر ہاتھ رکھتی اسے اپنی طرف کرنے لگی کہ اسے احساس ہوا جیسے آگ پر ہاتھ رکھ لیا ہو۔

وہ بخار سے تپ رہا تھا۔

"آآ۔۔پکو تو کتنا بخار ہے"۔ وہ اسے زبردستی کھینچ کر اسکا رخ اپنی طرکرتی لائٹ آن کر گئی۔

روم کے روشن ہونے پر تقویٰ نے اسکے چہرے کو دیکھا جو سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا چہرا تپ کر لال ہو رہا تھا۔

"کیوں تکلیف دیتے ہیں خود کو"؟؟ وہ پتا نہیں کیوں رونے لگی

"میرے سامنے یہ مگرمچھ کے آنسوں بہا کر مجھے بیوقوف مت بناؤ مولانی"۔ وہ بازو سے اسکا ہاتھ جھٹکتا رخ موڑ گیا کہ وہ آنکھیں مسلتی بیڈ سے اٹھی اور سامنے فریج سے بوتل نکال کر ٹھنڈے پانی کی کاٹن کا کپڑا ڈھونڈنے لگی جو اسے نہیں ملا۔

تو بے ساختہ اسکی نظر اپنے دوپٹہ پر گئی۔

اسکی ضد کو سمجھتی تھی کہ نا وہ ہاسپٹل جائے گا اور نا وہ ہانیہ بیگم یا وہاج صاحب کو بلانے دے گا۔ اور ویسے بھی انہیں بلا کر بد دعائیں ہی سننے کو ملیں گی۔

کچھ ہی دیر میں وہ دوپٹہ کے ایک سائیڈ پھاڑ کر اسکی چھوٹی پٹیا بنا کر اس بوتل کے ٹھنڈے پانی سے بھگوتی صائم کے پاس آئی
۔

"کیا ناٹک ہو رہا ہے لائٹ آف کرو مجھے سونا ہے"۔ اپنے پاس اسے بیٹھتے دیکھ کر وہ غصے سے بولا۔
تقویٰ بغیر کچھ کہے اسکی تپتی پیشانی پر وہ ٹھنڈی پٹیاں رکھنے لگی۔ صائم ساکت سا اسے گھورتا گیا اور وہ بغیر اسکی آنکھوں میں دیکھتی اپنا کام کر رہی تھی۔

"میں سوپ بنا کر لاتی ہوں پھر دوائی دوں گی عزت سے کھا لیجئے گا"۔ اپنے دوپٹے سے اسکا چہرا صاف کرتی اسکی دہکتی پیشانی پر اپنے لب رکھ گئی کہ صائم کی آنکھوں سے ٹوٹ کر آنسوں پھسلا۔

وہ اٹھ کر جانے لگی اور صائم کا دل کر رہا تھا اسکا ہاتھ پکڑ لے اور اسے کہے یہیں بیٹھی رہی مجھے احساس دلائو کہ میرا کوئی ہے۔
پر وہ جانتا تھا یہ سب وقتی ہے سب دھوکہ ہے، اسکا کوئی نہیں، مزاق بنائے گی اسکا اسکی حقیقت جان کر۔

وہ بے آرامی سے کروٹ بدل گیا اپنے ماتھے پر اسکا لمس محسوس کر کے مچل کر اٹھا اور بیڈ سے اتر کر فریج سے ٹھنڈے یخ پانی کی بوتل نکال کر منہ سے لگا لی۔

اسے نا پیٹ کی بھوک تھی نا ہی پیاس۔
اسے تو محبت کی بھوک تھی ممتا کی بھوک تھی اپنوں کی بھوک تھی پر جانتا تھا اس جیسے برے انسان کیلئے یہ سب نہیں۔
وہ اکیلا آیا تھا اکیلا چلا جائے گا برے انجام سے۔

وہ چلتا بیڈ پر آیا اور لائٹ آف کر کے لیٹ گیا۔
کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلنے کی آواز پر اسنے آنکھیں موندلیں جب اسے پھر سے کمرہ روشن ہونے کا احساس ہوا۔

"سائیں"۔۔۔!وہ سائیڈ ٹیبل پر سوپ کا پیالہ رکھ کر اسکے بازو پر ہاتھ رکھتی پکارنے لگی۔
"سائیں کی جان اس سب کی ضرورت نہیں صرف تم پاس آجائو"۔وہ صرف سوچ کر ہی تلخی سے مسکرایا پر جواب کوئی نہیں دیا البتہ اپنا بازو جھٹک کر اسکا ہاتھ ہٹا دیا۔

"اچھا منہ دیکھائی سے نہیں حق مہر سے پیسے دے دیتی ہوں!اب غصہ تھوک دیں شاباش"۔وہ پچکارتی بولی کہ صائم کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ مچلنے لگی۔

"تم نے تو جینا حرام کر دیا ہے"۔وہ بھنا کر اٹھ بیٹھا۔"کیا ہے اب"؟اسنے گھورا تقویٰ نے ایک زبردست گھوری ڈالکر ٹرے اٹھایا اور اپنی گود میں رکھ کر اسپون سوپ میں پھیرنے لگی۔

"یہ کیا ہے مولانی میں کوئی بچہ نہیں جو خود نہیں پی سکتا"۔اسکا ہاتھ اپنے منہ کی طرف دیکھ کر اسنے طنزیہ کہتے ہاتھ سے چمچہ لینا چاہا تو تقویٰ نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"پیارلوگ ایسا نہیں کرتے چلو منہ کھولو پھر دوائی کھانی ہے"۔سرزش کرتی اسکے لبوں کے قریب لے گئی جس پر صائم نے منہ کھولا۔وہ مسکراتی اسے سوپ پلانے لگی۔

"دھوکے باز"۔۔۔!وہ بڑبڑا کر نظریں اسکے چہرے سے پھیر گیا۔

جب وہ دوائی لے آئی تو اسنے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے لی اور خود ہی کھا کر لیٹ گیا۔
باقی کا کام نمٹا کر وہ دوسری طرف سے اسکے پاس آئی اور لائٹ آف کر کے اس پر کمفرٹر درست کرتی اسکے سرہانے بیٹھ کر بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔
وہ سکون محسوس کرتا اسے دیکھ رہا تھا۔
آہستہ آہستہ اسکی انگلیوں کی حرکت بند ہو گئی اور اسکا سر لڑھک کر بیڈ کراؤن سے لگا۔
صائم نے مسکراتے اسے اپنے گرم آغوش میں لے لیا اور اسکی آنکھوں پر انگلیاں رکھتے اسکے چہرے پر جھک گیا اسکی سانسوں کو جکڑتے کہ وہ کسمسائی اسکی شدت اور بخار سے گرم سانسوں پر۔

"پیار کرو گی"؟ اسکی گالوں کو لبوں سے چھوتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا
" آپنے کہا تھا پیار مت کرنا"۔۔!وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ تمنے میرے ساتھ جو کیا ہے پھر کس امید سے یہ کہہ رہے ہو؟؟

"چھپ کر کر لو مجھے معلوم نا پڑے صرف تھوڑا کرو کہ یہاں جو درد ہوتا ہے کم پڑ جائے"۔وہ التجا کرتا اسکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔
تقویٰ کو رونا آنے لگا کیا کہے اسے سمجھ نہیں آیا۔

"سچ میں تمہیں درد نہیں دوں گا پر امس یہاں سے دور چلیں جائیں گے تقویٰ، کسی حرام چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا عزت سے کما کر تمہیں کھلاؤں گا"۔ وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر جذب سے کہہ رہا تھا اور تقویٰ کے سامنے تارے ناچنے لگے۔

وہ گھبرا گئی اسکے اچانک سے التجاؤں فریادوں پر۔

اسکے باپ کا خواب اسکے بھائی کا خواب پورے گاؤں کی خواب اور اسکا خواب سب کیسے توڑ دے وہ گھبرا گئی۔

"صص۔۔۔ صائم میں یہاں پڑھنے آئی ہوں"۔ وہ ہمت کر کے بھرائی آواز میں اس پر اپنا مقصد بیان کرنے لگی جس کیلئے وہ یہاں آئی تھی۔

اسکے لب جو بار بار اسے چھو رہے تھے اسکے آنسوں پی رہے ساکت پڑ گئے۔ اور وہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔ اور پھر آہستہ سے اسکے چہرے کو چھوڑ دیا اور اٹھ کر دراز سے سگریٹ کا پیکٹ لائٹر اٹھا کر وہاں سے نکلتا بالکنی میں آ گیا۔
اسکی دھڑکنیں جو خوشی سے کچھ دیر پہلے اسکی عنایتوں پر جھوم رہی تھی واپس سکوت چھا گیا اور وہ راکنگ چیئر پر بیٹھ کر آسمان کو دیکھتا جھولنے لگا۔

"دیکھ لیا خوش ہیں اب مجھ سے کوئی امید مت رکھیے! سب کو اتنے رشتے بھر بھر کر محبت دی ہے مجھ سے کون سی نفرت تھی کہ ایک بھی نہیں دے سکتے"۔ وہ دل ہی دل میں سسکتا لبوں میں سگریٹ دبا گیا اور لائٹر سے اسے جلانے لگا۔

پردے کی اوٹ میں اسے دیکھتی تقویٰ آنکھیں صاف کرتی وہیں بیٹھ گئی۔

وہ پھر سے ناراض ہو گیا تھا کسی روٹھے بچے کی طرح۔

اور وہ دیوار سے پشت ٹکائے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی۔

اسکا دل کر رہا تھا اپنے آپ کے دو حصے کر دے ایک اسے دے دوسرا اس خواب کے حوالے کر دے اور خود کہیں کھو جائے۔

*______________*____________*

یونی کے پارکنگ ایریا میں گاڑی روکتے ہی صائم کی نظر سیدھا سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے حیدر پر گئی۔

اسکے تن بدن میں شعلے بھڑک اٹھے اور اسنے تقویٰ کی طرف دیکھا جو بیگ اور اوور آل درست کر رہی تھی۔

وہ کچھ کہے بغیر گاڑی سے نکل گیا اور تقویٰ بھی باہر نکلی۔

تب ہی اسکی نظر سامنے حیدر پر گئی اسی وقت حیدر نے اس کی طرف دیکھا تو کھل اٹھا۔

"تقویٰ"۔۔۔!وہ مسکرا کر بڑبڑا

اور تقویٰ نے خوف سے پلٹ کر پیچھے صائم کو دیکھا پر وہاں کوئی نہیں تھا وہ گھبرا گئی اور یونی کے گیٹ کی جانب دیکھنے لگی۔

ٹھٹھک کر رک گئی وہ جنید اور سیف سے ہاتھ ملاتا اندر بڑھ رہا تھا۔

وہ اسکی پشت کو گھورتی رہی کہ اندر قدم رکھتے صائم نے ذرا سی نظریں اسکی طرف اٹھائیں، دونوں کی نظریں ملیں جس پر تقویٰ مسکرادی اسکی آنکھوں میں ایک درد ایک تمسخرہ تھا۔

دونوں کیفیت کے ساتھ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

دوسری طرف حیدر جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا تقویٰ کو صائم کی طرف مسکراتے دیکھ کر اسکی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

صائم سر جھٹک کر بغیر مسکراہٹ دیئے اندر چلا گیا کہ جانا ہے تو چلی جائو میرے پاس صرف قید ہے آزادی نہیں! میرے پاس تکلیفیں ہیں خوشیاں نہیں!

"تقویٰ چلو"۔۔۔! حیدر اسے ابھی بھی وہیں کھڑا دیکھ کر غصے سے آگے بڑھا اور اس سے بولا کہ تقویٰ نے گردن گھما کر الجھن سے اسے دیکھا

"کہاں اور کیوں"؟؟ وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی اس لہجے نے کافی تکلیف دی حیدر کو پر وہ خود کو سنبھال گیا۔

"میں جانتا ہوں تقویٰ کے میرے جانے کے بعد تمہارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے اور تم بدنامی کی وجہ سے اس رشتے کو گھسیٹ رہی ہو پلیز تھوک دو اس پر اور چلو میرے ساتھ میں تمہیں لینے آیا ہوں"۔ وہ چلتا اسکے پاس آیا اور اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا جس پر تقویٰ بدک کر پیچھے ہوئی۔

"ایکسکیوزمی مسٹر حیدر شاہ آپکو کس نے یہ کہہ دیا کہ میں یہ رشتہ گھسیٹ رہی ہوں؟ یہ میرا جائز رشتہ ہے میں اس پر تھوکوں گی کیوں؟ تھوکوں گی اس پر جو ناجائز ہوتے ہیں! اور کس خوش فہمی میں آپ مجھے لینے آئے ہیں کس رشتے سے؟ لگتے کیا ہیں آپ میرے جس کے جانے کے بعد میرے ساتھ زیادتی ہوئی؟" وہ ٹھہر ٹھہر کر کہتی اب اسکی بکھری حالت کو دیکھ رہی تھی۔

"اداکاری چھوڑو تقویٰ کیا میں نہیں جانتا اسنے تمہیں کڈنیپ کیا تھا پھر زبردستی شادی کی تھی پھر کیوں اس طرح بول رہی ہو؟؟ میں کچھ نہیں جانتا بس چلو میرے ساتھ"۔ اسنے بگڑ کر کہا اور اسے پکڑنا چاہا جس پر تقویٰ پھر پیچھے ہوئی اسکا بس چلتا تو اسکی ان جرات پر اسکا منہ توڑ دیتی۔

"میں مانتی ہوں مجھے کڈنیپ کیا اسنے کیونکہ میں یا کوئی بھی اسکے حق میں بولنے کیلئے نہیں تھا وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا تھا پر میں (اسکی ظاہری شخصیت سے ڈرتی رہی اسکی آنکھوں کو پڑھ نہیں پائی) نہیں مانی نا ہی میرا بھائی کوئی بھی، اسلئے اسنے یہ قدم اٹھایا اور الحمد اللہ میںنے اپنی رضامندی سے نکاح کیا ہے وہ بھی والی کی موجودگی میں!! اگر اسے مجھ سے نفرت ہوتی کسی قسم کا انتقام لینا ہوتا یا کچھ بھی تو وہ اٹھا تو مجھے لے گیا تھا نکاح نا کرتا بغیر نکاح کے رکھ لیتا کون اسے وہاں روکنے والا تھا پر اسنے یہ نہیں کیا والی کو بھی بلا لیا بہت شکر گذار ہوں اسکی! اور اسنے مجھے ساری دنیا سے اپنے جائز رشتے سے تعارف کروایا چاہتا تو یہاں بھی دھوکہ دیتا پر یہاں بھی اسنے ایسا کچھ نہیں کیا سب کو بتا دیا کہ اسکی بیوی ہوں"۔ وہ اپنا بھرم اپنی عزت قائم رکھنے کیلئے کہتی سانس بھرنے کیلئے خاموش ہوئی اور حیدر کافی ضبط کیے اسے گھور رہا تھا۔

"ابھی جو آپکو یوں دیکھ کر مجھے یہاں چھوڑ کر گیا ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ کمزور ہے یا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ چاہتا تو آپ سے لڑ پڑتا اگر اسکے اندر پہلے کی طرح خوف ہوتا کہ میں اسکی نہیں ہو پاؤں گی یا اسے برا دیکھ کر آپکے رشتے کیلئے ہاں

کردوں گی، یہ اسکی آزادی کا امتحان ہے جو میرے لئے بہت آسان ہے پاس کرنا کیونکہ جب کسی عورت کا باطن مضبوط ہو تو اسکے لئے ایسے امتحان کوئی مشکلاہٹ نہیں پیدا کر سکتے، تمہارے لیے میں صرف یہی کہوں گی زندگی ایک انسان پر رکنے کا نام نہیں اگر یہی نام ہوتا تو تمہارے باپ پر غور کرو سارے جوابات مل جائیں گے"۔ وہ کہہ کر رکی نہیں آج پھر اسے ناکام چھوڑ کر چلی گئی مطلب وہ آسانی چھوڑ کر محبتیں چھوڑ کر ایک بگڑے انسان کے ناجائز امتحانات دے گی۔

حیدر ڈرائیونگ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔

اسے معلوم ہے کہ اسکا باپ بہت محبت کرتا تھا ماں سے پر انکے جانے کے بعد ٹوٹا ضرور بکھرا نہیں ہمارے لئے خود کو سنبھال لیا اور ساری جوانی ہم پر لٹا دی۔
اور ہم انہیں بدلے میں کیا دے رہے ہیں دکھ جو وہ سارے عمر جھیلتے آئیں ہیں۔
"کیا کسی کی محبت کا انکی حیات کا صلہ یوں بھی دیا جاتا ہے جیسے میں اور مہکار دے رہے ہیں"۔

"کتنا خود غرض تھا میں کیا فرق تھا مجھ میں اور صائم زیدی میں، وہ بھی خود غرضی میں اسے بکھیر گیا اور میں پھر اپنی خود غرضی میں اسے توڑنے آیا"۔
"میں دعا کروں گا تقویٰ ہم پھر کبھی نا ملیں اگر ملے تو راستے منزلیں الگ ہوں ورنہ میں پاگل ہو جائوں گا تقویٰ بہت محبت کرتا ہوں تم سے بہت تمہاری سادگی سے تمہارے پردے سے"۔ وہ بڑبڑاتا آنکھوں کے کنارے پونچھ کر گاڑی اسٹارٹ کر گیا اور اسکی حرکت کو دیکھتے تقویٰ لب بھینچ کر رہ گئی۔

اسے نہیں معلوم تھا کہاں اس سے بھول ہوئی کہ یوں یہ سادہ سا انسان بکھر گیا۔

--------------------------*

جنید اور سیف چپس کے پیکٹ سے چپس نکال کر کھا رہے تھے اور وہ انکے سامنے بے بسی بے چینی بگڑے تنفس کے ساتھ یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔
دھڑکنیں تیز تھی آنکھوں میں خوف تھا اور دل میں وسوسے۔

"اگر اتنی ہی بری حالت ہے تو چھوڑ کیوں آئے اسے"؟ جنید سے رہا نا گیا تو وہ ٹوک اٹھا۔

"تو چپ کمینے دماغ خراب نا کر"۔ وہ غرا اٹھا اس پر
اسکی غراہٹ پر سیف نے جنید کو کہنی مار کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"تو اپنی بکواس کو بند رکھ معلوم ہے نا اپنا زیدی کوئی ایسے قدم بغیر سوچ کے نہیں اٹھاتا"۔ سیف نے مکھن پالیسی کی جس پر جنید نے اسے موقعے سے فائدہ اٹھانے پر لعنت ماری۔

"لے لے آگئی زیدی بھابھی"۔ جنید گیٹ سے تقویٰ کو اندر آتا دیکھ کر چیخ پڑا کہ سیف نے پھر اسے کہنی ماری اور صائم کی طرف توجہ دلائی جو ساکت سا دانتوں کی نمائش کرتا تقویٰ کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی دھڑکنیں شور مچانے لگی اسے سمجھ نا آیا کون ساری ایکٹ دے یا پاگل ہو جائے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

جا کر اسے بھینچ لے خود میں یا دور لے جائے۔

"یہی۔۔۔یہ کیوں واپس آئی ہے"؟اسکے اندر بڑھتے قدم صائم کو اپنے دل پر محسوس ہوئے۔
وہ بڑبڑایا اور اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

جنید اور سیف بھی اسکی کیفیت پر اٹھ کر اسکے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔
"دیکھ بھائی سمپل سا پھنڈا ہے یہ کیا ہے"؟؟جنید نے اپنا ہاتھ صائم کے سامنے کیا اور صائم اسکی مداخلت پر ناگوار نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اس کمینگی کا مطلب"؟؟وہ بھنا گیا اب کیا کم خوشی میں تھا کہ اسکی مولانی گئی نہیں لوٹ آئی۔

"ارے یار دھیان تو دے پہلے"۔سیف جنید کا مطلب سمجھ گیا تھا صائم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اندھے ہو کیا اب اپنا ہاتھ بھی نہیں دکھ رہا"؟؟وہ جھڑک کر بولا۔

سیف نے گہرا سانس بھرا اور جنید نفی کرنے لگا۔

"او میرے یار کیا اس میں تجھے کوئی برابر کی انگلیاں دیکھ رہی ہیں"؟؟جنید نے خود ہی پوچھا۔صائم نے دانت پیس کر پہلے اسے پھر ہاتھ کو دیکھا۔

"تجھے دکھ رہی ہیں"؟؟ اسنے الٹا سوال پوچھا جس پر جنید نے بے بسی سے سیف کو دیکھا۔

"نہیں"!! وہ اپنی ہی مثال پر کھسا کر الجھ گیا

"سالے پاگل بناتا ہے"۔ اسنے زور کا مکہ اسکے منہ پر جڑ دیا کہ وہ کراہ کر پیچھے ہوا۔
سیف خود ہی دور ہو گیا اور بینچ پر رکھا چپس کا پیکٹ اٹھا کر یہاں وہاں دیکھتا انجان بنا آگے بڑھ بڑھتا تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔

"آہہہ۔۔۔۔"صائم نے تقویٰ کو سامنے سے غائب دیکھ کر پاگل ہوتا اسکے بیوقوف سوال پر سارا منظر احساس بھگا دینے پر اسکے اسی ہاتھ میں اپنی انگلیاں پھنسا کر جھٹکا دیا کہ اسکی چیخ نکل گئی اور وہ اپنی سڑی مڑی انگلیاں روتے دیکھنے لگا۔

"ہاں یار اب مجھے دکھ رہی ہیں واقعی یہ برابر نہیں"۔ وہ جیکٹ کے کالر کا جھڑک کر بولا جنید اسے گالیاں بکتا وہاں سے بھاگ گیا۔

اور یونیورسٹی کی کھلی فضا میں صائم کا دلکش قہقہہ پڑا زندگی سے بھرپور بغیر کسی دیکھاوے کے۔

"میں اپنے قدم اٹھا رہا ہوں"۔ اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسنے آسمان کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔

*______________*_____________*

اسکی دھڑکنیں بڑھ رہی تھی اور وہ لاچار سی ان دونوں کے پیچھے گھسیٹ آ رہی تھی۔

شاپنگ مال میں کافی لوگ تھے اور زر اسکا ہاتھ پکڑے دانیال کے پیچھے تھی سٹڈے ہونے کی وجہ سے وہ دونوں کو شاپنگ اور لنچ کیلئے باہر لے آیا تھا عائشہ چل نہیں رہی تھی ایک تو پھو پھو کے زور دینے دوسرا دانیال کی گھوریوں کی وجہ سے ناچار اسے آنا پڑا۔

وہ جان بوجھ کر بیک سیٹ پر بیٹھی پر اسے کیا معلوم تھا کہ وہ یہاں پھنس جائے گی۔

اسکی دھڑکنیں تیز ہو گئی جب زر کی موجودگی کا نوٹس نا لیتے اسنے فرنٹ مرر سیٹ کیا اسکے چہرے پر۔

وہ حواس باختہ ہو گئی اسکی پر شوق نظروں کی زبان سے۔

وہ گفتگو زر سے کر رہا تھا پر اسکی شریر آنکھیں اس سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی۔

بہت مشکل سے جان چھڑوانے کا سوچتی وہ دوسری طرف کھسک کر ونڈو کے قریب ہوئی اور تب اسکی سانسیں خشک ہوئیں جب پھر سے دانیال نے مرر اس پر سیٹ کیا۔

اسنے آنکھیں پھیلا کر اسکی بے باکیوں پر زر کو دیکھا جو اس سب سے لاتعلق باہر دیکھ رہی تھی۔

وہ بھی باہر دیکھنا چاہتی تھی خود میں الجھنا چاہتی تھی پر دانیال اسے کوئی موقعہ دے۔

وہ اسکے ارد گرد ایسے حصار بنا رہا تھا کہ اسے کسمسانے کی بھی طاقت چھین رہا تھا۔

وہ منمنا کر التجائی نظروں سے دیکھتی تو وہ مسکرا دیتا خوشی سے انجوائے کرتے۔

اور ایک شاپنگ مال کے سامنے رکتے اسنے ڈور کھولا اسکی طرف کا کہ وہ گھبرا گئی۔

وہ خاموشی سے نکل آئی اور اب اسکا دل ذرا بھی نہیں چاہا رہا تھا ساتھ آنے کا وہ تنہائی کی عادت ڈالنا چاہتی تھی خود میں اور وہ اسے واپس روشنیوں کی طرف کھینچ رہا تھا۔

اب وہ انہیں شاپنگ کروا رہا تھا اور وہ مژمردگی سے اپنے بے جان وجود کو گھسیٹ رہی تھی۔

ایسا لگ رہا تھا گاؤں کی زر نہیں، خود ہو جو شہری بھیڑ سے گھبرا رہی تھی۔

"تم بھی کچھ لو نا عاشی ساری شاپنگ تمہاری دانی نے کی ہے کچھ تم بھی پسند کرو"۔ زرا سے گال پر ہاتھ رکھتی بولی تو وہ بوکھلا کر دانی لفظ پر سر ہلانے لگی۔

اور دانیال نے مسکرا کر زریش کو دیکھا۔

اسکے سرخ رخساروں پر دانیال کا دل قہقہہ لگا اٹھا کیا لڑکی تھی اسکے نام پر ہی شرمانے والی۔

"کر لو جب تک میں اپنے لئے کچھ پسند کر کے آتی ہوں"۔ وہ اسے وہی چھوڑ کر آگے بڑھ گئی اور بے ساختہ ہی عائشہ نے سکون کا سانس بھرا۔

"اتنی جلدی کیا ہے"۔۔! دانیال نے اسکی انگلیاں پکڑتے کہا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا کہ وہ پھر سے گھبرا گئی۔

"کیا کر رہیں دانیال کچھ تو خیال کریں"۔ وہ منمنائی اور اپنی انگلیاں اسکی مضبوط انگلیوں سے نکالنے لگی پر ناکام وہ اسے لیکر سیدھا جیولری شاپ میں داخل ہوا اور اپنے ساتھ بیٹھا دیا۔

"یہاں کیوں آئے ہیں"؟ وہ سرگوشی میں بولی دانیال نے اسکی چھوٹی سی ناک کو دیکھا۔

"تمہاری ناک میں بالی پہنانے کیونکہ اماں نے نتھ بھی لیکر رکھی ہے"۔عائشہ ہونق سی ہوگئی۔

"پلیز پلیز دانیال نہیں مجھے درد ہوگا پلیز دانی"۔ہوش میں آتی وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے منتیں کرنے لگی پر دانیال جیسے کانوں سے بہرہ ہوگیا ہو۔

"کچھ نہیں ہوگا میں پاس ہوں نا"۔وہ مسکراتا اسکا ہاتھ سہلانے لگا اور وہ بھاگنے کی تیار کرنے لگی کہ جب وہ بالی پہنانے والا آدمی مختلف بالیاں اٹھائے اسکے قریب آکر چیئر پر بیٹھا۔

عائشہ رو پڑی۔

اسکی تو انجیکشن سے بھی جان جاتی تھی کہاں یہ بالی پہننا اسے یاد تھا بچپن میں اسکی ماں نے اسکے کان چھڈوائے تھے تو کتنا درد ہوا تھا کہ وہ بخار میں تپتی رہی تھی اور آج پھر۔

"نہیں مجھے نہیں پہننی چھوڑو"۔وہ واپس اپنے رنگ میں آتی چیخ اٹھی کہ دانیال کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"کیا اپنے دانی کیلئے نہیں"۔وہ بھی اسکے ساتھ کھڑا ہوگیا اور اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر پوچھنے لگا اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مجھے درد ہوگا" وہ منمنائی

"تھوڑا سا پھر یہ دوائی لگا دیں گے پھر نہیں ہو گا دیکھ لینا"۔ وہ اسے بہلانے لگا اور عائشہ آنکھیں پونچھتی سر ہلاتی کوئی راہ فرار نا دیکھ کر مجبور بیٹھ گئی۔

اور پھر اچانک سے پوری شاپ میں اسکی چیخیں گونجنے لگی اور دانیال کا قہقہہ وہ بالی پہن کر اسے مکے بر سا رہی تھی ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی۔

"بس بس لوگ دیکھ رہے ہیں"۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر احساس دلانے لگا جہاں شاپ کے سب لوگ انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور عائشہ نے سرخ آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا تو پھر رو پڑی۔

اور اٹھ وہاں سے بھاگی۔

دانیال پیمنٹ کرتا پینڈنٹ لیکر وہاں سے نکلا۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہو"؟؟ زریش اسے سامنے روتے پا کر پریشان ہوئی اور پھر بلیک چادر کے ہالے میں اسکے بھیگے سرخ چہرے کو دیکھتے جب نظریں چھوٹی سی ناک میں بالی دیکھی تو بے سالتہ ہنسی چھوٹ گئی۔

اسے معلوم تھا دانیال کو ناک میں نوز پن یا بہت پسند ہے پر اسے یہ نہیں معلوم تھا وہ اپنی بیوی پر اس قدر ظلم کرے گا۔

"وو۔۔وہ دانیال جی نے"۔۔۔۔ اسنے آنکھیں مسلی اور پھر چپ ہو گئی۔

زریش نے اسے خود سے لپٹا دیا۔

"تمنے تو کچھ نہیں خریدہ عائشہ "!وہ انجان بنا ان کے پاس پہنچا جس پر وہ مزید سمٹ گئی زریش میں اور وہ گھور کر دانیال کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں لینا گھر چلیں"۔وہ زریش سے الگ ہوتی غصے سے بولی اور آگے بڑھ گئی دونوں نے اسے نئے روپ کو دیکھا۔

"دانی بہت غلط حرکت تھی"۔زر ٹوکتی اسکے پیچھے جانے لگی کہ ہارون ساحل کی انگلی پکڑے انکی طرف بڑھ رہا تھا اچانک سے زر کے مڑنے پر دونوں کا زبردست ٹکراؤ ہوا کہ زر کراہ کر دور ہوئی۔

"کیا بدتمیزی ہے دیکھ کر نہیں چل سکتے آپ"۔ماتھا مسلتے وہ غصے سے اس آدمی کو گھورتی بولی

"آپی غلطی آپکی ہے آپکو اچانک نہیں آنا چاہیے تھا ڈیڈ کے سامنے"۔ساحل کو بالکل بھی پسند نا آیا اس لڑکی کا اپنے ڈیڈ کو ڈانٹنا وہ غصے سے بولا۔

زر اسے دیکھ کر پھر ہارون پر گھوری ڈالکر وہاں سے عائشہ کیلیئے آگے بڑھ گئی۔

"سوری یار وہ اچانک سے"۔۔ہارون شرمندہ سا دانیال سے بولا کیونکہ اسکے پٹھان لہجے سے سمجھ گیا تھا وہ دانیال کی کزن ہے ۔

دانیال خاموشی سے سر ہلا گیا۔

"یہاں"؟؟اسنے موضوع بدلنے کیلیئے ساحل کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر پوچھا۔

"ہاں بس اسکا دل بہلانے کیلیئے لے آیا تھا شاپنگ کروانے جا ہی رہا تھا کہ تجھے دیکھ کر یہاں آ گیا"۔ہارون نے تفصیل بتائی۔

"چلو میں چلتا ہوں اسے لنچ کروانے جانا ہے آج میر افل دے اپنے بیٹے کے نام ہے"۔ مسکرا کر کہتے ہارون نے پیار سے ساحل کو گود میں اٹھالیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہے آجائو ساتھ لنچ کرتے ہیں ساحل کو اپنی عائشہ آپی سے ملوادیں گے کیوں چھوٹو"؟ اسنے کہتے ساحل کو اپنی گود میں اٹھالیا اور بیگز ہارون کے حوالے کیے۔

"اچھا نہیں لگتا دانی"۔ ہارون کترایا کہ دانیال نے گھورتے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ کھینچ لیا۔

"بہت اچھا لگے گا جب بل پے کرے گا"۔ وہ شرارت سے بولا تو ہارون نے کمر میں مکہ جڑتے قہقہ لگادیا۔

ساحل دانیال کے مسلز دیکھتا اپنے چھوٹے سے مسلز دیکھنے لگا اور اس کی حرکت پر دانیال اور ہارون قہقہہ لگا اٹھے۔

"بیٹا سمجھنے کی کوشش کرو ہم سانڈ سے ٹکر نہیں لے سکتے"۔ ہارون نے مسکراتے کہا

"ڈیڈ میں اپنے مسلز ایسے بنائوں گا اور آپکو گود میں اٹھائوں گا ویٹ اینڈ واچ"۔ وہ دانیال نے مسلز کو دونوں ہاتھوں کی مٹھی میں بھرنے کی ناکام کوشش کرتا بولا کہ دونوں ہنس پڑے۔

"بیٹا باپ کو چھوڑ کر بیوی کو گود میں اٹھانے کے خواب دیکھ"۔ اسنے شرارت سے کہا تو ساحل سر ہلا گیا۔

ہارون نے گھورتے اسے ملامت کرتی نظروں سے دیکھا۔

"بے غیرت بچہ ہے کچھ شرم کر"۔اسنے شرم دلانی جس پر وہ ہنس پڑا۔

"بھئی ہم کیوں شرم کریں گالی تو تم دے رہے ہو کیوں چھوٹو"۔اسنے کائونٹر پر پیمنٹ کرتے کہا۔
ساحل نے فوراً سر ہلایا۔

"ڈیڈ گالی نہیں بیڈ بوائے ہوتے ہیں"۔وہ انہیں ٹوک گیا جس پر ہارون نے فرمانبداری سے سر ہلایا۔

اور دونوں پارکنگ ایریا میں آئے۔

دانیال اسے گھسیٹ کر اپنے ساتھ گاڑی میں لایا کہ جب منزل ایک ہے تو راستے دو کیوں۔
وہ مجبور خاموش سا انکے ساتھ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور ساحل زر اور عائشہ کے بیچ بیٹھ کر عائشہ سے لپٹ گیا۔

"آپی میں سب کو بہت مس کرتا ہوں تقویٰ آپی کو بہت زیادہ"۔وہ روتا ہوا بتانے لگا عائشہ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔

"سوری بیٹا یہ سب میری وجہ سے ہوا" وہ ندامت سے بڑبڑائی اور اسکا سر سہلانے لگی۔

"کیسی ہو گڑیا"؟ہارون نے عائشہ کو شفقت سے مخاطب کیا جو انہیں اچانک پا کر بہت خوش ہوئی تھی۔

"میں ٹھیک آپ کیسے ہیں بھائی"؟وہ مسکرائی بولی ہارون سر ہلا گیا۔
زریش سارے راستے خاموش رہی ہارون وقفے سے عائشہ سے بات کرلیتا اور دانیال سے باتوں میں مصروف تھا۔

اور پھر ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں فیملی ٹیبل بک کروا کر سب نے لنچ کیا اس دوران دانیال کی نظریں عائشہ پر بھٹک رہی تھی جو شدید خفا تھی اس سے۔

ساحل کو جب معلوم ہوا کہ زریش آپی تقویٰ کی بہن ہے تو وہ اس سے لپٹ گیا اور اسے اپنی اور تقویٰ باتیں شیئر کرنے لگا اسکے بارے میں پوچھتے روپڑا جس پر زر نے اسے ساتھ لگا کر بہت مشکل سے چپ کروایا اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلوایا کہ ہارون ساحل کو ٹوک تا رہا کہ خود کھاؤ پریشان کیوں کر رہے ہو!زریش کو کافی ناگوار گزرا اسکا یہ انداز۔

"جب بچہ کھا رہا ہے میرے ہاتھ سے تو آپکو کیا تکلیف ہو رہی ہے"؟وہ ناپسندگی سے پوچھنے لگی
ہارون بوکھلا گیا۔

"ن۔نہیں میرا یہ مطلب نہیں آپ کھلا سکتی ہیں پر مینے سوچا شاید آپکو پریشان کر رہا ہو گا"۔وہ صفائی دیتا دانیال کو کہنی مار کر کھانے پر جھک گیا اور زریش نے منہ بنا کر ساحل کے منہ میں نوالہ ڈالا۔
"آپی آپ بھی کھائیں نا"۔وہ نوالہ بنا کر اسکی طرف کرنے لگا زریش عائشہ ہنس پڑی اور زریش نے منہ کھولا ہی تھا کہ عائشہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر خود کھالیا۔
ساحل کی کھکھلاہٹ کے ساتھ سب کی مسکراہٹیں بکھر گئی اور عائشہ اپنی بے ساختہ شرارت پر جھینپ گئی۔

"رات کو روم میں آنا دوائی میرے پاس ہے درد کی"۔اسکی موبائل پر میسج ٹون بجی تو کلچ سے نکال دیکھا دانیال کا میسج تھا وہ پڑھ سرخ پڑ گئی۔

"۔۔۔!اسنے میسج ٹائپ کر کے بیجھ دیا اور بغیر کسی طرف دیکھے موبائل آف کر کے کلچ میں رکھلیا۔😭😫😤"نہیں

دانیال بے بس سا موبائل جیب میں رکھتا اپنی شیو سہلانے لگا۔

بہت اچھا وقت باہر گذار کر وہ اپنے اپنے راستوں پر روانا ہوئے۔

*_________________*______________*

وہ فریش ہو کر بال تولیے سے پونچھتی باہر نکلی۔
سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے قریب کھڑے صائم کو دیکھ کر مسکراہٹ روکی جو پھر سے اپنے پرفیوم اور اسکے لئے لائے گئے سامان سیٹ کر رہا تھا۔

"پھر کب توڑنے کا ارادہ ہے"؟؟وہ مسکراہٹ چھپا کر مصنوعی سنجیدگی سے بولی۔

صائم نے خاموش نظروں سے اس کی طرف دیکھا "جب کوئی پھر مجھے توڑے گا اور میں انہیں توڑوں گا"۔ وہ کہتا جا کر بیڈ پر بیٹھا اور پائوں سے شوز اتارنے لگا۔

شوز اتار کر اسنے پیروں کی انگلیوں کو حرکت دی۔

"پارٹی میں جائو گی انویٹیشن ملی ہے خاص کر کے تمہیں"۔ اسنے تمہیں لفظ کو کھینچا جو تقویٰ کو کافی ناگوار گزرا۔

"انہونے جو خاص کر کے مجھے انویٹیشن دی ہے تو خاص کر کے میری طرف سے انکار کر دینا کہ ہم سادہ لوگ ہیں ان پارٹیوں شارٹیوں سے ناواقف"۔ وہ تلخ لہجے میں کہہ کر بالوں سے تولیہ نکالا کر ان میں برش کرنے لگی۔

صائم کی نظریں اسکے دلکش سراپے سے الجھ گئی۔
بھیگے بالوں سے گرتی پانی کی چھوٹی بوندیں اسکی کمر پر برس رہیں تھی۔
میرون کاٹن کے سوٹ میں وہ اسے اپنے دل کے بے حد قریب لگی۔

اسنے اپنی تپش دیتی نظروں کے حصار میں اسے لیکر جیکٹ اتارا اور شرٹ کے اوپری بٹن بند کیے کہ اچانک سے دل میں خیال آنے پر اسنے چور نظروں سے اسے دیکھتے ایکدم اپنی شرٹ کا بٹن توڑ دیا۔

"سنو میرا یہ بٹن لگا دو"۔ اسنے اپنی اس بیوقوفانہ حرکت پر دھڑکتے دل سے اسے مخاطب کیا۔

تقویٰ نے برش رکھ کر اسے دیکھا اور شانوں پر دوپٹہ درست کیا۔

وہ سر ہلاتی وارڈروب کے دراز سے سئی اور دھاگہ لیکر اسکے پاس آئی۔

"کھڑے ہو جائو بیٹھے ہو کیسے لگاؤں گی"۔صائم مسکراہٹ چھپا کر سر ہلاتا کھڑا ہوا اسکے سامنے تب تقویٰ ہتھیلی پھیلائی۔

"کیا"؟؟صائم نے الجھ کر دیکھا۔

"بٹن دو"۔وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ جو ابھی یہاں سے نکالا ہے وہ بٹن دو خاموشی سے لیکر اسے شرٹ میں لگانے لگی۔
اسکی رخسار دہکنے لگی تھی اسکی نظروں سے۔پلکیں بار بار لرز رہی تھی اور وہ ابتر دھڑکنوں سے بمشکل بٹن لگا رہی تھی۔

بیوی والے اسکے طریقے دیکھ کر صائم کے اندر بیک وقت کافی سارے احساسات جاگ رہے تھے۔

دل کر رہا تھا ایک چھوٹا سا گھر ہو جس میں وہ ہو اسکی تقویٰ اور اسکے چھوٹے چھوٹے بچے۔
وہ جب ملازمت سے لوٹے شام کو تھک کر آئے تو اسکے بچے اسکی ٹانگوں سے لپٹ جائیں اور وہ جھک کر انہیں خوب سارا پیار دے اور ایک کو کندھے پر بیٹھائے دوسرے کو ایک بازو میں اور تیسری تقویٰ کی کاپی اسکی بیٹی ہو جسے سینے سے لگائے اور اندر داخل ہو تو اسکی مولانی سائیں کی جان اسکے لئے پانی کا گلاس لیکر آتی نظر آئے۔

اور وہ اپنے بچوں کو کس کر کے انہیں پیسے دیکر وہاں سے بھگائے چیزیں لینے کیلئے اور خود خوبصورت سے وقت اپنی تقویٰ کے ساتھ گذارے۔

"سائیں ہو گیا"۔۔۔!!وہ اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتی بولی کہ وہ جھٹکے سے ہوش میں آیا اور اپنی مولانی کو سامنے پا کر یہاں وہاں اپنے بچے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا"؟؟ تقویٰ اسے جیسے خواب سے جاگے دیکھ کر بولی۔

اور صائم اسے خواب ہی سمجھ کر مایوس ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"سب جھوٹ ہے دھوکہ فریب ہے"۔وہ بڑبڑا کر بیڈ پر گر سا گیا۔

آور تقویٰ ناسمجھی سے کندھے اچکاتی واپس مرر کے سامنے آئی اور اپنے بال سنوارنے لگی۔

اسکے دور جانے پر وہ بے چین سا اٹھ بیٹھا اور واپس شرٹ کے بٹن توڑنے لگا پر یہ کیا۔۔۔۔!!
سارے بٹن ٹانکے ہوئے تھے۔
اسنے غصے سے مرر کے کھڑی اس مولانی کو دیکھا۔

ایک تو وہ اسکے بغیر کہے ہر ممکن کوشش کرتا شراب سے دور رہا تھا دوسرا وہ اسکے چھوٹے موٹے کام بھی یوں کر رہی تھی
۔

"یہ کیا کیا مولانی"؟؟ وہ غراتا اسکے سر پر پہنچا۔ اسکا ارادہ سارے بٹن نکال کر اس سے لگوانا تھا پر وہ کتنی لومڑی تھی کیسے بھول گیا۔

"سائیں مینے سوچا پھر سے یہ بھی ٹوٹ جائیں گے اسلئے پہلے ہی مضبوطی سے ٹانک دیئے"۔ وہ معصومیت سے اپنا کارنامہ بناتی اسکی معصوم خواہشوں کا گلا گھونٹ صائم کو آگ لگا گئی

"نکال انہیں"۔ وہ اسنے سب کی طرف اشارہ دیا تقویٰ حیران ہوئی۔

"پر کیوں"؟؟ اسکے اچانک سے اسطرح کرنے پر وہ بالکل بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی اسکی یہ حرکت۔۔

"کیوں کی بچی نکال انہیں ورنہ میں تمہارا کچھ کر دوں گا"۔
وہ یونی میں جس قدر خوش تھا گھر آکر مسز ہانیہ کا چہرا دیکھ کر اس قدر بگڑ گیا۔
اور تقویٰ وہیں چھوڑ کر وہ وہاں سے نکل آیا۔

ان کی موجودگی اسے عجیب سی بے سکونی دیتی کہ اسکا سر پھٹنے کے قریب ہو جاتا۔
اور وہ گھبرا کر باہر کا راستہ لیتا ان سے دور بھاگتا۔ ان سے نفرت جتاتا کچھ بھی سمجھ سے باہر تھا اسکے۔

اسکی دھاڑ پر وہ منہ بنا کر اسکی شرٹ کو کھینچتی واپس بٹن دیکھنے لگی کہ اب کیسے نکالے انہیں سخت تیوروں کے ساتھ

اور صائم اب اسکے نقوش کو بے تابی سے دیکھ رہا تھا کہ تقویٰ پھر سے دور ہوئی وہ تلملا کر مچل اٹھا۔

"اب کہاں"؟؟ اسنے غصے سے پوچھا۔

"سیزر لینے"! وہ الجھ کر بتانے لگی۔ ہو کیا گیا تھا اسے ؟ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔

"سیزر کیوں تمہارے دانت کہاں گئے اس سے نکالو سارے بٹن"۔ اسنے اپنی حالت روپوش کر کے تیکھے چتون سے گھورا۔

"سائیں میرے دانت سیزر نہیں ہیں وہ ایک دھاگہ تھا جو کٹ گیا اور یہ دھاگے ہیں کیسے دانتوں سے کٹیں گے"۔ وہ اسے عقل دلاتی ہوئی بٹن دیکھانے لگی جسے کافی ٹائیٹ ٹانک دئے تھے۔

"میں کچھ نہیں جانتا ابھی اور اسی وقت کاٹو اسے، آہستہ آہستہ کاٹو گی تو کٹ جائیں گے"۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کر قریب کرتا درشتگی سے بولا کہ تقویٰ بیچاری اچانک سے اسکے دماغ کے اعلیٰ فتور پر تلملا اٹھی۔

"اگر آپکی یہی ضد ہے تو میری بھی ضد ہے نہیں کر رہی جائو جو کرنا ہے کرو آئی ڈونٹ کئیر"۔ وہ سئ دھاگہ واپس الماری میں رکھتی جا کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اور چور نظروں سے بپھرے کھڑے صائم کو دیکھتی ایویں ہی بے مقصد اسکی لائی لپ اسٹک دیکھنے لگی۔

"تمنے مجھے انکار کیا"؟؟ وہ غصے سے سرخ چہرا لیے اسکے سر پر کھڑا ہوا۔
چاہتا کیا تھا صرف یہی دیکھنا کہ اسکے بچے کہاں گئے چیز لیکر آئے کہ نہیں۔اور یہ تبھی ممکن تھا جب وہ قریب ہوتی اور اسکے بٹوں کو نکالتی تب وہ اسکے سحر میں کھو یہ سب سوچتا ورنہ تو حقیقت میں قطعی نا سوچ پاتا۔

" مینے آپکو نہیں آپکے ناجائز مطالبے سے انکار کیا ہے بس"۔۔۔!!وہ کہہ کر منہ پھیر گئی اور اسکے سامنے سے کترائی سی نکلنے لگی،
دفعتاً بہت بری طرح سے صائم نے اسکا بازو پکڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ والی دیوار سے لگایا تھا کہ وہ کراہ اٹھی۔

"کون سے ناجائز مطالبے اپنے بچوں کو ڈھونڈنا ناجائز ہوا"۔غصے سے اسکے منہ سے پھنسلا تو ایکدم احساس ہوتے خاموش پڑ گیا۔
اسکے برعکس تقوی کی آنکھیں پھیل گئی۔
اور پھر اسکے دیکھنے پر شرم غصے سے اسکا چہرا تپ اٹھا۔

"کیا ہو گیا ہے سائیں"؟؟ وہ غصے سے بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی نڈھال سی ہو گئی۔

"اس کمینے (حیدر) شاہ کے ساتھ کیوں نہیں گئی کل"؟؟ اسکا بازو چھوڑ کر اسکی ٹھوڑی جکڑلی تقویٰ نے گھور کر غصے سے دیکھا

۔

"میں کیوں جائوں اسکے ساتھ وہ میرا لگتا کیا ہے ناچاچے کا بیٹا ہے نا ابا کا بیٹا پھر کیوں جائوں؟؟ ہاں اگر آپ کہتے تو آپکے ساتھ چلی جاتی"۔ تند و تیز لہجا اپناتے وہ آخر میں شرارت سے بولی۔

صائم کو اسکی بھوری شرارت بھری آنکھوں میں اپنا آپ کہیں گم ہوتا محسوس ہوا۔
وہ جیسے ڈوب رہا تھا ان آنکھوں میں، اسکی آنکھوں سے اتر کر اسکے دل کی تاروں کو چھونا چاہتا تھا دیکھنا چاہتا کہ کتنی سختی سے بندھی ہوئی ہیں کہ اسکی قربت بھی اسے چھیڑ پا رہی ہوں گی یا نہیں۔
وہ تو پاگل ہو جاتا ہے اسکی قربت سے اسکے احساس اسکے خوشبودار وجود سے اسکی سانسوں کی مہک بالوں کے سیاہ آبشار سے

۔

"کیا وہ بھی محسوس کرتی ہو گی اسے یا پھر یہ رشتہ اسکی زبردستی میں گھسیٹ رہی ہو گی؟؟ یہی دیکھنے کیلئے اسنے اسے حیدر کے پاس اکیلا چھوڑا تھا کہ وہ جاتی ہے اسکے قید سے یا اسے ہی اپنا سب کچھ مان رہی ہے۔

اسے لگا تھا اگر وہ چلی گئی تو آج وہ اپنی سانسیں نوچ لے گا مزید ایک پل بھی اس زمین پر خود کو کھڑا نہیں رکھ پائے گا۔

اور کسی سے بغیر شکایت کیے خاموشی کی سفید چادر اوڑھ لے گا۔
اور ویسا ہی ہو رہا تھا اسکی دھڑکنیں اسکے دیر کرنے پر مدھم سے سستی کی راہ اختیار کرنے لگی۔

اسکے ماتھے پر پسینے نمودار ہوئے بدن پر انگلیوں پر ہلکی ہلکی سی کپکپاہٹ تھی جسے وہ تیز تیز چکر کاٹ کر جنید اور سیف سے چھپا رہا تھا۔

اور کچھ وقت مزید سرکا تو اندر سے سہم گیا موت کو قریب دیکھ کر! اسکی سانسیں کھلی فضا میں بھی گھٹ رہی تھی کہ اسے لگا اسے اب آکسیجن ماسک کی ضرورت پڑنے والی ہے، دل کی دھڑکنیں بڑھ رہی تھی جن سے لگا کہ اسے اب تقویٰ کی ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔!!

وہ تھک کر سانسیں ہار دیتا کہ ہوا کا ایک جھونکا اسکے وجود سے ٹکرایا اور اس میں جو مہک پائی اس سے اسکی سست دھڑکنیں مچل اٹھی اسنے ایکدم پلٹ کر گیٹ کی طرف دیکھا تو اسکا چہرا کھل اٹھا۔ سانسیں ہموار ہوئی دھڑکنیں شور مچانے لگی اور وہ جھوم اٹھا۔

دل کر رہا تھا کسی چھوٹے بچے کی طرح چیخیں مارے جسے ساری زندگی ایک تہ خانے میں قید کیے رکھا ہو اور اچانک سے اسے آزادی بخش دی گئی ہو۔

وہ نعرے لگانا چاہتا تھا پاگل ہو جانا چاہتا تھا کہ وہ آگئی اسکی پاس اسکی زندگی میں پر وہ کچھ نا کر سکا سواء اپنی خوشی اپنے دل میں دبانے کے۔

اور سارا دن اسکے قریب کیلئے تڑپتا رہا کبھی دل کرتا اسے اٹھا کر وہاں سے بھاگ جائے کسی کو بتائے بھی نا دونوں ساری دنیا سے روپوش ہو جائیں کے انکا یہاں کے لوگوں کی زبان سے نام ہی مٹ جائے۔

اور پھر وہ اپنی سوچ پر عمل کرنے کیلئے قدم بڑھاتا کہ اسکا خواب سامنے آجاتا اور وہ واپس مڑ جاتا۔

اور اب وہ پاس کھڑی تھی بالکل قریب کہ وہ اسے پلکوں سے بھی چھو سکتا تھا۔

تقویٰ اسکے اچانک سے قریب ہو جانے پر گھبرا کر چہرا دوسری طرف موڑ گئی صائم نے اسکی ٹھوڑی چھوڑ کر اسکے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے شکنجے میں قید کر لیا کہ وہ سٹپٹا اٹھی۔

"مجھے بال ڈرائے کرنے ہیں سائیں"۔ وہ نظریں اسکے بائیں دیوار پر رکھے ہاتھ پر ٹکاتی لرزتی پلکوں سے منمنائی۔
اور اسکی گھٹی سی آواز پر صائم کی گھنی مونچھوں تلے لب کھل اٹھے۔
اسنے آہستہ سے اپنے لب اسکی رخسار پر رکھ لیے اور آنکھیں موند لیں۔
تقویٰ نے گھبرا کر آنکھیں میچلیں اور اپنا بگڑا تنفس سنبھالنے لگی۔ کہ صائم مزید قریب ہوا اسکی دھڑکنوں کو محسوس کرنے، دل کے رقص کو سننے کیلیئے۔
اسکا شور اپنے کانوں اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتے وہ مسکرایا اور اسکے رخسار سے لب ہٹا کر اسکے کان پر رکھلیے کہ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"میرے ساتھ چلو گی"؟؟ اسنے گھمبیر سرگوشی کی اور اسکے کان کی لو ہلکا سا چھوا وہ کپکپا اٹھی۔

"پپ۔۔۔ پلیز سائیں"۔۔۔! وہ اپنے ہاتھ اسکے چہرے پر رکھ کر اسکا چہرا دور کرنے لگی کہ صائم نے مسکراتے اسکی کلائیاں تھامی وہ ایکدم گھبرا گئی اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جب اسنے نچلا لب دبا کر اسکی کلائیاں دیوار سے لگائے وہ سہم گئی اور مزاہمت کرنے لگی پر ناکام۔
"اب بولو چلو گی"؟ وہ پھر سے جھک کر اسکی گردن میں منہ چھپانے لگا اور وہاں سے بالوں کی مہک میں گہرا سانس بھرا۔

"آپ مجھے کل اکیلے کیوں چھوڑ گئے یونی کے باہر"۔ وہ اسے باز رکھنے کی کوشش کرتی فسوں خیز ماحول کے اثر کو ختم کرنا چاہتی تھی اسے ہوش میں لانا چاہتی اور شاید اس میں کامیاب گئی اسلئے ہی صائم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیونکہ میں اپنا مستقبل دیکھنا چاہتا تھا دو چھوٹے کا کے ایک چھوٹی کا کی دیکھنا چاہتا تھا بس"۔ وہ معصومیت سے بولتا اسکی اکلائیوں کو دیوار سے سرکا کر اسکے پیچھے کمر پر باندھ گیا کہ تقویٰ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"کیا بیہودگی ہے صائم"۔ شرم خفت سے اسکا برا حال ہوا کہ چہرا لال پڑ کر اسے جھینپنے پر مجبور کر گیا۔

"اسے بیہودگی نہیں شرافت کہتے ہیں! میں اپنوں بچوں کو پیار کرنا چاہتا ہوں بہت بہت کہ دنیا کا کوئی باپ نا کرتا ہو گا اور تم بھی انہیں اتنا پیار دینا کہ دنیا دیکھتی رہ جائے"۔ اسکے لہجے میں تڑپ تھی پیاس تھی ادھوری خواہشیں بول رہی تھی اور وہ کہیں کھویا ہوا کہہ رہا تھا۔
مسکراہٹ لبوں کو چھو کر اسکے دل تک پہنچ رہی تھی اور تقویٰ کے لبوں پر خودبخود مسکراہٹ آگئی اسکی نیلی آنکھوں میں سرخی کے بجائے چمک دیکھ کر۔

"میں کسی سے بدلہ نہیں چاہتا تقویٰ نا ہی دولت چاہتا ہوں میں صرف ایک صائم چاہتا ہوں جسے اسکے ماں باپ دونوں پیار کریں اسے ہم چھپا کر رکھیں اسکی ہر خواہش پوری کریں، تم میں مجھے وہ ماں دکھتی ہے تقویٰ جو میرے سامنے اپنے بچے کو محبت کرے گی اسے اپنے ممتا بھرے آغوش میں چھپائے گی اسے جب گرم سرد ہوا لگے گی تو اپنا آنچل اسکے اوپر پھیلا دی گی اور میں یہ دیکھو گا میرے دل میں ٹھنڈک پڑے گی، میں خوش ہو جاؤں گا میری پیاس مٹے گی اور جب میں مروں گا تو ------" باقی کے لفظ تقویٰ نے اسکے منہ میں ہی دبا لیے اپنا ہاتھ اسکے لبوں پر رکھ کر۔

"نہیں"۔۔۔۔!!وہ روتی ہوئی نفی کرنے لگی کہ صائم بھیگی آنکھوں سے مسکرایا اور اسکی آنکھوں پر پھونک ماری۔
اور وہ آج کتنے دنوں بعد اسکے منہ سے کسی قسم کی حرام کے بوسے پاک سانسیں محسوس کرتی آنکھیں ایک پل کو موند لیں
۔

"اس سے پہلے کہ مجھے میری سگی ماں اپنوں ہاتھوں سے مارے تم مجھے چھپا لو سائیں کی جان"۔وہ صرف سوچ ہی سکا اور اسکا چہرا مسکراتے اپنے سینے میں چھپا گیا اور اسکے گرد اپنا حصار قائم کر لیا اسے اپنی دھڑکنوں میں چھپانے لگا۔

اور درد چھپانا وہ خوب جانتا تھا روپ بدلنا بھی سیکھ گیا تھا۔

"پھر کہاں لیکر چل رہے ہو مجھے"؟؟وہ مسکراتی خوشگوار لہجے میں پوچھ کر اسے ششدر چھوڑتی اس سے الگ ہوئی اور آنکھیں صاف کرنے لگی۔

اسے بہت درد ہو رہا تھا اپنے بھائی سے جدا ہونے پر، پر وہ مجبور تھی اسے صرف سامنے والے کے درد کے علاوہ کچھ نہیں دکھ رہا تھا اپنا درد بھی نہیں۔

صائم ہوش میں آتے اسکی کلائی پکڑی اور جھٹکے سے واپس اپنی طرف کھینچا کر وہ لہرا کر اسکے سینے سے لگی۔

"پھر سے کہو"!!وہ اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر گیا اور کپکپاتی آواز میں پوچھنے لگا۔

" مینے کہا۔۔! کہاں لیجارہے ہیں آپ مجھے ہمارا گھر کہاں ہیں سائیں "۔وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتی بولی۔

"تمہارا گھر تو یہاں ہے "۔ اسنے اسکا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا وہ شرما گئی۔

" مینے ہمارا گھر پوچھا ہے "۔وہ اسکے سینے میں منہ چھپا گئی اور صائم کا قہقہہ پورے روم میں گونجا۔

"پہلے تو تمہیں ایک زبردست سرپرائز دوں گا پھر ہم یہاں سے دور چلے جائیں گے بہت دور "۔وہ کہتا اسکا چہرا اوپر اٹھا کر اسکے لبوں پر جھکنے لگا تھا کہ اچانک سے ٹھاکے ساتھ دروازہ کھلا دونوں ہی ایک دوسرے سے دور ہوئے۔

اور صائم جو ابھی ہی خوشی کی انتہائی کو چھو رہا تھا سامنے کھڑی مسز ہانیہ کو دیکھ کر ایسے لگا جیسے خون پر نظر پڑ گئی ہو۔ اسکی آنکھوں میں سرخی اتر آئی اور وہ غصے سے اسکی مداخلت پر گھور رہا تھا۔

"اپنی منحوس شکل کیوں لائی ہو یہاں "؟؟ وہ غرایا اس پر کہ تقویٰ گھبرا کر اسکے بازو کو پکڑ گئی۔

"پرنس میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں صرف دو منٹ کیلئے "۔خود کو سنبھالتی وہ گویا ہوئی اور تقویٰ پر ناگوار نظریں ڈالنے لگی جسنے بالکل قید کر لیا تھا اسے کہ پہلے جو ایک بات مانتا تھا اب اس سے بھی گیا۔
وہ سمجھ رہیں تھی یہ سب اس دیہاتن کی چالاکی ہے اسے خوبرو بیٹے کو پھنسانے کی۔

"بکواور اپناغلیظ وجود دفع کرو"۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتے تقویٰ کی طرف اپنارخ کر لیامطلب صاف تھا کہ وہ اسکا چہرا ابھی نہیں دیکھنا چاہتا۔

"سائیں"۔۔۔!اسکی اس طرح کی بد تمیزی پر تقویٰ نے سرزش کی کہ وہ مسکرایااور اسکی گردن میں بانہیں ڈالکر اسے سینے سے لگا گیاوہ اسکی اطرح کی بے باکی پر مچل اٹھی پر اسکے حصار سے نکل نا سکی اور خفت سے چہرا چھپا گئی۔

مسز ہانیہ آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"اب بکنا ہے تو بکو ورنہ شکل دفع کرو مجھے اور بھی بہت کام ہیں اپنی بیوی سے"۔اسکا لہجہ پہلے انتہائی گستاخ ہوا پھر آخر میں ذو معنی۔
تقویٰ روہانسی ہو کر اسکے حصار میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

"لیلیٰ آئی ہے اور تم سے ملنا چاہتی ہے تم ایک بار اس سے مل لو میرا مشورہ ہے کہ آج رات کی پارٹی میں اسے اپنے ساتھ لے چلو ویسے بھی اسے تو لے چلنے سے رہے"۔اسکی حقارت بھری نظریں تقویٰ کے وجود پر تھی۔
وہ آئی ایک تو اسکا صبر آزمایااوپر سے اسکی بیوی کے بارے میں بکواس کر لے اسے شعلہ بار کر گئی۔

"بکواس بند کرو نکلو یہاں سے"۔وہ بھڑک کر دھاڑااور تقویٰ کو چھوڑ کر اسکی طرف لپکا کہ مسز ہانیہ گھبرا کر روم سے باہر نکلی۔

اور وہ گھورتے اسکے منہ پر دروازہ بند کر گیا۔

"کیوں نہیں چل رہی تم "؟ وہ خونخوار بنا تقویٰ سے پوچھنے لگا۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کمی تھی اس میں کیوں سب اسے نشانہ بنا رہے تھے۔
تقویٰ اسکے توپوں کا رخ اپنی طرف دیکھ کر گھبرا گئی۔

"مجھے نہیں معلوم کیسی پارٹی ہوتی ہیں سائیں میں کیسے چل سکتی ہوں اور ابھی تو آنٹی نے کہا کہ میں۔۔۔۔۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ خبر دار اسکی زبان بولی تو" وہ اس پر غرااٹھا کہ وہ سہم کر پیچھے ہوئی۔

"میں کچھ نہیں جانتا انڈرسٹنڈ تم رات کو میرے ساتھ چل رہی ہو پارٹی میں "۔ اسکی آنکھوں سے لہو جیسے نکلنے لگا اسے سمجھ نہیں آیا کیا بات تھی کیوں اس قدر بھڑک اٹھا تھا۔

کہا ہی کیا تھا آنٹی نے کہ وہ اسکے ساتھ چلنے کے لائق نہیں اور یہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ کہاں خود اور کہاں یہ۔

"پارلر چلنا ہے "؟؟ کچھ دیر بعد گہرے سانس خارج کرتے وہ بولا
تقویٰ نے جھٹ سے نفی کی۔
"سلون "؟؟ اسنے اب بھی نفی کی۔ اور وہ سر ہلا کر موبائل سے آن لائن اسکے لئے شاپنگ کرنے لگا۔

"اسکی جان کسی سے کم تھی جو یہ عورت اتنا بکواس کر گئی اسکے بارے میں"۔

"ہونہہ۔۔۔۔۔۔!سر جھٹک کر وہ اسنے موبائل بیڈ پر پھینکا اور ایکدم تقویٰ کا ہاتھ پکڑ کر قریب کرتے اسے سمجھنے کا موقعہ دئے بغیر اسکے لبوں پر جھک گیا

اور شدت سے اپنی سانسیں اس میں منتقل کرتے اسکی سانسیں پی کر وہ دور ہوا اور بیڈ پر گر کر موبائل نکالتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

یہ سب اس قدر اچانک ہوا کہ اسے سنبھلنے کا موقعہ نا ملا اور وہ اپنی سانسیں بحال کرتی رہ گئی۔

----------------------------------*

"پانی ملے گا"؟؟بریف کیس پکڑے وہ اندر داخل ہوا کہ زریش نے مٹی والے ہاتھ دیکھائے۔
وہ آج جلد گھر آگیا تھا پینڈنگ ورک ختم کر لیا تھا اسلئے اب جو آفس کا کام تھا جلد ختم کیے نکل آیا۔

"کیا کر رہی ہو"؟اسکے ہاتھ مٹی سے اٹے دیکھ کر الجھ گیا کہ زریش نے مسکرا کر دیوار کے ساتھ لگے گملوں کی طرف اشارہ دیا۔

"اوہ گڈ"!اسنے سراہیا۔
کل ہی تو آرڈر پر یہ پودے منگوائے تھے اسنے اور آج وہ خوبصورتی سے لگا رہی تھی گملوں میں۔

"میں بھی آتاہوں"۔وہ مسکرا کر بولا اور بریف کیس صوفے پر رکھ کر خود پانی پینے چلا گیا کہ کچن کے دہلیز پر ہی ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔

سامنے ہی وہ کمر پر دوپٹہ باندھے روٹیا بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اسے دیکھ کر اپنے ساتھ کی گئی اسکی زیادتی یاد آئی۔

اسنے کل رات کتنا انتظار کیا اسکا اور پھر رات بھی پر وہ تو جیسے منہ پھولائے پھر رہی تھی کہ اسکی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کر رہی تھی۔

پر آج تو محترمہ پیلے جورے میں گلاب کے ساتھ سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔اوپر سے بکھرا الجھا بنا اسکا جوڑا نو خیز مہکتا سراپا وہ گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اور انہیں ہی نظروں کی تپش پر عائشہ نے بیلن سے نظریں ہٹا کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں اپنے چھ فٹ کے قد، چوڑے توانا جسامت کے ساتھ دروازے کی دہلیز پر دانیال کو پا کر بوکھلا گئی اور پھر جب اسکی طرف سے کی گئی زیادتی یاد آئی تو اسکا ناک سرخ ہو گیا جو پہلے ہی بالی پہننے سے سرخ تھا۔

اسنے غصے سے منہ پھیر کر بیلن تیز تیز چلائی پر اٹھے پر۔

"یہ کیا کر رہی ہو"؟؟وہ مسکرا کر اسکی حرکت دیکھتا اندر داخل ہوا اور فریج سے بوتل پانی کی نکال کر گلاس میں ڈالکر پینے لگا

۔

"بتاؤ بھی اس وقت کس کا کھانا بنا رہی ہو"؟ وہ بوتل رکھ کر اسکی سائیڈ پر کھڑا ہوا کہ وہ پیچھے کھسک گئی اور لب بھینچے بیلن کی اسپیڈ اور تیز کر دی۔

پراٹھا مسلسل خود پر تشدد برداشت کر بیچ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس پر وہ چڑا اٹھی اور اسکی حالت پر دانیال کا مدہم قہقہہ پڑا۔

وہ گھبرا گئی اور دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

پھوپھو نے اسے ابھی کہا تھا کہ وہ بنانے کی کوشش کرے خود فریش ہو کر آتی ہیں۔

"کیا کر رہے ہیں جائیں یہاں سے خان"۔ وہ خفگی سے اسے گھورتی بولی کہ بالکل سہمی بچی لگی دانیال نے مسکرا کر پیچھے سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا دی۔

"ابھی تک تو کچھ نہیں کیا تھا پر اب تمنے اپنی معصومیت سے نیت خراب کر ہی دی ہے تو بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یہ خان"۔ وہ کہتا بیلن پر رکھے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے گیا اور اسکی گردن پر لب رکھلیے کہ وہ گھبرا گئی۔

"پلیز پھوپھو آتی ہی ہوں گی چھوڑیں"۔ وہ کسمسانے لگی پر ناکام ہوئی

"پھوپھو جان جانتی ہیں کہ انکا بیچارا بچہ بیوی سے رومانس کر رہا ہے مداخلت نہیں کرتے تھک کر آیا ہے"۔ اسکے گال کو لبوں سے چھوتے اسکے بیلن پر ہاتھ چلانے لگا۔

"کیا رہی تھی"؟؟ گھمبیر سرگوشی میں پوچھا وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی گھبرائی ہوئی تھی۔

"پراٹھا بنانے کی کوشش کر رہی تھی"۔ کہنی پیچھے سے اسکے پیٹ میں مارنی چاہی پر دانیال نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کوشش ناکام کر دی۔

"گڈیا میں خود پریشان تھا جب پھوپھو چلی جائیں گی تو انکا بھتیجا ابلا انڈا سوکھی روٹی ایک چائے کا کپ کیسے پیئے گا اسکے تو پراٹھے چاہیے دو کپ چائے کے انڈا افرائی اور ساتھ میں بیوی کا مورننگ کس چاہیے ہوتا ہے"۔ وہ کہتا اسے شرم سے جھینپنے پر مجبور کر گیا۔

"عاشی بیٹا ہو گیا"؟

دانیال نے اسکے کندھے پر لب رکھے تھے کہ پھوپھو کی آواز گونجی

"اوہ تیری"۔۔۔! بوکھلاہٹ میں اسکے منہ سے بے ساختہ پھسلا کہ دانیال نے ایکدم اسے چھوڑ کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

جو سرخ کے بجائے خوف سے پیلا تھا۔

"کیا اوہ تیری"؟؟ اسنے حیرت سے پوچھا کہ عائشہ نے نفی کی۔

"مم۔۔ مطلب کہ تیری نن۔ نہیں میرا مم۔۔۔ مطلب اوہ آپکی پھوپھو آگئی"۔ پھولی سانسوں سے کہتی وہ نظریں جھکا گئی اور بیلن پر جمع دیں لب کچل کر سہمی سی نظروں سے اسے بوٹ کو دیکھ رہی تھی۔

اور اس قدر بد حواس ہو گئی کہ دانیال کے چہرے کے مسکراہٹ بھرے تاثرات نہیں دیکھ سکی۔

"اس کا مطلب رات کو پوچھوں گا اگر تم نہیں آئی تو سب کے سامنے کھینچ کر لے جاؤں گا"۔ وہ کہہ کر مڑا کہ اس وقت پھوپھو اندر داخل ہوئی۔

"ارے دانی کب آئے"۔ پھوپھو کو خوشگوار حیرت ہوئی اسے دیکھ کر۔

"پھوپھو ابھی آیا ہوں پیاس لگی تھی تو"۔ وہ جان بوجھ کر جملہ اس طرح کہنے لگا کہ عائشہ کا چہرا لال ہوتا گنار بن گیا وہ ذرا سی ترچھی ہو گئی پھوپھو سے۔

"یہ انسان مجھے پکڑائے کر مروائے گا دونوں ماں بیٹی سے"۔ اسنے کڑھ کر سوچا واپس سے پیڑا بنانے لگی۔

"اچھا بیٹا جاؤ فریش ہو جاؤں"۔ انکے کہنے پر وہ سر ہلا کر وہاں نکل گیا۔
دل تو کر رہا تھا خود اپنی بیوی کو روٹی بنانا سیکھائے اور اسکی سرخ رنگت دیکھتا رہے۔
سوچ کر ہی روم کی فضا میں اسکا قہقہہ گونجا۔

اور پھر وہ فریش ہو کر زر کے ساتھ گملوں میں پودے لگانے لگا کہ بچپن کی یادوں باتوں پر دونوں ہنس پڑتے اور انکی ہنسی پر کچن میں پراٹھے پر بیلن گھسیٹتی عائشہ منہ بنانے لگی۔

"پھوپھو مجھ سے نہیں بن رہے پراٹھے شرا ٹھے"۔وہ جھلا کر کہتی دوپٹہ کھول کر باہر نکلی بغیر ہاتھ دھوئے اور پھوپھو ارے کہتی رہی۔

باہر نکل کر اسکی نظریں سیدھی زر کے ساتھ مسکرا کر باتیں کرتے دانیال پر گئی۔
وہ بے چین سی ہوا ٹھی اور جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تمہیں معلوم ہے دانی تقویٰ کا گلاب کا گملا مجھ سے ٹوٹا تھا جو مینے تم پر الزام لگا دیا تھا"۔وہ شرارت سے بتاتی کھکھلا کر ہنسی۔

اسے ہنستے اور دانیال کو مسکراتے دیکھ کر اسے رونا آنے لگا۔

وہ کبھی یوں نظر انداز نہیں ہوئی تھی۔

اور یہاں تو اس خان کی بات تھی جو بار بار حق جتاتا تھا اور وہ اسے الگ کرنا چاہتی تھی پھر آج کیوں مچل رہی تھی۔

وہ زریش کی جگہ کو دیکھ کر رہی تھی جہاں اسے ہونا چاہئے تھا اب کیا کرے۔

"عاشی بیٹا آجائو ذرا سا ہاتھ بٹا دو"۔پھوپھو کی پکار پر اسنے بیچار گی سے دانیال کی پشت کو دیکھا۔

"پھوپھو میری طبیعت ٹھیک نہیں"۔وہ کہہ کر صوفے پر لیٹ گئی اور اسکی یہ بات سنتے ہی دانیال کے کان کھڑے ہو گئے اسنے زریش کو مگن دیکھ کر گردن گھما کر عائشہ کو دیکھا جو صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔

"کہیں ابکائیاں"۔۔۔!!!وہ بڑبڑایا۔

*_____________*_____________*

"حیدر مجھے معاف کر دو پلیز"۔۔۔!مہکار روتی ہوئی اس سے ہاتھ جوڑ کر بولی۔

راکنگ چیئر پر جھولتے حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کس بات کی مجھ سے معافی مہکی؟حالانکہ معافی تمہیں ہارون بھائی سے لینی چاہیئے"۔وہ جھولتی چیئر کو روک کر پاس آکر نیچے بیٹھی اپنی بہن کی سرخ آنکھیں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں اس سے معافی مانگ لوں گی پہلے تم مجھے اس دن کی بدتمیزی کیلئے معاف کر دو حیدر پلیز تم دو دن گھر نہیں نہیں آئے میرا دل گھبرا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا ابھی بند ہو جائے گا"۔وہ کہہ کر ہاتھوں میں چہرا چھپاتی سسک اٹھی۔

"مہکار یہ کیا کر رہی ہو میری جان مینے تمہیں معاف کیا اٹھو شاباش نیچے سے"۔سدا کا نرم دل حیدر اپنی بہن کو اس طرح روتے دیکھ کر پگھل گیا اور اسے اٹھاتے اپنے پاس چیئر کھسکا کر اس پہ بیٹھایا۔

"دیکھو میری پیاری بہن خوبصورت سی گڑیا میری طرف دیکھو"۔وہ اسکی آنکھیں پونچھتا اپنی طرف چہرا کرنے لگا اور وہ بار بار آنکھوں سے بہتے آنسوں صاف کر رہی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے ساحل کی طبیعت کتنی خراب ہے وہ رات کو ڈر ڈر کر اٹھ جاتا ہے سو نہیں پاتا ساری راتیں جاگتا رہتا ہے، اور پھوپھو جان انکی طبیعت بہت خراب ہے وہ اپنے گھٹنوں کے درد سے بالکل بھی نہیں چل پا رہی بلکہ بیڈ سے اتر نہیں سکتی آگے تم سمجھدار ہو وہ بیٹا ہے دوسرا سب کچھ تو کرے گا پر کچھ ذاتی ضرورتوں پر بھی دھیان دو،
ہارون کا ایک پائوں اپنی ماں کے روم میں تو دوسرا ساحل کے روم میں ہوتا ہے اور بڑی بات تو یہ کہ اسنے جو گھر میں میڈ رکھی تھی وہ بھی پھوپھو کے سوتے ہوئے برتن اٹھا کر لے گئی اسکا ہاتھ تو زیورات پر صاف کرنے کا تھا پر خوش قسمتی سے چابی ہارون کے روم میں رکھی تھی الماری کی اسلئے ناکام ہو گئی،،کیوں کر رہی ہے ایسا مہکی وقت ہاتھ سے پھسل رہا ہے سنبھال لے اپنے گھر کو ایسا نا ہو وقت نکل جائے"۔وہ اسے محبت سے بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے سمجھا رہا تھا جس پر مہکار نے سر ہلایا۔

"بھائی اب مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم اور ڈیڈ مجھ سے تنگ آ گئے ہو تمہیں بھی نفرت ہو گئی ہے مجھ سے ہے نا"؟وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ حیدر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"تمہارے دماغ میں پتا نہیں کون سا بھوسہ جمع ہوا ہے کیوں اپنے ہاتھوں سے ہنستی بستی زندگی گنواں رہی ہو اپنے بیٹے کا حسین بچپن گنواں رہی ہو مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں تمہارا"۔وہ تنگ آ کر بے بسی سے بولا کہ مہکار سر جھکا گئی۔

"کیا اس گھر میں میری جگہ نہیں"؟؟وہ حتمی سوال کرنے لگی جسکے لئے اتنی تمہید باندھی تھی۔

"کیا پاگل پن ہے مہکار کیوں نہیں اس گھر میں تمہاری جگہ، کیا تم نہیں جانتی اس ساری پراپرٹی میں ہمارا برابر کا حصہ ہے ایسے نہیں تو ویسے ہی تمہارا حق ہے انڈرسٹنڈ آئندہ خبردار ایسا ویسا کوئی سوال بھی اٹھایا تمنے"۔ وہ جھڑک کر بولا اور انگلیوں میں دبے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا جہاں پہلے سے ہی لاتعداد سگریٹ کے ٹکڑے پڑیں تھے۔

"تو ٹھیک ہے یا تو ہارون کو کہیں کہ یہاں آجائے اگر نہیں تو مجھے ہارون شاہ سے طلاق لیکر دیں میں یہیں رہنا چاہتی ہوں میں نہیں گذار سکتی اس چار کمروں کے گھر میں گھٹن ہوتی ہے مجھے تم ڈیڈ سے بات کرو مجھے ڈائورس چاہیے ہارون شاہ سے اور تم ڈیڈ سے بات کرو گے رائٹ"۔ وہ کہہ کر مسکراتی اسے ساکت چھوڑ کر وہاں سے نکلی،
جھوٹے نکلتے آنکھوں سے آنسوں کو انگلی کے پور پر پکڑ کر فضا میں اڑایا۔

وہ جانتی تھی ابھی اگر یہاں سے چھوڑ کر گئی تو اسکے ہاتھ میں صرف کوڑی ہی آئے گی اور اگر ابھی وہ ہارون کو چھوڑے گی اس پھندے کو گلے سے نکالے گی تو بعد میں سب کچھ پالے گی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ہارون کے بچے کی ماں ہے اور ہارون جانتا ہے وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے اسنے یہ سب کتنی مجبوری میں کیا وہ سمجھ جائے گا جب وہ اسکے قریب جائے گی اسے منائے گی۔

اور ویسے بھی ابھی جو حالت پھوپھو کی بتائی جارہی تھی اس سے تو وہ توبہ کرلے وہاں جانے سے کیسے وہ اس بڑھیا کو کھانا پکا کر کھلائے گھر سنبھالے شوہر کو سنبھالے بیٹے کو سنبھالے مطلب انکی کچھ زندگی نہیں۔

وہ ہر گز وہاں تب تک نہیں جائے گی جب تک یہاں سے سب کچھ پا نہیں لیتی ورنہ اسکے ہاتھ سے سب کچھ ریت کی طرح پھسل جائے گا اور وہ اس تقویٰ دیہاتن کی طرح مشن بن جائے جو وہ کبھی نہیں ہو سکتی۔

وہ روم میں آئی اور دروازہ بند کر کے لیٹ گئی اسنے اپنے آنے پر ساحل کو تسلیاں دیکر اسکے بار بار تنگ کرنے کی وجہ سے موبائل آف کر دیا تھا۔

ہارون کو تو فرصت نہیں ہوتی تھی اس سے بات کرنے کی اور وہ کیوں اسکے بچوں پر خود کو گنوائے اسکی طلب کا پتلا بنے۔

اسنے طے کر لیا تھا کہ اب تو وہاں تب جائے گی جب اس شاہ کی ساری پراپرٹی کی مالکن نہیں بن جاتی۔
اور حیدر کی شادی جس کی اسکاڈیڈ پلائننگ کر رہا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

وہ جہازی سائیز بیڈ پر گر کر میگزین پڑھنے لگی جو اسے وہاں ہارون کی موجودگی میں کم ہی پڑھنے کو ملتی تھی۔

آرام سے اب میگزین پڑھتی اپنے سر سے بھوج اتار کر پھینکا اور دوسری طرف حیدر کو تو ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔

اسے افسوس ہونے لگا ہارون اور ساحل پر۔

کیسے وہ دعوے کرتی تھی کہ وہ ہارون سے محبت کرتی بے انتہا پھر کیا ہوا اسکی محبت کو؟ کون سا دیمک کھا گیا۔

اسنے سوچ لیا تھا ڈیڈ کے قاسم شاہ کی طرف سے آنے کے بعد مہکار کا مطالبہ اسکے سامنے رکھے گا پھر وہ جانے اور ڈیڈ اس سے سنبھلنے والی نہیں تھی اور ویسے بھی ایک فیصلہ ہوتا کہ اس آس نما پھندے سے ہارون کی بھی جان چھوٹے۔

--------------------------*

"سلام "۔۔۔! قاسم شاہ اور حامد شاہ دونوں لائونج میں بیٹھے خوشگوار ماحول میں باتیں کر رہے تھے کہ وہاں نشے میں ٹن ہوتا قدیر شاہ شال کندھے پر لٹکائے اپنی بڑھی بڑھی مونچھوں کو تاؤ دیتا لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"ارے واہ آج تو بڑی رونق لگی ہوئی ہے بھئی "۔وہ مسکراتا حامد شاہ کو سرخ آنکھوں سے گھورتا بیٹھا اور قاسم شاہ کے ناگوار چہرے کو دیکھتے شرارت سے بولا۔

"قدیر یہاں کیوں آئے ہو میننے تمہیں منع کیا ہے نا یہاں آنے سے "۔ قاسم شاہ اپنا غصہ دباتے بولے کہ لائونج میں داخل ہوتی مسز قاسم شاہ بھی اسے نشے کی حالت میں وہاں پا کر ٹھٹھک گئی۔

"چاچا سائیں میں تو اپنی ہونے والی دلہن کو چوڑیاں پہنانے آیا ہوں یہ دیکھیں میلے سے خاص کر کے اسکی گوری چٹی ملائم کلائیوں کیلیئے لیں ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے اسے پہنائوں۔۔!ویسے ہے کہاں میری بلبل "۔وہ مسکرا کر کہتا یہاں وہاں اسے ڈھونڈنے لگا۔

پر دور دور تک اسکی نظریں ناکام ہو کر لوٹی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو اٹھو نکلو میرے گھر سے ورنہ ابھی دھکے دیکر یہاں سے نکالوں گا"۔ قاسم شاہ اپنی بیٹی کیلئے اسکے لہجے کی اس طرح گستاخی پر دھاڑ اٹھے اگر بیچ میں حامد شاہ انہیں نا سنبھالتے تو وہ کچھ کر دیتے قدیر شاہ کا۔

"چاچا سائیں بیچ میں مت آئیں آج مجھے اپنی بلبل سے ملنے سے کوئی نہیں روک سکتا"۔ قدیر نے پیچھے سے پسٹل نکال کر قاسم شاہ کے سامنے کی اور اسے وارن کیا۔
اسکی اس قدر جرات پر وہاں موجود تمام نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"آآآآ۔۔۔۔۔ڈیڈ مام میری دوست کے بچے ہوگئے مام۔۔۔"۔ اسی وقت لائونج میں خوشی سے چیختی حجاب دوپٹہ گلے میں پہنے خوشی سے پاگل ہوتی وہاں آئی اپنے مام ڈیڈ کو بتانے پر وہاں حامد انکل کے ساتھ قدیر شاہ کو ایک ہاتھ میں پسٹل دوسرے میں سرخ چوڑیاں تھامے دیکھ کر وہ وہیں رک گئی۔

"آہ لو خود ہی آگئی میری دلہن آجائو میری بلبل تمہیں چوڑیاں پہنائوں"۔ وہ تھر تھر کرتا اسکی طرف بڑھنے لگا اسکی ہوس بھری نظریں اسکے کمسن وجود پر تھی۔ جس پر حجاب نے ایکدم سر پہ دوپٹہ اوڑھ کر خود کو چھپاتے ایک قدم پیچھے لیا۔

"دفع ہو جائو قدیر ورنہ آج تم میرے ہاتھوں سے ختم ہو جائو گے" قاسم شاہ نے آگے بڑھ کر قدیر کو اپنی بیٹی کی طرف بڑھتا دیکھ کر پیچھے دھکا دیا وہ ٹھٹھر کر شراب کی نشے کی حالت میں خود کو نا سنبھالتا ایکدم پیچھے گرا اور اسکا سر ٹیبل کے کونے سے لگ کر پھٹ گیا۔

"مام"۔۔۔۔۔!حجاب اپنی ماں سے خوف میں لپٹ گئی۔

"گارڈ۔۔۔۔۔!!اسکے سر سے خون دیکھ کر قاسم شاہ بھی گھبر ائے اور جلدی سے گارڈ کو بلا کر اسے وہاں سے دفع کرنا چاہا۔

اسے معلوم تھا اگر اس خاندان میں بات خون اور لڑکی کی آجائے جس کیلئے خون بہایا ہو تو اسکو حاصل کرنے کیلئے جان دیدیتے یا لے لیتے۔

اور اس وقت حامد شاہ اور قاسم شاہ کی نظریں قدیر پر تھی جو شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجائے پیچھے سے نکلتا خون اپنی ہتھیلی پر دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"بہت خوب چاچا سائیں اب آپ کی بیٹی میری سمجھیں آپکی اس بچگانہ حرکت کی وجہ سے"۔وہ کہہ کر مسکراتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اے بلبل ابھی چلے گی یا کل رات کو روم سجادوں پھر"۔وہ اسکی طرف واپس قدم اٹھاتا بول رہا تھا اور حجاب نفی میں سر ہلاتی اپنی ماں میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں ڈیڈ"۔۔!وہ اسکے قدموں سے خوفزدہ ہو گئی۔

"خبر دار قدیر ایک قدم آگے بڑھایا"۔مسز قاسم نے ٹرے ایک طرف پھینک کر اپنی بیٹی کو اپنے آغوش میں چھپایا اور اس پر غرائی کہ قدیر کا مکروہ قہقہہ لائونج کی فضا میں گونجا۔

"ایسے ہی اپنی ہونے والی بیوی ہے ایک قدم بڑھائوں یا دس سارے فاصلے تو اس پر ہی سمیٹنے ہیں کیوں بلبل"۔وہ اپنی غلیظ زبان میں بکتا قاسم شاہ اور حامد شاہ کو غصے سے آگ بگولہ کر گیا۔

"قدیر۔۔۔۔۔!!!" قاسم شاہ دھاڑ کر اسکی طرف بڑھے کہ اس سے پہلے ہی لائونج کی فضا میں ٹھاسے فائر کی آواز گونجی۔

"ڈیڈ۔۔۔۔!!"حجاب کی بلند خوف دشت بھری چیخ وہاں گونجی اور مسز قاسم شاہ کو ساکت ہو گئی۔

بروقت قاسم شاہ کو حامد شاہ سنبھال گئے تھے ورنہ گولی آج انکے بازو کے بجائے سینے میں لگی ہوتی۔

"خبر دار ہمارے بیچ کوئی آیا تو یہ لڑکی میری ہے صرف میری رہے گی اس کے وجود پر صرف قدیر شاہ کی مہر لگے گی اور اگر بیچ میں کسی نے ٹانگ اڑائی تو آج یہ گولی بازو پر ہے کل نکاح کے وقت سینے میں ہو گی"۔وی دھاڑ کر بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مسز قاسم اور حجاب دوڑ کر قاسم شاہ کے پاس پہنچے۔

"ڈیڈ"!!حجاب روتی ہوئی انکے سینے سے لپٹ گئی اور قاسم شاہ نے درد کے باوجود ایک بازو اسکے گرد ڈال لیا۔

"روتے نہیں میرا بہادر بیٹا شاباش آنکھیں صاف کرو"۔وہ اسے چپ کروانے لگے جو خوف سے لرز رہی تھی۔

"چلو قاسم ہاسپٹل چلو جلدی سے ورنہ زیادہ دیر تک اگر گولی اندر رہی تو اللہ نا کرے بازو ناکارہ ہو سکتا ہے چلو"۔ وہ اسے سہارہ لیکر وہاں سے جانے لگے ساتھ مسز قاسم اور حجاب بھی تھی۔

جو کچھ دیر پہلے خوشی سے چیخ رہی تھی اور اب خوف سے لرز رہی تھی اپنے ڈیڈ کی حالت پہ۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی قاسم شاہ نے اسے اپنے سینے میں چھپا دیا جیسے کوئی چھین لے گا۔

اور اب تو انہیں اور بھی زیادہ خوف ہو رہا تھا کل نکاح ہے۔

"نہیں میں یہ ہر گز نہیں ہونے دوں گا"۔۔ وہ نفی کرتے بولے اور اپنی بیٹی کو خوف کے زیر اثر خود میں چھپا گئے۔

حامد صاحب ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے اور قاسم شاہ مسز قاسم اور حجاب پچھلی سیٹ پر۔

اچانک گاڑی کی خاموش فضا میں موبائل کی بیل گونجی قاسم شاہ کا بازو زیادہ تکلیف کر رہا تھا اسلئے حجاب نے موبائل نکال کر اوکے کرتے انکے کان پر رکھا۔

"بہت برا کیا تمنے قاسم میرے بیٹے کا سر پھاڑ کر اب وہ پاگل ہو رہا ہے ساری حویلی تہس نہس کر دینے پر آگیا ہے میں کچھ نہیں جانتا میں آرہا ہوں کل نکاح کروانے تمہاری بیٹی اور میرے بیٹے کا بس تم تیار رہو ویسے بھی زیادہ پڑھائی لڑکیوں کا دماغ

خراب کر دیتی ہے اب تم تیاری پکڑو ہم کل بارات لیکر پہنچ رہے ہیں اگر نہیں تو پھر ہم سے شکایت مت کرنا خون خرابی پر تمنے پہلے قدم بڑھایا ہے سمجھتے ہو بے عقل نہیں ہو دعا میں یاد رکھنا"۔ انہوں نے کہہ کر بغیر قاسم شاہ کی سنے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور وہ ساکت سا موبائل کو گھورتا رہا۔

جتنا درد بازو سے نہیں اٹھ رہا تھا اتنا ہی بڑے بھائی کی باتوں سے ہو رہا تھا۔
انہوں نے بے ساختہ سامنے بیٹھے حامد کو دیکھا جو غصے سے ڈرائیور کو جھڑک رہے تھے گاڑی تیز چلانے کیلیئے۔
واپس انہوں نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو پاس بیٹھی انکا دوسرا بازو سہلا کر درد کم کرنے کی کوشش میں تھی۔

"ہم آپ سے بہت پیار کرتے ہیں حجاب"۔ انہوں نے کہتے اسکے ماتھے پر اپنے کانپتے لب رکھ کر اسکا سر سینے سے لگا دیا کہ وہ مزید خوف سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ڈیڈ مجھے باہر نہیں آنا چاہیے تھا میں تو اپنی دوست کے بچوں کو بتانے آئی تھی"۔ وہ روتی ہوئی بتانے لگی مسز قاسم نے اسکا سر سہلایا اور قاسم شاہ سر ہلا گئے۔

ہاسپٹل کے سامنے گاڑی روکتے ہی حامد صاحب نے جلدی سے کپوڈر کو بلایا اور انکے ساتھ قاسم شاہ کو ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کر دیا۔

شکر تھا وہاں پہچان کا ڈاکٹر حامد صاحب کو مل گیا تو انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔
وہ حجاب کا سر اپنے سینے سے لگائے سسکتی بچی کو مسلسل خاموش کروا رہے تھے۔

"میں پریر روم میں اللہ جی سے دعا مانگتی ہوں انکل"۔ حجاب کہتی پریر روم کی طرف بڑھ گئی۔

حامد صاحب نے محبت سے اسکی پشت کو دیکھا۔

"بیشک بیٹیاں بڑی رحمت ہوتی ہیں"۔

*_________________*_______________*

سرگوشی اس قدر تھی کہ صرف اسکے لب ہلے پر اسکے باوجود عائشہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔

اور اسکی طرف دیکھا جہاں وہ اسے ہی شریر مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

عائشہ کو یقین نا ہوا وہ اسکی طبیعت کا یہ مطلب نکالے گا ورنہ تو وہ ہرگز ایسا ویسا لفظ منہ سے نا نکالتی۔

اسکی سوالیہ نظروں کا مفہوم سمجھ کر اسکی رخساریں تپ اٹھی تھی اور دل کی دھڑکن زور پکڑ گئی۔

اسے سمجھ نا آرہا تھا اس انسان کا کیا کرے جو بس آہٹ پر بیٹھا تھا۔

"ابکائیاں ابکائیاں ابکائیاں۔۔۔!بس یہی رٹ تھی اب تو ابکائیاں نہیں دل کی دھڑک ضرور بگڑ گئی تھی اسکی بے شرمیوں پر"۔

"پھوپھو میں مذاق کر رہی تھی آ رہی ہوں"۔ وہ خاص کر کے اسے سنانے کیلئے دانت پیس کر بولی اور دوپٹہ درست کرتی اٹھ کر وہاں سے واپس کچن میں چلی گئی۔

اسکی حالت دیکھتے دانیال کا بے ساختہ مدہم قہقہہ پڑا جس پر زر نے حیرت سے دیکھ کر سوالیہ ابرو اچکائے۔

"کچھ نہیں بس بچپن کی بات یاد آ گئی"۔ وہ مسکراتا واپس گملوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور زر مسکراتی سر ہلا گئی۔

"تمہیں معلوم ہے دو منٹ میں ایسا سحر ساحل پر ڈال دیا ہے کہ اسنے سارا گھر سر پر اٹھا لیا کہ زر آپی کے پاس جانا ہے اسکے پاس رہنا ہے"۔ دانیال نے مسکراتے بتایا
زریش نے چونک کر دیکھا۔

"وہ ساحل جو تمہارے دوست کا بیٹا تھا"؟؟ چھوٹی کھرپی سے دوسرے گملوں میں مٹی ڈالتے بولی۔

"ہاں وہی تو پھر تمنے کس بارے میں سمجھا"؟ وہ مسکراہٹ دبا کر ایسے ہی اسے چھیڑنے لگا کہ وہ گھور کر رہ گئی۔

"کیا بدتمیزی ہے دانی میں کیسے سمجھوں گی؟؟ مجھے یاد ہے وہ بچہ بلکہ اسکی میٹھی باتیں دماغ سے نہیں جا رہی تھی، کتنا پیارا تھا نا بیمار ہے کیا کتنا کمزور تھا"؟؟ وہ کھرپی اسکے بازو پہ مارتی غصے سے بولی اور پھر جب معصوم کمزور سا ساحل یاد آیا تو مسکرا کر کہنے لگی۔

"بس اللہ معاف کرے جن بچوں کے خود غرض ماں باپ ہوں تو انکی اس سے بھی بری حالت ہوتی ہے"۔وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا اور پھر زر کے تجسس پر اسے مہکار کا بتانا پڑا۔

"اففف توبہ کتنی لالچی عورت ہے اپنے بچے کا نہیں سوچ رہی یقین مانو دانی مینے جب اسکی آنکھوں میں دیکھا تو مجھے وہ کئی ہمارا دل تو سوچ کر ہی کانپ جاتا ہے کون راتوں کا بھٹکا ہوا معلوم ہوا کیسے کر لیتے ہیں معصوم گلابوں پر اتنا ظلم استغفر اللہ سے پتھر سے بنا ہے اس عورت کا دل"۔وہ کانوں کو چھو کر بولی دانیال صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

"جن کی آنکھوں پر خود غرضی کے نشی کی پٹی بندھ جائے انہیں اپنے علاوہ کچھ نہیں دکھتا زر"۔
زریش تاکید میں سر ہلا گئی۔

"پھر تم لائے نہیں اسے میں تو یہاں کافی بور ہوتی ہوں تمہاری بیوی تو جیسے منہ میں گھٹکا ڈالے بیٹھی ہوتی ہے کہ صرف ہوں ہاں ہی کرتی ہے کل اسے ساتھ لانا پلیز میرا وقت بہت اچھا گذرے گا بہت پیاری پیاری باتیں کرتا ہے"۔زر مسکراتی بولی

"تم پھوپھو اور عائشہ ایسا کرو کل اسکے گھر جاؤ اسکی ماں کی عیادت کیلئے بہت بیمار ہیں میں صبح آفس تھوڑا لیٹ نکلوں گا تب تک تم تینوں تیار رہنا چھوڑ دوں گا وہاں"۔دانیال نے اپنی رائے دی جو زر کو کافی پسند آئی اسنے فوراً سر ہلا دیا۔

"کیا عائشہ چل پائے گی وہاں آئی مین جو سب وہاں ہوا"؟؟گملوں میں پانی ڈالتے وہ بولی تو دانیال کچھ دیر خاموش رہ گیا۔

"میں بات کروں گا اس سے"۔وہ سوچ کر بولا۔

اور ہاتھ جھاڑ کر وہاں سے اٹھا کہ اسکی نظر کچن کی کھڑکی پر پڑی جہاں واش بیسن پر کھڑی عائشہ دونوں کو دیکھ رہی تھی دانیال سے نظریں ملنے سے وہ بوکھلا کر نظریں جھکاتی کپ دھونے لگی۔

زراب جھاڑو دیتی وہاں سے فرش صاف کررہی تھی اور دانیال مسکراتا اندر روم کی طرف فریش ہونے بڑھ گیا۔

"عاشی آ دیکھ تو سہی کتنا خوبصورت لگ رہا ہے گھر"۔زر خوشی سے دیوار کے ساتھ رکھے گملوں کو دیکھتی چہکی۔

سرخ، سفید، پیلے اور گلابی پھولوں نے گھر میں جیسی بہار کھلا دی تھی اور انتہائی خوبصورت رونق گھر کو بخش رہے تھے اپنے حسن سے۔

عائشہ باہر آئی اور مسکراتی دیکھنے لگی۔"واقعی بہت خوبصورت لگ رہے ہیں"۔وہ بھی دیکھ کر تعریف کیے بنا نارہ سکی۔

اسی پل کپڑوں کیلیئے دانیال واپس روم سے نکلا تو وہیں نظر پڑی۔
"تمہارے دماغ کی سوچ کو داد دینی پڑے گی زر واقعی تم جانتی ہو گھر کو کیسے سجانا ہے"۔اسکی سادہ سی تعریف تھی پر وہ تلوار کی طرح عائشہ کے دل پر لگی۔
کہ اسکے ہاتھ پائوں سنسنا اٹھے۔

وہ پلٹ کر اس پر ایک نظر ڈالتی خاموش اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ سوچ اسکے دماغ میں کیوں نہیں؟ یہ تعریف اسکے لئے کیوں نا تھی"۔ان باغی سوچوں میں صوفے پر بیٹھی عائشہ تلملا گئی۔

"میں کیوں ایسی ہو رہی ہوں مجھے خود کو سنبھالنا چاہیے آج تو صرف تعریف تھی کل وہ پورا اسکا ہو گا آفٹر آل وہ اسکی محبت ہے"۔بے دردی سے لب کچلتی ڈبڈباتی آنکھوں سے بیٹھی وہ سوچ رہی تھی۔

"عاشی یار جا کر دانیال کو اسکے کپڑے دے آ میں تب تک فریش ہو لیتی ہوں"۔پریس کیے رکھے دانیال کے کپڑے اسکی گود میں رکھتی زریش کہتی خود الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

الماری بڑی تھی جس میں اسنے ایک طرف اپنے کپڑے دوسرے طرف عائشہ کے اور تیسری سائیڈ پر تقویٰ کے رکھ دئے تھے۔
اپنی ماں کے پریس کر کے بیگ میں رکھ دئے جس پر عائشہ نے ٹوکا پر وی آنکھ دبا گئی۔

زریش کے باتھ روم میں بند ہونے پر وہ منہ بناتی کپڑے لیکر اٹھی اور دوپٹہ سر پر درست کرتی روم سے باہر نکلی۔

"رکو عائشہ "۔۔۔!! پیچھے سے پھوپھو کی ناگوار آواز اسکا بدن سن کر گئی۔

"دو مجھے میں دے کر آتی ہوں اس لڑکی سے تو کچھ نہیں ہوتا"۔پھوپھو کو کافی ناگوار گذرا عائشہ کا یوں دانیال کے روم میں جا کر کپڑے دینا۔

پتا نہیں کیا ہو گیا تھا اسکی بیٹی کو پہلے جو اسکے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھوں سے کرتی آئی تھی بچپن سے آج وہی لڑکی اپنے منگیتر کے بڑے سے بڑے کام دوسری لڑکی کے حوالے کر دیتی۔

یہ سب پھوپھو کی نظروں سے چھپا نا تھا اور وہ دیکھتی اپنی بیٹی کی حرکت پر کڑھ اٹھتی۔

اسنے اسکی کلاس لگانے کا سوچ لیا تھا کہ کیا ہو رہا ہے کیوں وہ ہر کام اس باہر کی لڑکی کے حوالے کر رہی ہے آگے زندگی تمھیں گذارنی ہے نا کہ اسے جس پر تم سارے کام تھوپ رہی ہو۔

پھوپھو کے جانے کے بعد عائشہ بمشکل اپنے قدموں پر چلکر روم میں آئی تھی اور صوفے پر گر کر اپنے ماتھے کا پسینا صاف کرنے لگی۔

"کتنا اچھا ہوتا اگر وہ دانیال کو سچ کہنے سے نا روکتی"۔ وہ اداس دل سے سوچ کر رہ گئی۔

"ہشش۔۔۔! کیا سوچ رہی ہوں میں پھر کیسے لالچی بنکر دوسروں کے حق پر ڈاکا ڈال سکتی ہوں میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی دانیال زرکا ہے اور اسکا رہے گا، عائشہ کہیں نہیں انکے بیچ میں"۔ سر تھام کر دکھتے دل سے سوچتی خود کو سرزنش کرنے لگی۔

واور دکھتا سر مسلتے رہ گئی۔

اب وہ اسکے پاس کیسے۔۔۔ مطلب اسکے بلانے پر کیسے جائے گی پھوپھو کی ناگوار آواز اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔

ایک جھوٹ اسکا یہ حال کرے گا اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا۔

کیا سوچا تھا کہ دانیال مصیبت میں نا پھنس جائے یا اسکی وجہ سے اسکی پھوپھو کو نا کچھ ہو جائے پر یہاں اسے بچاتے بچاتے خود الجھ گئی تھی۔

ان سب سوچوں میں بے ساختہ ہی اسکی آنکھوں میں اچانک بارش والا منظر لہرایا جب وہ چھت پر اسے بانہوں میں چھپائے کھڑا تھا۔

عائشہ کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ دوڑ گئی انگلی سے اپنی بالی کو چھونے لگی۔
اسکے دل سے خواہش نکلی کہ وہ اس پر مرہم لگائے جس طرح یہ بالی پہنائی تھی اس طرح ہی تعریف کرکے اسے سراہے۔
اسے بتائے کہ وہ کیسی لگ رہی ہے اسے آئینے پر یقین نہیں ہو رہا تھا اسے دانیال کی آنکھوں پر یقین کرنا تھا جس کی آنکھیں پھسل پھسل کر اسکی ناک پر آ رہی تھی۔

"عائشہ"۔۔۔!!زریش اسے سوچوں میں ہی شرماتے دیکھ کر اپنے بالوں سے نکلتے چھوٹی چھوٹی پانی کی بوندیں منہ پر مارتی شرارت سے پکار بیٹھی کہ وہ اچھل پڑی۔

"جج۔۔۔جی"۔۔۔!حواس باختہ ہو کر اسنے جواب دیا کہ زریش کا کھنکدار قہقہہ روم کی فضا میں گونجا عائشہ عادت سے مجبور ناک سکوڑ گئی کہ اچانک سے اسکے منہ سے مدہم چیخ نکل پڑی۔

آہہ۔۔۔وہ کراہ کر ناک پکڑتی رہ گئی زریش ہنس ہنس کر نڈھال ہو گئی۔

عائشہ نے غصے سے گھورتے پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے مارا۔

"ویسے کیا سوچا جا رہا تھا"؟؟ کشن ناک پر رکھ کر اسنے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"بالکل اچھی نہیں لگ رہیں زر آپی"۔ خفت گھبراہٹ سے چڑ کر کہتی وہ روم سے نکلی۔ زر کھکھلا اٹھی۔

--------------------------*

"ڈیڈ کھانا ملے گا"؟؟ ساحل پلیٹ اور سپون سینے سے لگائے بیزار سا کچن میں داخل ہوا۔

"افکورس ملے گا مائے سن صرف کچھ دیر بس پھر یمی ڈنر کریں گے"۔ ایپرن باندھے ایک ہاتھ سے ایگ فرائے کرتے دوسرے سے لیس دار آٹے میں ہاتھ گھوم رہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا"۔ وہ اکتا کر چیئر پر بیٹھا اور سر ٹیبل پر رکھ کر اپنے ڈیڈ کو دیکھنے لگا۔

"مما کب آ رہی ہیں"؟ آنکھوں سے نکلے آنسوں کو چھوٹی سی ہتھیلی پر صاف کر کے اسنے پوچھا۔
ہارون اسکے لہجے سے ہی اندازہ لگا گیا کہ رو رہا ہے۔

"کچھ دنوں میں"۔ جھوٹی سی امید دی جینے کے واسطے۔

وہ روز کی طرح پھر اس جواب پر سر ہلا گیا۔

"مجھے روز روز ایگ نہیں کھانا ڈیڈ فنگر فرائز بنا کر دیں صبح روٹی دن کو ایگ شام کو دال، دن کو دال تو شام کو ایگ باہر کا کھانا آپ لاتے نہیں میرا اب دل نہیں کرتا کھانے کو کچھ بھی"۔وہ روٹھ کر بولا گھر کی روٹین سے۔

"بیٹا آپکے ڈیڈ کو تو اسکے علاوہ کچھ بنانا نہیں آتا اب اسی پر گذارا کرنا پڑے گا جب تک کوئی نہیں ملازمہ نہیں مل جاتی اور ڈاکٹر نے باہر کا کھانے سے منع کیا ہے کسی بھی فنگر شنگر سے"۔وہ گہرا سانس بھر کر بولتا ایگ فرائی کے تیار ہونے پر روٹی پکانے لگا۔

"مجھے پھر تقویٰ آپی کی بہن کے پاس چھوڑ دیں"۔وہ زریش کو سوچتا آنکھیں موند کر بولا جس پر ہارون نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ابھی تو اسے آفس کا کام دیکھنا تھا باس کی اسکے سر پر چیخیں تھی اور سب سے بڑھ کر اپنی ماں کو کھانا کھلانے تھا سوپ بنا کر۔

"جائو دیکھو تمہاری دادو اٹھ گئی انہیں کچھ چاہیے تو دے آئو"۔وہ محبت سے پچکارتے بولا کہ ساحل سر ہلا گیا اور پلیٹ اسپون وہیں رکھ کر کچن سے نکلا۔

"پتا نہیں کیسی ماں ہو تم مہکار اتنی اندھی ہو گئی ہو دن بدن برف کی طرف پگھلتے اپنے بیٹے کو نہیں دیکھ رہی جو سارا دن بھاگ دوڑ لگائے ہوتا تھا آج دو قدم چل بھی نہیں پا رہا کمزوری سے"۔ اگر وہ ان مردوں میں ہوتا جو عورت کو انسان نہیں جانور سمجھتے ہیں تو یقیناً آج وہ سیدھی ہوتی اور اسکے سامنے جی حضوری کر رہی ہوتی پر افسوس وہ ایک سادہ سا انسان تھا ہر حال میں بیوی کو خوش رکھنے والا چھوٹی سی دنیا کو چاہنے والا نا کہ رنگینیوں میں گم ہونے والا،

بچپن سے حلال کا کھایا تھا اب حرام گلے سے اترتا نہیں تھا ورنہ آج یہ چھوٹا سا گھر نہیں اسکی جگہ بنگلہ ہوتا اور باہر کھڑی لینڈ کروزر۔

"ڈیڈ رو رہی ہیں دادو"۔ وہ ہانپتا کانپتا کچن میں داخل ہوا اور ہارون کو بتانے لگا کہ اسنے سنتے گہرا سانس خارج کیا۔

جانتا تھا پھر سے رو رہی ہوں گی حال پر۔ یا مہکار کے رنگ بدلنے پر۔

وہ سر ہلاتا گیس بند کر گیا۔

"آ جاؤ تم یہ کھاؤ میں دیکھتا ہوں"۔ اسنے جلی ہوئی ایک روٹی اور ساتھ ڈبل روٹی پلیٹ میں مسکراتے رکھ کر فرائی ایگ رکھا اور جوس کا گلاس۔

ساحل سر ہلا کر اندر آیا اور چیئر پر چڑھ کر بیٹھا اور چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھانے لگا۔

ہمیشہ ماں یا تقویٰ کے ہاتھ سے کھانے والا آج کانپتے ہاتھوں سے اپنے منہ میں نوالہ ڈالتے بار بار نیچے گرا رہا تھا۔

ہارون نے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے اور بال پیچھے کو کرتے نوالہ بنا کر اسکے منہ میں ڈالا وہ مسکرا کر کھانے لگا۔

"بڑا ہونا ہے نا"؟؟ اسنے پوچھا جس پر ساحل سر ہلا گیا۔

"تو خود کھانا پڑے گا کیونکہ بھوک تمہارے پیٹ میں لوگوں کے نہیں نا ہی تمہاری ماں یا باپ کے"۔ وہ کہہ کر لب بھینچتا وہاں سے جانے لگا۔

"کوشش کر رہا ہوں ڈیڈ اور تقویٰ آپی کہتی تھی کوشش نا چھوڑنے والا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے میں بھی اپنی کوشش نہیں چھوڑوں گا اور اپنے پیٹ میں نوالہ خود ڈالوں گا کیونکہ بھوک مجھے لگی ہے دنیا کو نہیں"۔ وہ کہتا دونوں ہاتھوں سے گلاس تھام کر لبوں سے لگا گیا۔۔

ہارون مسکرا کر سر ہلا گیا اور باہر نکل گیا اپنی ماں کی طرف۔

*______________*______________*

وہ سارا وقت موبائل میں گھسا پتا نہیں کیا کیا دیکھ رہا تھا اور کال پر پتا نہیں کس سے باتیں کر رہا تھا چھپ کر کے تقویٰ سے کہ وہ کافی کان لگانے کی کوشش کر رہی تھی پر شاید اللہ کو اسکا یہ عمل پسند نہیں آیا جس میں اسے ناکام کر دیا گیا۔

"کون تھی"؟؟ وہ اپنا اور اسکا کھانا ٹرے میں لیکر روم میں آئی اور تیکھے چتوں سے گھور کر پوچھا۔

"کہاں"؟؟ صائم انجان بنا ہینڈ واش کرنے چلا گیا.

"سائیں انجان مت بنے آج آپ اتنی دیر کس سے بالکنی میں باتیں کر رہے ہے کھسر پھسر کر کے "؟؟ وہ ٹرے ٹیبل پر پٹکتی غصے سے بولی۔

اسے ڈر تھا کہ کہیں کسی لڑکی۔۔۔! اس سے آگے تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی بے ساختہ ہی جھر جھری لے اٹھی.

"سائیں کی جان کوئی نہیں تھا تمہیں وہم ہو رہے ہیں"۔ وہ تولیے سے ہاتھ پونچھ کر اسکے سر پر ڈالتے جا کر صوفے پر بیٹھا۔

تقویٰ اپنی کانوں سنی کھسر پھسر کو وہم کہہ کر اسکے ٹالنے پر تلملا اٹھی۔

وہی تولیہ دوسرے تولیوں کے ساتھ ہینگ کرتی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھتی اسکے سر پر دانت پیس کر خونخوار بنی کھڑی ہو گئی۔

صائم نے معصومت سے دیکھتے ہاتھ اپنی ٹھوڑی پر ٹکا دئے اور محبت پاش نظروں سے گھورنے لگا۔

"کیا ارادہ ہے کھانا نہیں کھانا"؟ وہ ذو معنیٰ لہجے میں گویا ہوا کہ تقویٰ سٹپٹا اٹھی۔

"بات کو گھمائیں مت سائیں مجھے بتائیں کون تھی وہ؟؟ وہی اندھیرا تھی نا مجھے بتائیں میں اس چڑیل کی چوٹیاں کھینچ لوں گی کسی نامحرم سے اس طرح کی لمبی شمبی گفتگو کرتے"۔ وہ ہاتھ نچانچا کر اس سے جھگڑا کر رہی تھی کہ صائم کو اپنی شکل پر سیریس کا لیبل لگانا مشکل ہو گیا اور مسکراہٹ مچلنے لگی۔

دل کر رہا تھا وہ ایسے ہی ساری زندگی اس پر حق جتائے اور وہ دیکھتا ہے۔

فرصت سے۔۔۔!

"میں جھوٹ نہیں بول رہا سائیں کی جان! آجائو کھانا کھائیں پھر ریڈی ہونا ہے ناشاباش کم ہیئر"۔ وہ بازو پھیلا کر اسے بلانے لگا۔

اور تقویٰ اسکی چالاکی پر ہکابکا تھی۔

"مطلب وہ نہیں بتانے والا اسے"۔۔! اسنے کڑھ کر سوچا۔

"نہیں بتا رہیں سائیں"؟؟ اسنے دوپٹہ سر پر درست کیا۔

"کیا بتائوں تمہیں جب ایسا کچھ تھا نہیں یقین مانو سائیں کی جان"۔ وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا اور محبت سے گویا ہوا۔

"تو پھر کس سے بات کر رہے تھے اتنی دیر وہ حساب دیں"؟؟ وہ اسکے سامنے تن کر کھڑی ہوئی حساب کتاب کیلئے۔

صائم بے بسی سے سر کھجا گیا کہ اب اسے کیا بتائے وہ اسکے لئے اسکے سنگار کیلئے اتنا ٹائم بیوٹیشن سے کلاس لیتا رہا ہے۔
یہ بتاتے اسے خود پر ہی ہنسی آ رہی تھی اپنی مولانی کو کیا بتاتا۔

"کسی سے نہیں بس انف"۔۔۔!!اس بار وہ مجبوراً سختی سے بولا۔

اور تقویٰ کی آنکھیں ڈبڈبا گئی۔

وہ اسکے لئے سب کچھ چھوڑ رہی تھی اور وہ اسکے لئے یہ دنیا کی فریبی رنگین رنگ نہیں چھوڑ رہا۔
کیوں نہیں سمجھتا کہ یہ دنیا صرف ایک میٹھا فریب ہے۔
حقیقت تو وہ ہے جو "قرآن مجید" بیان کرتا ہے۔

یہ کیوں ایسے خود پر گناہ بڑھاتا رہے گا۔
یہ سوچ ہی اسکے دل میں ٹیسیں پیدا کر دیتی اور وہ آنکھیں مسل کر رہ گئی۔

"یقین نہیں مجھ پر"؟؟اسکی پانیوں سے بھری آنکھیں دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا اور اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

تقویٰ نے غصے سے اسکے ہاتھ جھٹکے۔

صائم اپنے سوال پر شرمندہ ہو گیا۔

"کس طرح وہ یقین کرے اسکا کون سا ماضی خوبصورت عبادت سے بڑھا ہوا ہے جو اسے سچا نیک مان کر وہ اس پر یقین کرے، ایک برے انسان کا یقین کون کرے گا"۔اس سوچ نے اسکی پلکیں جھکا دیں۔

"دیکھو مینے تمہارے کہنے پر وہ حرام پینا بھی چھوڑ دیا کیا تم مجھ پر اتنا سا بھی اسکے بدلے ٹرسٹ نہیں کر سکتی"؟؟ وہ بیچارگی سے بولا تقویٰ منہ پھولا کر جا کر صوفے پر بیٹھتی کھانا کھانے لگی اور صائم بھی ساتھ بیٹھ کر زبردستی اسکی پلیٹ اپنی طرف کرتا اس میں سے کھانے لگا نا چاہتے ہوئے بھی تقویٰ مدھم سا مسکرا دی۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ برتن اٹھا کر نیچے گئی جب روم کا دروازہ ناک کر کے ملازمہ نے صائم سے کہا کہ باہر ڈلیوری والے آئے ہیں۔

وہ سر ہلاتا چلا گیا
اور تقویٰ واپس روم میں آئی تو چارجنگ پر لگا صائم کا موبائل کچھ ہی دیر میں رنگ ہونے لگا۔

اسنے پہلے درگزر کیا خود کو سمجھایا کہ یہ اچھا نہیں کسی کی پرائیوسی میں دخل دینا اسکی جاسوسی کرنا پر اس سب باوجود اسکے اندر مضبوط دلیل موجود تھی۔

"وہ اسکا شوہر اسکا لباس ہے اس میں اور صائم کی پرائیوسی کوئی نہیں۔۔اگر ایسے کہہ کر مینے اسے اگنور کیا تو پھر وہ سیدھا ہوا سو ہوا"۔

وہ آگے بڑھی اور موبائل اٹھا کر دیکھا تو چونک گئی۔

"لیلیٰ"۔۔۔!!نام دیکھ کر وہ بڑبڑائی۔

اسنے موبائل واپس غصے سے ٹیبل پر پٹخ دیا اور خود بیڈ پر بیٹھ گئی کہ اسی پل دروازہ کھلا اور صائم ہاتھ میں بڑے سے بیگز اٹھائے ملازمہ کے ساتھ اندر آیا اور بیڈ پر ایک سائیڈ رکھ کر انہیں ملازموں کو وہ بڑا ساڈبہ پاس رکھنے کا کہتے ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کر کے تقویٰ کے پاس مسکرا کر بیٹھا اور اسکے چہرا کا رخ انگلی سے اپنی طرف کیا جو زمین کو گھور رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے سائیں کی جان"؟؟اسکی اضطرابی کیفیت کو بھانپتے وہ محبت سے بولا تقویٰ نفی کر گئی اور آہستہ سے اسکی انگلی ٹھوڑی سے ہٹائی۔

"لیلیٰ کال کر رہی ہے"۔وہ اٹھ کر پارٹی کیلیئے کپڑے وارڈروب سے نکال کر چلی گئی۔

اور صائم منہ بگاڑ کر بیگز کھول کر ان میں سے اسکے لئے سلیکٹ کیے کپڑے باہر نکالنے لگا۔

اسنے پہلے بیگ سے ڈیپ ریڈ فل سلیو ساڑھی نکالی دوسرے سے شلوار قمیض تیسرے سے میکسی۔

وہ تینوڈریس بیڈ پر ڈال کر اپنے لئے گرے تھری پیس سوٹ نکالتا ان کے ساتھ ہی رکھ دیا۔

اور ایک سرسری نظر ڈبے پر ڈالی۔

تقویٰ جب سادہ سا سوٹ پہن کر باہر نکلی تو سامنے بیڈ پر رکھے کپڑوں کو دیکھ کر ڈنگ رہ گئی۔

اور صائم اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"کون سا پہنو گی"؟؟ وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر بیڈ کے سامنے لایا اور کان میں سرگوشی سے بولا۔

تقویٰ نے باری باری سب کو دیکھ کر پھر گردن گھما کر اپنے کندھے پر رکھے اسکے ہاتھ کو دیکھا

بے ساختہ ہی اسکے ہاتھ کندھوں سے جھٹک کر دور ہو گئی۔

"کوئی نہیں"۔ وہ روکھے لہجے میں کہتی جا کر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی ہوئی۔

ایک شلوار قمیض وہ بھی قمیض اتنی فٹ کہ اسے دیکھتے نفرت ہو رہی تھی۔

دوسری ساڑھی جو وہ تو مر کر بھی نا پہنے۔

اور تیسرا امہان ڈریس دابے غیرت میکسی جو شاید آتے ہوئے اپنا دوپٹہ اٹھانا بھول گئی تھی۔

"کیوں"؟؟ صائم نے گھور کر دیکھا تقویٰ نے بھی مرر سے اسکے چہرے پہ سخت گھوری ڈالی۔

"کیا کیوں"؟؟ اسنے غصے سے الٹا پوچھا۔

"کیوں نہیں پہن رہی چلنا نہیں کیا لیٹ ہو جائیں گے"۔ وہ کہتا ہوا اسکے پیچھے آیا اور اسکے ہاتھ سے برش لیکر اسکے لمبے بالوں میں خود کرنے لگا۔

اور تقویٰ اسکے چہرے سے پھوٹتی خوشی پر لب بھینچ گئی۔

مطلب وہ نہیں بتائے گا کس سے بات کر رہا تھا۔
اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مجھ پر ایک بیوی پر کیا گذرے گی جب اسکا شوہر دوسری غیر محرم عورتوں سے لمبی لمبی گفتگو کرے گا کوئی احساس نہیں اس شخص کو۔

"سائیں مجھے تنگ نا کریں برش دیں مجھے"۔وہ غصے خفگی سے کہتی اسکے ہاتھ سے برش جھپٹنے کو پلٹی کہ سیدھا اسکے سینے سے ٹکرائی۔
اور اس طرح صائم کی آنکھوں کی چمک دوبالا ہو گئی۔

وہ مسکراتے برش سے اسکے آگے کے بال سنوارنے لگا۔

تقویٰ کا چہرا سرخ پڑنے لگا اور وہ دور ہونے لگی پر صائم نے اسکی کوشش ناکام کرتے ایک ہاتھ اسکی کمر پر رکھ دیا۔

"کیوں نہیں پہننا چاہتی یہ ڈریس؟؟ حالانکہ پارٹی میں ایسے ہی کپڑے پہنے جاتے ہیں۔میں فورس نہیں کر رہا صرف تمہارے پسند چاہتا ہوں کیا تمہیں یہ کپڑے پہننے پسند ہیں مطلب کہ پارٹی میں بہت سے لوگ ہوں گے جو جدید قسم کے کپڑے پہن کر آئیں گی تو مینے سوچا نہیں دیکھ کر تمہیں کمتری فیل نا ہو اسلئے یہ منگوا دئے کہ شاید تم پہننا پسند کرو"۔وہ برش رکھ کر اسکے گال پر ہاتھ رکھے محبت سے سمجھا رہا تھا۔

اور تقویٰ بغیر اسکا غلط مطلب لیے سر ہلا گئی۔

اسکے پاس یہ بھی سوال تھا کہ "کیا تمنے مجھے ایسے کپڑے پہنتے دیکھا ہے کبھی"؟ پر وہ نہیں پوچھ سکی۔

جہاں عزت سے دو لفظوں میں بات ختم ہو جائے وہاں واویلا مچانا فضول ہے۔

"جی نہیں مجھے کوئی ایسا ویسا کمتری کا مرض نہیں میں خود کو وہیں محفوظ سمجھتی ہوں جہاں مجھے پورا پردہ نصیب ہو اور باقی کے لوگ کیا کرتے ہیں؟ کیا پہنتے ہیں؟ کیا کھاتے، کہاں جاتے ہیں؟ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں، اور نا ہی مجھے انکی قبر میں جانا ہے!

ہر انسان کو اپنا کردار سنوارنا چاہیے دوسرے کو دیکھ کر نہیں اسلام کو سمجھ کر کیونکہ اس میں بھلائی ہے باقی تو آج کا ماڈرن دور پردہ کرتی عورتوں کو سو کالڈ دیہاتن مڈل کلاس ہی کہے گا اور نمائش کو اپر کلاس وقت کی رفتار کے ساتھ قدم ملا کر چلنے والی فتحمند فلاں فلاں۔

مجھے ان سے کچھ لینے دینا نہیں اور نا ہی وہ مجھے اپنے اعمال نامے دکھائیں گی نا ہی میں انہیں، کہ لوگ کیا کرتے ہیں کیا نہیں کس فعل سے نیکیاں کما رہے ہیں کس سے گناہ!

تو پھر ہم کیوں ان کے نقش قدم پر چلیں حالانکہ جانتے ہیں وہ سب فریب گمراہی ہے۔ دلدل میں دھنسنے کے علاوہ وہاں کچھ نہیں ملے گا۔ آج یہاں جسے عورت بازو ننگے کرکے چلے مرد سے قدم ملا کر چلے اپنے جسم کی نمائش کروا کر تعریف وصول کرے جو کہ کہتے ہیں انکا حق ہے خوبصورتی پر کسی بھی نامحرم کی تعریف حاصل کرنا انہیں فخر لگتا ہے خود پر کہ اپنی شرعی محرم کو چھوڑ کر ہماری تعریف کرتے ہیں ہم ان سے زیادہ خوبصورت ہیں حالانکہ تب وہ انکی آنکھوں میں ستائش میں چھپی ہوئی ہوس نہیں دیکھتی اور کہیں تو دیکھ کر خود پر ناز کرتی ہیں کہ لو جی ہم اس غضب کی حد تک خوبصورت ہیں کہ فلاں

دیکھ کر ہی بہک گیا وہ اسکے آگے پیچھے ہو رہا تھا اسکے نخرے اٹھاتا ہے یہ فخر محسوس کر کے اپنی خوبصورتی کی قصے کسی دوسری کو سنا کر انہیں ایسی احساس کمتری میں مبتلا کرتی ہیں تو معاف کیجئے گا صائم سائیں ہم ان سب سے دور ہیں۔

وہ عورتیں جو اپنے جسم کی نمائش سے دوسرے مردوں میں گندی خواہشیں پیدا کرتی ہیں اور انہیں جب وہ وہاں سے خواہش ناپوری ہو تو وہی درندگی کسی معصوم کو نوچ لیتے ہیں۔

کیا ملا انہیں ثواب یا گناہ۔

میں یہ نہیں کہتی کہ میں کوئی بہت ہی مولانی ٹائپ لڑکی ہوں، نہیں۔۔!! میں بھی ایک عام سی انسان ہوں اور انسان تو خطا کا پتلا ہے، مجھ سے بھی گناہ ہوئے ہوں گے ایک نہیں ہزار ہوئے ہوں گے خطائیں بھی ہوئی ہوں گی پر ایک چیز میں یہ قطعی برداشت نہیں کر سکتی کہ میرے بال بھی میرے شرعی محرم کے علاوہ کوئی دیکھے مجھ سے کسی کی نظر خود پر برداشت نہیں ہوتی اور میں چاہتی ہوں ہر لڑکی ایسی ہو کہ اپنے محرم کے علاوہ کسی سے آنکھیں بھی ملائے۔

پردہ کیا ہے یہ تو پردہ کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کتنا سکون ہے شرط یہ کہ اس کے اندر عورت بیٹھی ہو تو ضرور احساس پیدا ہو گا اس پردے کا۔

عورت کا زیور سونا چاندی نہیں اسکا زیور اسکا پردہ ہے۔"

وہ اپنا دوپٹہ سر پر رکھتی خود کو مبہوت ہو کر تکتے صائم کو دیکھ کر نرمی سے مسکرائی۔

(سورۃ الاحزاب:59)

"اے پیغمبرؐ!

اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ (جب باہر نکلیں تو) اپنی چادریں اپنے اوپر سے (چہرے پر) لٹکا لیا کریں"۔

یہ ہمارے پیغمبر "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" جن کی بیویوں اور بیٹیوں پر بھی حکم ہیں پھر ہم تو انکی جوتی کی خاک برابر نہیں۔

سب سے بڑی چیز جو ایک مرد کو عورت کی طرف یا عورت کو مرد کی طرف مائل کرنے والی ہے وہ نظر ہے۔
قرآن پاک میں دونوں فریق کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں۔
سورۃ نور رکوع نمبر چار میں مردوں کو حکم فرمایا کہ:

"آپؐ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ یہ انکے لئے پاکیزگی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے"۔
"اور اسکے بعد عورتوں کو کو خطاب فرمایا:
"اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سر (سینے) پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حسن کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں سوائے ان کے جو شرعی محرم ہے۔

اور مسلمانوں (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو تو)

تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو،

تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

(سورۃ نور، آیت نمبر 31)

"اللہ عزوجل سورہ احزاب آیت 33 تفسیر"

"اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔

اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے؟
اسلام نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر اپنے حسن کی نمائش نہ کرتی پھریں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے
اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے
تو اسے شیطان دیکھنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتی ہے

جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری 626 از طبرانی)

تشریح:

اس حدیث میں اول تو عورت کا مقام بتایا ہے یعنی یہ کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔

عورت کو بحیثیت عورت گھر کے اندر رہنا لازم ہے،

جو عورت پردہ سے باہر پھرنے لگے وہ حدود نسوانیت سے باہر ہو گئی۔
اس کے بعد فرمایا کہ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہو گی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال کر لطف اندوز ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے
جب وہ گھر کے اندر ہوتی ہے
جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہے وہ گھر کے اندر ہی رہنے کو پسند کرتی ہیں
اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔
اسلام نے عورتوں کو ہدایت دی ہے
کہ جہاں تک ممکن ہو عورتیں اپنے گھر کے اندر ہی رہیں کسی مجبوری سے باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس میں متعدد پابندیاں لگائی گئی ہیں

مثلاً یہ
کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں
اور یہ بھی حکم فرمایا کہ عورت راستے کے درمیان نہ چلے بلکہ راستے کے کنارے پر چلے،

مردوں کے ہجوم (رش یا بھیڑ) میں داخل نہ ہو۔

اگر اسے باہر جانا ہی پڑے تو پورے بدن پر برقعہ یا لمبی موٹی یا گہرے رنگ والی چادر لپیٹ کر چلے (راستہ نظر آنے کے لیے ایک آنکھ کا کھلا رہنا کافی ہے)

یا برقعہ میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگا لیں
یا برقعہ یا چادر اس طرح اوڑھلیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جائے

اور نیچے سے چہرہ ناک تک چھپ جائے۔

صرف دونوں آنکھیں (راستہ نظر آنے کے لیے) کھلی رہیں۔

آج کل جوان لڑکیاں برائے نام چادر اوڑھلیتی ہیں
اور چادر بھی باریک چکن کی ہوتی ہے

اور تنگ بھی،

اس سے ہرگز شرعی پردہ نہیں ہوتا اور ان کا اس چادر کے ساتھ باہر نکلنا بے پردہ نکلنے کی طرح ہے، جو سراسر ناجائز اور حرام ہے.

قرآن کریم میں جس چادر کا ذکر ہے،

اس سے ہرگز ایسی چادر مراد نہیں۔

عورتیں جب گھر سے کسی مجبوری کی وجہ سے نکلیں تو بجنے والا کوئی زیور نہ پہنا ہو۔

کسی غیر محرم سے اگر ضروری بات کرنی پڑے تو بہت مختصر کریں،

ہاں ناں کا جواب دے کر ختم کر ڈالیں۔

گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقے پر بات نہ کریں۔

جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز دل کھنچتے ہیں اسی طرح گفتار (باتوں) کے نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے۔

عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دلکشی ہوتی ہے۔

پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بتکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں خشونیت اور روکھاپن ہو،

جیسے کہ "بے تکلف ایسا لہجہ بنائے کہ سننے والا یوں محسوس کرے کہ کوئی چڑیل بول رہی ہے۔

تاکہ کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے اور عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے،

محرم بھی وہ ہو جس پر بھروسہ ہو۔

فاسق محرم جس پر اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔

اسی طرح شوہر یا محرم کے علاوہ کسی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے یا رات گزارنے کی بالکل اجازت نہیں ہے

اور محرم بھی وہ جس پر اطمینان ہو"۔

"اور مجھے تم پر اطمینان ہے تم میرے شرعی محرم ہو تم مجھے اس طرح کی پارٹیز میں لے جانا چاہتے ہو تو لے جائو میں تمہیں روکوں گی نہیں کیونکہ میرا محرم میرے ساتھ ہے پر میری شان میرا زیور (پردہ) مجھ سے الگ کر کے مت لے جائو جس کو مینے ہوش سنبھالتے سر پر تاج کی طرح سجایا ہے اس تاج کو مت سر سے نوچو"۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی اور صائم خاموش سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اسے یاد تھا جب تین سال پہلے وہ یونیورسٹی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی تب بھی اسکی پلکیں جھکی تھی اور اسکے وجود پر بڑی سی چادر تھی۔

اسنے آسودگی سے مسکراتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسکا سر سینے سے لگا کر اسکے گرد اپنا محبت بھرا حصار باندھ لیا۔

"بس ایسے ہی تو الفت نہیں ہوئی سائیں کی جان اور اب تم عہد کر دو تا کہ ہم عہد الفت نبھائیں"۔وہ اسکے سر پر گال ٹکائے سوچنے لگا اور مسکرا دیا۔

"یہ بیوٹیشن کی کلاسس مجھے آگے مستقبل میں کام آئیں گی جب صرف چار دیواریں ایک چھت ہو گی اور اس میں میری تقویٰ سجے گی اپنے سائیں کیلیئے"۔وہ اسکے کان میں میٹھی سی سرگوشی کرنے لگا اور اسکی کلائیوں میں موجود اپنے خاندانی کنگنوں پر انگلی پھیر کر اسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔

"تم چاہتی ہو کہ تم صرف اپنے شرعی محرم کی نظروں کیلیئے سج کر آئو تو یہ بے شک ایک بہت خوبصورت بات ہے اور تمہارے حسین کردار کی گواہی ہے۔پر میری جان اگر میں آج وہاں تمہیں لیکر نہیں گیا تو یہاں صرف تمہاری نہیں اس پوری لڑکیوں کی رنگت کا تمسخرہ ہو گا جو سانولی ہوتی ہیں۔
میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں سانولی لڑکیوں کو جینے کا حق نہیں ان کی کوئی ویلیو نہیں کیوں یہ سمجھتی ہیں کہ میں سانولی لڑکی سے شادی کی ہے تو میں اس اپر کلاس سوسائٹی میں موو نہیں کر سکتا یہاں صرف الٹرا ماڈرن لڑکیاں ہی ہمارے ساتھ جچیں گی جو فیشن کے نام پر نمائش ہوتی ہیں"۔وہ اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر جیسے اسے ساتھ لے جانے کیلیئے التجا کر رہا تھا۔

"وہاں شراب ہو گا"؟؟وہ آنکھیں سکڑ کر پوچھنے لگی صائم نے نظریں چراتے سر ہلایا۔

"پر یقین مانو جس طرح مینے تین دن بغیر اسے چھوئے گزارا ہے آگے اگر تمہارا ساتھ رہا تو ساری زندگی گزار لوں گا یقین مانو تم جب ساتھ ہوتی ہو پاس ہوتی ہو مجھے جتنا سکون ملتا ہے میرا دل ہی نہیں کرتا دنیا سے غافل ہونے کو حرام کو ہاتھ لگانے کو یا دنیا سے جانے کی خواہش کرنے کو"۔ وہ اسے اپنے سینے میں چھپانے کی کوشش کر رہا تھا اور تقویٰ خاموش کھڑی تھی۔

"سائیں مینے کہا ہے اگر آپ ساتھ ہوں گے تو میرا پردہ میری حیا میرے ساتھ ہو گا تو مجھ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی"۔ اسکے کہنے پر صائم نے سر ہلاتے اسے اپنے تحفظ کا احساس دلایا۔

"جائو ذرا وہ ڈبا کھولو"۔ وہ اسے آگے کرتا بیڈ کے پاس رکھے بڑے سے ڈبے کی طرف اشارہ کرنے لگا جس کو سرخ ڈوری سے باندھا گیا تھا۔

تقویٰ مسکراتی آگے بڑھی۔

"قطرہ قطرہ سمندر تقویٰ یہ بہت اچھا انسان بنے گا ان شاءاللہ اور میں جب لوٹوں گی اسکے ہم راہی تو ضرور جو اسے برا بگڑا کہتے ہیں وہ اسکے کردار کی مثال دیں گے اللہ کی رضا ساتھ رہے۔ میرا عہد ہے تم سے صائم سائیں پر میری الفت الگ ہو گی اور میرا عہد الگ۔ مینے تمہاری انگلی تھامی تمنے میرا ہاتھ تھام لیا کل میں ایک قدم بڑھائوں گی تم منزل خود پانا اور نیکی کا جہاں قائم کرنا"۔ وہ سوچتی ڈبے کی ڈوری پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنے لگی تب پیچھے سے صائم نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر باقی کی منزل طے کی اور ایک ہاتھ تقویٰ کی آنکھوں پر رکھتے اس بڑے سے سنہری ڈبے کو بیچ سے دو حصوں میں تقسیم کیا۔

"Open your beautiful eyes sain ki jaan"

اسکی مسلسل بند آنکھیں دیکھ کر اسکے مخصوص انداز میں ناک کو انگلی سے چھوتے سر گوشی کی تقویٰ لبوں پر مسکان سجائے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں،

سامنے ڈبے میں موجود بلو کلر کے حجاب گاؤن کو چمکتا دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیل گئی ساتھ ہی بلیک تھری پیس سوٹ بھی موجود تھا۔

"ماشاءاللہ "۔۔!اسکے منہ سے بے ساختہ پھسلا اور خود ہی مسکرا دی۔

"چلو اب جلدی سے ریڈی ہو جاؤ اور اس چڑیل (مسز ہانیہ) کو دیکھاؤ کہ سائیں کی جان کسی سے کم نہیں ایسے ہی نہیں الفت ہوئی سائیں کو"۔وہ اسکا گال چھو کر بولا اور اپنے ڈریس لیکر ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔

تقویٰ نے بسم اللہ پڑھتے کپڑوں کو اٹھایا۔

اور پاس پڑے کپڑوں کو دیکھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ باہر نکلی اور اپنے بالوں کو پیچھے سے نکالنے میں چڑ چڑی سی ہو رہی تھی۔

اور ایک قدم بڑھایا ہی تھا کہ گاؤں کے پائوں سے الجھنے سے گر پڑتی اگر ڈریسنگ آئینے کے سامنے صائم اسے نا دیکھتا۔

"اللہ "۔۔۔!وہ ڈر سے کراہ اٹھی پر تب تک صائم اسے سنبھال چکا تھا۔

"بہت خوب"۔ اسے اپنے حصار میں لیے وہ سحر زدہ سا بولا کہ تقویٰ سرخ ہوتی کسمسا اٹھی۔

"چلنا نہیں کیا"؟؟ وہ خود کو سنبھال کر اسکے شرٹ کے بٹن بند کرتی اسکا کالر درست کرنے لگی اور اسکی نیلی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتی نظریں جھکا گئی۔

"چلنا ہے سائیں کی جان"۔ اسکے سرخ گال پر بوسہ دیتے اسکے بالوں کو پیچھے سے نکالنے لگا وہ سہم سی گئی۔

" مینے ایک جوڑا بنانا سیکھا ہے" وہ شرارت سے بتاتے قہقہہ لگا اٹھا اور اسکا گاؤن ذرا سا اوپر اٹھا کر آگے لیکر آئینے کے سامنے آیا۔

تقویٰ نے حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا تو اسنے گھوری ڈالی۔

"ایسے دیکھتی رہو گی تو تمہارے لیے مشکل پیدا کر دوں گا"۔ وہ اسکے سیاہ گھنے بالوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لپیٹتے بولا اور انہیں گول گول گھمانے لگا۔

تقویٰ نے گھبرا کر نظریں چرا لیں اور دونوں بازو باندھ کر کھڑی ہو گئی خاموش سی اسکی کاروائی دیکھنے لگی۔

"آہ آہستہ سائیں بالوں کے نیچے میری کھوپڑی بھی موجود ہے"۔۔۔!اس اچانک سے بالوں میں ہیئر پن گھسیڑنے پر وہ کراہ کر بولی۔

"اوہ سوری"۔وہ مسکراتا بولا اور آہستہ سے سارے بالوں کو ایک ڈھیلے جوڑے کی شکل دیتا ہیئر پنوں سے مضبوط باندھ گیا انہیں۔

"واہ دماغ تو واقعی اللہ نے مجھے دیا ہے"۔۔۔!!وہ جوڑے پر لب رکھتا بولا کہ تقویٰ کھکھلا اٹھی۔

"ہاں جسکا آپکو نہیں معلوم تھا"۔وہ شرارت سے بولی اور سائیڈ فیس کر کے آئینے میں دیکھنے لگی۔

"ایک انتہائی بکواس مزاق تھا"۔صائم نے گھوری ڈالتے کہا اور ٹائی اٹھا کر اسکے ہاتھوں میں تھمائی۔

"اب تمہاری باری"۔

تقویٰ مسکراتی لیکر ٹائی باندھنے لگی اور دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ لیا کہ اسکے اچانک سے حملے پر صائم کی دھڑکنیں تیز ہو گئی اور وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"لگتا ہے مولانی عشق میں گودے گودے ڈوب گئی ہو"۔انگلی سے اسکا چہرا اوپر اٹھاتے وہ کہتا ہنس پڑا اور اچانک سے ہی تقویٰ نے وہیں اپنا مکہ مارا کہ صائم مصنوعی آہ سے کراہ کر رہ گیا۔

اور ساتھ ہی دونوں ہنس پڑے۔

وہ آگے بڑھ کر حجاب اٹھالایا اور اسے پہنا کر اسکی دمکتی پیشانی پر لب رکھلئے۔

"تمہیں یاد ہے ناتم میرے ساتھ چل رہی ہو"۔ دونوں فل تیار تھے اور صائم نے کوٹ پہننے کے بعد تقویٰ کے گرد حصار ڈالتے پوچھا۔
کچھ توقف کے بعد اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

"ان شاءاللہ جلد ہی یہاں سے چلے جائیں گے اور میں تمہیں ایک خوبصورت زندگی دوں گا"۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ کہتا اسے لے جانے لگا اور تقویٰ ایک ہاتھ سے ذرا سا سینڈل میں مقید پائوں کے آگے گائون اٹھائے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتی جانے لگی۔

اسکی نظریں بے ساختہ ہاتھ پر گئی جہاں اسکا سانولا ہاتھ اسکے سرخ سفید ہاتھ میں چھپا ہوا تھا۔
اسکا بلو کلچ صائم کے دوسرے ہاتھ میں تھا اور تقویٰ کے لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں حیا کے سارے رنگ تھے۔

رنگ سانولا ہو یا گورا
کوئی فرق نہیں پڑتا۔
دل پاک ہونا چاہیے

فرق خود بخود

مٹ جائیں گے۔

ہر انسان کی دو روپ ہوتے ہیں ایک مثبی دوسرا منفی۔

صائم زیدی کے بھی دو تھے۔

ایک صائم

پہلا روپ جو ماں نے دیا۔ جسکی وہ ان چاہی اولاد تھی۔

دوسرا سائیں

یہ روپ اسکی شریک حیات نے دیا۔ جسکی زندگی میں وہ زبردستی داخل ہوا تھا۔

------------------------------*

لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں روم کی فضا میں ٹھک ٹھک کی آواز پیدا کر رہی تھی۔

اسکی بے تاب نظریں بار بار دروازے کی طرف جاتی اور مایوس لوٹ آتی۔

نہیں۔۔۔۔وہ آج بھی نہیں آئی۔

کچھ دیر بعد وہ لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھا اور سائیڈ ٹیبل کی دراز سے سگریٹ نکال کر اس میں ایک کو لبوں میں دبا کر جلانے لگا۔

اور گہرے کش لیتا یہاں وہاں چکر کاٹ کر مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

غصہ بھی آرہا تھا بیک وقت مسکراہٹ بھی کہ کتنا ڈرتی ہے۔

اور غصہ اس پہ تھا کہ نا پھوپھو کو بتانے دیتی تھی نا ہی خود آتی تھی۔

اسے طرح ڈر ڈر کے جینے سے کیا مراد تھا۔

سگریٹ کے ختم ہونے پر وہ آخری بار غصے بھری نظر دروازے پر ڈال کر اپنا نائیٹ ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہوا۔

کہ اسے احساس ہوا جیسے روم کے دروازے سے کوئی اندر آیا ہو مدھم سی پائوں کی چاپ پر وہ مسکرایا آستینیں فولڈ کرتا روم میں داخل ہوا کہ اسکی نظریں ساکت ٹھہر گئی۔
وہ سرخ سی روتی لرزتی منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

"خان"۔۔۔!!باتھ روم سے نکلتے دانیال کو دیکھ کر ہی اسے پکارا کہ پھر سے اسے چکر آنے لگے اور ساتھ ہی ایک ابکائی۔

وہ کھانا کھا کر جب سے روم میں گئی تھی اسکا دل خراب ہو رہا تھا جسے اسنے کافی اگنور کیا۔

اسے لگا زریش اور دانیال کو ساتھ دیکھ لیا تھا اسلئے دل کی یہ کیفیت تھی۔ پھر جب روم میں آئی تو اسکا دماغ گھوم گیا کہ اسنے بے ساختہ ساتھ کھڑی پھوپھو کا سہارا لیا۔

جس پر انہوں نے فکرمندی سے اسے دیکھا تو وہ جبراً مسکرا دی اور کانپتی ٹانگوں سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

اور پھر اللہ کا نام لیکر وہ خود پر آیت الکرسی پڑھ کر سوئی تھی۔ کہ اسے اس کیفیت سے نکال دے۔

اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا دانیال کے پاس جانے کا، آج جس لہجے میں پھوپھو نے اسے دانیال کے روم میں جانے سے روکا تھا اسکی سانس خشک ہو گئی تھی۔

اور اب تک پھوپھو کی وہ کرخت آواز اسکے کانوں میں گونج کر یوں بیٹھ گئی تھی جیسے سور پھونکا گیا ہو۔

وہ بہت مشکل سے سوئی تھی کہ رات کا پتا نہیں کون سا پہر تھا جب اچانک ابکائی آنے پر وہ گھبرائی سی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

ابھی وہ سمجھی بھی نہیں پائی تھی کہ ایک بار پھر ہوئی۔۔۔

اسکی دھڑکنیں ڈھول کی طرح بجنے لگی اور سانسیں خشک ہونے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ نڈھال سی ہو گئی کہ اسے وومٹنگ ہونے لگی اور اتنا تو وہ جانتی تھی یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔

وہ خوفزدہ ہو کر منہ پر دوپٹہ رکھتی سامنے دیکھنے لگی جہاں پھوپھو زریش سو رہی تھی۔

اسنے روتے ہوئے خود سے چادر ہٹائی اور آہستہ سے قدم اٹھا کر بہت مشکل سے بغیر آواز کے دروازہ کھولتی باہر نکلی اور دانیال کے روم میں آئی جہاں ابھی تک روم کی لائٹ روشن تھی مطلب وہ جاگ رہا تھا۔

اسنے منہ سے دوپٹہ ہٹا کر ہاتھ رکھ لیا۔

اور اب اسے سامنے پا کر روتی ہوئی وحشت زدہ سی اسے بلانے لگی۔

وہ پہلے الجھا پھر سمجھا اور اسکے بعد شاک ہوا شاک کی کیفیت کے بعد سرپرائز ہوا۔

پر۔۔۔!

اسکی حالت پہ دانیال جو کچھ دنوں سے اسے چھیڑ رہا تھا آج اسے اس کنڈیشن میں دیکھ کر خود اب گھبرا گیا۔

اور آگے بڑھ کر اسے تھامتا کہ اسے سے پہلے ہی عائشہ اسکے پاس سے بھاگتی باتھروم میں گئی اور واش بیسن پر جھکی وومٹنگ کر رہی تھی دانیال بھی ایکدم گھبرا کر اسکے پیچھے کھڑا ہو کر اسکی پیٹھ سہلانے لگا۔

بتیس سال دانیال ایک جوان مرد چوڑا سینہ مضبوط جسامت رکھنے والا بھی اسکی اس حالت پر بوکھلایا ہوا تھا۔

"آر یو اوکے عائشہ "؟؟اسکی روتی نڈھال طبیعت کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا اور مسلسل اسکی پیٹھ سہلا رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اسنے گہرے گہرے سانس بھرتے سر اٹھا اور منہ واش کرتی اپنے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارنے لگی۔

اسکی خوبصورت آنکھوں لال ہو کر سوج گئی تھی اور چھوٹی سی ناک بھی جس میں بالی پہنی ہوئی تھی اسکا درد بھی شاید ابھی نہیں کم ہوا تھا۔

"یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے"۔ وہ روتی ہوئی پلٹی اور اسکے سینے پر اپنے نازک لرزتے کپکپاتے ہاتھوں کے مکے مارتی سینے میں منہ چھپا گئی۔

دانیال کے لبوں پر اسکی بات پر تبسم کھلا اور اسنے اسکے گرد حصار ڈالکر اسکی کمر سہلائی۔

"اوہ مطلب مشن سکسس فل"؟؟ اسنے شرارت سے کہتے اسکا چہرا اوپر اٹھایا ہی تھا کہ وہ ابکائی کے ساتھ ہی پیچھے مڑی اور ایک بار پھر پیٹ پر ہاتھ رکھتی وومٹنگ کرنے لگی۔

خوف شرم غصے سے اسکا برا حال تھا۔

اور ایک بار پھر کافی دیر بعد وہ سر اٹھائے اسکے سامنے کھڑی تولیے سے منہ صاف کر رہی تھی۔

تولیہ وہی پھینک کر خود وہاں سے نکل کر روم میں آئی تو پیچھے دانیال بھی مسکراتا روم میں داخل ہوا۔

اسے اسکی نازک طبیعت کا احساس تھا پر یہ جتنی خوشی کی نیوز تھی اسکا دل جھوم رہا تھا۔

کتنا انوکھا احساس تھا کہ وہ دانیال خان سے بابا خان بننے والا ہے۔

اسکا دل کر رہا تھا عائشہ کو خود میں بھینچ کر اسکے سرخ گالوں کو خوشی سے چوم لے اسے سینے میں چھپا لے پر ان سب خواہشوں دل کی بغاوتوں کے بعد بھی خود پر بہت مشکل سے ضبط کرتا اسکے ساتھ بیٹھا۔

"اب کیسا فیل کر رہی ہو"؟؟ اسکا کپکپاتا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیکر پوچھا۔

گھنی مونچھوں تلے لب مسلسل مسکرا رہے تھے اور آنکھوں میں ایک چمک سی تھی۔

عائشہ جواب پھوپھو زریش کے خوف کے زیر اثر زمین کو گھور رہی تھی دانیال کے مخاطب کرنے اور ہاتھ سہلانے پر اسکے میں چھپ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ وہ اسکی حالت سمجھتا ہنس پڑا۔

"بس بس جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب رو کر فائدہ"۔ وہ شرارت سے کہتا اسکے گرد حصار باندھ کر اسے سینے میں چھپا گیا اور اسکے ماتھے پر لب رکھ لئے۔

"مم۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے خان"۔ وہ سسکتی گویا ہوئی کہ دانیال نے پریشان ہو کر اسکا چہرا ہاتھوں میں بھرا۔

"کیوں ڈر لگ رہا ہے ہم کل چلیں گے ہاسپٹل ریلیکس اور میں ہوں نا تمہارا شوہر"۔ اسکی بالی پر آہستہ سے لب رکھے کہا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر لیٹ گیا۔

وہ نفی کرتی مسلسل روئے جا رہی تھی کہ دانیال نے لائٹ آف کرنی چاہی تو اسکے ہاتھ پکڑ لئے۔

"مجھے مم۔۔۔ میرے گھر چھوڑ آئیں میں یہاں نہیں رہنا چاہتی"۔ وہ اسکے حصار سے مچل کر نکلتی بیڈ سے ایکدم اتر کر دور کھڑی ہو گئی۔
اور دانیال سمجھ نہیں پا رہا تھا آخر اس قدر کس بات کا ڈر دماغ میں بیٹھا لیا ہے۔
کہیں ماں باپ کے جانے سے وحشتزدہ تو نہیں ہو گئی۔۔۔۔!

"یہاں آئو عائشہ شاباش"۔ وہ پچکارتے اٹھ بیٹھا اور اسکے لیے بانہیں پھیلائی پر وہ مزید خوفزدہ ہوتی پیچھے کھسکنے لگی۔

"نن۔۔۔ نہیں یہاں سے جانے دو پلیز"۔ وہ روتی دیوار کے ساتھ لگ کر سامنے ہاتھ جوڑ گئی اور التجا کرنے لگی اپنی بکھری حالت سمیت۔

"کیا بکواس ہے"۔ اسکی مسلسل ضد سے وہ بھنا گیا اور بیڈ سے نیچے اترا کہ اسے آتے دیکھ کر عائشہ روتی سہمی نیچے خوف سے بیٹھ گئی۔

اسکی حالت پر دانیال کا دل بھی گھبرایا اور اسنے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

"بتائو کیا چاہتی ہو صرف اس ضد کو چھوڑ کر کہ تمہیں یہاں سے جانے دوں گی گا"۔ اسکے گال صاف کرتے آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیتے نرمی سے پوچھنے لگا جس پر عائشہ نے سسکاری بھرتے اسے دیکھا۔
اور اسکے تاثرات جانچنے چاہے۔ وہ مسکرا دیا تو عائشہ کے اندر ہمت پیدا ہوئی۔
تھوڑا سا دور ہو کر کھڑی ہوئی اس سے۔

دانیال مسکرایا اور دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھ کر اسکے کپکپاتے دیکھ کر گرنے سے بچانے کیلئے سہارا دیا جسے بھی وہ جھٹک گئی اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ الجھ گیا۔
آخر چاہتی کیا ہے یہ لڑکی بالکل اسکے سمجھ سے باہر تھی۔

"پھ۔۔پھوپھو کو نا بتائیں ہمارے بارے میں اور نا ہی زریش کو"۔وہ ہاتھوں کی پشت سے آنسوں صاف کرتی اسے دیکھتی بولی۔

اور دانیال اسکی سئی وہیں اٹکے دیکھ کر گہرا سانس بھر تارہ گیا۔

"خدا کی بندی تھوڑا عقل کرو کیوں ایسا چاہ کر اپنی ہی زندگی گم کر رہی ہو اور دوسرا میں نہیں بتاؤں گا تو اب انہیں خود ہی معلوم پڑ جائے گا ٹھیک ہے میں نہیں بتاتا خوش"۔اسنے کہتے پھر سے اسے تھاما کہ وہ اسکے ہاتھ پھر جھٹک گئی۔

"پھ۔۔پھوپھو کو نہیں معلوم پڑے گا"۔وہ ڈرتی ڈرتی اسے دیکھ کر بولی۔
دانیال نے بے بسی سے انگوٹھے سے شیو کو مسلا "بتائو کیسے اور یہ یاد رکھو جانے تو میں بھی تمہیں یہاں سے نہیں دونگا بلکہ صبح یہی شفٹ ہو جائو میں اپنے بچے کی ہر موومنٹ دیکھنا چاہتا ہوں تمہارے پیٹ میں"۔اسنے شرارت سے کہتے اسکے پیٹ کو چھوا تو عائشہ کو جیسے کرنٹ سا لگ گیا وہ سرخ سی غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک گئی۔

"اچھا بتائو کیسے"؟؟ کہنے کے ساتھ اسنے دونوں ہاتھ پر ائوزر کے پاکٹس میں پھنسائے۔

"بتائوں"؟؟ وہ خشک سانسوں سے آنکھیں جھپک گئی۔

"ہاں بھئی بتائو تا کہ دانیال خان کو بھی معلوم ہو اسکی بیوی عائشہ ندیم کے پاس کون سا جادو ہے جس سے وہ اپنا خوبصورت سراپا چھپالے گی"۔ اسنے شرارت کرتے اسکے ناک کو چھو لیا۔

"بہت غضب لگ رہی ہو بیوی اس بالی میں کہ دل کر رہا ہے دانتوں کے بیچ رکھ کر تمہاری چھوٹی سی ناک کو کھا جائوں"۔

اسنے جھک کر گھمبیر لہجے میں کہا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

وہ سٹپٹا گئی اور ہاتھ سے اپنے ناک کو چھوا۔

پر جب اسکی پر شوق نظروں کا احساس ہوا تو خود کو سنبھال گئی۔

"مم۔۔۔میں اب۔۔۔ابورشن کروا لیتی ہوں۔۔۔!س۔۔۔سچ میں کسے بھی معلوم نن۔۔۔نہیں ہو گا"۔۔وہ کپکپاتی آواز میں سہمی سی کہہ رہی تھی

"ابورشن"۔۔۔!دانیال صدمے میں اسے دیکھ رہا تھا اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس حد تک گر سکتی ہے۔

لڑکیاں تو اپنے پہلی خوشخبری پر کتنی خوش ہوتی ہیں اور یہاں یہ اس قدر گھٹیا سوچ رکھتی کہہ رہی تھی کہ وہ اسکی سانسیں نوچ لے گی جو ابھی سانس بھی نہیں رہا تھا۔

"اور میں پھر اپنے گھر چلی جائوں گی"۔۔۔۔!

"چٹاخ۔"۔۔۔۔۔!!"بکواس بند کرو ورنہ تمہارا گلا گھونٹ دوں گا بے شرم لڑکی"۔زندگی میں پہلی بار اپنا کیا وعدہ توڑتے وہ اس قدر غصے میں آیا تھا کہ اسکی حالت کی پروہ کیے بغیر اسکے گال پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ کر دھاڑا۔

عائشہ چیختی نیچے گرتی کہ کندھے کو ڈبوچ کر اسے نیچے گرنے سے بچالیا۔
"تمنے ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ تم میرے بچے کو مارو گی دانیال خان کے خون کو تم سانسیں لینے سے پہلے ختم کرلو گی کیسے ے ے"۔۔۔!وہ غصے صدمے سے پاگل ہوتا چیخا اور اس سے بلند خوفزدہ عائشہ کی چیخیں تھی۔

"کیا ہورہا ہے یہ"؟؟ پھوپھو زریش ساتھ والے روم سے دانیال کی دھاڑ اور عائشہ کی چیخ سن کر بھاگ آئیں۔
اور دونوں کو لڑتے دیکھ کر پھوپھو کو تو کچھ سمجھ نہیں آیا البتہ عائشہ کی حالت اور دانیال کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ دہل گئ۔

دانیال نے سرخ آنکھیں اس سے ہٹا کر پیچھے دیکھا تو ساکت سی پھوپھو اور سپید رنگت سے کھڑی زریش کو دیکھا۔

اور عائشہ ایکدم سے خاموش ہو کر لرزتی ہچکیاں بھرتی پھوپھو اور زر کو دیکھنے لگی کہ اب اسے لگا وہ زندہ نہیں بچے گی۔
دانیال نے اسے نہیں مارا تو زریش اور پھوپھو ضرور ماردیں گی۔

"یہ کیا کررہے ہو دانی"؟سب سے پہلے زر عائشہ کی سپید رنگت خوف سے نڈھال حالت دیکھ کر گھبراتی دانیال کو جھڑک کر غصے سے بولی اور آگے قدم بڑھائے۔

"وہی رک جائو زر اسکے قریب بھی مت آنا نہیں ہے یہ لائق کسی ہمدردی یا محبت کی ایک انتہائی خود غرض لڑکی ہے جو اپنے مفاد کیلیئے کچھ بھی کر سکتی ہے اور اسکے لئے کسی کی جان لینا جیسے مذاق بن گیا ہے نفرت ہو رہی ہے مجھ اس سے انتہائی کہ دل کرتا اسے مار مار کر چمڑی ادھیر دوں"۔ وہ چیختا خود اس سے دور جانا چاہتا تھا پر اسکے گرنے کے خیال سے نا چاہتے ہوئے بھی اسے کندھے سے پکڑے کھڑا تھا اور بپھرا گھور رہا تھا۔

پر عائشہ کی نظریں پھوپھو پر تھی اور پھوپھو کی اس پر۔

وہ پاگل سی کبھی زر کو دیکھتی کبھی پھوپھو کو۔

"میں کیا سمجھوں اس سب کو"؟؟ پھوپھو کی آواز جیسے دور کھائی سے سنائی دینے لگی۔
اور عائشہ نے سہم کر نفی کی۔

"مجھے معاف کر دیں پھوپھو کہ اس دن مجھے آپ سے جھوٹ بولنا پڑا کہ یہ تقویٰ کی دوست ہے میری کچھ نہیں در حقیقت یہ میری بیوی ہے عائشہ ندیم"۔ اسنے کہنے کے ساتھ عائشہ کا سر اپنے سینے سے لگایا جو پھوپھو کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ ابھی اسے سزا موت سنانے والی ہو۔
یا زر اسے وہیں سے ہی گولی سے مار دی گی۔

"بب۔۔۔بیوی"۔۔۔!! پھوپھو نے حیرت سے دانیال کو دیکھا اور اسکے سینے سے لگی اس لڑکی کو جو خوف سے پیلی پڑ کر جیسے مرنے کے قریب ہو رہی تھی اور دانیال اسکے بال سہلا رہا تھا۔

"تو یہ کون ہے دانیال جسنے اپنی زندگی کے اٹھائیس سال تمہارے نام پر رہ کر گذارے ہیں۔ اپنے لئے آئے ہر رشتے کو ٹھکرایا صرف تمہارے لیے تمہارے نام کیلیئے اور اسکے بدلے میری بیٹی کو تمنے ٹھکرا کر اس انجان لڑکی سے شادی کر لی کیوں دانیال اور میری بیٹی جو اتنی سی تھی کہ ابھی صرف دنیا میں آنکھیں کھولی تھی اسی وقت اسکی انگلی میں تمہارے نام کی انگوٹھی پہنادی اسکا قصور بتائو؟؟"

"کیا حساب دو گی میری بیٹی کے ان گذرے سالوں کا اب تو کوئی اسکا رشتہ بھی نا جوڑے جانتے ہو نا منگنی ٹوٹے یا شادی غلطی چاہے لڑکے کی ہو پر قصوروار ہمیشہ لڑکی ہی ٹھہرائے گی اب میں بیوہ اسے کہاں لے جائوں کس در کے حوالے کروں؟؟ سفینہ بیگم روتی ہوئی کہنے لگی اور دانیال مجرم بنا سر جھکائے کھڑا تھا زر مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"اماں"!! عائشہ نے کچھ کہنے کیلیئے منہ کھلا تھا کہ سفینہ بیگم چیخ پڑی۔
"خبر دار جو مجھے ماں کہا تو ناگن میری بیٹی کی خوشیوں کو نگلنے والی ڈائن جس تھالی میں کھایا اس میں ہی چھید کر دیا منحوس دھوکے باز عورت"۔ پھولی سانسوں کے درمیان سفینہ بیگم ہانپتی کانپتی اپنے بھاری بھر کم وجود کو سنبھالنے کی کوشش میں تھی۔

بھتیجے کی بے وفائی ان کے اندر ضربیں لگا رہی تھی۔
وہ یہ سوچ رہی تھی کہ ضرور دانیال کو ورگلانے میں اس شہری چالاک لڑکی کا ہاتھ ہو گا ورنہ تو وہ اسکی بیٹی کو پسند کرتا تھا اور اسکی پسند ہمیشہ سے آنکھوں میں خود دیکھتی آئی تھی۔

"پھوپھو اسکا کوئی قصور نہیں اسے کچھ مت کہیں یہ سب مینے کیا ہے مینے اس سے شادی کی ہے"۔ وہ عائشہ کا سر اپنے سینے میں چھپاتا بولا اور پھوپھو کی شاک آنکھوں سے نظریں چراتا اسکی پیٹھ سہلا رہا تھا۔
اور عائشہ کی حالت تو مرنے جیسی ہو گئی تھی کہ اسکا دماغ کچھ کام نہیں کر رہا تھا نا ہی اسے ساری صورتحال کا سمجھ آ رہا تھا۔

بس اتنا پتا تھا کہ پھوپھو نے دیکھ لیا ہے اور زر نے بھی اسے دیکھ لیا اسکے حق پر ڈاکا ڈالتے اب وہ اسے نہیں چھوڑیں گی اس سے پہلے ہی اسے کچھ کرنا پڑے گا انکا دانیال انہیں لوٹانا پڑے گا۔

اور اگر چپ رہی تو ایسا نا ہو اسکے ماں باپ کی طرح یہ عورت بھی مر جائے اسکی وجہ سے۔

"ننن۔۔۔ نہیں"۔۔۔!! اس سوچ کے آتے ہی وہ ہذیاتی ہو کر چیختی دانیال کو پیچھے دھکا دیکر مچلتی اس سے دور ہوئی سب کی پہنچ سے اور دیوار سے لگی سہمی سی نظروں سے سب کو روتی ہوئی دیکھنے لگی۔

"مم۔۔۔ میں نہیں پپ۔۔۔ پیار کک۔۔ کرتی اس اسے۔۔ ا۔ اسنے زب۔ زبردستی مجھ سے شادی کی مجھے یہاں قید کر لیا میں انہیں پسند نہیں کرتی نفرت کرتی ہوں اس سے،
مم۔۔ میں یہاں نہیں رہنا چاہتی مجھے میرے ماں باپ کے پاس جانا ہے مجھے یہ نہیں چاہیے آپ۔۔۔ آپ مجھے اس سے طلاق دلوا دیں میں یہاں سے چلی جائوں گی مجھے اپنے ماں باپ کے پاس جانا ہے میں وہاں رہنا چاہتی ہوں مجھے طلاق دیں ورنہ میں اس بچے کو ختم کر دوں گی مجھے جانے دیں پلیز میں نہیں رہنا چاہتی یہاں مجھے اپنے گھر جانا ہے"۔ وہ روتی ہوئی چیختی سسکتی دیوار سے لگی نیچے بیٹھتی چلی گئی اور زمین پر ہاتھ پائوں مارنے لگی کہ زر گھبرا کر بھاگتی اسکے پاس پہنچی اور اسے پکڑ کر اپنے سینے سے بھینچلیا۔

"کیا پاگل پن ہو رہا ہے یہاں مارنا چاہتے ہیں اسے ختم کرنا ہے تو ویسے ہی گلا گھونٹ کر کر دیں ایسے کیوں تڑپا کر مار رہے ہیں ۔وہ ابھی اپنے ماں باپ کے صدمے سے نہیں نکلی کے ایک اور صدمہ دینے چلے ہیں، اماں میں جانتی تھی دانیال کے شادی کے بارے میں اور مینے جان بوجھ کر عائشہ کو دانی کے قریب کیا کیونکہ جو دانی چاہتا ہے میں بھی وہی چاہتی ہوں، ہم دونوں یہی چاہتے ہیں کہ اسکی زندگی سنور جائے۔

اسنے ایک مرتے انسان کی خواہش پوری کرتے اسکی بے سہارا ہونے والی بیٹی، انکی آخری سانسوں میں انکے خواہش مطابق انکی بیٹی کو اپنانام دیا اسے اپنی عزت بنائی تو اس میں کیا غلط کر دیا، آپ اسکی جگہ اپنی بیٹی کو رکھ کر سوچیں کیا تب بھی دوسری عورت کو یوں ایک سہمی یتیم لڑکی پر چلانے دیں گی؟؟ یہ زندگی میری ہے مجھے جینی ہے تو مجھے معلوم ہے مجھے کیا کرنا ہے، ہمارا کوئی شرعی مضبوط رشتہ نہیں تھا جس کے ٹوٹنے پر آپ اس قدر واویلا مچا کر کسی کی جان لینے کے در پہ آگئی ہیں۔ ہمارا رشتہ ایک بے نام رشتہ تھا جسکی نا اسلام میں اہمیت ہے نا ہی شریعت میں تو اسکے ٹوٹنے سے کیا فرق پڑتا ہے اور رہی بات میری عمر میری زندگی کی تو اللہ نے جس طرح اب تک عزت کی زندگی دی ہے آگے بھی دیگا اور بہت خوشی سکون سے میری زندگی گذرے گی آپ کے ساتھ کیونکہ میرا اول پیار میری محبت تو آپ ہیں اماں، دانیال صرف عائشہ کا ہے اس سے مت چھینیں اس یتیم بچی کی زندگی کا بھی خیال کریں جس طرح میرے بارے میں سوچ رہی ہیں ویسے ہی اسکا سوچیں اور پھر کہیں اسکا کہاں قصور ہے؟ یہ تو ہمارے ڈر سے دانیال کے پاس بھی نہیں بھٹکتی آپ کے ڈر سے سانس بھی چھپ چھپ کر لینے لگی ہے کیسی یہ انسانیت ہے، کیا ہم ایک عورت ہو کر دوسری عورت کو یوں بے بس کر کے اسے سسکنے پر مجبور کر کے اپنی خوشیاں پائیں گے تو کیا گارنٹی ہے کہ آگے خوش رہ پائیں گے"۔وہ ہچکیاں بھرتی اس میں چھپی عائشہ کے سر پر لب رکھتی بول رہی تھی اور سفینہ بیگم اپنے وجود کو سنبھالتی آہستہ سے دروازہ کھول کر ایک نظر دانیال زریش اور عائشہ پر ڈالتی اسکے معافی کیلئے جڑے ہاتھوں کو دیکھتی چلی گئی۔

"اٹھو آئو"۔۔۔!وہ اسے سہارا دیکر اٹھاتی بیڈ پر لائی اور اسے بیٹھا کر خود ایک نظر خاموش کھڑے دانیال پر ڈالکر اسکے لئے پانی بھرنے چلی گئی۔

دانیال اندر سے تھک سا گیا اسکے کانوں میں عائشہ کے لفظ گونج رہے تھے جب اسنے کہا تھا وہ اس سے پیار نہیں کرتی (مطلب اسے ابھی بھی وہ لڑکا نہیں بھولا) اسکے ساتھ زبردستی کی، وہ نفرت کرتی ہے اس سے کیا یہ جان کر ایک مرد کی انا پر ٹھیس نہیں پہنچے گی کہ جس لڑکی کیلیئے اسنے اپنی منگ کو ٹھکرایا اپنی ماں مقام پھوپھو کو رلایا انہیں اتنی تکلیف دی وہی لڑکی اسے سب کے سامنے کہے کہ وہ اس سے پیار نہیں کرتی اسنے زبردستی کی، وہ بار بار طلاق مانگے اسکی عزت بھری چھت کو قید کہے، اسکے بچے کو مارنے کا کہے جس کیلیئے اسنے اتنی بے تابی دیکھائی اتنی شدتیں لٹائیں بے چینی سے اس پل کا انتظار کیا اسے محبت عزت دینے میں ذراسی کھوٹ نہیں کی وہی لڑکی اسی پل کہے جب اسے معلوم ہو وہ باپ بننے والا ہے پر اسکی ماں کہے نہیں وہ ابورشن کروالے گی اس سے خود کو بچالے گی تو وہ تو انسان پاگل ہو جائے۔
اور دانیال خان خاموش کھڑا تھا کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔
اسکے اتنے بڑے گناہ کہ وہ بچہ مارے گی اسکے سننے کے بعد بھی وہ اسے سینے سے لگائے کھڑا تھا کہ ابھی ڈری ہوئی ہے جب ماں کا احساس پیدا ہوگا تو سمجھ جائے گی۔
اسکے لئے پھوپھو سے ناراضگی جتا رہا تھا جو حق پر تھیں۔
اور اس لڑکی کیا کیا۔۔۔؟ ایسا لگا بھری بازار میں کسی نے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا ہو اسکی انا کو پائوں تلے کچلا ہو۔

" سمجھتی کیا ہے کہ میں مر رہا ہوں اسکے لئے مجھے بہت ہی شدت والی محبت ہے اس سے کہ وہ مجھے بار بار ایسے تھپڑ مارے گی اور میں سہتا رہوں گا! کیا میں اتنا بے غیرت مرد ہوں کہ اس لڑکی کیلیئے اپنی غیرت پر یوں وار سہتا رہوں گا"۔ شدید غصے سے اسنے اپنے ہاتھوں سے شہد رنگ بکھرے بالوں کو پیچھے کیا۔

اور اسکی بھوری آنکھوں میں غصے سے لاوا ابل رہا تھا جیسے آج سب کچھ بھسم کر دیگا۔

دانیال نے غصے نفرت سے مڑ کر بیڈ کی طرف دیکھا جہاں وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔

اسکی نظریں اسکے ناک پر گئی دل کیا کھینچ کر بالی نکال دے وہ اسکے اسکی خواہشوں کے لائق ہی نہیں تھی۔

کہاں اسنے اپنی شدتیں لٹائیں تھی جسکے دل میں کوئی اور تھا جسکی آنکھوں میں اسکے لئے خمار نہیں نفرت ہوتی تھی اور وہ بیوقوف اسے سمیٹتے خود بری طرح ٹوٹ گیا۔

آج اسے خود پر ہنسی آرہی تھی بے پناہ کہ دل کر رہا تھا اپنا ہی مذاق بنائے اور زر کو دیکھائے دیکھو مینے اسکے لئے تمہارے پاک جذبے ٹھکرائے اسکے لیے تمہیں ٹھکرایا آج دیکھو اسنے مجھے میری غیرت انا کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔

وہ جو میٹھے لہجے میں خان کہہ کر اسے اسکی دھڑکنیں دھڑکاتی تھی اچانک سے ہی اس سینے میں خنجر گھونپ دیا۔

"آہ۔۔۔۔!وہ ایکدم آگے بڑھا اور اسکے بازو سے پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کیا کہ اس اچانک سے حملے پر عائشہ چیخ پڑی جس پر دانیال نے اسکا چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اپنی لہولہان آنکھیں اسکی سوجی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"تمہیں جانا ہے نا؟ اسنے غراتے پوچھا عائشہ نے سہم کر جھٹ سے ہاں میں سر ہلایا کہ دانیال کا دل کیا اسکا کچھ کر دے کیوں آئی اسکی زندگی میں اگر اس طرح کرنا تھا۔

"چلی جانا پر میرا بچہ سہی سلامت مجھے دیکر!!اسے کچھ نہیں ہونا چاہئے عائشہ ندیم ورنہ تمنے ابھی صرف دانیال کو دیکھا ہے خان سے پالا پڑا تو سانس نکل جائیں گی تمہاری اور تم کیا مجھ سے نفرت کرتی ہو؟ میں کرتا ہوں تم سے نفرت تمہارے ساتھ بیتے ایک ایک پل سے نفرت کرتا ہوں میں اور تب تک کرتا رہوں گا جب تک تم میری آنکھوں کے سامنے ہو گی،،اور

اب خوش ہو جائو میں خود تمہیں چھوڑ دوں گا صرف مجھے میرا بچہ دے دینا پھر میں تمہاری خواہش پوری کر دوں گا اور جہاں جانا چلی جانا چاہئے اپنے عاشق کے پاس یا ماں باپ کے پاس مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا سمجھی"۔ وہ اسکی ٹھوڑی کو چھوڑ کر اسکے بالوں سے پکڑے اسکے منہ پر دھاڑ رہا تھا کہ دروازے پر کھڑی زریش ششدر تھی۔

عائشہ خاموش سی سسک رہی تھی اسکی آنکھیں میچی ہوئی تھی اور وہ ڈری سہمی سی رو رہی تھی۔

"دانیال کیا بدتمیزی ہے یہ"؟ وہ گلاس پکڑے غصے سے کہتی اندر داخل ہوئی اور دانیال جھٹکے سے عائشہ کے بال چھوڑ کر سائیڈ ٹیبل سے کیز اٹھاتا وہاں سے جانے لگا بغیر زریش کی طرف دیکھے

"پتا نہیں کس طرح میری بہن نے اس گھٹیا لڑکی کے ساتھ دوستی کرلی"۔ ٹھا کے ساتھ دروازہ دیوار پر مارتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اور عائشہ اسکی پشت کو دیکھتی سسکتی نیچے بیٹھ گئی۔

"عاشی میری جان بس روتے نہیں"۔ زریش آگے بڑھ کر اسے سنبھالا اور اٹھا کر بیڈ پر بیٹھایا ساتھ ہی اسکے نا نا کرنے کے باوجود تھوڑا سا پانی اسکے خشک حلق، بنجر لبوں سے لگایا کہ وہ سسکاری بھر کر تڑپ اٹھی۔

"زر مجھے مم۔۔۔ معاف کر دوم۔ مینے تمہارہ حق نہیں چھینا مم۔۔۔ مجھے سے تو دانیال جی کی اچانک شادی ہو گئی مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ آپکے منگیتر ہیں میں تو انہیں کبھی ایسی نظر سے دیکھا نہیں میں بھی تقویٰ کی طرح اسے بھائی مانا پر اچانک

قسمت نے۔۔۔۔!مم۔۔۔میں یہ بچہ انہیں دیکر چلی جائوں گی پھ۔۔پھر تم اس سے شادی کر لینا انہیں خوش رکھنا میں بہت بری ہوں ان کے لائق نہیں۔۔۔!مم۔۔۔میں چلی جائوں گی تو مم۔۔میرے بچے کا خیال رکھنا اس سے کہنا کہ تم اسکی ماں ہو مم۔۔۔میں نہیں اسے نہیں بتانا کہ اسکی ماں اتنی بری تھی!نہیں بتانا کہ وہ اتنی خود غرض تھی"۔۔۔!وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی بلکہ جو منہ میں آرہا تھا بولتی چلی جارہی تھی۔

اور سسک بھی رہی تھی کہ زریش نے اپنی آنکھیں پونچھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"بیوقوف یہ کیوں نہیں دیکھتی کہ میرا کہاں حق ہوا اس پر؟کہاں ہمارا اتنا مضبوط یا شرعی رشتہ تھا جس کے بنا پر تم اپنا گھر توڑ رہی ہو۔حق تو تمہارا ہے اس پر میں تو صرف اسکی کزن ہوں اور کچھ نہیں"۔وہ اسکا سر سہلا رہی تھی اور عائشہ منہ پر ہاتھ رکھے ابکائی روک رہی تھی جس میں وہ نڈھال ہوگئی اور اٹھ کر واپس باتھروم میں بھاگی کہ اسکی آواز زریش روم میں سنتی اٹھ کر اسکی طرف بھاگی اور وہاں اسے بیسن پر جھکا دیکھ کر اسکی پیٹھ سہلانے لگی۔

آہ کس قدر خوشی کے موقع پر اسے تکلیف دی ہے نادان لڑکی کہ وہ جس پل کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا اسی پل میں اتنی تکلیف دی کہ وہ ڈٹ کر کھڑا رہنے والا مرد وہاں سے تنہائی کیلیئے بھاگ گیا۔

وہ صرف افسوس سے اسکی پشت دیکھتی سوچ کر ہی رہ گئی اور جب وہ منہ دھو کر سیدھی کھڑی ہوئی تو زریش اسے لیکر بیڈ پر آئی اور اسے لیٹا کر اسکے اوپر چادر اوڑھی۔

"مم۔۔۔میں یہاں نن۔۔۔نہیں رہوں گی مجھے وہیں لے چلیں ورنہ دد۔۔۔دانیال جی مجھے ماریں گے پلیز"۔وہ روتی ہوئی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر زر نے اسکی کوشش ناکام کر دی۔

"نہیں مارے گا تم صرف اب کوئی ایسی ویسی بات مت کرنا اسکے سامنے اور چپ کر کے آرام کروں اب بس کوئی فالتو سوچ دماغ میں مت رکھو"۔ وہ اسے ڈپٹ کر واپس لیٹاتی اسکے اوپر چادر درست کرتی لائٹ آف کر گئی۔

اور عائشہ دروازہ بند ہونے کی آواز پر سکڑ سمٹ کر آنکھیں میچ گئی۔

زر روم میں آئی تو اپنی ماں کو خاموش فرش کو گھورتا ہوا پایا۔

"زر سامان پیک کرو ہم کل صبح واپس جا رہے ہیں"۔ اسکی آہٹ پر پھوپھو بولی جس پر زریش نے گہرا سانس بھرا۔

"گائوں چل کر کیا کریں گی بھلا"؟؟ وہ اسکے پاس بیٹھتی اسکے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ محبت سے گویا ہوئی۔

سفینہ بیگم کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گیا۔

"سب کو بتائوں گی کس طرح میرے بھتیجے نے دھوکہ کیا کس طرح میری بیٹی کو انتظار کی سولی پر لٹکا کر ایک انجان غیر لڑکی سے شادی رچالی اور چپکے چپکے ہماری آنکھوں میں دھول جھونکتے اسکے ساتھ خوش سے رہ رہا تھا اور یہاں میری بیٹی نے اسکے انتظار میں اپنی زندگی تباہ کر دی"۔ وہ رو پڑی دکھ سے بیٹی کی یوں عمر بیت جانے کے غم سے۔

"اور اماں اس سب میں میری عزت کا کیا اسکی کوئی اہمیت نہیں آپ کے سامنے کے میرے بارے میں کتنی باتیں نکلنے گی لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ کیوں وہ اسے اتنے سال بیٹھائے بیٹھا تھا کیوں شہر جا کر دوسری لڑکی سے شادی کر لی؟ کیا اس سب میں میرا پاک دامن کیچڑ سے نہیں داغدار ہو گا اور وہاں ہے ہی کون ہمارہ اماں؟ اس انسان نے اپنی چھوٹی سی عمر میں پڑھائی کو گھسیٹنے کے ساتھ ہمارا پیٹ بھرا آج جب اسکے دکھ کے امتحان کے دن آئے تو ہم اسے سمجھنے کے بجائے اسکی بے وفائی دیکھ رہے ہیں حالانکہ اسنے کوئی بے وفائی نہیں کی اسنے تو مجھے اس دن آتے ہی سب کچھ بتا دیا تھا آپ کو صرف آپکی طبیعت کی وجہ سے کترا رہا تھا ورنہ وہ آپکو بھی سارے سچ سے آگاہ کرنا چاہتا تھا اور اسے سننے کے بعد اگر کبھی اس سے محبت آپنے ماں جیسی کی ہوگی تو اس کے درد کو سمجھے گی اماں! اس لڑکی کا باپ کینسر میں آخری سانسیں لے رہا تھا ماں مر گئی تھی خاندان تعلق ترک کر گیا اکیلی بچی تھی اور دانیال سے انہوں نے آخری دم میں یہ خواہش ظاہر کی تھی بلکہ اسکے پائوں پکڑنے چاہے پر وہ اٹھ نہیں سکتے تھے، کہ اسکی بیٹی کو اپنا نام دے دو انکے جانے کے بعد اسے لوگوں کی ٹھوکروں میں چھوڑنے کے بجائے کسی کے نکاح میں دے دیا کیا غلط کیا اماں اور کہاں اس معصوم کی غلطی ہے آپ بتائیں؟ درد تو ان کا محسوس کریں اماں جس شخص کو بغیر جانے پہچانے اس کے حوالے اپنی بیٹی کرتے انکی کیا حالت ہوگی کہ اسکے جانے کے بعد انکی معصوم بیٹی کا کیا حال ہوگا دنیا کس کونے میں رکھے گی کیسی اذیت دے گی انکی پھولوں جیسی نازک پری کو! جب کوئی باپ اپنی بیٹی کی شادی کسی شخص سے کرواتا ہے تو اسکے نام کے حرف بھی کھوج کر کے اسکی معنیٰ نکال کر کے پھر مطمئن ہو کر اسکے حوالے اپنی بیٹی کرتا ہے تو اماں اس باپ کا سوچیں جو بستر پر پڑے ایک انجان کے حوالے اپنی بیٹی کر گیا کہ اسکا درد ہمارے درد سے چھوٹا ہے کیا اسے اس حال میں دیکھ کر ان ماں باپ کی روح نہیں تڑپے گی آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں پھر کچھ کہیں"۔ زریش کہہ کر انکے ہاتھوں پر لب رکھ گئی۔

"آپنے کبھی غور کیا اسکی آنکھوں پر کہ کیسا خوف پالتی آرہی تھی کتنی بوکھلا جاتی تھی کتنا گھٹ گھٹ کر کے راتوں کو روتی تھی آپ سے کتنا ڈر ڈر کر باتیں کرتی تھی یہ ایک انسان کی زندگی تو نا ہوئی جیسے وہ کوئی مجرم ہو حالانکہ وہ معصوم تھی"۔ زریش انکا ہاتھ پکڑے انہیں سمجھا رہی تھی انہیں احساس دلا رہی تھی کہ عائشہ کی کہیں کوئی غلط نہیں۔

اور پھوپھو خاموش سی سنتی آخر میں اسکے ہاتھ جھٹک کر لیٹ گئی اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

زریش انکی خفگی سمجھ کر پاس بیٹھی اور انکے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"اپنے مستقبل کا بھی سوچ بھاولی اٹھائیس سال یوں گنواں دئے اب تو میں بیوہ کہاں تجھے کروں میرے تو اتنے ہاتھ نہیں"۔ ۔ بھرائی آواز میں بولیں تو زر نے گہرا سانس خارج کیا۔

"ایسی مایوسی کی باتیں کیوں کر رہی ہیں اماں اب تک اللہ سنبھالتا آیا ہے اب بھی سنبھالے گا وہ اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے آپکی بیٹی سے بھی" وہ شرارت سے بولی کہ اسی پل سفینہ بیگم نے آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھا تو تڑپ اٹھی۔ اپنے غم میں تو اپنی بیٹی کو بھول گئی تھی جواب سرخ پانیوں بھری آنکھیں لیے انہیں سمجھا رہیں تھی۔ انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"کچھ اپنا بھی سوچ بیوقوف"۔ کمر پر چپٹ مارتے وہ بولی تو زر ہنس پڑی۔

"سوچا تو ہے"!

"کیا"؟؟ پھوپھو نے اسکے سر کو دیکھا۔۔

"یہی کہ سب کی خوشی میں میری خوشی ہے"!وہ مسکرائی اور پھوپھو منہ بنا گئی۔

"آپ دادی بن رہی ہیں کل چلیں گی عاشی کو ہاسپٹل لیکر"۔وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھتی خوشی سے بولی کہ پھوپھو نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ کروٹ بدل لی۔

"اماں"۔۔۔۔!!وہ حیران سی بلانے لگی کہ پھوپھو نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

"مجھے تنگ مت کرو زروہ خود ہی لے جائے گا نا تم جاؤ گی اور نا ہی میں سمجھی اتنا ظرف نہیں میرا کہ اپنی بیٹی کے جگہ کسی دوسری لڑکی کو دیکھ کر میرا دل نا دکھے"۔انہوں نے کہہ کر آنکھیں موند لیں اور زر پریشان سی انکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

"اماں آپ چلیں نا چلیں میں جاؤں گی اسے لیکر"۔وہ حتمی انداز میں بولی کہ پھوپھو گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"جانا اور اپنا تماشا خود بنانا"۔۔۔۔!

"تماشا کیسا وہ میرے کزن کی بیوی ہے اور اسے دیکھانے آئیں ہیں ڈاکٹرنی کے پاس بس"۔اسنے آنکھیں صاف کرتے مسکرا کر کہا اور اپنی ماں کو ہگ کر کے سو گئی۔

یہ بھی وسوسے تھے کہ اتنی رات کو پتا نہیں کہاں چلا گیا۔

-------------------------*

گولی نکال دی گئی تھی اور یہ شکر تھا کہ گوشت میں لگی تھی ہڈی میں نہیں پھر انہیں جب پرائیوٹ روم میں شفٹ کیا تو سب نے لاکھ لاکھ رب کے شکر ادا کیے کہ کسی بڑے نقصان سے بچ گئے ورنہ تو انکے بھتیجے نے کوئی قصر نہیں چھوڑی تھی انکی جان لینے میں۔

اپنی بیٹی بیوی سے ملنے کے بعد انہیں سنبھالنے کی بعد قاسم شاہ نے حامد شاہ کا پوچھا تو وہ وہیں تھے اور انہوں نے اپنی بیوی کو حجاب کو لیکر باہر جانے کا کہتے حامد صاحب کے ہاتھ پکڑ کر انکا شکریہ ادا کیا۔

"یہ کیسی غیروں والی باتیں کر رہے ہو تم قاسم میں تمہارا بھائی ہوں بھائیوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے؟؟" وہ خفگی سے بولے کہ قاسم شاہ مسکرا دیئے۔

"کیا وہ پرپوزل میری بیٹی کے لئے ابھی وہیں ہے"؟؟ قاسم شاہ نے بہت سوچ وبچار کے بعد یہ فیصلہ لیا تھا۔

حامد شاہ کچھ دیر بول ہی نہیں سکے۔

"حامد"؟؟ انہوں نے پکارا تو وہ جھٹ سے خوشی سے ہاں کر گئے۔

"افکورس وہیں ہے اسے کہاں جانا ہے اب"۔ وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں گویا ہوئے تو قاسم شاہ مسکرائے۔

"اچھا تو ٹھیک ہے کل اپنے بیٹے کو اور کچھ گواہوں کو لیکر آجانا تب تک میں اپنی بیٹی کو سمجھاؤں گا کہ اسکے کزن بھائی اب انسان نہیں رہے"۔ انہوں نے دکھ سے کہا تو حامد صاحب انکا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ دینے لگے۔

"ڈسچارج لیٹر بنوائو حامد"۔ انہوں نے حتمی انداز میں کہا۔

"قاسم ابھی۔۔۔۔۔!"

"نہیں حامد ابھی کچھ نہیں تم جانتے ہو بھائی صاحب کو مجھے اپنی بیٹی کا مستقبل سیف چاہیے اور اسے میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں مجھے پوری امید ہے حیدر میری بیٹی کو بہت اچھی زندگی دے گا اور اسے آگے پڑھنے دیگا"۔ انہوں نے اسکی بات کاٹ کر اپنی کہیں اور انہیں زبردستی بھیج دیا لیٹر نکلوانے۔

"ڈیڈ"۔۔۔! حامد صاحب کے نکلتے ہی حجاب بھاگتی پھر سے انکے سینے سے لگ گئی۔

"ہمت کرو بیٹا تمہارے ڈیڈ کو کچھ نہیں ہوا"۔۔۔! قاسم شاہ نے انکے گرد ایک بازو سے حصار ڈالا۔

--------------------------*

پارٹی میں وہی ماحول تھا جیسا کہ اسنے سوچا تھا۔

کھنکدار قہقہے گلاسس کے ٹکرانے کی آواز فضا میں رچی مختلف پرفیومز کی خوشبو۔۔۔

ایک کے بعد دوسرا ان سے مل رہا تھا اور وہ سب کو سلام کر رہی جس کا وہ ہنس کر جواب دیتی کوئی مسکرا کر گلے لگاتا تو کوئی تمسخرے سے ہنس کر چلے جاتا۔

ان دونوں کی کافیوں نے تعریف کی تھی اور صائم کافی لوگوں کے سراہیا تھا صائم کی چوائس کو۔

لیلیٰ نے انٹرینس پر ہی صائم کو گلے لگانا چاہا پر تقویٰ نے اسکے بازو میں بازو ڈالکر اسے احساس دلایا کہ ایسی کوئی حرکت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

لیلیٰ جب صائم کے قریب پہنچی اور اسکے ساتھ تقویٰ کو دیکھا تو بھڑک اٹھی۔
اسے مسز ہانیہ نے کہا تھا کہ وہ اسکے ساتھ یہ پارٹی اٹینڈ کرے گا پر یہاں وہ اس دیہاتن کو لیکر آ گیا کیسے۔

پھر بھی اسنے آگے بڑھ کر صائم کو کس کرنا چاہا کہ اچانک سے ایک انچ بھر کے فاصلے پر کسی کے ہاتھ اسکے منہ پر آ گیا اور اسے جھٹکے سے پیچھے کیا۔

"سرکاری پراپرٹی نہیں مس لیلیٰ محترمہ میرا سائیں ہے اور سائیں کے معاملے میں کوئی کمپرمائز نہیں چلے گا۔ سوچ کر پاس آئیو ورنہ یہ جو منہ ابھی اس گستاخی پر چھوڑا ہے اگلی بار سرخ کر دوں گی بے شرم کہیں کی"۔ وہ غصے سے بھڑک کر بولی تھی اور شاک کھڑے صائم کو کھینچ کر اندر لے گئی لیلیٰ تو اس دبوسی دیہاتن کے لہجے جرات پر ہی ساکت رہ گئی۔

"سرکاری پراپرٹی"۔۔۔صائم ہوش میں آتے ہی بڑبڑایا۔
اور اپنی مولانی کو دیکھا جو دن بے دن خطرناک ہوتی جارہی تھی۔
کتنی ہمت دیکھائی تھی اسنے لیلیٰ کے چہرے پر اسکے بڑھتے قدموں کو دیکھ کر اپنی پانچ ہی انگلیاں رکھ کر جب پیچھے کیا۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر اندر بڑھ گئے تھے بلکہ اسے تو صائم نے مڑ کر بھی نا دیکھا۔اور وہ غصے سے اپنے منہ پر اس دیہاتن کی انگلیاں محسوس کرتی چیخی تھی اب اندر دونوں کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ کر تلملا رہی تھی یہی حال مسز ہانیہ تھا انہوں نے بھی اس دیہاتن کی جرات دیکھی تھی۔

بہرحال اسنے جو سب کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا تو اس ٹینشن سے آزاد تھی کہ کوئی اس سے نہیں پوچھ رہا تھا کہ کیسے اسنے اسے پسند کیا اپنے اتنے ہینڈسم بیٹے کیلئے۔
جس پر تو اسکے سوسائٹی کی ساری لڑکیاں مرتی تھی۔

ان سب سے تو آزاد تھی اب لیلیٰ اور مسز رابیل کی خونخوار نظریں خود پر محسوس کرتی وہ ان سے سائیڈ سائیڈ پر چل رہی تھی۔

"ویسے سانولے رنگ میں کشش بہت ہے کیوں مسز نیلوفر"؟؟ مسز ہانیہ کی دوست نے تقویٰ کے حجاب میں معصوم چہرے کو دیکھتے پاس کھڑی اپنی دوست سے کہا۔

"ہاں پھر ماشاء اللہ تمیز بھی بہت ہے سب سے مسکرا کر سلام کر رہی ہے اور میڈیکل کے تھرڈ ایئر میں ہے بس میں تو کہتی ہوں ہر لڑکی کو اس کے جیسا ہونا چاہئے،، ایسی کوئی میرے ریحان کیلئے ہی مل جائے اللہ سے دعا ہے،، ویسے بھی گوری رنگت یا سانولی رنگت کو کھائیں گے نہیں انسان کو نمایا اسکی رنگت نہیں اسکا اخلاق کردار کرتا ہے اور مجھے لگتا ہے اس بچی کی ہی صحبت کا اثر ہے کہ صائم بھی جھجک کر سب کو سلام کر رہا ہے دیکھو تو سہی اللہ نظر بد سے بچائے کتنا پیارا الگ رہا ہے دونوں کا کپل"۔ انہیں زیادہ ہی پسند آ گیا تھا صائم اور تقویٰ کا کپل کہ بغیر مسز رابیل اور لیلیٰ کا خیال کیے اپنی پسند کا اظہار کر رہی تھی۔

"ویسے مجھے بھی لگتا ہے کہ صائم کو کسی ایسی ہی لڑکی کی تلاش تھی جو اسنے خود ڈھونڈ نکالی ورنہ تو مسز ہانیہ کی چوائس دیکھ کر لگ رہا تھا بچہ سدھرنے کے بجائے بگڑ جاتا"۔ مسز نیلوفر پاس کھڑی مسز رابیل کو سرسری سا دیکھ کر بولی کہ وہ دونوں ماں بیٹی تڑپ اٹھی۔

"بس کرو تم دونوں دیکھا ہے اس لڑکی کو سہی طرح کوئی آسمان سے اتری پری نہیں ہے ایک نمبر کی چڑیل ہے"۔ مسز ہانیہ غصے سے بولی دونوں کو جھڑک کر۔

"بس کر دے تونے جو چڑیل پسند کی تھی وہ ہمنے بھی دیکھی تھی یہ شکر کر اپنے بیٹے کا جسنے برے وقت سے پہلے ہی تمہیں بچا لیا ورنہ آج کٹورا لیکر گھوم رہی ہوتی"۔ مسز نیلوفر نے آئینہ دیکھایا جس پر وہ دانت پیس کر دونوں کو چھوڑ کر چلی گئی۔

"کیسا لگ رہا ہے سائیں کی جان"؟؟ صائم نے محبت سے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر سائیڈ پر لے جاتے پوچھا۔

"بہت اچھا یہاں آ کر یہ معلوم ہوا کہ سب اپر کلاس کے لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے کچھ حساس نرم دل بھی ہوتے ہیں"۔ وہ مسکراتی بولی۔

"یو نو جب تمہاری تعریف ہو رہی تھی میرا دل جل رہا تھا"؟؟ وہ منہ بنا کر بولا۔

"ہیں۔ں۔!! پر کیوں سائیں آپکو تو خوش ہونا چاہیے آپکی ماں کی سوچ غلط ہوئی کہ سانولی لڑکیوں کا کوئی اسٹنڈرڈ نہیں"۔ وہ حیرت سے بولی۔

"تعریف اپنے حد میں ہوتی ہے جس طرح یہ تمہارے گال چوم رہیں تھی میرا دل کیا انکا منہ توڑ دوں مطلب یہ حد ہی کراس کر گئے ہیں اپر کلاس کے لوگ ایک شوہر کے سامنے اسکی بیوی کے گال چومے جا رہے ہیں"۔ وہ بگڑ کر اپنے ازلی گستاخ لہجے میں گویا ہوا

تقویٰ آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی۔

"اب کیا اپنی پھٹی آنکھوں سے گھور رہی ہو چھوٹی کرو نہیں نظر لگے گا"۔ وہ انگلیوں سے اسکی آنکھیں چھوٹی کرنے کی کوشش کرتا اسے ہنستے پر مجبور کر گیا۔

"آپ کو ذرا بھی تمیز نہیں بڑو کے بارے میں کیسے بات کی جاتی ہے سائیں"۔ اپنی ہنسی روک کر وہ گھورنے لگی۔

"اب یہاں بھی جھگڑا شروع کر دو تم"۔۔۔!وہ بھنا ہوا تھا اپنا کیا اسکے سر ڈال دیا۔

"ایکسکیوزمی سائیں شاید جھگڑا آپ کرتے ہیں میں نہیں میں بہت معصوم بچی ہوں"۔وہ اپنی ناک کو چھوتی بولی صائم بڑبڑا کر رہ گیا۔

"ایک بات بتائوں"؟؟وہ اسکا ہاتھ پکڑتی بولی صائم نے مصنوعی بوریت سے دیکھا۔

"بتادو"؟؟احسان کرنے والا انداز تھا جس پر تقویٰ کو اپنی مسکراہٹ روکنا مشکل ہو گئی۔

"جیلس ہونا بری بات ہے"۔اسنے زار داری سے بتایا

"کافی بیہودہ مذاق تھا سائیں کی جان"۔وہ سن کر ایسے ری ایکٹ کرنے لگا جیسے کوئی نارملی محبت کی بات بتا رہا ہو اور تقویٰ ہنس پڑی۔

صائم اپنے نام کی پکار پر مڑ کر دیکھا تو اسکے کچھ فرینڈز اسے بلا رہے تھے۔

"تم یہیں رکو میں آتا ہوں"۔وہ اسکا گال تھپتھپا کر وہاں سے جانے لگا تقویٰ نے خاموشی سے سر ہلایا اور موبائل نکال کر دانیال کے نمبر پر کال ملانے لگی پر وہی مایوسی جو اسے پچھلے دنوں سے مل رہی تھی۔

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو کالی کلوٹی تم مجھ سے صائم کو چھین لو گی دیہاتن کہیں کی"؟؟موقع دیکھ کر لیلیٰ اسکے سر پر پھنکار کر کھڑی ہوئی جس پر حیرت سے تقویٰ نے سر اٹھایا۔

لیلیٰ تو اسکے کپڑے دیکھ کر اندر سے جل کر رہ گئی تھی۔
اتنا مہنگا سوٹ وہ بھی اس دیہاتن کیلئے جسکی وہ لائق نہیں۔

"کئی جگوں پر انسان کا لہجہ اسکے کردار کی گواہی دیتا ہے اور یہاں میرے سائیں کیلئے تمہارے لہجے میں بے تابیاں بے چینیاں دیکھ کر لگ رہا ہے جیسے اس کے لئے مری جا رہی ہو جو تمہیں منہ بھی نہیں لگاتا اور یہ تو تمنے بھی دیکھا نہیں بلکہ سہا ہو گا کہ کتنی بار اپنے اس بے جا بولڈ پن پر سائیں سے یونی میں بھی تھپڑ کھا چکی ہو پھر بھی عقل ٹھکانے نہیں آئی اور رہی کالی کلوٹی تو نعوذ باللہ تمنے مجھے یہ رنگت نہیں دی جو اس طرح میرے رنگ کو نشانہ بنا رہی ہو اپنی او قات میں رہو ورنہ تھپڑوں سے چہرا سرخ کر دوں گی جو کچھ دیر پہلے بخش کر آئی تھی اب اپنی شکل گول کرو بہت سن لیا مینے تم جیسیوں کا کوئی اور منہ لگاتا نہیں تو میرے سائیں کے پیچھے پڑ گئی ہو"۔وہ بھی بغیر لگی پٹی لکھے بولتی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

کہ سامنے سے صائم بھی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔

اسکا موڈ بگڑا ہوا تھا شاید اپنی ماں سے بات کرنے سے ہوا تھا۔جو اسے کہہ رہی تھی کیا ضرورت تھی اس دیہاتن کو کیا ضرورت تھی ساتھ لانے کی۔

پھر اسنے بھی لوگوں کا خیال نا کیا اور کہہ دیا خبردار میری بیوی کے بارے میں آئندہ یہ بکواس تو منہ نوچ لونگا۔

اور اسنے اپنے دوستوں کی منتوں پر بھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا صرف سامنے کھڑی اپنی سائیں کی جان کو دیکھتے۔

"چلو"!!وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسے وہاں سے لے جانے لگا مسز نیلوفر جنہونے یہ پارٹی ارینج کی تھی ان کے روکنے پر بھی وہ نا رکا اور تقویٰ کو لیکر چلا گیا کیونکہ وہ جب اپنی پر آتا تھا تو اسکے سامنے کسی کی نہیں چلتی تھی۔
بس یہی کہتا بھاڑ میں جائیں سب! کسی کی ہمت ہے صائم زیدی کے سامنے بولے۔

*______________*______________*

پورٹ ایریا میں گاڑی روکتے صائم نے اسکے لئے دروازہ کھولا حیران پریشان تقویٰ باہر نکلی۔
"یہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں سائیں"؟؟ سامنے سمندر میں بڑی بڑی شپ کروز کو دیکھتے وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔

"موڈ ٹھیک کرنے"۔وہ اسکا ہاتھ پکڑے آگے بڑھا اور اس سے کلچ لیکر گاڑی میں رکھتے گاڑی کو لاک کر دیا۔

وہ اسے لیکر ایک آدمی کے پاس آیا اور اسکے ہمراہی تقویٰ کا ہاتھ پکڑے ساتھ لے جانے لگا۔
تقویٰ ہونقوں کی طرح آس پاس کے ماحول کو دیکھ رہی تھی۔
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں بدن سے ٹکرا کر اسے سمٹنے پر مجبور کر رہی تھی۔
سحر انگیز سیاہ رات میں سمندر کے اس ماحول کو دیکھتی وہ صائم کے پیچھے تھی۔

چاند اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا اور ہر طرف اپنی روشنی بکھرے اس میں پورے سمندر کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوا تھا۔

کروز میں چلتی روشنیا آس پاس کی روشنیوں سے زیادہ اسے چاند کی روشنی لگی۔

"سر یہ رہی آپکی موٹر بوٹ"۔وہ آدمی صائم کو ایک دو چیئر والی بوٹ کی طرف اشارہ کرتے بولا کہ تقویٰ کا سانس خشک ہو گیا صائم کے ارادے سمجھ کر۔
"نن۔۔۔نہیں سائیں"۔۔۔۔!وہ نفی کرتی اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام گئی۔
پر صائم اسے نظر انداز کیے اب اس آدمی سے مصافحہ کر کے اسے کے جانے کے بعد ایکدم ہی تقویٰ کو بانہوں میں اٹھا کر پانی میں اتر گیا۔

"سائیں میں مر جاؤں گی پلیز مت کریں ایسا پلیز"۔۔۔۔!وہ بلند چیخیں کیے اسے باز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی اور صائم اسکی سنے بغیر اسے اٹھا کر بوٹ میں بیٹھایا اور اسکی کمر پر بیلٹ باندھ دی۔

وہ اسکا سارا گاؤن اندر رکھ کر خود آگے والی سیٹ پر آیا اور اپنا سیٹ بیلٹ باندھ کر اپنا کوٹ اتار کر تقویٰ کی کمر میں ڈالتے اپنے آگے باندھ لیا کہ اب وہ پوری طرف سیف تھی۔

"سائیں پلیز سائیں کچھ تو خیال کریں میرا دل پھٹ جائے گا"۔وہ روتی ہوئی اسکی پشت پر مکے برسا رہی تھی اسے رات کے اس پہر نیلے لہرے مارتے سمندر کو دیکھتے ہی دل بند ہونے لگا تھا۔

"سائیں کی جان صرف دومنٹ یہ خوف ہو گا پھر دیکھنا سمندر کی سیر تمہیں کتنا مزہ دیتی ہے، اب خاموش ہو کر اس رات کے حسین پل انجوائے کرو"۔ وہ کہہ کر سامنے کروز میں کھڑے آدمی کو انگوٹھا دیکھانے لگا اور سٹیئرنگ پکڑتے بوٹ اسٹارٹ کی جس کی آواز پہ تقویٰ کا دل ڈھول کی طرح دھڑکا گئی۔
وہ اتر کر نیچے بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ نیچے بھی بوٹ کے قریب لہریں اسکا دل سہما رہی تھی۔
اسنے روتے ہوئے ایک زبردست مکہ صائم کو مارتے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ لیا۔
اچانک ہی بوٹ کو جھٹکا لگا۔

"آر یو ریڈی سائیں کی جان"؟؟ وہ مسکراتا سامنے سمندر کو دیکھ کر پھر چاند کو دیکھتا بولا

"بکواس بند کرو مجھے جانے دو ورنہ میں تمہارہ گھر چل کر نقشہ ہی بگاڑ دوں گی سائیں"۔ وہ چیخی دھمکی دینے لگی جس سے لطف اندوز ہوتے صائم نے قہقہ لگایا۔

"ویلکم مولانی میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم میرا نقشہ بگاڑو اور میں تمہارا"۔ وہ شرارت سے کہتا فل رفتار سے بوٹ کو آگے سے پانی کو چیرتا اڑا رہا تھا اور تقویٰ کی دل دہلا دینے والی چیخیں بوٹ کی مشین کی آواز میں کہیں گم ہو گئی تھی۔

سامنے سے ٹھنڈی ہوا منہ پر پڑتی ہوا اسے چیخنے پر مجبور کر رہی تھی اور سمندر کی اٹھتی لہرے دیکھ کر اسکا خوف سے دل سکڑ رہا تھا۔
آس پاس کوئی بھی نہیں تھا اسکی طرح مینٹل کہ اس وقت سمندر کی سیر کرے۔

"ہووو و"۔۔۔۔! صائم مزے سے نعرے لگا رہا تھا اور تقویٰ صرف نیلے سمندر کو دیکھ رہی تھی اسنے مضبوطی سے صائم کی شرٹ کو جکڑا ہوا تھا ورنہ ہوا اسے اڑا کر لے جاتی اسکا حجاب اڑ گیا تھا اور جڑے میں مقید بال بھی کھل کر ہوا میں اڑ رہے تھے۔

وہ آگے سے آگے بڑھ رہا تھا سمندر کو چیرتا جا رہا جیسے اس سے گہری دوستی ہو اور وہ بھی مسکرا کر اسے ویلکم کر رہا تھا اپنے ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں انکے منہ پر مار کر۔

اسنے ہمت کرتے ایک ہاتھ نکال کر اپنے بال کان کے پیچھے کیے کہ اچانک جھٹکے سے وہ پوری پیچھے کو لڑکھ جاتی کہ صائم کے بندھے کوٹ نے اسے سنبھال لیا۔

"سچ میں یار تمہاری سنگت میں آج مزا ہی انوکھا آرہا ہے اور دیکھو یہ ہمیشہ مجھ سے شرارتیں کرتا تھا آج کس طرح شرافت میں آکر اپنی لہریں روک کر کھڑا ہے ورنہ تو مجھے بوٹ سمیت نگلنے کی کوشش کرتا تھا پر میں بھی صائم تھا۔۔!! صائم زیدی اسکی شرارتوں کا تو عادی تھا اور جانتا ہے میں بھی ایک سمندر اپنی آنکھوں میں رکھتا ہوں مجھے نگلنا اتنا آسان نہیں دوست "۔ وہ خوشی سے کہہ رہا تھا اور تقویٰ خاموش سی دور دور تک نیلے سمندر کو دیکھتی سن رہی تھی۔

پانی اتنا نزدیک تھا کہ ہاتھ بڑھائے انہیں نگل لے پر آج لگتا تھا سچ میں جیسے صائم کا دوست ہو اسے دیکھ کر یوں خاموش تھا جیسے اسکا بیوی سمیت ویلکم کر رہا ہو۔

"کیا تم یہاں آتے رہتے ہو مطلب یہ بوٹ کیا تمہاری ہے اور تم ایسے ہی سمندر کی سیر کرتے ہو یوں آدھی رات میں

"۔۔۔۔!وہ تاروں بھرے سیاہ آسمان کو دیکھتی بولی۔

کتنا حسین منظر تھا اوپر آسمان تھا اور نیچے سمندر وہ دونوں اسکی سیر کر رہے تھے۔

کیا کوئی اسکی بات پر یقین کرتا اگر وہ کسی کو بتائے سائیں نے اسے سمندر کی سیر کروائی۔

ہر گز نہیں۔۔۔!

یہ تو کوئی پریوں کے دیس کی کہانی بن جاتی۔۔۔!

پر یہاں نا وہ پری تھی اور ناہی صائم زید شہزادہ۔

پانی کی چھینٹوں نے ان دونوں کو بھگو دیا تھا اور وہ کپکپاتی اس سے چپکی بیٹھی تھی۔

"یس سائیں کی جان ہماری دوستی کافی پرانی ہے اس میں کافی میرا اشک شامل ہے ہم دونوں ایک دوسرے کی گہرائی سے واقف ہے اور ایک دوسرے کا دل بہلاتے ہیں سچے یار کی طرح"۔اسنے کہتے کافی دور جا کر بوٹ کو رخ موڑا اور واپسی کی سفر کیلیئے روانہ ہوا کہ تقویٰ نیلے پانی کو دیکھ کر مسکرا دی۔

"اب کی بار تم خوفزدہ ہوا گلی بار جب آئیں گے تو دیکھنا کیسے تم انجوائے کرتی ہو اگر تم میرے کندھوں کو پکڑ کر اٹھ کر کھڑی ہوتی تو تمہیں انتہائی مزا آتا"۔اسکا موڈ فریش ہو گیا تھا اسکی ماں کے طنز کا اثر اتر گیا تھا یا اسکے دوست نے دھو دیئے تھے زخم

۔

تقویٰ نے اسکی پیٹھ پر سر ٹکا کر آنکھیں موندلیں اور اس حسین منظر کو پوری طرح محسوس کرنے لگی۔

"اگر یہ آپکا دوست ہے تو مجھ اس سے کیا خوف" وہ بڑبڑائی۔

کتنا معصوم تھا اسکا سائیں بالکل بچے کی طرح۔

*_______________*_______________*

فجر کی نماز وہ مسجد میں ادا کر کے گھر لوٹا۔

اور آہستہ سے روم کا دروازہ کھول کر قدم اندر رکھے تو نائٹ بلب کی روشنی میں بیڈ پر چادر میں دبکا اسکا وجود نمایا تھا۔

دانیال نے سر جھٹک کر دروازہ بند کیا اور کیز سائیڈ ٹیبل پر رکھی پائوں سے سلیپرز کو آزاد کرواتے وہ دوسری سائیڈ آکر لیٹ گیا۔

اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

پر اسے وہ بازو ہٹانا پڑا عائشہ کی کراہ پر۔

اسنے غور دیکھا جہاں وہ نیند میں ہی کراہ رہی تھی۔

دانیال نے بے ساختہ اسکی طرف کروٹ لی اور اسکے چہرے کو دیکھا جہاں اسکی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔

وہ لب بھینچ کر اسکے سوجے چہرے کو دیکھنے لگا۔

اسنے کافی غور و فکر کے بعد سوچا تھا کہ وہ اس پر کوئی سختی نہیں کرے گا پر اس پر نرمی بھی نہیں دیکھائے گا جسکا وہ ناجائز فائدہ اٹھاتی ہے۔

شہر کی روشنیوں کو دیکھ کر اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کیوں آیا یہاں؟ اگر نا آتا تو آج یہ سب نا ہوتا۔

مختلف سوچوں پچھتاوائوں میں اسکی آنکھ لگ گئی اور اسکے نیند کے آغوش میں جاتے ہی عائشہ کی آنکھ کھل گئی۔

اسنے آنکھیں مسل کر جب کھولیں تو اپنے قریب دانیال کو سویا پا کر اسکی سانسیں رک گئی۔

رات کا منظر کی فلم کی طرح اسکے دماغ کے پردوں پر چلنے لگا اور وہ خوف سے دانیال کو دیکھ رہی تھی۔

"اگر اسنے مجھے مارا تو"؟؟ اس سوچ نے اسکے سارے حواس کھینچ لیے اور وہ بیڈ پر کھسکتی اسکی پہنچ سے دور ہوئی۔

اسکی اس حرکت پر دانیال نے ناگوار نظروں سے ڈسٹربنس کی وجہ سے اسے دیکھا اور اسکے دیکھنے پر ایکدم ہی عائشہ نے آنکھیں میچ لیں۔

دانیال اسے گھورتا کروٹ بدل گیا اور عائشہ نے کچھ دیر بعد اسکی کروٹ کے احساس پر آنکھیں کھولی تو اسکا رخ دوسری طرف دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

وہ اٹھ کر فریش ہونا چاہتی تھی پر وومٹنگ نے اسکے جسم سے ساری توانائی کھینچ لی تھی کہ اب بے بس سی پڑی رہی۔

اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کہ ڈور ناک ہوا اور اسنے بمشکل اپنے وجود کو گھیسٹ کر دروازہ کھولا تو زریش مسکرائی ناشتے کی ٹرے ہاتھ میں لیے کھڑی تھی۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی جھجک کر مسکرائی اور زریش نے اسکا گال تھپتھپایا۔۔

"آئو ناشتہ کرلو پھر ہاسپٹل چلنا ہے"۔۔وہ کروٹ کے بل سوئے دانیال پر نظر ڈالکر عائشہ سے بولی کہ وہ اپنے ہاتھ مروڑتی اسے دیکھنے لگی۔

"کچھ کہنا ہے"؟؟وہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔

"وہ میں فریش ہونا چاہتی ہوں اور میرے کپڑے سب وہاں ہیں"۔اسنے سر جھکا کر کہا تو زریش مسکرا کر ٹرے ٹیبل پر رکھتی چلی گئی اسکے کپڑے لینے جب سارے کپڑوں سمیت واپس آئی تو ایک اسے پکڑا کر باقی کے دانیال کے کپڑوں کو ایک طرف کرتے اسکے ہینگ کر دیئے۔

وہ اپنا کام ختم کیے چلی گئی عائشہ کو ہدایت دیتی کہ دانیال کو بھی جگا دے۔
اور عائشہ چاہ کر بھی اسکے طرف اپنا رخ نہیں کر پائی۔

کچھ دیر بعد دانیال خود ہی اٹھ گیا اور اس پر ایک بھی نظر ڈالے بغیر فریش ہوتا ہارون کو کال کر کے بتایا کہ وہ تھوڑا لیٹ آئے گا مینج کر لینا پھر ناشتہ پر پھوپھو سے ملاقات ہوئی دانیال نے کافی بات کرنے کو شش کی پر پھوپھو خاموش منہ سے اف بھی نہیں نکالا اور ناشتہ کیے روم میں چلی گئی۔

زریش کے حوصلہ دلانے پر وہ سر ہلا کر رہ گیا اور کچھ دیر بعد زریش کے ساتھ عائشہ کو ہاسپٹل لے گیا جہاں یہ تصدیق کر دی گئی کہ وہ پرگنینٹ ہے اور ساتھ اسکی ڈائٹ کا بھی خاص خیال رکھنے کا کہا گیا کہ وہ کافی کمزور ہے اسکی خوراک پر خاص توجہ دی جائے۔

اور زریش نے کافی غور سے انکی ہدایات سنی اور دانیال کو بتایا کہ اسے سٹریس فری رکھیں ورنہ بے بی کیلئے خطرہ ہو سکتا ہے۔

دانیال نے سمجھتے سر ہلا دیا۔

عائشہ بیک سیٹ پر زریش کے ساتھ بیٹھی اسے مرر میں دیکھنے لگی اسے کچھ دن پہلے کا منظر یاد آیا تو آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے جس پر دانیال نے کافی ناگوار نظروں سے گھورا وہ نظریں چرا کر باہر بھاگتی دوڑتی دنیا کو دیکھنے لگی۔

"زریش کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اس سے اسکی محبت کے چھین جانے پر البتہ وہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ہے اور حق بھی عائشہ ندیم کا ہے اور جب اسکا دانیال خان پر حق ہے تو وہ کیوں اپنا اپنا گھر برباد کر رہی ہے جب کسے کو فرق نہیں پڑتا اسکے چھین جانے پر تو وہ کیوں ایسے پاگل بن رہی ہے"۔۔
"کیوں وہ انسان کو سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اسکی کی زندگی ہے اسکی کیا خوشی چاہیے"؟

اور یہ سوچ کر اسے مزید رونا آیا کہ وہ اب اس سے بات نہیں کرے گا اس سے پیار نہیں کرے گا نفرت کریگا اس سے بتائے ہر ایک لمحے سے۔

مخلف سوچوں میں راستا ختم ہو گیا اور اسکی منزل دانیال خان کا گھر ٹھہرا جہاں وہ اسے سنبھال کر باہر نکالتا زریش کے حوالے کر کے خود واپس گاڑی میں بیٹھا اور خدا حافظ کہتا آفس کیلیے نکل گیا بغیر اسکی پانیوں بھری آنکھوں یا چہرے کو دیکھے۔

*______________*______________*

🙊😂😂😂رات کو سرپرائز دینے والی تھی پر موبائل ساتھ رکھ پتا نہیں لب آنکھ لگ گئی احساس ہی نا ہوا۔

دیں پھر سرپرائز ملے گا۔ k likes اور اب میں سرپرائز اپی لکھوں ے ب جب تک آپ مجھے 3

حیدر شاہ حجاب شاہ کی شادی کا۔

رات کو کافی لیٹ حامد شاہ قاسم شاہ کو اپنے گھر چھوڑ کر خود گھر کیلیئے روانہ ہوئے۔

حیدر کی وقفے وقفے سے کالز آرہی تھی جس پر انہوں نے موبائل سائلنٹ پر رکھ دیا تھا۔

اور اب جب گھر پہنچے تھے تو پورے گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا ملازم کوارٹر میں چلے گئے تھے اور مہکار کے روم کی لائٹ آف تھی حیدر کی بھی جس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ دونوں سو رہے ہیں۔

وہ حیدر کے روم کے سامنے آئے اور آہستہ سے ڈور ناک کیا کچھ ہی دیر میں حیدر نے کھولا تو اتنی رات کو اپنے ڈیڈ کو سامنے دیکھ کر پریشان ہوا۔

"کہاں تھے آپ ڈیڈ"؟؟

حامد صاحب اسکے سوالوں کو اگنور کرتے اندر آئے اور وارڈروب سے سفید کلف دار سندھی سوٹ نکالا اور ساتھ ہی اجرک

۔

وہ پریشان ہو گیا۔

"ڈیڈ یہ سب کیا ہے کسی کی شادی میں چل رہے ہیں کیا اس وقت"؟؟ یہ انکی شادی کا رواج تھا کہ دلہا اور باقی کے شاہ خاندان کے مہمان سندھی سوٹ پہنتے اور شال لیتے تھے۔

"ہاں کہیں چلنا ہے کل صبح بارہ بجے مجھے تم تیار ہوئے نظر آنا بغیر اف کیے اور مہکار سے یہ کہہ دینا ڈیڈ کے ساتھ ایک شادی میں جا رہے ہیں"۔ حامد صاحب اسے حکم دیتے چھوڑ گئے اور حیدر کندھے اچکا کر رہ گیا۔

یہ سوچ تو اسکے دماغ میں دور دور تک نہیں تھا کہ اسکا باپ اسکے ساتھ گیم کھیل رہا ہے یا زبردستی شادی کروا رہا ہے۔

اتنا جانتا تھا کہ اسکا باپ اسکے حالات سے واقف ہے ایسا کچھ بھی نہیں کریگا۔

کم از کم اسے وقت دیگا خود کو سنبھالنے اور زخموں کے رستے خون کے خشک ہونے تک۔

وہ ایک سرسری نظر کپڑوں پر ڈالکر دروازہ بند کیے بیڈ پر لیٹ گیا اور لائٹ واپس آف کیے آنکھیں موندلیں پر اب نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہو گئی تھی جیسے تقویٰ۔

اس ظالم کی یاد آتے ہی اس جوان مرد کی بھی آنکھیں نم ہو جاتی۔

اب تو صرف نماز پر اسکے خوشی کی دعائیں کرتا تھا کہ وہ خوش رہے اور شیطان اسکے دماغ سے دور رہے اسکے دماغ کی سوچوں کو ورگلانے سے کہ وہ جنون میں آکر کچھ کر نادے۔

حامد صاحب نے حیدر کے روم سے نکلتے اپنے روم میں آکر فریش ہوئے اور جب بیڈ پر بیٹھے تو موبائل اٹھا کر خوشی کی انتہائی میں بغیر کسی کی نیند کی پروہ کیے سب کچھ پہلے ہی تیار کر رہے تھے اور بارہ بجے انہیں قاسم شاہ کے گھر پہنچنے کا حکم دیا۔

اپنے مینجر کو کہہ دیا کہ وہ مولوی کو لیکر انکے بھیجے ایڈریس پر پہنچے گا۔

سب کچھ ہینڈل ہو گیا تو اب وہ مطمئن ہوتے مسکراتے لیٹ گئے۔

کل اسکی بہو آئے گی اسکے گھر میں رونق آئے گی اور پھر اسے تو پے پوتیاں ان پیارے پیارے سپنوں میں انہونے سوچ لیا تھا کہ وہ ساحل کو بھی اپنے ساتھ لے گا ہارون کو کہے گا کہ آپا اور ساحل کو بھی ساتھ لائے۔

صرف مہکار کو چھوڑ کر۔

جو خوشیوں کے دشمن ہوں انہیں خوشیوں میں شریک نہیں کیا جاتا۔ اور حامد صاحب جانتے تھے اگر وہ وہاں چلی تو ضرور ہنگامہ کھڑا کرے گی کیونکہ اسے سخت ناپسند تھا اپنا خاندان۔

--------------------------------*

مسز قاسم اور قاسم شاہ کو اپنوں کی طرف سے خدشہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا جب قاسم شاہ نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگاتے انہیں اپنے بھائی اور انکے بیٹے کے مقصد سے آگاہ کیا۔

اب اتنی نا سمجھ نہیں تھی کہ گھر میں چلتے اس پریشانی کو بھانپ نا سکے وہ اپنے ڈیڈ کو پریشان دیکھتی تھی اپنے تایا سائیں کو بار بار کالز کرتے اور اپنے روم کی کھڑکی پر رات کو چھوٹے چھوٹے پتھروں کے حملے سے بھی سمجھ گئی تھا کہ اسکا کزن بھائی کافی حد تک گر گیا ہے۔

وہ خاموشی سے اپنے ماں باپ کی باتیں سنتی جب دونوں نے اس کی رضا چاہی تو اسنے خاموشی اور دھڑکتے دل سے یہ کہہ دیا کہ "ڈیڈ آپ بھتر جانتے ہیں، میں آپ کی بیٹی ہوں اور میری زندگی کے بارے میں آپ سے بھتر اچھا کوئی نہیں سوچ سکتا آپ دونوں جس میں خوش ہیں میں بھی اس میں ہی خوش ہوں"۔ اور قاسم شاہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کے منہ سے اس قدر بڑے پن کی باتیں سن کر نہال ہو گئے اور اسے پورا یقین دلاتے سینے سے لگایا۔

انکے سینے سے لگانے سے وہ رو پڑی اور اٹھ کر اپنے روم میں بھاگ آئی۔

مسز قاسم پریشان سے پڑے قاسم شاہ کو دلاسے دیتی اسکے پیچھے آئی اور اسے چپ کروایا کہ بیٹا اس میں بھتری ہے تمھاری زندگی کی ورنہ انکے شیطانی ارادوں سے مجھے بھی خوف آ رہا ہے۔

اگر تمھارے باپ انہیں انکار کر دیتے ہیں تو خدانخواستہ وہ کچھ بھی کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

حجاب خاموشی سے سمجھتی سر ہلا گئی۔

مسز قاسم نے اسے سمجھایا کہ اسے پڑھائی کیلئے پوری اجازت ہے وہ بہت اچھے ہیں اسکا بیٹا بھی وہاں تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور جب تمہارے جانے کے بعد یہاں کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو اپنے شوہر کے ساتھ کبھی بھی آسکتی ہو تمہارے لئے ہماری شہزادی کیلئے ہی تو ہیں ہم اس دنیا میں۔

پھر جیسے جیسے سورج کی روشنی پھیل رہی تھی حجاب کا دل ڈھول کی طرح بج رہا تھا وہ بوکھلائی ہوئی تھی اچانک سے یوں نئے رشتے میں بندھنے جارہی تھی پتا نہیں اسکا ہونے والا مجازی خدا کیسا ہوگا۔

مام بتایا تھا کہ وہ حامد شاہ کا بیٹا ہے بہت خوبصورت اور پڑھا لکھا اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا ہے۔

امریکہ پیرس کی روشنیوں میں پلا بڑا ہے پر اخلاق اس قدر اچھا ہے کہ دل چاہے گا بیٹھے باتیں کرتے جاؤ کافی صوبر اور سنجیدہ شخصیت کا مالک ہے۔

اور اسکی شخصیت کو دیکھتے حجاب کو بھی کافی ہدایات دے دیں کہ ایسا مت کرنا وہ مت کرنا پر اسکے ڈیڈ نے کہہ دیا کوئی ضرورت نہیں خود کو بدلنے کی جو ہو جیسی ہو ویسی ہی ٹھیک ہو۔

تم اپنی زندگی آزادی سے جیسے چاہو جی سکتی ہو۔

اب وہ بیڈ پر بیٹھی سامنے رکھے اپنے ماں کے شادی کے سرخ بھاری شاہی خاندان کی دلہن کے لہنگے کو دیکھ رہی تھی ساتھ ہی زیورات کو۔

اور پھر انہیں دیکھتی اپنے نازک سراپے کو دیکھا۔

اسکی ماں کی بھی اس عمر میں شادی ہوئی تھی اسلیئے کپڑوں کی کوئی ٹیشن ناہوئی اور دوسرا تو انکا سب کچھ انکی بیٹی کا تھا اور اسکے نام ہی تھا اسلیئے تو قاسم شاہ کے بھائی کو معلوم ہوا تھا تو ضد باندھ گئے تھے اپنے بوڑھے بیٹے سے شادی کروانے کی کہ چھوٹے بھائی کی ساری جائداد انکی ہو۔

"یہ لو ہو گئے تمہاری شر میلی کے کپڑے"۔ مسز قاسم رات سے محنت میں لگی ابھی اسکی شر میلی کے کپڑے لیکر حجاب کے روم میں آئی اور وہ ایکدم جھپٹ کر انہیں دیکھنے لگی۔
چھوٹا سا اسکی شر میلی کا سرخ لہنگا تھا بالکل پیدا ہوئے بچے کے جتنا اور اس سے چھوٹی شرٹ کہ صرف ہاتھوں میں ختم ہو جائے۔

شادی کافی جلدی ہو رہی تھی تو انہیں شاپنگ کا موقعہ نہیں ملا تھا اسلیئے حجاب نے اپنے خوبصورت سے دوپٹے کو اپنی مام کے حوالے کرتے ارجنٹ کپڑے سیلنے کا کہا۔

"واؤ گریٹ پیاری مام"۔ وہ دوسرے ہاتھ میں پکڑے چاکلیٹ سے بائٹ لیتی خوشی سے چہکی۔

"اب جلدی اسے تیار کرلو تاکہ پھر میں آکر تمہیں تیار کروں"۔ اسکے ہاتھ سے چاکلیٹ لیتی ماتھے پر محبت بھرا بوسہ دیکر نم آنکھوں سے چلی گئی۔
حجاب کا خود دل بھر آیا اور وہ اپنا میک اپ بیڈ پر رکھتی وہیں ڈریس رکھ کر بے بی کاٹ میں گاجر کترتی اپنی شر میلی کے پاس آئی اور اس سے گاجر لیکر وہیں رکھتی اسے اٹھا کر باہر لائی اور پہلے اسے ڈائپر پہنایا اور پھر سرخ لہنگا۔

"الے آج میری شرمیلی سجے گی مما کی شادی کیلیئے"۔وہ اسکے مچلنے پر سخت پکڑ میں لیتی اسے شرٹ پہنائی اور اب اسکے گلے میں نیلکس پہنا کر اسکے پائوں پر نیل پالیش لگانے لگی۔
اور پھر اسکی زبردست مزاہمت پر اسکے بدن کو اپنے ٹانگوں میں دبائے اسکا منہ پکڑے اسکے لبوں پر لپ اسٹک لگانے لگی اور بڑی بڑی سی پلکوں اور مونچھوں پر مسکارا لگانے لگی۔
وہ بے بس سی اس کی پکڑ میں سج رہی تھی جیسے شادی اسکی نا ہو اس خرگوش کی ہو۔

"شرمیلی"۔۔۔!!اسکے اچھل کر بھاگنے کی کوشش کو دیکھتے اسنے سخت آواز میں سرزش کی کہ وہ سہم گئی اپنی ماں کی سرزش پر اور پھر وہ اسکے گالوں پر بلشنگ کرنے لگی برش سے۔

اور اسکے بڑے بڑے کانوں میں چھوٹی چپکنے والی بالیاں پہنادیں۔

"ہائے میں صدقے کتنی خوبصورت لگ رہی ہے دیکھنا تمہارا ہونے والا باپ دیکھ کر تمہیں ہزار پپیاں دے دیگا کہ اللہ نے انی حسین بچی دی ہے مفت میں"۔وہ اسے کس کرتی اسے اٹھا کر واپس جالدار بے بی کاٹ میں ڈالنے لگی تھی کہ اس سمے دروازہ ناک ہوا اور اسکی مام اندر داخل ہوئی۔

"ہوگئی تیار تمہاری شرمیلی"؟؟انہوں نے اسے دیکھتے پوچھا اور جب نظریں اسکی گود میں چھوٹی سی خرگوش کم بچی پر پڑی تو آنکھیں پھیل گئی۔
پھر ساتھ ہی ایک فلک شگاف قہقہہ گونجا۔

"ہائے حجاب یہ کیا حال کیا ہے اسکا بیٹی یہ جانور ہے تمنے تو اسکو پتا نہیں کیا بنا دیا ہے اتارو دم نا گھٹ جائے بیچاری کا"۔ انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسکے گلے سے وہ سونے کا بھاری ہار اتارنا چاہا کہ حجاب نے اسے پیچھے کر دیا انکی پہنچ سے۔

"نو مام انہیں بھی معلوم ہے کہ یہ کوئی عام نہیں سید حجاب شاہ کی بیٹی شرمیلی ہے ایسے ہی عام حلیے میں جائے گی تو لوگ کیا کہیں گے کہ خود تو سج دھج کر جا رہی ہے بیٹی کو فقیر بنالیا ہے"۔
"اور رہی دم گھٹنے کی بات تو یہ کسی بھی فنکشن میں ایسے ہی ریڈی ہوتی ہے نہیں گھٹے گا دم اسکی ماں کو بھی تو ایسے تیار ہونا ہے ڈونٹ وری"۔ وہ کہتی اسے لے جا کر بے بی کاٹ میں ڈالکر گا جر دے دیا کہ ابھی یہ کھائو جاتے ہوئے لپ اسٹک لگا دے گی

۔

مسز قاسم افسوس سے نفی کرتی اسے ڈریس تھمایا حجاب تھام کر کے جب چینج کر کے آئی تو مسز قاسم نے کئی نوٹ اسکے سر پر سے وارتے ملازموں کے حوالے کر دئے۔ اور اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھا کر محبت کرتے بہت پیار سے بھیگی آنکھوں سمیت اپنی شہزادی کو سجایا۔

اسکے کانوں میں جھمکے پہناتے اسکی چھوٹی سی ناک میں نتھ پہنائی مانگ پٹی لگاتے گلے میں بھاری خاندانی کندن کا ہار پہناتے اسے پور ازیوروں میں سجا دیا اور اسکے سر پر سرخ بھاری دوپٹہ سیٹ کیا۔

"ماشاءاللہ آج چاند بھی میری شہزادی کے سامنے پھیکا پڑ جائے"۔ وہ محبت پاش نظروں سے دیکھتی جالی دار سرخ گھونگٹ اسکے چہرے پر ڈالکر اسے بیڈ پر بیٹھا دیا کہ ملازم نے آکر اسے بتایا کہ دلہے صاحب آگئے ہیں۔
وہ اسے پیار کرتی چلی گئی۔

حجاب دھڑکتے دل بھیگی ہتھیلیوں سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔
اور تکیے سے چاکلیٹ نکال کر اپنی گھونگٹ الٹ کر کھانے لگی۔

حالت جو غیر ہو رہی تھی اچانک سے ایک انجان شخص سے رشتے میں بندھنے سے۔
پر سب سے زیادہ دکھ تو اسے اس بات کا تھا کہ وہ اس منحوس مارے ہاتھی کو اپنے ڈیڈ سے جوتے نہیں لگوا پائی۔

"کوئی نہیں خیر شادی ہو جائے تو اپنے شوہر سے کہہ کر جوتے پڑوائوں گی ایک بار مل جائو ہاتھی نا ہو تو"۔ وہ دانت پیس کر سوچتی چاکلیٹ سے بائٹ لے گئی۔

اور پھر چھت پر موجود اپنی دوست کے گھر کو دیکھا تو وہاں سے اسکے نکلے سر کو دیکھ کر وہ ہاتھ ہلا گئی۔

"لو میں بھی چھپ کر شادی کر رہی ہوں پر اتنی بے شرم نہیں ہوں اپنے ماں باپ کے کہنے پر کر رہی ہوں"۔ اسنے منہ بنایا
۔
ویسے تو کافی اچھی تھی اسکی دوست صرف یہ کام خراب کر دیا کہ بھاگ کر شادی کی۔

*_______________*_______________*

وہ شاک کی کیفیت میں سفید کلف دار کھڑ کھڑاتے کپڑوں میں شانے پر اجرک رکھے ڈیشنگ ساحید رشاہ بیٹھا تھا۔

اسکے ڈیڈ اسکا نکاح کروانے یہاں لائے تھے اتنا بڑا دھوکہ اسے ابھی اپنی سماعتوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔

مولوی صاحب کے دوسری بار لفظ اسکے کانوں میں گونجے تو اسنے حیرت سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا جس پہ وہ مسکرا رہے تھے۔

قاسم شاہ پریشان سے حیدر کو دیکھ رہے تھے کہ اتنا خوش مزاج شخص یوں اچانک قاضی کے نکاح پڑھوانے پر خاموش کیوں ہو گیا تھا۔

"آپنے یہ کیا کیا ڈیڈ"؟؟ وہ دکھ سے بڑبڑایا کہ اسکے باپ نے اپنا کانپتا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا۔
"تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ مینے یہ کیوں کیا"۔ حامد شاہ کی بات پر ہارون تمسخرے سے مسکرا کر سر جھٹک گیا۔

وہ اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا جو اداس بیٹھا تھا اپنے ماموں کی شادی تقویٰ سے نہیں ایک دوسری لڑکی سے ہونے پر۔
سائرہ بیگم نہیں آسکی تھی انکی ایسی حالت ہی نہیں تھی کہ دو قدم ہی اٹھا سکے البتہ انہوں نے شادی کے بعد حیدر کی بیوی کو اپنے پاس ضرور بلانے کا سوچا تھا۔

"قبول ہے"۔ اسنے زخمی دل سے کہہ کر لب بھینچ لیے اندر سے جیسے ٹوٹ گیا بالکل بکھر گیا اپنے ڈیڈ کی اس حرکت پر۔

حامد شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ کھل اٹھی اور قاسم شاہ کے بھی۔

اسکے تیسری بار قبول ہے کہنے اور سائن کرنے پر سب نے مبارک باد دی جسے وہ بے دلی سے وصول رہا تھا۔

غصے ضبط سے اسکا برا حال تھا البتہ قاسم شاہ سے ملتے اپنی باپ کی عزت کا خیال رکھتے وہ نارملی ملا مسکرا کر۔

پر اسکی مسکراہٹ میں کانچ سی چبھن صرف حامد صاحب اور ہارون ہی محسوس کر سکے۔

"ماموں یو آر بیڈ مین آپنے تقویٰ"۔۔۔۔!!

"شش۔۔۔۔!ہارون نے ایکدم اسے حیدر کی گود سے اٹھا کر باہر لے گئے جہاں سارے لان میں خرگوش گھوم رہے تھے۔

"ڈیڈ چلو یہاں سے ماموں بھی مما کی طرح گندے ہیں وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے ناہی تقویٰ آپی سے"۔وہ روتا ہوا بولا کہ ہارون گھبرا کر اسے چپ کروانے لگا۔

حیدر بد دلی اضطرابی کیفیت میں بمشکل بیٹھا تھا۔

آج جتنا بڑا زخم ملا تھا شاید ہی اتنا کوئی اسے دے اسکے باپ نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا نا اسکے ساتھ نا ہی اس لڑکی کے ساتھ جسکی شادی اس سے کروا کر اسکی زندگی برباد کر دی۔

وہ جانتا تھا وہ تقویٰ کا مقام کسی کو نہیں دے سکتا تھا نا اب نا ہی کبھی۔اسکے باپ نے صرف اس سے نہیں کافی لوگوں سے دھوکہ کیا ہے اور اسے بہت دکھ ہو رہا تھا۔

اسکا دل کر رہا تھا بھاگ جائے یہاں سے پر وہ سامنے بیٹھے شخص (سید قاسم شاہ) کا خیال کرتا اور اپنے باپ کے چہرے کو دیکھتا مجبوری میں بیٹھا تھا ورنہ اسے اس زبردستی کے رشتے میں کوئی کشش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

سارے گھر میں مبارک باد تھی لڑکی کی طرف سے نکاح قبول کر دیا گیا تھا اور یہ سب سن کر حیدر شعلہ بار نظروں سے اس روم کو دیکھنے لگا جس میں وہ بیٹھی تھی۔

جواب مسز حیدر شاہ بن گئی تھی زبردستی ہی۔

خدا خدا کر کے رخصتی کا وقت ہوا اور وہ سرخ چہرے سے اٹھ کر کھڑا ہوتا سب سے ملنے لگا ایک بار پھر اور قاسم شاہ کی اپنی حساس بیٹی اور اسکی معصوم نادانیوں کو درگزر کرنے والی باتوں کو سن رہا تھا۔

پر اسے انٹرسٹ کہاں تھا اسکی بھلا سے کچھ بھی کرے کون سا وہ خوشی سے کر لے جا رہا تھا۔

"حیدر اپنی اجرک ڈالو"۔۔۔! دلہن کو جب اسکے سامنے کھڑا کیا گیا تو وہ غصے سے جبڑا بھینچ کر اسکے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

جب اسکے باپ نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

وہ زخمی لہولہان نظروں سے انہیں دیکھنے لگا اور اگلے ہی لمحے بغیر کچھ کہے بڑے ضبط سے اپنی اجرک اسکے چھوٹے سے شانوں کے گرد ڈالی۔

پھر بغیر رکے مڑ کر وہاں سے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا چلا گیا۔

"مام۔۔۔۔۔!!"۔وہ مڑ کر اپنے ماں کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی اور پھر اپنے ڈیڈ کے گلے لگی۔

وہ سنبھالتے اسے اپنے سینے سے لگائے گاڑی کی طرف لے جانے لگا۔

"ایک منٹ ڈیڈ"۔اچانک سے وہ بولی۔

"کیا ہوا"؟؟انہوں نے پریشانی سے پوچھا

"ڈیڈ میری شر میلی"؟؟وہ یہاں وہاں دیکھتی بولی کہ روتی ہوئی مسز قاسم مسکرا دی۔

"بیٹا ہمنے اسے گاڑی کی ڈکی میں رکھ دیا ہے بے بی کاٹ سمیت"۔حامد شاہ نے مسکراتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہیں۔۔۔ایسے کیسے انکل آپنے میری بیٹی کو ڈکی میں رکھا ہے میری شر میلی کو اسکا دم گھٹ گیا تو؟؟ جلدی نکال کر لائیں اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر ڈاکٹر کو بلانا پڑے گا جائیں".وہ جلدی سے حامد شاہ کی طرف اپنا رخ کیے پریشانی سے بولی ہارون نے شر میلی بیٹی لفظ پر حیرت سے دیکھا۔

حامد صاحب سر ہلا کر جلدی سے گئے اور گاڑی کی ڈکی سے خرگوش اٹھا لائے۔

"تھینکس"۔ وہ کہتی اسے تھام گئی اور ساحل کی آنکھیں ریبٹ کو دیکھ کر پھیل گئی جو بالکل لڑکی لگ رہی تھی اور اب ماموں کی دلہن کے گود میں تھا۔

"ڈیڈ یہ ریبٹ ہے یا لڑکی"؟ اسنے حیرت سے پوچھا۔

اسکی بات پر سب مسکرا دئے۔

"چلیں بیٹا"۔۔۔! حامد صاحب نے اسے ساتھ لگایا وہ سر ہلاتی روتی ہوئی جانے لگی کہ اچانک سے کچھ یاد آیا۔

"مام۔۔۔"! گاڑی کے پاس رک کر وہ بولی۔

"جی بیٹا"۔۔؟ مسز قاسم پاس ہی تھی۔

"مام میری دوست کا خیال رکھیئے گا اور ایک چھوٹے سا گھر یاد کر کے بھیج دیجئے گا یاد ہے نا آپنے کہا تھا"؟ وہ آنکھیں صاف کرتی جالیدار گھونگٹ سے ماں کو دیکھتی بولی تو انہوں نے شرمندہ ہوتے سر ہلا دیا۔

"جی جی بیٹا یاد ہے میں بھیج دوں گی"۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اسے ساتھ لگایا۔

اور وہ مطمئن ہوتی گاڑی میں بیٹھی تو وہاں بیٹھے وجود کو دیکھ کر سمٹ گئی البتہ اس میں ہمت نہیں ہوئی اس ہاتھی کے بھائی جیسے وجود کے شخص کو سر اٹھا کر دیکھ لے۔

گاڑی اپنی منزل کیلیئے روانہ ہوئی اور وہ سوں سوں کرتی رہی جس پر حیدر نے کافی ناپسند نظروں سے دیکھا۔

"شادی کے وقت تو نہیں سوچا اب یہ ٹسوے بہا کر فائدہ کسے بیوقوف بنارہی ہے"۔وہ کڑھ کر سوچتارہ گیا اور رخ اسکی سوں سوں سے اکتا کر موڑ لیا۔

اچانک گاڑی کی فضا میں چوڑیوں کی کھنک ہوئی وہ گھور کر دیکھنے لگا کہ اسے زبردست دچگا لگا لڑکی گود میں اس عجیب سی سانسیں لیتے وجود کو دیکھ کر۔
"کوئی بچہ تو نہیں"؟؟ اسنے دھڑکتے دل سے سوچا اور حیرت اپنے ڈیڈ کو دیکھا جنکی سامنے نظر تھی۔

حجاب ساتھ بیٹھے اس کلف دار سفید سوٹ میں اپنے تازہ ترین دلہے کے سرخ سفید ہاتھ کو دیکھتی جسکی چوڑی مردانہ کلائی میں فینسی گھڑی بندھی ہوئی تھی۔

وہ شرما کر دھڑکتے دل سے کلچ سے لپ اسٹک نکال کر اپنی شرمیلی کے خوبصورت ہونٹوں پر لاگنے لگی اور اسے اٹھا کر اپنے منہ کے قریب کیا۔

"کیسے لگ رہے ہیں تمہارے بابا سائیں ذرا دیکھ کر بتاؤ"؟؟ وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتی اسکا رخ حیدر کی طرف کر گئی اور وہ شرمیلی بھی سر کو جھٹکا دیکر اثبات میں جیسے ہلانے لگی۔

"اوہ تمہیں تمہارے باباسائیں پسند آئے مطلب قبول صورت ہیں"۔وہ مطمئن ہوگئی اور لپ اسٹک کلچ میں رکھی۔

حیدر تو اپنی گرے آنکھیں پھیلائے اپنی دلہن کے گود میں اس عجیب سی شے کو دیکھتے حیران بیٹھا تھا۔

شکل دیکھ کر اندازہ ہوگیا کہ یہ بچہ نہیں پھر کیا بلا ہے۔

وہ سر جھٹک کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔اور غصے سے اس نمونے کو بیاہتے لے جاتے اسکے اندر جھگڑے چل رہے تھے۔

گاڑی کے شاہ ولا کے پورچ میں رکتے ہی وہ اترے اور حیدر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تا وہاں سے غصے سے نکل گیا۔

آج جتنا بڑا دھوکہ ہوا تھا اس سے شاید ہی کہ وہ اسے بھول سکے۔

------------------------*

کھنک سی آواز پر صوفے پر بیٹھی مہکار نے مڑ کر دیکھا داخلی دروازے کی طرف تو حیرت سے ششدر اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

"کک۔۔۔کون ہے ڈیڈ یہ"؟؟سونے کے زیوارت میں سجی اس چھوٹی سی لڑکی کو سرخ دلہن کے روپ میں دیکھ کر اسکا دل خوف سے دھڑکا۔

"کک۔۔۔ کہیں صبح اسکا بھائی تیار ہو کر گیا تھا۔۔۔۔" اسکے آگے وہ سوچ بھی نا سکی۔
اور سپید پڑتی رنگت سے حجاب اور اپنے ڈیڈ کے باری باری دیکھ رہی تھی۔

"نہیں اللہ جیسا میں سوچ رہی ہوں ویسا نا ہو"۔ اسنے شدت دل سے دعا مانگی۔

اور حجاب جو اب گھر پہنچ کر سر سے گھونگٹ اتار چکی تھی اس ماڈرن سی خاتون کے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کر الجھ گئی۔

"کون تھی۔۔۔؟ یہ تو وہ جانتی تھی اسکی ساس اس دنیا میں نہیں تو کیا اسکی نند جسکے بارے میں اسکی ماں بتایا تھا وہ اپنے بھائی کی شادی نہیں کروانے دیتی پیسوں کیلیئے۔

"ہاں تو یہ چڑیل وہی ہے"؟ اسنے بروسکڑ کر مہکار کو سر سے پیر تک دیکھا اور ناک چڑھا گئی۔

"بیٹا یہ تمہاری بھابھی سائیں ہے سید حجاب قاسم شاہ اور اب مسز حیدر شاہ"۔ حامد صاحب حجاب کو لیکر اندر بڑھے اور مہکار کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

"بھابھی سائیں"۔۔۔! وہ بڑبڑائی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا اسکے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ وہ ڈوبتے دل سے سوچ رہی تھی کانوں میں جیسے اسکے باپ نے سیسہ انڈیل دیا ہو۔

اسکی حالت پر حامد صاحب کو افسوس بہت ہوا پر وہ خاموش سے حجاب کو لیکر اندر آئے۔

حجاب تو اپنے تازہ ترین شوہر سائیں کے یوں چلے جانے پر تلملائی ہوئی تھی اوپر سے اس ناگن نما نند کو دیکھ کر اسکا موڈ مزید خراب ہو گیا۔

ابھی حامد صاحب اسے حیدر کے روم میں پہنچاتے کہ مہکار روتی ہوئی اپنے روم میں بھاگ کر بند ہو گئی۔

اسکے باپ نے اپنے بھائی کی شادی کا اسے نہیں بتایا۔
اسکے بھائی باپ نے ملکر اسکے ساتھ اتنا گھنائونا کھیل کھیلا۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں ڈیڈ ایسا کر کے آپ حیدر کی زندگی آباد کر کے اسے پراپرٹی تھمادیں گے تو یہ آپکی خوش فہمی ہو گی دیکھتے رہیے آپکی بہو اور میری بھابھی سائیں کتنی دیر تکتی ہے میرے سامنے"۔وہ آنکھیں پونچھتی روم تہس نہس کرنے لگی کہ اسکے روم کے قریب سے حامد صاحب کے ساتھ گذرتی حجاب حیرت سے ٹھاکی آوازوں پر دیکھا جہاں اسکی نند بند ہوئی تھی
۔

"اسے کون سے دورے پڑ گئے مجھے دیکھ کر مینے کون سا بھوتوں جیسا میک اپ کیا ہے جو یہ سائکی عورت یہ سب کر رہی تھی "۔وہ ناگواری سے سوچتی روم کے اندر آئی اور جہازی سائیز بیڈ پر بیٹھی کہ ملازمہ پیچھے اسکا سامان اندر رکھنے لگی۔

"آپ بیٹا آرام کریں جب تک حیدر ایک کام نمٹا کر آتا ہو گا"۔ وہ سر ہلا گئی۔

"انکل میری شرمیلی دیں"۔ حامد صاحب کے جانے پر وہ پیچھے سے بولی جس پر انہوں نے انکل کہنے پر ٹوکا اور کہا کہ ڈیڈ کہے تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

حامد صاحب مسکرا کر چلے گئے اور کچھ دیر میں ہونقوں جیسی شکل کے ساتھ ملازمین بے بی کاٹ میں اسکی شرمیلی کو لیکر آئی جسکا سیٹ اپ حجاب نے اپنی بیڈ سائیڈ پر کیا۔

"جب تک تمہارے باباسائیں نہیں آجاتے تمہیں چینج نہیں کرنا"۔ وہ شرمیلی سے کہتی خود بیڈ پر گر گئی اور اپنے ماں باپ۔ کے بارے میں سوچتی رو پڑی۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ اب چھت کو دیکھتی نئی دوستوں کی تلاش میں تھی جہاں اسے صدمہ لگا چھت پر ایک بھی چپکلی نا دیکھتے۔

"دھوکہ ہوا ہے میرے ساتھ۔۔۔!! یہاں تو ایک بھی چپکلی نہیں کہیں اس ناگن (مہکار) نے کھا تو نہیں لیں ہائے اللہ جی میری معصوم سی چپکلیاں"۔۔۔!

"ڈائن کہیں کی اگر تمنے کھایا ہو گا چپکلیوں کو رات کو تو دیکھنا میں تمہارا کیا حال کروں گی"۔ وہ روتی ہوئی عہد کرنے لگی۔

"کہیں ایسا تو نہیں اسے معلوم ہوا ہو کہ میری دوستیں چھپکلیاں ہیں تو اسنے کہیں معصوموں کو بھگا تو نہیں دیا"؟؟ غم تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

اور اب اس ناگن کی شکل سامنے آتی وہ روتی ہوئی اپنے شوہر کا انتظار کرنے لگی کہ اس سے شکایت کرے گی کہ وہ اسکی ساری چھپکلیاں کھا گئی ڈائن نا ہو تو۔

------------------------------*

بانہوں میں اٹھائے وہ شرمائی سی تقویٰ روم میں لایا اور پائوں کی مدد سے دروازہ بند کرتے اسے بیڈ پر لیٹایا۔
خود بھی ساتھ گر گیا۔

"اُفف تھک گئے ہیں"۔ وہ مسکراتا فانوس کو دیکھ کر بولا۔

"آپنے میرا حجاب کہیں سمندر میں گم کر دیا سائیں"۔ وہ شکوہ کرتی بولی۔

"سائیں کی جان سائیں ایسے کروڑوں حجاب تمہیں لا کر دے گا"۔ وہ اپنے پائوں سے شوز اتار کر نیچے پھینکتا ساتھ ہی کوٹ اور ٹائی۔

پھر وہ تقویٰ کے پائوں سے سینڈل نکالنے لگا کہ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"سائیں کون ساغضب کر رہے ہیں"۔ وہ اسکے ہاتھ پیچھے جھٹکتی اپنے سینڈل خود اتارتی نیچے رکھنے لگی۔

"غضب تو تم کر رہی ہو سائیں کی جان اتنا دور ہو کر"۔ وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے اوپر گرا کر بولا کہ تقویٰ نے شرما کر اسکے سینے میں منہ چھپا دیا۔

"میرے قریب آنے پر تمہیں صرف چھپنے کی جگہ چاہیے بس"۔ وہ اسے بیڈ پر ڈال کر خود اس پر جھک گیا اور تقویٰ نے دھڑکتے دل سے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھلئے۔

"اب نہیں سائیں کی جان"۔ اسنے گھمبیر لہجے میں کہتے اسکی کلائیاں پکڑ کر بیڈ سے لگائی۔

وہ سرخ سی گھبرائی بوکھلائی کسمسانے لگی۔

صائم اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا رہا اور آہستہ سے اسکی میچی آنکھوں پر لب رکھ دیۓ اسکے لمس پر تقویٰ کی سانسیں بکھر گئی جن پر جھک کر صائم سمیٹنے لگا۔

"تم بہت خوبصورت ہو، اپنے سائیں کا سکون ہو تم سائیں کی جان"۔ وہ گھمبیر بھاری سرگوشی کرتا جھکا اور اسکی شہ رگ پر اپنے دہکتے لب رکھ لے۔

آہستہ سے بہت چاہت سے اپنی ساری الفت لٹاتے اسکے وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔

اور اسکے نقوش پر جھک کر شد تیں لٹانے لگا کہ وہ سمٹ کر اسکے سینے میں چھپ گئی۔

صائم نے مسکراتے ہاتھ بڑھا کر روم کی لائٹ آف کرتے اسکے کانوں میں شہد سی میٹھی سر گوشیاں کرتے اس پر چاہت لٹانے لگا کہ وہ اسکی شدتوں کی تاب نالاتی بکھر کر خود کو اسکے سپرد کر گئی۔

صائم مسکراتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا اور پھر کانپتے لبوں پر انگلی پھیری کہ وہ سمٹ گئی۔

جس پر وہ دلکشی سے مسکراتا اسکے دہکتے رخسار کو سہلاتے اسکے لبوں پر جھک گیا۔
روم کے فسوں خیز ماحول میں دونوں کی سانسیں بکھری ہوئی تھی۔

باہر چاند اپنی چاندی چاروں اور پھیلے سیاہی کو سمیٹنے کی کوشش میں تھا اور ہوا کی ٹھنڈی لہریں پھڑ پھڑاتے کھڑکی کے پردوں سے ہوتی روم کے فضا میں پھیل جاتی۔

صائم نے اپنے سینے پر رکھے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے کھڑکی سے چمکتے چاند کو دیکھا۔

"پھیکا لگے چاند مجھے"
"جب دیکھتا ہوں چہرا تیرا"
"ہے نور اس قدر تیرے چہرے پہ"
"بدمعاش دل ہار جاتا ہے میرا"۔

وہ شرارت سے اسکے کان میں گنگنانے لگا اور تقویٰ نے گھور کر آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

"لمبی مت پھیکیو سائیں"۔ وہ اسے ہتھیلیوں سے پیچھے دھکیلتی کروٹ بدل گئی اسکا چہرا اتمتمار ہا تھا اور سانسیں اس ماحول میں بکھری ہوئی تھی دھڑکنوں کی حالت بھی غیر تھی کہ اس لگ رہا تھا آج دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔! صائم کا دلکش قہقہہ ماحول کو مزید اپنے سحر میں جکڑ گیا۔
"لمبی پھیکنے والے پر لعنت سائیں کی جان ہم تو اپنے دل کا حال سنا رہے ہیں"۔ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیکر اسکی کان کی لو کو لبوں سے چھوتے بولا کہ وہ آنکھیں میچ کر رہ گئی۔

--------------------------*

وہ مسلسل اسے نظر انداز کر رہا تھا پر جب دوائی یا خوراک کا وقت ہوتا تو سرد لہجے میں اسے جھڑک کر کھلاتا۔

ہر بار جب اسکے قریب آتا تو وہ ڈبڈباتی نظروں سے اسے دیکھتی پر وہ نظریں پھیر جاتا۔
ایک دوبار تو اسکے رونے پر بری طرح جھڑک دیا تھا۔

اور عائشہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکے پائوں پکڑ کر وہاں اپنا سر رکھ کر معافی مانگ لے۔

اب تو اسے رونے کی اجازت نہیں تھی کہ دانیال نے کہا تھا اسکی وجہ سے اگر اسکے بچے کو کچھ ہوا تو وہ اسے چھوڑے گا نہیں
۔

اور اس لئے وہ خود اس بات سے گھبرا کر رونا چھوڑ گئی تھی پر اس دل کا کیا کرتی جب بھی وہ اسکے سامنے آتا تو اسکے محبت بھرے لمحے سامنے چلنے لگتے۔

وہ اپنا حال کسی پہ نہیں بیان کر رہی تھی اسکا دل دکھ رہا تھا اسے صرف پھوپھو اور زریش سے باتیں کرتے دیکھ کر۔

اور نا اس سے پھوپھو بات کر رہی تھی نا ہی دانیال۔

ہاں اگر بات کرتا بھی تو لہجے میں اس قدر رعب ہوتا کہ وہ نظریں اٹھا کر دیکھ بھی نا پاتی۔

وہ اسکے قریب سوتا تو اسے محسوس ہوتا جیسے روم میں وہ اکیلی ہے۔
اور تب وہ دن یاد کرتے اسے نا چاہتے رونا آتا جب وہ اسے اپنے روم میں لانے کی بے انتہا جتن کر رہا تھا۔

وہ جب اسکے پاس ہوتی اگر روتی تو کیسے چھوٹی بچی کے طرح اسے چپ کرواتا اسے محبت کرتا اب تو وہ روئے تو ایسے جھڑک دیتا جیسے کھا جائے گا۔

اور اسکی جھڑک میں اس قدر رعب ہوتا کہ وہ ایکدم خاموش ہو جاتی۔

اسنے کافی ہمت سے اپنے پائوں میں پہنی پازیب میں واپس گھنگرو ڈال لیے تھے پر اب اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا انکی آواز پر۔

وہ سسک اٹھی۔
کیا کرتی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

ابھی بھی وہ چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی اسکے بارے میں سوچ رہی تھی۔
اسے وہ بارش والا منظر یاد آیا دل کی تو حالت غیر ہوئی پر روح بھی سسک اٹھی۔
زریش اسے بالکل کام کو ہاتھ نہیں لگانے دے رہی تھی۔

اسلئے گھر میں بور بور ہوتی پھر رہی تھی۔

"سنو عائشہ یہاں آئو"۔کچن سے زر کی پکار پر وہ مژمردگی سے اٹھی اور جانے لگی۔

"جی"۔۔۔۔!
"یہ لو دانی کو دے آئو میں اماں کو دیتی ہوں چائے"۔وہ اسے چائے کے کپ والی ٹرے پکڑاتی بولی کہ عائشہ نے اداسی سے اسے دیکھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو جاؤ ہمت کرو اور اپنا گھر سنبھالو"۔ وہ اسکا گال چھو کر بولی تو عائشہ ڈوبتے دل سے ٹرے پکڑے ہمت کرتی جانے لگی۔

وہ ابھی لوٹا تھا آفس سے اور اب شاید فریش ہو رہا تھا ورنہ لائونج میں پھوپھو اور زر کے ساتھ چائے پیتا تھا۔

وہ روم میں آئی تو وہ شرٹ پہن رہا تھا۔

عائشہ اسکی طرف دیکھ کر سرخ چہرے سے نظریں جھکا گئی۔
آہٹ پر دانیال نے بھی مرر میں دیکھا تو سامنے ہی سرخ چہرے سے سر جھکائے ہاتھوں میں ٹرے پکڑے عائشہ کو پایا۔

"یہاں کیوں لیکر آئی ہو تمہیں معلوم نہیں میں پھوپھو کے ساتھ پیتا ہوں"۔ سرد لہجے میں وہ ناگواری سے بولا کہ عائشہ نے پلکیں اٹھائیں۔

"وہ زر نے کہا کہ پھوپھو اپنے روم میں پی رہیں ہیں"۔ وہ اسکی پشت کو دیکھتی گویا ہوئی۔
"اب کیا سر پر ڈالنے کا ارادہ ہے جا کر ٹیبل پر رکھو"۔ وہ جھڑک کر بولا تو عائشہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔

"دوائی کھائی"؟؟ وہ چلتا صوفے پر بیٹھا اور کپ اٹھا کر لبوں سے لگاتے ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے اس میں کچھ ٹائپ کرتے مصروف سا پوچھنے لگا۔

"جی"۔۔۔! آنسوں کا گھولا حلق سے انڈیلتے وہ بولی۔

"کیا کل ہارون کے گھر جائو گی"؟ وہ دروازے کے قریب پہنچی تو پیچھے سے آواز آئی۔
عائشہ کا دل سکڑ گیا۔

"کیسی امید لگا رہی ہوں کیا مینے جو کیا وہ کم تھا"۔ وہ خود سے بولی اور دانیال نے چوٹی میں بندھے سنہری بالوں کو دیکھنے لگا۔

"پر وہ میری طبیعت تو پوچھ ہی سکتا ہے میں اسکے بچے کی ماں بننے والی ہوں"! اسکے دل نے کہا۔

دماغ سے جب خوف اترہ تھا اب اسے ساری حقیقت اور دانیال کے ساتھ جڑے رشتے کا احساس ہونے لگا تھا پر اب پچھتائوں کے سواء کچھ نہیں بچا تھا۔

"اور مینے جو اسکے بچے کے بارے میں کہا ہمارے بچے کے بارے میں کہا وہ"۔ اسکے دماغ نے تلخ حقیقت سامنے رکھی وہ تڑپ گئی۔

"نہیں"۔۔۔!! وہ نفی میں سر ہلانے لگی اور آہستہ سے ڈور کھول کر باہر نکل گئی دانیال نے سر جھٹک کر لیپ ٹاپ اٹھایا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ اسنے جو کہا وہ خوف میں کہا وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی یا وہ اس لڑکے سے محبت نہیں کرتی"۔
اس سوچ کے آتے ہی وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

"ہونہہ۔۔۔! اگر وہ مجھے کہے گی بھی تو میں کون سا معاف کر دوں گا اسنے میرے احساسات کو کچلا ہے میری انا پہ چوٹ کی اور اسنے کھلے لفظوں میں کہا ہے کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے"۔ ان تلخ سوچوں میں وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

"اسنے میرے بچے کو مارنے کی کوشش کی جو کوئی عورت خواب میں بھی نا سوچے اپنی کوکھ کیلئے"۔ سرخ آنکھیں کھول کر وہ اپنا سارا غصہ لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر نکالنے لگا۔

*____________________*____________________*

اسکے باپ نے جو کیا سو کیا پر اب اس نئی نویلی دلہن کے ساتھ جو اسکے بھائی نے کیا چھوڑ کر اسے چلا گیا وہ انتہائی زبردست تھا کہ مہکار سوچتے جھوم اٹھتی کہ حیدر سنگاپور چلا گیا۔

اور اب رہی یہ چھوٹی سی چڑیا گھر میں جو سارا دن خرگوش سے باتیں کرتی اسکا دماغ پکا چکی تھی۔
مہکار کو تو انتہائی نفرت اس سے محسوس ہوئی اسنے اپنے ڈیڈ سے بھی گلا کیا کہ کس کو اٹھا کر لائیں ہیں ایسا لگتا ہے جیسے پاگل خانے سے بھاگی ہوئی لڑکی ہو۔

اور اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ روم کے پاس سے گذرتی حجاب بھی اسے سن لے گی۔

اور اپنی شرمیلی کیلیئے اسکی بکواس سن کر تڑپ کر رہ گئی۔

حامد صاحب نے مہکار کو جھڑک دیا جس پر وہ منہ بنا گئی۔

اور حجاب سے حیدر کی گمشدگی کا بہانہ گڑھا تھا کہ وہ ارجنٹ میٹنگ میں سنگاپور گیا ہوا ہے جلدی آئے گا۔
پر یہاں مہکار کی باتیں سن کر پتا چلا کہ وہ بھاگ گیا ہے اس رشتے سے۔
حجاب کو سن کر بہت دکھ ہوا وہ روم میں آکر کافی روئی کہ اسکا شوہر اسے دیکھنے سے پہلے ہی اسے دھتکار کر چلا گیا۔
پر کیوں۔۔۔۔؟
اس کیوں کا جواب اسے معلوم نہیں تھا پر اسے امید تھی کہ یہ ناگن ضرور اسے جلدی ہی بتا دے گی کسی بہانے سے ہی۔

دوسری طرف حیدر کے تین دن بعد کال پک کرنے پر حامد صاحب نے بغیر اسکی سنے کافی سنا دیا اسے اور اس سے کہا کہ اگر وہ واپس نہیں لوٹا تو وہ خود کو کچھ کر لیں گے۔

وہ معصوم لڑکی اسکا انتظار کر رہی تھی اور یہ تھا کہ نواب لوٹ نہیں رہا تھا۔

روم انتہائی کا خوبصورت تھا اور اسکے ترتیب فرنیچر کلر سے لگ رہا تھا کہ بندہ کافی نفاست کڑوے ٹائپ کا ہے۔
اور تصویر ایک بھی نہیں تھی کہ وہ دیکھ کر برا بھلا ہی کہہ سکے اسے۔

کیونکہ حامد صاحب کے مطابق اسے تصویر نکالنا پسند نہیں اور ناہی اسنے کبھی زندگی میں کھچوائیں تھی۔

اور حجاب جو شر میلی اور اسکے ڈیڈ کے ساتھ ہزاروں سیلفیز لینے کا مستقبل میں سوچ بیٹھی تھی سارے خواہشوں پر اوس پڑ گئی اور وہ سب پر ساری خواہشوں پر حرف بھیج کر منہ بنا کر اس سڑے کدو کا سوچتی رہ گئی۔

"لگتا ہے سیلفیوں سے بد ہضمی ہوتی ہو گی جس طرح اسکی بہن کو مجھے دیکھ کر ہوتی تھی کہ برے برے منہ بنا کر حقارت بھری نظروں سے دیکھتی رہتی تھی"۔۔۔

حامد صاحب نے مہکار کو مطمئن کر دیا تھا کہ یہ نکاح اچانک ہوا ہے صورتحال ہی ایسی ہو گئی تھی کہ انہیں کچھ سمجھنے کا یا کسی کو بلانے کا موقعہ نا ملا۔

اور وہ اپنے باپ کی چلاکیاں سمجھتی خاموش رہ گئی۔

پر یہ کہنا نہیں بھولی کہ اگر بھائی کی شادی کروانی ہی تھی تو مجھ سے کہہ دیتے کوئی ڈھنگ کی لڑکی سے تو شادی کرواتے اس بچی سے کروالائیں ہیں جو ابھی جانوروں سے کھیل رہی ہے۔

وہ کیا گھر سنبھالے گی۔ وہ طنزیہ کہہ کر کافی کچھ جتا کر گئی تھی معنی خیز لہجے میں جو حامد صاحب سمجھتے سر ہلا گئے۔

"ڈیڈ"۔۔۔!!دروازہ ناک کرتے وہ حامد صاحب کو بلانے لگی اور حامد صاحب گلابی کپڑوں میں اپنی چھوٹی سی خوبصورت بہو کو دیکھ کر کھل اٹھے۔

"ارے آئو آئو ڈیڈ کی جان"۔۔۔!انہوں نے بانہیں پھیلائی اور حجاب مسکراتی اندر آکر انکی بانہوں میں سمائی کہ حامد صاحب نے اسکے سر پہ بوسہ دیا۔

"کچھ کہنا ہے"؟؟اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھاتے انہوں نے شفقت سے پوچھا حجاب اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ابھی مینے ناگن۔۔آئی مین مہکار اوہ نہیں مطلب کہ آپی کو کہتے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی آپ سے کہ شاہ سائیں شادی زبردستی کروانے سے روٹھ کر چلے گئے ہیں کیا یہ سچ ہے"؟؟پوچھتے ہوئے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

حامد صاحب کے لبوں کی مسکراہٹ مدھم پڑ کر ختم ہو گئی۔

"ڈیڈ مجھے سب سچ بتائیں کہ کیا حقیقت ہے"؟؟اسنے بھرائی آواز میں پوچھا جس پر حامد صاحب نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"ایسا کچھ نہیں بیٹا"!!!انہیں اتنا غصہ آرہا تھا حیدر پہ کہ وہ بیان نہیں کر سکتے تھے دل کر رہا تھا کہ سامنے ہوتا تو چہرا سرخ کر دیتے کیسے اس معصوم کو چھوڑ کر طنز کے حوالے کر گیا ہے کیا اپنی بہن کو نہیں جانتا تھا۔

--------------------------*

"میں آپکے لئے چائے بنا کر لاؤں جو ڈیڈ کو بنا کر دیتی تھی"۔وہ حامد صاحب کے پاس سے اٹھ کر آنکھیں صاف کرتی بولی۔

انہونے مسکراتے سر ہلایا۔

"اللہ تمہیں سدا خوش رکھے مجھے معاف کر دینا بچی"۔اسکی پشت کو دیکھتے وہ شرمندہ سے بولے۔

قادر شاہ اور قدیر شاہ کو جب معلوم ہوا حجاب کی اچانک خفیہ شادی کا تو انہونے بڑا واویلا مچایا کہ قاسم شاہ نے کہا میری بیٹی تھی میں جہاں چاہتا اسے دیتا تم لوگ کون ہوتے ہو۔
انہونے ایکبار بھائی کی زبردستی میں بیٹی کی اتنی سی عمر میں شادی کروا دینے پر بھڑک کر قادر شاہ کا مقابلہ کیا تھا بغیر لگی پٹی رکھے۔

قادر شاہ ناراض ہو کر اس سے تعلق ترک کر گئے تھے البتہ قدیر پاگلوں کی طرح حجاب کو ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک بار مل جائے بس۔۔۔

اور قاسم شاہ کی اس پر سخت نظر تھی کہ وہ اسکی بیٹی کو کوئی نقصان نا پہنچائے۔

"چٹاخ۔۔۔۔۔"! حجاب نے کچن میں پائوں رکھا ہی تھا کہ تھپڑ کی آواز اسکے کانوں میں گونج اٹھی اسنے حیرت سے اندر جھانکا جہاں ملازم سر جھکائے سرخ چہرے سے مہکار کے سامنے کھڑا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے آگے سے جواب دینے کی جب مینے کہا ہے اس میں نمک کی کمی ہے تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ نہیں ہے"۔وہ جاہلوں کی طرح ملازم پر چیخ رہی تھی جسکی آواز پورے کچن میں ساتھ اس سے ملحقہ ڈائننگ ٹیبل کے ہال میں گونج رہیں تھی۔

حجاب نے اپنی کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیں۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے کوئی ایسے برتائو کرتا ہے ملازم سے"؟؟ وہ آگے بڑھ کر مہکار سے غصے سے بولی کہ اس آواز نے مہکار کو پہلے حیرت سے دیکھا اور حجاب کو دیکھ کر اسکا بدن جل اٹھا۔
"بکواس بند کرو تمہاری ہمت کیسے ہوئی بیچ میں بولنے کی یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے سمجھی"۔مہکار سرخ ہوتی اس پر غرائی جس پر حجاب نے آنکھیں سکڑی۔

"مذاق اچھا تھا پر مجھے ہنسی نہیں آئی اور اپنے جملے پر غور کریں ہمت میری ایسے ہوئی کہ میں اس گھر کی بہو ہوں مسز حیدر شاہ اور اس گھر کا معاملہ میرے گھر کا معاملہ ہے اور میرے گھر میں میرے ملازموں پر چیخنے والی آپ کون ہوتی ہیں؟؟ اپنا گھر تو سنبھالا جاتا نہیں آجاتی ہیں دوسرے کے گھروں میں اپنی منحوسیت پھیلانے"۔وہ دوبدو بولتی اسے شاک کر گئی۔

مہکار نے شاک کی کیفیت میں اسے چڑیا جتنی لڑکی کو سر سے پائوں تک دیکھا۔

"تمہاری یہ مجال دو ٹکے کی لڑکی"۔ اگلے ہی لمحے وہ چیختی اس پر ہاتھ بلند کرتی اسکے نازک سے رخسار پر اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑ دیتی پر اس سے پہلے ہی برقی سی تیزی سے حجاب نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تمہاری یہ مجال معصوم چپکلیاں کھانے والی ناگن مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گی"۔ وہ اس سے بھی بلند کہتی اسکا ہاتھ پیچھے جھٹک چکی تھی۔

"دو ٹکے کی مجھے کیا کہتی ہیں دو ٹکے کی تو آپ ہیں جس سے اپنے شوہر کا گھر نہیں سنبھالا گیا آ گئی باپ بھائی کا گھر برباد کرنے یہ تمہارے ذاتی ملازم نہیں جن پر ایسا جاہلوں جیسا سلوک کر رہی ہو نا ہی تمہارہ کھاتے ہیں اپنے حق حلال کا کما کر کھا رہے ہیں اس بار معاف کر رہی ہوں آئندہ خبر دار ایسی کوئی حرکت کی تو"۔ وہ اپنی چھوٹی سی انگلی مہکار کے سامنے بلند کرتی وارن کرنے لگی۔

"بدزبان تمہاری کیا اوقات ہے مجھے گھر نا سنبھالنے کا کہتی ہو میں تو اپنے شوہر کے چال چلن کی وجہ سے یہاں ذلیل ہو رہی ہوں تم کیا ہو ہاں تم میں کونسا عیب دیکھ لیا گیا جو ایک دن میں ہی باپ نے اچانک سے پھینک دیا اور شوہر منہ لگائے بغیر چلا گیا دھتکار کر"۔ وہ اپنی غلیظ زبان کے جوہر دیکھاتی حجاب کا چہرا سرخ کر گئی ملازمہ کے سامنے اس طرح کی باتوں پر اسکا دل کیا سامنے کھڑی اس بیہودہ عورت کو کچل دے کسی مشین میں۔

"میرا شوہر مجھے دھتکار کر نہیں گیا بلکہ میں جان چکی ہوں تم دونوں بھائی بہن کو دیکھ کر کہ تم دونوں ہی بھگورے ہو ایک اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر بھاگ آئی دوسرا بیوی کو چھوڑا کر بھاگ گیا اور دوسری بات عزت وہاں کی جاتی ہے جہاں عزت

ملے تمہارے اس طرح کے تہمت پر میں صرف تمہیں یہ ہی دے سکتی ہوں چٹاخخخ۔۔۔۔۔"پورے کچن میں اسکے تھپڑ کی آواز گونج اٹھی اور مہکار گال پر ہاتھ رکھے ساکت سی اسے دیکھنے لگی۔

ملازمہ کا تو رنگ پھک پڑ گیا اور اب انہیں اپنی چھوٹی سی مالکن کی فکر ستانے لگی پتا نہیں یہ بد تمیز عورت کیا کرے اسکے ساتھ ۔

"تمہاری یہ مجال "گالی"۔۔۔۔۔"!وہ دھاڑتی اسکے بالوں کو پکڑ کر جھنجھوڑتی اس پر جھپٹی کہ اس سے پہلے ہی ان دونوں کی آواز پہ حامد صاحب کو بھاگتے آئے تھے مہکار کی زبان اور حرکت دیکھتے سن کر ساکت رہ گئے اور اور آگے بڑھ کر اسکا بلند ہاتھ پکڑ کر پیچھے دھکا دیا حجاب سے۔
جواب روتی سرخ لہولہان آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"کیا بد تمیزی ہے مہکار اتنا کیسے گر سکتی ہو تم"۔حامد صاحب غصے سے اس سے بول رہے تھے جنہیں دھکا دیتی وہ کچن سے نکل کر روتی ہوئی بھاگ گئی۔

اور بر وقت ملازم حامد صاحب کو نا سنبھالتے تو ضرور آج وہ اپنی وہ اپنی ہڈیاں تڑوا چکے ہوتے۔

"سوری صاحب یہ سب ہماری وجہ سے ہوا"۔ملازم نادم سا ہو کر بولا کہ حامد صاحب خود کو سنبھالتے انہیں جانے کا بولا۔

"ایم سوری بیٹا"۔انہوں نے شاک سی کھڑی حجاب کا سر سینے سے لگایا۔

"ڈیڈ مجھے تو یہ نفسیاتی لگتی ہیں"۔ وہ خوفزدہ سی انہیں دیکھتی بولی جس پر حامد صاحب نے نفی کی۔

"ایسا نہیں وہ ہے ہی اتنی بدتمیز بدزبان"۔ وہ کڑھ کر بولے۔

"آپ بھول جائیں اسے یہ ہے ہی بدتمیز انکے منہ نا لگا کریں"۔ حامد صاحب کے لہجے میں ناپسندگی تھی مہکار کیلئے۔
اور حجاب خاموشی سے سر ہلا گئی۔

"آپ چلئے میں چائے بنا کر لاتی ہوں"۔ وہ مسکرا کر ان سے بولتی کائونٹر کی طرف مڑی تو حامد صاحب دل میں ہی دل حیدر کی بری طرح درگت بنانے کا سوچتے باہر چلے گئے۔

"یہ کیا ہے"؟
وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر بولی۔

"یہ شطرنج ہے، کیا شطرنج کا کھیل آتا ہے میری بیٹی کو"؟؟ چائے کا کپ اٹھاتے حامد صاحب بولے کو وہ مسکراتی پاس بیٹھی
۔

"انکلورس آتا ہے یہ شطرنج کیا کھیل ہے میں تو گولیوں سے کھیل جائوں چڑیلوں کو مار گرائوں اپنے میجک ہینڈ سے ڈائن کو اڑا دوں میری چپکلیاں کھانے والیوں کو بم سے بھسم کر دوں"۔وہ کشن گود میں رکھتی پیر پسارے انکے ساتھ صوفے پر بیٹھی اور اونچا اونچا بولتی مہکار کو سنانے کی کوشش میں تھی۔

"اڑے واہ اتنی بہادر بٹیا"؟حامد صاحب نے اسکی بچگانہ باتوں پر ہنستے شطرنج سیٹ کیا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔

"اور نہیں تو کیا"۔وہ گردن اکڑا کر اور بھی معصوم لگی بالکل چھوٹی بچی کی طرح۔
سرخ سفید رنگت سیاہ بڑی آنکھیں ان پر خمدار گھنی سیاہ پلکیں ستواں ناک خوبصورت سے سرخ لب دبلا سانازک سراپا۔

وہ ایک خوبصورت مجسمہ تھی کہ ایک پل کو جس کی بھی نظر جاتی پلٹنے کا نام نالیتی۔
اسلئے تو اسکے کزن بھائی نے جو اسکے باپ کی عمر سے چند سال ہی چھوٹا تھا اسے دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا۔

ورنہ تو عموماًوہ نقاب کیے رکھتی،
قدیر شاہ نے اچانک سے اسے دیکھ لیا تھا ایک شادی میں اور پھر پاگل ہو گیا اسکے لئے کہ کیسے بھی کر کے اسے پانا ہے۔

مہکار بھی اس کی زبان سے زیادہ اسکے کم سن حسن سے خوفزدہ ہوئی تھی۔

"چائے تو بہت خوبصورت بنائی ہے سچ آپکی ساس کے جانے کے بعد آج پہلی بار ایسی خوبصورت چائے پی رہا ہوں وہ بھی اپنے بیٹاسائیں کے ہاتھ کی"۔انکی تعریف پہ حجاب کھلکھلا اٹھی۔

"پلیز ڈیڈ یہ خوبصورت نہیں خوب ذائقہ ہو سکتی ہے آپ بھی مجھے خوش کرنے کیلئے ڈیڈ کی طرح بس چھینک نا دیں لمبی"۔
اسکی بات پر حامد صاحب اپنی چوری پکڑنے پر قہقہہ لگا اٹھے۔

چائے تھوڑی پھیکی تھی اور کڑک بھی کہ منہ میں ڈالتے ہی زبان اپنا ذائقہ چھوڑ دے جیسے کوئی گرم پانی پی لیا ہو پر حامد صاحب اسے خوش کرنے کیلئے ساری چائے پی گئی اور اسکی چائے کا کپ بھی اپنی طرف کر لیا کہ بہت خوبصورت ہے یہ بھی خود پیئیں گے آپ اپنے لئے دوسری بنا لیں۔

مطلب صرف اسے اسکی چائے سے دور رکھنا تھا جو اتنی خوش سے تعریف اپنا حق سمجھ کر اپنے ہاتھوں پر ادا سے پھونک مارتی وصول رہی تھی۔

اور وہ گردن اکڑا امیدان میں کودی اور شطرنج کھیلنے لگی پر اسکا سارا دھیان مہکار کی طرف تھا اسکا سرخ چہرا بار بار نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا اور حجاب کا دل کیا اس منحوس کا منہ نوچ لے۔
سمجھتی کیا تھی خود کو بھگوری کہیں کی۔
اسکا کافی موڈ ہو رہا تھا ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اس ناگن کے سامنے چائے کی چسکیاں لینے کا۔

پر اس وقت حامد صاحب بیٹھے تھے سامنے کہ یہ سب ناممکن تھا۔
ورنہ تو آگ لگا کر اس میں پیٹرول ڈالنے میں خوب مزا آتا تا خیر ابھی نہیں تو پھر کبھی ویسے بھی سارا دن تو حامد صاحب گھر نہیں ہوتے تھے۔

اور یہ اسکی غلط فہمی دور کرے گی کہ ہر لڑکی بے زبان نہیں جو چپ چاپ تمہاری سنتی جائے۔
اسنے جو گالی دی ہے اسکا تو بدلہ وہ ایسا لے گی کہ اسے اپنی نانی یاد آ جائے۔

وہ اپنی سوچوں میں تھے جب تک حامد صاحب ایک کے بعد دوسرا پیادہ مار رہے تھے۔

"اوہ یہ چیٹنگ ہے میں نہیں مانتی واپس سے شروع کریں گیم"۔اسنے ساری گیم کو ہاتھ مار کر ختم کرتے پھر سے اسٹارٹ کیا اور حامد صاحب اسکے یوں ہار سے بھاگنے پر قہقہہ لگا اٹھے۔

*___________________*___________________*

"یہ ہمارے فرسٹ بے بی کا روم"۔۔۔!وہ ایک روم میں اسے لایا جسکے وال کلر بلو تھا اور پردے وائٹ وہاں ایک لڑکے کی ہر ضرورت کی چیز موجود تھی ویڈیو گیم سے لیکر گاڑیوں تک۔
ایک خوبصورت سا بیڈ تھا اسکے اوپر ہی بڑا سا فریم لگا ہوا تھا جس میں ابھی ایک نیچر کی تصویر لگی تھی شاید بعد میں اپنے بیٹے کی تصویر لگانے کا ارادہ ہے۔

تقویٰ نے سارے روم پہ نظریں ڈالی اور ایک سائیڈ گلاسس وال کے بیچ میں پریر روم دیکھا اسنے مسکراتے صائم کو دیکھا جو آسودگی سے روم کو دیکھ رہا تھا۔

اور وہ اسے ہاتھ پکڑے تیسرے روم میں لایا یہ بھی پہلے جیسا تھا پر اسکا کلر براؤن اور وائٹ ہی پردے تھے پریر روم یہاں بھی موجود تھا۔

"دوسرا روم کس کا ہے"؟؟ سرخ سے چہرے کے ساتھ تقویٰ نے دونوں رومز کے بیچ اس روم کو چھوڑنے پر صائم سے پوچھا۔
وہ مسکرایا اور اسکا ہاتھ پکڑا۔

ایک ہاتھ اسکی آنکھوں پر رکھ کر وہ اسے لیکر اس بیچ والے روم میں لایا اور دروازہ کھول کر اسے اندر لایا۔

"ریڈی"۔۔۔!! اسنے سرگوشی میں پوچھا اور اسکے سر ہلانے پر اسکے آنکھوں سے ہاتھ آہستہ سے ہٹا کر اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیے اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائی۔

تقویٰ نے آہستہ آنکھیں کھولی تو جیسے سامنے ساکت رہ گئی۔

"یہ تو کسی پرنسس کا روم لگتا ہے سائیں"!! وہ سامنے بڑے سے خوبصورت بیڈ کے گرد گلابی جالی کے پردے لٹکے گلابی بلو وائٹ کے اس مکس کلر کے روم میں کھڑی اسکی نظریں ہر طرف گھوم رہی تھی۔
گلاسس کے وال پر وائٹ پردے بلو ململ کا قالین گلابی دیواروں کا کلر اور گلاسس کا وارڈروب جو ابھی خالی تھا۔
شیشے کی چھت جس میں بڑا سا خوبصورت لائٹس والا فانوس لٹک رہا تھا۔
اور یہاں بھی ایک خوبصورت پریر روم تھا جسکے گرد گلاسس کی دیواریں تھی۔

اٹیچ باتھروم۔
یہ روم تو کسی شیش محل کا نقشہ دیکھا رہا تھا۔

"کس کا ہے"؟؟ وہ سحر زدہ سی بولی۔

"ہماری پرنسس کا"۔ صائم نے اسکی گردن میں منہ چھپاتے کہا وہ سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی۔

"پسند آیا"۔ اسکا رخ اپنی طرف کرتے پوچھا جس پر تقویٰ سر جھکا گئی۔
پر اسکے چہرے کی سرخی سارے راز اگل رہی تھی۔
"آئو"! وہ اسکا ہاتھ پکڑے روم کو واپس لاک کرتا ڈرائنگ روم میں لایا وہاں بھی وہ ستائش سے دیکھ رہی تھی۔

پھر اسے لیکر خوبصورت امریکن اسٹائل کچن میں لایا اور جہاں اسکی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔
اس جدید طرز کے کچن میں رکھی مشینوں کو سمجھنے میں اسے تھوڑی مشکل پیش آئی پر وہاں رکھے اسکی گائیڈنس کیلیئے بک دیکھ کر وہ مسکرائی۔

لائونج اتنا بڑا نہیں تھا پر چھوٹا بھی نہیں تھا صوفے سیٹ اور شیشے کی بڑی سی ٹیبل رکھی تھی جس پر کرسٹل کا واس رکھا تھا اور اس میں لگے گلاب

سامنے ہی دیوار میں بڑی سی ایل ای ڈی لگی تھی اور ایل ای ڈی کے قریب باقی کی وال پر خوبصورت ماہر آرٹسٹ کی پینٹنگ لگی تھی جنہیں سمجھنا کافی مشکل تھا کہ انسان بنا ہوا ہے یا سمندر یا پہاڑ۔

دوسری طرف نیچر کی تصویریں لگی تھی اور پاس ہی چھوٹی ٹیبلز پر ڈیکوریشن پیسز۔

"آئو اب آخری منزل کی طرف"۔ وہ ہر چیز کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک ہی اسکا ہاتھ پکڑ کر صائم نے اپنی طرف کھینچا اور بانہوں میں اٹھالیا۔

"سائیں کیا کر رہے ہیں نیچے اتاریں"۔ وہ مچل کر بولی پر صائم اسے اگنور کیے آگے بڑھ رہا تھا۔

دیوار کے ساتھ بنی برائون ووڈ کی سیڑھیاں طے کرتے وہ اسے اپنے ساتھ اٹھائے اوپر جا رہا تھا۔

اسکی پرشوق نظریں محسوس کرتی تقویٰ نے منہ دیوار کی طرف کرلیا جہاں خوبصورت پینٹنگ لگی تھی۔

"آگئی ہماری منزل"۔ وہ ایک ہاتھ سے اس بند روم کا دروازہ کھولتے بولا کہ تقویٰ کی دھڑکنیں دھڑک اٹھی۔

وہ روم میں داخل ہوا اور اسے نیچے اتارہ۔

اسکے اتارنے پر وہ ایکدم دور ہوئی اور اپنی چادر ٹھیک کرنے لگی۔

"دیکھو ہماری منزل کو"۔ اسنے نظروں سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا جس پر تقویٰ نے مڑ کر دیکھا۔

اس روم کی دیواروں سے لیکر پردے اور قالین بھی سفید تھے۔بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ بڑا سا لیمپ رکھا تھا جو ایک درخت کا نقشہ دی رہا تھا اور اسکی ٹہنیوں میں لائٹس لگی تھی اور اسکی روشنی پورے بیڈ پر پھیلی ہوئی تھی۔

سامنے دیوار پر ایک ایل ای ڈی لگی تھی اور اسکے دائیں بائیں ہاتھ لگے تھے جو ایل ای ڈی کو ایسا لگ رہا تھا جیسے پکڑے ہوئے تھے۔

گلاس وال پر پردے لٹک رہے تھے روم میں کوئی کھڑکی نہیں تھی سواء اس گلاس وال کے۔

روم انتہائی خوبصورت اور جدید طرز کے حساب سے بنا ہوا تھا۔

اور چھت میں خوبصورت فانوس لٹک رہا تھا پر وہ لائٹس کیلئے نہیں سجاوٹ کا تھا۔

روم کے چھت کے چاروں طرف کے کونے میں بلولائٹ جل رہی تھی۔

اور نیچے ایک بڑا سا تھری سیٹر وائٹ صوفے کے سامنے ایک بڑی سی ٹیبل رکھی تھی۔

اسکے بیچ واس میں لگے گلاب اور دونوں طرف میگزین رکھے تھے۔

"یہ تو بہت خوبصورت ہے"۔ وہ مسکراتی بولی تبھی صائم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر سامنے گلاس وال کے پردے برابر کیے اور شیشے کے اس پار منظر دیکھ کر اسکی سانسیں رک گئی۔

اسنے گلاس وال کے ڈور کو کھولا اور بالکنی میں داخل ہوئے جہاں سامنے ہی ایک خوبصورت سی نیلے پانی کی جھیل اور اسکے گرد لگے درختوں نے انکا ویلکم کیا ٹھنڈی ہوا کی لہریں دونوں کی وجود سے ٹکرائیں مسکراہٹیں بکھر گئی۔

صائم ریلنگ پر ہاتھ ٹکا کر دور خوبصورت پہاڑوں کو دیکھنے لگا۔

یہاں سے گھر ایک دوسرے سے کافی دور دور بنے ہوئے تھے اور وہ جیسے کسی جنت میں آ گئے تھے۔
گھر شیشے اور ووڈ دونوں سے بنایا گیا تھا اور کافی خوبصورت تھا۔

وہاں بھی خوبصورت تین چھوٹی چھوٹی چیئرز اور دو بڑی رکھی تھی انکے بیچ ایک شیشے کی ٹیبل رکھی تھی۔

وہ جھینپ گئی سارے گھر میں بچوں کی تین تین پر مشتمل ہر سامان موجود دیکھ کر۔
"کیسا لگا تمہیں ہمارے گھر"؟؟ اسلام آباد کے اس خوبصورت پر سکون ماحول بنے گھر میں خود کو پا کر وہ بہت پر سکون فیل کر رہا تھا۔

وہ صبح تقویٰ کی تلاوت کے بعد سارا سامان پیک کر کے نکلے تھے اور اب کافی لیٹ یہاں پہنچے تھے۔
تقویٰ نے عائشہ اور زریش پھوپھو سے بات کی تھی اور تینوں نے اسے اپنا خیال رکھنے کا کہا۔

زریش عائشہ تو اسکے اتنے بڑے قدم پر خاموش ہو گئی پر پھوپھو انجان اسے کافی ہدایات کر رہی تھی ساتھ شکوہ بھی کہ جاتے ہوئے مل جاتی پر تقویٰ نے معذرت کی کہ جلدی نکلنا ہے پر ان شاء اللہ وہ جلد چکر لگائیں گے۔

صائم نے دیکھا جہاں وہ اسکی خواہش کا اتنا احترام کر رہی ہے تو اسنے بھی اسکے لئے آن لائن کلاسز کا انتظار کر لیا تھا گھر کے ایک اسٹڈی روم اسکے لئے بنایا تھا جہاں اسکی ضرورت کا ہر بک اور بڑا سا کمپیوٹر موجود تھا۔
دوسرا اسلام آباد کے میڈیکل یونیورسٹی میں کلاسز اٹینڈ کرنے کی پرمیشن بھی حاصل کر لی تھی۔

اور خود اپنے لئے کوئی نوکری تلاش کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

آغا جانی نے بھی چھپ کر ان دونوں سے باتیں کی تھی اور اپنا خیال رکھنے کا کہا تھا یہ بھی کہا تھا کہ وہ چکر لگائیں گی۔

پر صائم نے صاف انکار کر دیا کہ اب وہ اپنے ماضی کو بھولنا چاہتا ہے سب کچھ بھولنا چاہتا ہے کوئی کسی سے بھی اسکا رشتہ نہیں صرف اپنی بیوی کے علاوہ۔

مسز ہانیہ اور وہاج صاحب کو اسکے گھر اور فلیٹ بھیجنے اور اسلام آباد میں شفٹنگ کا سن کر کافی خوش ہوئی اور بلا سر سے ٹلنے پر کلمہ بھی پڑھا۔

جنید اور سیف کافی اداس ہوئے اس سے ملتے وقت روئے بھی اور تقویٰ کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر روتے معافی مانگی جسکا اسنے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

صائم اس منظر سے گھبرایا ضرور پر اسنے چہرے پر بیزاری سجالی۔

"اب تم مجھے ان ہاتھوں سے کیا بنا کر کھلاؤ گی"۔ وہ اسکے ہاتھ چومتا بولا کہ تقویٰ نے اچانک سے سٹپٹا کر ہاتھ کھینچنے چاہے کہ صائم نے اسے پورا کھینچ کر اپنے حصار میں لے لیا۔

"میں پہلے عصر کی نماز تو ادا کر لوں پھر ملکر کپڑوں کی سٹینگ کرنی ہے اسکے بعد کھانا بناؤں گی"۔ وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر پرے کرتی گھور رہی تھی۔

"اور پھر مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ گی"۔وہ اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسکے لبوں کو چھو کر بولا کہ وہ گھبرا کر سرخ ہوتی اسے دھکا دیکر دور ہوئی۔

صائم ہنستا ریلنگ سے لگا۔

"میرا پریئر روم کہاں ہے"؟؟وہ واپس روم میں جاتی بولی کہ صائم نے سامنے سفید پردے کی طرف اشارہ کیا وہ الجھ کر آگے بڑھی اور پردہ ہٹایا تو گلابوں کی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی ساتھ ہی اگربتی کی مہک بھی۔

اسنے گلاس ڈور سلائیڈ کیا اور اندر داخل ہوئی ایک سائیڈ جائے نماز بچھی ہوئی تھی اوپر قرآن پاک پھولوں کے بیچ رکھا ہوا تھا چھوٹی چھوٹی مدہم لائیٹس جل رہی تھی کی اتنا خوبصورت پریئر روم دیکھ کر اسکا دل دھڑک اٹھا اور خوشی سے اسنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔
گلاس کی دیواروں کے گرد پردے لٹکے ہوئے تھے اور اتنا پیارا منظر تھا کہ وہ جیسے کھو سی گئی۔
وہ باہر آئی تو صائم بیڈ پر بیٹھا تھا۔

"کیسا لگا"؟؟اسنے بے چینی سے پوچھا۔

"بہت بہت زیادہ خوبصورت تھینکس سوچ سائیں"۔۔۔!وہ خوشی سے چہکی۔

"تو اب یہاں آئو اور ایک زبردست سا ہگ کروا اپنے سائیں کو"۔اسنے بانہیں پھیلائی تو تقویٰ نے آنکھیں۔

"سوری یہ ممکن نہیں اذانیں آرہی ہیں"۔وہ ناک کو چھوتی وہاں سے کترا کر بھاگتی کہ ایک جست میں صائم نے اسکے پکڑا۔

"بیوقوف مت بنائو ابھی پانچ منٹس ہیں اذانوں میں" وہ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا اسکی کمر کے گرد ایک بازو ڈالے دوسری کلائی میں گھڑی میں وقت دیکھتا بولا اور قہقہہ لگا اٹھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ کرتی ہوں ہگ"۔وہ بوکھلائی سی بولی کہ صائم گھور کر دیکھا۔

"اچھا کرو" اسنے دوسرا بازو بھی اسکے گرد ڈالا۔

"آپ چھوڑیں تو کروں گی نا"۔وہ کسمسائی

"بیوقوف سمجھا ہے مولانی ہاہاہاہا"۔اسنے قہقہ لگاتے اسے سینے سے بھینچ لیا۔

تقویٰ ناکام ہو کر بے بسی سے تلملا کر رہ گئی۔

*_______________*_____________*

"تقویٰ کہاں"؟؟سائرہ بیگم نے اپنے ضعیف وجود سے کپکپاتی آواز میں پاس بیٹھی زریش اور سفینہ بیگم سے پوچھا۔

"اللہ کے کرم خیر سے اسکی شادی ہو گئی ہے اور ابھی اپنے سر کے سائیں کے ساتھ اسلام آباد گئی ہوئی ہے وہاں گھر لیا ہے نا
"۔ پھو پھو نے خوشی سے بتایا۔

یہ سب سنتے سائرہ بیگم کی آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے اور انہیں تقویٰ کی خدمت یاد آئی کیسے ذرا سے درد پر وہ انکے لئے تیل بنا کر کمر گھٹنوں پر لگاتی انکی فکر کرتی انکا پورا خیال کرتی کپڑوں سے لیکر باتھ روم کے پانی تک کا۔

اور آج اپنی زیادتی یاد کر کے وہ بے بسی سے رونے لگی۔

زریش نے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور حوصلہ دیا۔

انہیں صبح ہی جاتے ہوئے دانیال چھوڑ گیا تھا عائشہ کو بہت کہا پر وہ نہیں آئی۔

اور یہاں آکر ہارون کی ماں کی حالت انکے بستر ے میں سے اٹھتی بو پر انکا دل دکھ گیا۔
اپنی ماں کو بیٹھا کر تو پہلے اسنے انہیں باتھروم میں لے گئی اور وہاں ہاتھ دلوا کر دوسرے کپڑے پہنائے صوفے پر بیٹھایا جو کافی مشکل مرحلہ تھا۔

اور پھر جب تک وہ سفینہ بیگم سے باتیں کرتی زریش کو دعائوں سے نواز رہی تھی تب تک زریش نے انکا بستر ہ چینج کیا اور روم میں ایئر فریشر اسپرے کیا۔

گھر کی حالت ایسی تھی کہ انہیں انکے حال پر ترس سا گیا پر وہ تو محض چند منٹوں کیلئے آئیں تھی ورنہ ساری صفائی کر جاتی۔

"کوئی ملازمہ نہیں آنٹی"؟؟ زریش نے انکا ہاتھ سہلاتے پوچھا۔

"نہیں بیٹا جو بھی میرے اس بے جان وجود کا سنتی ہیں تو کام سے انکار کر دیتی ہیں کہ ایک تو سارا گھر سنبھالو دوسرا مجھ بوڑھی کو بھی"۔ گہرا سانس بھرتی وہ بولی۔
آدھا تو انہیں مہکار کی باتوں نے مار دیا تھا جو اسے بار بار کال کر کے طلاق کا کہہ رہی تھی کہ ہارون اسے طلاق دے۔
یہ تو سائرہ بیگم تھی جو اس کی باتوں کو چھپائے درد اندر دبائے بیٹھی تھیں۔

وہ دونوں ماں بیٹی صرف افسوس کے اور کیا کر سکتی تھی۔

یہ دنیا مکافت عمل ہے جو جیسا کرتا ہے ویسا بھرتا ہے لوگ پتا نہیں کیوں یہ بھول جاتے ہیں۔

"سنو کیا تم"۔۔۔۔! سائرہ بیگم نے کچھ کہنا چاہا کہ پھر شرمندہ ہوتی خاموش ہو گئی۔

"جی آنٹی بولیے کیا کہنا ہے"۔ وہ نرمی سے مسکراتی بولی اور اپنی ماں کو دیکھا۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کیا تم چند دنوں کیلئے یہاں آکر ساحل کا خیال رکھ سکتی ہو مجھ ڈر ہے وہ ہمارے ہاتھوں سے کھونا جائے "۔ سائرہ بیگم کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی کہ زریش کے ساتھ سفینہ بیگم بھی بوکھلا گئی۔

"بہن رونے سے کیا ہو گا اب پہلے بیٹے کی شادی کرواتے وقت لڑکی کو دیکھتی"۔ سفینہ بیگم کو قطعی پسند نا آیا ان کا مطالبہ۔

مطلب اب وہ اپنی جوان بیٹی کو انکے گھر کی ملازمہ بنا کر بھیجے حد ہو گئی۔

"مجھے کیا پتا تھا ایسی نکلے گی شادی سے پہلے مجھے روتے ہوئے فون کر کے کہتی تھی وہ ہارون سے محبت کرتی ہے اگر وہ اسے نہیں ملا تو وہ خودکشی کر لے گی اور میں ڈر گئی اپنے بیٹے کی سنے بغیر رشتہ پکا کر دیا اور وہ میری زبان کے آگے سر جھکا کر رہ گیا اسنے تو اپنی طرف سے اسے کوئی کمی نہیں دی حلال کا کماتا ہے کھاتا ہے اسکی ہر ضرورت پوری کرتا ہے،
پر شادی کے ان سات سالوں بعد اب اسے دولت کی ضرورت پڑی ہے میں نہیں چاہتی کہ آکر میری خاطر داری کرے میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ اپنا گھر سنبھال لے اور کچھ نہیں چاہیے اپنے بیٹے کو کھونے سے بچالے پر اس عورت کو دولت کے سواء کچھ نہیں دکھتا نا شوہر نا ہی بیٹا اب طلاق مانگ رہی ہے کہ وہ اب اس رشتے کو مزید نہیں گھسیٹ سکتی اور مجھے بار بار کہہ رہی ہے میںنے بھی کہہ دیا ہے کہ جا کر اپنے باپ سے بول مجھے کیوں تنگ کر رہی ہو"۔ کہتی کہتی سائرہ بیگم آخر میں اسے کوسنے لگی جس سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔۔

"اللہ دیکھنا اس عورت کا بہت برا حال کرے گا"۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا زریش لب بھینچ کر رہ گئی۔

"ہاں بہن بس جیسی کرنی ویسی بھرنی اب ہم کیا کر سکتے ہیں"۔ پھوپھو جان نے کہہ کر گہرا سانس بھرا۔

اور سائرہ بیگم ان دونوں کے نظریں چرانے پر خاموش رہ گئی۔

"ساحل کب لوٹے گا"۔ زریش نے وقت دیکھتے پوچھا۔

"بیٹا ابھی تو نہیں لوٹے گا آج اسے ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے شاید دیر ہو جائے اسے"۔ وہ سر ہلا گئی اور کچھ دیر اپنی ماں کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی کچن میں آ کر انکے لئے کھانا بنا گئی اور برتن دھو کر رکھے زیادہ صفائی نہیں کر سکی بس اتنا ہی کر پائی اور سائرہ بیگم کو کھانا دیا ہی تھا کہ باہر دروازے پر بیل ہوئی۔

دانیال کے آتے ہی پھوپھو انکی مسلسل آس بھری نظروں سے کتراتی اٹھ گئی۔
بھلا یہ کیسے ممکن تھا گھر میں جوان بیٹا تھا انکی لڑکی کیسے بھیج دیتی۔ماں تھی ہزاروں وسوسے تھے اور ہارون سے ملی بھی تو نہیں تھی۔

"سدا خوش رہے اللہ تیرے نصیب اچھے کرے تقویٰ سے کہنا کہ اس بوڑھی کی طرف ایک بار چکر لگا لے کہیں ایسا نا ہو اس سے معافی مانگنے سے پہلے ہی چلی جاؤں عائشہ کو بھی میرا پیار دینا اس منحوس نے تو اتنی پیاری سی بچی کی زندگی تباہ کر دی"۔ وہ کہتی پھر رو پڑی اور مہکار کو کوسنے لگی۔

زریش بے بس سی برتن کچن میں رکھ کر افسوس بھری نظر اس ویران بکھرے گھر پر ڈالتی دانیال کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی
۔

اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

یہ خوشی تھی کہ ساحل اسکے ہاتھ کا کھانا کھائے گا اور ضرور اسے یاد کرے گا ہو سکتا ہے وہ اسکے پاس آجائے جو ہارون نے انکار کر دیا تھا بھیجنے سے۔

اسے ہارون پر بہت غصہ تھا سامنے آتا تو اچھا خاصہ سنا دیتی۔

پر ابھی تو سائرہ بیگم کا حال دیکھ کر دل بوجھل ہو رہا تھا۔

----------------------------------*

وہ بیڈ پر کروٹ لیے پڑا تھا کہ اسے روم میں ہلکی ہلکی سی روشنی اور سسکیاں سنائی دینے لگی۔

دانیال نے آہستہ سے کروٹ بدلی اور ہاتھ بڑھا کر اسے بیڈ پر ڈھونڈنا چاہا پر وہ وہاں نہیں تھی۔

وہ گھبرا کر آنکھیں کھولتا اٹھ بیٹھا کہ نظریں موبائل کی روشنی میں سجدے میں گرے اس سسکتے وجود پر پڑی۔

اسکی آنکھیں ساکت سی ٹک گئی اسے رب کے سامنے جھکے روتے دیکھ کر۔

وہ گھٹی گھٹی آواز میں سسکیاں بھرتی سجدے میں سر رکھے پڑی تھی اور دانیال خاموش سا لیٹ گیا اور اسے دیکھنے لگا۔

وہ گڑ گڑاتی معافیاں مانگتی اور اپنے رب کے سامنے توبہ کر رہی تھی۔

وہ کافی دیر اسے دیکھا رہا تقریباً دو گھنٹے اسے لگے۔ "تو وہ پہلے سے کتنی دیر تھی اور رو رہی تھی"۔ تین بجے کے قریب وہ اٹھی اور دوپٹہ کھول کر منہ صاف کرتی موبائل سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ کر بیڈ پر بیٹھی دانیال نے آنکھیں موند لیں جیسے سو رہا ہو۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اللہ اور اس کے بیچ میں آئے وہ تو چاہتا تھا کہ وہ نماز پڑھے قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اب اپنی زندگی سنوار کر اچھے کاموں کی طرف آگے بڑھے ماضی کی توبہ صرف رب کے سامنے کرے باقی دنیا کے سامنے صرف اس سے سبق حاصل کرے۔

مانتا تھا اس سے ماضی میں ایسے کام ہوئے جو ایک لڑکی کبھی نہیں کر سکتی جسے اپنی عزت جان سے پیاری ہو۔
پر اسنے کیا تو جب رب پاک نے اسے موقع دیا خود کو سنوارنے کا آگے بڑھنے کا پھر وہ ایک ضد پر ہی کیوں اٹک گئی تھی۔
بس اسکی نظر میں محبت وہ ہے جو پالی جائے۔
زریش اور اسنے تو کبھی پانے کی خواہش نہیں کی انکی محنت میں جسم کی ضرورت یا گنجائش کہیں نہیں تھی۔
وہ تو روح سے محبت کرتے ہیں تب سے جب انہونے ہوش سنبھالا تب سے جب وہ اسکی انگلی پکڑے باہر چیز دلوانے لے جاتا تھا۔تب سے جب وہ دونوں نا سمجھ تھے اور رو رو کر کسی کی بھی سنے بغیر ساتھ کھانا کھاتے تھے اور مسکراتے خوش ہوتے رہتے۔

انہیں کبھی جسم کی طلب نہیں ہوئی کیونکہ انکا تعلق روح سے تھا۔انکی محبت روح سے تھی جو ایک کے چوٹ لگنے پر رو رو کر دوسرا گھر سر پہ اٹھالیتا تھا۔

تقویٰ کافی چھوٹی تھی اس سے اور کافی بعد آئی زریش تو تب سے اسکے ساتھ تھی جب وہ چار سال کا تھا، جب اسکے پیدا ہونے پر سفینہ بیگم کو شوہر کی موت کے بعد پیدا ہوئی کچھ گھنٹوں کی بیٹی کو منحوس کہہ گھر سے نکال دیا تھا۔

تب پھوپھو کو نا اپنی بیٹی کا ہوش تھا نا ہی دنیا کا تب سے چھوٹے سے دانیال نے اسے اپنی پلکوں پر بیٹھایا تھا اور اسکی ضرورت کی چیزیں خود پوری کرتا۔

سب اسے منحوس کہہ رہے تھے تب اسکی ماں نے اسکی چھوٹی سی انگلی میں اسکے نام کی رنگ پہنا کر کہا کہ اب سے یہ گڑیا صرف تمہاری۔

اور تب تین دنوں کی زریش کو دانیال خان نے اپنے دل میں بسایا تھا یہ کہہ کر کہ یہ سدا اسکی پلکوں پر راج کرے گی۔

پہلا نوالہ اسکے منہ میں دانیال نے اپنے ہاتھ سے ڈالا۔ اور جب اسکے ہاتھ میں توانائی آئی تو اسنے بھی سب سے پہلا نوالہ دانیال کے منہ میں ڈالا۔

ان دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے زبان یا آنکھوں کی ضرورت کبھی نہیں پڑی انکی بے سکونی روح خود ان تک پہنچا دیتا تھا۔

ہر اچھے برے وقت میں زر ہمیشہ اسکے ساتھ رہی اور ابھی بھی اسکے ساتھ تھی۔

انہوں نے تو کبھی ایک دوسرے کو ایسی ویسی نظر سے نہیں دیکھا اگر دیکھا تو وہاں ایک دوسرے کا احساس اور احترام پایا۔

اسنے کیسے مذاق بنا دیا نا صرف انکی محبت کا بلکہ اسکا بھی۔

ان سب سوچوں نے دانیال کے اندر تلخی کھول دی۔

وہ خاموش پڑا تھا جب اسے احساس ہوا وہ پاس بیٹھی ہے دانیال نے کوئی رسپانس نہیں دیا ویسے بھی یہ اسکا اور رب کا معاملہ تھا۔

وہ اسکی بیوی تھی جسے اسنے بے انتہا عزت احترام محبت دی جب اسے راس نہیں آئی تو اب وہ کیا کر سکتا تھا اسے مجبور نہیں کر سکتا تھا کہ اسے سے نبھائے اس سے محبت کرے۔

اسے اب چپ دیکھ کر اسکی بند آنکھوں پر سے نیند کی تہہ جمنے لگی اور اسے اپنے آغوش میں بھر گئی کیونکہ وہ سارے دن کا تھکا تھا اور یاری کے واسطے ہارون کا کام بھی خود کرتا رہا جب تک وہ اپنے بیٹے کا چیک اپ نہیں کروا کر آیا۔

سر درد سے پھٹ رہا تھا پر وہ کسی سے کہہ نہیں سکتا تھا پین کلر نے بھی کوئی اثر نہیں دیکھایا اور اسے لگ رہا تھا کہ صبح ضرور اسکی آنکھیں لال ہوں گی اور ایسا نا ہو یہ ڈرپوک لڑکی دیکھ کر ڈر جائے اور ویسے اسے تو صرف ڈرنے کا موقعہ چاہیے تھا۔۔

عائشہ اپنے رب کے سامنے گڑگڑا کر اپنے ماضی کی معافیاں مانگ کر اب وہ اسکے پاس بیٹھی دانیال کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جسکی ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا پھٹنے والی ہیں۔

اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ کس منہ سے اس شخص کا شکریہ ادا کرے جسنے اسے جینے کی وجہ دی راہ دیکھائی اور وہ اسے ہی توڑنے چلی تھی کتنی بے وقوف تھی۔
اب جب وہ سوچتی تھی تو اپنی نظریں میں گر جاتی اب اسے تو صرف ایک ذات ہی معاف کر سکتی تھی جو ستر مائوں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

اسے صرف اس سے امید تھی کہ وہ اسے معاف کرے گا اور جب اسکے دل میں سکون دے گا تو وہی سکون وہ اپنے شوہر کے نام کردے گی۔

وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھی جب جب اس دل دہلا دینے والے منظر کے بارے میں سوچتی اپنے بچے اور شوہر سے الگ ہونے کا سوچتی اسکی جان نکل جاتی اور وہ رب کے سامنے گر کر اپنی ناک گڑ کر معافی مانگتی۔
اور دانیال کے دل میں نفرت نا ڈالنے کیلیئے دامن اٹھا کر بھیک مانگ رہی تھی۔ وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی دانیال خان اسکی سانسوں میں بستا ہے جسکا احساس اسے اب ہو رہا تھا جب اسنے کہا تھا کہ وہ اسے چھوڑ دے گا اس سے نفرت کرے گا۔
اسکا دل کرتا اسکے پائوں میں گر کر ایسا نا کرنے کی التجائیں کرے منتیں کرے کہ وہ اس سے نفرت نا کرے اسے خود سے الگ نا کرے وہ نہیں جی سکے گی مر جائے گی۔

جس طرح پھوپھو کا نظر انداز کرنا اسے کھائے جا رہا تھا ویسے ہی اسکی خاموش نظریں اسے اندر سے کھوکھلا کر رہی تھی۔

جو نظریں ہر وقت جب بھی اسے دیکھتی بولتی تھی بہت کچھ سنانے کیلیئے بے تاب ہوتی تھی آج ان میں سکوت دیکھ کر اسکا روح تڑپ رہا تھا۔

آنسوں پونچھ کر عائشہ نے اسکے چہرے کو دیکھا۔
اسکی شہد آنکھیں بند تھی گھنی مونچھوں تلے لب بھینچے ہوئے تھے۔ سرخ سفید رنگت شہد رنگ گھنے بال گھنی داڑھی مونچھیں۔

اسکے چہرے سے ایک شفقت جھلکتی تھی ایک روعب ہوتا تھا اسکی شخصیت کا کہ سامنے والا بولنے سے پہلے ہزار بار سوچتا۔

لبوں پر مسکراہٹ سجالیتا تو ایک انتہائی شفقت محبت کرنے والا شخص لگتا اگر ماتھے پر بل اور آنکھوں میں سنجیدگی لاتا تو سامنے والے کو سہا دیتا۔

وہ ایج میں اس سے کافی بڑا تھا بلکہ اسے صبح ہی زریش نے بتایا تھا کہ اگلے سنڈے کو دانیال کا برتھ ڈے ہے بہت اسپیشل کرنا اسکے لئے وہ دن۔

اسنے یہ بھی بتایا کہ دانیال کو بالکل بھی پسند نہیں برتھ ڈے سلیبریٹ کرنا پھر بھی تم اسکی بیوی ہو تو تم اسکے لئے کچھ خاص کرلینا۔ اسنے شرارت سے اسے آنکھ دبائی تھی اور جب عائشہ سمجھتی وہ بھاگ چکی تھی۔

عائشہ نے اسے دیکھتے آہستہ سے ہمت کی اور اپنا کپکپاتا ہاتھ بڑھایا اور سیدھا اسکے ماتھے پر جمع دیا۔
اسکی دھڑکنیں تیز ہوگئی اور وہ ذرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی وہ ویسے ہی سو رہا تھا اور اسنے سکون کا سانس لیتے آہستہ سے اپنے روئی جیسی ملائم ہتھیلی سے اسکی پیشانی دبانے لگی۔

پہلے پہلے تو جھجھک کر خوف کے زیر اثر دبا رہی تھی کہ ابھی ہاتھ جھٹک دے گا بلکہ اسے بہت کچھ سنائے گا پر اسکی مسلسل خاموشی پر اسکی سانسوں میں سانسیں آئیں اور بڑی ہمت محبت سے آہستہ سے جھک کر اسکی پیشانی پر کپکپاتے لب رکھلئے جس پر دانیال نے تو لب بھینچ لئے البتہ وہ آنکھوں میں آنسوں لیے اسکی آنکھوں پر آہستگی سے بوسہ دیکر اسکی پیشانی دبانے لگی۔

کافی دیر دبانے کے بعد وہ اٹھی اور ہیئر آئل کی شیشی لیکر اسکے سر کے نیچے آہستہ سے ڈرتے ڈرتے تکیہ بلند کرتے اسکا سر ذرا سا اوپر کر کے اس میں تیل ڈالکر بالوں میں مساج کرنے لگی۔

اور سارے بالوں میں آہستہ آہستہ اپنی انگلیاں پھیرنے لگی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں سو جائو اب اتنی دیر نہیں جاگتے"۔اسکا ہاتھ پکڑتے بالوں سے الگ کرتے وہ بولا۔

وہ جو اسکے اچانک جاگ جانے پر سہم گئی تھی اسکی بات سن کر گہرا سانس بھرا کہ مطلب اسکا چھونا برا نہیں لگا اسے۔

"تو کیا وہ جاگ رہا تھ جب اسنے "۔۔۔۔۔۔!!اس سے آگے تو اس سے سوچا نہیں گیا۔

"نن۔۔۔نہیں وہ آپکے سر میں درد ہے میں دبا دیتی ہوں"۔اسنے گرفت سے ہاتھ نکال کر پھر سے ماتھے پر رکھا تب دانیال نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا اور عائشہ گھبرا کر سر جھکاتی نظریں اسکے بالوں پر اٹکائے بولی۔

"میں ٹھیک ہوں اب درد نہیں ہو رہا تم سو جائو تمہاری طبیعت خراب نا ہو جائے تمہیں آرام کرنا چاہیئے"۔وہ کہہ کر کروٹ بدل گیا اور عائشہ ڈبڈباتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ اٹھ کر ہاتھ دھو کر واپس بیڈ پر آئی اور لائٹ آف کرتی لیٹ کر سفید شرٹ میں اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

اسکے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اسکے سینے پر سر رکھ کر سوئے جیسے وہ پہلے سلاتا تھا۔

وہ آنکھوں سے پانی کو پیچھے دھکیل کر اسنے ہاتھ بڑھایا۔

"سنئیے"!!دھڑکتے دل سے سہم کر اسنے پکارا

"ہوں"۔۔۔!!دانیال نے سامنے دیکھتے کہا

"مم۔۔۔۔مجھے نیند نن۔۔۔ نہیں آرہی"!!بھرائی آواز میں کہتی وہ آنکھیں میچ گئی کہ اب وہ کہے گا کہ تو میں کیا کروں چپ کر کے سو جائو۔

پر اسکا دل زور سے تب دھڑکا جب اسنے کروٹ اسکی طرف بدلی عائشہ بے ساختہ ہی پیچھے کو ہوئی کہ دانیال نے اسکی حرکت کو نظر انداز کرتے لب بھینچ کر اسکا سر اپنے سینے پر رکھا اور ایک ہاتھ سے اسکا سر آہستہ سے سہلانے لگا۔

اور عائشہ کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے دل پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا وہ اور زور سے آنکھیں میچے پڑی تھی سانسوں کی روانی میں حشر برپا تھا۔

اسکی مدہم چلتی دھڑکنوں کا رقص سنتے وہ آہستہ آہستہ پر سکون ہو گئی جب دانیال کی بھاری سانس روم کی فضا میں گونجنے لگی
۔

وہ سو گیا تھا اور عائشہ نے اپنے لب اسکے دل کے مقام پر رکھتے اسکے گرد اپنا بازو ڈال دیا۔
وہ جانتی تھی کہ وہ سب اسکے بچے کیلئے کر رہا ہے اسکی فکر میں کیونکہ وہ بچہ اس سے سہی سلامت چاہتا تھا پر وہ اب اندر ہی اندر طے کر رہی تھی کہ وہ اب ایسی کوئی غلطی نہیں کرے گی جس سے اسکا شوہر خفا ہو یا اس سے بد دل ہو۔

اور اللہ سے رو کر بھیک مانگ رہی تھی کہ کسی کونے میں اسکے دل میں اگر جگہ ہے تو اسے بھی جگہ دیدے۔

اسکے گرم آنسوں اسکے لبوں کا لمس اسکے استحقاق بھرا احصار دانیال کو بغاوت پر اکسانے لگا پر وہ اتنا کمزور نہیں تھا کہ ان کمزور لمحوں میں آ جائے۔

کافی دیر بعد اسکے سو جانے پر اسنے آہستہ سے اسکا سر تکیے رکھا اور اسے دیکھنے لگا۔
اسکے سرخ گالوں پر پڑے سنہری بالوں کو انگلی سے چہرے سے دور کرتے اسکے کان کے پیچھے لگائے اس طرح کہ وہ جاگ نا جائے۔

اور مسکرا کر اسکے پیٹ کی طرف دیکھ۔
اسکا دل کر رہا تھا کہ اسکے پیٹ میں ابھی سے بچہ اچھل کود کرے اور وہ اپنے ہاتھ رکھ کر اسکی شرارتیں محسوس کرے۔
جس طرح بچپن میں اسکی بہن اسکے ماں کے پیٹ میں کرتی تھی اور وہ زرکتنا خوش ہوتے تھے۔
گہرا سانس بھر کر اپنے بچے کا سوچتے اسکے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور ساتھ ہی کن پٹی پر کچھ محسوس کرتے اسنے انگلوں سے چھوا تو وہاں چپ چپاہٹ محسوس ہوئی۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور اپنے طرف کا لیمپ روشن کرتے تکیے اور ماتھے پر ہاتھ رکھا تو بالوں سے تیل نکل کر کانوں پر آ رہا تھا اور ساتھ تکیہ پر بھی آئل کے دھبے لگ گئے تھے اسنے بے بسی سے گہرا سانس بھرتے سوئی ہوئی عائشہ کو دیکھا۔
"ساری بوتل سر میں ڈال دی"۔ رومال اٹھا کر اسنے ماتھا صاف کیا اور سر پر گھما کر نیچے پھینک دیا۔
اب رات کو اس وقت کیا کرتا اسلئے خاموشی سے سو گیا۔

ابھی آنکھ لگی تھی کہ سینے پر ریشم سالمس محسوس کرتے اسنے نیند کے خمار سے بوجھل آنکھیں کھولی اور عائشہ کے سر کو واپس اپنے سینے پر دیکھ کر بے بسی کا گہرا سانس بھرتے رہ گیا۔

"یہ لڑکی مجھے سونے نہیں دے گی آج"۔ شیو کو انگوٹھے سے مسل کر اسنے سوچا اور پھر اسکا سر بازو پر ڈال کر اپنے بچے کے خاطر اسکے گرد حصار ڈالے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔
ورنہ تو دماغ میں صرف اسکی چیخیں گونج رہی تھی۔

*________________*________________*

ساحل کو سلا کر وہ باہر چھوٹے سے لان میں آ گیا اور رات کے اس پہر وہاں موجود صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبا گیا۔

اسے دانیال نے بتایا تھا کہ پھوپھو گئی ہیں تمہارے گھر۔
اور ساحل کا چیک اپ کروا کر جب لوٹا اور اپنی ماں کے روم کو ایک فریش دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔
ورنہ تو باس کی چیخوں پر اسے وقت ہی نہیں ملتا تھا گھر کی صفائی کا۔
ناہی کوئی ملازمہ مل رہی تھی۔
اسے معلوم پڑا کہ زریش نامی لڑکی نے یہ سب کیا ہے وہ دل سے کافی مشکور ہوا اسکا۔

اور جب کچن میں ساحل کو کھانا دینے آیا تو وہاں پکا اچار گوشت مٹن پلائو اور گول گول پکی روٹیاں دیکھ کر اسکا دل اتنے عرصے بعد خوشی سے جھوم اٹھا اور جب کھانا کھایا تو دونوں باپ بیٹے نے پیٹ بھر کر کھایا اور ہاتھ کے ذائقے کو سراہے بغیر نا رہ سکے اور کچھ رات کیلیئے بھی بچا کر رکھا۔

ساحل تو شام ڈھلے ہی بھوک کا شور مچانے لگا اور وہ اپنے بیٹے کی خوشی دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا جیسے روح میں ٹھنڈک اتر گئی

۔

پر کھانے کے بعد پھر اسے دوسرے دن کیلیئے مایوس دیکھ کر اس دل بجھ گیا۔

اب وہ مہکار کے بارے میں سوچ رہا تھا جو کہ اسکی ماں نے بتایا تھا کہ طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور ہارون نے یہ ساری بات حامد شاہ کو بتائی کہ اسکی ماں پہلے ہی اتنی بیمار ہے کیا وہ عورت اسے مارنا چاہتی ہے۔

اسے اپنی ماں کو روتے دیکھ کر اتنی نفرت مہکار سے محسوس ہوئی کہ دل کر رہا تھا وہ عورت سامنے ہوتی تو اسکا نقشہ بگاڑ دیتا۔

وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا جا کر اندر سے لیپ ٹاپ لینے گیا تو وہاں تکیے کو بھینچے سوئے ساحل کو دیکھ کر جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔

ابھی وہ اٹھ کر جاتا کہ اسکی نظریں زیرو بلب کی مدہم روشنی میں سائیڈ ٹیبل پہ رکھی ڈرائنگ بک کو دیکھ کر اسکے اوپر رکھے پینسل کلرز پر مسکرایا اور لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھتے وہ بک اٹھا کر اس پر کمفرٹر درست کرتا صوفے پر بیٹھا اور اسکی بک دیکھنے لگا

۔

اور جیسے جیسے دیکھتا گیا آہستہ آہستہ ایسے اسکی ماں کا قدم بے قدم دور ہونے کی بچوں والی تصویریں بنائیں تھی یہاں تک کہ اسے پہلے سائرہ بیگم کے حوالے اور پھر الگ روم میں اور اسکے بعد تقویٰ کے حوالے تقویٰ کے بعد صرف اسکی اور ہارون کی تصویریں رہ گئی تھی۔

اور دور ایک سیاہ پرچھائی بنائی تھی جس کے نیچے

"Why you don't like me mama"??

آنسوں کے نشانوں کے ساتھ معصوم سے شکوہ کے ساتھ لکھا گیا تھا۔
ہارون نے ایک پل کو آنکھیں بند کرکے پھر کھول کر اسے دیکھا اور لیپ ٹاپ واپس رکھ کر آہستہ سے اسکے پاس آیا اور اسے اپنے آغوش میں بھر کر محبت کرنے لگا۔

وہ اسے اپنے سینے میں چھپائے لیٹ گیا کمفرٹر درست کرتے اپنے چھوٹے سے بیٹے کو بار بار چوم رہا تھا کہ وہ کسمسا جاتا۔

"کیا ہوا اگر مما تمھیں پسند نہیں کرتی ڈیڈ کی تو تم میں جان ہے مائے بریو بوائے"۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے وہ اپنے بیٹے کو سینے میں ڈال دے اس سب سرد گرم ہوائوں سے چھپا لے۔

"تم نا میرے لائک ہو مہکار نا ہی میرے بچے کے تیار ہو جائو اپنی آزادی کیلیئے"۔
"ڈیڈ سونے دیں"۔۔وہ اسکی مونچھوں کی چبھن پر کسمسا کر آنکھیں کھولتا منہ بنا کر بولا ہارون مسکرایا اور اسے بازو پر ڈالا۔

"ڈیڈ کی جان میں منہ کھول رہا ہوں تم سیدھا جا کر میرے دل میں بیٹھ جانا"۔ اسنے اسے گدگداتے ہوئے کہا کہ وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور اسکے میٹھے قہقہوں پر ہارون بھی ہنس رہے تھے۔

"یخخ میں آپکے منہ کی تھوک پر پھسل گیا اور گردوں میں چلا گیا تو یا پسلیوں میں پھنس گیا تو پھر مجھے وہاں سے نکالے گا کون اور آپ جب پانی پئیں گے تو وہ تو سارا برسات کی طرح مجھ پر گرے گا خی خی نو نو"؟؟ وہ جھرجھری لیتا بولا کہ ہارون کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"اچھا خی خی چھوڑو میں تمہیں ایسے ہی دل میں بسا لیتا ہوں"۔ اسنے کہتے اسے سینے سے بھینچا تو ساحل کھلکھلاتا اسکے دل کے مقام پر سر رکھ کر اندر گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"سو جائیں ڈیڈ پھر صبح جلا سا کھانا بنانا ہے میں تو کہتا ہوں آپ زر آپی سے کلاسز لیں وہ آپ کو بہت اچھا کھانا بنانا سیکھائے گی "۔ وہ منہ بناتا فری کا مشورہ دینے لگا۔

"بیٹا مجھے تو بہت خطرناک ارادے لگتے ہیں تمہارے مستقبل میں ہر لڑکی سے امپریس ہوتے پھرو گے"۔ وہ شرارت سے قہقہ لگاتا بولا تو ساحل نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"جی ڈیڈ بس یہی ارادے ہیں ہاہاہا"۔۔۔ وہ کہہ کر خود ہی کھلکھلا پڑا ہارون نے گھورا تو آنکھیں کر کے پلکوں کی اوٹ سے دیکھنے لگا جس پر ہارون نے اسکے پیلے سے گالوں پر ہلکی محبت بھری چپٹ لگائی۔

"خبر دار ایسے کوئی ارادے رکھے ایسی مار کھاؤ گے"۔اپنے ساتھ لگاتے اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر سرزش کرتے بولے ساحل مسکرا کر سر ہلا گیا۔

"صرف تقویٰ اور زریش آپی سے بس نو مور"۔وہ کہہ کر ہاتھوں میں چہرا چھپا گیا اور ہارون نے فلک شگاف قہقہہ مارا۔۔

"بہت بد معاش ہو"۔۔۔۔!!

"شکریہ ڈیڈ"۔اسنے چھوٹی سی آنکھ دبا کر کہا کہ ہارون نے ہنستے اسکی کمر میں محبت والی چپت ماری اور اسے سونے کا کہا وہ منہ بنا گیا۔

"پہلے جگاتے ہیں اب سولا رہے ہیں"۔وہ چھوٹے سے بازوئوں کا ہارون کے چوڑے سینے میں ہگ ڈالنا کی کوشش کرتا سینے پر سر رکھ کر سونے لگا۔

"ڈیڈ"۔۔۔!خمار میں ڈوبی اسکی آواز پر ہارون نے اسکے بالوں میں چلاتے ہاتھ کو روک کر اسکے سر کو دیکھا جو تقریباً سو رہا تھا ۔

"ہوں"۔۔۔۔!

"ایک بات کہوں"؟؟

"یس بیٹا ہزار کہو"۔۔!

"کوئی زریش آپی جیسی مما لا دیں نا جو مجھ سے محبت کرے"۔ہارون کا سانس رک گیا وہ حیرت سے اسکے سر کو دیکھنے لگے کہ یہ کیا بول رہا ہے۔۔

"اور مما سے میں اب بات نہیں کروں گا پر امس میں جب انہیں کال کرتا ہوں کہ مما آجائیں تو بہت ڈانٹتی ہے کہ مجھے آئندہ کال مت کیا کرو"۔۔۔۔

"نعیم کی مما اسے اسکول ڈراپ کرنے آتی ہیں تو اس سے بہت محبت کرتی ہے اسے کس کرتی ہے اسکا ٹفن دیتی ہے بہت یمی یمی ہوتا ہے اور میرا نہیں ہوتا"۔وہ چھوٹے ہاتھوں سے اپنے گال صاف کرنے لگا۔

"میری مما ایسی کیوں نہیں ڈیڈا نہوں نے کبھی مجھے کس نہیں کیا ہمیشہ مجھے ڈانٹا کرتی ہیں۔مجھے منحوس کہتی ہیں"۔

"ڈیڈ یہ منحوس کیا ہے"؟؟وہ بھیگی آنکھیں کھول کر ہارون کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"کچھ نہیں بیٹا۔۔!آپکو دادو پیار کرتی ہیں نا آپ وہاں سے پیار لیا کرو مجھ سے لیا کرو"۔ہارون نے اسکا چہرا صاف کیا۔

"ڈیڈ پھر بھی مما تو مما ہے انکے جتنا پیار کوئی نہیں دیتا اور وہ جس طرح پیار کرتی ہیں ویسا تو کوئی نہیں کرتا"۔ہارون کے حلق میں کانٹے چبھ گئے اسنے اٹھ کر پانی پیا اور اس بھی پلا کر اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسے سمجھانے لگے کہ وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہیں صرف کچھ ضرورت کیلیئے وہاں موجود ہے۔

"بیڈ بوائے ڈیڈ جھوٹ نہیں بولتے مما مجھ سے پیار کبھی نہیں کرتی میں جانتا ہوں"۔وہ انکی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔

ہارون نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بیٹھایا۔

"ڈیڈ کی جان ایسا نہیں ہے ہر مما اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں"۔۔۔۔!!!

"نہیں ڈیڈ پر میری مما مجھ سے نہیں کرتی"۔

-----------------------------*

شاہ ولا کی پورچ میں گاڑی روکتے وہ ڈور کھول کر باہر نکالا۔
اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا آنے کا اگر رشتے انسان کو اتنا مجبور نا کر دیتے کہ انہیں ہار ماننی ہی پڑتی ہے تو وہ کبھی نا آتا یہاں۔

وہ دانت پیستا اس نئی پڑی گلے میں مصیبت کا اپنے روم میں تصور کرتا اندر آیا کہ سارے گھر میں سکوت چھایا ہوا تھا پر اپنے ڈیڈ کے روم کی لائٹ آن دیکھ کر بہت احتیاط سے قدم بڑھائے تھے کہ اسے اپنا حلق خشک ہونے کا احساس ہوا تو کچن کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ بہت احتیاط سے گھر میں نظریں گھماتے کچن کی طرف بڑھ رہا تھا کہ سامنے رکھے ٹیبل سے ٹکرا کر گر جاتا اور ضرور اسکا ڈیڈ اٹھ جاتا کہ اس سے پہلے اسنے ایکدم گھبرا کر پکڑا اور احتیاط سے پھر اپنے ڈیڈ کے روم کی طرف دیکھتا وہ واس ٹیبل پر رکھا اور شکر کا سانس بھر کر اٹھا اور کچن میں داخل ہوا۔

پر اس چور کو اپنے گھر میں دیکھ کر حجاب کا سانس رک گیا۔ وہ ریلنگ کے نیچے بیٹھی تھی اور کچن میں جاتے اس چور کو دیکھ کر وہ ایکدم اٹھ کھڑی ہوئی اور پاس روم کے قریب رکھی ٹیبل سے کرسٹل واس اٹھا کر آہستہ آہستہ قدم نیچے سڑھیوں پر رکھتی خطرناک ارادوں سے آگے بڑھ رہی تھی۔

"آج تو میں ان چوروں کا قصہ ہی دنیا سے ختم کر کے لوٹوں گی"۔۔۔۔۔۔!!

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی آگے بڑھی اور دیواروں کی سائیڈ لیتی کچن کی دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔
وہ پانی پینے بایر نکلی تھی کہ اس چور کو اندر آتے دیکھا جب وہ پورے گھر میں نظر ڈالتے بہت احتیاط سے پائوں دھرتا آرہا تھا ۔
وہ ایکدم اسکی نظریں خود پر پڑنے سے پہلے نیچے بیٹھ گئی اور اسے سارے گھر پر نظریں ڈالنے کے بعد کچن کی طرف رخ کیا مطلب اسے کچن سے سامان چاہیے تھا وہ کچن سے چوری اسٹارٹ کرنا چاہتا تھا۔

آج ایسا کارنامہ انجام دے گی کہ اسکا بھگوڑا شوہر جب سن اور صبح نیوز میں دیکھے تو کپکپا اٹھے اور آئندہ وہ اور اسکی ناگن بہن اس سے پنگا لینے سے پہلے ہزار بار سوچیں گی۔

دوسرا اسکے سسر کی نظروں میں وہ اور بہادر ہو جائے گی وہ مشہور ہو جائے گی دنیا کے سامنے لوگ اسکی مثالیں دیں گے کہ کسی چور سے کیسے مقابلہ کرنا ہے۔
ضرور ڈان سے زیادہ وہ مشہور اور خطرناک بن جائے گی۔
کہ ڈان بھی اسکا چیلا بننے پر مجبور ہو جائے گا۔

اتنی ساری فیمسٹی کا سوچتے اسکی سیاہ آنکھیں پھیل کر اپنی چمک دیکھانے لگی اور اس میں ایک ہمت پیدا کر گئی۔

"پر کرسٹل سے مر گیا تو ایسا نا ہو کہ مشہور ہونے کے بجائے پھانسی پر چڑھ جائے اور اسکا بھگوڑا شوہر خوش ہو تا رہے کہ چلو شکر بلا ٹلی خود ہی سر سے "۔وہ سوچ کر گھبرائی اپنے ہاتھ میں کرسٹل دیکھنے لگی۔

"نہیں آہستہ ماروں گی اتنا تو ٹیلنٹ ہے مجھ میں"۔وہ خود ہی سر ہلا کر احتیاط سے آگے کو کھسکی

گلاس منہ سے لگائے حیدر نے دروازے کی طرف دیکھا پر وہاں کسی کو نا پا کر کندھے اچکا گیا اور بوتل فریج میں رکھتے کیز انگلی میں گھماتے مڑا اور باہر کو قدم اٹھانے لگا پر اسے کیا معلوم تھا کہ موت اسکے تعاقب میں ہے۔

"یا اللہ مدد"۔۔۔!!وہ نعرہ بلند کرتی ٹھا کے ساتھ باہر نکلتے حیدر کے سر پر وار کر چکی تھی کہ اسکے منہ سے آہ نکل گئی اور وہ لہرا کر پیچھے گر تا کہ اسنے آنکھیں جھپک کر سر کو دائیں بائیں ہلایا اور کائونٹر کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

"ذلیل حرام خور چوری کر تا ہے اتنا ہٹا کٹا ہونے کے بعد بھی کپڑے دیکھ منحوس کوئی کام نہیں کر تا الٹا لوگوں کے گھروں میں ڈاکا ڈالتا ہے!! آج میں تمہارا قیمہ بنا کر پوری دنیا کو دیکھائوں گی"۔وہ مضبوطی سے چیختی کرسٹل واس ہاتھوں میں پکڑے اسکی طرف لپکی کہ حیدر کے سامنے جو تارے ناچ رہے تھے وہ اچھل کر پیچھے کو ہوا۔

اور گومڑ والے سر کے ساتھ اسے دیکھا۔

"ہاتھی"۔۔۔۔!!وہ اپنے حواس بحال کر رہا تھا جو واس نے اسکا سارا دماغ گھوما دیا تھا اس انجان لڑکی کے منہ سے ہاتھی سن کر حیران پھر ششدر رہو کر مرنے جیسا ہو گیا۔

"چیونٹی"۔۔۔۔!!وہ غرایا۔

"آج تم گئے میرے ہاتھو"۔وہ چلاتی اسکی طرف لپکی کہ حیدر نے گھبرا کر اسکے ہاتھ میں واس دیکھا۔

"کیا کر رہی ہو یہاں پاگل خانے سے بھاگی چیونٹی"۔وہ چیخا اسکے وار کرنے اور اپنے دوسری طرف ہو گیا۔

"میں تم جیسے چور کا خاتمہ کرنے یہاں آئی ہوں اللہ کو معلوم تھا امریکہ سے چوری کے بعد تم میرے ڈیڈ کے گھر چوری کرو گے آج تمہاری خیر نہیں آج میں تمہیں قیمہ بنادوں گی"۔اسنے دوسرا وار کیا حیدر بے بس سا گھبرا کر دوسری طرف ہوا۔

"بھاگو چپکلی"۔۔۔!!وہ دیوار کی طرف اشارہ دینے لگا پر جہاز والی باتیں اسکی کیسے بھول گیا وہ خود بھی نہ ءں جانتا تھا۔۔ اور حجاب نے موقعہ دیکھ کر دوسرا وار اسکے بازو پر کیا حیدر کی پھر سے آہ نکل گئی۔

"ڈیڈ۔۔۔۔۔"۔۔۔!!وہ باہر کو منہ کر کے چیخا۔

اور اسکے منہ سے اپنے ڈیڈ کا سن کر حجاب آتش فشان ہو گئی۔

"اوئے کمینے ہاتھی ڈیڈ کے بچے تم اب مجھے بے وقوف بنا کر میرے ڈیڈ کو اپنا ڈیڈ کہو گے اور چکما دیکر یہاں سے بھاگ جاؤ گے "۔اسکا ایکی بار ایک کے بعد دوسرے وار کیلئے اس پر جھپٹی کہ اس سے پہلے ہی حیدر نے جھک کر اسکی ٹانگوں سے پکڑ کر نیچے گرایا۔

"آآآآ۔۔۔۔۔۔۔!وہ چیختی نیچے گری اور واس سے کے ہاتھ سے دور گرا۔

"کیا کر رہی ہو ہاں یہاں کون ہو"؟؟اسکی کلائیاں پکڑ کر اپنی مٹھی می قید کر لیں اب اسے جھپٹنے کی کوشش میں ناکام دیکھ کر غصے سے بولا اور لات سے کرسٹل کو پیچھے دھکیلا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے حیدر "؟؟حامد صاحب مہکار دونوں ساتھ کچن میں داخل ہوتے بولے اور حجاب کو زمین پر پڑے اور حیدر کو اسکی کلائیاں پکڑے دیکھ کر وہ غصے سے بولے۔

"پوچھے اس لڑکی سے کون ہے یہ اور ہمارے گھر میں کیا کر رہی ہے مجھے چور سمجھ کر اسنے میری پسلیاں توڑ دیں ہیں یہاں دیکھیں "اسنے غصے سے کہتے اپنے ماتھے کی طرف اشارہ دلوایا جہاں سرخ گومڑ بنا ہوا تھا۔

حامد صاحب اور مہکار کی آنکھیں پھیل گئی اسکی حالت پر جسکا چہرا سرخ ہو کر آنکھیں درد سے تپ اٹھیں تھی۔

"تم پہلے چھوڑو تو سہی اسے "۔وہ آگے بڑھ کر نیچے اسکے شکنجے میں مچلتی حجاب کو چھڑوانے لگا۔

"ڈیڈ چھوڑ دوں اسنے میرا یہ حال کیا ہے میں کیسے آفس جاؤں گا"؟؟ اسنے حجاب کو گھسیٹ کر پیچھے کیا اور اپنے باپ سے غصے سے بولا کہ حجاب کی آنکھیں پھیل گئی اسکے ڈیڈ کہنے پر اور ساتھ فرش پر گھسیٹ کر حامد صاحب کی پہنچ سے دور کرنے وہ تڑپ اٹھی۔

"ڈیڈ آپ اسکے جال میں مت پھنسے یہ ہاتھی یہاں چوری کرنے آیا تھا پوری پلائننگ کے ساتھ پر مینے جب اسکا منصوبہ تباہ کر دیا ہے تو آپ آپکو جال میں پھنسا رہا ہے ماریں اسے ڈیڈ پولیس کے ساتھ میڈیا کو بھی بلائیں۔"۔وہ لاتیں حیدر کو مارتی بول رہی تھی کہ وہ گھبرا گیا۔
"اس قدر خطرناک چیونٹی پر یہ تھی کون اور یہاں اسکے گھر میں کیا کر رہی تھی"۔۔۔؟؟ اور سوالوں کے بدلے جو جوابات "۔وہ جھڑ جھڑی لے اٹھا۔والے سوچیں آئیں اس سے "بوتہ استغفر اللّٰہ

"چھوڑو اسے حیدر کیا کر رہے ہو یہ تمہاری بیوی حجاب شاہ"۔۔!! حامد صاحب کے آگے بڑھ کر حجاب کو اس سے چھڑوا کر اسکے پیروں پہ کھڑا کرتا غصے سے گھورا حیدر کو کہ ان کے سر پر دھماکہ ہوا۔

ساتوں آسمان ٹھا ٹھا کے ساتھ اسکے سروں پر گرے۔
حجاب کو تو سر چکرا گیا کہ اسنے حامد صاحب کا سہارا لیا اور حیدر کا جو پہلے بازو کمر سر درد کر رہا تھا اب حقیقتی معنوں میں آنکھوں کے سامنے اندرہ چھا گیا۔

"واٹ ربش۔۔۔۔!!ناٹ پاسیبل ہر گز نہیں یہ چیونٹی میری بیوی کیسے ہو سکتی ہے ہاؤ ڈیڈ آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"؟؟؟ وہ اٹھ کر غرایا جس پر حجاب ہوش میں آئی۔

"حیدر شاہ ولد حامد شاہ"۔۔۔!!

"کیااااا۔۔۔۔۔۔۔!!" حجاب کی بلند چیخ پورے شاہ ولا میں گونج اٹھی کہ یہ اسکا شوہر ہے یہ ہاتھی یہ چیپ انسان جسے مار پڑوانے کیلئے وہ اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی وہی اسکا شوہر نکلا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہ ہاتھی میرا شوہر کیسے ہو سکتا ہے امپاسیبل کہہ دیں ڈیڈ پلیز کہ آپنے اسے کسی کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا ہے یہ وہ حیدر نہیں یہ میرا شوہر نہیں وہ کوئی اور ہے یہ ہاتھی نہیں ڈیڈ پلیز بول دیں پلیز"۔وی چیخ رہی تھی رونے جیسی ہو گئی تھی کہ حیدر سمیت حامد شاہ مہکار بھی اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے بیٹا یہ میرا بیٹا ہے حیدر شاہ نکاح میں بتایا تو تھا نکاح سے پہلے بھی"۔حامد صاحب نے اسے دوپٹے سے آنکھیں پونچھتے دیکھ کر سمجھایا اور وہ ان پر ایک نظر ڈالکر اوپر کی طرف بھاگ گئی۔

"کیا کیا سوچا تھا کہ چور کو مارے گی فیمس ہو گی دنیا میں نام کمائے گی پر کیا ہو گیا تھا الٹا اسے زلزوں کے زد میں چھوڑ دیا تھا اب وہ کیا کرے اس ہاتھی کا وہ اسکی بیوی کبھی نہیں بن کہ رہ سکتی وہ تو کتنا چیپ ہے چھوٹے منہ ٹیسٹ نہیں کرتا بڑے بڑے منہ ٹیسٹ کرتا ہے گندے سونگ سنتا ہے بھگورا بدتمیز جاہل انسان سے اسکی شادی کروادی تھی"۔۔وہ روم میں آکر ریبٹ کو گود میں بیٹھائے دروازہ پہلے سے ہی لاک کیے اب رو رہی تھی۔

"ایک چیونٹی ہاتھی کی شادی کیسے ہو سکتی ہے"؟؟ وہ سوچتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ ریبٹ پریشان سی اسکے بالوں میں منہ دیتی اسے چپ کروانے لگی۔

"شرمیلی تم نہیں جانتی اس گندے انسان کو اول درجے کا بدتمیز ہے"۔ وہ دونوں بازو اسکے گرد ڈالے رونے لگی اور اسکے وجود پر پہنی خوبصورت شرٹ سے منہ صاف کرنے لگی۔

"کیا یہ آفس سے آتے وقت تمہارے ڈائپر لائے گا یہ ہمیں آئسکریم کھلانے لے جائے گا کیا یہ مجھے چاکلیٹس لاکر دے گا بھگورا انسان اتنا چیپ لگتا ہے میں کبھی اسے روم میں گھسنے نہیں دوں گی"۔ وہ آنسوں صاف کرتی اٹھی۔

اور ریبٹ کو بے بی کاٹ میں ڈالکر بے بی کاٹ بیڈ پر حیدر کی سائیڈ پر رکھ دیا اور دوسری خود لیٹ گئی۔

"حجاب بیٹا دروازہ کھولا حجاب"۔ حامد صاحب حیدر کی بری درگت بنائے اب اسکے پیچھے آئے اسے سمجھانے کیلئے کہ یہ کوئی بڑی بات تو نہیں ذرا سی ملاقات میں ایک انسان کے کریکٹر کو کسی دوسرے نظر سے جج نہیں کرنا چاہیے۔

پر وہ مانے تب نا۔۔۔

"نہیں ڈیڈ یہ آپکا بیٹا نہیں ہو سکتا یہ ہاتھی بہت بدتمیز ہے اسنے میری انسلٹ کی فلائٹ میں میرے منتوں کے بعد بھی اس گھنڈے نما شخص نے مجھے ونڈو والی سیٹ نہیں دی جب تک وہ آکر کان پکڑ کر مجھ سے اپولوجائز نہیں کرے گا یہ ڈور نہیں کھلے گا"۔ وہ کہہ کر تکیے میں منہ چھپا گئی اور حامد صاحب بے بس سے حیدر کی طرف گئے جو مہکار سے پٹی کروا رہا تھا۔

"تم جائو حیدر اس سے اپو لو جائز کرو"! انہونے روعب سے کہا" اور یاد رکھو مجھے کوئی شکایت نہیں آنی چاہیے تمہیں اسکا ویسے خیال رکھنا ہے جیسے ایک بیوی کا حق ہے مجھے کوئی شکایت نہیں آنی چاہیے ورنہ اس بار میں وہ کروں گا جسکا تم دونوں بھائی بہن سوچ نہیں سکتے اور مہکار تم اپنا بیگ پیک کرو کل تم ہارون کے گھر جا رہی ہو اور رہی تمہاری پراپرٹی کا حصہ تو مینے تین حصے کیے ہیں ایک تمہارا ایک حیدر کا ایک میری بہو کو تینوں کا برابر حصہ کیا ہے مجھے لگتا ہے اب کسے شکوہ نہیں ہونا چاہئے"۔ حامد صاحب سخت نظروں سے دونوں کو گھورتے اپنے روم کی طرف چلے گئے۔

اور حیدر نے بے بسی سے گہرا اسانس بھرا۔

"یہ ڈیڈ کیسے کر سکتے ہیں ایک چھوٹی سی لڑکی سے میری شادی کروادی"۔ اسنے مہکار کی طرف دیکھتے کہا جس پر وہ کندھے اچکا گئی۔

" مینے تمہیں کہا تھا مت لوٹنا امریکہ سے پر نہیں تمہیں آنا تھا تو اب بھگتو۔ انتہائی کی بد تمیز لڑکی ہے بے شرم پتا نہیں کس وجہ سے باپ یوں اچانک کے تمہارے گلے باندھ دیا"۔ وہ ناگواری سے کہتی اٹھ گئی۔

"بس کرو مہکار وہ بیوی ہے میری ڈیڈ نے شادی کروائی ہے تو ایسے نہیں کروائی ہو گی اور تم ہماری ذات کو جانتی ہو ایسی فضولیات کے بارے میں سوچا نہیں جا سکتا"۔ حیدر کی نظروں میں اس چھوٹی سی لڑکی یوں حجاب میں امریکہ میں گھومنا باوقار انداز میں چلنا اسکے کردار کی گواہی تھی اور مہکار کا ہر کسی پر بھتان لگانے والی عادت سے تنگ آگیا تھا ہر کوئی اسکی نظر میں بد چلن تھی وہ سرد لہجے میں جھڑک کر بولا کہ وہ ہونہہ کر کے رہ گئی۔

" تمنے کیا سوچا ہارون کے بارے میں "؟؟ وہ بازو پر آئینمینٹ لگاتے بولا بولا۔

" مینے طلاق مانگی ہے جس پر ڈیڈ نے کہا ہے یہ ممکن نہیں تو ٹھیک ہے یہ ممکن نہیں کل میں کورٹ جائوں"۔

"تم آخر اتنی بے حس کیسے ہو سکتی آخر تمنے پھر ہارون سے شادی کیوں کی مہکار کس وجہ سے تم اپنے معصوم بیٹے کی زندگی تباہ کر رہی ہو اسکا کہاں قصور ہے"؟؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا جو مہکار تو لگ نہیں رہی تھی یہ تو کوئی اور تھی۔

"بات سیدھی سی ہے میں ابھی بچہ نہیں چاہتی تھی یہ ہارون کی خواہش پر ہوا تھا جسے مینے کافی گھسیٹا اور جس پیار کا تم لوگ کہہ کہہ کر میرا سر کھا گئے ہو تو سنو میں نہیں کرتی اس سے پیار نادانی تھی میری غلطی ہو گئی تھی میں اس کے حسن سے متاثر ہو کر نادانی میں اتنا بڑا اقدم اٹھا گئی تھی اور اب جب مجھے احساس ہوا ہے کہ زندگی صرف چار دونوں کی ہے تو اسے دوسرے کے ٹکڑوں پہ سسک سسک کر نمک مرچ جھاڑو میں گذارنے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی زندگی جیے اور یہ سب کو حق ہے تو مجھے بھی ہے میں کیوں نہیں جی سکتی اپنی زندگی کیوں دبائو دیا جارہا ہے مجھ پر کہ میں سوسائیڈ کرنے پہ مجبور ہو جائوں"۔۔وہ روتی ہوئی ہذیاتی ہو کر چیخ پڑی۔

حیدر نے پریشان ہو کر اسے خود سے لگالیا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں میری جان کیوں کر رہی ہو ایسا مت کرو میری جان صرف تھوڑا بیٹھ کر اپنی کوکھ اپنے شوہر کی زندگی کے بارے میں سوچے جو تمہاری آس لگائے سسک کر زندگی گذار رہے ہیں پلیز میرے خاطر ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچو بیٹھ کر ساری سوچوں کو دماغ سے نکال کر صرف اس پر سوچو کہ کل کلاں ہارون دوسری شادی کرلے گا تو کیا تم برداشت کر سکو گی"۔وہ اسکے سر پر لب رکھ کر بولا کہ مہکار اپنے لب کاٹ گئی۔

"کرلے اگر یہ کر سکتا ہے تو میں بھی کرلوں گی اور اس بار کسی فقیر سے نہیں امیر انسان سے کروں گی جو میرے لائق ہو"۔

وہ ہاتھ جھٹکتی حیدر سے دور ہوئی اور وہ لب بھینچ کر ایک نظر اس پر ڈالکر ٹھاکے ساتھ دروازہ کھولتا وہاں سے چلا گیا۔

------------------------------------*

"دروازہ کھولو"۔۔۔!!اسنے دروازے پر ہاتھ مارتے کہا۔

جتنا حسین اسکا ویلکم کیا تھا چیونٹی نے اسے نہیں لگتا تھا تاریخ میں یہ قصہ نہیں درج ہو گا۔

"دفع ہو جائو"۔۔۔!! حجاب نے اسکی آواز سن کر بہت نرمی سے کہا کہ اتنا غصہ ہونے کے باوجود وہ مسکراہٹ چھپانے لگا۔

"بہت مشکل تھا اس کے ساتھ نبھانا ایک تو اتنی چھوٹی لڑکی اس سے دوسرا اتنی بد تمیز چیونٹی"۔

اسے جتنا غصہ تھا اسکے یوں زبردستی نکاح میں آنے میں اتنا ہی اس چیونٹی کے ہونے پر تھا۔

وہ دروازے پہ لات مار کر دوسرے روم میں چلا گیا۔

"صبح بات کریں گے یہ درد کم ہو پھر ملاقات ہو گی تفصیل"۔وہ دانت پیس کر کہتا شوز اتار کر تھکا ہوا تھا اسلئے اس سے زیادہ بحث سے بچنے کیلیئے دوسرے روم میں آکر سو گیا اور کچھ ہی دیر میں فضا میں اسکی سانسیں گونجنے لگی۔

حجاب کافی دیر اسکے اپولو جائز کا انتظار کرتی رہی پر رسپانس نا پا کر روتی سو گئی۔

"تو مطلب تمنے ہارون شاہ پہلے سے ہی لڑکی ڈھونڈلی ہے اب صرف مجھ چھوڑنے کے انتظار میں ہو دفع ہو جائو مجھ تو پھر اچھا بہانا مل گیا تم سے جان چھڑوانے کا"۔وہ بیڈ پر پڑی سوچوں میں گم کبھی مسکراتی تو کبھی غصہ ہوتی کبھی اپنی آگے کی زندگی کا سوچتی تو کبھی کچھ۔

اسکا باپ سمجھتا تھا وہ خاموشی سے اسکی تیسرے حصے والی پراپرٹی لے لیگی ناممکن۔

وہ یہیں ہے اور اب تو حیدر اور حجاب سے سائن لینا بہت آسان تھا۔

--------------------------------------*

صبح اسکی آنکھ کھلی تو خود کو دانیال کے حصار میں پایا۔

اسکی پلکیں لرزا ٹھی اور چہرہ سرخ پڑ گیا وہ بگڑے تنفس کو بحال کرتی پلکیں اٹھا کر قریب سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی کہ محض ایک انگلی کو فاصلہ تھا دونوں میں۔

اسکی گرم سانسیں عائشہ اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی اسکے وجود سے اٹھتی پرفیوم کی خوشبو پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

اسنے اپنے بازو اسکے گرد نکال کر اسکی شیو پر رکھا اور جھینپ کر آنکھیں موند گئی اور پھر پھڑ پھڑاتی گھنی پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی پر وہ ویسا ہی سویا ہوا تھا۔

عائشہ آنکھیں کھول کر مسکرائی۔

پہلے پیار دیکر تڑپا رہا تھا پھر اب بے رخی سے۔

پر اسکا بھی قصور نہیں غلطی تو اسکی تھی جس پر وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گی۔

پر خود کو سدھارے گی ضرور اور اس شخص کے دل کے کسی کونے میں ضرور گھر بسائے گی۔

وہ اسکی شیو پر انگلیاں پھیرتی اسکے بالوں کو سنوارنے لگی۔

تب اسے احساس ہوا کہ کتنا تیل لگا دیا تھا اسکے سر میں کہ اسکی گردن کان سب تیل سے نم تھے۔

وہ جھینپ کر مسکرائی اور اپنا دوپٹا اٹھا کر اسکے کان گردن کو صاف کرنے لگی۔ "کیا سوچ رہا ہو گا ایک تیل لگانا نہیں آتا مجھے" اسنے لب دبا کر سوچا۔

"میں بہت بری ہوں ناخان"۔ اسکی گال پر ہاتھ پھیرتی وہ بھرائی آواز میں بولی۔

"تم ایک احمق لڑکی ہو"۔ بوجھل سی گھمبیر آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی وہ ہڑبڑا کر دور ہوئی کہ اسکی گرفت میں ہونے کی وجہ سے ناکام رہی۔

دانیال نے سنجیدہ نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا جو سرخ ہو کر تمتما اٹھا اور نظریں جھکی ہوئی تھی۔

وہ اسکی نظروں کی تپش سے جاگا تھا۔

اور اب اسکے چہرے کو دیکھتے ذرا سا کمر پر رکھے اپنے ہاتھ کو زور دیکر سے خود سے لگایا کہ وہ کسمسائی پر آنکھیں موند گئی۔

"تمہاری باتیں مجھے بھولتی نہیں عائشہ ندیم بہت درد دیتی ہیں جب جب کانوں میں گونجتی ہیں مجھے مجرم بنا دیتی ہیں کہ مینے تم پر زبردستی کی! رشتے ایسے نہیں نبھائے جاتے رشتوں کو دل سے نبھایا جاتا ہے سوچوں پہ نہیں، ہر سوچ مخلص نہیں کچھ بہکا کر برباد کر دیتی ہیں"۔ اسنے اسکی بھیگی پلکوں پر انگوٹھا پھیرا وہ سسک اٹھی۔

"مجھے معاف کر دو پلیز"۔ وہ سرخ سنہری آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی پر اسکی شہد رنگ آنکھوں کی تاب نالاتے سر جھکا گئی۔

"مجھ یہ آنکھیں تب جھکی چاہیے تھی جب ان میں بغاوت تھی اور مجھے یہ آنکھیں تب اٹھی چاہیے میرے سامنے جب ان میں وفا ہو"۔ اسنے اسکی ٹھوڑی اوپر کی۔

"میں انتظار کروں گا جب تم اپنی حقیقت میرے سامنے رکھو گی! میں حقیقت پسند انسان ہوں رنگ بدلنا مجھے پسند نہیں"۔ اسنے جھک کر اسکی بھیگی پلکوں کا خیال کرتے اسکے لبوں کو ہلکہ سا چھوا کہ وہ گھبرائی آنکھیں موند گئی۔

"اس احساس کو محسوس کرو یہ تم سے کیا کہتا ہے"۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے پیٹ پر رکھتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔ اور آہستہ سے اٹھ کر اسے اپنے سحر میں قید چھوڑ کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔

اسکے جانے کے بعد عائشہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور آسودگی سے مسکرائی۔

وہ اٹھ کر اسکے لئے کپڑے نکالنے لگی آفس کیلیئے اور اسکے مسجد نماز ادا کرنے کیلیئے جانے کے بعد خود وضو کر کے سجدہ کرنے لگی اس ذات کو جسکی رحمت اس پر ہر وقت رہی تھی۔

وہ توبہ کرتی معافی مانگنے لگی۔

اور سب کیلیئے اپنے ماں باپ کیلیئے دعا کرنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرنی لگی۔

اگر انکے بچھڑنے پر رونے کے بجائے انکے لئے قرآن پڑھ کر بخشش کی دعائیں مانگے تو کچھ تو دل میں سکون پڑے۔

وہ جب نماز ادا کر کے لوٹا تو اپنے کمرے سے قرآن پاک کی تلاوت پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

اور پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اسکے خوبصورت چہرے کو حجاب کے ہالے میں دیکھ کر کہیں ٹھنڈک پڑی تھی۔

"م۔میں باندھ دوں"؟؟ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد وہ ہمت کر کے اسے ٹائی باندھتے دیکھ کر بولی۔

"نہیں میں کرلوں گا تم جاؤ ناشتہ کرو پھر دوائی کھاؤ"۔وہ نفی میں سر ہلاتا مرر کے سامنے ہوا کہ اسنے مایوسی سے دیکھتے اپنے ہاتھ مروڑے۔۔

"میں کر دیتی ہو نا"۔۔وہ جھجھک کر آگے بڑھی اور اسکے رخ اپنی طرف کرتی ٹائی باندھنے لگی۔

دانیال گہرا سانس بھر تا روم کو دیکھنے لگا۔

اور عائشہ ایک نظر اس پر ڈال کر ٹائی کی ناٹ درست کرتی اسے دیکھنے لگی۔

جس پر بے ساختہ ہی اسکا دل دھڑکا اور وہ آہستہ سے دھڑکتے دل سے وہاں سے باہر نکل گئی۔

اسکی پشت کو دیکھتے سر جھٹک کر برش بالوں میں پھیرا۔

"مورے"!!زریش مسکراتی سفینہ بیگم کے پاس بیٹھی۔

"کیا"؟؟انہوں نے غصے سے گھورا اسکی چاپلوسی سب سمجھ رہی تھی پر وہ ایسا ہر گز نہیں کرنے دیں گی۔

"اماں تھوڑا نرم ہو کر سوچیں وہاں تقویٰ بھی تو اتنا عرصہ رہی رتھی تھوڑی سی کسی بے بس کی مدد کرنے سے کیا جاتا ہے"۔

"زر یہاں بات یہ نہیں کہ مدد کرنے سے کیا جاتا ہے یہاں بات میری بیٹی کی وہاں جوان آدمی رہتا ہے لوگ کیا باتیں بنائے گے میں تو کہتی ہوں بھول کر دانی کے سامنے مت کہنا کہ وہاں جا کر انکی خدمت کرنا چاہتی ہو"سنیفہ بیگم غصے سے بولیں زر بے بسی سے سامنے عائشہ کو اشارہ کرنے لگی مدد کیلئے۔

"پھوپھو ہارون بھائی بہت اچھے ہیں آپ جیسا سوچ رہی ہیں ویسا بالکل نہیں"۔وہ مسکراتی بولی سفینہ بیگم نے منہ بنایا جیسے اسکا بولنا پسند نا آیا ہو

عائشہ شرمندہ ہو گئی۔

"اماں آپ جیسا کر رہی ہیں گستاخی معاف کیجئے گا یہ احسان فراموشی ہے" وہ منہ بنا کر اٹھی کہ پھوپھو کا جو تاسیدھا اسکی کمر پہ لگا جہاں وہ کراہی تھی وہیں عائشہ نے قہقہ لگایا اور زر کے گھورے پر بمشکل ہنسی روکتے لبوں پر انگلی رکھ گئی۔

"خود دانی سے بات کرنے والی ہوں آپ تو بس احسان بھول جائیں" وہ کہہ کر دانیال کے نمبر پہ کال ملا کر اسے ہارون کی ماں کی حالت اور تقویٰ کا احسان بھی یاد دلایا کہ احسان لیا ہے تو اتارنا چاہیے۔

دانیال نے گھر آکر بات کرنے کا کہا تو وہ مطمئن ہو گئی اور گھورتی اپنی ماں کو زبان دیکھا گئی۔

"بس اس میں ہی زندگی گنواں دو لوگوں کی خدمتیں کرتے کرتے عمر تباہ کر کے مار دو مجھے اپنے ہاتھوں سے"۔پھوپھو روتی ہوئی بولی کہ زر بھاگتی انکے پاس آئی اور انہیں گلے سے لگا کر چپ کروانے لگی۔

عائشہ سر جھکائے بیٹھی۔

*________________*_____________*

"صبح صبح کہاں بھاگ گئی سائیں کی جان"۔وہ کچن میں آتے اسے موندیں آنکھوں سے پیچھے ہگ کر کے گردن میں منہ چھپاتے بولا۔

"سائیں ناشتہ بنارہی ہوں پھر یونی جاناہیں چھوڑیں"۔وہ آٹے سے بھرے ہاتھ دیکھاتی بولی جس پہ صائم نے نظر ڈالنا ضروری نہیں سمجھا۔

"ہمم۔۔!اچھی بات ہے"۔وہ اسے بے بس مزاہمت نا کرتے دیکھ کر اسکی گردن کو لبوں سے چھوتے بولا۔

"بکواس کررہے ہیں مینے کون سی اچھی بات سنائی ہے کہاہے چھوڑیں مجھے"۔وہ مزاہمت کرتی غصے سے بولی جس پر صائم نے مسکراتے اسکے گرد بازو باندھ کر اسے اپنے حصار میں مضبوطی سے قید کرلیا۔

تقویٰ گہرا سانس بھرتی رہ گئی۔
اور اسکے شدت بھرے لمس پر سمٹ گئی۔

"میں نہیں بنارہی کھانا"۔وہ غصے سے پیچھے ہوتی بولی کہ صائم اسکا غصہ محسوس کرتے مسکرا کر دور ہوا۔

تقویٰ نے گھور کر اسے دیکھا تو بے ساختہ ہی نظریں جھکا گئی اسکی بغیر شرٹ کے سینے کو دیکھ کر۔

"چلیں جائیں یہاں سے"۔وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی پیچھے کو دھکا دیتی خود مڑ گئی اور جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔

"موڈ نہیں ہو رہا اکیلے روم میں جانے کا تم چلو نا"۔وہ پھر سے شرارت پر آمدہ تھا کہ تقویٰ اسکا بازو اپنے گرد دیکھ کر اپنی کہنی اسکے پیٹ میں ماری وہ کراہ کر پیچھے ہوا۔

"اُف"۔۔۔۔۔!!درد سے وہ جھک گیا پیٹ پر ہاتھ رکھتے نیچے بیٹھ گیا کہ تقویٰ ہڑبڑا گئی۔

"سائیں۔۔۔۔۔!ایم سوری میرا کوئی زور سے مارنے کا ارادہ تھا۔"۔۔۔وہ گھبراتی اسکے پاس نیچے بیٹھتی بولی کہ صائم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہیں کیا مارنے کا ارادہ تھا مولانی"۔۔۔!اسنے حیرت سے پوچھا

جس پر تقویٰ نے اپنے جملے پر غور کیا تو خجالت سے سر نفی میں ہلایا۔
"مطلب کہ میرا کوئی زور سے مارنے کا ارادہ نہیں تھا!زیادہ تو نہیں لگی"۔وہ صفائی دیتی اسکے سینے کو دیکھنے لگی۔

"بہت زور سے لگی مولانی"۔صائم نے جھڑک کر کہا تو وہ اور نادم ہو گئی۔

"کہاں لگی مجھے دیکھائیں"؟؟ وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی درد کی جگہ تلاش کرنے لگی اور صائم مسکراتا اسے اپنے ساتھ نیچے فرش پر بیٹھے دیکھ کر مسکراہٹ چھپانے لگا جو کچھ دیر پہلے اسے دیکھنے سے کترا رہی تھی اب اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی پریشان سی پھونکیں مار رہی تھی۔

"یہاں"۔۔! اسنے آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

"کہاں"؟؟ وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی جس پر صائم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے مقام پر رکھا۔

"یہاں بہت لگی زور سے"۔ اسنے کراہتے کہا جس پر تقویٰ نے اسکی شرارت سمجھ کر دانت پیسے۔

"ایک نمبر کے بدتمیز انسان ہیں آپ"۔ وہ دل پر چپٹ مارتی اٹھنے لگی کہ صائم نے ایکدم اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ وہ لہرا کر اسکی آغوش میں آئی۔

"آں ہاں ایدے کیسے جان"۔۔۔!!

"سائیں۔ں ں۔۔۔۔! وہ غصے سے بولتی اٹھنے لگی پر صائم نے اس سے پہلے اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر اس پر جھک آیا اور سارا غصہ اپنی سانسوں میں منتقل کر گیا۔

"چلو تمہارے کہنے پر جا رہا ہوں شراف سے فریش ہونے ورنہ تمہارے ساتھ ناشتہ بنانے کا ارادہ رکھتا تھا بغیر کسی شرارت کے"۔ وہ اسے اپنا احسان کرنے والے موڈ کا بتاتے گال کو چومتے اسے اٹھا کر خود بھی اٹھ کھڑا ہوا اور سرگوشی میں کہتا اسکی بکھری سانسوں کو دیکھتا چلا گیا۔

تقویٰ ماتھے سے پسینہ صاف کیے ناشتہ بنانے لگی اور ماشتہ بنا کر جب اسنے ٹیبل پر لگایا تو وہ بھی فریش ہو کر آ گیا۔

"چلو جلدی تیار ہو کر آئو میں تمہیں یونی ڈراپ کر کے نوکری کی تلاش میں جاتا ہوں شاید کہیں سڑک پر پڑی ملے"۔ناشتے سے فارغ ہوتے اسنے کہا تو تقویٰ جلدی سے سر ہلا کر اوپر چلی گئی تب تک صائم سگریٹ نکال کر لبوں میں دبائے موبائل میں دیکھ رہا تھا۔

"آپ"۔۔۔۔!! تقویٰ جب نیچے آئی تو صائم کو پائوں سے سگریٹ مسلتے دیکھتے کر دکھ سے پکارا اٹھی۔

"سوری یار بہت ضرورت فیل ہو رہی تھی"۔اسنے مسکراتے کہا اور چادر میں چھپی تقویٰ کا ہاتھ تھام کر لے جانے لگا۔

وہ منہ پھولائے گھر کو لاک کرتی اسکے ساتھ بائیک پہ بیٹھی اور کیز اپنے بیگ میں ڈالکر اسکے کندھے کو تھام گئی۔

"تمہاری گاڑی کہاں گئی"؟؟راستے میں اسنے پوچھا جس پر صائم مسکرایا۔

"کیوں بائیک پہ برا فیل ہو رہا ہے"؟؟

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا مجھے کیوں برا فیل ہو گا سائیں میں آپکے ساتھ ہر حال میں رہ لوں گی پر شرط یہ کہ آپکو اپنی ساری بری عادتیں چھوڑنی پڑیں گی"۔

"تم فکر مت کرو سائیں کی جان میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں ان شاءاللہ سب کچھ چھوڑ دوں گا سواء تمہارے"۔وہ مسکرا کر بولا تو تقویٰ بھی مسکرا دی۔

اسے یونی کے سامنے ڈراپ کرتے اپنا خیال رکھنے اور دل لگا کر پڑھنے کا کہتے لاسٹ میں شرارت سے آنکھ دبا دی۔

"مت چھوڑیے گا یہ گھٹیا پن"۔وہ بوکھلا کر آس پاس دیکھتی دانت پیستی بولی صائم نے سر کو خم دیا۔

"جو آپکا حکم سائیں کی جان"۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا"۔اسنے غصے بھنا کر کہا تو صائم ہنس پڑا۔

"جو بھی مطلب تھا مینے یہی مطلب نکالنا تھا اب جائو جلدی"۔اسنے روعب سے کہتے پیچھے کی جانب اشارہ کیا تقویٰ گھور کر دیکھتی پائوں پٹخ کر چلی گئی۔
صائم ہنس کر دائیں بائیں سر ہلاتا بائیک اسٹارٹ کر گیا۔

*_____________*_____________*

وہ بیدار ہو کر اپنے روم کی طرف جانے لگا۔

دوسری کیز سے ڈوران لاک کرتے اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے بیڈ کی جانب دیکھا تو آنکھیں ابل پڑی وہاں بے بی کاٹ دیکھ کر۔

"کیا بے قدری ہے اس گھر میں انسانوں کی جگہ جانور بے بی کاٹ اور بیڈ پر پڑے ہیں"۔ وہ حجاب کو بیڈ پر سویا پا کر پھر اسکے پاس ہی خرگوش کو دیکھ کر تڑپ کر بولا۔

اچانک دماغ میں خیال آنے پر وہ آگے بڑھا اور اسکے پاس سے وہ خرگوش اٹھا کر روم سے نکلا اور اپنے ڈیڈ کی جھڑکیں نظر انداز کرتا اسے لان میں پھینک کر آگیا۔

"یہ کیا پاگل پن ہے حیدر وہ کافی اٹیچ ہے اس سے"۔ حامد صاحب نے گھورا۔
"معذرت پر اگر اس لڑکی کو میرے ساتھ میرے روم میں رہنا ہے تو یہ جانور باہر رہیں گے مجھے چڑ ہوتی ہے ڈیڈ"۔ وہ کہتا وہاں سے آگے بڑھ گیا اور سیڑھیاں طے کرتا اپنے روم میں آکر فریش ہونے کیلئے کپڑے اٹھاتا ایک نظر اسے ہوش حواس سے بیگانہ دیکھ کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔

وہ ابھی شاور لے رہا تھا کے ٹھاکے ساتھ دروازے پہ لات ماری گئی۔

"نکل باہر ہاتھی کمینے میری شرمیلی کو کہاں کر دیا آج میں تمہارا خون کر دوں گی"۔ وہ چیخ رہی تھی پر اسے کون سا فرق پڑنے والا تھا دروازہ لاک تھا اسکی چیخوں کو میوزک سمجھ کر انجوائے کرتا شاور لے رہا تھا۔

"جانوروں کو کہاں رکھا جاتا ہے میں اسے وہیں چھوڑ آیا چیونٹی اور جلد ہی تجھے بھی تمہاری جگہ پر چھوڑ آئوں گا جہاں دوسری چیونٹی کے ساتھ زمین پر رینگتی رہنا اور میں روز آکر تمہیں دیکھ کر خوشی سے قہقہہ لگائوں گا"۔ وہ ابھی بھی قہقہہ لگاتا بولا کہ حجاب کا بدن آگ کی لپیٹ میں آگیا۔

"تجھے میں بتاتی ہوں تمہاری کہاں جگہ ہے ہاتھی گینڈے سانڈ"۔

وہ کہتی موبائل کی طرف مڑی اور حیدر نے بے فکری سے کندھے اچکائے۔

"السلام علیکم"۔۔۔!

"کیا آپ کراچی کے چڑیا گھر سے بول رہے ہیں سر"؟؟

****

دوسری طرف مثبت جواب سن کر وہ کھل اٹھی۔

"جی میںنے یہ نمبر آپکے فیس بک گروپ پہ زو کی ٹیم سے لیا ہے پلیز ہمارے یہاں ایک بڑا ہاتھی گھر میں گھس آیا ہے پلیز آپ آکر اسے لے جائیں پلیز ورنہ وہ بہت نقصان کر دیگا"۔ وہ ڈرتی رونے والی آواز میں بولی کہ دوسری طرف انہیں کسی بڑے سے بات کروانے کا کہا گیا۔

"کیسے کروائوں سر وہ سب تو باہر کھڑے انہیں نقصان سے روک رہے ہیں آپ بس اپنی ٹیم کے ساتھ جلدی سے پہنچے ورنہ وہ ہمارے گھر میں گھس کر سب کچھ تباہ کر دیگا پلیز ہم غریبوں کی دعا لگے گی سر"۔وہ جھوٹ موٹ کا خوف سے روتی ہوئی بولی اور انکی حامی بھرنے پر ایڈریس بھیج کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

"کس سے صبح صبح بھیک مانگ رہی ہو"؟ حیدر تولیے سے سر پونچھتا بولا۔

اسکا دل تو بہت دکھ رہا تھا اس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے نکاح میں دیکھ کر پر وہ اسکا دل نہیں دکھا پا رہا تھا۔

ناہی یہ جتا رہا تھا کہ تم میری زندگی میں زبردستی شامل ہوئی ہو اور میں کسی اور سے محبت کر رہا ہوں کرتا رہوں گا۔

میں تمھیں ناپسند نہیں کرتا پر تمہارے ساتھ اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

وہ اس پر یہ بھی واضح نہیں کر سکتا تھا اسکی معصومیت کی وجہ سے کہ اسکے باپ نے اسے زبردستی بلایا ہے اور تم سے نبھانے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔

اسے امید تھی کہ اس کی طرف سے ملنے والی مسلسل ناگواری بے رخی لاپرواہی پر وہ ایک دن خود ہی اپنے راستے الگ کرلے گی آخرکار اسکی ابھی عمر ہی کیا تھی۔اور کتنے سپنے سجے گے اسکی آنکھوں میں اپنے شریک حیات کیلئے جب وہ پورے نا کر پائوں گا تو وہ خود ہی دوسرے راستے کی مسافر بن جائے گی اس سے الگ ہو کر۔

"بھیک نہیں مانگ رہی تھی تمہارے باراتیوں سے بات کر رہی تھی"۔وہ چڑ کر بولی اور جلدی فریش ہو کر جانا تھا حامد صاحب کے پاس انصاف کی اپیل کیلئے۔

وہ سرسری سی نظر اس پہ ڈال رہا تھا کہ وہ بال پونچھتی گلے میں دوپٹے ڈالے ڈریسنگ مرر کی طرف آ رہی تھی۔

حیدر نے ایک نظر اس پہ ڈال کر نظریں سامنے ٹکا دیں۔

"ہٹو"!!پھنکار بھرا لہجہ تھا۔"یہاں پہلے میں کھڑا تھا کہیں اور جائو"۔وہ پھیل کر کھڑا ہو گیا مرر کے سامنے اور حجاب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اسکا ارادہ اسے زچ کر کے ہی بھگانے کا تھا۔

"تم شاید رات کی درگت بھول گئے ہو مسٹر حیدر شاہ"!!وہ تمسخرے سے اسکے ماتھے پہ سرخ دھبا دیکھ کر ہنسی۔
حیدر کا منہ کڑوا ہو گیا۔

"شکر کرو چیونٹی ڈیڈ کا جس کی وجہ سے بچ گئی ورنہ رات کو ہی دیکھا دیتا اسکا انجام"۔اسنے دانت پیس کر کہا کہ وہ ہنستی ناک سے مکھی اڑاتی اسے آگ لگا گئی۔
تھی کیا اسکے سامنے اور اٹیٹیوڈ تو دیکھو میڈم کا۔

"تم ہٹ رہے ہو یا میں جائوں ڈیڈ کے پاس کہ تمنے رات کو مجھے مارا"۔وہ آنکھیں پٹپٹاتی بولی
حیدر جو فضول میں ہی پرفیوم اسپرے کر رہا تھا جھٹکے سے مڑا۔

"کب؟؟رات کو تو میں دوسرے روم میں سویا تھا"۔۔۔!اسنے آنکھیں نکالیں اس پر اور حجاب اسکی گرے آنکھیں دیکھ کر مسکرائی۔

"یہ صرف مجھے پتا ہے کہ تم دوسرے روم میں سوئے تھے ڈیڈ کو نہیں اور نا ہی تم انہیں بتا سکتے ہو کیونکہ بتائو گے پھر انسلٹ کروائو گے "۔وہ مسکراتی بولی کہ ایک پل کو حیدر اسکی بلیک میلنگ پہ حیران ہوا۔

کیا تھی لڑکی یا آفت۔۔۔۔!

ایک پل میں معصوم ایک میں چالاک دوسرے پل آفت،اسے سمجھ نہیں آرہا تھا پتا نہیں کیا کھا کر بڑی ہوئی تھی مصیبت کہیں کی۔

"دروازہ کس نے لاک کیا تھا"۔وہ اسکے سر پہ کھڑا ہوا

" مینے تو نہیں کیا بلکہ میں معافی مانگنا چاہتی تھی آپ سے اور آپکا انتظار کر رہی تھی "۔اسنے معصومیت کے ریکارڈ توڑ دیۓ اور اس پل وہ چیونٹی حیدر کو اتنی بری لگ رہی تھی کہ کہیں پھینک آئے اسے۔

"تو تم میرا انتظار کر رہی تھی یہ کہو گی ڈیڈ سے "!وہ جھک کر تمسخرے سے مسکراتی گرے آنکھوں سے دیکھتا اسے کنفیوز کر گیا۔

"ہاں کہوں گی"وہ کچھ پیچھے ہوتی بولی حیدر نے برو اٹھائی معصوم تو لگتی نہیں جتنی خود کو بناتی تھی۔

"کیوں انتظار کر رہی تھی"؟؟اسنے معنی خیز نظروں سے دیکھتے اسکی بھیگی لٹ کو کھینچا مطلب صرف اسے ڈرانا تھا اور اسکی کنفیوز آنکھیں دیکھ کر وہ بہت انجوائے کرنے لگا۔

"ارے بھئی معافی کیلئے"۔۔!وہ غصے سے اپنے بال پیچھے کرتی گھورنے لگی۔

"اور معافی کے بعد کیا ہوتا"؟؟ اسنے پھر دوسرے طرف سے اسکے بال کھینچے حجاب بھنا گئی "کیا بیہودگی ہے"۔وہ سر پر تولیہ لپیٹ کر اسکے پائوں پر پائوں مار گئی۔

"کیا ہوتا"؟ اسنے غصے سے گھورہ اور حیدر ہنسا۔ "وہی تو پوچھ رہا ہوں پھر کیا ہوتا"؟؟ اسنے ٹھوڑی کے نیچے چمکتے پانی کی بوند کو اپنے انگلی کے پور پر رکھ کر اسکے چہرے پر ماری وہ آنکھ جھپک کر رہ گئی اور اب اسکے کان کھڑے ہوئے۔
اسکی کان کی لو کو سرخ ہوتے دیکھ کر وہ کھل کر ہنسا۔

"خیال رکھنا یہ بلیک میلنگ تم پر بھاری نا پڑ جائے اور پلیز مجھ نا اپنے بچوں جیسی بلیک میلنگ سے اریٹیٹ مت کرو میں بہت غصے والا اور جزباتی ہوں کہیں ایسا نا ہو اس میں تمہارا ہی نقصان ہو جائے"۔۔وہ اسکی بھیگی ناک کو انگلی سے چھوتے اسکی پھیلی آنکھیں وہیں چھوڑ کر ٹائی نکال کر باندھنے لگا۔

"تم ایک انتہائی کے بدتمیز ہاتھی ہو تمہیں لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں تمہیں کسی جنگل میں ہونے چاہیے تھا چیپ انسان"۔وہ اسکے چھونے پر اپنی سانسیں بحال کرتی برش اسکی پشت پہ مار کر بولی۔

حیدر مسکراتا شوز ریک سے شوز اٹھا کر پہننے لگا۔
حجاب کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے ایک تو اسکی شرمیلی پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی دوسرا صبح صبح اس بدتمیز شخص کی بدتمیزی اسکے بلیک میلنگ کو اسکے اوپر ہی گرا کر اب کیسا ریلیکس تھا۔

اسنے تو فیوچر میں اسے اپنے اشاروں پر نچانے کا بھی سوچ لیا تھا کہ وہ جیسا کہے گی اسکی بلیک میلنگ پہ ویسا کرتا جائے گا پر اس گھٹیا شخص نے دو منٹ نہیں لگائے اسکے چنے منے خوابوں کو پھونک مار کر انہیں بکھیرنے میں۔

"چلو جلدی ریڈی ہو جائو تا کہ ڈیڈ کو یقین دلائیں ہماری نائٹ میں صلح ہو گئی ہے"۔وہ کوٹ پہن کر اس سے بولا اور حجاب لب کاٹ کر برش اٹھاتی بالوں میں کرنے لگی تب تک حیدر بریف کیس میں اپنی فائلز رکھنے لگا۔

"ویسے مجھے لگتا ہے تم اپولو جائز کے خواب دیکھ کر ہی دنیا سے کوچ کر جائو گی"۔وہ بریف کیس ہاتھ میں پکڑ کر شرارت سے اسے سر پہ دوپٹہ سیٹ کرتے دیکھ کر بولا۔

"ہونہہ۔۔۔۔!میں حجاب ہوں سید حجاب قاسم شاہ ایک دن تو تم سے ہاتھی پہ بلوا کر ہی رہوں گی جسٹ ویٹ اینڈ واچ اٹس مائے ڈریم کہ حیدر شاہ میرے سامنے یہ لفظ کہے گا"۔وہ دعوے سے بولی حیدر ہنس پڑا اسکے بچگانہ ڈریم پہ۔

"جیسی چیونٹی ویسے ڈریم"۔وہ کہہ کر آگے بڑھا کہ دروازے پہ رک گیا اور اسکے پیچھے جو حجاب مٹھایا بھینچ کر آ رہی تھی اسکے اچانک رکنے پہ سیدھا اسکی پشت سے ناک ٹکرائی تو کراہ اٹھی۔

"اللہ تمہیں ایک نظر کا چشمہ دیدے کیوں رکے ظالم انسان"۔وہ ناک پہ ہاتھ رکھ درد سے بولی "تمہیں خیالوں سے نکالنے کیلیئے،اور سنو ابھی آئے ایک ہفتہ ہوا ہے کہ پہلے ہی بے بی کاٹ منگوالیا ہے کچھ اپنا نہیں تو میرا ہی خیال کر لو اسے سائیڈ رکھ دینا اور ساری رات دیکھ دیکھ خواب سجاتی رہنا"۔وہ مڑ کر بولتا وہاں سے نکل گیا اور حجاب سمجھتی ناک کا درد بھلا کر اسے برا بھلا کہنے لگی۔

"مجھ سمجھ نہیں آرہا کہ مینے ایسا کون سا گناہ کر دیا جس کی سزا اسکے طور پہ ملی ہے"۔ڈبڈباتی آنکھیں صاف کر کے وہ اسکے پیچھے گئی۔

"ڈیڈ"۔۔۔۔!لائونج میں موجود حامد صاحب کو دیکھ کر وہ ان سے پلٹ گئی کہ حیدر بوکھلا گیا اور اپنے باپ کی سخت گھوریوں کو دیکھا۔

"بس شروع ہو گیا اس گھر کا ناٹک"۔مہکار غصے سے بڑبڑاتی ڈائننگ ٹیبل پہ چلی گئی اور حامد شاہ حجاب کو لیکر باہر لان میں جا گر کھاتی اسکی شرمیلی کے پاس لائے۔

"بیٹا دیکھو کیسے خوش لگ رہی ہے ہم تو کہتے ہیں اسے یہاں ایک پیارا سا گھر بنا کر دیں تا کہ وہ خوش سے اپنی فیملی بنا سکے ہم اسکے لئے اسکا پارٹنر شام تک لا دیں گے ٹھیک ہے"؟حامد صاحب اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر سمجھانے لگا کہ انکی زندگی انہیں کھل کر جینے دو باقی پیار تو تم یہاں آکر بھی کر سکتی ہو جب چاہے اور اسکی فیملی کیا نہیں دیکھنا چاہتی کہ تمہاری شرمیلی کے بھی چھوٹی چھوٹی شرمیلیاں ہوں۔

"چاہتی ہوں"۔۔۔!حجاب نے مسکراتے کہا۔

"پر یہ رات کو میرے پاس سوئے گی پلیز"۔وہ منت کرتے بولی تو وہ ناچار سر ہلا گئے۔۔

"دیکھو تو کتنی سمجھدار بیٹی ہے ہماری اس نالائق کے لائق نہیں پر یہ بھی قسمت"۔ وہ اسے سمجھا بجھا کر جب ڈائننگ ٹیبل پر آئے تو بولے حیدر سر جھٹک کر رہ گیا اور حجاب مسکراتی مہکار کے ساتھ۔ بیٹھی۔

"ویسے آپس کی بات ہے دن میں کتنی کھاتی ہیں"؟؟ وہ جھک کر مہکار سے سرگوشی میں پوچھنے لگی وہ چپکلیوں کے بارے میں پوچھ رہی تھی جنکا نام وہ نہیں لے رہی تھی۔
اور مہکار نے سمجھا کہ وہ اسے کھانے کا کہہ رہی ہے اسکا منہ کی طرف جاتا ہاتھ رک گیا اور اسے ابھی اسکا تھپڑ نہیں بھولا تھا کہ پھر یہ بات۔

"اپنی اوقات میں رہو اپنے باپ کا کھاتی ہوں تمہارے نہیں جو طعنے دے رہی ہو"۔ وہ چیخ پڑی کہ حامد صاحب اور حیدر نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

مہکار کی طعنے والی بات پہ حیدر نے غصے سے حجاب کو گھورا۔

"حجاب بیٹا ایسے نہیں کرتے"۔ حامد صاحب نے سمجھایا تو وہ دانت دیکھا گئی۔

"ڈیڈ میں تو بس اپنی نالیج میں اضافے کیلیئے پوچھ رہی تھی آپی سے کہ کتنی کھاتی ہو اور انہوں نے کہا اپنے باپ کا کھاتی ہوں یہ ٹھیک کہا بالکل اپنے باپ کے گھر کی ہی کھاتی ہے شکر ہے بلکہ بہت اچھی عادت ہے"۔ وہ مسکراتی ہوئی بولی کہ حیدر اور مہکار نے ناگواری سے دیکھتے سر جھٹکا کا۔

حامد صاحب نے مسکراتے اسکا سر تھپتھپایا۔

"ورنہ تو عموماً چڑیلیں دوسروں کے گھروں کی (چھپکلیاں) بھی کھا جاتی ہیں "بریڈ کا پیس منہ میں رکھی شرارتی مسکراہٹ سرخ لبوں پہ سجا کر بڑبڑائی جو کسی کے سمجھ میں نا آئی۔

سے کچھ لوگ آئے ہیں کہ انہیں انفارمیشن ملی ہے کہ یہاں کوئی ہاتھی گھس آیا ہے گھر میں اسے انکے (zoo" سرزو) حوالے کریں"۔ گارڈ نے پریشان سے حامد صاحب سے کہا جسے سن کر جوس کا گلاس منہ سے لگائے بیٹھے حیدر کے حلق میں گھونٹ پتھر کی طرح اٹک گیا اور وہ بری طرح کھانسنے لگا۔
اسکی حالت پہ جہاں حامد صاحب پریشان ہوئے وہیں حجاب اپنی مسکراہٹ چھپانے لگی۔

حیدر نے سانس بحال کرتے حجاب کو گھورا وہ اس حد تک کیسے جا سکتی تھی مطلب اب وہ اسے چڑیا گھر بھیجے گی اسکی اتنی ہمت چیونٹی کی۔
وہ انہیں باراتی کہہ رہی تھی۔ حیدر سوچ کر کڑھ اٹھا اور اسکا دل کر رہا تھا پاس بیٹھی ہوتی تو گلا دبا دیتا۔

"جائو دفع کرو انہیں کہ کوئی نہیں ہے یہاں ہاتھی"۔ وہ غصے سے بولا جہاں اسکا سرخ چہرا دیکھ کر حجاب نے قہقہہ لگایا وہیں حامد صاحب الجھ کر اسکی بدتمیزی پہ دیکھنے لگے۔

"تمیز سے بات کرو حیدر شاید انہیں غلطی فہمی ہو گئی ہو گی تم کیوں اتنا غصہ کر رہے ہو"۔ حامد صاحب نے اسے جھڑکا اور وہ حجاب کی دبی دبی ہنسی دیکھ کر خون کا گھونٹ پی کر رہ گیا۔

"چلو میں بات کرتا ہوں" حامد صاحب کہتا گارڈ کے پیچھے گیا اور وہاں کھڑی انکی پوری ٹیم کو ہاتھی کے پکڑنے کے سارے بندوبست کے ساتھ دیکھ کر حیران ہوا اور انہیں سمجھانے لگا کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے یہاں کوئی ہاتھی نہیں۔۔

"ویل مسٹر حامد شاہ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم مان لیتے ہیں پر ہمیں کال یہاں سے آئی تھی اور اب آپکو زو چلنا پڑے گا وہاں کچھ پیمنٹ کرنی پڑے گی اور یہ بھی دیکھ لیجئے گا کہ کال کس نے کی ہے" ٹیم کے سربراہ نے رسیاں واپس گاڑی میں رکھتے کہا جس پر حامد شاہ سر ہلا گئے۔
انہیں وہیں رکنے کا کہتے وہ واپس گھر آئے۔

"سنو حیدر تم جاؤ انکے ساتھ مجھے ایک میٹنگ میں جانا ہے تم زو جا کر وہاں کچھ پیمنٹ کر کے آؤ اور انکی غلط فہمی بھی دور کر دو کہ یہاں سے کسی نے کال نہیں کی تھی" حامد صاحب کی بات پہ وہ سٹپٹا گیا اور حجاب کا دل کیا قہقہے لگائے مطلب کام ہو گیا۔

"پر ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!
"شاہ سائیں خیال سے جایئے گا اور خیال سے چلیئے گا وہاں بہت خطرناک جانور رہتے ہیں آپکو ڈرا نا دیں" وہ معصومیت سے اسکی بات کاٹ کر فکرمندی سے بولی اور حیدر کا دل کیا اپنے بال نوچ دے۔

"تمہیں دیکھ لوں گا چیونٹی" وہ اشاروں سے ہی اپنے خطرناک تیوریوں کا بتاتا جانے لگا۔
پیچھے اسے جلانے کیلئے حجاب نے قہقہہ لگایا۔

"یاد رکھیے گا ڈیڈ یہ جس کی چیپ حرکت ہو گئی چھوڑوں گا نہیں اسے" وہ غصے سے سرخ چہرے سے کہتا وہاں سے نکل گیا اور حجاب کا دل کر رہا تھا کوئی نا ہوتا تو اپنے شوہر کو یوں چڑیا والوں کے ساتھ بھیجنے پر زمین پہ گر کر لوٹ پوٹ ہو جائے۔

"ویسے ڈیڈ کتنی مزے کی بات ہے وہ آئے ہاتھی کو لینے تھے اور لے شاہ سائیں کو جا رہے ہیں"۔ وہ کہتی مسکراہٹ چھپا نا سکی تو کھلکھلا اٹھی۔

"ہم جانتے ہیں یہ ساری شرارت تمہاری اب بچ کر رہنا" وہ وارن کرتے اسکے سر پہ بوسہ دے گئے۔

اور حجاب سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہو گی کہ کیسے وہ آج زو والوں کے پیچھے جا رہا ہو گا "ضرور آئندہ توبہ کرے گا مجھ سے "۔

"مہکار چلو" حامد صاحب بریف کیس لائے تو وہاں بیٹھی خاموش سی مہکار سے کہا۔

"کہاں ڈیڈ"؟؟ وہ انجان بن گئی جس پہ حامد صاحب کو بہت غصہ آیا۔
"ہارون کے گھر تمہارے شوہر کے گھر تمہیں چھوڑنے" وہ باور کرواتے بولے
مہکار ہنس پڑی۔" مینے صبح بات کی تھی ہارون سے وہ مجھے طلاق دینے کیلیئے راضی ہے کچھ ہی دن میں پیپرز آ جائیں گے اسکے بعد مینے پلائن بنایا ہے کہ کچھ دنوں کیلیئے پیرس جائوں وہاں میری فرینڈز کافی مس کر رہی ہیں مجھے میں کچھ دن آزادی سے جینا چاہتی ہوں پھر تو یہی آنا ہے اپنا حق لینے"۔ وہ میگزین وہیں پٹخ کر اٹھ کر وہاں سے چلی گئی اور حجاب کافی ناپسند گی سے اسے دیکھا۔

"میں ہارون سے بات کرتا ہوں شادی کوئی مذاق نہیں انکے بچے کا کیا ہوگا"۔ حامد صاحب بڑبڑاتے غصے سے چلے گئے اور حجاب افسوس سے انکی پشت دیکھنے لگی۔۔

البتہ دماغ میں خطرہ سوار رہا کہ اب وہ اسکے ساتھ کیا کرے گا۔
اسنے تو ہاتھی کو اپنے مقام تک پہنچا دیا وہ اسے کہاں پہنچائے گا۔

*______________*_____________*

"کیسے ہو دانیال شاہ"؟؟؟ ڈاکٹر فرح کے ساتھ بیٹھی ڈاکٹر سویرہ نے دانیال کو دیکھ کر مسکراتے کہا۔

مہکار کی دوست ہونے کی وجہ سے وہ دانیال سے اچھی خاصی پہچان تھی بلکہ وہ انکے گھر بھی آچکی تھی اور اس صوبر سے انسان کو دیکھتے وہ سوچتی کہ کہاں مہکار اسکے لائق تھی جو اسکی زندگی میں آئی۔
"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں"۔ وہ سائرہ بیگم کی ٹیسٹس رپورٹ ڈاکٹر فرح کے سامنے رکھتا بولا۔

"الحمد اللہ میں بھی ٹھی مہکار کیسی ہے"؟؟؟ پوچھنے کے ساتھ ہی اسنے دانیال کا چہرہ جانچنے کی کوشش کی پر وہاں کوئی تاثر نا ملا۔

"ٹھیک ہے"۔ اسے پسند نہیں تھا کہ گھر کے مسائل کو اشتہار بنانے کا۔

ڈاکٹر سویرہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

مہکار نے اسے بتایا تھا کہ وہ ہارون سے طلاق لے رہی ہے اور سویرہ کو یہی بھتر لگا اسلئے وہ خاموش ہو گوئی پر اب اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ مہکار کا مکروہ سچ جو اسنے ایک کنواری لڑکی رپورٹ بنائی تھی۔وہ ہارون کو بتا کر رہے گی تا کہ اسے چھوڑتے وقت کوئی ملال نا ہو۔
جو عورت دوسروں کے گھر برباد کرتی ہیں اللہ انہیں سخت سے سخت سزا دیتا ہے اور اسے لگتا تھا مہکار کی یہی سزا ہے کہ وہ اس مخلص شخص کی زندگی سے آئوٹ ہو جائے۔

"ہارون اگر ہو سکے تو پلیز یہاں سے جاتے ہوئے میری کیبن سے ہو کر جانا کچھ ضروری بات کرنی ہے" وہ کہہ کر اٹھ گئی اور ہارون پہلے الجھا پھر سر ہلا گیا کہ اس کا مجھ سے کیا کام۔

خیر وہ اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی ماں کی رپورٹس دیکھا کر واپس جب لوٹا تو اسکے کیبن میں جانا نہیں بھولا۔

پر وہاں سے جو سچ سویرہ نے بتایا کتنی ہی دیر وہ ساکت رہ گیا اسے لگا اسکا دل بھی بند ہو گیا ہے۔

وہ کہہ رہی تھی کہ مہکار نے کچھ عرصے پہلے اسے فورس کیا تھا کہ وہ ایک لڑکی کو لائوں گی تمہارے پاس اسکی پریگنینٹ رپورٹس بنانی ہیں تمہیں۔

ہارون تو سر جھکا گیا پر جب اسنے پوچھا کہ کس لڑکی کا تو سانسیں رک گئی اسکی۔"تقویٰ نامی لڑکی تھی اور لڑکے کا نام افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے تمہارا تھا ہارون شاہ"۔

وہ بے ساختہ ہی ٹیبل کو تھام گیا یا اللہ کس ذلت سے بچا لیا اس معصوم کو میرے مالک میں یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔

پر جو دوسری بات بتائی کہ عائشہ نامی لڑکی کو اپنے ساتھ لائی تھی یہی رپورٹس بنانے پچھلی بار تو مینے کافی بے عزت کر کے اسے روک دیا اس بار وہ مجھے دھمکانے لگی کہ اگر تمنے یہ نا کیا تو میں سوسائیڈ کر لوں گی فلاں فلاں۔اور مجھے نوکری کی دھمکیاں دیں تم جانتے ہوں میرا شوہر نہیں بچوں کا پیٹ پالنے کا یہی وسیلا ہے اس بھی کیسے گوارہ تی سو مینے مجبور عائشہ نامی لڑکی کو بھی راضی دیکھ کر بنوا دیں۔

اور لڑکا حیدر شاہ اسکے خوف کا بھائی جسے وہ بدنام کرنے چلی تھی۔۔۔۔۔!!

ہارون بغیر کچھ کہے پژمردہ سا وہاں سے نکل آیا پر اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا پتا نہیں کتنی دفعہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا

۔

گھر پہنچتے اسے یاد آیا کہ وہ تو اپنے بیٹے کو اسکول سے لانا بھی بھول گیا تو واپس بھاگا۔

حامد صاحب کی بار بار کال آرہی تھی جس پہ غصے سے اسنے کاٹ دی "خود سنبھالو اس ذلالت کو مجھے نہیں چاہیے" اسنے ڈرائیونگ کر دھاڑ کر کہا۔

اسکے دماغ میں جھگڑے چل رہے تھے عائشہ کے ماں باپ کی ڈیتھ کے وقت یہ باتیں سارے محلے میں گونج رہیں تھی کہ اسنے یہ قدم اٹھایا ہے پر وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکے ساتھ وہ ڈائن تھی جسنے معصوم سی لڑکی کو تباہ کر دیا۔

اسے عائشہ پر تو افسوس تھا پر مہکار سے اتنی نفرت ہو رہی تھی کہ سامنے ہوتی تو زمین میں گاڑ دیتا۔

ساحل کو پک کرتے اسنے وکیل کو کال کی اور اسے طلاق کے پیپرز ریڈی کرنے کو کہا۔

کچھ تفصیل سے بات کرنے کے بعد اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"کل ملاقات ہو گئی مہکار شاہ"۔۔۔

وہ بڑبڑا کر اپنے بیٹے کا سر سینے سے لگا گیا۔

"کیا ہوا نوکری ملی"۔ وہ اسے چھٹی کے وقت کال کرنے پہ گھر چھوڑ گیا اور خود واپس چلا گیا تقویٰ نے تب بھی پوچھا تو اسنے مایوسی سے نفی کی۔

اور اب جب شام کو تھک کر بکھرا لوٹا تھا اسے پانی کا گلاس تھماتے وہ پوچھنے لگی۔

"یار کہا جہاں بھی جاتا ہوں لوگ یہی کہتے ہیں تم وہاج کے بیٹے ہو نا یہ زیدی کے بیٹے ہو مجھے نفرت ہو رہی ہے میری کوئی پہچان نہیں"۔ وہ گلاس زمین پہ ٹھا کے ساتھ مارتا غصے سے دھاڑا آج پھر اسکی آنکھیں درد سے سرخ تھی جیسے نیلے پانی میں خون نکلا ہو۔

جیسے سمندر کے پانی میں خون بکھر رہا ہو ویسے ہی اسکی آنکھوں کی حالت تھی۔

"سائیں"۔۔۔!وہ اسکادرد سمجھتی پاس بیٹھ کر اسکا ہاتھ تھام گئی اور سہلانے لگی۔

"دیکھو بڑی بڑی جگہوں پہ جائو گے تو بڑی پہچان پائوں گے جسکو تمنے آج تک استعمال کیا ہے اس بات پہ شکوہ مت کرو ایک دن میں تمہارے سوچنے سے تمہاری پہچان صائم وہاج، صائم ہانیہ زیدی کا بیٹا سے اچانک منٹوں میں صائم زیدی نہیں بن جائے گی وقت لگتا ہے پہچان بنانے میں عمر بیت جاتی خود کو بیان کرنے میں۔ اگر جلد ہی اپنی پہچان چاہتے ہو تو بڑی جگہوں کو چھوڑ کر چھوٹی پہ اپنی پہچان بنائو جیسے قطرہ قطرہ سمندر ویسے ہی چھوٹی جگہ سے پہچان بنائو جہاں تمہیں کوئی جانتا نا ہو جب وہاں پہچان بنائو گے تو خو بخود تمہاری اپنی پہچان بنے گی"۔ صائم صوفے کی بیک سے سر ٹکا کر سن رہا تھا اور وہ مسکراتی بولی۔

"کہاں"؟ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ وہ فوراً اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

"گلاس رکھ کر آئوں اور آپکے لئے کھانا لگا رہی ہوں فریش ہو کر آجائیں"۔ وہ ہاتھ چھڑواتی بولی صائم نے سارا دن جو اسکی تڑپ میں مچلتا دل اب اسے سامنے پا کر سینے میں بھیچنے کی خواہش کر رہا تھا اسے چھوڑ کر سر ہلا گیا بھوک تو واقعی لگی تھی اور اسے فرصت میں دل سے لگانے کا سوچتے اٹھ گیا فریش ہونے۔

تقویٰ مسکرا کر چلی گئی۔

"دوپہر کو کیا بنایا تھا"؟ ٹیبل پہ بیٹھتے وہ بولا۔

"کچھ نہیں"۔۔۔!!تقویٰ مسکراتی بولی اور اسکے لئے کھانا نکالنے لگی۔صائم نے چونک کر اسکے جواب پہ اسکے مسکراتے چہرے کو گھورا۔

"کچھ نہیں سے کیا مراد تمنے دن کو کچھ نہیں کھایا"؟وہ غصے سے بولا تقویٰ منہ بنا گئی۔

"اتنی فکر ہورہی تھی تو دو منٹ رک جاتے ساتھ کھالیتے پھر چلے جاتے نا"۔وہ پھولے منہ سے بولی کہ صائم کو اسکی بیوقوفی پہ غصہ بھی آیا پر ٹوٹ کے محبت بھی۔

"یہاں آئو"۔اسے دوسری طرف بیٹھتے دیکھ کر بولا۔

وہ سر ہلاتی اٹھی اور پاس آئی۔
جس پہ صائم نے مسکراتے اگلے ہی پل اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے خود پہ گراتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"سائیں یہ کیا کررہے ہیں کھانا۔۔۔"۔وہ شرم سے کچھ کہہ نہیں سکی اور اسکی گود سے اٹھنے کی کوشش میں سرخ پڑ گئی۔

"سائیں کی جان یہ تمہاری پنیشمنٹ ہے کہ اب تم یہیں بیٹھ کر کھائو گی اور مجھے بھی اپنے ان خوبصورت ہاتھوں سے کھلائو گی"۔وہ اسکی رخسار چھوتا بولا کہ تقویٰ سٹپٹا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کوئی چالاکی نہیں چلے گی مولانی تمیز سے جو کہا ہے وہ کرو اور آئندہ بھی ایسا ویسا کیا نا تو اس سے بھی خطرناک سزا ملے گی"۔
اسنے اسکے گرد مضبوط حصار ڈالتے کہا کہ وہ ناچار غصہ پیتی اسکی طرف دیکھے بغیر جلدی میں اسکے منہ میں ایک کے بعد دوسرا نوالہ ڈالتی خود بھی کھاتی صائم کا منہ بھر گئی نوالوں سے۔

"آہستہ ظالم لڑکی"۔ دوسرا نوالہ اپنے منہ کی طرف دیکھ کر نفی کرتا پہلے والے نوالے کھانے لگا کہ تقویٰ اسکی حالت پہ کھکھلا اٹھی۔

اور وہ نوالہ خود کھا گئی۔

"میں آتا ہوں دو منٹ میں"۔ کھانے کے بعد اسے سگریٹ کی طلب ہوئی تو مسکراتے اسے آزاد کر کے وہ اٹھا اور باہر چلا گیا۔

وہ ٹیبل صاف کرتی برتن واش کر کے جب روم میں آئی تو اسکی موبائل عائشہ کی کال آنے لگی۔
اسنے آگے بڑھ کر ہاتھ دوپٹے سے پونچھتے موبائل اٹھایا اور کان سے لگایا۔
"السلام علیکم کیسی ہو میری پیاری سی بھابھی جان اور میرا بھتیجا پلس بھتیجی کیسے ہیں"؟؟ وہ شرارت سے بولی کہ عائشہ جھینپ گئی۔
"وعلیکم السلام"۔
"اور بکواس ہی کرتی رہنا دو کہاں ہیں ایک ہو گا نا"۔۔ وہ شرم سے سرخ ہوتی بولی۔۔
تقویٰ کھکھلا اٹھی۔

"یار دو ہوتے ہیں اب اتنا تو پڑھا ہو گا" وہ زبان دبا گئی اور دوسری طرف عائشہ اسے بدتمیزی کے طعنے دینے لگی۔

"اور تیرے تین ہوں گے اتنا تو پڑھا ہو گا نا"۔ وہ دانت پیس دوبدو بولی کہ تقویٰ سٹپٹا کر دروازے کی طرف دیکھا پر کوئی نہیں تو وہ ہنس پڑی۔

"نہیں جی سائیں جی نے کہا ہے کہ وہ ابھی مجھے پڑھنے دینا چاہتے ہیں جب میرا خواب حقیقت کا رنگ لے گا تو سوچیں گے"۔ وہ دوپٹے کو مروڑتی بولی کہ عائشہ کھکھلا اٹھی۔ وہ مسکرائی۔

اسکا بھائی اس سے کیوں ابھی تک بات نہیں کر رہا تھا۔ سوچ کر ہی وہ درد سے لب بھینچ کر رہ گئی۔

"اے کیا ہوا"۔۔؟ عائشہ اسکی خاموشی محسوس کرتی پوچھنے لگی تقویٰ رو پڑی۔ "دانی کیسا ہے خوش ہے نا؟؟ ایک بار بھی میں انہیں یاد نہیں آتی کہ ایک بار روٹھ کر ہی بات کر لے"۔ وہ بھاری آواز میں روتی شکوہ کرنے لگی کہ عائشہ خاموش ہو گئی۔

"نہیں تقویٰ تم اسے بہت یاد آتی ہو وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے جب بھی تمہارا گھر میں ذکر ہوتا ہے تو وہ مسکرا دیتا ہے ہاں وہ ناراض ہے تم سے پر تمہیں بھولا نہیں پگلی ہر لمحے یاد رکھتا منہ سے کچھ نہیں کہتا پر اسکی آنکھیں سب کچھ بولتی ہیں وہ تمہارے ذکر پر چونک جاتا ہے تڑپ اٹھتا ہے اور سوچوں میں چلا جاتا ہے کہ پتا نہیں کیسی زندگی گذار رہی ہو گی تم"۔ عائشہ نے جو جو محسوس کیا وہ سب اسے بتانے لگی۔

تقویٰ نے مسکراتے آنکھیں صاف کی۔

"تمنے مجھے معاف کیا تقویٰ"؟؟؟ وہ نادم سی بولی

" مینے تمہیں معاف کر دیا ہے عائشہ اس دن جس دن تم میرے بھائی کی زندگی میں آئی اس دن جس دن تمہارے ماں باپ تم سے بچھڑ گئے تھے اس دن جس دن تمنے اپنی محبت کو بھلا کر میرے بھائی کا ہاتھ تھام لیا"۔ وہ مسکراتی کہنے لگی کہ محبت پہ عائشہ چونک گئی۔

"محبت۔۔۔۔۔۔!!

"تقویٰ میں حیدر سے محبت نہیں کرتی تقویٰ میں تو دانی سے محبت کرتی ہوں بہت زیادہ جسنے مجھے میرے رب کے قریب کیا مجھے اپنے گناہوں کا احساس دلایا مجھے سنبھالا مجھے زندگی کی حقیقی معنیٰ بتائی میں اس دانیال خان سے محبت کرتی ہوں اور کسی سے نہیں" وہ روتی ہوئی بول رہی تھی کہ اسکے کہنے میں تڑپ احساس محسوس کرتے تقویٰ آسودگی سے مسکرائی۔

" دانیال خان کو بتایا ہے کہ اسکی بیوی اس پر فدا ہو گئی ہے اسکی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب گئی ہاں"۔ وہ شرارت سے اسے ہنسانے کیلیئے بولی عائشہ ہنس پڑی۔

"بکواس نا کرو میں تمہاری خیریت پوچھنے کیلیئے کال کی تھی"۔ وہ جھینپ گئی۔

اور تقویٰ ہنس پڑی۔

"بس"۔۔۔!!صائم نے اسکے سے اسے حصار میں لیتے موبائل ہاتھ سے لیا اور اللہ حافظ کرتے عائشہ کو حیرت میں چھوڑ کر تقویٰ کو بیڈ پہ لایا۔

"کیا کر رہے ہیں"!!وہ اٹھنے کی کوشش کرتی بولی کہ صائم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس کھینچا اور اپنے سینے پہ ڈال دیا۔

"یار تھک گیا ہوں کچھ آرام دے دو"۔اسے حصار میں لیکر دن بھر بھاگ دوڑ پہ تھکے لہجے میں کہا تو وہ مسکراتی خاموش ہو گئی ۔

"بالوں میں انگلیاں چلائو نا"۔وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر سر پہ رکھتے بولا تو تقویٰ سر ہلاتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔

"دن کیسا گذرا یونی میں"؟؟اسکا دوسرا ہاتھ لبوں سے لگاتے بولا۔

"اچھا تھا"۔۔۔!!وہ سرسری سا بولی ویسے بھی اسنے کام سے کام ہی رکھا تھا۔

صائم نے آہستہ سے اسے اپنے بازو پہ ڈال دیا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے مسکرانے لگا۔
"مجھے یاد کیا آج"؟؟اسکی گال پہ انگلیاں پھیرتے پوچھا تو وہ شرم سے نظریں جھکا کر اسکی آنکھوں چمک یاد کرتی سر ہلا گئی۔

"مینے بھی بہت"۔خوشی سے مسکرا کر کہتے وہ پوری شدت سے اسکے لبوں پہ جھک گیا اور اپنی پیاس بجھانے لگا اسکے لمس سے ۔

اسکی شدتوں اور گستاخیوں کو بڑھتے دیکھ کر آہستہ سے وہ کسمسا کر اسکے حصار سے نکلی اور بیڈ سے اٹھ گئی۔
وہ مسکراتا آنکھیں موند کر تکیے پہ سر رکھ گیا اور تقویٰ شرم سے روم سے ہی باہر نکل گئی۔

*______________*______________*

اسنے موبائل پہ صائم کی آواز سن کر ہڑبڑا کہ دور کیا کان سے کہ کال ڈسکنیکٹ ہوگئی۔
وہ گہرا سانس بھرتی ڈر گئی تھی جیسے وہ سامنے ہو۔وہ تقویٰ پہ افسوس کرتی اسکے لئے دعائیں کرتی موبائل ٹیبل پہ رکھ کہ مڑی کہ سامنے سے دروازے سے داخل ہوتے دانیال کو پایا جو اسے نظر انداز کرتا۔
بریف کیس رکھ کر فریش ہونے کیلیئے کپڑے نکالنے لگا تھا کہ۔

عائشہ نے آگے بڑھ کر اسے کپڑے نکال کر دئے وہ خاموشی سے لیتا چلا گیا۔
اور وہ چائے بنانے چلی گئی کیونکہ اسنے خود زریش سے کہا تھا کہ شام کی چائے وہ خود بنائے گی زرنے انکار کیا پر وہ منتوں پہ اتر آئی تو اسنے حامی بھر لی۔
اور اب دو دن سے وہ چائے بنا رہی تھی جسکا شاید ہی دانیال نے نوٹس لیا ہو۔

"چائے"۔۔۔۔۔۔وہ ٹرے ٹیبل پہ رکھتی کپ دانیال کے سامنے کرتی بولی وہ جو زر سے ہارون کے گھر جانے نا جانے کی بحث میں تھا عائشہ کے مخاطب کرنے پہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔

اور بغیر کچھ کہے تھام لیا۔عائشہ مسکراتی اسکے ساتھ صوفے پہ بیٹھی۔

"دوائی لی"۔۔۔؟؟اسنے سرسری سے پاس بیٹھی عائشہ کے کھلے چہرے کو دیکھ کر پوچھا ورنہ وہ اسکے سامنے کپ کرتی تو وہ کہہ دیتا رکھ دو جس پہ اسکا منہ اتر جاتا اور آج وہ مسکراتی سر ہلانے لگی۔

زر کپ لبوں سے لگائے مسکراہٹ چھپانے لگی اور پھوپھو نے نظریں پھیر لیں۔

"دیکھو زر ایسا کرو پہلے اسکا مسئلہ حل ہونے دو ورنہ وہ عورت ایسی ہے کہ کچھ بھی کہہ دے گی اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی لفظ بھی تمہارے خلاف کہے اس لئے بھتر ہے کہ تم دو دن کم از کم ویٹ کرو ان شاء اللہ اسکے بعد جانا اور صبح ہارون کے جاتے میں اسکے گھر تمہیں ڈراپ کر دوں گا"۔وہ سمجھاتے بولا تو وہ سر ہلا گئی اور پھوپھو اٹھ کر چلی گئی وہاں سے تینوں اداس سے انکی پشت دیکھتے رہ گئے۔

دانیال کو اپنے دوست پہ پورا بھروسہ تھا اور زر پہ خود سے زیادہ۔

ایسے ویسے خیال کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا تھا البتہ اسکی بیوی نا تماشا لگائے اسلئے یہ سہی سمجھا اور ویسے بھی اس پل وہ چاہتا تھا کہ ہارون کی ماں کو کوئی خیال رکھنے کیلئے ملے اب زر نے خود خواہش کی تھی تو بہت نیک کی تھی۔

"تم چائے نہیں پیتی عاشی"؟؟عائشہ کو خاموش دیکھ کر زر نے پوچھا

"مجھ نہیں لگتا اسے پینی چاہیے"!عائشہ کے جواب سے پہلے ہی دانیال بول اٹھا کہ عائشہ اور زر نے بیک وقت اسے دیکھا۔

"کیوں"؟ زر نے الجھ کر پوچھا۔ تو وہ اپنی بے ساختگی پہ نظریں پھیر گیا "چائے صحت کیلئے اچھی نہیں اور تم جانتی ہو اسکی صحت دیکھنے میں کیسی ہے ایسی چیزیں اسکے لئے سہی نہیں اسکی صحت میرے بچے کیلئے اہم ہے"۔ وہ کہتا کپ اٹھا کر پھوپھو کے پاس جانے لگا جس پہ زر نے آنکھیں نچائیں تو عائشہ چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی زر کھلکھلا اٹھی۔

اسکی چہرا چھپانے والی یہ ادا پھوپھو کے روم میں داخل ہوتے دانیال سے چھپ نا سکی وہ سر جھٹک کر اندر داخل ہو گیا۔

ڈنر کے بعد حیدر لان میں اپنے باپ کے ساتھ واک کیلئے آیا کہ ان کے بیچ میں حجاب بھی جگہ بناتی گھس آئی۔

"کتنا پیارا موسم ہے ناڈیڈ"! وہ حیدر کی ناپسند نظریں خود پہ محسوس کرتی حامد صاحب کو مخاطب کرتی بولی۔۔

"ہاں بیٹا"۔ حامد صاحب نے اسکا سر سینے سے لگاتے کہا۔ اور حجاب نے ترچھی نظروں سے حیدر کو دیکھا جو جل بھن گیا تھا۔

وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"کیا ہوا"؟؟ حامد صاحب نے مسکراتے پوچھا۔ بہت پیارا لگ رہا تھا انہیں اپنا گھر کہ حجاب کے آنے سے رونق پھیل گئی تھی۔

وہ جس طرح سے شطرنج میں ایسے ہی آہستہ سے چھپ کر اسکے پیادہ مارتی تھی اور چیخ چیخ کر خوشی سے اپنی جیت پہ تالیاں بجاتی حامد صاحب کو ہار پہ زبان چڑھاتی انہیں قہقہہ لگانے پہ مجبور کر دیتی ورنہ تو اتنا حسین بچپنا انہوں نے اپنے بچوں کا بھی نہیں دیکھا تھا۔

اپنی بہوں انہیں جان سے زیادہ پیاری لگتی تھی۔
اب بس وہ دونوں کو ساتھ ساتھ دیکھنا اور حجاب کو اپنے رشتے کیلئے سنجیدہ دیکھنا چاہتے تھے۔

"ڈیڈ ہم میٹنگ کا ڈسکس کر رہے تھے"۔حیدر سے برداشت ناہوا تو وہ بمشکل غصہ دباتے احترام سے بولا پر حجاب پھر ہنس پڑی۔

"ڈیڈ انہیں کہیں گھر میں بزنس نہیں چلے گا"۔وہ اس سے جب سے آیا تھا غصے سے دیکھ رہا تھا۔
وہاں جاکر اسے کال ڈیٹیل دیکھائی گئی تو حجاب شاہ کا نمبر تھا اور اسکا پارہ ہائے ہو گیا اسکا دل کر رہا تھا یہاں چیونٹیوں کو رکھتے تو وہ اسے اٹھا کر یہاں پھینک دیتا۔

وہاں سے جب آفس گیا تو اسکے ڈیڈ نے جھڑ کا شادی کے شروع کے دن ہیں اور تم اپنی بیوی کو وقت دینے کے بجائے یہاں موجود ہو۔

وہ خاموش سنتا آخر میں اپنی بتانے لگا پر حامد صاحب نے ان سنا کر دیا جیسے بہت بڑی مصروفیت ہو اسکی فالتو باتوں کے علاوہ۔

وہ غصہ اندر ہی اندر پیتا جب گھر اسکی خبر لینے کو پہنچا تو وہ اس سے کترائی بھاگ رہی تھی بلکہ اسکے ہاتھ بھی نہیں آ رہی تھی۔

وہ اسے ڈھونڈتے جب حامد صاحب روم میں آیا تو دونوں کو بری طرح شطرنج کے کھیل میں محو پایا اور خود خون کا گھونٹ پیتا رہ گیا۔

اب جب اپنے ڈیڈ کے ساتھ کچھ میٹنگ کے پوائنٹس ڈسکس کر رہا تھا کہ وہ پھر سے بیچ میں گھس آئی تھی۔

حیدر نے اپنے ڈیڈ کے اور اپنے دراز قد کے بیچ اس چیونٹی کو دیکھا تو نا چاہتے مسکرا دیا۔

"ہاں حیدر آفس کے بعد صرف گھر کے مکینوں پہ توجہ دینی چاہیے"۔حامد صاحب تاکید کی

حیدر خاموش مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

فضا میں کھنکتے قہقہے پہ حیدر حامد صاحب اور حجاب نے کچھ فاصلے پہ ٹھنڈی گاس پہ چلتی مہکار کو دیکھا جو اپنی دوستوں سے کال پہ باتیں کرتی قہقہے لگا رہی تھی۔

"میں جا رہی ہوں مجھے بہت نیند لگی ہے شب بخیر"۔حجاب کچھ دیر بعد کہتی چلی گئی تو حامد صاحب اور حیدر نے مہکار پہ کچھ توجہ دی دونوں اسے سمجھانے کیلئے آگے بڑھے کہ انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ پائوں پٹختی وہاں سے چلی گئی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھتے رہ گئے۔

"حیدر میں ٹوٹ رہا ہوں"۔لان میں موجود صوفے پہ بیٹھتے حامد صاحب سر ہاتھوں میں گرا کر رو پڑے۔

"ڈیڈ ایسا نہیں کہتے کیوں ٹوٹ رہے ہیں"۔۔۔!!حیدر تڑپ اٹھا اور ان کے پاس بیٹھ کر انکے گرد اپنا بازو ڈالکر انہیں خود سے لگا گیا۔

"تو کیا کروں حیدر تم دونوں مجھے توڑ رہے ہو آہستہ آہستہ موت کی طرف دھکیل رہے ہو!!!!وہ اپنے شوہر کا گھر برباد کیے یہاں بیٹھی ہے مجھ سے نہیں دیکھا جاتا یہ سب کچھ،،، تم!!!تمہارہ کیا ہو گا تم پرائی لڑکی جو اب کسی کی عزت بن گئ ہے اس نامحرم کو دل میں بسائے بیٹھے ہو اور اپنی بیوی جو تمہاری شرعی محرم ہے اسے ناگوار نظروں سے دیکھتے ہو،، میں سب محسوس کر رہا ہوں میں اپنی موت کو دن بے دن قریب آتے دیکھ رہا ہوں حیدر اور اس کے ذمیدار میری اولاد ہو گی میری موت کی وجہ میری اولاد ہو گی حیدر جنکے لئے مینے اپنی ساری زندگی انہیں شوخیاں دینے کیلیئے گذار دی خود پر اپنے آپ پر آرام حرام کر دیا آج وہی اولاد مجھے جتنی تکلیف دے رہی ہے میں اپنے مالک سے دعا کروں گا ایسی اولاد کسی کو مت دے!! تمہیں دیکھ کر تمہارے رویے کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے مینے اس بچی پر ظلم کیا ہے حیدر بہت ظلم کیا ہے،، مجھے تمہیں تمہارے حال میں چھوڑ دینا چاہیے تھا اسے اسکے حال پہ اور خود کوئی تاریک کونہ ڈھونڈ کر بیٹھ کر یہ تماشا دیکھتا رہتا"۔۔۔حامد صاحب سر ہاتھوں میں گرائے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح روتے کہہ رہے تھے اور حیدر شرمندہ سا سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"ڈیڈ مہکار خود اپنا گھر بسانا نہیں چاہتی تو ہم کیا کر سکتا ہیں اور ڈیڈ جہاں میری زندگی ہے تو آپ ہی دیکھ کر بتائیں کہاں سے شروعات کروں آپ دیکھ رہے ہیں وہ کتنی کمسن بچوں کی طرح ہے کچھ سنجیدگی نہیں اس میں 'میں کیسے اپنی زندگی شروعات کروں آپ بتائیں "؟؟؟ وہ سر اٹھائے انہیں دیکھتا شکوہ کرنے لگا۔

"بچی نہیں ہے وہ سب جانتی ہے مجھے تو تم اسکے سامنے بچے لگتے ہو" حامد صاحب غصے سے بولے پر حیدر سب جانتی پہ اٹک گیا۔

"کیا سب جانتی ہے ڈیڈ "؟؟

"وہ سب جو ایک شریک حیات کے لحاظ سے اسے معلوم ہونا چاہئے تھا، وہ سب کچھ جانتی ہے تمہارے بارے میں اور جان کر وہ روئی ضرور مجھ دکھ سے دیکھا ضرور پر خاموش ہو گئی کہ یہ اسکا نصیب ہے، تمہارے یہاں سے شادی کے بعد بھاگنے پہ بھی وہ روئی تھی پر کسی سے ذکر نا کیا بلکہ اپنی نظریں چھپا دی یہ ہوتی ہے عورت جو گھر بسانا چاہتی ہے اسکی عمر کو مت دیکھو نا ہی اسکے بچپنے کو دیکھو تم اسے سمجھو اور اگر نہیں سمجھ سکتے تو میرے خون تم پہ معاف ہے آ جانا چھڑی لیکر اف نہیں کہوں گا"۔ حامد صاحب کہتے اسے ساکت چھوڑ کر اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

وہ وہیں بیٹھا رہا کہ وہاں مہکار آ کر بیٹھی حیدر نے اسے سرسری سے دیکھتے کھڑا ہوا۔

"کہاں جا رہے ہو "؟؟ وہ اسکا ہاتھ پکڑ گئی اور حیدر گہرا سانس بھرتا واپس بیٹھ گیا۔

"تم جانتے ہو ڈیڈ تمہیں جذباتی طور پہ کمزور کر رہیں ہے"۔ وہ مسکراتی بولی اور حیدر نے اسکی طرف دیکھا۔

"ہاں حیدر کوئی ایسے ویسے نہیں مر تا وہ تمہیں کمزور کر کے اس زبردستی کے رشتے میں باندھنا چاہتے ہیں مطلب کہ ہماری کوئی زندگی نہیں ڈیڈ ہماری زندگی سے کھیل رہے ہیں !! میںنے جب ہارون سے شادی کی تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ تم نہیں نبھاپاؤ گی اتنابڑا اقدم مت اٹھاؤ جب سب جانتے تھے تو انہوں نے مجھے روکا کیوں نہیں مجھے میرے حال پہ چھوڑ دیا اب بھگتے نا کیوں رودھو کر دیکھا رہے ہیں۔ سب ناٹک ہے تمہیں اس مینٹل لڑکی کے ساتھ باندھنے کا،، انہوں نے تو اتنا سب کچھ بتادیا تمہارے بارے میں ذرا یہ بھی تو پوچھو کہ اتنی جلدی کیوں اس لڑکی سے تمہاری شادی کروائی کوئی تو وجہ ہوگی اسکا پاسٹ بتانے کی کوشش کی حالانکہ تمہارا سب کچھ بتادیا"۔۔۔وہ اسکا ہاتھ تھامے میٹھے لہجے میں سمجھا رہی تھی جس پہ حیدر نے ہاتھ جھٹکا۔

"اپنی ہانک لی ذرا یہ بھی یاد رکھو جب ہارون نے انکار کیا کہ تم نہیں نبھاپاؤ گی تو سوسائڈ کرنے کی کس نے کوشش کی ہو نہہ اپنے کارناموں پہ بھی غور کرو اور ابھی جو مجھے ورگلانے آئی ایم سوری تم فیل ہو" وہ ہاتھ جھٹک کر چلا گیا اور خونخوار نظروں سے مہکار اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

""""""""""""""""""

وہ روم میں آیا تو سفید شلوار قمیض میں کالے سیاہ بالوں کو بیڈ پہ بکھرے خرگوش کو اپنے آغوش میں لیے وہ میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی اور ساتھ وہ جانور بھی دے رہا تھا جیسے اسکے آغوش میں سونے کی اسے عادت ہو۔

اسکا دوپٹہ اسکے سرہانے رکھا ہوا تھا اور اسکا کم سن سراپا حیدر کی نظروں کو بہکانے لگا کہ وہ نظریں پھیر کر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے سگریٹ لیے وہاں سے نکلتا بالکنی میں آگیا۔

کافی دیر وہ وہاں کھڑا اسگریٹ نوشی کرنے لگا اور جب رات کافی بیت گئی تو روم میں واپس آیا اور اسکی طرف دیکھے بغیر وارڈ روب سے کپڑے نکال کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔

کچھ دیر بعد جب فریش ہو کر پاس اپنی سائیڈ پہ لیٹا اسکی سانسوں کی مدھم آواز پہ نظریں اسکی طرف گھمائی تو اسکے ڈیڈ کی باتیں دماغ میں گونجنے لگی۔

وہ بہت غور سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

خوبصورت بہت تھی پر۔۔۔۔وہ اسے ان نظروں سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

حیدر نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسکے آغوش میں اس خرگوش کو دیکھا اور گہرا سانس بھرتے ہاتھ بڑھا کر اسے اس سے الگ کر کے اٹھ کر اسکے پاس رکھے بے بی کاٹ میں ڈالتے وہ مسکرا دیا۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے بچی ڈال رہا ہو۔

اسے خود ہی عجیب سا فیل ہوا۔

اور واپس آ کر جب بیڈ پہ لیٹا تو اسنے اپنے گھومتے دماغ کو ریلیکس کیا اور اسکی طرف رخ کیا۔

کچھ دیر بعد

اسنے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک کمر میں ڈالا اور ایک ہی جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

اسکے سیدھا سرک کر سینے سے لگنے پہ حیدر نے اسکے لمس پر نظریں پھیر لیں۔

کہ اسی پل حجاب نے آنکھیں کھولیں اور اسکے ضبط سے سرخ چہرے کو دیکھتے دھڑکتے دل سے اپنی کمر میں موجود اسکے ہاتھ کو نکالا۔

"لڑکی ہوں نبھا رہی ہوں پر اتنی گری ہوئی نہیں ہوں کہ تمہاری آنکھوں میں کسی اور کا عکس دیکھ کر خود کو بے مول کر دوں شاہ عزت دینا اور عکس کو مٹانا تبھی حجاب شاہ کی طرف قدم بڑھانا ورنہ بھیک پہ مجبوری میں ملنے والے رشتوں کی مجھے ضرورت نہیں ناہی میں ایسے رشتے باندھتی ہوں"۔ سرد سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اس سے دور ہوگئی اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی کہ حیدر ساکت سا اس چڑیا کی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

"شادی کے وقت تو نہیں سوچا تھا تب بھی تو یہ زبردستی کا بندھن تھا اسے کیوں گھسیٹ رہی ہو"؟؟ اپنے دھتکار جانے پہ وہ ہوش میں آتا غصے میں اسکے بازو کو پکڑ کر اپنے طرف رخ کیا۔

حجاب نے غصے سے دیکھتے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی پر حیدر نے پکڑ مزید سخت کرلی۔

"نہیں بتایا تھا تمہارے باپ نے کہ تمہیں کس مرض کے مریض ہو انہوں نے تو کہا تھا کہ تم راضی ہو اس شادی سے "تکلیف سے آنکھوں میں آئے پانی کو پیچھے دھکیلتی وہ چیخ کر بولی اور حیدر کو اپنے باپ کی زیادتی پہ دکھ سا ہوا۔

اسنے آہستہ سے اسکا بازو چھوڑا تو حجاب گھورتی اپنا بازو سہلانے لگی۔
اور وہ ایک نظر دیکھ کر دوسری طرف کروٹ بدلتا لیٹ گیا حجاب اسکی پشت پہ کشن مارتی خود بھی کروٹ بدل گئی۔

____

تقویٰ کی بات پہ سوچتے اسے یونی ڈراپ کرنے کے بعد وہ کسی آفس یا کسی بڑی عمارت میں جانے کے بجائے چھوٹی جگہوں کی تلاش میں نکلا اور زیادہ بھٹکنا نہیں پڑا کہ اسے ایک کام مل ہی گیا۔

کام کافی مشکل نہیں تھا اسکی جسامت کو دیکھتے دینا ہی پڑا۔

اور اب وہ بائیک ایک سائیڈ روکے اس فیکٹری کے مالک سے ملتا آج سے ہی شروع کرنے لگا۔

اسے زیادہ دور نہیں قریب ہی سیمنٹ کی فیکٹری میں کام مل گیا تھا اور وہ اب سیمنٹ کی بوریاں کندھے پہ رکھے بڑے سے ٹرک میں ترتیب سے رکھ رہے تھے۔
یہاں اسے سچ میں کوئی نہیں جانتا تھا اور اسکے ساتھی مزدور اسے صائم کہہ رہے تھے۔
صائم بہت خوش ہو رہا تھا۔

ہاں ذرہ تکلیفدہ تھا کام کہ تپتی دھوپ میں سورج کی تپش اور اڑتے سیمنٹ کی دھول نے بہت مشکل پیدہ کی ہوئی تھی پر وہ جانتا تھا بہت جلد وہ عادی ہو جائے گا۔
اور شام میں جب یہ پیسے تقویٰ کے ہاتھوں میں رکھے گا تب اسکی مسکراہٹ دیکھ کر ضرور سارے درد تکلیف بھول جائے گی
۔

ان ہی سوچوں میں وہ کندھے پہ رکھی سیمنٹ کی بوری اٹھائے سیدھے کاٹھ کی پٹری جیسے ٹرک سے اٹکائے رکھا تھا وہ انکے اوپر بھاگتے ایک کے بعد دوسری بوری اندر کھ رہے تھے۔

اسکے ساتھ دو دوسرے مزدور بھی تھے۔

اسکے رومال سے پسینہ صاف کرنے پہ وہ مزدور ہنسے ضرور تھے کہ کس نواب کے گھر سے آیا ہے پر صائم مسکرا کر نفی کر جاتا کہ تم لوگوں کی طرح ہی غریب گھر کا بیٹا ہوں تو انہیں یقین تو نہیں ہوتا پر سر ہلا دیتے اور پھر اسکے بعد دوسری ٹرک میں بوریاں رکھنے لگے۔

وہ پورا پسینے سے نم تھا اور سیمنٹ میں اٹا ہوا تھا کہ اسکے بھورے بال سیمنٹ میں اپنا رنگ چھپا گئے تھے۔
اور وہ سوکھے لبوں سیمنٹ کے اڑنے پہ آنکھیں چھوٹی کر کے پوری ایمانداری سے کام کر رہا تھا۔

اسے کمانا تھا اور حلال کما کر اپنی بیوی کو کھلانا تھا۔
جس کیلئے جان جاتی ہے تو جائے وہ ویسے بھی ضد کا پکا بندہ تھا۔

--------------------------*

ہارون شاہ شام کو حامد والا کے سامنے موجود تھا اور اسکے ہاتھ میں موجود پیپر اسکے اندر کہیں تکلیف دے رہے تھے پر جب اسکے سارے کرتوت اپنی ماں کو بتائے اور اپنا فیصلہ سنایا تو وہ کچھ نہیں بولی اور ہارون کو جب وکیل نے پیپرز ریڈی ہونے کا بتایا تو وہ لیکر سیدھا یہاں چلا آیا۔

اسکے سامنے اپنے بیٹے کی معصوم شکل گھوم رہی تھی پر اس عورت کی تربیت سے اچھا تھا وہ خود ہی اسے سنبھالتا یا کسی آیا کا بندوبست کرلیتا۔

گہرا سانس بھر کر وہ آگے بڑھا اور گارڈ نے جب گیٹ کھولا تو اندر غصے سے داخل ہوا۔

"مہکار"۔۔۔!!لائونج میں داخل ہوتے اسنے دھاڑ ماری جس پہ کچھ ہی دیر میں حامد صاحب کے روم سے حیدر اور حامد صاحب دونوں نکلے مہکار اپنی مسکراہٹ چھپائے خود بھی باہر آئی اور حجاب ڈر سے اس منظر کو دیکھنے کی ہمت نا پاتی اندر ہی بیٹھی رہ گئی۔

"واہ ہارون مجھ تم سے اس قدر عقلمندی کی توقع نہیں تھی مینے سمجھا تم بے غیرتوں کی طرح سر پر سوار رہو گے پر تم تو واقعی بہت غیرت مند ہو" وہ مسکراتی ساڑھی کا پلو سنبھال کر سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی۔

اور ہارون اسکی سنگار کو دیکھنے لگا جیسے اس گھر کی ملکہ بنے رہ رہی تھی یا طلاق کی خوشی میں اس قدر تیار ہوئی تھی۔

"ہارون نن۔۔۔نہیں بیٹا"۔۔۔!!!حامد صاحب کا دل کانپا اسکے ہاتھ میں پیپرز دیکھ کر۔

حیدر کو اپنی بہن پر انتہائی غصہ آیا کہ وہ اپنے باپ کو سنبھال کر منہ پھیر گیا۔

"پین ہے تمہارے پاس" وہ اسکے ہاتھ سے پیپر لیتی خوشی سے پڑھ کر بولی اور ہارون خود پر شدید غصہ آیا کہ کیسے اسنے اپنی اتنی شدتیں لٹائیں کیسے وہ اسے بیوی بنائے بیٹھا تھا پہلے کیوں نہیں انکار کر گیا کیوں نہیں اس ذلالت کی سوسائیڈ کی دھمکی سے ڈر گیا اسکی ہوس کو محبت سمجھ کر اسکے ساتھ گھر بسایا بلکہ ایک معصوم کا گنہگار بن بیٹھا۔

"دو منٹ مجھے دو مہکار کچھ قرض چکانے ہیں جو رہ گئے ہیں" ہارون نے لب کشائی کی اور وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

پھر کھلکھلا کر ہنستی سر ہلا گئی۔

"پانچ منٹ لے لو اب اتنا تو حق ہے تمہارا ابھی" وہ ہنستی بولی اور ہارون سر ہلاتا مسکرایا

"سن لیا سب نے اسکے پانچ منٹس میرے ہیں حامد صاحب اور حیدر تمنے بھی سنا تو ان دو منٹ سے میرے اور میری بیوی کے بیچ کوئی نہیں آئے گا"۔۔وہ آج ایک بدلہ ہوا شخص لگ رہا تھا اسکے لہجے میں کہیں بھی لچک نہیں تھی وہ دونوں تو چونک گئے البتہ مہکار مسکرائی اور اپنے بال جھٹکے۔

چٹاخ۔۔۔۔چٹاخ۔۔۔۔اسکا ہوا میں ہاتھ بلند ہوا اور مہکار کے مسکراتے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا اس سے پہلے وہ گرتی ہارون نے اسکے بالوں سے پکڑا۔

"رپورٹس بنانا چاہتی ذلیل عورت میری اور معصوم لڑکی کی"۔وہ غرایا اور اسکے منہ پہ دوسرا تھپڑ مارا مہکار کی چیخ نکل گئی۔

"ہارون"۔۔۔حیدر دھاڑتا ہوا نیچے آیا اور حامد صاحب دیوار کا سہارا لیکر کھڑے ہو گئے۔

"بیچ میں مت آنا حیدر ورنہ آج میں کچھ بھی کر گذروں گا"۔۔۔وہ خونخوار بنا اس پہ غرایا۔

"کیوں مار رہے ہو کیا کیا ہے اسنے صرف طلاق ہی تو لیا ہے اگر نہیں رہنا چاہتی تمہارے ساتھ تو زبردستی ہے کیا"۔وہ اسے پیچھے دھکا دیتے روتی ہوئی اپنی بہن کو اٹھانے لگا۔

"اسلئے میں اس سے طلاق لے رہی تھی پر کوئی نہیں مانتا مجھے، دونوں ماں بیٹے مجھے اس طرح مارتے تھے مجھے جانوروں کی طرح پیٹتے تھے حیدر"۔وہ سسکتی چیختی بولی اور حیدر کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"بکواس کر رہی ہے یہ مکار عورت پوچھ اس سے کیوں بنانا چاہتی تھی میری اور تقویٰ کی رپورٹس کیوں بنائی اسنے عائشہ اور تمہاری رپورٹس اس ذلیل عورت نے اس معصوم کو برباد کر دیا اسے تمہارے تمہاری دولت کے خواب دیکھا کر برے کاموں پر اکسایا وہ معصوم کسی پھول کی طرح اپنی دوستی نبھا رہی تھی اس مکار عورت نے دونوں کو لڑوایا اور عائشہ کے دماغ میں یہ باتیں ڈالیں کہ وہ اسکی شادی تم سے کروائے گی اور اسے لالچ دیکر اسنے تقویٰ کی زندگی برباد کرنا چاہی پر دیکھو دیکھو خدا کا انصاف مکار عورت آج تم خود ذلیل و برباد ہو رہی ہو!!!میں ہارون شاہ اپنے ہوش و حواس میں تمہارے بھائی باپ کو گواہ مان کر میں مہکار حامد شاہ تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں"۔

وہ دھاڑتا کہہ کر آخر میں سانس بھرنے کیلیئے رکا۔

"تمہاری بھیک مجھے نہیں چاہیے مینے جو دومنٹ لیے تھے وہ پورے ہو گئے لو"۔اسنے نفرت سے دیکھتے کہا اور پین آگے بڑھائی

مہکار غصے سے اسے دیکھتی حیدر کی گرفت کمزور دیکھ کر اس سے نکلی اور زمین سے پیپر اٹھا کر ٹیبل پہ رکھی سب پہ سائن کر گئی۔

ہارون نے پین لیکر وہیں پیپرز پہ سائن کیے اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پیپرز اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

شاہ ولا میں جیسے موت سی خاموشی چھائی تھی سناٹا تھا کہ بڑھتا گیا اور موت جیسے کسی کے قریب آتی گئی۔۔

اچانک ہی دھرام سے کسی کا وجود زمین بوس ہوا اور دھڑکن ساکت پڑ گئی۔

____

"یہ کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو کیا"؟؟ صائم کو واپس بوریاں ٹرک سے نیچے پھینکتے دیکھ کر وہاں کا سربراہ گھبرایا غصے سے دھاڑا۔۔

"ابے چپ پاگل کی اولاد سارا دن جانوروں کی طرح کام کروایا اور جب مزدوری کی بات آئی تو سات سو ہتھیلی پر رکھ دئے جیسے تیرے باپ کا راج ہوا ابھی کے ابھی سب کو پندرہ سو دے ورنہ یہ جو تیرے ٹرک باقی کے کھڑے ہیں ان میں آگ لگا

دوں گا ساتھ تیری فیکٹری کو بھی"۔وہ ٹرک میں کھڑا سرخ چہرے دھول مٹی سے پسینے میں بھیگا اس سے بھی بلند آواز میں دھاڑا۔۔

"بکواس بند کرو جتنا بنتا تھا مینے دیا اب میرا نقصان کیا تو پولیس کو بلادوں گا اترو نیچے"۔اسے دوسری پھر تیسری بوری نیچے پھینکتے دیکھ کر وہ آدمی غصے سے پاگل ہوتا بولا۔

پاس کھڑے مزدور بہت شوق یہ ڈرامہ دیکھ رہے تھے یہ نا تھا کہ اپنی محنت پہ منہ سے زبان نکال کر اپنا حق اجر حاصل کریں البتہ جو اسنے سارادن جانوروں کی طرح گدھوں کی بری طرح کام کروایا تو شام کو ماتھے پہ بل ًاخکر سب کی ہتھیلی پہ سات سو رکھتے آیا دوسرے سب تو چپ کر گئے تھے شاید اس انسان کی پولیس کی دھمکی پر پر صائم پاگل ہوتا پیسے اسکے منہ پر مار کر اپنا کام واپس ٹرک سے نکال پھینکنے لگا نیچے اور وہ آدمی دھاڑ رہا تھا اس پہ۔

"جاکر بلا اپنے باپ کو دیکھتا ہوں کیسے پکڑتے ہیں مجھے آج میں حق پہ ہوں اور تیرے سے کمینے اپنی اجر کے پیسے نکال کر جائوں گا!!نکال سب کیلیئے پندرہ سو ورنہ ابھی فراڈ کے کیس میں اندر کروادوں گا"۔اسکا اٹل لہجہ دھمکیوں پہ اور بولنے کے لہجے پہ اس آدمی کو معلوم ہو گیا تھا کہ ضرور پڑھا لکھا ہے اور کوئی ایسے ویسے گھر کا لڑکا نہیں اسکے چال اور رہن سہن سے معلوم پڑ رہا تھا کہ اسنے کبھی سخت دھوپ بھی جھیلی نہیں ہوگی۔۔

"تو دیر ہا ہے سالے یا کمشنر کو بلائوں اور تیری فیکٹری کو غلط کاموں میں ملوث ہونے کی وجہ سے سیل کروادوں گا اور ساتھ تجھے بھی سیدھا"۔۔۔اسنے کہتے ہاتھ سے جہاز اڑایا اور سیٹی بجائی۔

وہاں موجود سب مزدوروں اسکی حرکت پر قہقہہ لگایا۔۔

وہ آدمی بوکھلا گیااور سب مزدوروں کے تیور دیکھ کر اسے صائم کی ضد پہ حامی بھرنی پڑی اور پھر سب کو سات سو کے بعد چھ سو الگ دیئے۔

"آئندہ یہاں اپنی شکل مت دیکھانا سمجھے"۔صائم کے ہاتھ میں پیسے رکھتے غصے سے بولا۔
صائم مسکرایا۔

"ہم نا آئیں گے تو کام کیا پائیں گے"۔اسنے پیسے لیتے جیب میں ڈالکر شرارت سے کہااور بال اسکے منہ پر ہاتھوں سے بکھرے ان سے نکلتا سیمنٹ دیکھ کر اس آدمی کے منہ پر گرا تو نا گواری سے پیچھے ہٹ گیا۔

"آج رات جا کر سونا دیکھنا کیسے آرام آتا ہے اور صبح اپنے پیٹ کا وزن بھی چیک کرنا معلوم پڑ جائے گا کس کے حق کے پیسے کھا کر کیا ملتا ہے اور کسی کے لوٹا کر کتنا سکون ملتا ہے حرام خور ذرا سامنے دیکھ ان معصوموں کی مسکراہٹ کو،اپنی اولاد کیلیئے اتنا حرام جمع کر رہا ہے ان بیچاروں کی اولاد کا نہیں سوچ رہا جو تیرے ان سات سو سے ایک وقت کا کھانا بھی ٹھیک سے نا کھا سکیں گے۔اور تو ہاتھی کے پیٹ والے انکا خون چوس چوس کر اپنے بچوں کو حرام کھلا رہا ہے دوسروں کے بچوں کا حق کھلا رہا ہے کچھ اس پیٹ کا سوچ لیکر تجھے قبر میں ہی جانا ہے پھٹ جائے گا اور کچھ نہیں ملے گا تو اس میں جتنا ٹھونسے گا یہ تجھے اتنا ہی خالی لگے اگر تو یہ حق دوسروں کو ادا کرے گا تو دیکھنا کیسے سکون کی نیند آتی ہے اور یہ جو تیرے آنکھوں کے گڑھے ہیں نا یہ کھائی نہیں بنے گے اگر تو مزدورں کو انکا اجر پورا دیگا" وہ اسے شرم دلا تا ہوا وہاں کھڑے اپنے ساتھی مزدوروں سے ملتا نکلا ۔

"سن استاد اگر پندرہ سو میں کام کروائے گا تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی اور ڈھونڈ لیں گے اللہ کی دنیا میں کہیں کہیں تو مل ہی جائے گا کام "۔ایک آدمی آگے بڑھ کر بولا تو دوسروں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی وہاں کا سربراہ مٹھیاں بھینچ کر سب پر گھوری ڈالتا اندر بڑھ گیا۔اور وہ سب عہد کرنے لگے کے اپنے حق کے پورے پیسے ملیں گے تو کام کریں گے ورنہ بھاڑ میں جائے ایسا کام ۔

"یہ شکریہ اس بندے کا جسنے اتنی ہمت تو ہم میں پیدا کی نام کیا تھا اسکا"۔ایک آدمی نے بولا تو صائم کے ساتھ کام کرتے دونوں مزدور نے مسکرا کر بتایا"صائم زید"!!

گیٹ پہ بائیک کا ہارن سن کر تقویٰ مسکراتی دوپٹہ درست کر کے باہر آئی اور دروازہ کھولا تو بائیک پے بیٹھے سفید وجود کو دیکھ کر اسکے منہ سے خوفناک چیخ نکل گئی۔

"ی۔۔۔یہ کیا ہوا سائیں آٹے میں کھیل کر آ رہے ہیں"؟؟۔وہ جب بائیک سائیڈ کھڑی کیے لوٹا تو تقویٰ گیٹ بند کرتی اسکے پیچھے پیچھے آئی۔

"ہاتھ دو اپنا"۔لائونج میں آکر بیچوں بیچ رک کر اسنے مسکراتے کہا۔

"ہیں کک۔۔۔کیوں چلیں پہلے نہا لیں آپکی حالت دیکھ کر مجھے خوف آ رہا ہے"۔وہ اسے بازو سے پکڑ کر روم میں لے جانے لگی کہ اسکے چھونے سے کندھے سے درد کی ٹیس اٹھی۔

"تقویٰ مینے کہا ہاتھ آگے کرو"۔ وہ اس بار سنجیدہ ہو کر روعب سے بولا تو تقویٰ نے سامنے ہتھیلی پھیلائی صائم نے اسے پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائی اور وہاں پر دوسرے ہاتھ سے آج کی کمائی رکھ دی۔

وہ الجھ کر پیسوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہے"؟؟

"میری پہلی کمائی!! کیا کم ہے"؟ صائم نے کچھ توقف کے بعد کہا

اور تقویٰ سر پیٹ لیا مطلب وہ جو سوچ رہی تھی ویسا ہی کیا اس شخص نے۔

"بہت ہے سائیں پر آپ میں ذرا سی عقل نہیں کہاں گئے تھے مزدوری کرنے مطلب حد ہے ذرا بھی دماغ مت استعمال کیجئے گا ورنہ ختم ہو جائے گا پھر کہاں سے لائیں گے"۔ وہ بھنا کر غصے سے بولی اور صائم نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"یار تمہیں تو خوش ہونا چاہئے تمہارہ شوہر کما کر حق حلال کی لایا ہے وہ بھی صرف اپنی بیوی کیلئے اور تم الٹا ڈانٹ رہی ہو نا شکری کہیں کی کم ہیں تو بتائو میں پھر سے جاتا ہوں اس آدمی کے پاس احتجاج کرنے مزید پیسوں کیلئے"۔ صائم کہتا منہ بنا کر اندر بڑھ گیا۔

"سائیں میرا وہ مطلب نہیں تھا جو آپ سمجھ رہے ہیں میں تو کہہ۔۔۔۔" وہ بھاگتی سیڑھیاں چڑھ کر اسکے پیچھے آئی کہ صائم اسکی سنے بغیر باتھروم میں بند ہو گیا اور تقویٰ خود کو کوسنے لگی کہ ایسا بھی کیا بعد میں سمجھا دیتی۔

پر اسکی حالت نے اسے بھڑکنے پر مجبور کیا تھا۔

وہ بھاگ کر فروٹ کا جوس بنا کر لے آئی اور وہ ابھی بھی شاور کے نیچے کھڑا تھا۔
تقویٰ ٹرے ٹیبل پہ رکھ کر اسکے لئے کپڑے نکالنے لگی۔

"کپڑے دو مولانی"! اسکی آواز میں خفگی تھی جس پہ تقویٰ مسکراتی سر ہلا کر باتھ روم کی طرف بھاگی اور ذرا سا ہاتھ اندر کر کے اسکے کپڑے تھمانے لگی کہ اگلے ہی لمحے آ آ کے ساتھ خود بھی اندر موجود تھی اور آنکھیں پھیلائے باتھ روب میں موجود صائم کو شاور کے نیچے کھڑے دیکھ کر اسکا سانس رک رک کر چلنے لگا۔

"کہاں"۔۔؟؟ اسے واپس دروازے کی سمیت بھاگتے دیکھ کر صائم نے اسے کمر سے پکڑے اپنی طرف کھینچا اور اسکی پشت سینے سے لگائے شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

"کیا کر رہے ہیں سائیں چھوڑیں مجھے"۔ وہ ٹھنڈے شاور کے پانی میں بھیگتی اسکے حصار سے نکلنے کیلئے مچلی پر صائم نے دوسرا بازو بھی اسکے گرد ڈالکر شاور کی کولنگ ذرا سی مزید بڑھا دی۔

"نہا رہے ہیں چپ کر کے خاموش کھڑی ہو جائو"۔ وہ رعب سے کہتا اسکا دوپٹہ اس سے الگ کر چکا تھا کہ وہ سمٹ گئی اور وہ آہستہ آہستہ سے اسکے بال کلپ سے آزاد کرواتا اسے سارا بھگو گیا شاور کے پانی میں اور خود اسکے کندھے پہ ٹھوڑی ٹکائے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"عقل تو اب میں دیکھائوں گا کہ کتنی ہے مجھ میں"۔وہ اسکے کندھے سے شرٹ تھوڑی نیچے کر کے وہاں اپنے لب رکھتا گویا ہوا تقویٰ پھڑ پھڑا کر رہا گئی۔

"دد۔۔۔دیکھو میں رودوں گی سس۔۔۔سائیں"۔۔۔وہ کسمسائی سی بولا صائم مسکرا دیا۔
"رودو سائیں کی جان"۔وہ دلکشی سے کہتا اسکے بھیگے بال ایک سائیڈ آگے رکھتا اسکی بھیگی گردن پہ اپنے لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا وہ سمٹ گئی۔
اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ اسے شاور کے بیچ لایا جس پہ تقویٰ جھرجھری لیکر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی اور صائم نے زوردار قہقہ لگایا۔

تقویٰ کی سانسیں پھولنے لگی اور صائم انہیں اپنے سینے پہ محسوس کرتا مدہوش سا ہونے لگا۔۔

بے خودی میں ہی وہ اسکا چہرا اوپر اٹھائے شاور کی بوندیں اسکے چہرے پہ برستے دیکھتا رہا۔
تقویٰ نے خشک حلق تر کرتے اپنا چہرا چھڑوانا چاہا پر صائم نے اسکی کوشش ناکام کر دی۔

اسے پانی منہ سے گرنے پہ آنکھیں لب بھینچے دیکھ کر صائم اس پر سائے کی طرح اس پہ جھک آیا اور تقویٰ نے سانسیں لیتے سرخ آنکھیں کھولی اور خود پہ جھکے صائم کو دیکھ کر نظریں جھکا گئی جس پہ وہ مسکرایا۔

"اب بولو آگئی عقل ٹھکانے"؟؟ایک ہاتھ اسکی گردن میں ڈالتے پوچھا تقویٰ نے مزاہمت کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیا۔

جس پہ صائم کھل کر ہنسا اور اسکی بھیگی ناک سے اپنی ناک رگڑی اور وہاں سے جب اسکے رخسار پہ سہلائی تو وہ اسکے باتھ روب کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"سس۔۔۔!!وہ بھرائی آواز میں منمنائی کہ صائم نے مسکراتے اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیر کر ان پر جھک آیا۔

وہ مچل اٹھی اور اسے اپنے بے جان ہوتے وجود سے پوری قوت لگا کر پیچھے دھکیلا اور خود وہاں سے بھاگ گئی۔

پیچھے صائم نے خود کو سنبھالتے بلند بانگ قہقہہ لگایا۔

"کپڑے تو دو مولانی"۔دروازے سے سر نکال کر وہ بولا اور تقویٰ خونخوار نظروں سے اسکی طرف دیکھتی اپنے کپڑے لیکر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔

"یہ ہوتی ہے شوہر کی گھر میں حیثیت!! عجیب دستور ہے بھئی باہر کی لڑکیاں دیکھ کر آہیں بھرتی ہیں اور بیوی منہ لگانے کو تیار نہیں"۔دکھ سے بڑبڑاتا وہ اپنے کپڑے لیکر وہاں سے چلا گیا۔

"میں کھانا لگا رہی ہوں"۔وہ خفگی سے کہتی وہاں سے نکل گئی اور صائم برش کرتا اسے دیکھتا رہ گیا۔

کھانے کے وقت جب وہ ڈائننگ ٹیبل پہ آیا تو تقویٰ کو خاموش سرو کرتے دیکھ کر منہ بنا گیا۔
اور کھا کر وہ روم میں آیا تو کچھ نا دیکھتے شرٹ اتار کر بیڈ پہ گرتا کراہنے لگا۔

"کیاھوا"؟ وہ جب نماز پڑھ کر پریر روم سے نکلی تو اسے کراہتے بیڈ پر دیکھ کر گھبراتی دوپٹہ ٹھیک کرتی اسکی طرف بڑھی۔

"ہونا کیا ہے درد ہورہا ہے پورے بدن میں کندھے دیکھو"۔ وہ اپنے سرخ کندھوں کی طرف توجہ دلوا کر بولا اور کروٹ بدل کر لیٹ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا۔

"اُفف اللہ کیا ظلم کر آئیں سائیں کس نے کہا تھا اس طرح کرنے کو"۔ وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل سے میڈیکل باکس سے آئینٹمینٹ لیکر بیڈ پہ چڑھ کر اسکے پاس بیٹھی اور اسکا رخ بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کیا۔

صائم کے ماتھے پر تیوریاں تھی اور آنکھوں میں خفگی۔

"آپکا کیوں منہ پھولا ہوا ہے حالانکہ ناراض مجھے ہونا چاہیے تھا"۔ وہ اسکے کندھوں پر آئینٹمینٹ لگاتی گویا ہوئی۔

صائم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بات سنیں مجھے بہت اچھا لگا کہ آپ اتنی محنت سے کما کر لائیں مجھے قدر ہے ان پیسوں کی اور شاید ہی انہیں میں کبھی خود سے الگ کر پاؤں یہ میرے شوہر کی پہلی کمائی ہے میرے آنکھوں پر ہے وہ بھی اتنے حسین طریقے سے کمایا، پر سائیں میں ایسا تو نہیں چاہتی تھی کہ آپ ایسے کام کریں یہ کام آپکے لائق کہاں ہے آپ میڈیکل میں مجھ سے سینئر ہیں آپ اپنی سٹڈی کمپلیٹ کریں اور اگر کمانا ہے تو پھر ہاف ٹائم کوئی اکیڈمی جوائن کریں وہاں بایو کیمسٹری کوئی بھی سبجیکٹ لیں اور بچوں

کو پڑھائیں جب تک ہماری سٹڈی کمپلیٹ ہوتی ہے تب تک آپ یہی کام کر لیں آپ کی ایک پہچان تو بنے گی نا استاد کی اور کیا یہ کم ہے استاد باپ مقام ہوتا ہے کتنی حسین پہچان ہے"۔ صائم نے مسکراتے اسے دیکھا اور اسکے ہاتھ سے آئینٹمینٹ چھین کر دور پھینکتے اسے کھینچ کر اپنے حصار میں لیا۔

"کہاں سے لاتی ہو اتنے خوبصورت آئیڈیے"؟؟ وہ اسے تکیے پر ڈالکر خود اسکے اوپر جھک گیا۔

تقویٰ نے بہانے سے اسے پھیلتے دیکھ بازو پر چٹکی کاٹی وہ آنکھ دبا کر ہنس پڑا۔

"میں تمہیں اتنا پسند کرتا ہوں کہ تمہارے کھانے پر تمہارے ہاتھ کھا جانا چاہتا ہوں تمہاری حسین آنکھوں کو کھانا چاہتا ہوں تمہاری پیاری سی ناک کو کھانا چاہتا ہوں تمہارے کانوں تمہارا دماغ تمہارے نازک سے پائوں کو"۔۔۔ وہ باری باری اسکے نقوش کو شدت سے چومتا کہہ رہا تھا اور وہ مزاحمت کرتی اسے باز رہنے کا کہنے لگی۔

"اور تمہارے بولنے پر"۔۔۔۔۔! اسنے انگوٹھا اسکے لبوں پر پھیرا وہ آنکھیں پھیلا گئی ابھی اسکے ارادے سمجھ کر اسے دھکا دیتی صائم اسکی کلائیاں جکڑ کر تکیے سے لگاتا اسکے نازک لبوں پہ جھک گیا۔
اور اپنی تھک درد کو کہیں دور پھینکے اس سے راحت حاصل کرنے لگا۔
"آپکو ایک بات بتانی ہے سائیں"۔ بگڑے تنفس کے ساتھ اسے پیچھے کرتی وہ بولی تو صائم نے نفی کی۔

"نو ڈسٹر بنس"۔۔!! وہ ٹوکتا اسکی گردن میں منہ چھپا گیا۔

"سائیں بہت سیڈ ہے سنیے تو"۔۔۔وہ اسکی انگلیوں سے اپنی انگلیاں آزاد کروانے کی کوشش کرتی منمنائی۔

"مولانی کیا ہے تم اس خوشگوار ماحول میں کیوں مجھے سیڈ نیوز بتا کر موڈ خراب کرنا چاہتی ہو"۔وہ اسکا چہرا پکڑ کر بدمزگی سے بولا۔

تقویٰ نے معصومیت سے نفی کی۔

"بہت دکھ والی ہے سنیں تو سہی"۔اسے سائیڈ کرتی وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی اٹھ بیٹھی صائم نے گھور کر اس چالاک لومڑی کو دیکھا۔

"بولو میں سن رہا ہوں"۔وہ بھی اٹھ کر بیٹھا اور اسکا دوپٹہ اس سے الگ کرتے اس اپنے حصار میں لیا۔

"شادی سے پہلے میں جہاں رہتی تھی نا ہارون بھائی کے گھر" اسکی پہنچ سے دور ہوتی وہ بولی صائم بھی کھسک آیا اسکی طرف۔

"ہاں پھر"۔۔۔؟اسنے بازو پکڑ کر اسے کھینچا کہ تقویٰ لڑکھتی اسکے سینے سے ٹکرائی جس پر صائم نے اس بار مضبوط حصار باندھ لیا کہ وہ پھڑ پھڑا بھی نا سکی۔

"انکی بیوی تھی مہکار"۔

"ہاں جانتا ہوں اسکو آگے بولو کیوں قسطوں پر بات کرتی وقت برباد کر رہی ہو"۔وہ جھڑک گیا۔

"آپ کیسے جانتے ہیں حالانکہ آپ تو کبھی اس سے ملے نہیں"!!! تقویٰ نے آنکھیں سکڑ کر اسے دیکھا۔

صائم نے مسکراتے اسکے چہرے سے بال سنوارے۔

"بہت بری عورت ہے جب تمہاری دوست کی شادی تمہارے بھائی سے ہوئی تھی تو وہ میرے پاس آئی تھی میرے فلیٹ پر آفر لیکر"۔ اسنے مہکار کی ملاقات یاد کی۔
تقویٰ نے آنکھیں پھیلائیں

"کک۔۔۔ کیسی آفر"۔۔؟؟ اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا تو صائم نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"تم اتنی بڑی شیطان عورت کے قریب رہتی تھی کہ کیا بتائوں یہ تو تمہارا پردہ قرآن پاک اللہ کا ساتھ تھا کہ وہ شیطان عورت تمہارا کچھ نہیں کر پائی"۔ تقویٰ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جیسے کوئی روح دہلانے والی بات کرنے والا ہو۔

"کیا کہا تھا آکر"؟؟ وہ صائم کے ہاتھ تھامتی مضبوطی سے بولی۔

"میں اسے دیکھ کر پہچان گیا تھا کیونکہ مینے اسے پارٹی میں دیکھا پوچھا کیا ہے تو بولی ضروری بات کرنی ہے تمہارے فائدے کی ہے مینے اسے گھور کر دروازہ بند کرنا چاہا کہ وہ خود زبردستی اندر چلی آئی مجھے غصہ تو بہت آیا پر خاموش رہ گیا۔ اور پوچھا کیا ہے بات کرو اور دفع ہو تو وہ سر ہلاتی بولی کہ۔۔۔۔"
"کہ۔۔۔؟؟؟؟" تقویٰ نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے پوچھا۔

"وہ مجھے ایک پلائن بتا رہی تھی کہ میں جس لڑکی تم پر یا تمہاری۔۔۔بھابھی پر ہاتھ رکھوں وہ مجھے کسی ریسٹورنٹ کے روم میں پہنچا دے گی پر شرط یہ کہ مجھے اسکا ویڈیو بنا کر اسے دینا ہ۔۔۔۔۔۔

"بس۔۔۔۔!!!!تقویٰ چیختی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

کہ صائم بوکھلا گیا۔

اور اسے خود میں بھینچ کر چپ کروانے لگا۔

"تقویٰ سچ میں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تقویٰ میں تو تم سے شادی کرنا چاہتا تھا تم مجھے شروع سے پسند تھی مینے کبھی تمہیں بری نظر سے نہیں دیکھا وہ پیپ۔۔۔پارٹی میں بھی مجھے غصہ آ گیا تھا تمہاری طرف اس کمینی عورت کے بھائی کو محبت سے دیکھتا پا کر مجھے لگا تم دونوں آپس میں پیار کرتے ہو مینے تمہیں کبھی برا نہیں سمجھا نا ہی دیکھا مجھے میرے دوست شرط لگاتے تھے کہ تمہیں سیٹ کر کے دیکھاؤں مینے تمہارے معاملے میں ہمیشہ ہار مان لی کبھی تمہاری طرف بری نظر سے نہیں دیکھا میرا یقین کرو میں تمہیں تب سے چاہتا ہوں جب تمنے اپنا پہلا قدم یونی کے گیٹ سے اندر رکھا تھا اور یاد کرو کیسے اعتماد سے مجھ سے پوچھا تھا اپنی کلاس کا حالانکہ اس وقت میں بہت برا لڑکا تھا کسی کی عزت نہیں کرتا تھا پر تمہیں دیکھ کر اپنے آپ ہی تمیز سے جواب دے گیا میں جو تمہیں غصے سے یونی میں دیکھتا تھا وہ صرف ایسے ہی دیکھتا تھا کوئی حرکت تو مینے کی نہیں کبھی تمہاری حالانکہ مینے بہت کوشش کی تمہارے پاس آنے تم سے بات کرنے کی پر میری ہمت جب بھی تمہیں دیکھتی جواب دے جاتی میرے قدم جکڑ لیتی۔۔ مینے وہاں جتنی بھی سانولی رنگت کی لڑکیاں دیکھیں سب کی آنکھوں میں احساس کمتری پائی انہیں گوری لڑکیوں کو دیکھ کر مایوس پایا انہیں کافی

دفعہ اپنے بالوں کا حسن دیکھاتے سر سے دوپٹہ اتر تا پایا پر تمہیں کبھی نہیں" وہ اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر چومنے لگا اسکے ماتھے کو۔

"ایسے ذلیل تو نہیں کر سکے سائیں پر رسوا تو کر دیا نا سب کے سامنے جگ ہنسائی کروادی نا سر تو میرے بھائی کا جھکا دیا نا"۔وہ روتی ہوئی اسے پیچھے کرتی بولی کہ صائم سر جھکا گیا۔

"پھر آپنے کیا کہا"؟؟وہ آنکھیں بری طریقے سے رگڑتی بولی۔
صائم نے بیڈ شیٹ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا" تم نہیں سن سکو گی پھر مجھے برا کہو گی"۔۔صائم نے اسکے ہاتھ پکڑنے چاہے تو تقویٰ درد سے جھٹک گئی۔

"اس سے بھی برا کچھ ہو سکتا ہے سائیں کہ کوئی عورت جسے میں بھابھی کا درجہ دیتی تھی وہ مجھے سے نفرت میں اس قدر گر گئی کہ اللہ مجھے نا بچاتا تو آج میں کہیں منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہتی" وہ پھر سے سسک اٹھی اور صائم نے زبردستی کھینچ کر اسے سینے میں بھینچ لیا۔

"میں مر کر بھی ایسا نا کرتا تقویٰ"۔۔وہ جیسے اندر سسک اٹھا۔" آپنے کیا جواب دیا اسے"؟؟

" مینے کہا اپنے بارے میں کہو تو کچھ ہو سکتا ہے"۔وہ لب بھینچ گیا اور تقویٰ نے حیرت سے ایسے دیکھا" آپنے یہ۔۔۔ یہ کہا"؟؟وہ صدمے کی کیفیت سے بولی۔

صائم نے سر ہلا دیا اعتراف کرتے "پھر اسے مجھے تھپڑ مارا تو مینے سے دھکا دیکر فلیٹ سے باہر نکالا اور مجھے آج بھی لگتا ہے مینے اس کے ساتھ بہت کم کیا مجھے اسکا چہرا سرخ کر کے بھیجنا چاہیے تھا کہ اسکا باپ بھائی شوہر دیکھ کر اس ذلیل عورت سے اسکی وجہ پوچھتے"۔۔۔وہ غصے سے دانت پیس کر بولا۔

"تقویٰ نے اسے دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا۔

"آپنے عائشہ اور لیلیٰ کے ساتھ ایسا کیوں کیا"؟؟ تقویٰ نے دکھ سے پوچھا۔اور صائم نے حساب کی رات دیکھ کر گہرا سانس بھرا۔

"دیکھو مینے کبھی کسی پر زور نہیں دیا نا ہی کسی پر زبردستی کی لیلیٰ خود میرے گلے لگی تھی چپکو لڑکی کی طرح اور عائشہ۔۔۔ عائشہ سے میرا کوئی برا مقصد نہیں تھا میں اپنے دوستوں سے کہتا ضرور تھا پر میں صرف اسے سیٹ۔۔۔ پر اب میں اسکی بہت عزت کرتا ہوں جتنی تم کرتی ہو میرے اندر نا کبھی میل تھا نا ہی اب ہے جس۔۔۔۔"

"بسس۔۔۔۔! تقویٰ نے ہمت نا دیکھتے سننے کی اپنی تو سکتے اسے روک دیا صائم سر جھکائے خاموش رہ گیا اسے آج خود پر رونا آنے لگا پر وہ رو نہیں پا رہا تھا اسکا دل کر رہا تھا دھاڑے مارے پر وہ ایسا بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

اسکے آنکھوں سے اسے منہ موڑ کر لیٹے دیکھتے گرم سیال بہنے لگا جس سے خود اسے بھی احساس نا تھا۔

اسنے ڈرتے ڈرتے پریر روم میں تازہ گلاب کے بیچ گلاس وال کے اندر رکھے قرآن پاک کو دیکھتا اور بے بسی سے تقویٰ کی پشت کو جو ہچکیاں لے رہا تھا۔

"کیا تم مجھے چھوڑ رہی ہو تقویٰ"۔۔۔؟؟

"دیکھو ایسا مت کرنا میں تمہارے سارے خاندان کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگنے کیلئے تیار ہوں گڑ گڑانے کیلئے تیار ہوں تم کہو تو میں تمہارے بھائی کے پاؤں پر ناک رگڑنے کیلئے بھی تیار ہو جاؤں گا پر تمہیں خود سے جدا نہیں کر سکتا میرے پاس صرف تم ہو تقویٰ اور کوئی نہیں میرا"!!!وہ ضبط سے کہہ کر اٹھ کر بالکنی میں آ گیا۔

اور تقویٰ تکیہ بھگوتی رہی۔

"میں کیوں رو رہی ہوں کیا میں نہیں جانتی اسکے بارے میں!!! مجھے کیوں اب کی بار سن کر دکھ درد ہو رہا ہے؟؟ کیوں میں تڑپ رہی ہوں؟؟"وہ سسکتی سوچنے لگی

"میری ایک بات مانے گے سائیں"؟؟وہ اٹھ چہرا صاف کرتی بالکنی میں آئی تو اسے چیئر پر آنکھیں موندیں روتا ہوا پایا۔

صائم سائیں پر جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور سر اثبات میں ہلایا۔

"تمہاری ہی تو بات مانتا ہوں سائیں کی جان"۔ وہ تڑپ کر اٹھتا کھڑا ہو گیا۔

"جو میں کہوں گی وہ کریں گے "؟؟وہ آنکھیں صاف کرتی پوچھنے لگی۔

"سب کچھ "!!صائم مسکراتا اٹھا اور اسکے ہاتھ پکڑ کر انکی پشت لبوں سے لگا دئے۔

"نماز پڑھیں گے "؟؟؟وہ اسکے ہاتھ پکڑتی بولی۔صائم نے حیرت سے دیکھا اسکے بھیگے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو وہ اب خود پکڑے کھڑی تھی۔

"وہ قبول نہیں کرے گا"!!!اسنے نظریں جھکائے مجرم کی طرح کہا۔

"کیوں قبول نہیں کریگا اگر نا کرتا تو آج تمہاری آنکھوں میں آنسوں نا ہوتے نا ہی میں تم سے یہ کہہ رہی ہوتی!!تم قدم تو بڑھاوہ خود تمہیں تھام لے گا اور جس بے سکونی کیلیئے تم مجھ سے سکون حاصل کرنا چاہتے ہو مجھے اللہ کے قریب دیکھ کر تم اس سے ڈر کر اسکے سامنے معافی کی ہمت نا رکھتے میرے قریب رہتے ہو تم ڈاریکٹ اس سے واسطہ بنائو دیکھنا تمہیں اتنا سکون ملے گا کہ میری ضرورت تمہیں نہیں پڑیگی"۔
"تمہارے اندر اگر احساس گناہ ہو گا تو وہ تمہیں خود سے اور قریب کر لے گا اگر تم سچے دل سے معافی مانگو گے کبھی اسکے در کو نہیں چھوڑو گے وہ تمہیں ضرور معاف کر دے گا سائیں"وہ اسکے ہاتھوں پر لب رکھتی بولی صائم نے روتے ہوئے کھینچ کر اسے سینے سے لگا دیا۔

"میرا سکون بے شک وہ مجھے دے پر میں تم سے الگ نہیں ہو سکتا میری رگ جان میں بستی ہو تم تقویٰ تم نہیں جانتی تم میرے لئے کیا اہمیت رکھتی ہو کبھی مجھ سے دور مت جانا میں جی نہیں سکوں گا تمہارے بنا" وہ اسے بانہوں میں بھینچے گلے سے لگا سسکتا کہہ رہا تھا۔

تقویٰ بھی رونے لگی۔

"مجھے جواب دیں سائیں پڑھیں گے نا نماز مانگے گے نا معافی اللہ سے ہے نا احساس گناہ کا"؟؟ وہ روتی ہوئی پوچھنے لگی صائم سر ہلانے لگا۔

"سب کروں گا ناک اسکے در پر رگڑوں گا پر تم کبھی دور مت جانا ہاں!! میں نہیں رہ سکتا جان تمہارے بنا نہیں رہ سکتا پلیز مینے بہت دکھ دیکھے ہیں بہت درندوں کی زیادتی سہی ہے کبھی اپنوں کا پیار نہیں ملا جو تم سے ملا ہے میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا اگر تمہیں مجھ سے نفرت ہو تو منہ موڑ کر لیٹ جانا پر چھوڑ کر مت جانا،، آج جس صائم پر تمہیں رونا آرہا ہے نا ان شاء اللہ ایک دن تم اس سائیں پر فخر کروگی ہر میرے پاسٹ کو مڑ کر مت دیکھنا میں مر جائوں گا پھر"!! وہ اسکے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتا اسے بانہوں میں اٹھا کر روم میں آیا اور بیڈ پر ڈالکر خود بھی قریب سوتا اسے خود میں چھپا گیا تقویٰ بالکل خاموش تھی اور سرگوشیاں سن رہی تھی جو نیند کی وادیوں میں اترتے بھی اسے یقین دلا رہا تھا کہ وہ اس سے بہت محبت کرتا ہے اسکے بنا نہیں رہ سکتا۔

--

"کہاں"؟؟؟ سرخ آنکھوں سے قاسم شاہ کے ساتھ بیٹھے حیدر نے مہکار کو سوٹ کیس اٹھائے سیڑھیاں اترتے دیکھا تو غرا کر پوچھا۔

آج حامد صاحب کا تیجا تھا وہ غریبوں کو کھانا کھلا کر قرآن خوانی کے بعد اب شام کے سائے پھیلتے گھر میں بیٹھے تھے کہ مہکار کو وہاں سے جانے کی تیاری سمیت دیکھا

ہارون اور سائرہ بیگم ابھی گئے تھے۔اور وہ اس عورت کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کر رہا تھا نا ہی حیدر!! اسکا بس چلتا تو مہکار کا گلا گھونٹ کر اسے زمین میں گاڑ دیتا جو اسکے باپ کو کھا گئی ڈائن سہی کہتی تھی اسکی بیوی ڈائن ہے چڑیل ہے یہ عورت اور وہ خواہ مخواہ اسے آنکھیں دیکھا تا تھا۔

"میری فلائٹ ہے جانا ہے پیرس"۔وہ بیگانگی سے بولی جیسے باپ اسکا نہیں مرا پروسیوں کا مرا ہو۔

"غفور احمد"اسنے اپنے وکیل کو پکارا جو پاس ہی کھڑا تھا۔۔

حیدر کے پکار پر اسنے فائل اسکے ہاتھ میں تھمائے۔۔

اور حیدر اٹھ کر چلتا مہکار کے سامنے آیا۔

"یہ ڈیڈ نے تمہارے نام کی ہے پراپرٹی تیسرا حصہ ہے اسے اٹھاؤ اور زندگی میں کبھی مجھے اپنا یہ بدصورت چہرا مت دیکھانا نکل جاؤ اس گھر سے دفع ہو میری نظروں سے مہکار شاہ نفرت ہے مجھے تم سے لالچی عورت" وہ فائل اسکے منہ پہ مارتا بپھرا شیر بنا غرایا قاسم شاہ اور مسز قاسم کے سامنے مہکار اتنی انسلٹ پر فائل اٹھاتی وہاں سے لیکر سوٹ کیس گھسیٹتی نکلی۔

"بہت جلد ملاقات ہوگی حیدر ابھی تم مجھے گھر سے دھکے دیکر نکال رہے ہو ایک دن تم میرے پاؤں میں گر کر گڑ گڑاؤ گے "!!!وہ دروازے پہ کھڑی حجاب پر ایک زہریلی نظر ڈالکر کہتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

حیدر لب کاٹتا اس ویران گھر کو دیکھتا بھیگی آنکھوں سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا اور اپنے ڈیڈ کے روم میں آکر دروازہ بند کردیا۔

حجاب اسکی بکھری حالت دیکھ کر روتی ہوئی اپنی ماں کے گلے لگ گئی اور قاسم شاہ اٹھ کر آنکھیں انگوٹھے سے صاف کرتے حیدر کے پیچھے گئے۔۔

انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اچانک کیسے ان کا دوست چپ چاپ چلا گیا۔

واقعی کچھ اولاد ماں باپ کو مار دیتیں ہیں جس کا اب تک وہ تو سنتے آئے پر آج وہ سب کچھ دیکھ بھی لیا۔

"دانیال میں اور اماں سائرہ آنٹی کو ہسپتال لیکر جا رہے ہیں انکی حالت ٹھیک نہیں تم رات بہت ہوگئی ہے عائشہ کو لیکر گھر جائو "۔لائونج میں بیٹھے دانیال اور پریشان سے ہارون سے کو دیکھتی وہ دوپٹہ ذرا سا چہرے کے سامنے کرتی بولی۔

دانیال پہلے ہی عائشہ کی حالت سے پریشان تھا کہ اسے اتنا سٹریس نہیں دینا چاہئے زریش کے کہنے پر سوچ میں پڑ گیا۔

"ہاں بیٹا تم لے جائو اسے ہم ہارون بیٹے کے ساتھ گھر آجائیں گے"۔ پھو پھو بھی لائونج میں داخل ہوئی تو دانیال سر ہلاتا عائشہ کو اشارہ کرتا اٹھانے لگا۔

"ہسپتال سے لوٹتے ہوئے مجھے کال کر دینا ہارون میں پک کرنے آجائوں گا"۔ دانیال کے کہنے پر ہارون نے سر ہلایا۔

اور اٹھ کر اسے گلے سے لگایا۔
"تم پریشان مت ہو یار تو نے جو کیا وہ بہت سہی کیا حامد صاحب اپنی بیٹی کی وجہ سے گئے ہیں نا کہ تمہاری کوئی بھی شخص ایسی عورت کو نہیں رکھے گا تمنے بروقت اچھا فیصلہ لیا ہے ورنہ وہ آگے چلکر پتا نہیں کیا کرتی"۔ وہ اسکی پیٹھ تھپکتے کہنے لگا اور ہارون خاموشی سے سر ہلا گیا۔

دانیال آگے بڑھا اور پھوپھو زر کو کال کرنے کا کہتے عائشہ کو لیکر وہاں سے نکلا۔

"بھوک لگی ہے"؟؟ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی عائشہ سے پوچھا اسنے سر ہلا دیا۔

"چلو کسی ریسٹورنٹ سے کھاتے ہیں اور پھوپھو زر کیلیئے بھی کروا دیتے ہیں"۔ اسکا اترا اترا چہرا دیکھتے دانیال نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر سہلاتے کہا وہ سر ہلا گئی۔

اسے ونڈو پر سر ٹکائے دیکھ کر اسے اپنے قریب کرتے اسکا سر اپنے شانے سے ٹکا دیا اور ایک ہاتھ اسکے گرد ڈالے دوسرے سے آہستہ آہستہ ڈرائیونگ کرنے لگا۔

وہ سمجھ رہا تھا اسکی کیفیت کیا ہے اسلئے اسے اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔

"مہکار بہت بری ہے دانی"!! وہ روتی ہوئی بولی۔

دانیال نے پریشانی سے سائیڈ گاڑی روکتے اسکا چہرا ہاتھوں میں بھرا۔

"برے کا انجام برا ہوتا ہے دیکھنا اسکا بھی انجام برا ہوگا!! تم رو نہیں طبیعت خراب ہو جائے گی ششش"!!! اسے چپ کرواتے ماتھے پر لب رکھے بولا اور اسکا سر اپنے سینے سے لگا دیا۔

ہارون نے چیدہ چیدہ باتیں مہکار کی بتائیں تھی اس میں اسکا قصور تھا پر عائشہ کا بھی تھا۔

بہر حال اسنے درگذر کرتے ہوئے اپنی زندگی کو برباد کرنے کے بجائے بھول جانا بہتر سمجھا۔

تقویٰ سے اسکی گفتگو سن کر اسے مسکراہٹ تو لبوں پر آئی پر وہ ضبط کر گیا۔

یہ بات اسنے اس سے تو نہیں کہیں تھی نا جب کہیں گی تب ہی وہ اس سے ٹھیک سے بات کرے گا یہ پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اس شرمائی سی لڑکی سے یہ تین بول سن کر رہے گا۔

اسے چپ کرواتے ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں کھانا کھلوا کر گھر لایا اور اسے سونے کی تاکید کرتے خود لائونج میں بیٹھا پھوپھو اور زر کا انتظار کرنے لگا۔

____

"میں آپکے ساتھ چلوں آپی"؟؟زریش اور پھوپھو کو جاتے دیکھ کر ساحل اسکی ٹانگوں سے لپٹ کر بولا۔

زریش نے اپنی ماں کو دیکھا اور ذرا سی نظروں سے ہارون کو جو ساحل کو اشاروں سے منع کر رہا تھا۔

"ساحل چلو روم میں سو جائو کل صبح اسکول بھی جانا ہے لیٹ ہو جائیں شاباش چلو"۔وہ اسے محبت سے پچکارتے ہوئے بولا۔

"میں اسکو لیکر جارہی ہوں آپ انکا اسکول یونیفارم اور بیگ دیں دے تاکہ صبح تیار ہو کر آپ سے ہمارے گھر سے سیدھا اسکول لے جایئے گا"۔زریش کی بات سن کر ساحل نے یاہووو کا نعرہ لاگایا اور زریش سے لپٹ گیا۔

ہارون نے منہ کھولنا چاہا کہ پھوپھو نے بھی زر کی تاکید کی تو وہ ساحل پر ایک گھوری ڈالکر چلا گیا۔

اور کچھ دیر میں اسکا یونیفارم بیگ باقی کی ضروریات کی چیزیں ایک بیگ میں ڈالکر زریش کے حوالے کیے جنہیں وہ تھام کر ساحل کی انگلی پکڑتی آگے بڑھ گئی۔
ہارون اسکی سیاہ چادر میں پشت دیکھ کر سر جھٹک کر سوئی ہوئی اپنی ماں کے روم سے چکر لگا کر خود بیڈ پر لیٹ گیا۔

اسے معلوم پڑا تھا کہ مہکار چلی گئی ہے پیرس۔

جسے سن کر ہارون نے اس طرح اگنور کیا جسے اس نام کی عورت سے اسکا کوئی واسطہ ہی نا ہو۔

زریش اور پھوپھو ساحل کو لیکر دانیال کی گاڑی میں گھر پہنچی تو وہ کھانا کھانے کے بعد خوشی خوشی اسنے لپٹ کر بیچ میں لیٹا اور اب ان دونوں ماں بیٹی سے مختلف کہانیاں سن رہا تھا۔

دانیال جب روم میں آیا تو عائشہ سوئی ہوئی تھی وہ کچھ دیر کھڑا اسکے معصوم خوبصورت چہرے کو دیکھتا رہا کہ اسکے دل نے بے ساختہ ہی اسے بالی کی طرح کھینچا اور اسے چھونے پر اکسایا۔

بالی سے لٹکا چھوٹا سا سفید موتی اسکے کروٹ کے بل سونے پر نیچے جھول کر اسے پاس بلانے کی گستاخی کر رہا تھا۔

"میں حیدر سے نہیں میں دانیال خان سے پیار کرتی ہوں تقویٰ"!!
کچھ دن پہلے کی اسکی تڑپ میں ڈوبی آواز اسکے کانوں میں گونجی دانیال لب بھینچ گیا۔

"اگر پیار تھا تو اتنا ذلیل کیوں کیا"؟؟ اسنے دل میں سوچا اور بمشکل اپنی پر شوق نظریں اسکی بالی سے ہٹا کر ٹائیٹ ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہو گیا۔

فریش ہونے کے بعد وہ آکر اپنی سائیڈ بیڈ پر لیٹا۔

اسکی نظروں کی تڑپ صرف اسکی بالی تھی جسنے دیکھتے بے چین کر دیا تھا۔کچھ دیر برداشت کرتا پشت کو دیکھتے وہ چھت کو دیکھنے لگا،اندر سے جذبوں نے استحقاق سے ہلچل مچائی ہوئی تھی۔

دانیال کروٹ بدل کر اسکی طرف اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر عائشہ کے چہرے کارخ بھی اپنی طرف کیا۔
اوراب اسکی بالی اور اسکا شرارتی چھوٹا سا سفید موتی اسکی نظروں کے زد میں تھے۔
اسنے پہلے عائشہ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں وہ سوئی گہری نیند کے مزے لے رہی تھی۔دانیال نے شکر کا سانس لیا۔اور تھوڑا سا اسکی جانب ہو کر ایک ہاتھ اسکے اوپر سے لے جا کر بائیں جانب رکھتے وہ اس پر جھک۔
اسکے ناک سے نکلتی گہری سانسیں دانیال کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگی تو وہ گہرے سانس بھر کر مزید آگے ہو کر جھکتے اسکی چھوٹی سی ناک میں پہنی اس دشمن جان کی بالی کے موتی کو لبوں سے چھوا۔اور شاید اسکے مونچھوں کی چبھن ہی تھی کہ عائشہ اسکے احتیاط بھرے حصار میں کسمسائی۔
دانیال مسکراتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو اب پھر سے سوگئی تھی۔اسنے جھکتے ایکبار اسکے گال چومے اور ساتھ آنکھیں بھی۔

اب وہ ہلکے سے اسکے لبوں کو چھونے لگا اور ہاتھ اسکی نازک کمر پر ٹکا کر اسے قریب کرنا چاہا بے خودی میں ہی وہ اسکی قربت پاتے بہک رہا تھا۔

عائشہ خود پر مسلسل بوجھ اور دہکتا لمس محسوس کرتی آنکھیں جھپک کر کھولنے لگی اور حیرت سے اپنے تپتے گال اور خود پر لمس محسوس کر رہی تھی۔
اب وہ آنکھیں پھیلائے اٹھ بیٹھی دانیال کی پشت کو دیکھ رہی تھی جو دوسری طرف رخ کیے سو رہا تھا۔

"اگر خان سو رہا ہے تت۔۔ تووو۔۔۔ وہ کون تھا۔۔ خان ہی تھا نا اسکا لمس تھا"!! وہ ڈر سے سوچتی دانیال کی پشت دیکھنے لگی۔

"سنئیے"!!! وہ اسکا بازو جھنجھوڑتی کچھ اسکی طرف کھسک کر بھرائی آواز میں بولی۔
اسے لگا بھوت کوئی ہو گا جو اسے ڈرا رہا ہو گا، دانیال اسکے جاگنے سے پہلے ہی دور ہو گیا تھا اب اسکی بھرائی خوفزدہ آواز دیکھ کر بمشکل قہقہہ دبائے بیٹھا تھا۔

"سنئیے نا خان"!!!! وہ زور سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کرتی اس سے چپک کر اسکے سینے میں چھپ گئی۔
"کیا ہوا"؟؟؟ دانیال نے اسکے گرد بازو ڈالکر سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"روم میں کوئی ہے خان"۔۔ وہ اسکی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑ کر رک رک کر چلتے سانس سے بولی۔

"ہاں ہم دونوں ہیں"۔ اسکا لہجہ سرد سپاٹ تھا پر بھوری آنکھیں شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

"نہیں!! روم میں کوئی بھوت ہے"۔ وہ کہہ کر چھپ گئی سمٹ کر اس میں۔
"کیا بکواس ہے یہاں بھوت کیسے آیا مانا کہ گھر کے پیچھے کچھ فاصلے پر جنگل ہے وہاں دراکولا ہوں گے پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ غائب ہو کر کمرے میں آ جائیں اور میری بیوی کو تنگ کریں حد ہے بیوقوفی کی نیند خراب کر دی"۔ وہ جھڑک کر کہتا آنکھوں پر بازو رکھ گیا "مطلب حد ہے اسکی بیوی کو اسکے لمس سے شناسائی نہیں وہ بھوت ہے"۔ سوچ کر اسکا پارا ہائے ہونے لگا۔

"دد۔۔ڈراکولا کیا ہے خان"؟؟اسکا خوف سے تنفس بگڑنے لگا وہ دانیال کی شرٹ کو مضبوطی سے جکڑے ہوئے اس میں چھپی اسکی ضبط کا کڑوا امتحان لے رہی تھی۔

دانیال کی دھڑکنیں اسکی قربت سے دھڑک رہی تھی البتہ عائشہ کی بھوت کا تصور کرتے روح فنا ہو رہی تھی دھڑکنوں نے تو جیسے ڈھول اٹھا کر بجانا شروع کیا ہو۔

"ڈراکولا ایک (خیالی) شیطانی وجود ہے جس کے آگے کے دو دانت بڑے ہوتے ہیں جن سے وہ خوبصورت لڑکیوں کا خون پیتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے"۔۔وہ اپنی شیو انگوٹھے سے مسلتے بولا عائشہ آنکھیں پھیلائے لیمپ کی مدھم روشنی میں اسکے خوبصورت چہرے کو گھور رہی تھی۔
اور دانیال خود کو کوس رہا تھا کہ کیا تھا کیا حال بنا لیا ہے بالکل ٹین ایجرز کے لڑکوں جیسا۔

"خ۔۔خان"!!وہ اسے سوتے دیکھ کر اسے جھنجھوڑتی جگانے لگی۔
دانیال نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا"ہوں"!!!

"خ۔۔خان وہ خوبصورت لڑکیوں کا کیسے خ۔۔خون پیتا ہے"۔وہ اسے دیکھتی پھسپھسائی۔۔۔

"پہلے انہیں پیار کرتا ہے پھر انکی شہ رگ پر دانت رکھ کر خون چوس لیتا ہے سارا،،پر تم کیوں یہ سب پوچھ رہی ہو"؟؟

"خان ہمارے گھر کے پیچھے ایک جنگل ہے نا"؟؟وہ کہہ کر لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"ہاں"!!دانیال نے شرافت سے سر ہلایا۔

"خان آپنے سنا ہے اسکے بارے میں کسی سے"؟؟وہ آنکھیں مسلنے لگی

"ہمم سنا ہے آفس میں ایک ورکر ہے اسکے گھر میں گھس آیا تھا کل رات ہی پر اسکے پاس چاندی کا خنجر پڑا تھا اسلئے بھاگ گیا "۔وہ بتا کر مسکراتے لب بھینچ گیا۔

اور مونچھوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"خان"!!وہ پھر سے اسکے وجود میں چھپنے لگی "ہوں"؟؟

"خان ہمارے پاس خنجر نہیں چاندی کا؟؟یہ مینے بھی موویز میں دیکھا ہے کہ کیسے ایک ویمپائر کو مارتے ہیں چاندی کے خنجر سے"۔وہ اسکے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

"نہیں مجھے کیا معلوم تھا میری بیوی کو رات کو اچانک اس کی ضرورت پڑ جائے گی"۔وہ اکتا کر کہتا کروٹ بدلنے کی کوشش کرنے لگا پر عائشہ نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا۔

"خان وہ ہمارے روم میں ہے خان اس۔س۔نے مم۔۔۔مجھے"۔۔وہ مزید کہہ نہیں پائی اور رو پڑی۔

"عائشہ وہ خوبصورت لڑکیوں کے پاس جاتا ہے"!!دانیال قہقہہ دبائے بہت مشکل سے دانت پیس کر سنجدگی سے بولا ۔عائشہ نے بھیگی آنکھوں سے گھور کر اسے دیکھا۔

"سب مجھے خوبصورت کہتے ہیں صرف آپکے علاوہ"!!وہ سوں سوں کرتی بتانے لگی۔ دانیال نے سر ہلایا۔"اچھا رو نہیں کل آتے ہوئے چاندی کا خنجر لے آئوں گا"۔وہ کہہ کر کروٹ پھر سے بدلنے کی کوشش کرنے لگا پر عائشہ کسی جنگلی بلی کہ طرح اس میں چمٹی ہوئی تھی۔

"سنئیے"!!!وہ کچھ دیر بعد بولی دانیال بے بس اسکے حصار میں پڑا تھا۔

"ہوں بولو"!!اپنی قمیض کے پھٹنے کی آواز پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔"خان یہ سمجھ جا بیوی کو ڈرانا مطلب اپنی ہی شامت بلانا"۔وہ اپنی پھٹتی شرٹ کو دیکھ کر سوچتا رہ گیا۔

"خان وہ ڈراکولا نہیں تھا کیونکہ مینے تو اسکا کبھی قرآن میں ذکر نہیں پڑھا ہاں جن ہو سکتا ہے"۔۔

دانیال نے اسکی عقلمندی پر داد دیتے ابرو اٹھائی۔

"اوہ مطلب کوئی جن تم عاشق ہو گیا ہے"اسنے حیرت سے کہا عائشہ خوفزدہ ہو گئی کہ اسکی شرٹ کی مزید پھٹنے کی آواز آئی۔

"ایسے تو نا کہیں خان مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔وہ بھرائی آواز میں بولی۔ دانیال نے کروٹ اسکی طرف بدلی۔"مجھے اندازہ ہے"!!وہ اپنی پھٹی شرٹ کو دیکھ کر بولا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کوئی جن تم پر عاشق ہو گیا ہے"؟؟اسنے اسکے بال چہرے سے سنوارتے پوچھا تو اے سی کی کولنگ میں بھی اسکا پسینے سے بھیگا چہرا دیکھ کر وہ حیران ہوا اور اسکی دھڑکنیں محسوس کی جن کی رفتار کسی چلتی مشن کی طرح لگ رہی تھی۔

عائشہ نے آنسوں بہاتے اسے دیکھا "اسنے مجھے یہاں یہاں یہاں"۔۔اسنے کہتے اپنی آنکھوں بالی اور پھر گالوں پر انگلی رکھی اور روتی اسکے سینے میں چھپ گئی۔دانیال ہنس پڑا۔"اگر ایسا رہا تو ضرور کوئی دیو بری طرح اپنی بیوی پر ہی عاشق ہو جائے گا"۔اسکے لبوں پر تبسم سا کھلا اور پھر بھینچ گئے۔

"اچھا سنو بات"۔اسنے اسکا چہرا سینے سے نکال کر اوپر کیا۔"جج۔۔جی"!!اسنے ہچکی بھری "کوئی جن نہیں تھا"!!وہ اسکے آنسوں صاف کرتا بولا اور عائشہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"آپ نہیں مانے گے کیونکہ آپکو تو میں خوبصورت نہیں لگتی ناوہ جن سچ میں مجھ "۔۔۔وہ کہہ رہی تھی کہ دانیال نے غصے سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔"گولی ناماروں اسکے سینے میں اگر کسی نے ایسا سوچا بھی خان کی بیوی کیلئے"۔وہ سرد لہجے میں گویا ہوتا عائشہ کو ساکت کر گیا۔

وی ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی اور دانیال کو اپنی بے ساختگی کا احساس ہوا "تم خان کی عزت ہو اور خان کی عزت کیلئے کوئی بری نظر اٹھائے تو خان اسکا سر قلم کر دے گا"۔عائشہ کو وہ اس وقت سخت گیر بے رحم پٹھان لگا۔مزید ہراساں اسے اسکی بھوری آنکھوں میں سرخی سے کر دیا۔

وہ آنکھیں میچ گئی کہ اسے اپنے کان کے قریب اسکی سرد لہجے میں سرگوشی سنائی دی

"اگر ایک عورت پر خان کے نام کی مہر لگے گی تو یہ لکھ لو کہ اسکی سانسوں اسکی روح پر اسکے وجود پر تاحیات صرف خان کی مہر رہے گی اگر اسکے علاوہ کوئی اسکی طرف دیکھے یا خان کی عزت کسی کی طرف دیکھے تو اسے دوسرے پل اپنی سانسوں کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ خان سوچتا نہیں عمل کرتا ہے"۔

عائشہ کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اسے دیکھنے کی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔

"یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں خان"؟؟؟وہ آنکھیں کھولنے کی ہمت کرتی اسے دیکھنے لگی۔

"خان کہو گی تو خان کو ہی پاؤ گی مسز خان"۔وہ کہتا ہوا اسکی بالی پر اپنے لب رکھ گیا" تمہیں میرے لمس سے شناسائی نہیں "؟؟؟وہ اسکی آنکھوں پہ بوسہ دیتا اسکی گالوں کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔عائشہ اسکے تنگ ہوتے حصار میں کسمسائی ۔"مجھے لگا تھا آپ ہیں مینے محسوس کیا تھا آپکو پھر۔۔پھر آپکی پشت دیکھ کر ڈر گئی"۔۔ابتر سانسوں کے درمیان وہ بمشکل بول پائی۔"پر اب تمہیں یقین ہو جائے گا کہ تمہاری طرف صرف دانیال خان ہی دیکھ سکتا ہے اور اسے حق ہے!!اسکے علاوہ کوئی میلی نظریں اٹھائے تو خان اسکی آنکھیں نکال کر پاؤں تلے کچل دے"۔وہ سرد آواز میں بولا کہ دانیال کے منہ سے ایسی باتیں سن کر عائشہ سہم گئی

"پلیز ایسے تو نا بولیں مم۔۔مجھے ڈر لگتا ہے"!!وہ سراسیمہ ہو کر بولی۔

دانیال اسے دیکھتا مسکرا کر اسکی ٹھوڑی کو اونچا کرتا اسکے سرخ خشک لبوں پر جھک آیا اور شدت بھری جسارت کرتا اسکی کان کی لو کو اپنے ناک سے چھونے لگا کہ وہ رک رک کر چلتی سانسوں سے اسکی مونچھوں کی چبھن محسوس کرتی اس میں سمٹ گئی۔

پر وہ اسکی شدتیں برداشت نا پائی تو پھڑ پھڑا کر دور کھسک گئی۔

دانیال نے مسکراتے اسے لمبے لمبے سانس بھرتے دیکھا اور وہ اسکی نظروں کی تپش پر سہمی سرخ سی لرزتی کروٹ اسکی طرف سے بدل گئی۔

اپنے منہ زور ہوتے جزبات کی وجہ سے کچھ پل اسکے کانپتے سراپے کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے اٹھ کر دراز سے سگریٹ کا پیکٹ لائٹر اٹھائے روم سے نکل گیا اور لائونج میں آکر صوفے پر بیٹھتے سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائے روم کے دروازے کو دیکھتے آنکھیں موند گیا۔

*______________*______________*

فجر کے وقت تقویٰ نے اسے جگایا صائم نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"چلیں اٹھیں سائیں فریش ہو جائے اذانیں ہونے ہی والی ہیں"۔ صائم سر کر ہلا کر اٹھ بیٹھا۔

"سنو وہاں مجھے مسجد میں داخل تو ہونے دیں گے نا"؟؟ وہ سفید شلوار قمیض میں بالوں میں برش پھیر کر اسکے سامنے آیا۔

"کیوں نہیں داخل ہونے دیں گے وہ اللہ کا گھر ہے سب کو حق ہے اسکے سامنے سجدہ دینے کا اور آپ بے فکر ہو کر جائیں اللہ کے علاوہ کوئی آپکو نہیں جانتا نا ہی آپ کسی کو جانتے ہیں آپ اللہ سے رابطہ قائم کریں لوگ کچھ بھی کہیں اس سے آپکو کوئی غرض نا ہونا چاہیئے"۔ وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر بولی اور صائم نے سہمے سے دل سے سر ہلا یا۔
اسے ڈر تھا کہ ایسا نا ہو ساری زندگی اس سے شکوہ کیا ہے اسکے احکام سے عدولی کی ہے وہ اسے دھتکار نا دے اپنے در سے۔

"ہمت کریں سائیں اللہ رحمٰن رحیم ہے وہ معاف کرنے والا ہے تمہیں بھی معاف کرے گا"۔ وہ اسکے ہمت بڑھانے لگی اور صائم کی ڈھرکنیں شور مچانے لگی وہ ایک پل کو آنکھیں میچ کر گہرا سانس بھر کر پھر آنکھیں کھولتا اسکے ماتھے پر لب رکھ سر ہلانے لگا۔

"میں جارہاہوں تم اس سے میری سفارش کرنا کیا پتا تمہاری سفارش چل جائے"!!وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو تقویٰ اسکی معصومیت پر مسکرائی۔

"اس کے سامنے کسی کی سفارش نہیں چلتی وہ صرف دل دیکھتا ہے اور مجھے لگتا ہے تمہارا دل ہی اتنا پیارا ہے کہ تمہیں سفارش کی ضرورت نہیں پڑے گی"!۔

"تمہارا ظرف بہت وسیع ہے تقویٰ تم ایک بھٹکے گنہگار بندے کو مسجد کی راہ دیکھارہی ہو اللہ تمہیں بہت ثواب دے گا"۔۔ وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتا بولا اور جانے لگا۔

"مجھے بس میرا سائیں سیدھی اور نیک راہ پر چاہئے"۔وہ مسکرا کر بولی تو صائم رات کی اداسی کی نسبت اسکی پر سکون مسکراہٹ دیکھ کر خود بھی مسکرادیا۔

وہ مسجد کے قریب پہنچا اسے لگا اسکا دل پھٹ جائے گا وہ نظریں اٹھا نہیں پارہا تھا۔

اسکے نام سے اسنے جب سجدے میں سر جھکایا تو آنسوں صائم کی آنکھوں برس پڑیں۔
اسنے سر اٹھایا تو اسکا چہرا بھیگا تھا۔

"اے میرے مالک مجھے اس قابل بنا کہ جب بھی میری تقویٰ مجھے یاد کرے اپنی سوچوں میں تو اسکے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ آئے نا کہ وہ رو پڑے"!!

"وہ جب آج رات روئی تھی تو مجھے بہت درد ہوا تھا"۔

"مجھے اس قابل بنا کہ وہ فخر سے میرا نام لے سکے"۔

"اے میرے مالک اسے ڈھیر ساری خوشیاں نصیب کرنا اسکے لبوں سے کبھی مسکراہٹ الگ مت کرنا اسے ہمیشہ سہی نیک راہ پر چلانا اسے اسکے خوابوں میں کامیابی دینا اسے اتنی کامیابی دینا کہ کامیابی خود اسکے قدم چومے"۔ وہ روتا ہوا ہاتھ بلند کرکے سر جھکائے دعا مانگ رہا تھا۔

اور وہاں موجود نماز ادا کر کے سب آہستہ آہستہ جانے لگے تھے اور صائم کی آنکھوں سے ویسے ہی آنسوں برس کر اسکے دامن پر گر رہے تھے اور لبوں پر صرف تقویٰ کی ہی دعا تھی باقی کسی کی طلب نہیں تھی۔

"مجھے نہیں معلوم کس کس گناہ کی معاف دی جاتی ہے میں تو بہت برا ہوں اس در پر کھڑے رہنے کے لائق خود کو نہیں سمجھتا پر میری بیوی مجھے سمجھتی ہے اسے میری آنکھوں میں احساس گناہ دکھتا ہے اور وہ کہتی ہے کہ آپ معاف کرنے والے ہیں مجھے معاف کر دیں تا کہ وہ خوش ہو جائے میں وعدہ کرتا ہوں کبھی غلط کام نہیں کروں گا مجھے معافی دے دو"۔ وہ سسک رہا تھا اور سرگوشیوں میں اس سے مخاطب تھا۔

قرآن پاک کی تلاوت کرتا امام وقفے وقفے سے اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

بے شک بہت کم ایسے خوش نصیب نوجوان ہوتے ہیں جنکی آنکھوں سے احساس گناہ سے آنسوں نکل کر دامن بھگوتے ہیں

۔

____

تقویٰ اسکی سرخ نیلی آنکھوں کو دیکھ مسکرائی اور اسکے لئے ٹیبل پر ناشتہ لگانے لگی۔

"تو کیا سوچا پھر"؟؟ بلیک پینٹ نیلی شرٹ میں اسے تیار سا ٹیبل پر آتے دیکھ کر بولی۔

"کس بارے میں"؟؟ ناشتہ پروستے وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتا بولا۔
"بھول گئے سائیں میڈیکل میں آپکا لاسٹ ایر ہے اور میں چاہتی ہوں آپ مکمل کریں اسے"۔

"ہاں آج میں کسی اکیڈمی میں انٹرویو کیلیئے جارہاہوں واپس لوٹتے وقت بندوبست کرتا ہوں"۔ وہ مسکرا کر کہتا ناشتے پر جھک گیا تقویٰ بھی سر ہلاتی اسکے ساتھ بیٹھی ناشتہ کے بعد وہ اسے یونی چھوڑ کر خود انٹرویو کیلیئے چلا گیا۔

____

آج اسے سائرہ بیگم کا خیال کرتے تیسرا دن تھا وہ روز انہیں کے گھٹنوں اور کمر پر ڈاکٹر کی دی ہوئے تیل سے مساج کرتی تھی ۔

اسے ساحل کے آنے کے بعد کھانا دیکر شام کے سنہری سائے پھیلتے تو وہ انہیں لیکر ایک پارک میں آجاتی وہاں ساحل خوب مزے کرتا دوسرے بچوں کے ساتھ اور زریش سائرہ بیگم کو وہاں سنبھال کرواک کرواتی۔

ان تین دنوں میں انکی حالت میں اتنی بہتری آئی تھی صرف زریش کی وجہ سے کہ وہ اپنے پائوں کی انگلیوں کو حرکت دے سکتی تھی۔انہیں اپنی ٹانگوں میں جان محسوس ہوتی تھی۔
اور اس سب پر وہ زریش کو دعائیں دیتی نا تھکتی تھی۔

وہ ہارون کے آنے سے پہلے ہی وہاں سے چلی جاتی تھی دانیال کے ساتھ وہ کچھ جلدی آتا تو اسے بھی یہاں سے ساتھ لے جاتا۔۔

اور ہارون جب واپس لوٹتا تھکا سا تو اپنے بیٹے ماں کا خوشی سے کھلتا چہرا دیکھ کر گھر کو چمکتا دیکھ کر زریش کے احسانوں تلے دب جاتا۔

اور جب وہ اپنی ماں اور بیٹے کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرتا تو انکی باتوں میں صرف اسکا ذکر ہوتا۔

وہ مسکرا کر سنتا اور سر ہلا کر اپنے آفس کا کام کرنے لگ جاتا۔

تلخ زندگی اس پر اچانک سے مہربان ہونے لگی تھی۔

اور اسے ویران گھر کے کونوں میں کھنک سی محسوس ہوتی۔ اسکی ٹوٹی کانچ کی چوڑیاں جب کچن سے اتفاق سے ملتی تو وہ بے ساختہ اٹھائے انہیں دیکھتا۔

وہ بہت مشکور تھا اس نیک لڑکی کا جو بغیر کسی مفاد کے صرف انسانیت کے احساس تلے آکر اسکا گھر سنبھال جاتی تھی۔

بہت مشکل تھا اس دور میں کسی کا بھوج اٹھانا جس طرح وہ معصوم لڑکی اسکی ماں کا اٹھاتی تھی۔۔

وہ دانیال کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتا تھا جسکے بدلے میں وہ مکے جڑ دیتا اسے۔

پر یہ اسکا ماننا تھا کہ یہ لڑکی کسی پری سے کم نہیں تھی۔

جیسے اسکی ماں کی بچپن کی سنائی کہانی ہو اسے ایسا لگتا کئی پل وہ اسے سوچتا رہتا تو بے ساختہ ہی خود کو جھڑک دیتا۔

پر اسکے پاس دلیل ہوتی تھی کہ وہ اسے نہیں اسکے احسانوں کو یاد کرتا ہے۔۔
گھر کا بھوج اترا سر سے تو یہ خوف آگیا جب وہ چلی جائے گی تو کیا ہو گا۔
کیونکہ دانیال کو تو جانا تھا جلد ہی اپنے گاؤں، ہسپتال کی عمارت بنوانے۔
اور پھر وہ لڑکی بھی تو غیر شادی شدہ تھی ایک نا ایک دن تو وہ کسی کی ہمسفر بن جائے گی پھر۔

یہاں پر آکر ہارون شاہ کی سوچیں کا اختتام ہو جاتا۔۔

"شاہ چائے بنالائوں آپکے لئے"؟؟وہ اسے فریش ہو کر لائونج میں لیپ ٹاپ اٹھائے بیٹھتے دیکھ کر کچن سے نکلتی اسکے پاس آئی۔

"نہیں میں چائے نہیں پیتا"۔وہ نفی کرتا بولا۔

"اچھا پھر کافی"؟؟وہ اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتی بولی۔

حیدر نے ذراسی گرے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

ڈیڈ کی ڈیتھ کے بعد وہ معصوم سی لڑکی سے ایکدم بڑی ہو گئی تھی کہ اسکا سارا گھر سنبھالے بیٹھی تھی۔

"بنانی آتی ہے چیونٹی"؟؟وہ مسکرا کر بولا تو حجاب نے چیونٹی پر آنکھیں گھمائیں۔

"شاہ عمر میں آپ سے چھوٹی ضرور ہوں پر اب میں بڑی ہو گئی ہوں"۔حیدر نے سنتے آنکھیں گھمائیں۔

"یہ بچے کون تھے"؟؟وہ جب شام کو لوٹا تھا تو لان میں کھیلتے بچوں کو دیکھ کر حیران ہوا تھا جو اسے دیکھ کر بھاگ گئے تھے حیدر نے پہلے تو اگنور کر دیا پر اب بے مقصد ہی پوچھ بیٹھا۔

"وہ پروسیوں کے تھے ایسے ہی کھیلنے آ گئے تھے"۔اسکے بتانے پر حیدر سر ہلا گیا۔

"اچھا جاؤ بنالاؤ کافی"۔
حجاب سر ہلاتی چلی گئی اور وہ بے ساختہ نظروں کے اچانک سے اسکی پتلی کمر پر لہراتی ناگن چوٹی کو دیکھ کر نظریں چرا گیا۔

"اس چوٹی میں چڑیل تو خود لگ رہی ہے"۔ہنس کر بڑبڑاتے وہ کانوں میں ہینڈ فری لگا کر میٹنگ شروع ہونے پر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"شاہ"!!!حجاب کافی کا کپ پکڑے اسے ڈھونڈتی ڈرائنگ روم میں آئی تو اسے انگلش میں محو گفتگو پایا وہ خاموشی سے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتی مڑ گئی کہ ایک بار پھر لیپ ٹاپ کی سکرین سے حیدر کی نظریں ہٹ کر اس چوٹی پر گئی۔
اور تب تک ٹکی جب تک اسکا سرمئی آنچل ڈرائنگ روم کے دروازے سے غائب نہیں ہو گیا۔

"مسٹر شاہ"!!ہینڈ فری سے آتی امریکن کلائنٹس کی آواز پر اسنے نظریں لیپ ٹاپ سکرین پر ڈالی اور سر ہلا کر پھر سے میٹنگ میں مصروف ہو گیا۔

حجاب کی وجہ سے اسنے امریکہ میں اس میٹنگ میں جا کر شرکت سے انکار کرتے یہیں سے ہی اٹینڈ کر لی۔

اور اب وہ فارغ ہو کر باہر نکلا تو اسکی نظریں اس چیونٹیوں کی چڑیل کو ڈھونڈنے لگی۔
جو اسکے باپ کی نشانی کے طور پر اس کے پاس موجود تھی۔

اور اسے دیکھ کر ہی جیسے صبر محسوس ہوتا تھا ورنہ تو وہ بکھر جاتا۔

وہ باہر آیا تو اسے اسکی شرمیلی اور اسکے پارٹر شرمیلے سے کھیلتے پایا۔
شام کے سنہری سائے میں وہ خرگوشوں کے پیچھے اپنا سرمئی آنچل لہرا کر بھاگتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"سمائل کوئین"۔۔۔!!وہ مسکرا کر بڑبڑاتا واپس اندر مڑ گیا۔

"سنو ہاتھی"!!حجاب اسے جاتا دیکھ کر پکارنے لگی وہ تیوریاں اس نام پر سجا کر مڑا۔

"مسکراتے رہا کرو کھڑوس ہاتھی"۔وہ کہتی کھکھلا کر ہنسی

"کھڑوس ہاتھی"!!بڑبڑا کر وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی گاڑی گیٹ کے سامنے رکی تو گارڈ جھٹ سے گیٹ اوپن کیا اور وہ اندر لے کر آیا۔

پورچ میں گاڑی روکتے وہ کوٹ اور بریف کیس اٹھا کر باہر نکلا اور انہیں گاڑی کی چھت پر رکھتے اپنی آستینیں فولڈ کر رہا تھا کہ فضا میں کھنکدار قہقہہ گونجا۔

حیدر کو پہچانے میں دیر نہیں ہوئی۔

یہ تو اسکی چیوٹی کی کھکھلاہٹ تھی۔وہ متبسم ساپلٹا اور سامنے کچھ فاصلے پر لان کا منظر دیکھ کر اسکا تبسم مسکراہٹ میں تبدیل ہو گیا۔

سامنے ہی سرخ شلوار قمیض میں،شانوں پر لمباسا سفید دوپٹہ پھیلائے جو دونوں اطراف میں گاس کو چھو رہا تھا۔

آنکھوں پر بندھا سیاہ کپڑا شاید وہ کوئی گیم کھیل رہے تھے جو حیدر کو کافی انٹرسٹنگ لگی۔

وہ آنکھوں پر کپڑا باندھے آس پاس پروسیوں کے بچوں کو پکڑنے کی کوشش میں تھی اور وہ اسکے ہاتھ چھو کر کھکھلاتے دور ہو جاتے اور وہ جھنجھلا جاتی۔

حیدر کے قدم خودبخود اسکی طرف بڑھنے لگے اور اسکی مبہوت سی نظریں اسکے بچوں پر جھپٹنے سے لہراتی اسکی سیاہ چوٹی پر آجاتی۔

یہ کیسی کشش تھی کہ سارادن آفس میں بھی اسکی نظروں میں سرمئی آنچل اور پتلی سی نازک کمر پر لہراتی سیاہ چوٹی گھومتی رہی کہ اسکو بے سکون کیے رکھا۔

اب پھر وہ ہرے گاس پر نازک چھوٹے سے سرخ سپید پائوں رکھتی سرخ کپڑوں میں ہرے گاس پر سرخ گلاب کی طرح مہک رہی تھی کہ اسکی نظروں میں تپش پیدا کر دی۔

اسکی آنکھوں میں بے خود استحقاق کے جذبے پیدا ہونے لگے۔

بچوں نے جب اسے دیکھا تو بھاگنے لگے اور حیدر نے انہیں روکنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

"کہاں گئے سب کے سب"؟؟؟ وہ چلتا مسکراتا کچھ فاصلے پر رکا اور بغور اسے دیکھنے لگا۔
یہ اسی کے نظروں کی تپش کی مہربانی تھی کہ وہ جھنجھلا اٹھی۔

"دیکھو مجھے گھور کر مت دیکھو اتنی دیر سے پکڑ رہی ہوں اب کوئی شرافت سے آگے آئے ورنہ میں پٹی آنکھوں سے ہٹاؤں گی تو اچھا نہیں ہو گا"۔ وہ بھنا کر بولی۔
حیدر نے مسکراتے لب دبا لیے اور اسے ہلتے سرخ لبوں کو دیکھنے لگا۔

"منحوس جواب تو دو گھٹا کھا لیا ہے کیا"؟؟ اکی بار وہ اسکے لفظوں کے طرز انتخاب پر حیران ہوا۔

"میں پکڑ رہی پھر دیکھنا کیا حال کرتی ہوں تم سب کا"!! وہ کہتی ہاتھ بڑھا کر انہیں پکڑنے کیلئے آگے بڑھی۔
حیدر مسکراتے اس چیونٹی کی پہنچ سے دور ہو گیا۔

جس پر وہ ناکام ہوتی اپنے ہاتھ پر ہلکا سا مکہ مار کر رہ گئی۔ "تم سب چاہتے ہو میں ہار مان لوں تو کھڑوس ہاتھی کے پروسیوں میں کبھی ہار نہیں مانتی سید حجاب شاہ ہوں جس کے ڈکشنری میں ہام نام کا لفظ نہیں"!! وہ اپنے کالر والی سرخ قمیض کے کالر کو جھٹکتی گردن اکڑا گئی۔

اسکے بھونگے دعوے پر حیدر نے اپنی گرے آنکھیں گھمائیں۔

وہ ایکدم ہی آگے بڑھی کہ حیدر بھی اسی برقی سے پیچھے ہوا۔ اور اس حرکت پر اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لب پھیلے۔ اور اسکی نظریں ان سرخ نازک سے لبوں پر گئی جہاں وہ اپنے دانتوں تلے دبائے غصے کے مارے سرخ چہرے سے بے رحم بنی کھڑی تھی۔

حیدر کے قدم جیسے اسکی حرکت پر ڈگمگائے۔
اسنے بے ساختہ اس سے نظریں پھیریں اور آس پاس کو دیکھنے لگا۔ دماغ میں شدت بھری سوچ اٹھی کہ اسے کوئی اس حرکت میں دیکھ نا لے۔ پر وہاں کسی کو ناپا کر اسکے اعصاب پر سکون ہوئے۔
اور اسنے گہری نظروں سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ایک دم آہستہ سے قدم اٹھاتے اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

اس آہٹ پر حجاب کے کان بھی کھڑے ہوئے اور ابھی وہ کوئی ایکشن لیتی اس سے پہلے ہی حیدر نے مسکراتے اپنے دونوں بازو اسکی نازک پتلی سی کمر میں ڈالے اور اسے کھینچ کر اوپر اٹھاتے گول گول گھومنے لگا۔

اس اچانک سے حملے پر حجاب کی دل دہلا دینے والی چیخ فضا میں بلند ہوئی اور وہ خود کو زمین سے اوپر گول گول گھومتا پا کر چیخیں مارنے لگی۔ "آآآآ۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔!!! چھوڑو مجھے ہاتھی کہیں کے" وہ چیختی پھڑ پھڑاتی آگے بندھے اسکے بازو پر مکے برسانے لگی۔ نتیجتاً حیدر نے قہقہہ لگاتے اپنی سپیڈ مزید بڑھا دی۔

کہ خوف سے سپید پڑتی حجاب اپنی آنکھوں سے پٹی اتار کر اب سارے لان کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتا دیکھتی خود وحشتزدہ ہوگئی کہ اسکا سر بڑی طرح گھوم رہا تھا۔

ہہ۔۔۔ہاتھی مم۔۔۔مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے"۔۔وہ ہکلا کر بولی اور اپنے گرد بندھے حیدر کے بازو کو مضبوطی سے تھام کر آنکھیں میچلیں اور حیدر کو بھی شاید اسکی حالت پر ترس آگیا تبھی ایکدم سے گہرا سانس بھرتے اسکے ہوا میں بلند پائوں کو زمین پر ٹھنڈی گاس پر رکھے۔حجاب لہرا کر گرتی کہ اس سے پہلے ہی حیدر نے اسے تھام لیا۔

"ہاہاہاہالو گئی بھینس پانی میں"!!!!اسکی شاندار حالت پر اسکا بلند بانگ قہقہہ پورے لان میں گونجا۔
"مم۔۔۔میرا سر بری طرح گھوم رہا ہے جیسے پھٹ جائے گا ہاتھی"!!!۔وہ کہتی آخر میں خود پر بھینس سن کر چیخی۔

"آہ!!!سید حجاب شاہ کی حالت!چہ چہ افسوس کا مقام ہے"۔۔وہ کچھ دیر پہلے اسکی حالت کے برعکس اب اسکی حالت دیکھ کر افسوس کرنے لگا۔
کہ حجاب نے گھما کر اپنے چھوٹے سے ہاتھ کا مکا اسکے سینے پر مارا کہ حیدر سچ مچ ہڑبڑا گیا۔

اب وہ اس سے دور ہو کر اسکے آہ کرنے پر کھکھلائی۔

اور حیدر اسکے دوپٹے کے سرک جانے پر اسکے دلکش کمسن سراپے کو دیکھتے ایکدم آگے بڑھا کہ حجاب گھبرا گئی۔
وہ پیچھے ہٹنے لگی اسکے تیور دیکھ کر اور اسکے ارادے کو سمجھتے حیدر نے اپنے مضبوط ہاتھ میں اسکی چوٹی کو پکڑ لیا۔

وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی اور حیدر نے دوسرا ہاتھ اسکی کمر پر ٹکا کر اسے گھماتے گھر کی طرف اپنی چوڑی پھیلی پیٹھ کر دی۔

حجاب اچانک اسکے لمس پر مچل اٹھی اور آنکھیں پھیلا کر اسکی گرے سرخ ہوتی نظروں کو دیکھتی پیچھے ہونے کیلیئے مچل گئی کہ اسکی مضبوط انگلیاں حجاب کی کمر میں چبھ گئی اور چوٹی پر اسکی پکڑ مضبوط ہو گئی۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ہہ۔۔ہاتھی "!!وہ اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ پر کسمسا گئی۔

"تم نادان تو نہیں ہو "!!حیدر نے گھمبیر بھاری آواز میں کہتے اسکی پیٹھ پر انگلیاں رکھیں اور ان پر کچھ دبائو دیتے حجاب کو اپنے سینے سے لگا دیا کہ اسکی معصوم دھڑکنوں کو منتشر کر دیا۔

وہ لرزتی پلکوں سے نظریں جھکا کر خشک حلق سے آس پاس کو دیکھنے لگی۔

آسمان پر سیاہی کے لپٹنے پر موسم میں کھنک پیدا ہوتی ہر طرف اندھیرا پھیلا رہی تھی اور اس خوبصورت لمحے میں وہ اسکے حصار میں قید کھڑی تھی۔

اسکی انگلیاں جب سارا فاصلہ طے کر کے گردن تک پہنچی تو وہ سمٹ گئی اور بگڑے تنفس لے سانس پھولی سانسوں سے التجا کرتی نظروں سے ان آنکھوں میں دیکھنے لگی جو کچھ بھی سمجھنے کیلیئے تیار نہیں تھی۔

اپنی گردن پر اسکی انگلی کا دہکتا لمس اپنی شہ رگ پر سرسراہٹ کی طرح محسوس کرتے اسکی ٹانگیں بے جان ہو گئی اور وہ لڑکھڑا جاتی کہ ایک بار پھر اسکی کمر میں اسکا بازو آ گیا اور اسے سنبھالتے اپنے حصار میں لیکر کھڑا رہ گیا۔

"مم۔۔۔میں کھانا بنانے جاتی ہوں "!!وہ ہمت کر کے اس سے دور ہونے کو مچلتی بے بسی سے بولی۔

"آج میں کھانا نا کھائوں تو"؟؟وہ سرگوشی میں بولا جس پر حجاب اسے سے کترانے کی کوشش میں یہاں وہاں دیکھتی شام کو رات کی سیاہ سائے میں ڈھلتے دیکھ کر مچلی۔

"آپ نا کھائی کیونکہ آپ تو ہاتھی ہیں نا آپ یہیں گاس کھالیں مجھے جانے دیں"۔وہ رونے جیسی ہوگئی۔

"اور اگر تمہیں بھی کھانے نا دوں تو"؟؟حجاب نے حیرت سے نظریں اٹھائیں اور حیدر نے ان بھیگی آنکھوں میں دیکھا تو ٹھٹھک کر رہا گیا۔

"شاہ پلیز"!!وہ اس سب کیلئے اچانک سے تیار نہیں تھی اسلئے اسے پیچھے دھکا دیکر وہاں سے بھاگ نکلی۔
سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم میں جانے کے بجائے ساتھ والے روم میں بند ہوگئی۔
گھر میں کسی کے نا ہونے پر اسے پتا نہیں کیوں آج اس ہاتھی سے ڈر لگنے لگا اور بیڈ پر بیٹھ کر اپنی چوٹی کو پکڑ کر دیکھنے لگی جہاں اسکی انگلیوں کی تڑپ اسے لان میں محسوس ہوئی تھی جیسے وہ اسکی چوٹی کو فریب محسوس کر رہا تھا۔

اسکی آنکھوں میں اچانک سے خمار نے اسے سہما دیا تھا۔

کُک کی حالت ٹھیک نہیں تھی اسلئے وہ چھٹی پر تھا اور ملازم پانچ بجے ہی رخصت ہوجاتے تھے اب وہ اتنے بڑے گھر میں اسکے ساتھ خود کو اکیلا تصور کرتی کانپ رہی تھی۔

"میں کیسے خود کو آپکے سپرد کروں شاہ ایک بار بھی تو مجھے بیوی کا احساس نہیں دلایا ہمیشہ کھوئے رہتے ہیں۔ میں جیسے آپکے پاس ہو کر بھی نہیں ہوں"۔

"سگریٹ پی کر اپنی بے چینیاں ختم کرتے ہیں رات رات جاگ کر گذراتے ہیں میرے ایک بار زبردستی کے بندھن قائم کرنے سے روکنے پر پلٹ کر نہیں دیکھا،، پھر اچانک مجھ سے کیسی امید رکھ رہے ہیں کہ آپ جب چاہیں گے میں حاضر ہو جائوں گی؟؟ نہیں کبھی نہیں جب تک آپکی آنکھوں سے وہ فریب کا خمار نہیں اترتا میں تب تک خود کے پاس بھٹکنے نہیں دوں گی آپکو"۔۔ آنسوں کو صاف کرتی وہ اپنے ہولے ہولے لرزتے وجود کے گرد بازو باندھ گئی۔

اسکے اچانک سے بھاگ جانے پر حیدر اپنے خالی ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ کر مڑا اور خود سے دور جاتی حجاب کو دیکھ کر لب دبا گیا۔

نرم ریشی ناگ جیسی چوٹی کا لمس اپنی ہتھیلی سے سرکتا محسوس کرتے اسنے گہر اسانس خارج کرتے اپنے روم کی بالکنی کی طرف دیکھا۔

اسکے ہاتھ سے جیسے ریشم سرک گیا ہو۔

وہ اسے محسوس کرتا کتنا پرسکون تھا اور اب اسکے یوں ہاتھوں سے سرک جانے پے بے چین بے کل ہو گیا۔

اسنے کچھ فاصلے پر پڑے اسکے سفید دوپٹے کو گاس پر بچھا پا کر آگے بڑھتے جھک کر مٹھی میں اٹھایا اور مسکراتی گرے آنکھوں کے سامنے کرتا اس سفیدی میں اسکا عکس ڈھونڈنے پر دو سیاہ پھیلی التجا کرتی آنکھوں کو دیکھتے مسکرا کر رہ گیا۔

"بھاگ رہی ہو چیونٹی"!!دوپٹے کو لبوں کے قریب کرتے اسے چھو کر محسوس کرنا چاہتا تھا کہ سر جھٹک کر اسے گردن میں مفلر کی طرح ڈال لیا۔

اور روم میں جا کر اس چیونٹی کی حالت دیکھنا چاہتا تھا اپنی پہلی قربت پر سوچ کر مسکراتا بریف کیس اور کوٹ اٹھائے آگے بڑھ گیا۔

گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا وہ آگے بڑھتا مسکراہٹ دبا کر روم کا دروازہ کھولے اندر داخل ہو کر اسے ڈھونڈنے کیلئے نظریں گھمانے لگا پر وہاں بھی وہ نہیں تھی۔

"حجاب"!!اسنے پکار کر باتھ روم کا دروازہ ناک کیا پر وہاں بھی سناٹا محسوس ہوا تو کھول کر دیکھا اندر کوئی نہیں تھا اسنے پریشان ہو کر پورے روم کو دیکھا۔
اسٹڈی روم ڈریسنگ روم بالکنی صوفے کے پیچھے بیڈ کے نیچے پر سارے روم۔میں اسے ناپا کر وہ بالوں میں ہاتھ گھماتا باہر آیا کہ ساتھ والے روم کو لاک دیکھ کر سمجھ گیا کہ اندر بیٹھی ہے۔

"حجاب"!!اسنے دروازہ ناک کیا تو بیڈ پر بیٹھی حجاب اپنے نام کی پکار پر آنکھیں میچ کر ابتر دھڑکنوں سے سینے میں کشن بھینچ کر رہ گئی۔

"کھانا نہیں بنانا"؟؟ وہ دروازے سے ٹک لگا کر اسکے دوپٹے کو دیکھتا بولا بے ساختہ ہی اسے ناک کے قریب کرتے گہرا سانس بھرا۔

روح میں جیسے ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔

"آپکو کیا ہے بنالوں گی"۔ وہ جھڑک کر بولی۔

حیدر قہقہہ لگا اٹھا۔

"ڈر رہی ہو"؟؟ شرارت سے پوچھتے پاس رکھی خوبصورت سی ٹیبل کے دراز کو آہستہ سے کھولتے وہاں سے دوسری کیز روم کی نکالیں اور آنکھوں کے سامنے لہراتے کھل کر ہنسا۔

"ڈرے گی میری جوتی"!! وہ دروازے کے لاک کو گھورتی بولی کہ اچانک ہی کھٹکے سے دروازہ کھلا اور اسکا اوپری سانس اوپر ہی رہ گیا اور نیچے کا نیچے۔

وہاں سے نمودار ہوتے حیدر شاہ کی گرے چمکدار آنکھوں کو دیکھتے اسکی روح تک کپکپا کر رہ گئی۔

"کیا مسئلہ ہے آپکو"!! وہ ناگواری سے کہتی اسے گھورنے لگی جس کے گردن میں اسکا دوپٹہ مفلر کی طرح لٹک رہا تھا۔

"ابھی بتائوں یا کھانے کے بعد؟؟ آج تمنے مجھے کافی بھی نہیں دی"!! حجاب کانپتی اسکے قدموں کو اندر دیکھ کر بیڈ کے دوسری طرف اتر کر کھڑی ہو گئی۔

آج اسکے تیور دیکھ کر اسے احساس ہو رہا تھا وہ نہیں بچے گی۔

حجاب حلق تر کرتی آگے بڑھی۔

"میرا دوپٹہ دیں"۔وہ آگے ہاتھ بڑھاتی اسکی گردن سے دوپٹہ نکالنے لگی کہ حیدر نے ایکدم اسکی نازک کمر میں دونوں بازو باندھ کر اسے اوپر اٹھالیا۔

"شاہ"!!وہ مچل اٹھی پر حیدر اسکی مزہمت کی پرواہ کیے بغیر اس ریشم سراپے کو محسوس کرتا اس پر بے خود ہو کر جھکنے لگا۔

"تقویٰ"!!وہ گھبرائی سی اسکے چوڑے شانوں کو تھامے بروقت بول پائی تھی۔اس وقت اس لمحے میں اس نام پر حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا۔
اور اسکی گرے سرخ آنکھوں کے سامنے دو بھیگی بھوری آنکھیں گھوم گئی۔

اسکی پکڑ خود بخود حجاب پر کمزور پڑ گئی۔
حجاب کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے "کچھ نہیں تھا کوئی اسکا احساس نہیں تھا اسکی طلب تھی صرف طلب ورنہ وہ نام پر اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرتا نا ہی ٹھٹھک کر رک جاتا"۔۔

"مجھے اپنے کمزور لمحے کا حصہ مت بنائیں حیدر شاہ!!میں بھی انسان ہوں میرے پاس بھی دل ہے! آپ اپنے دل میں اس ساحرہ کو بسائے بیٹھے ہیں تو مجھے کیوں صرف اپنی طلب کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ آنکھوں میں استحقاق کی تہہ جما کر فریب کا کھیل مت کھیلیں!!میں آپکی بیوی ہوں بھلے ہی آپنے مجھے وہ مقام نہیں دیا پر پھر بھی اس پاک رشتے میں اتنی طاقت ضرور ہے کہ آپکو سمجھ سکوں"۔ وہ روتی ہوئی کہتی اسکے گلے سے جھپٹ کر دوپٹہ نکالتی ایک غصے بھری نظر ڈالکر وہاں سے بھاگ گئی۔

اور کچن میں آکر گھٹ گھٹ کر روتی جب دل کا درد ہلکا ہوا تو واش بیسن پر جھک کر منہ پر پانی کی چھینٹیں مار کر ڈنر بنانے کی تیار کرنے لگی۔

سونے کے جھولے میں ضرور جھولی تھی پر ایک لڑکی ہونے کی وجہ سے اسکی ماں نے اس میں ہر خوبی بہت سنوار کر اسکی عادتوں میں شامل کی تھی کہ اپنے بچپنے کے ساتھ وہ ایک سنجیدہ لڑکی بھی تھی۔
حالت کے حساب سے اس میں عورت کے چلنے سے ہر روپ شامل تھا۔
اسنے سوچ لیا تھا جس طرح اسکی دھڑکنیں مخلص ہو کر اسکے نام سے دھڑکتی ہیں ویسے ہی اسے بھی اسکا احساس ہونا چاہیے ناکہ ایک نام ہی اسے بیوی کی قربت میں کمزور کر دے۔

وہ کھانا بنا کر ٹیبل پر لگاتی اپنی چیئر سنبھال کر بیٹھی کہ سامنے سے وہ بھی آتا نظر آیا۔
گرے آنکھوں کے ہم رنگ شلوار قمیض میں آستینیں فولڈ کیے وہ اپنی چیئر کھسکا کر اسکے سامنے بیٹھا۔
وہ اٹھ کر اسکی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔
دونوں کے چہرے سپاٹ تھے۔

ابھی وہ کھانا کھا ہی رہے تھے کہ ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بج اٹھا حجاب سرسری سا دیکھ کر پھر سے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی اور حیدر نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا موبائل اوکے کر کے کان سے لگا گیا۔

کچھ دیر ہوں ہاں کے بعد وہ کال ڈسکنیکٹ کر کے رکھ کر واپس کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

"سنو مجھے ذرا ایک کام سے جانا ہے کچھ ہی دیر میں لوٹ آئوں گا تمہیں ڈر تو نہیں لگے گا"؟؟ وہ کچن کی دہلیز پر کھڑا اکلائی میں گھڑی باندھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

حجاب نے اسکے لبوں میں دبے سگریٹ کو دیکھا جو وقفے وقفے سے دھواں فضا میں خارج کر رہا تھا۔

"نہیں"!! وہ نفی کرتی واپس برتنوں کی جانب متوجہ ہو گئی۔
حیدر نے سگریٹ لبوں سے نکال کر اسے دیکھا اور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عموماً گھر کا سارا کام ملازم کرتے تھے وہ صرف ان پر نظر رکھتی تھی۔ آج مجبوری کی وجہ سے وہ کر رہی تھی۔
ویسے کرتی بھی کیوں نا اسکا اپنا گھر تھا اسکی ماں روز کال کر کے اسے نصیحتیں کرتی رہتی تھی۔
خاص کر کے اسے حیدر کو ٹائم دینے اور شرمیلی سے دور رہنے کا کہتی تھی۔
اس دشمن جان کے بارے میں سوچتی وہ کچن کا کام نمٹا کر باہر نکلی اور اس سناٹے زدہ گھر کو دیکھتی اس میں حامد صاحب کے قہقہوں کی آواز محسوس کرتی بھیگی آنکھوں سے لان میں آ گئی۔

حامد صاحب کے سجائے ریبٹ ہاؤس سے اپنی شرمیلی گود میں اٹھا کر پول کے قریب آئی کچھ دیر آسمان پر چمکتے چاند کو اس نیلے پانی میں اسکے عکس کو دیکھتی شرمیلی کے سر پر ٹھوڑی ٹکا کر آہستہ سے نیچے بیٹھ گئی اور پانی میں اپنی پائوں اتار کر فرش پر لیٹ گئی۔

اس پائوں پانی میں جھول رہے تھے وہ ٹھنڈے یخ فرش پر لیٹی آسمان پہ چاند کو دیکھ رہی تھی۔ آنسوں اسکی سیاہ آنکھوں سے بہہ رہے تھے خرگوش اپنی مالکن کو روتا دیکھ کر خاموش خود بھی لیٹ گئی۔
اب دونوں کی آنکھیں آسمان پر ٹکی ہوئی تھی۔
حجاب سیاہ آسمان پر چمکتے چاند میں اس کھڑوس بے حس شہزادے کا عکس دیکھ رہی تھی۔اور شرمیلی اسے کے آغوش میں کسی بچی کی طرح پڑی ہوئی تھی۔

دونوں کی آنکھیں اس سحر انگیز ماحول میں ناجانے کب لگی کہ انہیں احساس ناہوا۔
حیدر جب اپنا کام نمٹا کر لوٹا تو گھر میں اسے ناپا کر گھبرا گیا۔
اسنے گارڈ سے پوچھا کہ وہ باہر گئی جس پر اسنے انکار کیا تو اسے سکون ہوا کہ ہے گھر میں ہی پر کہاں۔
اور وہ سارے گھر کو ڈھونڈتے جب ٹیرس پر آیا اور وہاں سے پول کے قریب چاند کی سنہری روشنی میں سرخ جوڑے میں اسے پول کے قریب سوتے پایا کہ کئی لمحے مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔

اس دل کیا پاس رکھے گملے سے گلاب کی پتیاں اس پر نچھاور کرے پر وہ اس سے بہت دور تھی ہو سکتا تھا وہ پتیاں اڑ جاتی اور اس پر پہنچ ناپاتی۔

جیسے اسکا سفید دوپٹہ ہوا میں لہرا کر اسے مجسمہ بنائے رکھا ہوا تھا۔

وہ گھر سے نکل کر لان میں آیا اور چلتا جب پول کے قریب پہنچا تو اسکی آہٹ پر خرگوش اسکے آغوش سے نکلتا اسکے پائوں میں آ گیا۔

حیدر نے مسکراتے جھک کر اسے اٹھا لیا اور خوبصورت سی اپنی بیٹی کے گالوں پر کس کر دیا۔

"شکریہ میری شہزادی کے پاس رہنے کیلیئے"۔ وہ اسکے بڑے سے کان میں سرگوشی کرتا ایک کس کر کے اسے نیچے اتار دیا کہ وہ بھاگتی خوشی سے جھومتی سامنے اپنے بیٹھے دوستوں کے ساتھ چھوٹے سے خوبصورت گھر میں چلی گئی۔

اور مسکراتے اس سے نظریں ہٹا کر حیدر نے نیچے دیکھا اور آہستہ سے اسکے پاس بیٹھ گیا۔

اسکے معصوم چہرے کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے اپنے ہاتھ بڑھایا اور اسکی پھولی رخسار کو چھوا۔

"بہت خطرناک چیونٹی ہو"۔ بڑبڑا کر اسکے ٹھنڈے یخ ہوتے وجود کو بانہوں میں بھر کر اٹھایا اور وہاں سے لے جانے لگا۔

سیڑھیاں چڑھتے وہ پائوں سے دروازہ دھکیل کر اندر آیا اور اسے بیڈ پر لیٹا کر جھکتے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

تولیہ اٹھا کر اسکی بھیگی ٹانگیں پائوں کو پونچھ کر تولیہ گلے میں ڈالتے اسکے اوپر کمفرٹر درست کیا۔

اور بعد میں تولیہ ہینگ کرتے کلائی سے گھڑی نکال کر موبائل سگریٹ کا پیکٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے خود دوسری طرف آ کر لیٹ گیا۔

"میں بہت جلد تمہیں ایک نئے احساس سے خود میں سمیٹ لوں گا مسز حیدر شاہ اور سارے فاصلے بھی مٹا دوں گا کہ تم میری ہونے پر ناز کرو گی"!! وہ جھک کر اسکے کان کے لو پر لب رکھتا سرگوشی میں کہتا کروٹ بدل گیا۔

حجاب نے آنکھیں کھول کر اسکی پشت کو دیکھا اور اسکا کانپتا چھوٹا سا ہاتھ اپنے دھڑکتے دل کے مقام پر آیا۔

____

"دانی"!!!۔۔۔زریش اسے پھٹی شرٹ کے ساتھ باہر ٹیبل پر پائوں رکھے سر صوفے ٹکائے دیکھ کر ہڑبڑا کر بولی۔

وہ وہاں سے اپنی چادر اٹھانے آئی تھی کہ اسے یوں اس حال میں دیکھ کر ہنسی کنٹرول کرتی بولی۔

"ہوں!!"اسکی دوسری بار آواز دینے پر وہ آنکھیں کھولتا زر کو دیکھ کر حیران ہوتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"اندر جا کر سو اس حال میں اماں اپنے بھتیجے کو دیکھے گی تو خواہ مخواہ اس بیچاری کی شامت آجائے گی"۔وہ کہتی چادر اٹھانے لگی کہ دانیال مسکراتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے میں اسے بہت معصوم سمجھتی تھی"!!وہ ہنستی بولی دانیال کے دماغ کے پردوں پر رات کا منظر چلنے لگا وہ کھل کر ہنسا۔

"اور میں اسے بہادر"!وہ مسکراتا اندر بڑھ گیا۔

زر مسکراتی رہ گئی۔

دانیال روم میں آیا تو اسے نماز پڑھتے دیکھ کر خود کپڑے چینج کرتا سے وہاں سے نکلا۔

نماز کے بعد وہ جب گھر لوٹا تو اسے تلاوت کے بعد پھر سے سونے کی تیاری میں دیکھا۔

"خان اپنی موبائل تو دیں"!!عائشہ نے کچھ سوچتے کہا جس پر دانیال نے سائیڈ ٹیبل کی جانب اشارہ کیا وہ سر ہلاتی اٹھا کر کمفرٹر میں گھس گئی اور دانیال اسے الجھ کر دیکھتا اپنے پریس کیے رکھے کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں چلا گیا۔

"خان آپکا والٹ کہاں ہے"۔۔وہ کنفرٹر سے نکل کر بولی دانیال آستینوں کے کف چڑھائے اسکے پاس آیا اور سائیڈ ٹیبل سے والٹ اٹھا کر اسکے حوالے کیا مطلب صرف کمفرٹر میں اسکی کروائی دیکھنی تھی پر وہ جھپٹ کر اندر لے گئی اور وہ گھورتا رہ گیا۔

وہ سرسری سا دروازے کی طرف دیکھتا ناشتہ کرنے لگا اور ساحل کی باتوں پر بھی مسکرا رہا تھا جو زریش کے پاس بیٹھا اس سے اپنی اسکول کی باتیں شیئر کر رہا تھا۔

وہ روز شام کو اسے اپنے ساتھ لے آتی تھی۔
اور اس وقت بھی وہ فل اسکول کیلیئے تیار انکے ساتھ ناشتہ کر رہا تھا۔

"آپی اب میرے ٹفن کی سب تعریف کرتے ہیں اور زیادہ لانے کا کہتے ہیں"!!وہ خوشی خوشی سے اپنے دوستوں کی خواہش اسکے گوش گذرانے لگا۔
پھوپھو اسکی چالاکی پر مسکرائی۔
اور زریش اسکے گالوں پر کس کرتی ہنسی۔

"آپی نے آج پہلے ہی بہت بڑا والا ٹفن ریڈی کیا ہے ساحل کیلئے جلدی سے کھانا فنش کرو پھر دیکھاتی ہوں"!!زر مسکراتی بولی اور وہ خوشی خوشی کھانا کھانے لگا۔

دانیال پیچھے آہٹ پا کر گردن موڑے دیکھنے لگا اور اسے دیکھ کر اسکے لب پھیلے۔

"ہاں ساحل صبح صبح اٹھ کر مینے تمہارے لئے۔۔۔ آآآآ۔۔۔!!وہ ابھی بات مکمل کرتی کہ دوپٹے کے پائوں میں الجھنے سے وہ چیختی منہ کے بل کرتی اس سے پہلے ہی دانیال اپنے ہاتھ میں جوس کا گلاس پھنک کر بھاگتا اٹھا اور کسی متاع جان کی طرح اسے اپنی بانہوں میں سنبھالا۔

دونوں کے دل خوف سے دھڑک رہے اور دانیال گھبر ایا اسے بے یقینی نظروں سے دیکھتا آپنے آپ کو احساس دلا رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے اسے کچھ نہیں ہوا۔

"خان"!!!وہ خوفزدہ سی روتی ہوئی اس سے لپٹ گئ۔

پھوپھو زر کا بھی رنگ پھک تھا۔

پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ وہ ٹھیک تھی اور دانیال نے اسے گرنے سے پہلے بچا لیا تھا۔

"سنبھال کر چلتی نہیں آج کچھ ہو جاتا تو" پھوپھو اسے دانیال سے الگ کرتی اپنے سینے سے لگا کہ چپ کروانے لگی۔

انکا دل خود جیسے کسی نے نوچ لیا تھا۔

اسنے بیٹی کہا نہیں بیٹی مانا بھی تھا وقتی ناراضگی صدمہ تھا پر اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بھتیجے کی بیوی اسکے بچے کی ماں کے حیثیت سے دیکھ کر انکا دل خوش ہو جاتا ہاں وہ اظہار نہیں کرتی تھی صرف اپنی بیٹی کی ویران زندگی دیکھ کر پر اسکے لئے دعائیں ضرور کرتی نمازوں میں۔

"اماں"۔۔۔!!وہ سسکتی خوف سے پکارنے لگی۔

آج وہ گر جاتی اسکا بچہ۔۔۔

اس سے آگے وہ سوچ نہیں پا رہی تھی۔

"بس بس کچھ نہیں ہوا اللہ اچھا کرتا ہے اسنے تجھے کچھ نہیں ہونے دیا وہ تیرے ساتھ ہے رومت"!!!پھوپھو اسکی لرزتی حالت دیکھ کر اسکی پیٹھ سہلاتی اپنے ساتھ لیکر چیئر پر بیٹھایا۔

دانیال زمین سے والٹ اور موبائل اٹھا کر وہیں آکر بیٹھا۔

زر پریشان سی اسکے بھیگے چہرے کو دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد پھوپھو کے پیار محبت پر وہ چپ کر گئی۔اور ناشتہ کے بعد اپنے روم میں چلی گئی تو دانیال بھی اسکے پیچھے آیا اور اسکے پاس بیڈ پر بیٹھا۔

"آج کچھ ہو جاتا تو خان"!!!وہ سپید رنگت کے ساتھ سوچتی بڑبڑائی۔

"کچھ نہیں ہوتا"۔۔وہ اسکے سر پر بوسہ دیتا اسے سینے سے لگا گیا۔

دونوں کے دھڑکنیں ابھی بھی منتشر تھی وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔دانیال بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسکی ناک پر لب رکھ گیا۔

"کچھ نہیں ہوا ڈرو نہیں"!!!اسکے آنسوں لبوں سے چن کر بولا اور عائشہ سر ہلا گئی۔

کچھ دیر بعد ساحل کو ہارون لیکر چلا گیا اور دانیال اسے بھلا پھسلا کر ریلیکس کرتا اپنا بریف کیس اور کوٹ اٹھا کر ایک بار پھر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے اپنا خیال رکھنے کا کہتے چلا گیا۔

____

وہ غصے سے بھرا گاڑی ڈرائیو کرتا گھر میں داخل ہوا۔

اور باہر نکل کر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا لائونج میں آیا کہ اسکی نظریں سامنے ڈائننگ ٹیبل کے اس خوبصورت منظر پر ٹھٹھک کر رک گئی۔

زریش مسکراتی سائرہ بیگم اور ساحل کے ساتھ کھانا کھاتی ان سے باتوں میں مشغول تھی کہ نظروں کی تپش پر سائری بیگم کی بات پر ہنستے سر اٹھا سامنے دیکھا پر سامنے والی کی ساکت نظروں سے جب اسکی نظریں ٹکرائیں اسکا دل گھبرا گیا۔۔

منہ کی طرف جاتا ہوا نوالہ پلیٹ میں گر گیا بو کھلا کر اسنے دوپٹہ درست کرنے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا پر وہاں سے دوپٹہ غائب دیکھ کر اسکی دھڑکنیں ساکت ہو گئی جیسے۔

کالے بالوں کی لٹیں اسکے چہرے پر گری اسکے سرخ رخساروں پر جھول رہی تھی۔
سرمئی آنکھوں میں ناگواری اسکی ہارٹ بیٹ مس کر گئی سرخ پنکھڑیوں جیسے لب آپس میں بھینچ کر اسکا سکون چھین گئے۔

زر نے جلدی سے پیچھے سر کا دوپٹہ اٹھایا اور سر پر ڈالکر آدھا چہرا اسکی آڑ میں چھپا لیا۔
اسکے پردے کی ادا ہارون شاہ کا قرار لوٹ گئی۔

اور اس اچانک سے حملے کا اسے اندازہ بھی نہیں ہو پایا تھا کہ ان سرمئی نین کٹوروں نے کیا جادو کر دیا ہے اس پر وہ تو بے خود سا اسے دیکھتا گیا ہوش تب آیا جب اس حسین مجسمے نے اپنے آگے پردہ کر لیا۔

"شرم کر ہارون خود کو نہیں تو سامنے بیٹھے بیٹے کو دیکھ اور اپنی عمر کو دیکھ کہاں وہ معصوم سی لڑکی اور کہاں تُو سینتیس سال کا مرد پانچ سال کے بیٹے کا باپ اسے دیکھنے سے پہلے خود پر نظریں ڈال لے"۔ دماغ نے ملامت کی جس پر وہ لب بھینچ کر نظریں پھیر گیا۔

"ہارون تم کب آئے بیٹا آئو کھانا کھالو"؟؟ سائرہ بیگم زر کو پردہ کرتے دیکھ کر بولی۔
انکی دعوت پر زر گھبرا گئی۔

اسے تو وہاں سے بھاگنے کی بھی جگہ نہیں مل رہی تھی اور اگر بھاگ نکلے بھی تو وہ کیا کہیں گے۔

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ یوں ارے غیرے کے ساتھ مت آیا کرو اسکول سے ذرا سا ویٹ نہیں ہوتا تم سے"۔ وہ ساحل کو دیکھتا غصے سے اسکی جانب بھڑنے لگا کہ وہ اس سے پہلے ہی بھاگ کر وہاں سے اٹھتی زریش سے لپٹ گیا۔

"آپی پلیز سیومی"!! وہ روتا ہوا زریش کے پیچھے چھپ گیا کہ اس تگ و دو میں ایک بار پھر اسکا دوپٹہ اسکے چہرے سے سرک گیا۔

ہارون جو دانت پیس کر اسکی طرف بڑھا کر تھا قریب سے اسے دیکھ کر بے سکون ہو گیا۔

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے وہ میرے دوست کی عزت ہے"!! وہ اندر ہی اندر بڑبڑایا اور اس سے نظریں پھیر گیا۔

"ساحل باہر آئو"!! وہ غصے سے غرایا۔

"نو ڈیڈ آپ میری رئیل مما سے بات کریں"! وہ زر کو آگے کرتا بولا کہ سب کی آنکھیں پھٹ گئی۔

ہارون کی آنکھیں بے ساختہ زریش کے چہرے پر گئی جسکی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔
"ساحل یہ کیا بدتمیزی ہے سوری کرو آپی سے"!! سائرہ بیگم زریش کے سرخ چہرے کو دیکھتی بولی۔

"وائے دادو یہی تو رئیل مما ہوتی ہے جو یمی یمی کھانا دیتی ہے سٹوری سناتی ہے بالوں میں ہاتھ سے برش کر کے سُلاتی ہے پھر صبح ناشتہ کروا کر اسکول کیلئے تیار کرتی ہے یمی سا ٹفن بنا کر دیتی ہے پھر ہوم ورم کرواتی ہے گیم کھیلتی ہے آپکا خیال رکھتی، گھر کی صفائی کرتی ہے پھر ڈیڈ کیلئے رات کا کھانا بناتی ہے میرے دوست کہتے ہیں انکی رئیل مام بھی یہی کرتی ہے تو میری مما بھی یہی ہوئی نا کیوں آپی مینے ٹھیک کہانا"؟؟ وہ معصومیت سے کہتا زریش کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنی چھوٹے سرخ لبوں سے لگاتے تاکید چاہی۔

اور جہاں سائرہ بیگم اپنے پوتے کی باتوں پر زریش سے شرمندہ ہوئی تھی وہیں زریش کا وجود ہارون سے سامنے جیسے چبھتی چیونٹیوں کے بیچ آ گیا تھا۔

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی اس میں تو ساحل نے سر اٹھانے کی ہمت بھی نہیں چھوڑی۔

اسنے خشک لرزتے لبوں پر زبان پھیریں "اب یہ انسان کیا سمجھ رہا ہو گا کہ مینے یہ سب اسلئے کیا ہے جو ساحل نقشہ کھینچ رہا ہے"۔ اسنے ڈوبتے دل سے ذرا سی نظریں اٹھائیں اور ان سیاہ آنکھوں کو خود پر ٹکا پا کر اسکی روح تک کانپ کر رہ گئی۔

"ساحل بیٹا سوری کرو آپی سے وہ یہ سب ہمارے گھر کی حالت اور آپکی طبیعت کیلئے کر رہی ہیں"۔ سائرہ بیگم دونوں کو اپنی اپنی جگہ شرمندہ دیکھ کر خود بولی۔

"وہی تو دادو رئیل مما ہی تو ایسا کرتی ہیں جو مام (مہکار) نہیں کر سکی کیونکہ میرے دوست کہتے ہیں وہ مما فیک ہے"۔ وہ چھوٹے سے ہاتھ سے ماتھا پیٹ کر بولا اور اب اس عورت کا یاد کروا کر وہ ہارون شاہ کا پارہ ہائی کر گیا۔

"شٹ اپ ساحل اینڈ کم آئوٹ"۔ وہ دھاڑ کر بولا کہ زریش گھبرا گئی وہیں ساحل سہم کر اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

"آپی مینے تو سچ کہا ہے ڈیڈ مار رہے ہیں بیڈ بوائے ڈیڈ"!!! وہ روتا نفی کرتا چھپنے لگا۔
"چھوڑیں نا سمجھ بچہ ہے میں سمجھا دیتی ہوں آئندہ نہیں کرے گا"!! ہارون کو غصے سے اسکی سمیت بڑھتے دیکھ کر زریش ایک دم کہہ اٹھی کہ سائرہ بیگم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"نہیں یہ بہت بدتمیز ہو گیا ہے اسے میں سمجھاتا ہوں"۔ وہ ناگواری سے کہتا ساحل کو اس سے الگ کرتا اپنے سامنے گھسیٹ کر لایا۔

سائرہ بیگم بھی اسکے درشت لہجے ماتھے پر تیوریاں دیکھ کر گھبرا گئی۔
ساحل خوف بیچارگی سے زریش کو دیکھ کر رونے لگا۔ "ڈیڈ ایسا نہیں کرتے"۔ وہ اپنے باپ کو پہلی بار غصے میں دیکھ کر سر نفی میں ہلاتا کہنے لگا کہ اسکے معصومیت بھرے لہجے پر زر کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔

"تو پھر تم ایسا کیوں کر رہے ہو"؟؟ انہوں نے نیچے بیٹھ کر اس سے غصے میں پوچھا۔

"تو پھر میری مما کہاں ہے؟؟ مجھے زر آپی جیسی رئیل مما لا کر دیں"!! وہ معصوم مطالبہ کر کے آنکھوں پر ہتھیلیاں رکھ کر رونا شروع کر چکا تھا پھر سے۔
"شٹ اپ کوئی نہیں تمہاری مما اور کبھی نہیں آئے گی دماغ میں بیٹھا دو چھوٹے نہیں ہو جو مما کی ضرورت پڑنے لگی ہے"!! وہ غصے سے جھنجھوڑ کر بولا ساحل سہم کر چپ کر کے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا۔

ساحل کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا غلط کہہ دیا ہے،، اسنے تو جو حقیقت تھی جو اسکا چھوٹا سا دماغ سمجھتا تھا وہ کہا ہے پھر اسکے ڈیڈ کیوں غصہ کر رہا تھے،، کیوں اسکی مما نہیں آئے گی کیوں زریش آپی اسکی رئیل مما نہیں؟

"آپ چھوڑیں اسے مینے کہا نا نہیں کرے ایسا آئندہ"۔ زر کو یہ اچھا تو نہیں لگا انکے فیملی میٹر میں گھسنے کا نا ہی ساحل کی باتیں پر وہ ساحل کی معصومیت کو دیکھ رہ بھی نہیں پائی تھی اسلئے بغیر سوچے سمجھے وہ ہارون سے اسکے چھوٹے بازو چھڑوا کر اپنے ساتھ لے گئی کہ وہ دیکھتا رہ گیا۔
وہ روم میں لا کر پہلے تو اسے چپ کرواتی رہی اور پھر بعد میں محبت سے سمجھایا کہ وہ اسکی مما نہیں اسکی آپی ہے اور وہ صرف انکا خیال رکھنے آئی ہے۔
پر ساحل کی وہی رٹ کہ خیال تو مما کرتی ہے۔
اور زر اسے سمجھانے لگی کہ صرف مما نہیں انسانیت کے ناتے بھی خیال رکھا جاتا ہے اور جب اس سے انسانیت کی معنی پوچھنے لگا اور زر مسکرا کر اسے اسے انسان کے احساسات بتانے لگی۔
پر ساحل کی آنکھوں میں تو اپنی ہی چمک تھی پر کہیں ہارون کا بھی خوف بیٹھا ہوا تھا۔

"بچہ تھا پیارے سے سمجھاتے سمجھ جاتا اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں"۔ وہ جب سائرہ بیگم کو روم میں لایا اور انہیں دوائی دی تو انہوں نے خفگی سے کہا۔

"اماں وہ کیا سمجھیں گی کہ ایک تو انکے گھر کام کرنے آئی تو دوسرا اپھر یہ سب سننا پڑے کتنا بڑا لگتا ہو گا اسے یہ صرف اسے روتے دیکھ کر چپ کر گئی ورنہ اسکی آنکھوں میں مما لفظ پر غصہ آپنے نہیں دیکھا تھا"۔ ہارون نے انہیں سمجھایا سائرہ بیگم منہ بنا کر دوائی کھانے لگی۔

"اب کچھ مت کہنا اس سے رات کو پیار سے سمجھا دینا"۔ اسے جاتے دیکھ کر وہ بولیں ہارون گہرا سانس بھر کر انہیں دیکھا کچھ بھی کہے بغیر چلا گیا۔

سائرہ بیگم مسکراتی خوشی سے سوچنے لگی جہاں ہارون زریش اور ساتھ انکے ساحل کھڑا تھا۔

انہوں نے سیدھے اللہ کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا"تُو بہتر جانتا ہے میرے بچے کی زندگی سنوار دے اسے تنہا مت چھوڑنا ایک اچھا سا ہمسفر اسکے نصیب کرنا"۔ آمین کہتے انہوں نے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔

"ساحل باہر آئو"!! دروازہ ناک کرتے اسنے پکارا۔
جس ساحل مسکرا کر زر کو دیکھنے لگا۔ اسنے سمجھایا تھا کہ اپنے ڈیڈ کو سوری کہے انہیں آئندہ تنگ نا کرے وہ آپکے لئے سارا دن کام کرتے ہیں انہیں پیار دیں اگر وہ کہتے ہیں تو تھوڑی دیر ویٹ کر لیا کرو پھر اپنے ڈیڈ کے ساتھ آیا کرو۔
اور اب ساحل ایکدم زر کے گال پر کس کرتا باہر بھاگ گیا۔
وہ پیچھے اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر مسکرا دی۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ میں آئندی آپکا انتظار کروں گا کسی کے ساتھ گھر نہیں آئوں گا اور رئیل مما کو مما نہیں آپی کہوں گا"۔
وہ چھوٹا سا سفید بھالو جیسا پانچ سال کا انکا بیٹا کانوں کو پکڑے سر جھکائے کھڑا تھا کہ جو ساری بات ہارون محبت سے سن رہا تھا آخر میں پھر رئیل مما کو مما نہیں کہوں گا پر چونکا۔

اسنے ساحل کے روم کی طرف دیکھا دروازہ ذرا سا کھلا تھا تو اسکا گلابی آنچل اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔
ہارون شاہ کی دھڑکنیں بے قرار ہو گئی اور انکے گھنی مونچھوں تلے لب بھینچ گئے قدرت کے اس ستم پر۔

وہ خاموشی سے ساحل کو اٹھائے اپنے روم میں آئے اور پچھلی ڈاکٹر کی رپورٹس اٹھائے باہر کی جانب بڑھ گئے۔
ساحل انکے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے انکی شیو پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ پھیر کر انکی گال پر کس کرتا انہیں دیکھنے لگا اور ایکبار ہارون نے بھی اسے خود میں بھینچتے اسکے دونوں گال چوم لئے۔

وہ کمر سے پکڑے بلند کر کے اسکی چھوٹی سی تھوڑی چومنے لگا کہ ساحل کھکھلا اٹھا۔
یہی منظر بالکونی سے دیکھتی زر بھی مسکرا دی اور آہستہ سے پیچھے ہٹ گئی۔

ساحل کی طبیعت میں اس طرح بدلاؤ پر ڈاکٹر بھی حیران رہ گئی کہ اتنا اچھا رسپانس اسکی طبیعت سے واقعی کمال تھا ورنہ اسکی دن بے دن گرتی طبیعت کو دیکھتے انہیں خود بچے سے خوف آ رہا تھا۔
ہارون جانتا تھا یہ سب اللہ کی رضا سے زر کا احسان تھا اسکی ماں اور بچے کو سنبھال رہی تھی شاید ہی کوئی کرے۔

اسکی سوچوں پر تو دل بھی بغاوت کرنے لگا تھا اور بار بار خیالوں میں آ کر وہ گلابی آنچل کے آڑ میں چھپا گلابی مکھڑا اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔
وہ ساحل کو شاپنگ کروا رہا تھا پر اسکی آنکھیں سامنے رکھی کاجل کی ڈبی پر ٹکی تھی اور نظروں کے سامنے وہ بڑی بڑی سرمئی آنکھیں گھومنے لگی۔

وہ خاموش سا نظریں پھیر گیا کہ ساحل ایک منٹ کہہ کر اپنے ڈیڈ کی نظروں سے بچتا کاجل کی ڈبی اٹھا سیلر بوائے کو دیکھاتا جیب میں رکھ گیا اور اپنے ڈیڈ کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر ہلا گئے۔

ہارون خاموشی سے بغیر اسکی حرکتوں کی طرف دھیان دئے پے کر کے بیگ تھام کر ساحل کو گود میں اٹھا گیا کہ اسنے پیچھے مسکراتے سیلر بوائے کو دیکھتے شرارت سے آنکھ ماری اور وہ لڑکا اس چھوٹے سے چوزے کی چالاکی پر قہقہہ لگا اٹھا۔
اور پیچھے سے انگوٹھا دیکھا کر گڈ لک کا اشارہ دیا ساحل لفٹ میں جاتے جاتے آنکھیں جھپک کر فلائنگ کس کی۔

ہارون اسے گھر اتار کر کس کرتا باہر سے ہی چلا گیا اور ساحل جیب میں رکھی کاجل کی ڈبی پر ہاتھ رکھے سوچ رہا تھا کیسے دے اپنی رئیل مما کو۔
اور انکے ڈیڈ کے بیچ جو ناراضگی چل رہی جس وجہ سے بات نہیں کرتے وہ ختم ہو جائے۔

وہ پارک میں کھیل کم رہا تھا سائرہ بیگم سے بات کرتی زریش کو دیکھ زیادہ رہا تھا کہ کیسے اس اپنے جیب میں رکھی کاجل کی ڈبی دے۔
"اگر رئیل مما ناراض ہو گئی تو اور ڈیڈ نے پھر سے ڈانٹا تو"! یہاں پر اسکی ہمت ٹوٹ جاتی۔
"چھپ کر دوں گا اور قسم بھی دوں گا ڈیڈ سے کٹی ختم کر کے کاجل کانا بتائے"۔ وہ خود سے ہی بڑبڑاتا خوش ہو گیا اور اب یہ موقعہ اسے زریش کے گھر ہی مل سکتا تھا جہاں وہ اسے اپنے حصار میں لیکر سلاتی تھی۔
اور اسکی ماں سو جاتی تھی جلد ہی۔

اور یہ سوچ بھی اسے خوش کر گئی کہ وہاں تو اسکا ڈیڈ نہیں ہو گا اسے ڈانٹنے کیلئے۔

"یس ڈن"۔ وہ خود سے بولا اور بچوں کی طرف بھاگ گیا پر اسکا ایک ہاتھ پینٹ کی جیب پر ہی رکھا ہوا تھا۔

____

"کہاں لے جا رہے ہیں آپ سائیں"؟؟ وہ دونوں نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ صائم اسے کچھ بھی کہے بغیر ہاتھ پکڑ کر گھر کو لاک کرتا باہر لے آیا اور اب موڑ مڑ کر گھر کی بیک سائیڈ پہ لے جا رہا تھا۔

تقویٰ کے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا نا ہی وہ کچھ منہ سے بول رہا تھا تو وہ خاموش ہو کر اسکے ساتھ چلنے لگی۔

اچانک وہ رکا اور اسکی طرف پلٹا کہ تقویٰ اسکے رکنے پر اسکے سینے سے ٹکرا جاتی کہ۔
صائم بروقت اسکے سر کو تھامتا تکلیف سے بچا گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسکی تقویٰ کو ذرا سی بھی تکلیف ملے اسلئے وہ اسے بچا گیا۔

صائم نے مسکراتے اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور اسے اپنے سامنے کیا۔

"ایک پری کو پرستان لیکر جا رہا ہوں"! وہ اسے لیکر آگے بڑھا اور روڈ کراس کرتے لمبے درختوں کے جھنڈ سے نکل کر اپنی منزل پر رکا۔

آس پاس گھنے درختوں کی وجہ سے گہرا اندھیرا تھا صرف سامنے ہی چاند کی روشنی میں خوبصورت منظر روشن تھا۔

اسے نہیں لگتا تھا کہ کوئی یہاں آیا بھی ہو گا۔

یہ تو مغرب کی نماز پڑھ کر جب اسے ہی بیک سائیڈ نکل آیا تو درختوں کے اس پار دیکھنے کے تجسس اور دل کیا تو خدا نے اسے اپنا حسن دیکھا دیا۔ جو اسکی تقویٰ کے لبوں پر مسکراہٹ لانے کیلئے کافی تھا۔

"میں جب کہوں تب آنکھیں کھولنا"۔ وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتا بولا اور آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اسکی نازک کمر کے گرد باندھ لئے اور اسکے شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا دی۔
وہ بالکل درختوں کے بیچ کھڑے تھے تاریکی میں کہ آس پاس کے گھروں کی بالکونی سے چھپے ہوئے تھے۔

"اوپن یور بیوٹیفل آئیز"۔ صائم نے اسکی گردن پر لب رکھتے گھمبیر سرگوشی میں کہا وہ لرزتی پلکوں سے سمٹ کر آنکھیں کھولتی سامنے دیکھنے لگی کہ اسکا دل دھڑک اٹھا اور منہ سے بے ساختہ "ماشاءاللہ" نکلا۔

سامنے ہی نیلے پانی والی جھیل پہاڑوں اور درختوں کے بیچ کچھ ہی فاصلے پر چاند کی روشنی میں اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ اسے واقعی پرستان کا منظر لگا۔

انکے آس پاس درختوں پر جگنوں اڑ رہے تھے اور بے یقینی سے دیکھتی اس منظر کو اپنے گرد بندھے صائم کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"سائیں یہ حقیقت ہے"؟؟وہ اسکے حصار سے نکلتی مڑ کر اسے دیکھنے لگی اور پھر گھنے درختوں پر اڑتے جگنوں کو۔

جھیل سے اٹھتی ہوا کی ٹھنڈی لہریں دونوں کے وجود سے ٹکرا رہی تھی اور تقویٰ بے یقینی کے عالم میں کھڑی صائم کو دیکھ رہی تھی۔صائم نے مسکراتے اسکے چہرے کو تھاما اور بلند کرے اسکے گال پر لب رکھتے آہستہ سے بولا "یس سائیں کی جان"۔

وہ اسکی قربت میں گہرا اسانس بھرتی دور ہوئی اور آگے بڑھنے لگی جھیل کے قریب جانا چاہتی تھی کہ صائم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آگے لوگوں کے گھروں کی بالکونی سے صاف دکھتا ہے یہ منظر"۔کہہ کر اسنے اسکی مرضی کیلئے ہاتھ چھوڑ دیا اور تقویٰ مسکراتی بھاگ کر اسکے گلے میں بازو ڈالکر جھول گئی۔

"تھینک یو سائیں"!وہ خوشی سے گنگناتے لہجے میں کہتی صائم کو ساکت کر گئی۔
اسے امید نہیں تھی وہ اس قدر حسین شکریہ کہے گی اسکے قریب خود آئے گی اسکے گلے میں بازو ڈالے گی۔

پر یہ سچ تھا اور صائم نے سچ پر لبیک کہتے تسلیم کرتے اسکی کمر میں بازو ڈالے اور اسے زمین سے اوپر اٹھاتے گول گول خوشی سے قہقہ لگاتا جھومنے لگا اور تقویٰ بھی کھکھلا گئی۔

"آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جو لوگ مجھے کہتے تھے پٹھان کے گھر میں سانولی لڑکی نا قابل قبول ہے سانولی لڑکی کی کوئی اہمیت نہیں اسے کوئی نہیں پوچھتا انکی کوئی زندگی نہیں ہوتی وہ صرف ایک کالا سایہ ہوتی ہیں بھوج ہوتی ہیں ماں باپ پر تو یہ سب جھوٹ ہے سب فریب دھوکہ ہے اصلی حقیقت تو نصیب ہے جو اللہ لکھتا ہے"۔ وہ چہکتی خوشی سے سوچتی دونوں بازو فضا میں بلند کر گئی۔

صائم نے اپنی شریک حیات کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھتے ایک پل کو اسے اپنے اندر محسوس کرتا آنکھیں موند گیا تقویٰ نے آہستہ سے جھک کر اسکے بلند چہرے کو دیکھتے ماتھے پر لب رکھ دیئے۔

اور صائم اس لمس میں گہرا سانس بھرتا اسے کچھ نیچے سرکا کر دھڑکتے دل گہری سانسوں سے اسکے لبوں پر لب رکھ کر خاموش کھڑا رہ گیا۔
وہ اسکی سانسیں خود میں محسوس کرتا خود کو سیراب کر رہا تھا اور تقویٰ آنکھیں موندے خاموش کھڑی تھی۔
کچھ دیر بعد صائم نے اسے الگ کیا اور تقویٰ سرخ سی اسکی طرف پیٹھ کر گئی۔
صائم مسکراتا اسے دیکھ کر فضا میں جگنوں کو دیکھنے لگا اور دو کو قریب دیکھ کر اسنے دونوں ہاتھوں میں انہیں قید کرتے آہستہ سے چلکر اسکے سامنے آیا جو اپنی سانسوں کو بحال کرتی دھڑکنوں کا شور سن رہی تھی پر آنکھیں اس نیلی جھیل پر ٹکی تھی۔

تقویٰ نے اسکے سامنے آنے پر اسکی طرف دیکھا اور صائم نے مسکراہٹ پاس کرتے جگنوں کو قید کیے اپنے ہاتھ کو اسکے سامنے کیا۔

"یہاں دیکھو سائیں کی جان"!!اسنے دونوں ہاتھ کی بند مٹھی کی طرف اشارہ دیا تو تقویٰ ناسمجھی سے دیکھنے لگی اور صائم اسکے تھوڑا سا قریب ہوتا ایک قدم کے فاصلے پر رک کر مٹھی کھولی تو ہتھیلی پر بیٹھے دو جگنوں کو جگمگاتے دیکھ کر اسکی آنکھوں خوشی سے پھیل گئی۔

"سائیں"!!وہ سرگوشی میں کہتی اسے دیکھ کر پھر سے دونوں جگنوں کو اسکی ہتھیلی پر بیٹھے اپنی خوبصورت روشنی اسکی سرخ سفید ہتھیلی پر پھیلا رہے تھے۔

"ایک سائیں اور ایک سائیں کی جان"!صائم نے سرگوشی میں کہا اور بہت احتیاط سے چلتے اسکے پیچھے آیا اور دونوں بازو بہت آہستہ سے اسکے گرد ڈالکر ہتھلیاں اسکے سامنے کر دیں۔

"پھونک مارو"۔وہ اسکی کان کی لو کو چومتا بولا اور تقویٰ سمٹ کر سر ہلاتی آگے جھکاتی اسکی ہتھیلیوں پر ہلکی سی پھونک مارنے لگی کہ ہوا کا پریشر پاتے ہی آرام سے بیٹھے جگنوں فضا میں اڑ گئے اور تقویٰ انہیں اڑتے دیکھ کر دوسروں میں گھوم ہوتے دیکھتی اپنی گالوں پر ہتھیلیاں ٹکا گئی۔

اچانک ہی وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتا اسکی نازک کمر پر ہاتھ رکھ کر دوسرا اسکا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھتے سلو موشن میں جھومنے لگا کہ تقویٰ اسکے ساتھ ڈانس کرتی اس جنگل میں کھکھلا گئی۔

صائم اپنے پاگل پن پر مسکراتا اسے کمر پہ دبائو دیکر سینے سے لگاتا ڈانس کے چھوٹے چھوٹے اسٹیپس لینے لگا۔

وہ ایسے ہی کھڑا جھولتا رہا اسکے سنگ کہ تقویٰ کو نیند آنے لگی اور وہ اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔

صائم مسکراتا اسے بازو میں اٹھا کر وہاں سے لے جانے لگا۔
اور واپس روم میں آکر اسے بیڈ پر لیٹاتے اسکے پائوں سے سلیپرز نکال کر خود بھی اپنے پائوں آزاد کرواتا اسکے دوسری سائیڈ آکر لیٹ گیا۔

تقویٰ مسکراتے اسے دیکھتی اسکی طرف کھسکتی اسکے سینے پر سر رکھ کر سونے لگی اور صائم خمارِ الفت میں بہت احتیاط سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

اور اسکی گردن پر جا بجا لبوں کی مہر ثبت کرتا اسکی سانسوں کی مہک کو خود میں اتارتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔

"آپی"!!وہ سر اٹھا کر سفینہ بیگم کے سونے کا یقین دہانی کرتے زر کی طرف واپس مڑا اور اسے سوتے دیکھ کر اسکے گال پر ہاتھ رکھتے جگانے لگا۔
"ہوں"!!زر نے کچی نیند کے خمار سے سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور ساحل اسے جاگتا دیکھ کر خوش ہو گیا، اسنے اپنی جیب سے چھوٹی سی کاجل کی ڈبی نکالی اور زریش کے سامنے کر دی۔

"یہ کیا ہے"!!زر اسکی طرف کروٹ بدلتی آنکھیں مسل کر نیند کو بھگاتی ڈبی اٹھا کر دیکھنے لگی۔

کاجل کی ڈبی کو دیکھتے وہ مسکرا دی۔

"تم لائے ہو میرے لئے "؟؟ وہ اسکے خوبصورت گالوں پر کس کرتی خوشی سے بولی پر ساحل کے ایکدم نفی میں سر ہلانے پر حیران ہوئی۔

"پھر "؟؟ وہ ڈبی کو دیکھتی پھر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ ڈیڈ سے ناراض ہے نا اسلئے انہوں نے دی ہے کہ آپ ان سے کٹی نا ہوں وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں "!! وہ خوشی سے کہتا دونوں ہتھیلیاں گالوں پر ٹکا گیا اور زر کے پھک پڑتے چہرے کو نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

زریش نے گھبرا کر پیچھے اپنی ماں کو دیکھا اور ماتھے پر اے سی میں بھی پیدا ہونے والے شبنم کے قطروں کو صاف کرنے لگی
۔

"اب آپ بھی ڈیڈ کو ایک گفٹ دیں اور کٹی ختم کر دیں پھر ہم ساتھ رہیں گے اور میں آپ دونوں کے ساتھ سوئوں گا بہت مزا آئے گا "!! وہ چہکتا مستقبل کو دیکھتا اٹھ بیٹھا۔

"ساحل "!! زریش خوف سے کانپتی اپنی ماں کی پشت کو دیکھتی اٹھ بیٹھی۔

"ساحل ایسے مما اور ڈیڈ رہتے ہیں بیٹا میں آپکی مما نہیں ہوں پلیز میرے لئے وقت کو امتحان مت بنائیں ورنہ آپکے ڈیڈ سنے گے تو آپکو ڈانٹ پڑے گی ہو سکتا ہے اس حرکت پر آپکو پنِش بھی ملے ایسا مت کیا کرو میں تمہاری آپی ہوں "۔ وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتی سرگوشی میں سمجھانے لگی۔

وہ جانتی تھی ایسا ہارون شاہ ایک میچور انسان کیسے حرکت کر سکتا ہے۔

یہ ساحل کی ہی کارستانی ہو گی۔بچہ جو دماغ میں آرہا تھا اس پر لبیک کرتے عمل کر رہا تھا۔
اور زر کو ڈر لگ رہا تھا اگر اسنے دانیال یا اسکی ماں کے سامنے یہ کہہ دیا تو وہ کیا کہیں گے کتنا غصہ ہوں وہ دونوں تو پہلے راضی نہیں تھے اور پھر جب اسنے احساس دلایا تب راضی ہوئے تھے اور اب اگر ساحل کی یہ باتیں اسکی ماں کے کان میں پڑ گئی تو

۔

اس سب کو سوچتے ہی اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے۔اور وہ تھا کہ اب لب پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا۔
"نہیں آپ میری مما بھی ہو اور آپی بھی میں جانتا ہوں آپ اور ڈیڈ ناراض ہیں میرے دوست مجھے بتاتے ہیں کہ جب کوئی بات نہیں کرتا خاموش خاموش رہتا ہے وہ ناراض ہوتا ہے جیسے آپ ڈیڈ سے ناراض ہیں آپ پلیز مان جائیں رئیل مما اور گھر چلیں ہم وہاں تینوں سوئیں گے ساتھ بہت باتیں کریں گے کھیلیں گے پلیز مما"۔۔۔وہ روتا ہوا مما مما کی رٹ لگا کر زریش کے گلے لگ گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا کہ زر کا سانس خشک پڑ گیا۔

"زر کیا ہوا ہے"؟؟ سفینہ بیگم ساحل کے رونے پر کسمسا کر انکی طرف کروٹ لیتی پوچھنے لگی اور انکے جاگنے پر زر کی بڑی آنکھیں مزید پھیل گئی اسنے گھبرا کر ساحل کو دیکھا جو چھوٹی ہتھیلیوں سے آنکھیں مسلتا سفینہ بیگم کو دیکھ رہا تھا۔

"آنٹی مما کو کہیں۔۔۔۔"!! اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زر نے کھینچ اسے اپنے ساتھ لگایا اور بانہوں میں بھر کر بیڈ سے اتر گئی۔

"اماں اسے اپنی ماں کی یاد آرہی ہے!! آپ سو جائیں میں اسے باہر لے جا رہی ہوں سُلا کر لاتی ہوں"۔وہ کہتی دوپٹہ اٹھا کر ساحل کو لیکر باہر آگئی۔

چھت پر آکر اسنے ساحل کو چیئر پر بیٹھایا اور خود اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

"آپکی مما آپکو نہیں چھوڑ رہی نا میں ان سے بات کرتا ہوں"!!وہ کہتا چیئر سے اترنے لگا اور زرنے ہنستے اسکے گرد دونوں ہاتھ رکھ دئے۔

"میرے بھالو سمجھنے کی کوشش کرو آپی کا مطلب ہے بڑی بہن جیسے ہم احترام سے آپی اپیا کہتے ہیں! میں بھی تمہاری آپی ہوں اور آپی مما کیسے ہوسکتی ہے بدھو"۔وہ اسکے رونے کے خیال سے ہنستی مسکراتی سمجھانے لگی اور ساحل حیران سا اسے دیکھتا رہا۔

"یاد کرو جیسے تقویٰ آپکی آپی تھی ویسے ہی میں،،وہ بھی تو آپکے سارے کام کرتی تھی نا جیسے میں کرتی ہوں ہم دونوں آپی ہیں آپکی"۔وہ کام بنتا دیکھ کر محبت سے اسکے ہاتھ سہلاتی بولی۔

ساحل پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا کہ اس اچانک کی افتاد پر زر بوکھلا گئی اور اسے سینے سے لگا دیا۔"تو کیا میری مما کوئی نہیں آپی ؟؟پاپا سچ کہتے ہیں میری مما نہیں آئے گی میں بڑا ہوگیا ہوں اب مجھے مما کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے"؟؟وہ روتا ہوا جنونی حالت میں چہرے پر ہاتھ مارتا غصے میں لگ رہا تھا

"ساحل۔۔ساحل بیٹا"!!!وہ گھبرائی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ گئی۔

"ڈونٹ کال می بیٹا!!!ایم ناٹ یور سن سب جھوٹے ہیں کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا!میں کسی کا بیٹا نہیں ہوں ناڈیڈ کا نادادو کا نانا مما(مہکار)ناتقویٰ نا آپکا کسی بابھی نہیں ماموں کا بھی نہیں سب نہیں پسند کرتے مجھے آئی ایم بیڈ بوائے"!!وہ چیخ پڑا کہ زر نے کھینچ کر اسے چھوٹے سے بھالو کو غصے میں جنونی حالت میں دیکھتے سینے سے لگا دیا۔

اور چھت چہل قدمی کرنے لگی۔

وہ ابھی تک سسکیاں بھر رہا تھا۔"میں آپکے ڈیڈ سے بات کروں گی کہ وہ آپکو بہت اچھی مما لا کر دیں بس چپ ہو جائو اب گڈ بوائے روتے نہیں آپ بہت گڈ بوائے ہو چھوڑو غلط سوچوں کو ہم سب آپ سے بہت پیار کرتے ہیں اور آپکو ایک پیاری سی مما لا کر دیں گے"۔وہ اسکے گال چومتی بولی اور ساحل نے اسے دیکھا۔

"پنکی پرامس"!!وہ اپنی انگلی سامنے کرتا بولا اور زر ہنستی اسکی انگلی میں انگلی پھنسا کر سر ہلا گئی۔"پنکی پرامس"!!وہ خوشی سے یاہو کرتا اسکے گلے میں بانہیں ڈالکر زریش کے گال چوم گیا کہ وہ ہنستی اسے کچھ دیر وہاں باتیں کرتی پھر نیچے لے آئی اور روم میں آکر بیڈ کر ڈالتے دروازہ لاک کر کے خود بھی سونے لگی کہ ساحل اسکے آغوش میں آکر ممتا کا احساس محسوس کرتا آنکھیں موندلیں۔

"آپ کل کا جل لگا کر آئیں گی آپی"؟؟ساحل نے سر اٹھا کر اسے دیکھتے پوچھا جس پر زر کو اپنے سرہانے رکھا کا جل یاد آیا۔

"آپ لائیں ہیں میرے لئے"!!اسنے مسکرا کر پوچھا ساحل جھٹ سے سر ہلا گیا تو زر مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتی اسے ساتھ لگاتی سو گئی۔

____

وہ خاموش پڑی چھت کو گھورتی دانیال کے مکمل سونے کا انتظار کر رہی تھی اور جب آدھے گھنٹے میں اسے احساس ہوا کہ وہ سو گیا ہے تو آہستہ سے خود پر سے کمفرٹر ہٹائے اپنے پیٹ پر رکھے اسکے ہاتھ کو پیچھے کرتی اٹھی بیٹھی۔
اور آہستہ سے اٹھ کر الماری میں رکھی ساری چیزیں نکال کر اپنے بالوں کا جڑا بناتی اپنے کام میں مصروف ہوگئی اور وقفے وقفے سے دیوار گیر گھڑی میں وقت بھی دیکھ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد اسنے سارے روم کو موم بتی اور سرخ پھولوں سے ڈیکوریٹ کر دیا اب اسے ڈر تھا کہ ان کی خوشبو سے دانیال بیدار نا ہو جائے۔
میز وہ اٹھا نہیں سکتی تھی اسلئے بڑے سے سٹول جو سٹور روم سے لا کر رکھا ہوا تھا اسے بیچ میں رکھتی سرخ ململ کا کپڑا اس پر ڈالکر شاپر میں رکھے پھولوں کی پتیاں سجانے لگی اس۔

روم کی سجاوٹ سے فارغ ہو کر اسنے اپنے کپڑے شاپنگ بیگ سے نکالے اور لیکر باتھ روم میں گھس گئی۔
وہ جلدی جلدی چینج کرتی باہر نکلی اور بالوں میں برش کرتی دل کھول کر تیار ہونے لگی صرف دانیال کیلئے۔

گھنی پلکوں پر مسکارا لگاتے اسنے اپنے لبوں پر سرخ ڈیپ رنگ کی لپ اسٹک لگائی اور انہیں آپس میں ملا کر ٹھیک کرنے لگی۔
اپنی سنہری بالوں کو نیچے سے ہلکا سا کرل کر کے کچھ آگے رکھے اور کچھ پیچھے۔
وہ اب اپنا سراپا دیکھنے لگی۔

بلیک ساڑھی میں ریڈ فل سلیوز بلائوز پہنے اپنے خوبصورت قد کے ساتھ ڈیپ ریڈ لپ سٹک سنہری بالوں کو کرل کر کے آگے رکھے وہ سراپا قیامت لگ رہی تھی کہ کچھ پل کو اسکی خود کی نظریں خود پر ٹک گئی اور نظریں بے ساختہ اپنی بالی پر گئی جسکے چھوٹے سے سفید موتی کو انگلی سے چھوتے وہ دھڑکتے دل سے کروٹ کے بل سوئے دانیال کو دیکھنے لگی۔

"جب وہ اسے دیکھے گا تو کیا ری ایکٹ کرے گا"؟؟ یہ سوچ ہی کہیں شرم سے سرخ کر رہی تھی تو کہیں سوچوں وسوسوں میں ڈال رہی تھی۔

وقت کی قلت کا اندازہ کرتے وہ سر جھٹک کر ساڑھی کو آگے سے تھامتی باہر نکلی اور زریش کی مدد سے بنایا گیا اپنا چاکلیٹ کیک احتیاط سے اٹھا کر واپس روم میں آئی۔

کیک ٹیبل پر رکھتے اس لکھے ہیپی برتھ دے ڈیئر ہسبنڈ کو دیکھتی وہ چھری پاس رکھتی دانیال کو دیکھنے لگی۔

ابھی پندرہ منٹ تھے جب تک وہ ساری موم بتیاں جلا سکتی تھی اور اسنے ایسا ہی کیا جلدی جلدی ہاتھ چلاتی ساری موم بتیاں جلا دیں اور اس خوبصورت منظر کو دیکھتی روم کی لائٹ آف کر دی۔

باقی اسکے پاس پانچ منٹ بچے اور ان پانچ منٹس کا سوچنے لگی کیا کرے کہ اسے اپنے گفٹ کا خیال آیا وہ الماری کے پاس پہنچی اور گفٹ نکال کر موبائل پر موجود اپنا ہیپی برتھ دے ڈیئر ہسبنڈ سونگ سیٹ کیا۔

اور پھر اسانس بھرتی سرخ کپڑے کی پٹی اٹھا کر دانیال کی سائیڈ آئی اور بہت ہمت جمع کرتی خود میں اسکے پاس بیٹھ کر آنکھوں پر پٹی باندھ چکی تھی۔

"عائشہ"۔۔۔!!اسکی حرکت پر دانیال پوری طرح بیدار ہو گیا تھا اور خود کے قریب مہکتی خوشبو پا کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی دیکھ کر الجھ گیا۔

"جی"!!!وہ مسکراتی اسکے دونوں ہاتھ تھام کر بیڈ سے اتارنے لگی۔"یہ کیا ہے"؟؟ابکی بار اسکی لہجے میں سختی تھی جسکا عائشہ نے کوئی اثر نہیں لیا اور اسکے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر اسے اتارنے کی کوشش کرنے لگی

دانیال ناسمجھی سے اٹھ بیٹھا۔"یہ کھولنے تو دو"!!وہ آنکھوں کی طرف بندھی پٹی کھولنے کی کوشش کرنا لگا کہ عائشہ بوکھلا گئی ۔"پلیز خان میرا سرپرائز ہے"!!وہ اسکے بیڈ کے پاس کھڑی اسکے ہاتھ تھام گئی کہ اسکی سرپرائز والی بات کو سنتے دانیال کے لب مسکرائے۔

"اسلئے مہک رہی ہو"۔وہ بازو اسکی نازک کمر میں باندھ کر اپنے قریب کرتا اسکے مہکتے وجود کی خوشبو میں گہرا سانس بھرتے خود اٹھ کھڑا ہوا۔

"خان کیا کر رہے ہیں یہ سرپرائز نہیں"!!وہ اسے پٹری سے اترتے دیکھ کر بوکھلائی سی دور ہوئی کہ دانیال قہقہہ لگا اٹھا۔
"پھر"؟؟؟اسنے اپنے آنکھوں پر بندھی پٹی کو چھوا اور روم سے اٹھتی گلاب کی مہک کو محسوس کیا۔

"کچھ خاص ہے کیا"؟؟گھمبیر لہجہ عائشہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا وہ اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"بہت"!!!اسے لے جا کر سٹول کے قریب کھڑا کیا اور اسے ویٹ کرنے کا کہتی خود بلیک نفیس سی پائوں میں ہیل پہن لی اور چلتی دانیال کے چھ فٹ سے نکلتے قد کے پاس آکر اسکی ٹھوڑی تک پہنچ کر تالی بجا گئی۔

"کیا ہو ااب کھول دوں"؟؟ وہ اسکی تالی کی آواز پر الجھتا پٹی کھول کر بے تابی سے یہ سب دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر اسکی مسز نے ایسا کیا کیا ہے کون سا سرپرائز ہے اسکے لئے۔

"نہیں"!! وہ دس سیکنڈ ابھی دیکھ کر بولی۔

اور الٹی گنتی شروع کر دی۔

5

4

3

2

1

"ہیپی برتھدے ٹو یو"

"ہیپی برتھدے ڈئیر ہسبنڈ" اسکی مدہم گنگناہٹ کے ساتھ ہیپی برتھدے ڈئیر سونگ پر دانیال نے حیران ہوتے ایکدم آنکھوں سے پٹی ہٹادی اور سامنے کھڑی اس قاتل حسینہ کو دیکھنے لگا جو آج سراپا قیامت بنی اسے ششدر کر گئی۔

دانیال کے حیران ہو کر خوشی سے عائشہ کو جیسے جنت مل گئی وہ دونوں ہاتھوں میں اپنے چہرا ابھر کر اسے دیکھنے لگی۔

جواب سارے روم کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

مکمل اندھیرے میں موم بتیوں کی روشنی اور گلاب کی خوشبو نے جادو سا پھونک دیا سحر زدہ کر دیا اسے۔

سامنے رکھا چاکلیٹ کیک اس پر ہارٹ میں لکھا برتھ ڈے وش کے ساتھ اسکا نام اور ساتھ چھوٹا سا اے۔

"یہ سب تمنے کیا ہے"؟؟ وہ سارے روم کو دیکھ کر اب اسے دیکھنے لگا اور اس پر جیسے اسکی نظریں بہکنے لگی تھی۔
سلک کی بلیک ساڑھی جسکے دامن اور بارڈر پر سرخ نفیس بیل بوٹے بنے ہوئے تھے ریڈ فل سلیوز بلائوز میں بلیک اسٹون جیولری میں دانیال کے ہوش ٹھکانے لگا گئی۔

"یہ سب"؟؟؟ وہ اسے سر سے پائون تک گہری نظروں سے دیکھتے پوچھنے لگا۔

"آپکے لئے"۔ایک پل کو آنکھیں میچ کر وہ بولی اور دوسرے ہی پل نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔
"کس خوشی میں"؟؟ اسنے سینے پر بازو باندھ کر بروا اٹھائی کہ عائشہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی"مطلب اتنی تیاری موبائل پر چلتا سونگ سامنے رکھا کیک اس ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا"!! اس سوچ نے اسے دانت کچکچانے پر مجبور کر دیا

"آپکے پیدا ہونے کی خوشی میں"! وہ سلگ کر بولی اور نظریں غصے سے پھیر گئی"کوئی قدر نہیں یہاں!! ایسا نہیں کر سکتا تھا کہ اسکے وش کرنے پر خوش ہوتا اسے اپنے ساتھ لگا کر کیک کاٹتا،، پر نہیں یہاں تو عقل ہوتی تب نا، جن نا ہو تو"!! وہ ناک سکیڑ کر رہ گئی اور دانیال دلچپسی سے اسے چہرے کے رنگ دیکھنے لگا۔

"میرے پیدا ہونے کی خوشی تمہیں کیوں ہونے لگی"؟؟ وہ چلتا اسکے سامنے کھڑا ہوا اور حیرت سے اچانک بڑھے قد کو دیکھنے لگا جو پہلے تو اس سے چھوٹی ہوتی تھی اب اچانک اسکی ٹھوڑی کو پہنچ گئی"کیا ہو گیا اس لڑکی کو راتورات"!!

"خان زچ کر کے موڈ خراب کر رہے ہیں "!!وہ غصے سے بولتی رونے جیسی ہوتی رخ بدل گئی۔ "اوہ ہو خان کی جان پھر بتائو تو سہی میرے پیدا ہونے کی خوشی تمہیں کیوں ہونے لگی "!!!!وہ پیچھے سے اسے حصار میں لیکر اسکی گردن میں گہرا سانس بھرتے شرارت سے پوچھنے لگا۔

"اسلئے کیونکہ مجھے معلوم پڑ گیا میرا شوہر پیدا ہو گیا ہے بس "!!!وہ چیخ کر بولتی اس کے حصار سے نکلتی دور ہو گئی اور اسکے جواب پر دانیال کا بلند بانگ قہقہہ پڑا کہ عائشہ کو احساس ہو کیا بول گئی تو بے ساختہ آنکھیں پھیلا کر لب دانتوں میں دبا گئی۔

"تمہارا شوہر تو کب کا پیدا ہو گیا ہے اب تو اسکی عمر تینتیس ہو گئی ہے پھر جب پیدا ہوتے معلوم پڑ گیا تو کہاں تھی اتنے سالوں "!!وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لگا تا قہقہ لگا کر بولا کہ عائشہ شرم سے سرخ ہوتی اسکے سینے پر مکا مار گئی "بہت بدتمیز ہیں آپ "!!وہ جھینپ کر اپنی ہی بات پر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"بتائو نا کہاں تھی کیوں نہیں آئی "؟؟وہ شرارت پر آمادہ تھا اور اسکا چہرا اٹھا کر پوچھنے لگا کہ اسکی بے باکیوں پر عائشہ کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔

"خان "!!وہ اسکے اسرار سے پریشان ہوتی التجا کرتی بولی

"بتائو "!!!دانیال نے روعب سے کہا کہ وہ لب دبا گئی "اپنے گھر تھی اور کہاں چھوٹی تھی نا آپ سے بس ابھی اور کچھ بھی سننا ہے ؟؟"۔۔وہ نظریں پھیر کر کہتی خفگی کا اظہار کرتی دانیال کو اپنی سانسوں سے قریب محسوس ہوئی۔

"آجاتی میرے پاس بانہوں میں اٹھا کر گھماتا تمہیں"!!وہ دل کھول کر ہنستا اسکے پور پور اپنی بے باکی سے سرخ کر گیا۔

وہ خاموش سی کھڑی رہی اور دانیال اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اسکا مرمری ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑ کر کیک کے پاس آیا۔

اس سے پہلے وہ کیک کاٹتا عائشہ اپنے بیچ پلتی ساری بدگمانیاں ختم کر دینا چاہتی تھی اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنا اس سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔

جس پر لبیک کہتے وہ اسکے پائوں پر ہاتھ رکھتی بیٹھ گئی۔

کہ دانیال اس اچانک افتاد پر بوکھلا گیا۔

"عائشہ کیا پاگل پن ہے"!!وہ ناگواری سے جھڑکتا اسے اپنے پائوں سے اٹھا چکا تھا اور اب بری طرح غصے سے گھور رہا تھا کہ عائشہ روتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔

"مجھے معاف کر دیں خان مینے جو بھی کیا وہ سب ایک پاگل پن تھا میرا خوف تھا میں ایسا کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی پتا نہیں کیسے میرے منہ سے وہ سب نکل گیا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں صرف آپ سے اور کسی سے نہیں پلیز مجھے معاف کر کے اپنے دل میں تھوڑی سی جگہ دے دیں میں وعدہ کرتی ہوں کبھی آپکو آپکے جذبو کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی"!!وہ روتی ہوئی مدہم آواز میں اس سے بہت کچھ کہتی معافیاں مانگ رہی تھی اور دانیال کو تو اس سب کی توقع نہیں تھی وہ اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں خان،، میں اور کسی کو نہیں چاہتی ناہی میرے دل میں آپ کے سواء کوئی ہے آپ چاہیں تو مجھ سے قسم لے لیں میں صرف آپکی ہوں!! میں جب اپنے الفاظ جو مینے اپنی کوکھ کیلئے استعمال کیے تھے یاد کرتی تڑپ جاتی ہوں کہ کوئی ماں اس حد تک کیسے گر سکتی تھی اور کوئی مرد ایک تھپڑ مار کر کیسے پھر اسے سینے سے لگائے کھڑا رکھ سکتا ہے؟؟ کوئی کیسے اتنی گری ہوئی لڑکی کے ساتھ گھر بسا سکتا ہے جو دولت کی ہوس میں اتنی گر گئی کہ اسے اچھے برے کی پہچان تک بھول گئی وہ کسی رشتے کے قابل نہیں رہی اپنے ہی وقار عزت کو پاؤں تلے کچل کر آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ جب احساس ہوا کچھ نا بچا اس بدکردار لڑ۔۔۔" وہ سسکتی مزید کچھ کہتی کہ دانیال نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے نازک لبوں پر رکھ دیا۔

"جو ہوا جو گزر گیا وہ تمہارا پاسٹ تھا اور جو چل رہا ہے آئے گا تم اسکے بارے میں سوچو اور سب بھول جائو میں اب اپنی بیوی کے بارے میں کچھ نہیں سننا چاہتا اسے احساس ہوا ہے میرے لئے یہی کافی ہے باقی میں کون ہوتا ہوں معاف کرنے یا نا کرنے والا مجھ سے معاف مت مانگو معافی تو تمہیں جس سے مانگنی تھی اس سے مانگ رہی ہو اور مجھے اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے!! میں جیسا کہتا ہوں تم کرتی ہو میں جیسے چاہتا ہوں تم چلتی ہو پھر مجھے کیا چاہیے اسکے علاوہ ناشکرا نہیں اتنی قیامت جیسی بیوی دی ہے اتنا تو ظرف بنتا ہے نا"۔ ساری بات سنجیدگی سے کہتے آخر میں اسے بانہوں میں بھر کر اسکی آنکھیں چومتا ہنس پڑا کہ عائشہ جب سمجھی تو شرم سے پلکیں جھکا گئی۔

"تمہاری خواہشیں ناجائز نہیں تھی یہ ہر لڑکی کی ہوتی ہیں اچھی زندگی اچھا گھر اچھا رہن سہن سب چاہتی ہیں پر بات یہاں الگ یہ تھی کہ تمنے اسے غلط راستہ سے پانا چاہا تم اپنے ہاتھ پاؤں لگاتی اپنی پڑھائی کمپلیٹ کرتی اسکے بعد تو اللہ تمہیں اپنے رزق سے خوش کر دیتا تمہارے ماں باپ اپنی ایک اولاد سے خوش ہو جاتا بہر حال اسی کا نام زندگی ہے کوئی سنبھال کر چلتے لڑکھڑا جاتا ہے تو کوئی لڑکھڑا کر سیدھا چلنا سیکھتا ہے"۔

دانیال اسے سمجھا کر اپنی زندگی میں اہمیت کا احساس دلانے لگا کہ اس دل میں تمہیں خود جگا بنانی پڑے گی اس معاملے میں وہ کوئی مدد نہیں کر سکتا۔
اور عائشہ نے دل سے یہ چیلنج قبول کر گئی۔

"میں خوبصورت ہوں"؟؟ اسے اپنی تعریف پسند تھی اسلئے دانیال کے چپ کروانے کے بعد وہ اسے دیکھتی بڑی آس سے پوچھنے لگی۔

"صرف خوبصورت نہیں ڈرائونی بھی ہاہاہاہا" وہ اسکا مسکارا دیکھ کر قہقہہ لگاتا اسے آئینے کے سامنے لایا اور عائشہ جھینپ کرنے اپنا میک اپ پھر سے سہی کرتی ہلکا سا ٹچ دیکر خود کو مزید سنوار کر اسکے دل پر بجلیاں گرانے لگی کہ دانیال سے برادشت نا ہوا تو اسکا ہاتھ پکڑ واپس کھینچ لایا اور لا کر کیک کاٹنے لگا۔

اور وہ آہستہ آہستہ تالیاں بجاتی گنگانے لگی۔

"اب جب مجھے تمہاری خواہشیں معلوم ہے اس خان کا تم سے وعدہ ہے وہ تمہاری ہر خواہش پوری کرے گا"۔ کیک کا ٹکرا اسکے منہ میں ڈالکر بولا کہ وہ نظریں جھکا گئی۔

"میری خواہشیں دعائیں آرزوں یہیں ہیں خان کہ میرے ساتھ ہمیشہ خان ساتھ رہے اسکا چھوٹا سا پر سکون گھر ایک چھوٹا سا عالیان چھوٹی سی علینہ بس اور کچھ نہیں"۔ وہ کیک کا ٹکرا اسکے منہ میں ڈالتی بولی اور دانیال محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"صرف عالیان اور علینہ !!!عنایہ علیشہ عالیہ عائلہ عنان عاصم عابد عصمت یہ سب کہاں گئے "؟؟وہ اسکی کمر کے گرد بازو ڈالکر اپنے قریب کرتا تیکھے چتون سے پوچھنے لگا کہ عائشہ جہاں اپنی جرات پر شرمندہ ہوئی وہیں اسکی لسٹ سن کر سٹپٹا اٹھی ۔

"دس"!!!!وہ حیرت کی زیادتی سے نام گن کر بولی

"پورے دس نا ایک زیادہ نا ایک کم"۔ دانیال نے اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا اور جھک کر اسکے لبوں کو اپنی سخت قید میں لے لیا۔

"تمہاری لپ اسٹک کا فلیور کافی اچھا ہے"۔وہ اسکی گالوں کو لبوں سے چھوتا سرگوشی میں بولا "اور یہ تم قد بڑھا کر میرے سامنے آئی ہو یہ تو بہت ہی خوبصورت کام کیا ہے"!۔اسکے نازک کندھے سے ساڑھی کے پلو کا بھوج ہٹا کر وہاں اپنے لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا۔

عائشہ اپنے بگڑے تنفس کے ساتھ سمٹ کر اسکے سینے میں چھپ گئی۔
اور دانیال اسے بازوئوں میں بھر کر بیڈ کے پاس لایا اور احتیاط سے لیٹا کر سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھا پینڈنیٹ نکال کر اسکی شفاف خوبصورت گردن میں پہناتے اسکے سارے بال تکیے پر پھیلا کر اسے اپنے حصار میں لیکر جابجا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔

"میرا گفٹ دو"!!! اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے چہرا اونچا کیا اور ماتھے پر مہر ثبت کرتے بولا کہ عائشہ سے اپنی نظریں اٹھانا مشکل ہو گئی۔

اسنے پیک خوبصورت شرٹ اٹھا کر اسے دی جسے اسی وقت دانیال نے کھول کر دیکھا اور اسکی آنکھوں امیں دیکھتا لبوں سے لگاتے اسکے ہاتھ چومے۔

"یہ تو ازالہ ہو گیا پچھلی شرٹ کا اب میرا گفٹ دو"۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ تکیے سے لگاتے شرارت سے بولا اور عائشہ بکھری سانسوں سے اسے دیکھنے لگی۔

پھر اپنے ہاتھ چھڑوا کر اپنی انگلی اپنے دل پر رکھی اور پھر اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا جہاں دھڑکنیں بے ترتیب تھی اور آنکھیں میچ کر اپنے چہرے کے سامنے دونوں ہاتھوں سے دل شیپ بنا کر آئی لو یو کہتی چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی۔

اسکے اظہار پر دانیال کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا کتنی معصوم تھی یقیناً اگر اسکا پاسٹ ویسا نا ہوتا تو یہ دنیا کی حسین ترین بے مثال لڑکی ہوتی۔

پر اب تو تھی نا اسکے نکاح میں آکر تو وہ ویسی ہی ہو گئی تھی جیسی ایک پیاری سی لڑکی ہوتی ہے۔

دانیال مسکراتا پھر سے اسکے ہاتھ کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھا کر لبوں سے لگائی۔

"میں چاہتا ہوں میرا زور بر تھدے آئے اور تم یوں ہی مجھ سے چھپ کر تیار ہو اور مجھے مدہوش کر دو جیسے اب میں پاگل بن رہا ہوں ویسے ہی چاہتا ہوں میرا پاگل پن روز تمہارے لیے ایسا ہو"۔ وہ اسکی گردن کی شہ رگ پر لب رکھتا اسکی آنکھیں چوم گیا عائشہ اسکی محبت کی برسات میں بھیگتی اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

"دس کے بارے میں ضرور سوچنا"۔۔ وہ اسے حصار میں لیکر اسکے بکھرے بال سنوارتا بولا عائشہ نے خمار بھری آنکھیں کھولی۔

"دو"!! وہ منہ بنا کر بولی دانیال ہنس پڑا "دس اور بس"۔
"نہیں صرف دو اور بس"۔ عائشہ ضد پر اتر آئی تو وہ سوچ میں چلا گیا۔
"ایک حل ہے مانو گی"! سوچ وچار کے بعد بولا۔ "کیسا بتائو پہلے"!!

"نہیں پہلے تم کہو ہاں پھر،، اتنا بھروسہ نہیں اپنے خان پر"!! وہ ناراضگی سے بولا کہ عائشہ اسکی شیو پر ہاتھ رکھتی سر ہلا گئی۔
"ہے بہت ہے سب کچھ خان سے شروع خان پر ختم ہے"! وہ شرما کر کہتی اسکی گردن میں منہ چھپا گئی۔

"یہ ہوئی نا بات" وہ خوشی سے بولتا اسے اپنے سینے پر لیٹا کر سیدھا ہو گیا اور اسکی نازک کمر میں بازو ڈال لیے۔

"اب بتائیں بھی"!

"تو سنو نا جاناد و تمہارے، دس میرے، کل ملا کر بارہ بچے ہوں گے ہمارے چھ بیٹیاں چھے بیٹے اب میں ایک بھی بات نہیں سنو گا خبر دار جو تمنے کچھ کہا بھی تو!! اور انکا نام عازم اور عیشہ ہو گا"۔ وہ اسے دھمکا کر اسکا چہرا ہاتھوں میں پکڑے پھر سے اپنی شدتوں پر اتر آیا۔

عائشہ مسکراتی آسودگی سے اسکے گرد اپنا معصوم حصار ڈالکر سونے لگی۔

اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ جائے اور ہارون شاہ سے بات کرے کہ اسکا بیٹا چاہتا ہے آپ شادی کر لیں۔
اور پھر وہ شخص کیا کہے گا یہی سوچ اسے چپ کروانے پر مجبور کر رہی تھی۔ ادھر ساحل کا اسرار مما پر بڑھتا جا رہا تھا ادھر ہارون شاہ سے بات کرنے کی اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی۔
دن پر لگا کر اڑ رہے تھے۔

وہ تقویٰ سے بات کرتی رہتی تھی پر اس سے بھی یہ مسئلہ شیئر نہیں کر سکی، وہ آجکل صائم کی ہاؤس جاب اور اپنے پیپرز کی تیاری میں مصروف ہونے کے باوجود انہیں پورا وقت دیتی تھی اور حال احوال پوچھتی رہتی تھی۔

ساحل سے اسکی دوستی گہری ترین ہو گئی تھی اور سائرہ بیگم کی تو جیسے اس میں جان بسی تھی۔ ان کی بات شروع اس سے ہوتی تھی اور ختم اس پر۔

زریش یہ سب تو نہیں چاہتی تھی پر پتا نہیں کیسے وہ اس گھر کے مکینوں کی روح میں اتر گئی تھی کہ کبھی کبھی تو وہ بھی گھبر اجاتی اس حد تک چاہ پر۔

سائرہ بیگم نے چلنا شروع کیا تو زریش نے انہیں نیچے والا روم سیٹ کروا کر دیا اور اب نیچے والے روم انکے زیر استعمال تھا۔

اسنے سائرہ بیگم سے ساحل کی ماں لانے کو کہا تو وہ اداس ہو گئی وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ انہونے پہلے ہی ہارون سے بات کی جو بھڑک اٹھے کہ ایک بار زندگی برباد کر کے چین نہیں آیا پھر سے شروع ہو جائیں ان کوششوں میں۔

زریش حیران رہ گئی اور اسکی حیرت بھانپتے ہوئے سائرہ بیگم نے اسے واک کے دوران بتایا کہ اسنے ہارون کی شادی اپنی بھتیجی کی محبت میں زبردستی کروائی تھی اسکی دھمکی سے خوفزدہ ہو کر۔

زریش کو سن کر کافی ترس آیا ہارون شاہ پر، اور دکھ بھی ہوا یہ جان کر کہ مہکار ساحل کو نہیں چاہتی تھی کہ اسے ابھی بچہ ہو نہیں چاہیے تھا پر ہارون کے غصے اسکی ضد کے آگے مجبور ہو گئی اور ابورشن نہیں کروایا۔
وہ اسکی زمیداریاں تو پوری کرتی تھی پر ایک ماں کو جو اپنی پہلی اولاد کیلیئے محبت ہوتی ہے وہ اسے نا دے سکی بلکہ یہاں وہاں چھینکتی ثابت کرتی رہتی تھی کہ اس میں ابھی بچہ سنبھالنے کی سمجھ نہیں اور اس سب کو دیکھتے ہارون نے بھی کبھی اس سے دوسرے بچوں کی خواہش نہیں کی نا ہی اس ٹاپک پر بات چھیڑی وہ جیسے چاہتی کرتا جیسے خوش رہتی رکھتا پر اس سب کے باوجود بھی وہ عورت گھر نا بسا سکی۔

زریش سن کر افسوس کے علاوہ کیا کر سکتی تھی۔

بس کچھ دیر خاموشی کے بعد شام کے سائے پھیلنے لگے تو سائرہ بیگم کو گھر لے آئی ساتھ ساحل بھی جھومتا آرہا تھا۔

"میں ڈنر کی تیاری کرتی ہوں"۔۔ نماز کے بعد وہ سائرہ بیگم سے کہتی کچن میں چلی آئی۔

"دادو"!!زر کے جانے کے بعد وہ سائرہ بیگم کو ضدی آواز میں پکارتا انہیں جھنجھوڑنے لگا۔
سائرہ بیگم مسکرا کر اسکے معصوم چہرے کو دیکھتی تسبیح پڑھنے کے بعد دعا مانگتی چہرے پر ہاتھ پھیرتی ساحل کے چہرے پر پھونک ماری وہ نو کہتا دور ہوا سائرہ بیگم ہنس پڑی۔

"ہاں بولو دادو کے شہزادے"۔انہونے محبت کرتے اٹھا کر اسے گود میں بیٹھایا۔"میں شہزادہ نہیں ہوں"۔وہ منہ بنا کر بولا
۔

"اچھا پھر کیا ہو"؟سائرہ بیگم مسکرائیں اور اسے پیار کیا جو مچل رہا تھا۔"دیو ہوں اور بڑا جب ہوں گا تو ایک سونے کا پنجرہ بنائوں گا اس میں پری کو پکڑ کر قید کرلوں گا کہ بھاگ نا پائے نا ہی کہیں اڑ سکے میں سارا دن اسکے پاس بیٹھا رہوں گا اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے گی یا پنجرہ پوڑنا چاہے گی تو میں اسکے پر کاٹ دوں گا"۔وہ سیاہ آنکھوں میں چمک لئے سائرہ بیگم کو دیکھنے لگا اور وہ دیو اور پری کی کہانی کا اثر دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی اور ہنستے اسکا منہ چوم لیا۔

"پری لائو گے کہاں سے"!!یہ دیو پری کی کہانی اسے ہارون نے ہی سنائی تھی پر اسے کیا پتا تھا اسکا چھوٹا بھالو اسکا کیا رنگ لئے گا۔

"کہاں سے لائوں گا آجائے گی اڑ کر جیسے آتی ہیں چاند سے "۔۔!!وہ انکے ہنسنے پر منہ بناتا بولا۔

سائرہ بیگم ہنستی سر ہلا گئی۔

"اچھا مجھے دیکھانا اپنی پری !میں بھی دیکھو اس بھالو کی مطلب کہ دیو کی پری کیسی ہے "!!!انہوں نے فرمائش کی جس پر ساحل سر ہلا گیا کہ پہلے مجھے بڑا تو ہونے دیں۔

"دادو مجھے مما چاہیے زر آپی مجھ مما بنا کر دیں انہیں کہیں مجھے آپی نہیں مما چاہیے "۔۔کچھ توقف کے بعد وہ انہیں دیکھتا بولا۔

سائرہ بیگم تو خود یہی چاہتی تھی پر ہارون یا غصہ ان میں ہمت ہی نہیں ہو پاتی تھی بات کرنے یا زر کا نام ہی لینے کی۔

"اچھا اگر ہم دونوں مل کر اس مشن پر کام کریں تو آپکو زر مما مل سکتی ہے اگر پرامس کرو اس سیکرٹ کے بارے میں کسی کو نہیں بتائو گے "۔سائرہ بیگم نے سرگوشی میں اس سے کہا کہ کچھ دیر انہیں دیکھتا ساحل جھوم اٹھا۔

"پرامس کسی کو نہیں بتائوں گا "۔وہ بھی انکے کان میں کہتا سائرہ بیگم کی گال کو چوم گیا۔
اور وہ بھی اسے اپنے ساتھ لپٹا کر محبت کرنی لگی۔
جان سے عزیز تھا انہیں اپنا معصوم پوتا۔

اور ان دونوں کی خواہشیں بھی تو ایک تھی پھر ایک ہو کر کیوں نا اس سفر کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

"کرنا کیا ہے پارٹنر"۔۔۔؟؟وہ شرٹ کی کالر کو پیچھے پھینکتا بڑوں کا اسٹائل مارتا سائرہ بیگم کو قہقہہ لگانے پر ایک بار پھر مجبور کر گیا اور اسکے برا ماننے پر انہیں بہت مشکل سے سیریس فیس بنانا پڑا اور اسکے کان میں آج کی پلائننگ ڈالی۔

پھر کیا تھا وہ ڈن کر کے موبائل اٹھا کر لان میں چلا گیا اور سائرہ بیگم نے جو کال کرنا سیکھایا تھا اس پر عمل کرتے بار بار ٹرائے کے بعد جب دوسری طرف مصروف سی آواز ہارون شاہ کی گونجی تو اسنے زور شور سے رونا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا ساحل سب ٹھیک ہے"۔۔۔۔؟؟ہارون شاہ پریشان سے لیپ ٹاپ آف کرتے ورکر کو دومنٹ کو رکنے کا کہتے اٹھ گئے۔

"ڈیڈ مجھے بہت درد ہو رہا ہے پیٹ میں آپ بس آجائیں گھر اور مجھے ہاسپٹل لے چلیں"۔۔۔وہ کہتا پھر سے رونا شروع کر چکا تھا ہاں بس آنسوں نہیں تھے پر آواز بلند تھی۔

سائرہ بیگم اتنا تو چل سکتی تھی اب زر کی مہربانیوں سے کہ دروازہ پر کھڑی ہو کر زر سے باتیں کرتی رہے اور اسکا دھیان جو بار بار ساحل کی طرف جا رہا تھا اسے بھٹکائے رکھے۔

"آنٹی آپ ذرا یہاں رکیں میں ساحل کو دیکھ کر آئوں کہیں ایسا نا ہو کل کی طرح پھر معصوم بچے کو ماریں لڑکے"۔زر ہاتھ صاف کرتی سالن کی طرف اشارہ کرتی باہر جانے کو لگی کہ سائرہ بیگم پہلے ہی بیچ میں آ گئی۔

"آہ۔۔۔ نہیں بیٹا تم یہاں رکو میں دیکھتی ہوں"!!وہ ہڑبڑا کر خود کچن سے جانے لگی تو زر مسکرا دیں۔

"آپ کو تکلیف ہو گی آنٹی سیڑھیاں کیسے اتریں گی"؟؟وہ دروازے سے نیچے اترنے کیلیئے کچھ اسٹیپس بنی سیڑھیوں کا یاد کروانے لگی۔

سائرہ بیگم مایوس ہو کر اپنی اسٹک کا رخ واپس کچن کی طرف موڑ لیا۔
"تم کھانا بناؤ وہ کھیل رہا ہے لان میں مینے کہا ہے کہ باہر نا جائے آج کے بڑے بچے بھی معصوم بنے چھوٹوں پر اپنا رعب بڑھانے کیلیئے انہیں بری طرح منحوس پیٹتے رہتے ہیں"۔وہ کہتی چیئر پر بیٹھ گئی اور زر سر ہلا کر بے چین دل کے ساتھ واپس کھانے کی طرف متوجہ ہوئی ورنہ اسکے سارے حواس کچن کے باہر ساحل کی آواز کی طرف اسے کھینچ رہے تھے۔

پتا نہیں کیا کر رہا ہو گا؟؟ گر نا جائے!! کیسے کھیل رہا ہو گا مٹی میں کپڑے نا گندے کرے بہت سے وسوسے اسے بے قرار کیے رکھا ہوا تھا پر وہ لب بھینچے کھڑی اچار گوشت پکانے کی تیاری کرنے لگی۔

"کیا پکا رہی ہو"؟؟ سائرہ بیگم نے بات بنائی جو اللہ کے مہربانی سے بن گئی۔"اچار گوشت"زر مسکرا کر بولی۔اور پھر باہر کی طرف جھانکا۔

وہ اسکی بے چینی خوب نوٹ کر رہی تھی اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکریہ بھی ساتھ ادا کرتی رہیں۔

"ہارون کو بہت پسند ہے تمہارے ہاتھ کا اچار گوشت وہ بہت شوق سے کھاتا ہے بلکہ تعریفیں بھی بہت کرتا ہے تمہارے ہاتھ کے ذائقے کی"!!زر سٹپٹا کر رہ گئی۔

اور خاموشی سے سر ہلا دیا۔

"ساحل کو بھی بہت پسند ہے تمہارے ہاتھ کا کھانا بس میرے دونوں بچے تمہارے ہاتھ کے کھانے کے دیوانے بن گئے ہیں"!!وہ تیر پر تیر چھوڑ رہیں تھی ادھر خفت گھبراہٹ سے زریش کا چہرا سرخ پڑنے لگا۔

"پہلے وہ نہیں کھاتا تھا گوشت پر جب سے تمہارے ہاتھ کا بنا کھایا ہے اب سے اسکا تو دل کرتا ہے تمہارے ہاتھ سے کھاتا رہے"۔۔۔!وہ مسکرائیں بولیں یہ سب انکے منہ سے نکل گیا تھا اور جب زریش نے ٹھٹھک کر انکی طرف حیرت سے دیکھا تو سائرہ بیگم کو اپنے جملے کا احساس ہوا۔

"معاف کرنا بیٹا میرا ایسا ویسا مطلب نہیں تھا میں کہنا چاہتی تھی کہ وہ تمہارے ہاتھ کا کھاتا رہے کھانا"۔انہوں نے شرمندہ ہوتے فوراً معذرت کی۔

اور زر کی دھڑکنیں جو خوف سے دھڑک رہی تھی بحال ہوئیں اور وہ مسکرا کر ٹال گئی ہارون شاہ کے ٹاپک کو۔

"ہارون کو تمہارے ہاتھ کی گول روٹیاں بہت پسند ہیں"!کچھ دیر بعد وہ پھر بولی کہ زر کو ہنسی آگئی۔

"سب کی روٹیاں گول ہی ہوتی ہیں"!!وہ ہنسی چھپا گئی۔

ابھی وہ انکا مقصد نہیں جان پائی تھی نا ہی ایسا ویسا خیال تھا اسکے دماغ میں۔

وہ تو بس انکی خیر خواہ تھی نا کہ مستقبل کی سیٹنگ کرنے کیلئے آنے والی۔

"میں اب ذرا ساحل کو دیکھ آتی ہوں"!!وہ کہتی سالن کے تیار ہونے کے بعد بغیر سائرہ بیگم کی بوکھلائی ارے ارے سنتی باہر نکل گئی۔

ساحل ہارون شاہ سے بات کر کے ابھی بھی جھوٹی سسکیاں بھرتا موبائل پر گیم کھیلتا اب بور ہو کر جیب میں رکھ رہا تھا کہ پیچھے سے پریشان سی زریش کی پکار سنائی دی۔

"ساحل کہاں ہو"؟؟؟وہ پریشان سی سیڑھیاں اترتی لان میں آئی اور ساحل اسکی آواز سن کر جو لاڈ اٹھوانے کے موڈ میں آگیا تھا تیز تیز رونے لگا۔

"کک۔۔۔کیا ہوا"!!!زریش نے اسکا سرخ چہرا دیکھ کر بھاگ کر اسے بانہوں میں بھرا۔
"مجھے پیٹ میں درد ہو رہا ہے"!!وہ اپنے پیٹ کے بجائے سینے پر ہاتھ رکھتا بولا کہ زریش کا چہرا فق پڑ گیا۔

"ساحل بیٹا یہ تو تمہارا سینا ہے کیا یہاں درد ہو رہا ہے"!!وہ اسکے چھوتے سے سینے پر ہاتھ رکھتی فکر مندی سے بولی ورنہ دماغ نے گڑبڑ مچا دی اور سانسیں بھی جیسے خشک ہونے لگی اسکی تکلیف کا سوچتے۔
ساحل کے ہاں میں سر ہلانے پر وہ اسے خود میں بھینچ گئی۔

"بس بس میر ابیٹا میں ابھی تمہارے ڈیڈ کو کال کرتی ہوں"!!وہ اپنا موبائل اٹھانے کیلیئے اسے لیکر کر گھر کی طرف بھاگی کہ ساحل اسکا موبائل اپنی جیب میں یاد کر کے چیخ پڑا۔

"نووو۔۔۔۔!!! آپ بس مجھے یہاں جھولاتی رہیں پیار کرتی رہیں"!!وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالتا اور تیز تیز رونے لگا کہ زر کو سمجھ نا آیا کیا کرے۔

وہ اوکے کرتی اسے پیار کرنے لگی اور گلے سے لگا کر چہل قدمی کرتی اسے چوم بھی رہی تھی۔

اس ہڑبڑاہٹ میں اسکا دوپٹہ ایک سائیڈ شانے پر پڑا اور نیچے لٹک رہا تھا اسکے پائوں بھی ننگے تھے لمبے بالوں کی بنی فرنچ چوٹی اسکی پیٹھ پر رکھی تھی۔

اسکے سرخ گال خوبصورت نین نقوش گیٹ سے داخل ہوتے آج ماہ و عرصے بعد پھر سے ہارون شاہ کو ساکت کر گئے۔

وہ اسکے بیٹے کو محبت سے سینے سے لگائے یہاں وہاں چکر کاٹتی اسکی دھڑکنیں بڑھا رہی تھی۔

خود کو بمشکل سنبھالتا وہ گلا کھنکار کر آگے بڑھا۔

سائرہ بیگم اللہ کے فضل سے اپنے منصوبے کے کامیاب ہونے پر گھر میں چلی گئی اب انکا پوتا ہے سب کچھ سنبھال لے گا۔

ساحل جوزر کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے آنکھیں موندے پڑا تھا اپنی ڈیڈ کی کھنکار پر وہ دونوں چونکیں۔

اور زریش نے ایکدم پلٹ کر دیکھا ہارون شاہ کو سامنے پا کر اسکی سانسیں تھم گئی۔

یہ عجیب سے کیفیت ہوتی تھی حالانکہ ان ماہ و عرصے میں وہ صرف تین یا چار دفعہ ہی اسکے سامنے آیا تھا۔
پر اسکی سیاہ مقناطیسی آنکھیں شاہوں جیسا روعب دراز قامت ہارون شاہ ایک بچے کا باپ ہونے کے باوجود بھی ہر لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا۔

"وو۔۔۔وہ اسے سینے میں درد ہو رہا تھا آپ انہیں ڈاکٹر کو دیکھا دیں"۔۔۔۔اچانک سے اسے سامنے پا کر وہ بوکھلا گئی اور ہارون نے سرسری سی نظر اس پر ڈالکر ساحل کی طرف دیکھا۔

زرا اپنے سر پہ دوپٹہ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی پر ساحل کے گلے میں بازو ڈالنے پر اس کوشش میں ناکام ہو گئی اور وہ بیچارگی سے لب دبا کر رہ گئی۔

ہارون جانتا تھا یہ نادان اپنی اس حرکت سے انجان ہے اور یہ بھی نہیں جانتی سامنے والے پر کیا بیت رہی ہے۔
وہ تو اپنی خفت سے اس طرح نظریں پھیر رہی تھی اسکی گھنی پلکیں جیسے لرز رہی ہوں۔

"ڈیڈ"!!!ساحل نے دوسرا بازو اسکی طرف بڑھایا اور ہارون شاہ ہوش میں آتا اسے تھامنے کیلیئے آگے بڑھا کہ اسی پل ساحل نے دوسرا ہاتھ انکے بازو کے نیچے سائیڈ سے لیتے پیٹھ پر رکھ لیا۔
اب وہ ایک بازو زریش کے گردن میں دوسرا ہارون شاہ کے پیچھے رکھے انکے سینے پر سر رکھلیا اور زریش کو بھی نہیں چھوڑا۔

وہ دونوں اسے دیکھ رہے تھے جو اب پھوٹ پھوٹ کر سچ میں رو رہا تھا۔

"ڈیڈ مجھے مما چاہیے یہی والی"!!!وہ روتا ہوا زریش کو اپنے ڈیڈ کی طرف کرتا بولا۔
کہ بوکھلائی بدحواس سی زریش اسکے کھینچنے پر ہارون شاہ کے سینے سے سر لگنے سے بچتی اسکے بازو پر ہاتھ رکھ گئی۔

سائرہ بیگم نے تو اسے ضد کرکے آئسکریم کھانے کا پلائن بنایا تھا پر اس سے اتنا بڑا کھیل نہیں کھیلا گیا اور وہ اپنی بات پر آگیا۔

ہارون جو بھاگتا آفس سے یہاں پہنچا تھا اور اب اپنے بیٹے کی بات سن کر سارا مسئلہ سمجھتا زر کے ہراساں چہرے کو دیکھ رہا تھا جسکی رنگت سرخ سے زرد پڑ گئی ہو۔

"و۔۔۔وہ سالن۔۔جل گیا ہے"!!!وہ کرنٹ کی طرح اسکے چوڑے بازو سے ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہونے کی کوشش میں نڈھال ہو گئی۔

"نہیں آج آپ اپنا پنکی پرامس کمپلیٹ کریں"!!ساحل نے بازو اور مضبوطی سے اسکے گردن میں ڈال کر اسے اپنے قریب کیا وہ غصے خفت شرمندگی سے بے بس سر جھکا گئی۔

وہ اتنے قریب اسکے تھی کہ اس سے اٹھتی اسکے کلون کی خوشبو زریش کے ناک کی نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی،خوف سے چلتی کسی غیر محرم کو اسکی دھڑکنیں سنائی دینے لگی تھی۔
اسکا دل کر رہا تھا یہیں سب کچھ چھوڑ کر روتی ہوئی یہاں سے بھاگ جائے۔

"آ آ۔۔ آپ شادی کر لیں پلیز "!!! آنکھیں میچ کر اسنے کہا ہارون کے گھنی مونچھوں تلے لب پل کو مسکرائے اور دوسرے پل اپنے بیٹے کی پھیلی آنکھیں خود پر دیکھیں تو لب بھینچ کر اسے دیکھا اور برو اٹھایا۔

"پلیز "!! ساحل نے بھی ہاتھ جوڑ لیے۔ اور ہارون اسکے ہاتھوں کو چھوڑ متاز ریش کو دیکھنے لگا جو سر جھکائے اسکے بوٹ کو گھور رہی تھی۔

ہارون شاہ کی نظریں اسکے چہرے کے علاوہ کہیں نہیں بھٹکی تھی نا ہی اسنے بھٹکنے دیں۔

"کس سے کروں "؟؟ گھمبیر بھاری لہجے میں اسنے ذرا سا سر گوشی میں پوچھا اور پیچھے سے ہاتھ لے جا کر اسکے دوپٹے کو تھاما۔

زریش کی آنکھیں پھیل گئی اور وہ خود کو اسکے حصار میں پا کر کانپ اٹھی۔

"آ۔ آ آپ "!!!! ابھی وہ چیختی یا اسے غلط کہتی اسی پل ہارون شاہ نے دوپٹہ اسکے سر پر رکھ کر اسکے آگے پھیلا دیا۔

اور اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھا۔ "کس سے شادی کروں مفت کا مشورہ دیا ہے تو دلہن بھی بتا دو "!! اسکا لہجہ اس قدر بھاری اور گھمبیر پر شوق تھا کہ اسے رونا آنے لگا وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے دونوں باپ بیٹے کو دیکھتی ساحل کا بازو اپنی گردن سے نکالنے لگی۔

"کسی سے بھی کر لیں !!! سنبھالیں اسے "۔ اسکی آنکھوں میں جو رنگ دیکھے تھے اس سے وہ پھڑ پھڑا اٹھی اور ساحل کو اسکے حوالے کرتی وہاں سے بھاگ گئی اندر کی طرف

ہارون شاہ نے فکر مندی سے اسکی پشت کو دیکھا۔

"کیوں کیا آپنے ایسا جانتے ہیں کتنی اہم میٹنگ میں جانا تھا دانیال کے حوالے کر آیا اپنا کام"!!!اب اسکا رخ ساحل کی طرف تھا وہ ناراضگی سے کہہ رہا تھا پر اس سے زیادہ غصہ تو ساحل کو تھا اس پر اسکے سارے پلائن پر پانی پھیر دیا اسکے باپ نے۔

"آپ نے ڈیڈ یہ کیوں کہا آپی سے کہ کس سے شادی کروں!!! آپکو سوری کر کے کہنا تھا کہ اب کٹی نہیں ہوں گے اور ساحل کو ملکر مما ڈیڈ کا پیار دیں گے"۔وہ منہ بسور کر بولا اور اتر کر وہاں سے چلا گیا اندر۔

اسکا سارا پلائن ہی خراب ہو گیا تھا صرف اسکے باپ کی وجہ سے اور یہ کیا غصہ کم تھا کہ وہ جواب بھی دئے بغیر بھاگ گئی تھی ۔وہ اپنے روم میں آکر ڈور لاک کر تا بیڈ پر منہ پھولئے بیٹھ گیا۔

ہارون شاہ ہنستا اسکے بچپنے پر گھر میں داخل ہوا اسکا ارادہ اپنی ماں کے روم کی طرف جانے کا تھا کہ من میں پتا نہیں کیا سمایا وہ قدم موڑ کر کچن کی طرف چلا آیا۔

زریش جو وہاں سے بھاگ کر یہاں روتی اپنے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مار رہی تھی اور یہاں سے ہمیشہ کیلئے جانی کی تیاری میں تھی کہ دروازے سے داخل ہوتے ہارون شاہ کو دیکھ کر وہ کاؤنٹر سے لگ گئی۔

اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا اس انسان کو دیکھنے کا جسنے اپنی آنکھوں ہی آنکھوں سے بہت کچھ کہہ دیا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر دانیال یا اسکی ماں کو معلوم پڑا تو وہ تو اسکی حالت بگاڑ دیں۔

"جگہ دیں"!!وہ دوپٹے سے چہرا صاف کرتی آگے بڑھی اور روکھے لہجے میں کہتی جانے لگی کہ ہارون نے کوئی حرکت نہیں کی۔

وہ خونخوار ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"غصہ کس بات کا ہے"؟؟وہ سینے پر بازو باندھے اسے دیکھنے لگا۔اور زر کا دل پتا نہیں کیوں اسکا منہ نوچنے کو کر رہا تھا۔ اسنے تو اسکے بیٹے کیلیئے مخلص مشورہ دیا تھا پھر اس شخص کی آنکھیں کیا بول رہی تھی۔

"آپ نے سنا نہیں جگہ دیں مجھے"!!وہ نیچے آواز میں غرائی۔

" مینے یہ تو نہیں کہا کہ تم شادی کر لو مجھ سے"!!!اسکی آواز سیسہ بن کر زریش کے کانوں میں گونجی اور وہ زخمی شیرنی بن کر اگلے ہی لمحے اسکی جراتمندانہ اقدام پر اسکے منہ پر اپنی انگلیوں کا نشان چھوڑنا چاہتی تھی اور اس نے عمل بھی کیا۔

پر اسکی طرف اٹھتا ہاتھ اگلے ہی پل ہارون شاہ کی مٹھی قید تھا۔

" کبھی کبھی مجھ اپنے نصیب پر غصہ آتا ہے کہ تم کہاں تھی پہلے ؟؟میں کیوں خود کو ادھورا محسوس کرتا تھا!!کیوں اتنے سال اوجھل رہی میری آنکھوں سے اور کیوں مجھ پر زندگی نے ستم کیا مجھے تمہارے بنانے کے بجائے کسی اور کے حوالے کیا"!!وہ سیاہ بھور آنکھوں سے اسکی سرمئی چھٹی آنکھوں میں مسکراتا دیکھتا اسکی کلائی اپنے سامنے کی جس میں ہرے رنگ کے کپڑوں کی میچ چوڑیاں پہنی ہوئی تھی۔

"تمہارا یہ پٹھان حسن زریش خان بہت کمال ہے کہ ہارون شاہ تمہیں پہلی نظر میں ہی اپنی دھڑکنوں میں بسا چکا ہے"۔۔وہ مسکرا کر اسکی حالت کی پرواہ کیے بغیر اپنی حالت اس پر واضح کر رہا تھا۔

زریش نے شاک کی کیفیت میں ڈرتے ڈرتے اسکی مٹھی سے اپنا ہاتھ مروڑ کر نکالنے کی کوشش کی جو اسنے نہیں چھوڑا۔

"تم خان کو نہیں جانتے اسے معلوم پڑ گیا تو تمہیں کاٹ کر رکھ دیں گے "!!وہ سرخ لہولہان نظروں سے اسے دیکھتی غرائی ۔

ہارون ہنس پڑا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی مونچھوں کو بل دیا۔"شاہ کے بارے میں بھی کچھ معلومات رکھ لو مستقبل میں کام آئے گی!!ہماری رگوں میں جنون اس طرح بڑھا ہوتا ہے کہ اگر ایک پر دل آجائے تو سر کٹوانا پسند کرتے ہیں پیچھے ہٹنا نہیں اور تم تو شاہ کا جنون بن گئی ہو اور اسکے بیٹے کی حقیقی ماں تیاری پکڑ لو میرے پاس آنے کی کیونکہ خوشیوں پر میرا بھی حق ہے اور بے فکر رہو ہارون شاہ خوشیاں لٹانے والوں میں ہے،،اور ہم دونوں کا جنون بس ایک ہے وہ ہو تم زریش خان اور شاہ کا ضمیر یہ گوارا نہیں کرے گا کہ وہ اپنے دوست کو جان سے مارنے کی بات کرے بس سمجھ تم اب میرا جنون بن چکی ہو بہت سمجھایا دل کو پر اسنے یہی فیصلہ لیا کہ تمہیں اپنا بنانا ہے اور تمہاری ان کھنکدار چوڑیوں کو اپنے لمس سے مہکانا ہے"!!کہنے کے ساتھ ہی اسے ساکت بت بنا کر اسکی کلائی چھوڑ دی کہ کچن کی فضا میں کھنکدار چوڑیاں شور مچا گئی۔
اسے یہ جو آواز بچپن سے پسند تھی آج اس شخص کی آنکھوں میں اس سے پیدا ہونے والی چمک کو دیکھ کر انتہائی زہر لگ رہی تھی۔

"تمہارے ہاتھوں کا کھانا مجھے بہت پسند ہے جانتی ہو"!!زریش نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔

"کچھ بھی کر لو جانم اب بس یہ دماغ میں بیٹھا دو کہ جنون ہو تم میرا اور اگر بیچ میں کوئی آیا تو یہ شاہ بھول جائے گا ہر رشتہ اور تمہیں اپنا بنا کر دم لے"!

وہ مسکرا کر کہتا اسکے سرخ گال پر اپنی پر تپش نظریں ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔

اور زریش بغیر ایک آنسوں بھی بہائے ساکت آنکھوں ساکت جسم سے لڑکھڑاتی کاؤنٹر کو تھام گئی۔

"کیا ہو گا اب!!دانیال کو معلوم پڑا تو انکی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی صرف میری وجہ سے"!!سوچ کے ساتھ ہی آنسوں ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسلا۔

"مجھے اب یہاں آنا ہی نہیں چاہیے اس سے پہلے بات آگے بڑھے مجھے اپنے قدم روک دنے چاہیے،اب ویسے بھی سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے"!!وہ ایک حتمی فیصلہ کرتی اپنا چہرا صاف کرنے لگی۔

یہ تو طے تھا کہ ہارون شاہ کی وہ نہیں ہو سکتی۔

____

ہارون شاہ کی جنونی باتوں سے وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ مسلسل بوکھلائی ہوئی تھی۔

شام کو دانیال کے آنے سے وہ ساحل سے خاموشی سے موبائل لیتی جانے لگی کہ ساحل نے اسکی چادر میں لپٹا ہاتھ تھام لیا۔

"کیا مجھے نہیں ساتھ لے جائیں گی"؟؟ اسکا سوال اسکے سینے میں خنجر کی طرح پیوست ہو گیا اور وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

اسنے سائرہ بیگم سے بات کرلی تھی کہ "میں اب نہیں آسکتی اللہ کا شکر ہے آپ ٹھیک ہیں،، اب آپ کوئی ملازمہ رکھلیں عائشہ کی حالت ٹھیک نہیں رہتی تو وہ میں اب اسکا خیال رکھنا چاہتی ہوں"۔ سائرہ بیگم کا دل ڈوب گیا اسکے اچانک اس طرح گم صم ہونے اور پھر نا آنے کے فیصلے پر۔

پر وہ خاموش ہو گئی اور اسے ڈھیروں دعاؤں سے رخصت کیا۔

ساحل نے رو رو کر گھر سر پر اٹھالیا تھا جسے بہت مشکل سے سائرہ بیگم نے سنبھالا تھا۔

زریش کا بھی دل خون کے آنسوں رو رہا تھا ساحل کو روتے دیکھ کر اسکے اندر کوئی تڑپ رہا تھا دل کر رہا تھا کہ اسے خود میں بھینچ لے اور کہے کہیں نہیں جارہی میں تمہارے پاس ہی ہوں!! پر نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ اگر اسنے ایسا کیا تو ہارون شاہ کو مزید بڑھاوا ملے گا جو وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

وہ نقاب کیے اپنے آنسوں چھپا رہی تھی دانیال سے جو نا ممکن تھے۔

"میں وجہ جان سکتا ہوں ان آنسوں کی"؟؟ موڑ کاٹتے ہوئے اسنے بمشکل ہچکی دبائے بیٹھی زر سے پوچھا۔

"نہیں کچھ نہیں بس ساحل سے انسیت اتنی ہو گئی ہے کہ دل جیسے رونا چاہتا ہو"۔ وہ پھیکی ہنسی ہنس کر آنکھیں صاف کرتی اسے دیکھ کر بولی۔

اور دانیال نے بھی اسی پل اسکی طرف دیکھا۔

"پھر ساتھ لے آتی صبح اسکول کیلیئے لے جاتا ہارون اسے"۔ دانیال نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے جیسے حوصلہ دیا وہ خاموش سی رہ گئی اور آنسوں کے گالوں پر پھسلنے سے رخ موڑ گئی۔

گھر جاتے ہی اسنے پہلے اپنی چوڑیوں کو اتار کر ڈسٹبن میں پھینکا اور پھر باتھ روم میں بند ہو کر گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

کافی دیر ساحل کو روتے تڑپتے یاد کر کے رونے کے بعد جب سفینہ پھوپھو کی آواز آئی تو وہ جی اماں کہہ کر اپنا چہرا صاف کرتی فریش ہو کر باہر نکلی۔

اور لائونج میں اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی فروٹس زبردستی کھاتی عائشہ کو دیکھ کر اسے ہنسی آگئی۔
اسکا بھرا بھرا جسم خوبصورت سرخ گال گولڈن بال کسی گڑیا کا ہی روپ دیتی تھی۔

اسکے ڈلیوری میں کچھ وقت باقی تھا اور وہ پھوپھو دانیال کے ہاتھ کا چھالا بنی ہوئی تھی۔
دونوں کی جیسے سانسیں اٹکی ہوئی تھی اس میں اور انکی روک ٹوک عائشہ کی رونے جیسے صورت پہ وہ ہنس ہنس بے حال ہو جاتی۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں انہیں کچھ چاہیے تو نہیں"!! زریش کو پاس بیٹھتے دیکھ کر پھوپھو کی توجہ اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھ کر وہ آہستہ سے اٹھی۔

"چپ کر کے بیٹھ وہ چھوٹا بچہ نہیں خود جو چاہیے ہو گا لے لیگا تم یہ ختم کرو"۔۔پھوپھو جھڑک کر بولی جس پر عائشہ کی سٹی گم ہو گئی اور وہ فرمانبداری سے سر ہلاتی صوفے کو چھوڑ کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔

زریش نے دیکھ کر جاندار قہقہہ لگایا اور عائشہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"کیوں پھوپھو میری معصوم بیوی کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں"۔۔دانیال فریش ہو کر باہر آیا اور عائشہ کا سرخ پھولا ہوا چہرا دیکھ کر مصنوعی روعب سے پوچھا

"آجا بیٹا آکر دیکھ تمہاری بیوی کے کرتوت"۔۔انہوں نے گھورتے اسے پاس بلایا جس پر عائشہ گھبرا گئی اور اپنے دوپٹے کو مٹھی میں بھینچ لیا۔

دانیال نا سمجھی سے آگے بڑھا اور انکے قریب پہنچا کہ عائشہ ہراساں نظروں سے پھوپھو کو دیکھنے لگی "کہیں انہوں نے دیکھ تو نہیں لیا"۔۔۔اس سوچ نے اسے آنکھیں پل کو میچنے پر مجبور کر دیا۔

"دوپٹہ دیکھ اسکا جو آگے پڑا ہوا ہے"۔۔۔!!!پھوپھو نے آگے جھولے کی طرح لٹکے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا کہ عائشہ کا سانس خشک ہو گیا۔زریش نا سمجھی سے ساری کاروائی دیکھنے لگی اور عائشہ دانیال کے ہاتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ہاتھوں میں منہ چھپا گئی۔

اگلے پل دانیال نے جیسے اسکی جھولی نما دوپٹے کو کھول کر دیکھا تو ششدر رہ گیا۔

تجسس سے زر بھی اٹھ کر اس دوپٹے کی جھولی کو دیکھنے لگی اور اس میں پڑے فروٹس کے تمام لیے گئے بائٹس کو دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔

"خانم"!!!دانیال نے شاک ہو کر پوچھا اور عائشہ نے دو انگلیوں کے بیچ ذرا سا فاصلہ بناتے ایک آنکھ سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ "مجھ سے اتنا کھایا نہیں جاتا"!!وہ منمنائی

"جو بھی کھا رہی ہے اسکا آدھا اس میں پھینک رہی ہے باقی دو یا تین کترے کھائے ہوں گے سارے فروٹس سے"۔۔
پھوپھو کو مسکراہٹ تو بہت آ رہی تھی پر اسکی دن بے دن بڑھتی ایسی شرارتوں پر وہ تنگ آ جاتی۔
کبھی دودھ کا گلاس گرا دیتی تو کبھی کھانے پر طبیعت خرابی کا اعلان کر دیتی کبھی بیٹھے بیٹھے اچانک دوائی پر بے ہوش ہو جاتی تو کبھی کچھ۔

اتنا تو کوئی چھوٹا بچہ تنگ نہیں کرتا ہو گا جتنا اس لڑکی نے کیا ہوا تھا۔وہ سارا دن اسکے پیچھے پلیٹ لیے گھومتی اور وہ کبھی کہیں پڑی کراہ رہی ہوتی تو کبھی کہیں۔

"زر مجھے ایک دودھ کا گلاس اور پھر سے فروٹس کی پلیٹ پلیز دے کر جائیو"!!وہ ریکویسٹ کرتا عائشہ کو بازوئوں میں اٹھا کر اپنے روم کی طرف چلا گیا۔

عائشہ بدحواس ہو گئی۔ "خان کچھ تو شرم کریں"!!وہ اسے اپنی بیوقوفی سے دھیان ہٹانے کیلئے بولی ورنہ تو ایسے کئی دفعہ وہ پھوپھو کے سامنے اسے بانہوں میں اٹھا کر لے گیا تھا۔

پر اسکی یہ کوشش ناکام گئی جب دانیال نے اسے غصے سے آنکھیں دیکھائیں۔

"کیوں کرتی ہو ایسا"؟؟ اسے بیڈ پر لیٹا کر وہ پاس بیٹھا اور اسکے ماتھے سے بال سنوارے۔ "مجھ سے سچی اتنا نہیں کھایا جاتا"۔ وہ روہانسی ہوگئی جس پر دانیال نے گہرا سانس بھرا۔

"نا تم سے دوائی کھائی جاتی ہے نا تم سے کھانا کھایا جاتا ہے نا دودھ نا فروٹس آخر کیا کروں میں تمہارا تم صرف مجھے اذیت دینا چاہتی ہو بس!! میں دن دن بھر سوچتا رہتا ہوں کھانا کھایا ہو گا کہ نہیں دودھ پیا ہو گا کہ نہیں فروٹس کھایا ہو گا دوائی وقت پر لی ہو گی!! سوچ سوچ کر پاگل ہو جاتا ہوں اور تمہیں ذرا سا بھی احساس نہیں کہ تم۔۔۔۔۔۔۔!! وہ اسکے بہتے آنسوں دیکھ کر آگے کچھ بول ہی نا سکا۔

یہی حال ہوتا تھا جب وہ کچھ کہتا تو وہ آنسوں بہانا شروع کر دیتی۔

ابھی وہ کچھ کہتا کہ اسی پل زریش دروازہ ناک کر کے روم میں آگئی اور فروٹس دودھ کا گلاس رکھ کر وہاں سے نکل گئی۔

دانیال ٹیبل سے ٹرے اٹھا کر بیڈ پر لایا اور دوسری طرف آکر خود بیٹھا ساتھ حصار میں لیکر بیٹھایا۔

عائشہ اسکے سینے پر سر رکھے اسکی شرٹ کر بٹنوں پر انگلی پھیر رہی تھی اور دانیال فروٹس سے ایک بائٹ خود لیتا تو دوسرا اسے کھلاتا۔ وہ مسکراتی کھا رہی تھی۔

"تم جب ایسا کرتی ہو تو مجھے شک نہیں یقین ہوتا جا رہا ہے تم جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہو تاکہ میں آکر تمہیں کھلاؤں"۔
دوائی منہ میں ڈالکر دودھ کا گلاس اسکے لبوں سے لگاتے اسنے آنکھیں سکڑ کر کہا عائشہ پلکیں جھکا گئی۔

"ایسا نہیں ہے مجھ سے کھایا نہیں جاتا پتا نہیں کیوں"!!وہ اسکی گردن میں دونوں بازو لاڈ سے ڈالکر بولی اور دانیال نے ٹرے دوسری طرف سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔

"تو اب کیسے کھایا جاتا ہے"؟؟اسکے لبوں کو انگوٹھے سے صاف کرتے پوچھا اسکی پلکیں لرزنے لگی۔"معلوم نہیں"!!وہ کہتی اسکی گردن میں چہرا چھپا گئی اور دانیال اسکے بھرے بھرے جسم کو احتیاط سے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح بازوں میں لیتا بیڈ پر لیٹ گیا۔

"اتنی خوشیاں دیں ہیں خانم اتنے نخرے تو تمہارے بنتے ہیں"!!وہ اسکی میچی آنکھیں دانتوں میں دبے لب سرخ ہوتی ناک اور اس میں پہنی بالی کو دیکھتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

اسکی گردن پر لب رکھتے اسکے لبوں کو دانتوں کے قید سے آواز کروایا۔
پہلے وہ جس طرح اس پر اپنی شدتیں لٹاتا تھا اب اسکی نسبت بہت نرمی اور احتیاط سے اسے پیار کرتا جیسے وہ موم کی گڑیا ہو اور اسکی ذرا سی چھیڑ چھاڑ پر بکھر جائے گی۔

"ایک دفعہ یہ خان بابا کی پریاں یا خانم کے پرے دنیا میں آجائیں پھر خان اپنی بیوی کے سپنوں کے پیچھے بھاگے گا اور انہیں پکڑ کر اسکے پاس لائے گا"۔ اسکے سرخ لبوں کو مدہم سا چھوتے اسکی گال سہلاتے وہ بولا عائشہ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"مطلب"؟؟؟

"مطلب خانم مینے اور ہارون نے ڈیسائیڈ کیا ہے کہ اب ہم اپنا بزنس کریں گے اتنا تو تجربہ ہم میں آگیا ہے کہ آسانی سے اپنا بزنس شروع کر سکتے ہیں،، پھر اپنی خانم کو ایک بڑی سی گاڑی لا کر دوں گا بڑا سا گھر پھر ہنی مون"!!وہ اسکے نقوش کو محبت سے چومتا اسکی کلائی انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔

"ساری باتیں حیرت سے سنتی آخر میں ہنی مون پر سٹپٹا اٹھی "کچھ تو شرم کریں دو بچوں کے باپ بنتے جا رہے ہیں اب ہنی مون سوجھ رہا ہے"۔ اسکے ہاتھ جھٹکتی شرم سے سرخ ہوتی کہہ کر بمشکل کروٹ بدل گئی۔
الٹراساؤنڈ کروانے سے انہیں جڑوا بچوں کو معلوم ہوا تھا دانیال کافی دن پریشان رہا اور عائشہ بھی سہمی سی رہی پھر پھوپھو کے سمجھانے پر کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے تم لوگ گھبراؤ نہیں اللہ بہتر کرے گا اور دانیال کو تو خاص عائشہ کی ہدایات کی تھی کہ اسے پیار دو سمجھاؤ اسکے دل سے سارا خوف نکال دو۔
اور دانیال نے اس پر عمل کرتے واقعی اسے سنبھال لیا تھا بلکہ دل کے تہہ خانوں میں اس دوران قید کر لیا تھا۔

"میں تو بارہ بچوں کا باپ بن کر بھی ہنی شنی مون پر اپنی خوبصورت بیوی کے ساتھ جایا کروں گا اور مجھے امید ہے میری بیوی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی میرے پیار پر"۔ اسکے سر پر گال ٹکا کر اسے اپنے حصار میں لیتے اسکی پیٹھ کو سینے میں بھینچ لیا۔

"آپ جا کر کھانا کھائیں خان پھر آرام کریں تھک گئے ہوں گے "!!اسکے ہاتھ کی انگلیوں کی سرسراہٹ اپنے پیٹ پر محسوس کرتی سمٹ کر بولی۔

"ابھی موڈ نہیں ہے "!!اسکی کان کی لو کو چھو کر سرگوشی میں بولا اور اسکے پاؤں پر اپنے پاؤں کی انگلیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔

وہ اسکے گلے میں پڑے مضبوط بازو پر لب رکھتی آنکھیں موند گئی۔
کچھ ہی دیر میں وہ سو گئی اور دانیال خاموش اسے اپنے حصار میں لیے اسکے چھوٹے سے سرخ ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیکر دیکھ رہا تھا۔

"دانیال آجائیں کھانا کھانے "!!زریش دروازہ ناک کرتی باہر سے بولی اور دانیال نے فکرمندی سے عائشہ کی طرف دیکھ کہیں جاگ نا گئی ہو۔
ایک گھنٹے کیلیئے سوتی تھی پھر ساری ساری رات کروٹیں بدلتی رہتی۔اگر سکون میں ہوتی تو اسکے سینے کے بالوں سے کھیلتی رہتی ورنہ سیکنڈ میں اسکے لبوں سے کراہ نکل آتی اور وہ تڑپ جاتا۔

کئی بار تو اسے اتنا غصہ آتا کہ جو بھی ہو سامنے ہوتے تو دو کھینچ کر لگاتا اپنی ماں کو اس طرح تنگ کرنے پر۔
وہ اس پر کمفرٹر درست کرتا اسکا سر تکیے پر رکھتا ماتھے پر لب رکھ کر اٹھا اور شرٹ کی سلوٹیں درست کرتا باہر نکلا۔

"سو گئی"؟؟ پھوپھو نے اسے بیٹھتے دیکھ کر پوچھا وہ سر ہلا گیا۔

وہ اسے سلا کر آتا تھا تب ہی تینوں کھانا کھاتے تھے۔

عائشہ کو شام کے سائے پھیلنے پر ہلکہ پھلکہ کھانا کھلا دیتے اور سونے سے پہلے فروٹس اور دودھ دے دیتے تھے۔

شروع کے دنوں میں تو اسنے دانیال کو کھٹے کیلیئے بہت تنگ کیا تھا اور وہ اسکے لئے مجبور بریف کیس میں پھوپھو کی سخت پابندی کی وجہ سے چھپا کر کیریاں لاتا تھا پر پھوپھو رہی عمر رسید خاتون عائشہ چہرا کھلتا دیکھ کر ایکدم انہیں پکڑ لیتی۔

پھر جہاں انکی بے عزتی پر دانیال شیو انگوٹھے سے مسل کر رہ جاتا وہیں عائشہ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں۔

"پھوپھو جان بچی ہے ابھی"!!اور دانیال انکے گلے میں بانہیں ڈالکر عائشہ کو آنکھ مار کھسک جانے کا اشارہ کرتا اور وہ گرین سگنل ملتے ہی آہستہ سے پھوپھو کا دھیان دانیال کی طرف دیکھتی روم میں بھاگ جاتی۔
اور پھوپھو کو جب احساس ہوتا تو وہ غصے سے دانیال کو جھڑک دیتی اور ساری کیریاں اپنے پاس رکھ لیتی۔

وہ ساری تو لا دیتا پر ان میں سے ایک یا دو چھپا دیتا جب عائشہ مانگتی یا فرمائش کرتی تو وہ نکال کر دے دیتا وہ چیختی جھوم کر اسکے گلے میں چمٹ جاتی۔
پر جب پھوپھو نے دانیال کو اسکے نقصانات کا بتایا اس دن سے کبھی اسکے لیے ایسی ویسی چیزیں نہیں لائیں البتہ انکی جگہ ہیلتھی چیزیں کھلاتا زور زبردستی سے۔

وہ جب روم میں آیا تو عائشہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ دانیال کو دیکھ کر مسکرائی۔

"صبح ہو گئی تمہاری"!!وہ مسکرا کر کہتا لیپ ٹاپ لیکر اسکے پاس آیا۔"کب کی"۔وہ مسکرا کر کہتی بے بی کیئر بک سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر پڑھنے لگی اور دانیال اپنا کچھ آفس کا کام کرنے لگا۔

کچھ دیر ایسے ہی چلتا رہا جب اسنے اپنا کام ختم کیا تو عائشہ سر تکیے پر رکھے چھت کو گھور رہی تھی۔

دنیال کے دماغ میں زر کا مرجھایا چہرا گھوم رہا تھا۔اسکا اچانک ناجانا ہارون کے گھر پھر رونا چوڑیاں اتار دینا جو اسنے بچپن سے دل سے لگا کر رکھیں ہوئی تھی کبھی اپنی کلائیاں سونی نہیں کی پھر اب اچانک۔

کچھ تو تھا جو وہ چھپا رہی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ دانیال کو اپنے دوست پر شک تھا ہر گز نہیں ہارون کو جانتا تھا۔اسکے ساتھ اتنے سال کام کیا تھا گہرے دوست تھے اسکی عادت سے واقف تھا کہ صرف اپنی ماں اور بیٹے کے گرد گھومتی تھی اسکی زندگی نا کبھی کسی عورت کی طرف دیکھا تھا نا ہی آفس کی سیکرٹری کی شادی کی آفر قبول کی تھی۔

آفس میں سیکرٹری اسکے ارد گرد گھومتی رہتی تھی وہ کافی بڑی نہیں تھی ابھی لڑکی تھی پر شاید دل ہار بیٹھی تھی شریف قسم کے شاہ پر۔

اور ہارون کو کافی چڑ تھی اس سے وہ جب بھی قریب جانے کی کوشش کرتی ہارون اس پر باور کرواتا کہ وہ ایک بیٹے کا باپ ہے کچھ تو شرم لحاظ بھی ہوتی ہے وہ جھڑک دیتا۔پر سامنے والی بھی ڈھیٹ ہوتی تھی ہنس ٹال دیتی۔

دانیال کو انکا چوہے بلی والا کھیل بہت مزا دیتا تھا ہارون جتنا اس سے بھاگتا دانیال بہانے بہانے سے رابیہ کو اسکی آفس میں بلاتا اور وہ سنتی اسے تھی پر دیکھتی ہارون کو جس کے ماتھے پر لاکھوں کے تعداد میں بل آجاتے۔

اسنے زریش سے بہت پوچھنے کی کوشش کی پر وہ ہنس پڑتی کہ ایسی بات نہیں "بہت کرلی انکی خدمت اب میں اپنی عاشی کی دیکھ بھال کرنا چاہتی ہوں اماں کتنا سنبھالے گی اسے"۔اسے تسلی تو نہیں ہوئی پر خاموش ہو گیا۔

ہارون سے پوچھا کہ کوئی مسئلہ ہوا ہے گھر میں۔

ہارون نے بھی ساری بات سن کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"کہاں کھو گئے"؟؟عائشہ نے ہوتھ ہلایا اسکی آنکھوں کے سامنے جس پر وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام گیا اور لبوں سے لگایا۔

"تنگ ہوتی ہو مجھ سے"؟؟وہ اسکی تکلیف بے سکونی کو محسوس کرتا اسکا بازو اپنے گلے میں ڈالکر اسکے قریب کرتا بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں میں کیوں تنگ ہونے لگی آپ سے"!وہ بھی اپنی انگلیاں اسکے بالوں میں چلانے لگی اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دئے۔

اسنے ناک رگڑی اسکی چھوٹی سی ناک پر اور اسے دیکھا۔عائشہ نے بھی مسکرا کر لب دباتے وہی عمل دہرایا۔

اسنے نرمی سے اسکے بالوں کو مٹھی میں لیا اور عائشہ نے بھی مسکراتے وہی کیا۔دانیال مسکراتا اسکی گال سہلانے لگا اور وہ ہنستی اسکی شیو۔دانیال نے کچھ سوچ کر اسکے کان پر انگوٹھا پھیرا اور عائشہ نے بھی وہی کیا پر شرما گئی۔

"ہاہاہاہابس"!!!اسنے قہقہہ مارا جس پر وہ ناک سکوڑ کر پھر سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

دانیال نے اسکے نچلے لب پر انگلی پھیری عائشہ سٹپٹا اٹھی جس پر وہ ہنستا آنکھیں گھمانے لگا تو وہ گھورتی ایکدم اسکے لب پر انگلی رکھ کر ہٹا گئی پر دانیال نے بروا اٹھا کر داد دی۔

عائشہ نے نظریں گھمائی کہ کچھ ناممکن نہیں۔

"اب جو کروں گا وہ کر کے دیکھائو گی"!!وہ سیریس پوچھنے لگا عائشہ نے سر ہلایا" آفکورس میری ڈکشنری میں ناممکن لفظ نہیں"۔وہ اسکے ماتھے سے بال سنوارتی بولی اور دانیال نے اس حسینہ کو دیکھا۔

"ہاں ابھی تک تو مجھ دکھ رہا ہے چلو آگے دیکھتے ہیں"!!اسنے کہنے کے ساتھ ہی اسکا چہرا اوپر اور خود اسکے چہرے پر جھک کر اسکے لبوں کو قید کر لیا۔
عائشہ کی آنکھیں پھیل گئی۔
"یہ کر لو گی"؟؟؟شرم سے سرخ عائشہ اسے سینے پر ہاتھ مارتی نفی کرنے لگی اور دانیال قہقہہ لگا اٹھا۔

"جب تک تمہیں نیند نہیں آتی تب تک کچھ شرارتیں ہی کر لیتے ہیں"!!وہ کہتا اسکے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں ڈالکر اپنے ہاتھ اسکے تکیے پر اطراف میں رکھتا اسکے چہرے پر جھک آیا۔

"خان مجھے نیند آرہی ہے"۔۔۔وہ بیچارگی سے بولی۔دانیال نے مسکراتے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے پنکھڑیوں جیسے لبوں کو چھوا۔"سو جائو میں صرف تمہیں دیکھ رہا ہوں یار"۔اسنے پھر سے شرارت کرتے کہا۔

ابکی بار اسکے جھکنے پر اسنے اسکی گردن سے ہاتھ نکال کر اسکے منہ پر رکھ دیئے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔سیدھا ہو کر لیٹے اسے اپنے حصار میں لیتے اسٹوری بک اٹھالیا۔

جو روز اسے سناتا تھا پڑھ کر۔

____

وہ بیڈ پر لیٹا سینے میں تکیہ بھینچے اسے چوٹی بناتے دیکھ رہا تھا۔

اسکا دوپٹہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا اور بیچ میں بی کشنز کی دیوار جو اسنے غصے میں بنائی تھی اب تک برقرار تھی۔

وہ کالج کیلئے تیار ہو رہی تھی اور سفید لباس میں جب چوٹی کر لی تو پیچھے پھینکی وہ لہرا کر کسی ناگ کی طرح اسکی نازک کمر پر گری

۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ جاگ رہا ہے ورنہ ہر گز دوپٹہ اتنے فاصلے پر نا چھوڑتی۔

اسکی چوٹی کو دیکھتے ہی حیدر نے گہرا سانس بھرا۔

وہ ظالم اسے اپنی طرف کھینچتی تھی پر اسے صرف اسکے دل میں محبت چاہیے تھی اور جسکا حیدر بہت جلد اس سے اظہار کرنے والا تھا کہ ان آٹھ ماہ میں کیا کیا ستم ڈھائے ہیں حیدر شاہ کے دل پر وہ بالکل زخمی ہو چکا تھا پر اس چیونٹی کو ذرا برابر قدر نہیں تھی۔

اسنے گھورتے اسکا دوپٹہ اٹھا کر اپنی سائیڈ رکھ لیا اور آنکھیں موند لیں۔

وہ بغیر شرٹ کے پڑا حجاب کو بہت ناگوار لگ رہا تھا کہ اس پر نظریں پڑتے اسکی پلکیں لرز جاتی۔

ملازمہ کے ناشتہ تیار ہونے کی اطلاع دینے پر وہ اپنا دوپٹہ اٹھانے کیلیئے مڑی تو حیدر کی سائیڈ دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

اسنے تو فریش ہو کر اپنی سائیڈر رکھا تھا پھر اسکے نیچے کیسے چلا گیا۔
اسے سوتا دیکھ کر وہ پائوں پٹختی جلدی سے اٹھانے کیلیئے اسکی طرف آئی اور کچھ دیر اسکی موندیں آنکھوں گھورتی رہی پھر جب اسکی گہری نیند کا احساس ہوا تو آہستہ سے جھک کر دوپٹہ اسکے نیچے سے نکالنے لگی۔

"ہاتھی کہیں کے ذرا اوپر تو ہو میرا دوپٹہ "۔۔بڑبڑاتی وہ دوپٹہ کھینچنے لگی اسی پل حیدر نے مسکرا کر سرخ گرے آنکھیں کھولی۔

حجاب جو دوپٹہ کو کھینچتی نکال رہی تھی سانسیں کی تپش اور نظروں کو محسوس کرتی اسکی طرف دیکھا پر وہ آنکھیں موندیں پڑا تھا۔

" تھینکس گاڈ"!!گہرا سانس بھرتے اسنے پھر سے دوپٹہ کھینچا جو اب با آسانی سے نکل گیا وہ کندھے پر ڈالکر مڑی کہ اسکی چوٹی پر پکڑ نے اسکے قدم جکڑ لئے۔

وہ پلٹ کر دیکھنے لگی اور حیدر کی مٹھی میں قید اپنی چوٹی دیکھی تو اسکا سانس خشک ہو گیا اسکی سرخ آنکھوں پر۔

وہ کیسے بھول گئی کہ اسکی چوٹی کو دیکھ کر اسکے ہاتھی شوہر پر کوئی بھوت نازل ہو جاتا تھا۔

حیدر نے مسکراتے اپنے ہاتھ پر لپیٹی کہ وہ جھٹکا کھا کر اسکے قریب ہوئی۔

"کیا کر رہے ہیں ہاتھی"؟؟ وہ پھڑ پھڑا کر غصے سے بولی

"چیونٹی کو لپ سٹک لگانی کی کوشش"۔۔!! کہنے کے ساتھ ہی اسنے چوٹی کو کھینچا وہ لہرا کر اسکے سینے پر گری اور اسکے دونوں ہاتھ حیدر کے شانے پر پڑے۔

خوف سے اسکی سانس پھول گئی اور وہ ہراساں ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

وہ اسے گہرے سرخ آنکھوں سے دیکھتا اسکی چوٹی کے بلوں پر لب رکھ رہا تھا۔

"کیا بد تمیزی ہے شاہ"۔۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتی مچل کر رہ گئی کہ حیدر نے اسکی کمر پر اپنی پکڑ مضبوط کر لی۔

"کتنے دن ہیں پیپرز میں تمہارے"!! وہ اسکی چوٹی کو بازو پر لپیٹ کر اسکے سر کو پکڑ لیا۔ حجاب گھبرائی اسے دیکھنے لگی جو کافی سیریس لگ رہا تھا۔

"چار ماہ پڑے ہیں ابھی"!! نظریں جھکا کر وہ مدہم لہجے میں منمنائی۔

"بہت تڑپا رہی ہو سیکنڈ سیکنڈ کا حساب لوں گا حجاب شاہ"۔ اسکے سر کو اپنی جانب پش کرتے اسکی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا کہ وہ بوکھلائی اسکی قربت پر حواس کھونے لگی تھی۔

"کیا کر رہے ہیں شاہ آفس نہیں جانا"!! اسکی دہکتی آگ مانند سانسیں اپنے لبوں پر محسوس کرتی چہرا موڑ گئی پر ناکام رہ گئی اسکے چوٹی میں موجود ہاتھ پر۔

کمر پر موجود اسکی چبھتی انگلیوں کی سرسراہٹ پر اسکے لرزتے بدن میں کرنٹ پھیل گیا۔
اور وہ گردن کے پیچھے کرنے کی کوشش میں جب تھک گئی تو آہستہ سے اسکی پشانی پر اپنی پیشانی ٹکادی اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔
"پلیز"۔۔۔!!اسکے لبوں کے ہلکے سے لمس پر وہ پھڑ پھڑا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی کہ حیدر نے چوٹی چھوڑ کر اسکی گردن میں دوسرا ہاتھ ڈال دیا اور اسے پوری طرح بے بس کر دیا۔

"چھوڑنے کیلئے نہیں تھاما تمہارا ہاتھ دماغ میں بیٹھا دو"۔اسکی میچی کو دیکھتے سختی دے بولا۔"آپ تو تھامنے کیلئے تیار نہیں تھے بھول گئے بھاگنا اپنا"۔وہ بھی کڑھ کر بولی۔

"تم مت نکالو اس فتور کو دماغ سے بیٹھائے رکھو اپنے دماغ میں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔اسے بیڈ پر پٹختے وہ اس پر جھک آیا حجاب نے آنکھیں کھول کر اسے گھورا۔

"اور آپ۔۔۔۔۔۔"باقی کے لفظ اسکے منہ میں ہی دب گئے اور اسکے پھڑ پھڑاتے ہاتھ اسنے مضبوطی سے اپنی انگلیوں میں پھنسا لیے۔

اسکا دہکتا لمس محسوس کرتے اسکی آنکھوں میں پانی آ گیا اور وہ اسکے نیچے مچلنے لگی پر وہ جیسے آج اتنے ماہ کی پیاس بجھانا چاہتا تھا کوئی پرواہ نہیں تھی اسکی۔
اسکے گالوں پر بہتے آنسوں دیکھتے وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"اب پتا لگا کتنا فرق پڑتا ہے مجھے تمہارے ہونے کا"۔۔ گہرا سانس بھرتے وہ اسکی بکھری حالت پر مسکرایا اور اسکی گردن میں جھک کر اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل بنا رہا تھا۔

ایکی بار پھر ہوتی دروازے پہ دستک پر وہ مسکراتا اس سے الگ ہوا اور ساتھ پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر بیڈ سے اٹھا۔

"اگر اب یہ دیوار بیچ سے نہیں ہٹائی تو اس سے بھی برا حال کر دوں گا جانِ شاہ"!!!وہ پاس پڑی اسکے کشنز کی طرف اشارہ کرتا اسکے چہرے پر اپنی شرٹ پھینکتا باتھ روم میں بند ہو گیا۔

"بی بی جی ناشتہ تیار ہے"۔
"آرہی ہوں سنا نہیں کیا"۔۔!!!وہ اسکی شرٹ سے منہ اور گردن صاف کرتی غصے سے بولی۔
اور اسکی سانسیں خود میں محسوس کرتی روتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"کھڑوس جانور رہا تھی کہیں کے بد تمیز شاہ"!!!آنکھیں شرٹ سے صاف کرتی وہ فریج سے بوتل پانی کی نکال کر منہ واش کرتی باتھروم کے دروازے پر لات رسید کر کے غرائی۔

"اب اگر آئندہ تمنے دروازہ پر لات ماری تو میں لاک نہیں لگاؤں گا،، سوچ کر مارنا"۔۔شاور کے نیچے کھڑا دونوں ہاتھوں سے بالوں کو پیچھے کرتے وہ بولا،،
حجاب کی تو روح کانپ گئی اس سے پہلے وہ باہر آئے جلدی سے بیگ چادر اٹھا کر بھاگ گئی باہر۔

حیدر روم بہت کچھ سوچ کر آیا تھا پر روم ویران دیکھ کر گنگناتا تیار ہونے لگا۔

"کافی زبردست ٹیسٹ تھا چھوٹے منہ کا"۔ گاڑی ڈرائیور کرتے وہ اسے دیکھ کر بولا وہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔

"تم ایک انتہائی کے گرے انسان ہو بدتمیز ہو پتا نہیں کیا کیا ہو"!!!وہ اسکے بازو پر اسائمنٹ کی فائل مارتی بھرائی آواز میں بولی حیدر قہقہہ لگا اٹھا اور سارے راستے اس پر فقرے کستا رہا جب تک اسکا کالج نہیں آ گیا۔

وہ پتا نہیں کیا بڑبڑاتی وہاں سے بھاگ گئی اور وہ بلیک گلاسس آنکھوں پر لگائے محبت سے اسکی پشت دیکھتا رہا جب تک وہ اوجھل نہیں ہو گئی۔

آج سنڈے تھا تو وہ دونوں گھر میں موجود تھے۔
دونوں نے ساتھ نماز پڑھی تھی اور تقویٰ قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہی صائم بہت غور سے لفظ لفظ سن رہا تھا۔

کئی دفع اسکا احساس گناہ سے سر جھک جاتا اور کئی جگوں پر رحمٰن رحیم سنتا تو خوش ہو جاتا اور تقویٰ خوشی سے دیکھتا۔

وہ روز اٹھ کر اس طرح ہی سنتا تھا پہلے چھپ کر سنتا تھا اب جب سے نماز پڑھنا شروع کی وہ اٹھ کر اسکے پاس آجاتا تھا یا امام کے پاس بیٹھ کر سنتا۔

وہ اسے لیکر شاپنگ پر جا رہا تھا آج ہی اسکے تایا نے اسکے باپ کی زمین سے فصل کی فروخت پر پیسے اسکے اکاؤنٹ میں بھیجے تھے۔

آغا جانی اس عرصے میں تین دفعہ چکر لگا گئی تھی اور ہر دفعہ تقویٰ سے چھپ چھپ کر معافی مانگتی اور انہیں بتاتی کہ کیسے تمہارے آغا جان تم دونوں کی پل پل کی خبر رکھتا ہے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف تو نہیں۔
وہ صائم کے بدلاؤ سے جتنا خوش ہے کہ اسکے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے۔اور تمہارے بہت مشکور ہیں کہ اسنے جو تمہارے ساتھ کیا پر اس سب کے باوجود تمنے مزید اسکی زندگی برباد کرنے بجائے اسے سنوار دیا۔

تقویٰ بس یہی کہتی کہ وہ تھا ہی بہت اچھا صرف اس پر توجہ محبت کی ضرورت تھی جیسے ایک بچے کو ہوتی ہے۔

آغا جانی خاموشی سے سنتی رہی اور جاتے ہوئے صائم اور تقویٰ کو ڈھیر و پیار دیکر چلی گئی۔
تقویٰ اس سے کہتی تھک گئی کہ نائیٹ ڈیوٹ سے آئے ہیں آرام کریں پر وہ سنے تب نا اسکی یہی رٹ تھی رات کو سوئوں گا نا ابھی چلو انجوائے کرتے ہیں حالانکہ اسکی نیلی آنکھوں میں سرخ ڈورے آگئے تھے۔

"آجائو سائیں کی جان"!!!وہ بائیک اسٹارٹ کرتا بولا اور تقویٰ چادر اوڑھ کر باہر نکلی اور گیٹ بند کرکے اسکے پیچھے بیٹھی۔

"تھوڑا قریب ہو کر بیٹھو کیا جائے گا تمہارا"!!!وہ شرارت سے مڑ میں اسے دیکھ کر بولا کہ تقویٰ کا چہرا سرخ پڑ گیا۔

"چپ کر کے سامنے دیکھیں سائیں ورنہ میں چلنے سے رہی"۔وہ مصنوعی غصے سے بولی حالانکہ اسکے ارادے سمجھ کر اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئی تھی۔

صائم منہ بنا کر بائیک اسٹارٹ کی ابھی تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ اسنے بے ساختہ جھٹکے سے بائیک روکی تقویٰ نے ہراساں ہو کر اسکے شانوں کو تھاما جس پر صائم قہقہہ لگا اٹھا اور پھر سے بائیک اسٹارٹ کی۔

جب تک تقویٰ اسے سمجھتی وہ مین روڈ پر آچکا تھا کہ اب صرف شانے پر چٹکیاں کاٹ کر اسے جھٹکا دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"بہت ظالم ہو ڈاکٹر پر اس طرح ظلم کرتے تمہیں ذرا احساس نہیں میرے مریضوں کو اس تشدد کا معلوم ہوا تو تمہاری خیر نہیں"!وہ کراہ کر بولا تقویٰ نقاب پیچھے ہنس پڑی۔

"مریض گئے بھاڑ میں یہ میری پراپرٹی ہے اور میری مرضی میں کس طرح کا تشدد کروں"۔وہ روعب سے بولی صائم اسکے استحقاق بھرے جملوں پر نثار ہو گیا۔

"صدقے جاواں سائیں کی جان دل خوش کر دیا اس کے بدلے میں تمہیں ایک تحفہ"۔کہنے کے ساتھ ہی اسنے پھر سے یہی حرکت دہرائی۔

"میں آئندہ نہیں آئوں گی تمہاری اس بے ہودہ سواری پر"۔وہ نیچی آواز میں غرائی صائم ہنس پڑا۔"نہیں کرتا اب کچھ بھی بالکل شریف بچہ ہوں میں اب"۔وہ کہتا بائیک اسٹارٹ کر گیا۔

وہ اسے لیکر شاپنگ مال آیا وہاں اسے شاپنگ کرنے کا کہتے خود کچن کی بنائی لسٹ میں سے سامان اٹھا کر ٹرالی میں ڈالتا گیا

۔

جب دونوں فارغ ہوئے تو واپس گھر آ گئے۔

انکے پیچھے ہی ٹیکسی میں سامان آیا وہ تقویٰ کو اندر بھیج کر خود سامان لیتا کچن میں رکھ کر باقی کا روم میں لایا۔

وہ باہر سے ہی کھانا لایا تھا اور تقویٰ کے کچھ امپورٹنٹ ٹیسٹ تھے اسلئے اسے ڈسٹرب نہیں کیا پر کب تک بیٹھا رہتا۔

وہ اسٹڈی روم میں اسٹڈی کر رہی تھی اور بیڈ پر پڑا صائم اسٹڈی روم کے ڈور کو گھورتا چینل پر چینل سرچنگ کر رہا تھا اور بور ہو گیا۔

"تقویٰ"!!! آخر کار وہ پکار بیٹھا۔

تقویٰ اسکے صبر کو دیکھتی مسکراہٹ چھپانے لگی۔"جی سائیں"۔

"یار میرا سر دبا دو پھٹ رہا ہے درد سے پھر میں سو جائوں تو چلی جانا پڑھنے"۔ سر درد کا سن کر وہ بھی مسکراہٹ بھول کر سٹڈی روم سے جھپٹ کر باہر نکلی۔

" مینے کہا تھا کہ آرام کریں پر آپ سنتے کہاں ہیں کسی کی،، دوسرا تو جیسے آپکے سامنے بے معنی ہے، پڑ گیانا درد اب خوش "۔۔!!!وہ ہاتھ نچا کر غصے سے بولتی بیڈ کے قریب آئی اور اسکے پاس بیٹھ کر اسکے سر کو دبانے لگی جس پر صائم نے مسکراتے آنکھیں کھولیں۔

"ہاں اب خوش"۔۔ اسے اپنے ساتھ گرا کر وہ اس پر جھک آیا کہ اس افتاد پر تقویٰ تو بوکھلائی سی رہ گئی۔ اور جب خود کو اپنی دھک دھک کرتی دھڑکنوں کو سنبھالا تو صائم کو خود پر جھکا دیکھ کر اسکی سانسیں رک گئی۔

" کبھی میرے لئے تیار بھی ہو لیا کرو ویسے تو تم ایسے ہی مجھ پر بجلیاں گراتی رہتی ہو پر میں پورا زخمی زخمی ہونا چاہتا ہوں کہ کچھ ہوش نا رہے،، جب میں ان خوبصورت لبوں پر سرخ رنگ دیکھوں، ان بھوری بے چین کرنے والی آنکھوں میں کاجل کی قاتل لکیر دیکھوں۔ اس ناک میں نتھ دیکھوں میں پورا زخمی ہو جائوں"۔۔۔ وہ اسکے لبوں پر شدتیں لٹاتا اسکی آنکھیں ناک کو چوم کر بولا اور اسکی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے وہ سمٹ گئی اور اسکی شرٹ کو مٹھی میں بھینچ کر۔

"کرو گی میرے لئے تیاری"!!! اسکی گردن پر لمس چھوڑتے جب کان پر آیا تو سرگوشی میں پوچھا تقویٰ سر ہلا گئی۔
"میں باہر انتظار کر رہا ہوں تیس منٹس ہیں تمہارے پاس"۔۔ اسکے لبوں پر لب رکھ کر وہ بولا اور تقویٰ نے بے جان ہوتے آنکھیں موند لیں وہ مسکراتا اسکی گال تھپتھپا کر اس سے دور ہوا۔

"یور ٹائم اسٹارٹ نائو"۔۔۔ وہ کہہ کر چلا گیا اور تقویٰ نڈھال سی اٹھ بیٹھی اور اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا لیا۔

وہ شاپنگ بیگ سے کپڑے اور دوسری چیزیں نکالتی سوچ رہی تھی کہ وہ کیوں آج اتنا اتاولا ہو کر اسے شاپنگ کروا رہا تھا۔

سوچ کر ہی اسے ہنسی آگئی۔اور خوش بھی تھی کہ وہ اسکے لئے تیار ہو رہی ہے یہی تو حقیقت جائز تھا کہ اپنے شرعی محرم کیلئے تیار ہوا جائے جس پر وہ خوش ہو۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنے لمبے سیاہ بالوں کو کھول کر انہیں برش کر رہی تھی۔فل سلیوز گولڈن میکسی میں وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔لبوں پر لگائی ڈیپ ریڈ لپ سٹک گھنی پلکوں پر مسکارا آنکھوں میں کاجل خوبصورت سی جیولری میں ناک میں پہنی نتھ۔وہ خود کو بھی نہیں پہچان پا رہی تھی۔

اور صائم کے سامنے جانے سے تو اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے،اسکی پر شوق نظریں اسے ابھی سے خود پر محسوس ہو رہی تھی جن کا تصور کرتے اسکی سانسیں حلق میں اٹک جاتی۔

"یااللہ ہمت دیں"۔۔۔!روہانسی صورت بنائے وہ اللہ کو دیکھتی معصومیت سے بولی اور واپس آئینے کے سامنے آکر دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے لرزتے ہاتھوں وہ کمر پر لہراتے سیاہ چمکیلے ریشمی بالوں کو کچھ آگے اور کچھ پیچھے رکھتی دوپٹہ سیٹ کرنے لگی۔

"یور ٹائم از اوور سائیں کی جان"۔وہ دلکشی سے مسکرا کر کہتا دروازہ کھولنے لگا کہ ہڑبڑاہٹ میں اسکا دوپٹہ ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

اور وہ گھبرائی لرزتے ہاتھوں میں چہرا چھپا کر دروازے کی طرف پیٹھ کیے کھڑی ہو گئی۔

اسکے ایسا کرنے پر چوڑیوں کی کھنک نے خاموش فضا میں سحر پھونک دیا۔

صائم کمر پر لہراتے سیاہ بالوں کو دیکھتا دروازہ لاک کر کے مڑا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔

"تم کانپ کیوں رہی ہو"؟؟ اسکے بالوں کو انگلیوں پر محسوس کرتے وہ اسکی کپکپاہٹ دیکھتا گھمبیر لہجے میں گویا ہوا کہ اسی پل تقویٰ پلٹ کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

صائم اسکے گرد بازو ڈالکر ہنس پڑا۔ "انتہائی کی ڈرپوک لڑکی ہو تم"۔۔وہ مسکراتا اسکے آگے رکھے بال پیچھے کرنے لگا۔

"سائیں پلیز"۔۔۔!!! اپنی گردن پر رینگتی اسکی انگلیاں اسکے جسم میں سنسناہٹ پیدا کر گئی کے کہ وہ پلٹ کر کھڑی ہوئی اسی پل صائم نے سامنے مرر میں دیکھا۔
اور کئی لمحے بغیر پلکیں جھپکائے دیکھتا رہ گیا۔
اسکی نظروں کی تپش پر تقویٰ نے بھی پلکیں اٹھائیں اور سیدھا سامنے مرر میں اسکی بھوری آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائیں اسکی پلکیں لرز گئی پر سامنے والا بے خود اسے دیکھے جارہا تھا۔

"اچھا ہوا تم کبھی کسی کے سامنے تیار نہیں ہوئی ورنہ میری نظروں میں آنے سے پہلے ہی کوئی میرے چاند کو چھین لیتا"۔وہ اسکے سرخ ہوتے نقوش کو دیکھتا بولا۔

"میں کوئی چ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
"تم چاند ہو میرا اندھیروں کا چاند جسنے مجھے روشنی دی ہے تم نہیں جانتی پر میں دیکھتا ہوں رات رات بھر اس چاند کو جو میرے بہت قریب ہوتا ہے"۔ صائم اسکی بات کاٹ کر بولا جس پر تقویٰ نے نظریں اٹھا کر آئینے میں اسے دیکھا۔

وہ اس سے انجان نہیں تھی کہ وہ کافی دیر تک جاگتا بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا رہتا تھا۔

بغیر کسی احساس کے بغیر اسکی نیند خراب کیے اسے گھور تا رہتا تھا پر وہ کیسے انجان رہتی اسکی نظروں سے۔
اور جب تک قریب ہو کر اسکے سینے پر سر نا رکھتی وہ نہیں سوتا تھا۔

"میری منہ دیکھائی"۔۔۔وہ اسکی نظروں سے بوکھلائی سی اپنی ہتھیلی آگی کرتی بولی صائم ہاتھ تھام کر چوم لیا۔

اور جیب بریسلیٹ نکال کر اسکی کلائی میں پہنایا جن میں پہلے ہی ہیروں سے جڑے خاندانی کنگن پہنے ہوئے تھے۔

"اب منہ دیکھائی کے بعد بھی رسم ادا کرنی چاہیئے کیوں"؟؟ اسکے ہاتھ اپنے کندھے پر رکھتے دونوں بازو اسکی کمر پر باندھ کر اسے خود میں بھینچا۔

"کوئی ضرورت نہیں جا کر سو جائیں"۔وہ مچل کر اس سے آزاد ہونے لگی "سائیں"!!!! اسکے شدت بھرے حصار میں اسکی سانسیں جیسے تھمنے لگی اور مزاہمت ترک کر دی۔

"لگنگ گار جیس سائیں کی جان"۔گھمبیر بھاری لہجے میں کہتا وہ اسکی گردن سے گہرا سانس بھرنے لگا تقویٰ نے گھبرا کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔

"یہ چیٹنگ ہے سائیں آپنے کہا تھا کہ تیار ہو کر دیکھائیں"۔۔وہ ہکلا کر گویا ہوئی۔صائم ہنس پڑا۔
"تو تمہیں کسنے مشورہ دیا کہ ایک بگڑے شخص سے منہ دیکھائی وصولو وہ بھی اتنے قیامت پلوں میں جب وہ پورا تمہارے سحر میں جکڑا ہوا تھا"۔اسکی نرم نازک گال پر اپنی شیو کو رگڑتے وہ اسکی نادانی پر ہنسا۔

"تو واپس لیں اپنی منہ دیکھائی"۔ وہ غصے سے بولی اور صائم نے قہقہہ لگایا۔

"نہیں یار میرا موڈ نہیں یہ تمہارے لئے ہی تھا،، پر تم نے مانگ لیا یہ غلط حرکت کی اب بھگتو!! کوئی بھی شوہر بیوی کو ایسے دیکھ کر سلام پھیر کر تو ہرگز نہیں جائے محترمہ"۔ ہنستے اسے اٹھا کر بیڈ پر پٹخا اور خود اس پر جھک آیا۔

"آپ ایک انتہائی۔۔۔۔۔۔

"ہینڈسم ہوں جانتا ہوں یار ہاسپٹل میں لڑکیاں گھورتی رہتی ہیں مجھے اندازہ ہے تم ٹائم ویسٹ مت کرو شاباش آجائو شرافت میں"۔۔۔ وہ اپنے بالوں کو پیچھے کرتا اس پر جھکنے کی کوشش کرنے لگا پر تقویٰ نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اسکا چہرا پیچھے کیا اور سخت گھوریوں سے نوازہ۔

"آپ انہیں دیکھتے ہیں"؟؟؟ وہ دانت پیس کر بولی۔

"قسم لے لو صرف کبھی کبھی کوئی پاس آکر کھڑی ہوتی ہے تو دل میں سوچتا ہوں یہاں میری مولانی کھڑی ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا پھر بس اس پر سرسری سی نظر ڈالکر اپنے کام سے کام رکھتا ہوں"۔ وہ اسکی کلائیاں قید کرتا معصومیت سے بولا۔

"اور یہ سرسری نظر کتنی سرسری ہوتی ہے سائیں"؟؟ وہ سب کچھ بھاڑ میں بھیجتی سخت بیوی والے روپ میں آگئی۔

"اتنی سرسری کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے میرے سائیں پر یقین ہے بیوقوف مت بنائیں مجھے"۔اسکی جھوٹ بولتی آنکھوں کو دیکھتی وہ مان سے بولی صائم نے ایک دم اسے دیکھا۔

"ہائے مار ڈالو گی ظالم"!!!!وہ ٹھنڈی سانس بھرتا اسکے مان دینے پر اسکی کلائیاں بیڈ سے لگا کر اسکی لپ اسٹک رنگے لبوں پر پوری شدت سے جھک پڑا۔

اسکی کلائیاں چھوڑ کر جب اسکی کمر کے گرد بازو ڈالے تو تقویٰ آنکھیں موند کر اسے شانوں سے تھام گئی۔

"بہت خوبصورت ہو اتنی کہ چاند بھی پھیکا پڑ جائے تمہارے آگے"۔وہ کھڑکیاں دروازہ بند کرتا اسکے پاس آیا اور لائٹ آف کرتے اسے خود میں سمیٹ لیا۔

"سائیں"۔۔۔!!کچھ دیر انکی بکھری سانسوں میں تقویٰ کی آواز گونجی۔"ہوں"۔صائم نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا

"کچھ نہیں"۔نفی میں سر ہلاتے وہ نم آنکھیں بند کر گئی۔صائم کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر ہار کر اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا دی۔

"کبھی کبھی بیٹی کی دعا مانگتے میں خود ڈر جاتا ہوں تقویٰ"۔اسکا دل بوجھل ہونے لگا تو تقویٰ نے اسکی گردن میں بازو ڈالکر اسکے گال پر اپنے لب رکھ دئے۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا صرف بھائی ہمیں معاف کر دے"۔۔!!

"اگر انہوں نے سزا دی تو"؟؟ وہ اپنے خوفناک خدشات ظاہر کرتا بولا۔

"تو آپ کیا کریں گے"؟؟ وہ الٹا سوال کرنے لگی صائم نے بھیگی سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"میں مر جائوں گا"۔ اسکی بھاری آواز پر اسکا دل جیسے ساکت پڑ گیا۔ "کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ وہ غصے سے اپنے ڈوبتے دل سے بولی صائم ہنس پڑا۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ اسکے کندھے پر لب رکھتے وہ اسکی غصے بھری آنکھوں میں دیکھتا اسکے کچھ کہنے کیلئے پھڑ پھڑاتے لبوں پر جھک گیا۔

"بچے کی ماں کا نام"؟؟ ڈاکٹر کے پوچھنے پر زریش گہرا سانس بھرتی ساحل کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی بولی "مہ۔۔۔۔۔

"زریش خان"!!! پاس بیٹھے ہارون شاہ نے گھور کر اسے دیکھا اور اسکا جملہ کاٹ کر خود بول پڑا۔

وہ جتنی دیدہ دلیری سے اسے گھر سے یہ کہہ کر لایا تھا کہ ساحل کی طبیعت ٹھیک نہیں آئو ہسپتال چلنا ہے اتنی ہی جرات سے اسکا نام لیکر وہ کیا بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس پر حاوی ہے یا کچھ بھی کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر زریش کو دیکھ کر انتہائی افسوس سے کہہ رہی تھی کہ کیسی ماں ہو اتنے سے بچے کے دماغ پر اتنا اسٹریس کچھ احساس ہے تم لوگوں کو کیا اثر پڑ سکتا ہے وہ اپنا دماغی توازن کھو سکتا ہے پر آجکل کے ماں باپ کو کیا پڑی ہے بچوں کو سمجھنے کی وہ تو اپنے ہی مسئلو کو سلجھانے سے باز نہیں آتے بچے کہاں سے سنبھالے۔

زریش خاموشی سے ساحل کے بخار میں تپتے وجود کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی اور اب ہارون ڈاکٹر کی ہدایات سن رہا تھا۔

"دانیال نے بتایا کہ تمہارے لئے کسی رضا زید کا پرپوزل آیا ہے "!!وہ جب گھر لوٹے تو سوئے ہوئے ساحل کو بیڈ پر لیٹا کر مڑی جب پیچھے کھڑے ہارون نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں "!!وہ سر ہلا کر باہر جانے کیلیئے اسکی سائیڈ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی کہ اسی پل ہارون نے اسکی کلائی پکڑ کر روک دیا
۔

"تمنے کیا کہا "!!!اسے کھینچ کر سامنے کرتے سرد لہجے میں بولا۔وہ دہل کر اسے دیکھنے لگی جس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھی۔

"یااللہ کیا ہوگیا ہے اس شخص کو اچانک سے "۔بے بسی سے سوچ کر وہ اپنی کلائی مروڑتی چھڑوانے لگی جس پر ہارون نے مزید پکڑ سخت کرلی کہ اسکی سانسیں اکھڑنے لگی۔

"مینے پوچھا تمنے کیا کہا دانیال سے "؟؟وہ کلائی کو جھٹکا دیکر بولا زریش پیچھے سوئے ساحل کو دیکھنے لگی پھر باہر دروازے کو۔

"کیا کہنا تھاہاں کر دی آپکو کیا تکلیف ہے"!!!وہ نیچے آواز میں غرا کر کہتی پانیوں سے بھری آنکھوں سے سن ہوتی کلائی کو چھڑوانے میں نڈھال ہوگئی۔

جب حویلی میں معلوم ہوا تھا کہ دانیال نے دوسری لڑکی سے شادی کر دی تو دوسرے دن ہی آغا جانی نے سفینہ بیگم کو کال کر کے رضا کیلئے زریش کا ہاتھ مانگنے آنے کی اجازت مانگی۔

سفینہ بیگم تو خوش سے نہال ہوگئی اور اسنے دانیال سے بات کی صلاح مشورہ کیا جس پر اسنے رضا کی اچھی نیچر کو دیکھتے اپنی رضامندی دے دی اور خوش بھی ہوا زریش کیلئے کہ اللہ اسے خوشیاں دے۔

پھو پھو نے جب زریش سے بات کی تو وہ بھڑک اٹھی اور صاف چٹا انکار کر دیا۔
یہ بات جب دانیال کے کانوں تک پہنچی تو اسے کافی دھچکا لگا کہیں وہ اپنی زندگی نا ایسے بیٹھ بیٹھ کر اسے سزا دیتی تباہ نا کر دے ۔
اس سوچ نے ہی دانیال کی نیندیں چھین لیں اور صبح ہوتے ہی اسنے زریش سے بات کی اور اسے سمجھایا زندگی کا احساس دلایا معافیاں مانگی اور پھوپھو کی طرف توجہ دلائی تو وہ خاموش ہوگئی جسکو پھوپھو نے رضامندی جان کر زہرہ بیگم کا ہاں کر دی۔

رضا سائیں کو وہ بھی اچھی طرح جانتی تھی وہ اسکا ہم عمر تھا۔
الجھن تو ہوئی اسے پر ایک طرف ہارون شاہ کو دیکھ کر دوسری طرف اپنی ماں کی خوشی سے وہ مطمئن ہوگئی۔

وہ سمجھتی تھی کہ اسکی شادی کی تاریخ رکھی جائے گی تو اچانک سے اسکے سر پر دھما کہ ہو گا پر یہاں تو اسنے اسے ہی سہا دیا تھا

۔

"کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے!! آپ یہ اچھا نہیں کر رہے میں بتا رہی ہوں آپکو"۔وہ پھڑ پھڑاتی ہوئی بولی کہ ہارون نے وہ کلائی مروڑتے اسکی پشت پر ٹکا کر اسے قریب کر لیا۔

"اور جو مجھے تکلیف ہو رہی ہے اسکا اندازہ تم لگا سکتی ہو زریش خان"؟؟

"جب مینے تمہیں کہہ دیا کہ تم شاہ کا جنون ہو تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی دوسرے کے بارے میں سوچنے کی!! کیا اسکے لئے ہاں کی ہے کہ وہ ابھی لڑکا ہے یا مجھ سے جوان ہے اسکی تم سے پہلی شادی ہو گی؟ میری دوسری"؟؟؟ اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرا اپنے سامنے کرتے غصے سے پوچھنے لگا۔

زریش کا چہرا سرخ ہو گیا۔

"بہت کوئی گھٹیا سوچ ہے آپکی!! چھوڑیں مجھے میں یہاں اب کبھی نہیں آئوں گی ہمارے گھر مت آئیں آپ بہت برے ہیں "۔وہ روتی ہوئی اسکی سانسیں خود پر محسوس کرتی خوفزدہ ہراساں ہوتی دوسرا ہاتھ اسکے شانے پر رکھتی اسے دور کرنے لگی۔

"مما"!!ساحل کسمسا کر اسے پاس بلانے لگا۔

ہارون اسے دیکھتا مسکرا کر اسکے سرخ بھیگے گال پر جھک کر اپنے لب رکھ گیا۔

زریش کا مانو سانس ہی حلق میں اٹک گیا۔

"ہم دونوں کا گذارہ نہیں تمہارے بنا ایسا کوئی تشدد مت کرو ظالم لڑکی،، مینے اس دل سے نہیں کہا کہ تم پر آئے یا مینے اپنے بیٹے کو نہیں کہا کہ تمہیں اپنی حقیقی ماں تسلیم کرے ہم بس تمہیں دیکھ کر خود ہی اپنا آپ ہار گئے ہیں میں تو تمہیں وقت دینا چاہتا تھا کہ تم مجھے دل سے تسلیم کرو، اپنے پاسٹ کو بھول کر ہارون شاہ کو دل کی دنیا میں آباد کرو پر جب تم میرے پیچھے منصوبے بنا رہی ہو تو میں کیوں بیوقوف بنا دیکھتا رہوں"۔ اسکی کلائی کو آگے کرتے اس پر لب رکھتے وہ بولا اور اسے ساکت چھوڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"مما آپ چلی گئی"!! وہ بت بنی کھڑی تھی کہ ساحل روتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"میں یہیں ہوں ساحل"!! وہ اپنا چہرا صاف کرتی اسکے پاس بیٹھی اسے خود سے لپٹا لیا۔

"مما آپ کیوں چلی گئی مجھے چھوڑ کر"۔۔ اسکا چھوٹا سا وجود لرز رہا تھا وہ اس میں چھپنے کی کوشش کرتا بولا۔

"بیٹا میں چھوڑ کر نہیں گئی مما نے بلا لیا تھا"۔ اسکی پیٹھ سہلاتی اسکے گال چومنے لگی۔ "تو پھر آنٹی کو کہیں وہ ہمارے پاس آجائے آپ یہیں رہیں وہ بھی یہیں رہیں ڈیڈ بھی دادو بھی پھر ہماری بھی بڑی فیملی بن جائے گی"۔

"ہاں میں کہوں گی آپ آرام کریں"۔ وہ اسکا سر تکیے پر ڈالکر بولی کہ ساحل گھبرا کر جیسے وہ بھاگ جائے گی اسکے سونے سے اسکے بازو پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔

زریش بے بس سی تکیے پر سر گرا کر چھت کو گھورنے لگی۔

سئی سی چبھن پر اسنے اپنی کلائی کو دیکھا جہاں سرخ انگلیوں کے نشان تھے۔

اسی لمحے دروازہ ناک کر کے ہارون دوائی لیکر روم میں داخل ہوا اور زریش کو ساحل کے ساتھ اپنے بیڈ پر لیٹے دیکھ کر اسکی آنکھوں میں چمک آگئی اور لب خود بخود پھیل گئے۔

وہ سٹپٹا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر ساحل نے سر اٹھا کر اسکے سینے پر رکھ دیا جہاں وہ گھبرائی تھی وہیں ہارون نظریں پھیر گیا۔

"آپ انہیں سنبھالے مجھے گھر جانا ہے"۔۔وہ روکھے لہجے میں گویا ہوئی۔"نو مما"!!ساحل نے سن کر اسکے گلے میں بازو ڈالکر اسے قید کر لیا۔

"دانیال گائوں کیلئے نکل چکا ہے ہسپتال کے کچھ کام سے مینے اس سے بات کی ہے کہ میں شام کو تمہیں چھوڑ دوں گا گھر ابھی اپنے مستقبل کے بیٹے کا خیال رکھو"۔ساحل کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔

"میں دانیال کو سب کچھ بتا دوں گی"!!وہ غصے سے دھمکی دیتی بولی۔
ہارون ہنس پڑا اور مونچھوں کو بل دیتے اسے دیکھا۔"میں کل آرہا ہوں تمہارے لئے اپنی ماں اور بیٹے کے ساتھ"۔اسکی گال کو چھوتے وہ پچکارتے جیسے بچے کو خوشخبری سنانے لگا ہو اور اسکی پھیلی آنکھوں محبت سے دیکھتے اسکے اوپر کمفرٹر درست کیا اور دروازہ لاک کرتے وہاں سے نکل گیا۔

"عجیب زبردستی ہے"!!!وہ روتی ہوئی آنکھوں پر بازو رکھ گئی جب ساحل نے اسکے گال پر لب رکھے۔

"مما رات کو میرا سر بہت درد کر رہا تھا آپ نہیں تھی نا پھر ڈیڈ نے کہا کہ وہ آپ کو جلدی ہی یہاں لے آئیں گے اور ساری رات وہ میرے سر پر ٹھنڈی پٹیاں رکھتے رہے۔ اور جب بخار نہیں اترا تو وہ مجھے ہسپتال لیکر گئے پھر صبح آپکے ساتھ بھی لیکر گئے"۔ وہ اسے بتانے لگا اور زریش خاموشی سے سنتی رہی۔

" مینے کہا آپ بھی مجھ سے پیار نہیں کرتی تو ڈیڈ نے کہا کہ آپ بہت پیار کرتی ہیں صرف ڈرتی ہیں،، مما کیوں ڈرتی ہیں آپ ؟؟"

"نہیں بیٹا میں نہیں ڈرتی آپکے ڈیڈ کا دماغ کھسک گیا ہے اپنی جگہ سے"۔ وہ اپنے گال کو رگڑتی غصہ دبا کر بولی کہ ساحل کھکھلا اٹھا۔

"یہ حل کر دیں"۔ وہ ایک میتھ کا کوئسچن اسکی طرف کرتی بولی
حیدر نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور پھر کاپی کو۔ "بدلے میں مجھے کیا ملے گا"؟؟ کاپی رکھ کر وہ پھر سے موبائل میں دوست کو ریپلائے کرتے مسکرانے لگا۔

"میں آپکو یہ دوں گی"۔ وہ پاس رکھی ٹوفی اٹھا کر دیکھاتی مسکرا کر بولی۔ حیدر نے اسکی طرف دیکھا اور ہاتھ میں بچوں کی ٹوفی دیکھ کر آنکھیں گھمائیں۔

"میں بڑا ہو گیا ہوں"!!!اسنے جیسے جتایا۔ "ہاں تو بڑے بھی کھاتے ہیں بلکہ ہماری کالج میں تو بڑی بڑی لڑکیاں لیکر کھاتی ہیں "۔

"میں پھر بھی نہیں کھاتا اگر کچھ اور ٹیسٹ کروائو تو چلے گا ورنہ اپنے کام سے کام رکھو اور مجھے ڈسٹرب مت کرو اہم گفتگو چل رہی ہے"۔ وہ اسکے سرخ چھوٹے سے لبوں کی طرف دیکھتے بولا اور پھر موبائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔

اسکی پریشان نظریں کاپی پر ٹکی تھی اور خود پینسل بالوں میں گھماتی اسکا بازو جھنجھوڑنے لگی۔
"ہاتھی کچھ تو ہیلپ کروائو قسم سے بہت مشکل ہیں"۔ وہ دونوں اس وقت بیڈ پر نائٹ سوٹ میں ملبوس لیٹنے کے انداز میں بیٹھے تھے۔

حیدر بیڈ کرائون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور حجاب کاپی پر جھکی ہوئی تھی۔
بیچ سے کشنز تو اسکی دھمکی نے ہی اڑا دئے تھے

وہ اب موبائل رکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔ اور سفید گھیر یدار شلوار شارٹ شرٹ میں کاپی پر جھکی حجاب کو دیکھنے لگا۔

"تم نائٹ کیوں نہیں پہنتی"؟؟ اسکے پائوں کی چھوٹی چھوٹی سرخ سپید انگلیوں کو کھینچتے بولا کہ وہ کراہ کر غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا بد تمیزی ہے کھڑوس ہاتھی تنگ مت کرو مجھے"۔ پینسل کی نوک اسکے بازو پر چبھوتی بولی۔

"ہیلپ چاہیئے"؟؟ چوٹی سے نکلتی بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے بولا حجاب نے سر جھٹک کر اسے گھورا۔"کرتے تو نہیں باتیں مت بناؤ۔ دوسری لڑکیوں کو بڑے بڑے شوہر ملتے ہیں تو انہیں سٹڈی میں ہیلپ کرتے ایک میرا ہی کھڑوس ہاتھی ہے جسے ٹوفی دے رہی ہوں پھر بھی۔۔۔"!!وہ بڑبڑا کر رہ گئی۔

"ہاں تو ان شوہروں کو بھی تو بڑے منہ والی بیویاں ملتی ہوں گی چونچ والی چیونٹی نہیں"!وہ انگلی اسکے لبوں پر پھیر تا قہقہہ لگا اٹھا۔

"میں آپکا خون پی جاؤں گی ہاتھی"۔۔۔وہ چیختی اس پر جھپٹی کہ بروقت اسکے ہاتھ پکڑ لئے ورنہ وہ ضرور آج سینے میں پینسل گاڑھ دیتی۔

"چڑتی کیوں ہو یار مجھے تو پسند ہے نا تمہاری چونچ دل بڑا کروایا ہوتا رہتا ہے"۔وہ اسے کسی بچے کی طرح گود میں لیٹا کر اٹھ بیٹھا۔

"سو جاؤ میری چیونٹی"۔وہ قہقہے پر قہقہ لگاتا اسے تھپتھپانے لگا۔
دوسری طرف حجاب کا فل موڈ تھا اسے ختم کرنے کا۔

"ممتا بھرا احساس آرہا ہے یار ہاہاہاہا"۔اسکے بلند بانگ قہقہے اسے رونے پر مجبور کر گئے۔

کچھ نا سوجھتے اسنے جھپٹ کر اسکی گردن میں دانت گاڑ دیئے۔۔اسکی تیز دانتوں کی چبھن پر اسکا قہقہہ حلق میں ہی دب گیا وہ آنکھیں پھلائے اسے دیکھنے لگا جو سارا غصہ اپنے دانتوں سے نکال رہی تھی۔

"اففف اففف چیونٹی"۔جب درد حد سے سوا ہوا تو اسکی کراہ نکلی اسکی پکڑ کمزور دیکھ کر وہ جھٹکے سے دور ہوتی قہقہہ لگا گئی۔

"مزا آیا ہاہاہا"۔گردن پر دانتوں کے نشان دیکھتے وہ کھلائی۔

حیدر نے اسے دیکھتے ہوئے موبائل اٹھا کر فرنٹ کیمرہ سے گردن دیکھی۔
"مزہ تو بہت آیا پر سامنے کیوں کاٹا ہے آفس میں لوگ دیکھے گے تو کیا کہیں گے "۔وہ بھی شرارت سے دیکھتا گویا ہوا اور شرٹ کے کالر سے ڈھانپنے کی کوشش کرنے لگا۔

حجاب اسکے مزہ آنے پر دانت کچکچاتی گھورنے لگی جب حیدر کی گردن سے دانتوں کے نشان سے ہلکی سی خون کی بوند نکلی جس پر اسنے بے دردی سے انگوٹھا پھیرا تو وہ سہم کر سسکی کر اٹھی۔

"اب تو بڑا ترس آرہا ہے "۔اسنے طنزیہ کہا وہ خوشی سے اسے جلانے کیلئے قہقہ لگا اٹھی ورنہ اندر سے خود کو لعنتیں دے رہی تھی ایسی حرکت پر۔
"بچے ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں مائنڈ مت کیا کرو"۔
"اور ویسے مجھے لگتا ہے ایک ہے جھٹکے سے ساری ممتا اڑ گئی تمہاری "ہنستے ہوئے اسنے اسکی ناک پکڑ کر کھینچی اور اپنی کاپی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"اب ممتا نہیں کچھ الگ سی فیلنگس آرہی ہیں بے بی"۔بازو سے پکڑ کر اسے پھر سے اپنی طرف کھینچا۔
حجاب نے گھبرائے اس اچانک افتاد پر اسکے کندھوں کو جکڑا۔

"کیا کر رہے ہو"؟؟وہ بوکھلائی سی اسکے کندھے چھوڑ کر اپنی گردن ہاتھوں میں چھپا گئی۔
"انتقام بے بی شاہ کا انتقام"!!وہ لفظ چبا چبا کر بولتا اسکے پھولے رخسار پر اپنے دانت رکھ گیا کہ اسکی چیخ بلند ہوئی خوف سے ورنہ وہ تو صرف اسے ڈرا رہا تھا کوئی اسکی طرح بے دردی نہیں دیکھا رہا تھا۔

"ممتا تو دیکھ لی اب انتقام کی آگ دیکھ لو ہاہاہا"۔وہ اسکی سخت مزاہمت پر اسکے گردن پر دانت رکھتا بولا۔

"سوری سوری آئندہ نہیں کروں گی پکا"وہ اسکے کندھے پر مکے برساتی التجا کرنے لگی۔

"پہلے کہو تم چیونٹی ہو"!!!
"ہاں میں چیونٹی ہوں اب چھوڑو"۔وہ اسکا دہکتا لمس محسوس کرتی اکھڑی سانسوں کے درمیان گویا ہوئی۔

"یہ بھی کہو تم حیدر شاہ کی چھوٹے منہ والی چیونٹی ہو"!!وہ اسکی گردن پر لب رکھتا اس پر اپنی گرفت مضبوط کرتے بولا۔

"مم۔۔۔میں چھوٹے منہ والی چیونٹی ہوں حیدر شاہ کی"۔وہ ہلکلاتی بولی تبھی حیدر نے سر اٹھا کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا
۔

"بہت خوبصورت ہو تم چیونٹی"۔ اسکی بند لرزتی پلکیں دیکھ کر انگوٹھے سے اسکی گال سہلائی

"پلیز"!!!وہ اسکی گرم دہکتی سانسیں چہرے پر محسوس کرتی اسے دیکھنے لگی وہ ہنس پڑا۔

"تمہارے پلیز کی ایسی کی تیسی"۔ جھڑک کر کہتے اسکی کمر کو جکڑتے اپنے سینے سے لگالیا اور اسکے چہرے پر جھک گیا۔

"اگر ایسی اسٹوڈنٹ ملے تو فری میں پڑھانے کیلئے تیار ہوں بےبی ہاہاہا"۔ اسے اپنے شکنجے سے آزاد کرتے قہقہہ لگاتے بولا۔

"تھر کی ہاتھی کوئی ضرورت نہیں مجھے تمہارے ساتھ پڑھنے کی"۔ وہ غصے سے اسکی ٹانگ پر چٹکی کاٹتی اپنے بک کاپی پیپرز اٹھا کر وہاں سے نیچے اتر کر قالین پر بیٹھ گئی حیدر قہقہہ لگاتے اسے دیکھنے لگا جسکا چہرا تمتمارہا تھا۔

وہ بھی اتر کر اسکے پاس آیا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر پھینکا "چلو ایک ٹوفی ہی دے دو پڑھا رہا ہوں"۔ اسکے بک اور کاپیز اٹھا کر خود بھی بیڈ پر آیا اور شرافت سے اسے سمجھانے لگا۔

____

اے سی کی کولنگ میں بھی اسکا وجود پسینے سے نم تھا سانسیں سینے میں اٹکنے لگی تھی۔

ٹانگیں بے جان ہوتی سن ہو گئی تھی۔ وہ کافی کوشش کرنے لگی اپنے پاؤں کی انگلیوں کو حرکت دینے کی پر ناکام ٹھہری۔

اسے لگا اسکی موت قریب آگئی ہے اب وہ نہیں بچے گی بس ختم ہو جائے گی۔

اور اگلے ہی لمحے موت کا فرشتہ اس پر نازل ہو جائے گا اور اسکی روح کو جسم سے جدا کر کے لے جائے پھر اسکا حساب کتاب ہو گا۔

اور ایک بار پھر اسکی شرمیلی یتیم ہو جائے گی۔

"نہیں۔ں۔ں"!!!وہ چیخ پڑی اور سانسوں کے پھولنے پر اسنے بھیگی غصے بھری آنکھیں کھول کر پاس پڑے وجود کو دیکھنے لگی جس نے کچھ سیکنڈ میں ہی اسکے فرش سے عرش تک پہنچا دیا تھا۔

"ہاتھی"۔۔۔۔!!!!خود پر پڑے اسکے بھاری بازو جسنے اسکی سانسیں روک دی تھی ٹانگوں پر پڑی اس ہاتھی کی ٹانگ نے اسکی ٹانگیں سن کر دی تھی۔

وہ اسے کوئی تکیہ سمجھ کر ٹانگ اور بازو اسکے اوپر رکھے خراٹے مارتا سو رہا تھا اور وہ غصے سے بے حال ہوتی چیخ رہی تھی پر دوسری طرف کسے اثر پڑنے والا تھا۔

"اے اللہ کے بندے انسان بن ایک تو ساری ساری راتیں مجھے اپنے خراٹوں سے سونے نہیں دیتے دوسرا جو پھر بھی آنکھ لگے تو اپنے من بھر کے بازو ٹانگ رکھ کر جان لینے کے درپر آجاتے ہو آخر مینے تمہارا بگاڑا کیا ہے آج مجھے جواب دو"!!!وہ گلا پھاڑ کر چلاتی ایک ہاتھ سے اسکے بال پکڑ کر اسے جھنجھوڑنے لگی۔

حیدر نے اس افتاد پر گھبرا کر سرخ آنکھیں کھولی اور سامنے پڑی چیونٹی کے سرخ تلملاتے چہرے کو دیکھا۔

"کیوں گلا پھاڑ رہی ہو"؟؟اسنے سخت گھوری ڈالی۔

اور حجاب بھیگی آنکھون سے اسکے جاگ جانے پر اللہ کا شکریہ کرتی اسے اپنے آپ پر پڑے اس ہاتھی کے بازو اور ٹانگ کی طرف خونخوار بنی اشارہ کرنے لگی۔

حیدر نے اس سے نظریں ہٹا کر اپنے بازو کو دیکھا اور پھر ٹانگ کو۔

"اب منہ کیا تک رہے ہو مارنے کا ارادہ ہے ہٹاؤ اسے اور دوسری بات اپنے حلق سے آتی آوازوں کو دبا کر رکھو ورنہ میں تمہارا گلا دبا دوں گی"۔ وہ اپنی موت کو اتنی قریب سے دیکھ کر ہراساں ہو گئی تھی جسکا غصہ اب خود حیدر پر نکال رہی تھی بلکہ جان سے مارنے کی بھی دھمکیاں دے دیں۔

حیدر نے گھورتے ہوئے اسے اپنا بازو اور ٹانگ ہٹائی جس پر حجاب نے سکون کا سانس لیا اور ایک گہرا سانس بھر کر ٹانگوں کو حرکت دی۔

"اللہ کا شکر ہے کہ تمہیں ہوش آیا ورنہ میں سمجھی بس"۔۔۔ دوپٹے سے پسینے صاف کرتے وہ اس مسکرا کر دیکھتی کروٹ بدل گئی۔

"تم اتنا کیسے بول لیتی ہو میں تو اب تک اس پہلی کو سلجھا نہیں سکا ہوں"؟؟ اسنے دانت پیس کر اسکی پشت کو دیکھتے کہا۔

"کیونکہ تمہارے پاس دماغ نہیں اور مینے تو یہ بھی سنا ہے ہاتھی کا دماغ اسکے گھٹنوں میں ہوتا ہے اب اللہ جانے سچ ہے یا جھوٹ پر تمہیں دیکھ کر حقیقت ہی لگ رہی ہے"۔وہ دانت کچکچا کر بولتی منہ تکیے میں گھسا گئی۔

حیدر اپنی نیند کے خراب ہونے پر غصے سے اسے گھور رہا تھا۔"کتنی پرسکون نیند تھی کہ ساری کی ساری نیند کا ستیاناس مار دیا چیونٹی نے"۔۔۔۔

بچپن میں وہ یہ سوچتا تھا کہ ایک چیونٹی اتنے بڑے ہاتھی کو کیسے مار سکتی ہے پر اب اپنے سامنے پڑی چیونٹی کو دیکھ کر اسے معلوم پڑا تھا کہ یہ چھوٹی سی چیونٹی اب اتنے بڑے ہاتھی کے دماغ پر اٹیک کرے گی تو یہی حال ہوگا جیسے اسکا ہو رہا تھا۔۔

"۔۔۔وہ اپنی سوچ پر خود کو جھڑک گیا۔"کیا میں ہاتھی ہوں استغفر اللہ

"سو رہے ہو تو اپنا جنریٹر بند کر کے سونا دماغ خراب کر کے رکھ دیا خر خر سے"۔وہ سونے کیلئے کروٹ لیتا آنکھیں موندنے لگا تھا جب وہ غصے سے بولی۔
حیدر نے بے بسی سے گہرا سانس بھرا پھر اپنا رخ اسکی طرف کر لیا۔

"یہ جنریٹر خود بخود چالو ہو جاتا ہے اسکا میرے پاس کوئی علاج نہیں"۔سلگ کر بولتے وہ اسکی پیٹھ کو دیکھ رہا تھا۔

اسکے ہو نہ کرنے پر آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک کمر میں ڈالا اور کھینچ کر اپنے بازو پر اسکا سر رکھا۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہو"۔۔؟؟ وہ اسکے حصار میں خود کو پا کر ہراساں ہو گئی۔

"چپ کر احسان فراموش دو گھنٹے میرا دماغ چاٹا ہے اور اب صرف میرے سونے کی آواز برداشت نہیں ہوتی نا ہی میرا معصوم وزن"۔۔وہ اسکی ٹانگوں پر اپنی ٹانگ رکھتے اسکی کمر میں بازو ڈالکر اسکی پشت اپنے سینے میں بھینچتے اسکی گردن میں منہ چھپا کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

"مم۔۔۔مجھے سونے دیں حیدر میں خود کب سوئی ہوں آپ سے زیادہ تو دماغ میرا گھسا ہے کوئسچن میں"!۔۔وہ مچلتی خود کو اسکے حصار سے نکالنے لگی جس پر حیدر نے اسے بے بس کر دیا۔

"جانِ حیدر اگر جنریٹر بند چاہیئے تو ایسے ہی سو جاؤ ورنہ خر خر بھی سنو گی اور میرے بازو کا من بھر وزن بھی برداشت کرو گی اب سوچ لو"۔اسکی گردن میں منہ چھپانے کی کوشش کرتے وہ سرگوشی میں بولا۔
وہ اپنے بگڑے تنفس کے ساتھ آنکھیں میچ کر دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے ہتھیار ڈالتے دیکھ کر حیدر نے مسکراتے اسکے کان پر لب رکھے۔"گڈ بے بی"!!
"مجھے معلوم ہوتا کہ یہ نقاب پوش چیونٹی میری بیوی بنے گی تو اس دن فری میں تمہیں ونڈو والی سیٹ دے دیتا بلکہ پھولوں کے ہار بھی پہناتا سسر صاحب کو کہ انسان کے پتر بن کر چیونٹی ہی کیوں پیدا کی"۔۔!!اب جب وہ چیونٹی اسکے قید میں آگئی تھی اور ہتھیار ڈالے پڑی تھی تو یہ کیسے ممکن تھا وہ خاموش رہتا۔

"وہ اس لئے کہ میری مام کو معلوم تھا انکا داماد ایک تھرکی ہاتھی ہونے والا ہے تو انہوں نے تبدیلی کی وجہ سے مجھے یعنی کہ شریف بچی کو بھیج دیا"۔۔وہ چیونٹی کہتے کہتے ہڑبڑا کر بات بدلتی زبان دانتوں تلے دبا کر خاموش رہ گئی۔

"ابھی تم اعتراف کرنے والی تھی کہ تبدیلی کی وجہ سے ساسوماں نے چیونٹی کو جنم دیاہاہاہاہاہا"!!وہ قہقہہ لگااٹھااور حجاب منہ بسور کر بغیر کسی جواب کے آنکھیں موند گئی۔

حیدر اسکے کوئی رسپانس نا دینے پر سر اٹھا کر دیکھنے لگا تو وہ نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

"میری نیند برباد کرکے اب خو مزے سے سو رہی ہے چیونٹی کہیں کی"۔وہ غصے سے بڑبڑاتا خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

حامد صاحب کی ڈیتھ کے ایک ماہ بعد ہی کالج میں ایڈمشن اوپن ہوگئے تھے اور اسکی چیخ چلاہٹ کو اگنور کرتے حیدر نے اسے تھرڈ ایئر میں ایڈمشن لیکر دیا۔

جسکے ایگزام کو بھی چار ماہ رہ گئے تھے۔

اور وہ چاہتا تھا اسکی تعلیم مکمل ہو تو وہ اپنی زندگی کی شروعات کرے تاکہ بعد میں اسے اس سے کوئی شکوہ نا ہو۔

"جتنی تیاری لڑکیاں نہیں کرتی شادی میں جاتے ہوئے اتنی ہی آپ کرتے آفس جاتے ہوئے پتا نہیں کس کو امپریس کرنے کے چکر میں ہیں"۔وہ اسے بلیک تھری پیس سوٹ میں سر سے پائوں تک دیکھتی جل کر بولی۔
بریف کیس اٹھاتے حیدر نے مسکراہٹ دبائی۔

"بس ہے ایک حسینہ جس کے زلفوں کے اسیر ہو گئے ہیں ہم"۔۔!!وہ پاس سے گذرتا آنکھ دبا کر بولا۔

"یہی یہی ٹھرکیوں کی نشانی ہوتی ہے"!!وہ پیچھے بھاگتی اسکے قدموں کی رفتار سے رفتار ملانے کی کوشش میں بیگ کندھے میں لٹکا کر غصے سے بولی۔

حیدر مسکرا کر سر جھٹکتا پورچ سے گاڑی نکال کر اسکے سامنے کھڑی کی اور ریموٹ سے ڈور اوپن کیا۔

"آ جائو ٹھرکی کی چیونٹی"۔وہ اسکے نقاب میں گھورتی سیاہ آنکھوں کو دیکھتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

"ویسے سیکرٹری کی جگہ کوئی لڑکا ہے یا لڑکی"۔۔؟؟وہ سرسری سا دیکھتی لاپروہ انداز میں پوچھنے لگی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کچھ بھی کرے میری بلا سے۔

اور حیدر سامنے روڈ سے نظریں ہٹا کر اسکی طرف دیکھنے لگا جو سوال پوچھ کر بالکل انجان بن گئی تھی جیسے جواب دو یا نا دو مجھے کون سا فرق پڑے گا۔

"عموماً تو لڑکیاں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔

"اور آپ نے لڑکا رکھا ہے رائٹ"؟؟اسکی بات کاٹ کر وہ بیچ میں ہی خوشی سے چہک کر بولی۔

"اب کیا ساری تبدیلیاں میں ہی انجام دوں جب عموماً لڑکیاں سیکرٹری کی پوسٹ پر ہوتی ہیں تو ظاہر ہے میری سیکرٹری بھی تو لڑکی ہو گئی عجیب بچکانہ سوال ہے"۔ وہ آنکھیں گھما کر کہتا ڈرائیونگ کرنے لگا پر دوسری طرف تو وہ آگ پر لپٹ چکی تھی ۔

"اسکے شوہر کے ساتھ سیکرٹری چپکی ہوتی ہے اسکی غیر موجودگی میں کیا بکواس حقیقت تھی"۔۔!!!حیدر اسکے سرخ نیلے پیلے تاثرات کو دیکھنے لگا۔

"مجھے جاب چاہیے وہ بھی سیکرٹری والی"!!کالج کے سامنے گاڑی کے رکتے ہی اسنے حیدر کے سر پر دھماکہ کیا۔

"مزاق اچھا تھا پہلے جا کر اچھا سا ٹیسٹ دیکر رات کو مجھ سے چیک کروائو"۔ وہ مسکرا کر نقاب کے پیچھے اسکی گال تھپتھپا کر بولا۔

"میں ٹیسٹس دے دوں گی پیپرز دوں گی آن لائن کلاسسز اٹینڈ کروں گی پر مجھے جاب چاہیے وہ بھی تمہاری سیکرٹری کی جگہ پر اور اب اگر ارے شرے کی تو یہ مت بھولیں اس بزنس میں میں برابر کی پارٹنر ہوں آدھا میرا بزنس ہے اور میں اپنے بزنس پر خود نظر رکھنا چاہتی ہوں قریب سے مجھے کسی پر یقین نہیں"۔ وہ کہتی بغیر اسکی گھوریوں پر دھیان دئے گاڑی سے اتر گئی۔

"میں بھی بھینگا بھکاری نہیں اللہ کا دیا گیا سب کچھ ہے آکر بھیکارن کی جگہ لے لینا پر میری سیکرٹری کہیں نہیں جائے گی"۔ تپ کر کے کہتا آنکھوں پر بلیک گلاسس چڑھا کر گاڑی ریورس کرتا وہاں سے نکل گیا۔

اور حجاب ہکابکا سی اسکے گرے آنکھوں پر بلیک گلاسس لگائے آتش فشاں ہو کر جانے پر جل گئی۔

"اللہ نے نور آنکھوں میں دیا ہے پھر یہ کالا گلاس چڑھا کر ضرور اس چڑیل کو ہی بیوقوف بنا رہا ہو گا اور ہمدردیاں بٹور رہا ہو گا ہاتھی کہیں کا"۔

"چھوڑنے والی نہیں میں تمہیں چھٹی ہونے دو آ کر بات کرتی ہوں تم سے"۔ خطرناک ارادے باندھ کر وہ گیٹ سے اندر چلی گئی۔

انہیں ذرا بھی دانیال کا تقویٰ کو اس خوشی بھرے موقع پر نا بلانے اور مو اسر پرائز اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں سفینہ کہ اللہ نے میرے بچوں کے نصیب میں اتنی اچھی لڑکیاں لکھی ہیں"۔ آغا جانی پاس ثانیہ بیگم کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی زریش کا ماتھا چومتی بولیں۔

زریش خاموش سی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

کل گھر چھوڑتے وقت بھی ہارون شاہ اس پر باور کروانہ نہیں بھولا تھا کہ وہ صرف اسکی ہے اور اسکے علاوہ کسی کا خواب نا دیکھے۔

اور اب اسے کچھ ہی دیر میں رضا سائیں کے نام کی انگوٹھی پہنائی جانے والی تھی۔

اسنے ذرا سی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو دانیال کو آغا جان اور وجدان صاحب کے محو گفتگو پایا۔

عائشہ سامنے ہی اسکی ماں کے ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھی۔
آغا جانی ثانیہ بیگم اس خوبصورت سی گلابی گڑیا سے ملکر کافی خوش ہوئی تھی اور اسے امید سے دیکھ کر ڈھیروں دعائیں دیں۔

تقویٰ صائم کا قصہ انہوں نے جان بوجھ کر نہیں چھیڑا کیونکہ جانتی تھی تقویٰ کے پاسٹ سے پھوپھو انجان تھی۔

اس ساری فیملی کے اکٹھے ہونے پر ان دونوں کی کمی شدت سے سب کو محسوس ہو رہی تھی پر ایک طرف دانیال تو دوسری طرف آغا جان۔

آغا جان کی پوری نظر تھی اپنے پوتے پر کہ کس طرح نوکری کیلیئے دھکے کھا کر ایک چھوٹی سی اکیڈمی میں پارٹ ٹائم جاب کرتا تھا اور اپنے باپ کی زمین جو وجدان صاحب کے زیر نگران تھی اسکے پیسے ملتے ہی اپنی تعلیم جاری کی بلکہ اسے مکمل کرتے اب ہائوس جاب کر رہا تھا۔
اور اس دوران اسکی بیوی نے اسکی ہمت ہی نہیں بلکہ اسکا بازو بن کر اسکا پورا ساتھ دیا تھا۔
اسکی ٹانگوں میں طاقت ڈالی آگے بڑھنے کی اسکے ہاتھ سن کیے حرام کو چھونے کیلیئے۔
اسکے پائوں میں توانائی دی کسی غریب کی مدد کو آگے بڑھنے کیلیئے۔

کبھی تو انہیں اپنا پوتا اتنا پیارا لگتا کہ دل کرتا کھینچ کر دل سے لگا دے اور اسکا ماتھا چوم لے تو کبھی اسکا گناہ سامنے آتا تو دل کڑوا ہو جاتا اور وہ سنگ دل بن جاتے۔

"رسم شروع کریں"؟؟ثانیہ بیگم آغاجانی کو دیکھتی بولی۔
جہاں دانیال نے نظریں پھیری تھی وہیں زریش کی دھڑکنیں تیز ہوگئ۔
اسے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ماتھا بھیگتا محسوس ہوا۔
وہ کانپ رہی تھی پتا نہیں کیوں ایک میچور لڑکی ہوکر بھی کانپ رہی تھی ہارون شاہ کے ٹوٹے خوابوں کی وجہ سے یا ساحل کی سسکیوں کی وجہ سے وہ جان نہیں پارہی تھی۔

دانیال نے اپنی گھڑی پر نظریں ڈالیں ہارون نے اس سے کہا تھا کہ وہ آج اپنی ماں کے ساتھ اسکے گھر آنے والا ہے اور دانیال خود اسے اس خوبصورت پلوں میں شامل کرنا چاہتا تھا پر پتا نہیں کہاں رہ گیا۔

اسنے سب پر نظر ڈالکر راہداری کی طرف دیکھا۔

"کیوں نہیں"۔آغاجانی نے خوش ہوتے زریش کے صدقے لیکر پیچھے کھڑی ملازمہ کو پیسے تھمائے۔

"ہاتھ آگے کرو بیٹا"۔آغاجانی خوبصورت سی ہیرے کی انگوٹھی ململ کے کیس سے نکال کر اسکی طرف کرتی بولی۔

وہ ڈر کر اپنی انگلیاں بھیچ گئ۔
آنکھوں سے بے آب پانی برسنے لگا۔وہ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھنے لگی جو اٹھ کر اسکے پاس آگئ۔

"بیٹا ہاتھ آگے کرو"۔۔۔انہوں نے اسکا ہاتھ کھول کر آغا جانی کی طرف کیا کہ زریش بے آواز روتی لب بھینچ کر آنکھیں میچلیں۔

"ایک منٹ"۔اچانک فضا میں ہوتی بیل پر دانیال نے انگوٹھی کو انگلی کے پاس سے روک لیا۔

"زر ساحل اور آنٹی کو بھی اس خوشی کے موقع پر شریک ہونے کا حق ہے"۔وہ اسے دیکھ کر مسکراتا بول کر اٹھا۔
جہاں آغا جانی ثانیہ بیگم نے انجان ہوتے ایک دوسرے کو دیکھا وہیں زریش کی سانس حلق میں اٹک گئی۔

اسکی ڈھڑکنیں ساکت پڑ گئی۔
"مما"۔۔۔!!اسکی سسکی کانوں میں گونجی تو وہ بت بن گئی مٹی کا بت جیسے اس میں کوئی سانس نا ہو نا ہی روح ہو۔

"السلام علیکم"۔۔۔اسکی بھاری گھمبیر آواز زریش کانوں میں دھک دھک کی طرح گونجنے لگی۔
وہ سب سے ملتا آغا جانی ثانیہ بیگم اور سفینہ پھوپھو کو سلام کرتا بالکل زر کے سامنے صوفے پر دانیال کے ساتھ بیٹھ گیا۔

زریش کے جو کان ساحل کی میٹھی آواز کیلیئے ترس رہے تھے اب بالکل ماحول میں سکوت چھایا دیکھ کر متلاشی نظریں لائونج میں گھمائیں۔
پر وہاں پہلے سے موجود وجودوں میں صرف ایک ہی وجود کا اضافہ ہوا تھا جو اب کڑکڑاتے سفید شلوار قمیض میں کندھے پر شال ڈالے سیاہ گھنی مونچھوں کو بل دیئے ٹانگ پر ٹانگ رکھے آغا جان دانیال اور وجدان صاحب سے بات کر رہا تھا۔

زریش کی شاک نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے اسنے اسکی طرف ذرا سا دیکھا اور نرمی سے مسکرا دیا۔
اسکے اتنے نرم تاثرات سرخ آنکھیں دیکھ کر زر کو پتا نہیں کیا ہونے لگا کہ اسنے اپنی ماں کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

سفینہ پھوپھو اسکی گھبراہٹ والی کیفیت سمجھتی مسکرا کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔
"بھائی آپنے کہا تھا آنٹی اور ساحل آرہے ہیں"؟؟ عائشہ دوپٹہ درست کرتی اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔
جس پر پھوپھو اور دانیال نے بھی سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
ہارون نے سر ہلایا۔ "کہا تو تھا اور آنا بھی چاہتی تھی پر ساحل کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اسلئے نہیں آ سکیں"۔ وہ مسکراتا بولا پر سامنے بیٹھے وجود کے دل و جان کو انگاروں کے نذر کرتے بے چین بیقرار کر گیا۔

"کیوں کیا ہوا اسے ؟؟ وہ ٹھیک تو ہے ؟؟ کہیں تیز بخار تو نہیں ؟؟ آپنے دوائی دی اسے ؟ کھانا ابھی نہیں کھائے گا کچھ دیر بعد کھلایئے گا ورنہ وومٹنگ ہونے لگے گی اسے ،، اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں یاد سے رکھیے گا، آپ ایسا کریں آنٹی کو کال لگائیں میں خود بات کرنا چاہتی ہوں پتا نہیں کس حال میں ہوگا ضرور رات کو بغیر بلینکٹ کے پڑا ہوگا تبھی تو بخار ہو گیا ہوگا"۔ وہ تڑپتی ممتا کے ساتھ پوچھنے لگی کسی کا بھی خیال کیے بغیر لاتعداد سوال کرتی سب کو ہکا بکا کر گئی۔

"زر"۔۔۔ اسے بے چین پہلو بہ پہلو بدلتے دیکھ کر پھوپھو زہرہ بیگم اور ثانیہ بیگم کے فق چہرے دیکھتی جھڑکنے لگی۔

پر دوسری طرف ہوش کسے تھا۔ اسکی نظروں کے سامنے تو صرف اسکا تڑپتا بھالو تھا جسکا بخار میں سرخ چہرا روتا اسکے سینے سے لپٹا بار بار مما کہہ کر پکار رہا تھا۔

"کال کریں دیکھ کیا رہے ہیں "!!!خاموش خود کو تکتے ہارون شاہ کو گھورتی وہ جھڑک کر بولی۔
اس وقت سارے ماحول سے لاپروہ تھی کچھ دیر کا ڈر خوف بھلائے اسے گھور رہی تھی۔

"زریش "!!!دانیال کے اشارہ دینے پر عائشہ اسے ہوش میں لانے لگی۔

"عاشی دیکھو تو سہی کیسے خاموش بیٹھا ہے کیا سن نہیں رہے آپ "۔۔۔وہ سرخ چہرے سے غصہ ہوئی جس پر دانیال اپنے جبڑے بھینچ کر غصے سے اسے گھورنے لگا۔

"آپ گاڑی نکالیں مجھے پتا ہے آپ سے کچھ نہیں ہو گا"۔وہ اپنا لہنگا سنبھال کر اٹھ کھڑی ہوئی جس پر ایک پل کو ہارون کی آنکھوں میں تبسم کھلا دوسرے ہی پل وہاں سکوت چھا گیا اور وہ ایک بھی نظر اسکے قیامت سراپے پر ڈالے بغیر نظریں پھیر گیا۔

آغا جان اور وجدان صاحب بھی نظریں پھیرے بیٹھے تھے صرف پھوپھو اور دانیال کی ہی آگ برساتی نظریں اس پر تھی۔

ہارون نے جب اپنی ماں سے زریش کے گھر چلنے کا کہا تو وہ سن کر خوش ہو گئی اور پھر اسکے صدقے لینے لگی پر جب زریش کی مرضی کا پوچھا تو ہارون کو افسوس سے سر نفی میں ہلانا پڑا کہ کئی گھنٹے سائرہ بیگم بول ہی نا پائی۔
اور پھر اسے سمجھایا کہ پہلے زبردستی کا انجام دیکھ چکی ہوں ہارون اب ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتی کہ وہ بچی ساری عمر تمھیں زبردستی کے طعنے دیتی پھرے یا تم سے نفرت جتائے۔

اگر اسکی رضا نہیں تم میں وہ کسی اور کو اپنا جیون ساتھی چاہتی ہے تو بیٹا اسکی زندگی ہے اسے پورا حق ہے اپنی زندگی جینے کا۔

اتنے برے وقت میں جہاں ہر کوئی ہم سے کنارہ کشی کر گیا وہیں اس نیک اللہ کی بندی نے تمہاری مرتی سسکتی ماں کو چلنے کے قابل بنایا بلکہ تمہارے دن بے دن ہڈیوں کا وجود بنتے زندگی سے تنگ تاریکی کا وجود بنتے بیٹے کو پھر سے جینا سیکھایا کیا وہ اس زبردستی کی مستحق تھی۔

تمہیں تو سب کچھ لٹا کر بھی اسکا احسان نا چکا سکو اور تم کیا کرنے جا رہے ہو۔

سائرہ بیگم کے سمجھانے پر اسے اپنے کیے کا احساس ہوا تو ساری رات کروٹ پر کروٹ بدلتا سو نا سکا۔

پاس پڑا اسکا بیٹا سسکتا رہا زریش کے آغوش کیلئے اور وہ اپنی کیفیت، تڑپ سے نڈھال ہوتا اپنے بیٹے کو تھپک کر سلانے کی کوشش کرتا رہا۔

اسکی آنکھ ایسے ہی چھت کو گھورتے گھورتے رات سرک کر اجالے میں بدل گئی۔

صبح سائرہ بیگم اسکے ساتھ چلنا چاہتی تھی پر ساحل کی طبیعت کی وجہ سے آنا سکی۔

اور اسے اپنی دعاؤں اور احسانوں کا شکریہ کے ساتھ بھیج دیا۔

کچھ ہارون بھی اپنے کیے کی معافی چاہتا تھا اسلئے خود بھی آ گیا۔

"خاموش ہو کر بیٹھو وہ ٹھیک ہے"۔ پھوپھو نے اسے کھینچ بیٹھایا کہ وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتی انہیں دیکھنے لگی۔

جہاں ساحل کیلئے اسکی دھڑکنیں بے ترتیب تھی وہیں اب ماحول کا احساس کرتی وہ سرخ چہرے سے بیٹھے دانیال کو دیکھ کر تھوک نگلتی سر جھکا گئی۔

"آپ بے فکر رہیں میں آنے سے پہلے ڈاکٹر کے پاس لیکر گیا تھاوہ آرام کر رہا ہے"۔نرم لہجے میں اسے تسلی دیکر وہ دانیال کی طرف متوجہ ہوا اور اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

پھوپھو مسکراتی زہرہ بیگم اور ثانیہ بیگم کو سمجھانے لگی اس کی نادان تڑپ کا۔
کہ وہ معصوم بیمار بچے کیلیئے ہے جو روز رات کو یہیں سونے آتا ہے اور آجکل بخار میں ہے اسلیئے۔

اور وہ دونوں مسکراتی مطمئن ہو گئی۔
پر اسکی بھیگی آنکھوں میں کوئی کہاں دیکھ رہا تھا جسکا دل کر رہا تھا ابھی ہی ہارون شاہ کے کالر سے پکڑ کر چیخ چلائے۔
پر کیوں وہ نہیں جانتی تھی صرف اتنا جانتی تھی ساحل بخار میں پھینک رہا ہے اسکا بیٹا اسکا معصوم دل کا ٹکرا۔

"آپ رسم شروع کریں"۔۔۔ثانیہ بیگم نے مسکراتے آغا جانی کو اشارہ کیا وہ مسکراتی سر ہلا گئی۔
زریش نے ہارون کو گھورتے بے دردی سے لب دانتوں تلے دبالیا کہ درد سے اسکے بدن میں کرنٹ پھیل گیا پر وہ بغیر آنسوں بہائے بت بنی نظریں انگلی میں پہلے چمکتے ہیرے پر ٹکائے بیٹھی تھی۔

"میں چلتا ہوں اب!!کچھ ضروری کام سے جانا ہے"۔اسکی انگلی میں پہنے ہیرے سے نظریں ہٹا کر وہ بولتا مسکراتے دانیال سے ملا جو اسے کھانا کھا کر جانے پر اسرار کر رہا تھا۔
پر اب ہارون کو لگ رہا تھا کہ ایک پل بھی مزید اس دشمن جان کو آنکھوں کو سامنے دیکھا تو سب کچھ تہس نہس کر دے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا جیسی خوشیاں اسنے دی تھی اسے۔

"ملکر خوشی ہوئی تم سے کبھی فرصت سے ملاقات کریں گے"۔ آغا جان اسکا کندھا تھپتھپا کر بولا اور وہ سر اثبات میں ہلاتا زریش کے پاس آیا۔

"خوش رہیں"۔ شاپنگ بیگ اسکے پاس رکھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا بغیر اسکی کھنک کرتی چوڑیوں کی طرف دیکھے۔

دانیال مسکراتا اسے چھوڑ کر لوٹا تو زریش آہستہ سے اٹھی اور اپنا لہنگا سنبھال کر پاس رکھے بیگ کو اٹھاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

اور اب جب رسم کے بعد سب لڑکیوں سے یہی توقع رکھتے تھے تو کسی نے اسکے چہرے کی طرف توجہ نہیں دی اور زرروم میں آکر دروازہ لاک کرتی منہ کے بل بیڈ پر گر کر گھٹی آواز میں رونے لگی۔

باہر خوشی سے چہکتی آوازیں آرہی تھی اور اندر وہ درد سے تڑپ رہی تھی۔
"یااللہ میں ہی کیوں ان سب دردوں کیلیئے ان سب آزمائشوں کیلیئے میں کیوں"؟؟؟ وہ زندگی میں پہلی بار زبان پر شکوے لیکر آئی تھی جو شکوہ ہوش سنبھالتے اپنے باپ کے ناہونے پر بھی نہیں آیا جو شکوہ اپنی ماں کو روتے دیکھ کر نہیں آیا کبھی!! کبھی شکوہ اسکے لبوں پر نہیں آیا یہاں تک کہ بچپن سے جس کے نام سے بیٹھی تھی اسکے اچانک کسی اور کے ہونے جانے پر بھی نہیں،، اپنی محبت کو کسی دوسرے کی جھولی میں ڈالتے نہیں آج۔۔۔ آج ایک چھوٹے سے کسی اور کی کوکھ کے بچے کے چھین جانے سے لبوں پر آگیا تھا۔

وہ سوچ سوچ کر تڑپنے لگی تھی سسک رہی تھی اسکی حالت کا اندازہ لگاتے جب اسے معلوم ہوگا اسکی مما اسکی آپی کسی دوسرے کی ہونے جارہی ہے ہمیشہ کیلیئے،، کیا وہ جی سکے گا یا برداشت کر لے گا۔

کیسے برداشت کرے گا وہ چھوٹا سا بھالو جس سے تو ابھی اپنے کانپتے ہاتھوں سے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا جاتا تھا وہ کیا خود کو بکھرنے سے بچائے گا۔

اسکا معصوم سا ساحل جو صبح نہا کر سردی سے اس میں چھپ جاتا تھا اسکے دوپٹے میں گھس کر بیٹھ جاتا تھا۔

اس سے شدید راز والی اپنے دوستوں کی باتیں شیئر کرتا اسکے کان میں پھسر پھسر کرکے سناتا۔

کیسے وہ اسکے بغیر رہ سکے گی یا وہ رہ پائے گا۔

ہچکیاں بھرتے اسنے اپنا سر دائیں طرف کیا تو وہاں رکھے بیگ کو دیکھ کر آنکھیں مسلنے لگی۔

"جھوٹے دھوکے باز انسان جنون مائے فٹ"۔۔۔!!!غصے سے وہ اٹھ بیٹھی اور چھین جھپٹ کر بیگ کھونے لگی۔

سنہری کلر کے بڑے سے ڈبے کو نکال کر وہ حیرت سے دیکھنے لگی جس میں ہر کلر کی کانچ کی چوڑیاں موجود تھی۔

ان پر شاک سی نظریں ڈالتی وہ پھر بیگ سے نکلی ماتھا پٹی کو گھورنے لگی جو انکی پٹھان عورتیں شادی کے بعد ماتھے پر سجاتی تھی۔

ایک سیاہ کاجل کی ڈبی تھی اور ساتھ ہی چٹ ملی اور سائرہ بیگم کی طرف سے ایک سونے کا سیٹ۔۔

"آپنے جو ہمارے لئے کیا اسکا احسان تو میں نہیں چکا سکتا ہاں اپنے کیے کی معافی مانگ رہا اگر آپ میرے انداز سے خوفزدہ ہوئی ہیں تو ایک اور احسان کرتے مجھے معاف کر دیں ان شاءاللہ اب کبھی ناہارون شاہ آپکی خوشیوں کے راستے میں آئے گا ناساحل شاہ،، اسکی آپ فکر ناکیجئے گا مینے آیا کا بندوبست کر لیا ہے کل یا پرسو وہ آجائے گی اور اماں آپکی مہربانیوں سے چل پھر سکتی ہیں تو کھانا ضرور پکا کر کھلا سکیں گی،، آپ اپنی زندگی میں خوش رہیں میری دعائیں آپکے ساتھ ہیں کیونکہ آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اسکے آگے اس سے لکھا نہیں گیا یا اسنے کچھ جان بوجھ کر نا لکھا اور وہ بت بنی اسے گھورتی رہی۔

گاڑیوں کے اسٹارٹ ہونے کی آواز پر اسنے جلدی سے چٹ چھپادی۔
اور چوڑیاں کا جل ماتھا پٹی بھی الماری میں کپڑوں میں دبا کر رکھ دی۔

"تو اب آپ اسکے لئے آیا رکھیں گے مطلب مجھے نا آنے کا اشارہ دے رہے ہیں"۔۔۔۔!!وہ سوچ کر رہی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اور باہر پھوپھو بار بار اللہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر لاکھ لاکھ شکریہ ادا کر رہی تھی۔پر انہیں کیا پتا اندر بیٹھے وجود پر کیا بیت رہی ہے۔

عائشہ دانیال کو زمین کو گھورتا دیکھ کر اسکے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی تو وہ مسکرا کر اسکے گرد بازو ڈال گیا۔

"کچھ چاہیے"؟؟اسکے ماتھے پر لب رکھتے وہ پوچھنے لگا جس پر وہ اسکی سرخ آنکھیں دیکھتی نفی کرتی اسکے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔

"پیار کرنے کا موڈ ہے خانم کا ہوں"؟؟ اسنے شرارت سے اسکے بال سنوارتے پوچھا تو عائشہ صرف اسے ہنسانے کیلیئے شرما کر سر ہلا گئی جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"آپکا خادم حاضر ہے خانم "!! ہنستے وہ اسے بھی کھکھلانے پہ مجبور کر گیا۔

"تقویٰ کو معاف کر دیں نا خان اسکا تو قصور بھی نہیں جسکا گناہ ہے آپ اسے سزا نہیں دے رہے جو بے قصور ہے اسے تڑپا رہے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے خان "۔۔۔!! ہر رات کا دہرایا سوال آج پھر وہ اسکے کانوں میں انڈیلنے لگی جس پر دانیال نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم باز مت آنا"!! گھور کر کہتا غصے سے روم سے نکل گیا اور وہ بے بسی سے اسکی چوڑی پشت کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھتی رہی۔

____

"مجھے لگتا ہے ڈاکٹر زید ہمیں ہی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ دیر ہونے کی صورت میں نا صرف مریض کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا بلکہ ہمیں بھی خطرہ ہو سکتا ہے"۔ ڈاکٹر آفاق صائم کو دیکھتا بولا۔

سینئر ڈاکٹر کی غیر موجودمیں آیا کیس جو دو خاندانوں میں ہوئی مقابلے بازی میں لگی سینی میں گولیوں سے اسے ایمر جنسی وارڈ میں شفٹ کیا گیا تھا اور اب خود کسی سینئر ڈاکٹر کے انتظار میں تھے کہ اس مریض کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر صائم زید سے بولا۔

صائم نے نرس اور کمپوڈر کو اس مریض کا خون سے لت پت سینا صاف کرتے دیکھا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ ہمارا پہلا ایمرجنسی وارڈ کا کیس ہے رائیٹ"۔۔!وہ چلتا بیڈ پر پڑے کراہتے مریض کی جانچ پڑتال کرنے لگے۔

ڈاکٹر آفاق ہنس پڑا۔

"صاحب اندازہ نہیں حقیقت ہے پہلا کیس پہلا تجربہ اور پہلی کامیابی ان شاءاللہ"۔وہ مسکراتا بولا اور صائم مریض کی حالت دیکھ کر سیریس ہو گیا۔

"چلو پھر شروع کرتے اللہ کے نام سے اور اگر بیچ میں کوئی سینئر آ گیا تو ضرور ہیلپ ملے گئی"۔ہاتھوں پر گلووز چڑھا کر منہ پر ماسک لگاتے اسنے اپنا موبائل نکالا اور مسکراتی نیلے گہرے پانیوں جیسی آنکھوں سے تقویٰ کو میسج ٹائپ کیا۔

پاس کھڑی نرس اور کمپوڈر کی بھی وقتاً فوقتاً نظریں اس ہینڈسم سے بھورے بالوں اور نیلی آنکھوں والے شہزادے پر ٹک رہی تھی۔

وہ کتنا خوبصورت لگ رہا تھا،،اسکا لاپروہ انداز مغرور ناک سرخ لبوں پر نرم مسکراہٹ،،وہ کوئی یونانی دیوتا ہی لگتا تھا۔

جو مسیحا بن کر انکی ہاسپٹل میں آ گیا تھا۔

ڈاکٹر آفاق اس پر بری طرح فدا تھا کہ کئی بار اس سے کہہ دیا تھا کہ میں جب آنکھیں موندتا ہوں تو مجھے کوئی حسینہ نہیں ڈاکٹر زید کا چہرا دکھنے میں آتا ہے۔۔۔

جہاں اسٹاف میں قہقہے گونجتے وہیں صائم زید کا پھندے نما بازو اسکے گلے میں ہوتا۔

اسکا کہنا تھا مینے ساری زندگی لڑکیوں سے فلرٹ کیا اور اب ایک ہینڈسم سے ڈاکٹر سے فلرٹ کر رہا ہوں ایک ڈاکٹر ہو کر دوسرے ڈاکٹر سے۔۔۔

کئی دفعہ تو اس سے یہ کہتے تھے کہ ڈاکٹر زید ہمارے ساتھ چلو جب تک مریض تمہاری آنکھوں کو ہونق بن کر تکتا رہے گا تب تک ہمارا کام سکون سے ہو جائے گا بغیر چیخیں کراہیں سننے کے۔

ڈاکٹر آفاق سومرو اسکا ہم عمر یہاں واحد دوست تھا باقی سے ہلکی پھلکی گفتگو چلتی رہتی تھی پر وہ مزاق میں کافی کلوز تھا اسکے اور کسی بگڑے عاشق کی طرح اسکے مردانہ وجاہت کا دیوانہ تھا۔۔

وہ پوائنٹ سے اتر کر اپنے گھر کی طرف چادر میں لپٹی آرہی تھی کہ اسکے بیگ میں موجود اسکا موبائل بجنے لگا۔

اب یہیں تو نکال کر دیکھنے سے رہی اسلئے گھر میں داخل ہوتے گیٹ بند کر کے موبائل نکال کر دیکھا تو عاشی کا نام جگمگا رہا تھا

۔

اس سے پہلے وہاں سائیں کا میسج دیکھ کر مسکرائی اور اوپن کر کے پڑھا۔
"سائیں کی جان دعا کرنا آج تمہارا سائیں پہلا ایمرجنسی کیس ہینڈل کر رہا ہے اب صرف مولانی کی دعائوں کا طلبگار بیچارا سا شوہر"۔ساتھ میں کس ایموجی دیکھ کر اسکی رخساریں لال ہو گئی اور پڑھ کر مسکراتی سچے دل سے اسکی کامیابی کی دعا کرتی اندر آئی۔

"السلام علیکم کیسی ہو بھابھی صاحبہ میرے بھتیجی بھتیجا کیسا ہے اور بھائی کیسے ہیں؟؟شرارت سے پوچھتی آخر میں دانیال کا پوچھنے پر سنجیدہ ہو گئی۔

وہ نا اسکا نمبر ان بلاک کر رہا تھا نا اسکی میلز کا جواب دے رہا تھا نا ہی لیٹرز تھا۔

وہ اس سے قطعی تعلق کیے بیٹھا تھا کہ وہ سسک جاتی پر اس پر کوئی اثر نا پڑتا۔

"زریش آپی کی رسم ہو گئی ہے رضا زید کے ساتھ"۔۔۔!!اس سے حال احوال پوچھ کر وہ اوور آل ہینگ کرتی چادر اور بیگ رکھتی بیڈ پر بیٹھی اب پائوں سے نفیس سی سینڈلز کو آزاد کروا رہی تھی کہ عائشہ کی بات سنتے اسکے ہاتھ ساکت ہو گئے

"مم۔۔۔مطلب"؟؟وہ بالکل نہیں سمجھی اسلئے حیران ہوتی موبائل کندھے کان سے چپکے ہونے کے قید سے آزاد کرواتی اپنے حواس بحال کرتی پوچھنے لگی۔

"زریش آپی کی انگلی میں رضا سائیں کے نام کی انگوٹھی پہنا دی گئی ہے ابھی کچھ دیر پہلے"۔اسنے تفصیل سے جواب دیا۔

"اور مجھے اب بتا رہے ہیں جیسے میں کوئی دور پار کی رشتہ دار ہوں عائشہ"!!وہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی بے ساختہ سسکی کو دبا کر گویا ہوئی۔

"شکوہ مت کرو تقویٰ کوئی بھی بھائی یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ اسکی بہن اسے مان دینے کے بجائے ایک لوفر بگڑے شخص کو مان دے جو اسے عزت سے رخصت نہیں کرواسکا بلکہ اغوا کر گیا راستے سے اور زبردستی نکاح کر کے اس سے رشتہ قائم کر لیا۔۔۔اور تم۔۔۔تم شاید اپنے قول سے پھر رہی ہو تمنے تو کہا تھا کہ اسے احساس دلا کر چلی آئو گی پھر کیا ہوا؟؟محبت

ہو گئی اس بگڑے بد تمیز لڑکے سے جو ٹشو پیپرز کی طرح لڑکیاں چینج کرتا تھا!! بھول گئی کس طرح تمہیں پوری یونی کے سامنے رسوا کیا تھا تمہارے جسم کی قیمت لگائی کہاں گئی تمہاری عزت نفس جسے روند ڈالا تھا اس ضدی شخص نے اپنے ضد کیلیئے۔ پورا سال ہونے کو آیا ہے اور تمہارا احساس اسے ابھی تک نہیں آیا واہ پھر بھی تم اسکے پاس بیٹھی ہو مجھے معلوم نہیں کہ کہاں گئی وہ میری دوست جو میری مزاق میں دی گئی گالی پر بھی ناراض ہو جاتی تھی آج ایک انتہائی کے گرے شخص کے ساتھ کیسے جی رہی ہو تقویٰ؟؟ فالتو کی اپنے نام نہاد فریبی کو ششیں چھوڑو اگر اپنے بھائی کو چاہتی ہو تو آجاؤ پھر دیکھنا معافی نا ملے تو کہنا باقی ایسے رو کر صرف اپنا نور ہی بہاؤ گی باقی کچھ نہیں ہو گا اللہ حافظ"۔ وہ سنجیدگی سے کہتی کال ڈسکنیکٹ کر گئی اور تقویٰ موبائل کو گھورتی رہ گئی۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا اور وہ بے جان ہوتے وجود کی طرح بیڈ پر لڑھک کر گری اور بے آواز آنسوں بہانے لگی۔

وہ بغیر کھائے پیئے بیڈ پر پڑی تھی دوسری طرف ہر گھٹنے کے ساتھ صائم کی سانسیں بڑھ رہی تھی۔
دونوں ڈاکٹرز کی نظری مشین پر ٹکی تھی تو کبھی پیشنٹ پر جو ہوش حواس سے بیگانہ پڑا تھا۔

صائم کی ہر ایک دھڑکن اللہ کو پکار رہی تھی تو سانسیں اپنی مسیحائی (تقویٰ) کو۔
مشین اپنی سرخ چھوٹی بتی کے ساتھ مخصوص آواز دے رہی تھی۔
انکے ہاتھ میں موجود اسٹیچنگ مشین اسکے دل کا معائنہ کرنے کے بعد اسکے سینے سے گولیاں نکال کر اب ٹانکیں لگا رہے تھے۔
پیشنٹ کی مدہم چلتی سانسیں انکی سانسیں اکھاڑ رہی تھی۔ اور اب وہ اس سے دور کھڑے اسکے وجود کو تک رہے تھے۔

"تمھیں کیا لگتا ہے جیل میں جائیں گے یا مبارک باد وصولیں گے"۔ آفاق کی آواز ڈور کے گول دائرے میں لگے گلاس سے باہر پریشان روتی بڑھی ماں کو دیکھ کر گونجی۔

"ان شاءاللہ مبارک"۔۔۔!!!صائم مشین کی ہری لائٹ کو تیز ہوتے دیکھ کر مریض کی سانسیں بڑھتے دیکھتا بولا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو حالانکہ۔۔۔۔۔۔

"حالانکہ کے اللہ کے فضل الرحمن سے نا صرف پیشنٹ کی سانسیں نارمل ہو رہی ہیں بلکہ ہمیں اسے اب انجکشن لگا دینا چاہیئے"۔اسنے نرس کو اشارہ دیا وہ جس پر اسنے سر ہلاتے مسکرا کر فوری طور عمل کیا۔

جس طرح وہ اسکی دھڑکنوں سے اللہ سنتا تھا آج اپنی دھڑکن سے اسکی سدا سن کر وہ کھل اٹھا تھا۔
بلکہ ڈاکٹر آفاق جو چوبیس گھنٹے سے چوہا بنا اندر گھسا ہوا تھا اب باہر کا درد باٹنے والا سین دیکھ کر اسکا دل کر رہا تھا قہقہے لگائے ۔

پر نہیں وہ اپنی خوشی اپنی تقویٰ کے ساتھ منانے والا تھا۔

سینئر ڈاکٹر مہتاب کے آنے پر انہوں نے ساری رپورٹ اسکے سامنے رکھی اور انکا چہرا تکنے لگے جھونے خوشی کا اظہار کرتے نا صرف انہیں کو نگراٹس کیا بلکہ انکا شکریہ بھی ادا کیا اور معذرت بھی کہ وہ وزٹ پر ایک ایمر جنسی میں پھنس گئی تھی۔

"ٹریٹ کب دے رہے ہو اور گڈ نیوز کب سنا رہے ہو"؟؟ آف ہونے پر آفاق اسکے گلے میں بازو ڈالکر پاس سے گذرتی ڈاکٹر رافعہ کو دیکھتا بولا۔

جو اسے اگنور کیے صائم کو سلام کرتی جا رہی تھی۔

"ٹریٹ تمہاری طرف سے بنتی ہے بکواس زیادہ مت کرو اور دوسری بات الحمد اللہ جس خوش خبری کی تم امید کر رہے ہو میری بیگم میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہے اب اپنی خوش خبری سنائو"۔وہ کہہ کر پارکنگ ایریا سے بائیک نکال کر وہاں سے اسے شاک چھوڑتا چلا گیا۔

"بیگم"۔۔۔!!!وہ شاک سا بڑبڑایا۔

"مطلب کمینہ ڈاکٹر شادی شدہ ہے!!کل سے پیٹھ پر شادی شدہ کا لیبل لگانا پڑے گا کہ کم از کم کوئی ہماری طرف بھی تو دیکھے ہم سب کا علاج کریں ہمارے بیمار پڑنے پر کوئی ڈاکٹرنی تو ملے یار عجیب انصاف ہے ہو نہہ کسے ڈاکٹر کی قدر نہیں"!!!وہ جلتا کڑھتا خطرناک ارادوں سے اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

"کس ٹیلر سے کپڑے سلواتی ہو"؟؟ ریسیپشن پر کھڑی لڑکی کے ننگے بازو دیکھ کر وہ دانت پیس کر پوچھنے لگی۔

"How I can help you little girl"??

وہ لڑکی اسکے سوال کو نظر انداز کرتی اپنے پروفیشنل انداز میں بولی۔

"لٹل گرل"۔۔۔!!وہ بڑبڑا کر خود کو دیکھنے لگی کہاں سے وہ چھوٹی لگتی تھی انیس سال چل رہا تھا پھر بھی چھوٹی ہے اور وہ خود کونسی ساٹھ سال کی ہے۔

وہ گھور کر اس سے کچھ سخت کہتی کہ اسی پل دائیں طرف گلاس ڈور سے نمودار ہونے والی شخصیت کو دیکھ کر وہ شاک ہو گئی۔

حیدر شاہ کو دیکھ کر سارے ورکر تیز رفتاری پکڑ گئے اور وہ گلاس ڈور سے اندر داخل ہوتا ایک طرف فائل پکڑے قدم سے قدم ملا کر چلتے مینجر دوسری طرف چست پینٹ شارٹ شرٹ شہد رنگ بالوں کو شانوں پر بکھرے بڑے سے چڑیل جیسے ناخوں والے سفید ہاتھ میں ٹیب پکڑے حیدر کو پتا نہیں کیا دیکھاتی پریشان سی سمجھا رہی تھی پر حجاب کی نظریں تو ان دونوں کا فاصلہ جانچ رہی تھی۔

وہ اسکے آگے سے اپنے مخصوص ڈنگ بھرتا لفٹ کی طرف چلا گیا اور اسکے پیچھے سیکرٹری اور مینجر ایک دوسرے کو ہراساں دیکھ کر لفٹ میں داخل ہوئے۔
حیدر کے ماتھے پر بھی ہزار بل موجود تھے۔

پر یہاں تو الگ صدمہ تھا۔۔۔

وہ سامنے سے گذر کر اسکے دیکھے بنا چلا گیا تہہ خانے میں۔

"میں آپکی کیا مدد کر سکتی ہوں"؟؟ریسیپشن پر موجود لڑکی حیدر کے جانے کے بعد ایک کال سے نمٹ کر پھر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"بھاڑ میں جائے مدد"!!!وہ غصے سے اسکے ننگے بازو کو گھورتی وہاں سے آگے بڑھ گئی اور وہ لڑکی اس انجان چھوٹی نقاب والی لڑکی کو اندر کی جانب بڑھتے دیکھ کر بوکھلا گئی۔

ابھی سر ایک میٹنگ سے سیکرٹری کی نالائقی پر غصہ ہوتے اندر گئے تھے اور اسکے پیچھے اس چھوٹی لڑکی کو جاتے دیکھ کر وہ ہڑبڑا گئی۔۔

"میم واپس آئیں"؟؟وہ گارڈ کو اشارہ کرتی لفٹ کی طرف بھاگتی اس نقاب پوش لڑکی کو دیکھتے پیچھے آئی۔

تب تک حجاب لفٹ میں داخل ہوگئی تھی بلکہ لفٹ بھی بند ہوگئی۔

"سیڑھیوں سے جائو"!!وہ گارڈز کو اشارہ کرتی بھگانے لگی اور خود ہراساں گھبرائی ریسیپشن کی طرف آئی۔

"آآہیہ۔۔۔۔" ٹھاسے دروازہ کھول کر وہ اندر بھاگی گارڈز اسکے پیچھے تھے اور جو غصے سے حیدر یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا اچانک اندر آتے وجود کو لڑکھڑا کر گرنے سے بچانے کیلیئے بازو میں جکڑتا اپنے حصار میں لے گیا۔
پر اب اسکی مہک کو محسوس کرتے وہ غصے سے گارڈ کو گھورنے لگا کہ اسکی چیونٹی کو اس طرح ہراساں کرنے پر اسکا حشر بگاڑ دے۔

گارڈ ڈور پر کھڑا ساکت سے دیکھ رہا تھا پیچھے مینجر اور سیکرٹری بھی ہراساں اسے دیکھ رہے تھے۔

"چیونٹی"۔۔۔!! اسنے سرگوشی میں پکارا
"ہاتھی"۔۔۔۔!! وہ کیوں باز رہتی دانت کچکچا کر بولی۔

"سر آر یو اوکے"؟؟ سیکرٹری ایکدم پاس آکر اسے ہوش میں لائی۔
ورنہ تو وہ ان سیاہ ہیرو میں کھو جاتا اور اسکے نقاب لبوں کے نقش پر انگلیاں پھیرتا اس سے پہلے ہی ہوش میں آتے اسے اپنے پائوں پر کھڑا کرتے خود گہرا سانس فضا کے سپرد کرتا اسے گھورنے لگا۔

"سر یہ بغیر پرمیشن کے اندر گھس آئی ہے"۔ گارڈ جلدی سے بولا۔
اور سیکرٹری نے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا پھر اپنے باس کو مینجر بھی حیران سا جاب کو دیکھ رہا تھا جس کی مغرور آنکھیں حیدر پر ٹکی تھی۔

"آئوٹ"۔اسنے گارڈ کو جانے کا اشارہ کیا اور جا کر اپنی چیئر پر بیٹھا۔
اب سامنے حجاب کھڑی تھی اور بائیں طرف مینجر اور سیکرٹری۔

"مس عروج کیا آپنے پرسنل سیکرٹری کیا کیبن سیٹ کروایا"؟وہ تبسم سی نظروں سے اپنی چیونٹی کو دیکھتا بولا۔

"جی سر ہو گیا"۔۔وہ ٹیب میں کچھ ٹائپ کرتی وہاں سے موصول ہونے والے جواب پر مسکراتی بولی۔
حجاب تو اسکی رفتاری پر ہی منہ کھولے دیکھ رہی تھی جسنے سیکنڈ نہیں لگایا۔

"اوکے۔۔۔!!اسنے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیبل کے دراز سے ایک فائل نکالی۔
"تم دونوں جائو اور میٹنگ کی اریجمنٹ کرو مجھے کسی بھی حال میں وہ پراجیکٹ چاہیئے"!اسنے ٹیبل پر ہاتھ مارتے کہا وہ دونوں بیک وقت سر ہلانے لگے۔
اسکے اکڑو انداز اور ٹیبل پر ہاتھ مارنے سے حجاب پلکیں جھپک کر رہ گئ۔
"س۔۔۔سر"!!عروج اس پل اپنے باس کو غصے میں دیکھ کر ہچکچاۓ پکارنے لگی مینجر وہاں سے چلا گیا تھا۔

"ہوں"۔۔۔۔!اسنے اپنی گہرے سنجیدہ نظریں اٹھا کر عروج کی طرف دیکھا اور اسکے دیکھنے کے انداز پر حجاب کو دل تو دھڑکا پر یہ شدت بھری آہ نکلی کہ ابھی جا کر اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لے کہ کوئی نا دیکھے اسکے اس انداز کو۔

"سر اگر یہ سیکرٹری ہے تو میں۔۔۔؟ آئی مین اس لڑکی نے تو ابھی اپنی سٹڈی کمپلیٹ نہیں کی ہو گی اور وہ کیسے ہینڈل کر سکے گی میٹنگ ٹائم ٹیبلز مس پوائنٹس مین پوائنٹس۔۔۔!وہ ہچکچائے کہنے لگی بہرحال کہنا تھا کیونکہ یہ جاب وہ نہیں گوا سکتی تھی وہ بھی اس چھوٹی سی لڑکی کی وجہ سے۔

"آپ سیکرٹری ہیں اور یہ پرسنل سیکرٹری شاید فرق معلوم ہو گیا ہو گا اب جائیں"۔وہ سپاٹ لہجے میں بولا جس پر عروج سر ہلا گئی۔

"یس سر "پرسنل"۔۔۔۔۔"وہ حجاب کو دیکھتی لفظ پرسنل دانتوں کے بیچ دبا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔

"تشریف رکھیں"۔۔وہ چیئر کی طرف اشارہ دیتا بولا اور اسکے انداز پر وہ سلگ گئی۔

"مت بھولو میں پارٹنر ہوں اس بزنس میں اور آپ مجھے پرسنل بنا رہے ہیں"؟؟وہ بیٹھتی غصے سے بولی۔

"پر یہاں تم پارٹنر شپ جتانے نہیں اپنے حصے پر نظر رکھنے آئی ہو اسلئے پرسنل کافی گہرا ہے تم اس میں سب کچھ جان جائو گی"۔وہ معنی خیزی سے بولا۔
جو حجاب کے پلے کچھ نا پڑا۔

"پر تمہاری پرسنل سیکرٹری کیوں"؟؟وہ الجھی ہوئی تھی۔

"اوکے پھر میں مس عروج کو پرسنل سیکرٹری اور آپ کو سیکرٹری کر دیتا ہوں نو پرابلم"۔وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر بولا کہ حجاب سٹپٹا اٹھی۔

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں یہ پوسٹ ٹھیک ہے کافی حد تک پر یاد رکھیے ہمارے پرسنل ریلیشن شپ کو یہاں ڈسکس نہیں کیا جائے گا مطلب ایسے رہیں گے جیسے میں ایک عام سی سیکرٹری ہوں اور آپ باس ٹھیک"!وہ ٹیبل پر کہنیاں ٹکا کر بولی۔

"اوکے ایز یور وش مس حجاب (ویسے مجھے کافی اچھا فیل ہو گا پرسنل سیکرٹری سے عشق کے پتنگ لڑاتے ہوئے)"۔وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔

"گڈ"!۔وہ ریلیکس ہوئی۔

"اوکے تو پھر آپ کل سے جوائن کر سکتی ہیں چاہیں تو پرسوں سے یہ آپ پر ہے پر ابھی یہ معاملہ یہیں ختم ہوتا ہے"۔وہ چیئر سے اٹھتا اسکی طرف آیا اور اسکی چیئر کو پکڑ کر گھماتے اسکا بازو پکڑ اور کھینچا کر اپنے برابر کھڑا کیا۔

"تمہاری ڈیوٹی کل سے سٹارٹ ہو گی دو کے بعد اور صبح کے ٹائم تم وہاں بیٹھ کر اپنی کلاسسز اٹینڈ کرتی رہو گی اس دوران جس پر جو نظر رکھنی ہے رکھ لینا باقی کی اپنی سٹڈی پر توجہ دینی ہے"۔وہ مسکرا کر گھمبیر آواز میں کہتا اسے کمر سے پکڑ کر ٹیبل پر بیٹھاتا اسکے دائیں بائیں ہاتھ کر اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"ہیں"۔۔۔۔!!حجاب نے آنکھیں پھیلائی "یہ کیسی ملازمت ہے"؟؟وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو رکھتی خود کو سہارا دیکر اسے گھورنے لگی۔

"بس یہ ملازمت ہے دل کی ملازمت"۔ وہ اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکاتا مسکرا کر سوچتا رہ گیا۔

"ابھی تم گھر جائو باہر ڈرائیور کھڑا ہے فریش ہو کھانا کھائو نیو ٹیسٹ یاد کرو پھر رات کو ملیں گے اور تفصیل بات کریں گے بے بی"۔ اسکے گال پر لب رکھتے اسکی پلکیں لرزہ گیا۔
وہ اسکی کلون کی خوشبو اپنے نتھنوں سے گھستی دماغ میں بستی محسوس کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے"۔ وہ ایک پل کو آنکھیں میچ کر سر ہلا گئی اور وہ اسکی معصومیت دیکھتا مسکرا کر رہ گیا۔

"مجھے بتا دیتی کہ تم آ رہی ہو تو ایسے آنے دیتا میری چیونٹی"۔ اسکے پیچھے گارڈز کا بھاگنا سخت ناگوار لگا تھا کہ دل کر رہا تھا جائے اور کھینچ کر دور کھے انہیں۔

"میرا آفس میری مرضی میں کیسے آئوں"۔ وہ آنکھیں گھما کر بولی حیدر متفق ہوتا سر ہلا گیا۔

"رات کو ڈنر باہر کریں گے"۔ اسکے نقاب کی پن کو نکال کر اسے دیکھنے لگا۔
اور اسکی سرخ ناک کی نوک کو دیکھتے ہنس پڑا۔

"کوئی ضرورت نہیں"۔ وہ ناک سکڑ گئی۔ اور اسکی گہرے آنکھوں میں دیکھتی نظریں پھیر کر آفس روم میں گھمانے لگی۔

"کوئی آجائے گا پیچھے ہو جائیں"۔اسکے ایک بازو کو اپنی کمر کو جکڑتے دیکھ کر وہ بوکھلاتی ڈور کو دیکھنے لگی۔

"لاک ہے"۔۔۔!وہ مسکراتا اسکے سرخ لبوں پر انگلی پھیرتا بولا حجاب کی سانسیں تھم گئی۔

"میں جارہی ہوں چھوڑیں"۔وہ کسمسائی اور اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنے لگی۔

وہ متبسم نظروں سے اسکے حیاسے سرخ چہرے کو دیکھتا اپنی ہلکی سی شیو کو اسکے پھولے رخسار پر رگڑنے لگا کہ وہ آنکھیں میچ کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"کبھی ایسے شرمیلے پوز روم میں بھی دیا کرو تاکہ ہاتھی کا اپنی چیونٹی کیلئے کچھ موڈ بنے"۔۔۔اسکے لرزتے لبوں کو ہلکے سے چھو کر اسے نیچے اتارہ اور اسکا نقاب ٹھیک کیا۔

وہ خاموش سی انگلیاں پٹخاتی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"بی ریلیکس بے بی۔۔۔!!"ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرا اونچا کرتے سرگوشی میں بولا اور اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ڈوران لاک کرکے باہر نکلا۔

وہ بھی جس کانفیڈنس سے آئی تھی اتنی ہی حیاسے گلنار سر جھکائے اسکے پیچھے لفٹ میں داخل ہوئی۔

حیدر نے اپنے سامنے کھڑی اپنی چیونٹی کے جھکے سر کو دیکھا اور جھک کر اسکے سر پر لب رکھ لئے۔

وہ لفٹ سے باہر نکلی تو سب کی نظری اس نقاب پوش پر ٹکی تھی جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے باس کے پیچھے جا رہی تھی۔

"کل میں تمہارا تعارف کروادوں گا"۔ اسکے لئے ڈور کھولتے وہ مسکراہٹ سے اسکی گال تھپتھپا کر بولا اور سامنے دروازے پر کھڑا گارڈ ہونق بنا انہیں دیکھ رہا تھا۔
بلکہ اپنے باس کی کیئر اس چھوٹی سی لڑکی کیلیئے دیکھنے لگا جیسے کوئی خاص ہستی ہو۔

عمارت کے اوپر سے بھی سب ونڈو سے پارکنگ ایریا کے اس منظر کو آنکھیں کھولے دیکھ رہے تھے جہاں انکا باس نے اس آفس میں گھسنے والی لڑکی کیلیئے نا صرف ڈور کھولا تھا بلکہ اسکی گال تھپتھپا کر اسے اندر بیٹھائے اب ایک بازو گاڑی کی چھت پہ تو دوسرا ڈور پر ٹکائے سر اندر گھسائے پتا نہیں کیا کہہ رہا تھا اور پھر ڈرائیور کو ہدایات دیتے خیال سے ڈرائیونگ کرنے کہتے وہ مڑا اور اندر بڑھ گیا۔

اسے اندر آتے دیکھ کر ریسیپشن پر موجود جو ڈور سے صرف آنکھیں باہر نکالے دیکھ رہی تھی بھاگ کر اپنی جگا پر آئی اور موبائل کان سے لگائے حیدر کے گذرنے پر مسکرا کر سر سے سلام کیا۔

اور کچھ ہی دیر میں چہ میگوئیاں ہونے پر عروج برداشت نا کر سکی تو غصے سے یہ بات جنگل میں آگ کی طرح پھیلا دی کہ وہ باس کی پرسنل سیکرٹری ہے اسکی چھوٹی سی کزن مزید کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔

اور سب کو جھڑک کر کام کی طرف توجہ دلائی۔

____

اسکا سارا دن اضطراب کی کیفیت میں گذرا وہ مایوس اداس سی بیڈ پر پڑی تھی، دو بار عائشہ بھی آئی تھی اس سے بات کرنے اسکی مایوسی اسکی اضطرابی حالت کے بابت پوچھنے پر زریش اس سے کوئی بات نہیں کی تو وہ خاموش بیٹھ کر اسے دیکھتی چلی گئی ۔

کئی بار وہ بیٹھتے بیٹھتے رو پڑتی تو کئی دفعہ دل چاہتا دھاڑیں مارے۔ اور سب کچھ تہس نہس کر دے۔

ادھر عائشہ ایک طرف تقویٰ اور دوسری طرف زریش کو اداس دیکھتی اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے انکی خوشیوں کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

رات کھانا بھی زریش کو برائے نام کھاتے دیکھ کر وہاں موجود سب نفوس اسکی حالت اداسی پر پریشان تھے۔
دانیال نے بات کرنا چاہی تو پھوپھو نے منع کر دی کہ وہ خود ٹھیک ہو جائے گی شروع میں سب لڑکیاں ایسی کیفیت میں ہوتی ہیں۔

وہ ماں تھی زریش کی پس منظر حالت سے واقف تھی۔۔
وہ قطعی اسے اپنی خوبصورت سی بیٹی کو ایک طلاق شدہ مرد جسکا ایک پانچ سالہ بیٹا بھی تھا کیسے اسکے حوالے کر سکتی تھی کہ آگے چلکر سوتیلی ماں کے طعنے سنے یا اسکی پہلی بیوی آنے پر اسے سائیڈ کر دے۔

اسلئے وہ اسکی بھیگی پلکوں پر سخت گھوریاں ڈالتی خاموش سی پاس لیٹ کر آنکھیں موند گئی۔
زریش انکی پشت کو دیکھتی پاس پڑا ساحل کا بھالو اٹھا کر سینے میں میں بھینچ کر گھٹی آواز میں روتی کروٹ بدل گئی۔

"پتا نہیں کیسی طبیعت ہوگی کھانا کھایا ہوگا کہ نہیں کیا کر رہا ہوگا نیند آئی ہوگی کہ نہیں"۔۔۔ان سب سوچوں نے اسکا برا حال کیا ہوا تھا۔
وہ تو خلوص نیت سے گئی تھی پھر کیوں اپنا سکھ چین سکون قرار لٹا کر لوٹی تھی۔

واپنا موبائل اٹھا کر، پارک میں لی گئی اسکی تصویریں دیکھنے لگی جن میں وہ کھیلتا کھلکھلا رہا تھا تو کہیں اسکے گلے میں بازو ڈالے اسکے گال پر لب رکھے کھڑا تھا۔

"کیا کر رہا ہو گا"؟؟ اسکی تصویر پر ہاتھ پھیرتی وہ سوچنے لگی۔
کافی دیر وہ پڑی رہی ایسے ہی کہ دماغ میں دھماکے سے خیال آیا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور چور نظروں سے اپنی ماں کی پشت دیکھتی موبائل میں ہارون شاہ کے نمبر کو ڈھونڈنے لگی جو جلد ہی اسے مل گیا۔

اس دن ساحل نے اسکی موبائل سے ہارون کو کال کی تھی اور اس سے سوری بھی کی تھی۔
وہ مسکراتی بغیر سلیپرز پہنے ننگے پائوں سے اپنی ماں کو دیکھتی تھم تھم کر قدم رکھتی آہستہ سے روم سے باہر آگئی۔

لائونج کی لائٹ شکر تھا آف تھی اور عائشہ کے روم کی بھی مطلب وہ سب سو گئے تھے۔

وہ قدم بڑھاتی کچن میں آگئی اور چیئر پر بیٹھ کر ہارون شاہ کے نمبر پر دھڑکتے دل، لرزتے ہاتھوں سے اپنی ماں اور دانیال کے خوف کے زیر اثر کانپتی کال کرنے لگی۔

ہارون جو ہچکیاں بھرتے ساحل کو کندھے پر ڈالے ٹہلتا تھپتھپا رہا تھا۔
سائیڈ ٹیبل پر رکھے موبائل کی رنگ پر ساحل جو غنودگی میں چلا گیا تھا اچانک آواز پر سسکیاری بھر کر اٹھ گیا اور ہارون گہرا سانس بھرتے اسے دیکھنے لگا۔

"مما۔۔۔۔مجھے مما کے پاس جانا ہے چھوڑو مجھے ڈیڈ"۔۔!!وہ پھر سے چیخنے لگا تھا اور ہارون بے بسی سے موبائل کو دیکھنے لگا ۔

"روتے نہیں میرا شیر بیٹا وہ مما نہیں تھی میرے جگر آپی تھی چلی گئی بیٹا سمجھنے کی کوشش کرو"۔ایک طرف موبائل دوسری طرف کان پر اسکی چیخیں وہ بھنا گیا۔

"وہ مما تھی میری رئیل مما تھی آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ گندے ڈیڈ ہیں مما کہتی ہے آپ کا دماغ کھسک گیا ہے مما سچ کہتی آپ اچھے ڈیڈ نہیں !!بالکل بھی نہیں"۔ہارون نے حیرت سے دیکھا اسے "دماغ کھسک گیا ہے میرا؟؟نہیں دل کھسک گیا ہے کمبخت اس عمر میں"!!وہ بڑبڑا کر گہرا سانس بھر تا رہ گیا۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالکر موبائل کی طرف آیا اور وہاں اس وقت رات ڈھائی بجے انجان نمبر دیکھ کر غصہ ہو گیا۔

"ہیلو"!!وہ کرخت لہجے میں بولا اور بیڈ پر چیختے تڑپتے ساحل کو دیکھا۔
زریش نے گھبرا کر دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے موبائل کان سے دور کیا۔
پر وہاں سے مما مما کی چیخیں سن کر وہ تڑپتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سس۔۔۔ساحل"۔۔!!اسکے پھر سے ہیلو کہنے پر وہ سسک کر بولی تو ہارون نے شاک کی کیفیت میں اسکی سسکی سنتے موبائل کو دیکھا۔

وہ ان دونوں کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور یہ دونوں ایک دوسرے کے عجیب کھیل تھا قدرت کا۔
جتنی سگی ماں کو تڑپ نہیں تھی وہیں وہ لڑکی ماں کے لفظ پر سسک رہی تھی اور اصلی ماں کلب میں انجوائے کر رہی تھی دوستوں کے ساتھ۔
اور بیٹے کی جتنی تڑپ سگی ماں کیلیئے نہیں تھی اتنی ہی اس ممتا کے احساس والی لڑکی کیلیئے تھی۔

"آپ میری بات کروادیں اس سے پلیز"۔وہ برستی آنکھیں صاف کرتی روتی ہوئی بولی۔
اور اسکی بھیگی آواز پر ہارون شاہ خود تڑپ کر رہ گیا۔

"ساحل۔۔۔ساحل لو مما سے بات کرو شاباش میرا بچہ لو"!!!اسے بیڈ پر پھٹکتے دیکھ کر وہ جلدی سے اسکے پاس آیا اور اسکے ہاتھ پکڑتے کان پر موبائل رکھی۔

"ساحل"۔۔۔!!زریش نے روتے ہوئے اسے پکارا اور وہ ایک دم خاموش ہو گیا۔ اور اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

"مما۔۔۔ مما مجھے آپکے پاس آنا ہے مما مجھے بخار ہے میں کھانا نہیں کھا رہا پانی بھی نہیں پی رہا اسکول نہیں جائوں گا کھیلوں گا بھی نہیں ہوم ورک نہیں کروں گا مما"!!وہ روتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں میں موبائل کو پکڑے اپنی حالت سے آگاہی دینے لگا۔

"ایسے تو نا کرو میرے جان کھانا کھائو پانی پیو دوائی کھائو میں کل آجائوں گی"۔۔وہ آنکھیں صاف کرتی بولی۔

وہ کھل کر اپنے باپ کو دیکھتا اٹھ بیٹھا اور مضبوطی سے اپنے چھوٹے ہاتھوں میں موبائل جکڑ لیا۔۔

"اگر آپ نہیں آئیں تو میں بھاگ جائوں گا میرے دوست کہتے ہیں جب مما پاپا پیار نا دیں اور الگ الگ ہو جائیں تو بھاگ جانا چاہئے پھر وہ اپنے بچوں کو ڈھونڈ کر پیار کرتے ہیں اور کبھی الگ بھی نہیں ہوتے"۔ اسکی بات سن کر وہ دونوں دھک سے رہ گئے۔

"نہیں بیٹا یہ غلط ہے جھوٹ ہے ایسا نہیں ہوتا برے لوگ پکڑ لیتے ہیں اور آپکے تو مما ڈیڈ پیار کرتے ہیں نا آپکو دیکھو اپنے ڈیڈ وہ آپکو کتنا پیار کرتے ہیں اور میں بھی بہت کرتی ہوں ایسا نہیں کرتے نا ہی سوچتے ہیں"۔ وہ اسے پیار سے بہلاتی سمجھانے لگی اور وہ بھی مسکراتا اپنے باپ کو دیکھ کر سر ہلانے لگا۔

"چلو ڈیڈ سے کہو وہ آپکو کھانا کھلائیں پانی پیئے اور پھر دوائی لیں اور آرام کریں میں کل آکر آپ سے ڈھیر ساری محبت کروں گی ٹھیک"۔۔وہ پچکارتے بولی

"مما آپ اسٹوری سنائیں گی پھر میں سوئوں گا ورنہ نہیں"۔۔!وہ جلدی سے بولا تو زریش مسکرادی پر سکون سی مسکراہٹ۔

"کیوں نہیں میرے بھالو"۔

اور پھر وہ ایک ہاتھ موبائل پکڑے دوسرا اپنی گال پر ٹکا کر کھانا کھا رہا تھا اور پھر دوائی لیکر آرام سے لیٹ گیا۔

ہارون شاہ اسکے اوپر بلینکٹ ڈالے پاس بیٹھا اسکے بالوں میں انگلیوں سے برش کرتا سپیکر سے آتی اسکی خوبصورت آواز میں پری کی کہانی سنتا خود بھی مسکرا رہا تھا۔

اسکی نظروں کے سامنے نا چاہتے ہوئے بھی وہ بار بار آجاتی اور وہ خاموش سا اسکی میٹھی آواز میں سٹوری سنتا اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اسکی مدہم سانسیں گونجنے لگی اور زریش نے ٹیبل پر سر ٹکا دیا۔

"شکریہ"۔۔۔!وہ آنکھیں موندیں پڑی تھی اور اسکی پر سکون سانسیں سنتی مسکرا رہی تھی کہ موبائل کہ اسپیکر سے اچانک ہی گھمبیر آواز گونجی۔

زریش غصے سے اٹھ کر موبائل کو گھورنے لگی۔

"کل ساحل کو ہمارے گھر چھوڑ جایئے گا صبح"۔غصے سے جتا کر کہتی بغیر اسکی سنے کال ڈسکنیکٹ کر گئی کہ اسی پل کچن کی لائٹ آن ہوئی اور زریش کی سانسیں خشک پڑ گئی۔

"آپی"!!عائشہ اسکے لہجے کی تڑپ محسوس کر چکی تھی اسکی کیفیت ہارون کے جانے کے بعد رو کر کمرے میں بند ہو جانا اور سارا سارا دن مایوس اداس کھوئے رہنا سب سمجھ گئی اب اور اسکی گفتگو سے۔

ساحل آپکو مما کہتا ہے"!!وہ جگ اٹھائے اندر آئی۔ دانیال سو رہا تھا اور اسے پیاس لگی تھی اسلئے روم سے باہر نکلی کہ کچن سے زریش ساحل کی گفتگو پر شاک ہو گئی۔

زر لبوں پر زبان پھیرتی سر ہلا گئی۔

"ہارون بھائی کے سامنے"۔۔؟؟اسنے افسوس سے اسکی انگلی میں پہنی رنگ کو دیکھا دل کیا ابھی چھین کر نکال دے جس طرح کی دونوں کی تڑپ محسوس کی تھی وہ خود بے چین ہو گئی۔

"پلیز عاشی"!!وہ روتی ہوئی اسکے پاس سے گذر گئی۔
اسکا دل پہلے ہی بہت دکھ رہا تھ اپنی قسمت پر پھر مزید اسکے چھلنی کرنے والے سوالات کے جواب نہیں دے سکتی تھی۔

عائشہ حیرت سے اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

"تو اللہ جی یہ ہے اسکی بے سکونی کا راز"!!وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی اور پانی لیکر اپنے روم میں آئی تو دانیال کو بے خبر سویا پایا۔

پانی پی کر وہ بیڈ پر لیٹی۔

"کتنی دفعہ کہا ہے ایسے اٹھ مت جایا کرو مجھے کہہ دیا کرو پر تمہارے خالی مغز میں کوئی بات سمائے تو"۔اسکے غصے بھرے لہجے پر وہ مسکراتی اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔

کافی دیر بیل بجانے کے بعد بھی گیٹ نا کھلا تو وہ دوسری کیز سے گیٹ کھولتا بائیک اندر لایا اور جلدی سے اتر کر اندر کی طرف بھاگا۔

"تقویٰ"!!!جب گیٹ اندر سے لاک تھا تو وہ کہاں تھی پہلے تو اسکے آتے ہی اسے پانی کا گلاس دیتی تھی اسکے منتظر رہتی تھی آج کیوں گھر میں سناٹا تھا۔

"تقویٰ سائیں کی جان کہاں ہو"؟؟وہ بھاگتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا اور دروازہ کھول کر دیکھا تو اسے بیڈ پر منہ کے بل لیٹ دیکھ کر اسکی سانسیں جیسے رک گئی۔

"تقویٰ"۔وہ بھاگ کر اسکے پاس بوٹ سے سمیت بیٹھا اور اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا تو غش کی حالت میں تیز بخار میں تپتا پایا۔

"میری جان"!!وہ گھبرا گیا اور اسکے ماتھا رخسار گردن پر بخار کی پتش کو دیکھنے لگا۔

"اللہ کیا ہوا میری زندگی کو اچانک"۔وہ اسے بازو میں بھرے تیز بخار میں وجود کو لئے ٹھنڈی شاور کے نیچے آیا۔

"سائیں"۔۔۔!یخ ٹھنڈے پانی کے نیچے آنے پر وہ کپکپا اٹھی اور اپنے سوجے پپوٹے اٹھائے ٹھنڈے پانی میں خود کو بھیگتا پاکر سسکتی اس میں سمٹ گئی۔

"اچانک سے کیسے طبیعت خراب ہوئی سائیں کی جان"۔۔۔!وہ اسکی پیٹھ سہلاتا خود بھی اوور آل موبائل والٹ سمیت شاور کے نیچے اسے اٹھائے کھڑا تھا۔

یہ سوچ ہی اسکی جان نکال رہی تھی کہ کتنی دیر سے وہ ایسی پڑی رہی تھی کوئی اسکی خیر خبر لینے والا نہیں تھا صبح کے چھے بج رہے تھے اور اسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کل یونی سے ہی ایسے بیہوشی میں پڑی تھی۔

"سائیں سردی لگ رہی ہے"۔۔۔!وہ تھر تھر کانپتی اس میں چھپنے لگی۔

"بس تھوڑی دیر پھر بس سب ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔!!وہ اسکا باڈی ٹمپریچر چیک کرتا اسے بازو میں اٹھائے روم میں لایا اور کپکپاتی تقویٰ کو بیڈ پر ڈالا۔۔۔

"سائیں"!!وہ سسک اٹھی اور اسکا بازو تھام لیا۔

"سائیں کی جان تولیہ لیکر آئوں دو منٹ"۔ وہ جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھتا وارڈروب میں ایک طرف ہینگ کئے تولیہ لیکر اسکے پاس آیا اور پاس بیٹھ کر اسکا سر ہاتھ پائوں پونچھنے لگا۔

وہ بے جان ہوئی بیڈ پر پڑی تھی۔ اور صائم اسکی زرد رنگ دیکھ کر سہاہوا تھا۔

"کیا ہو گیا تمہیں اچانک میری زندگی مجھے ایک کال بھی نہیں کی"۔ وہ اسے سینے میں بھینچے اسکے ماتھے پر لب رکھتا واپس بیڈ پر ڈالکر اسکے کپڑے لے آیا۔

اور آہستہ سے نظریں پھیر کر اسے کپڑے چینج کرتے خود بھی چینج کیا اور اسکے لئے سوپ بنانے کا سوچنے لگا پر اسے تو کچھ معلوم نہیں تھا سوپ کیسے بنتا ہے اور دوسری طرف تو اسکا موبائل بھیگ گیا تھا۔

تقویٰ کے موبائل کو بیڈ پر دیکھ کر وہ اسکی طرف لپکا اور وہاں سے یوٹوب پر اپنی مطلوبہ سوپ کی ریسیپی دیکھ کر خود بھی اس پر عمل کرتا جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگا تھا۔

اور کچھ ہی دیر میں مسکراتا اسے پیالے میں بھر کر ٹرے میں رکھتا روم میں آیا۔
"سائیں کی جان دیکھو سائیں تمہارے لئے خود سوپ بنا کر لایا ہے شاباش آنکھیں کھولو"۔۔۔! اسکی بند آنکھیں دیکھتے سکڑی سمیٹی بلینکٹ میں دیکھ کر وہ پاس آیا اور اسے سہارا دیتے چمچ میں سوپ بھر کر پھونکیں مارتا اسکے منہ کے قریب کرتے دوسرے ہاتھ اسکے گرد ڈالے اسکے مسلسل نفی میں ہلتے سر کو پکڑے پلانے لگا۔

زبردستی سوپ پلا کر وہ اسے دوائی کھلاتا تکیہ درست کرتے اس پر لیٹایا اور خود دوسرا بچا ہوا سوپ پی کر چوبیس گھنٹے کا تھکا بغیر آرام کے ایمرجنسی وارڈ روم میں کھڑے رہنے سے اسکی ٹانگیں درد کرنے لگی تھی اور اب جب بیڈ دیکھا تھا اور تقویٰ کو پلا کھلا کر سلا چکا تھا تو دوسری طرف بیڈ گیلا دیکھ کر اسکے پاس ہی لیٹ گیا اور اسے اپنے حصار میں لیکر اسکا سر سینے پر رکھتے آنکھیں موند گیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہاں جائوں!! کیا کروں کچھ معلوم نہیں پڑرہا۔۔۔!! دل کر رہا ہے کہیں چھپ جائوں۔۔! کسی کو نا معلوم پڑے کہ کوئی تقویٰ بھی نام کی لڑکی ہے یا اللہ "۔۔وہ روتی ہوئی جائے نماز پر بیٹھی سر جھکائے سسک رہی تھی۔۔

"ایک طرف باپ مقام بھائی ہے اسکی عزت اسکا مان ہے جسے مینے کوئی مان نا دیا اسنے ہمیشہ ہر برے وقت میں میرا ساتھ دیا مجھ پر یقین رکھا میرا سایہ بن کر رہا۔۔۔ اسنے کبھی میری آنکھوں میں آنسوں نہیں آنے دئے پر اسکی آنکھیں مینے نم کر دیں اللہ۔۔۔۔کیوں۔۔۔!!

صرف تمہارے بندے کیلئے اسے سہی راہ پر لانے کیلئے۔۔۔

وہ میری طرف کھینچتا تھا تو مینے اسے آپکی طرف دھکیل دیا پر وہ پھر بھی مجھے سانسوں میں سمائے بیٹھا ہے زندگی کہنے لگا ہے میں کیا کروں میرا کیا قصور ہے مجھے کیوں سمجھ نہیں آرہی میرے پائوں کی زنجیر کیا کہتی ہیں"۔۔۔!!

"دوسری طرف وہ انسان ہے جسنے پہلے مجھے کوئی عزت نا دی اب آنکھوں پر رکھتا ہے۔۔۔زندگی سے تنگ انسان زندگی جینے لگا ہے انسان کو عورت کو عزت دینے لگا ہے میں کیسے اسے بکھیر دوں پر پھر میری زبان۔۔۔۔میں کیسے زبان سے پھر

جائوں کیوں میری دھڑکنیں بغاوت پر اتر آئیں ہیں کیوں میں پتھر نہیں بن سکتی کیوں مجھے ہی سب کے احساس محسوس ہوتے ہیں میں کسی کو کچھ کیوں نہیں کہہ سکتی"۔۔۔

"میں اس سے کیوں یہ نہیں کہہ سکتی کہ دیکھو تمنے جو کیا آج اسکا انجام دیکھو۔۔۔۔"!!!وہ روتی سجدے میں گر گئی۔۔۔

"وہ سب کچھ سمجھنے لگا ہے کہ سب ایک جیسی نہیں ہوتی پانچ انگلیاں برابر نہیں۔۔۔!!یااللہ اسکی سوچ پھر سے منفی نا ہو جائیں"!!

بخار اترنے کے بعد اسے ہوش آیا تو اسنے خود کو صائم کے حصار میں پایا۔۔۔

وہ اسے اپنے آغوش میں لیے سو رہا تھا۔۔۔

اور وہ کئی دیر بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی کہ اذانوں پر اسنے اسکے گال پر ہاتھ رکھا تو دوسرے ہی پل اسنے مسکراتے اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگایا۔

"میں جاگ رہا ہوں کیسے سو سکتا ہوں جب میری زندگی اتنی اذیت میں ہو"۔۔۔۔!!وہ اپنی سرخ ڈورے والی آنکھوں سے مسکراتا اسکی ناک سے ناک رگڑنے لگا پر وہ مسکرا بھی نا سکی۔۔

اور وہ اسکا بخار چیک کرتا اسے سینے میں چھپا گیا۔۔۔۔

"اتنی ظالم ہو ایک بار کال بھی نہیں کی اگر تم کر دیتی تو سب کچھ چھوڑ کر بھاگا چلا آتا سائیں کی جان کے پاس"۔۔

اسکے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتا وہ شکوہ کر رہا تھا اور وہ خاموش ساکت پڑی تھی۔۔۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تو تم آرام کرو میں جلدی نماز ادا کر کے آتا ہوں اور دوائی نہیں ہے۔۔دوائی بھی لیکر آتا ہوں "۔اسے سینے سے لگائے وہ بولا اور تقویٰ کے سر ہلانے پر اسکی آنکھیں چومتا جلدی سے فریش ہو کر وہاں سے نکلا۔۔۔

اسکے جاتے ہی وہ روتی وضو کر کے جائے نماز بچھا کر اللہ کے آگے سجدے میں گرتی ہمیشہ کی طرح آج پھر اپنا حال سنا رہی تھی۔۔۔

سیڑھیوں پر قدموں کی چاپ سنتے وہ مسکرا کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔
اور دونوں ہاتھوں سے چہرا صاف کر کے جائے نماز سمیٹی۔۔۔

"میں ناشتہ بھی لیکر آیا ہوں سائیں کی جان اب صرف تم آرام کرو اور سائیں کے دل کو سکون دو۔۔۔وہ ٹرے ٹیبل پر رکھتا مسکرا کر بولا اور آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ ٹیبل کے پاس لایا۔

"سائیں ابھی دل نہیں کر رہا"۔۔۔!!وہ نفی میں سر ہلاتی نڈھال سی اسکے کندھے پر سر رکھے بولی۔۔

"ہششش۔۔۔۔!!رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا اب کچھ نہیں سنو گا جلدی سے منہ کھولو شاباش میرے پیارا سائیں"۔اسکے گال پر لب رکھتے ہونٹوں پر نوالہ ٹکایا جس پر وہ منہ بنا کر کھانے لگی۔

کہ ساتھ ہی آنسوں پھسل کر گالوں پر گرے۔۔

"میرا دل کرتا ہے تم ایسے ہی نخرے کرتی رہو اور میں تمہیں محبت سے پچکارتا رہوں"۔وہ خود بھی ناشتہ کرتا اسے بھی کروا کر برتن سمیٹتا بولا۔

تقویٰ خاموشی سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔!!

"کیوں"؟؟؟اسنے بھاری آواز میں پوچھا۔

"بس دل کرتا ہے"۔

صائم مسکراتا اسے دوائی کھلا کر اس پر بلینکٹ ٹھیک کرتا ماتھے پر لب رکھتے ڈاکٹر مہتاب سے آج نا آنے کی معذرت کرتا واپس روم میں آیا تو تقویٰ کو کروٹ کے بل تکیے میں منہ دیکر سوتے پایا۔۔۔

"آئی ایم سوری سائیں کی جان شاید یہ میری لاپرواہی کا نتیجہ ہے اگر اپنی خوشی سے نکل کر تمہیں دیکھتا تو آج یہ نتیجہ نا ملتا پلیز معاف کردو"۔۔۔!!وہ اسکے کان پر لب رکھتے بولا۔

تقویٰ خاموش سی آنکھیں میچ گئی۔۔۔!!

"پتا نہیں اب قسمت کیا فیصلہ کرنے والی تھی"۔

"بس اتنا اندازہ تھا کل کا دن بہت برا ہو گا"۔۔۔!!!

____

"آپ اتنے بے رحم کیوں ہیں خان۔۔۔؟؟ آپ کیوں اسکی تڑپ نہیں سمجھتے وہ کتنا آپ سے پیار کرتی ہے۔۔ میں تو کہتی ہوں وہ اپنی سانسوں سے زیادہ آپکو چاہتی ہے آپ کیوں نہیں سمجھتے؟؟ جب مجھے معاف کر دیا تو اسے کیوں نہیں حالانکہ اسنے کچھ غلط تو نہیں کیا وہ تو صرف اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے کیلیئے اسکے پاس رکی تھی پھر کیوں اب تک اس سے نظر پھیر رہے ہیں آپ خان"۔۔۔۔!!!

وہ آفس میں اپنی کیبن میں بیٹھا تھا اور اسکے کانوں میں عائشہ کی باتیں گونج رہی تھی جو رات کو اس سے کہیں تھی۔۔

"کیا ہوا تیرے منہ پر چودہ بج رہے ہیں؟؟ ہیٹر کے اوپر بیٹھے ہو کیا"؟؟ ہارون اسکے کیبن میں آیا اور اسے سوچوں میں محو پایا تو آگے ہاتھ چلاتے لیپ ٹاپ اپنی طرف کیا اور وہاں کلائنٹس کی طرف سے آئی میل دیکھنے لگا کہ تقویٰ کی میلز پر نظریں پڑیں۔

وہ اس پر نظر ڈالکر دیکھے بغیر نہیں رہ سکا۔

جہاں صرف اذیت بھرے بھائی کے روٹھ جانے پر حال اور اسکے لئے محبت معافیاں مانگیں جا رہی تھی۔۔۔
پر دانیال نے تو دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔

"کیوں اداس ہے"؟؟ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہوش کی دنیا میں پٹخا۔

"کچھ نہیں بس"! وہ گہرا سانس بھرتا نفی کرکے ایسے ہی فائلز اٹھا کر دراز میں رکھنے لگا۔

"اگر میری سنو تو تقویٰ کے ساتھ تم اچھا نہیں کر رہے"!! دانیال نے غصے سے رخ اسکی طرف کیا۔

"واہ کیا سنایا ہے۔۔۔۔!!! تم سب کو یہ دکھ رہا ہے کہ میں اچھا نہیں کر رہا اور وہ نہیں دکھ رہا کہ کیسے وہ ایک بگڑے بد تمیز رئیس زادے کیلیئے مجھے ٹھکرا گئی اسے مان دیا اسکے زبردستی کے نکاح کو عزت دی اور میں جو اسے لینے گیا اپنی بہن کرتا مر رہا تھا رات دن ایک کئے دربدر تھا وہ کسی کو نہیں دکھ رہا کہ کیسے اسنے مجھے نکال دیا وہاں سے اسے عزت دی جسنے اسکی عزت چھینی اسے رسوا کیا اسے اپنا شوہر تسلیم کیے اسکا سر گود میں لیے بیٹھ گئی نفرت ہے مجھے،، نام مت لو اسکا"۔۔۔!! وہ غصے سے پاگل ہونے لگا۔

"کیسے رسوا کیا دانیال کیا وہ تیری بہن کیلیئے رشتہ نہیں لیکر آیا عزت سے کیا اسنے تجھے کال کرکے تیری بہن کا رشتہ نہیں مانگا کیا اب وہ تجھے کال کرکے معافی نہیں مانگتا وہ اپنی مجبوری تجھے نہیں بتاتا کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر اسنے یہ قدم اٹھایا تھا"۔

"ہر کوئی حیدر شاہ نہیں ہوتا نا ہی کوئی دانیال ہوگا۔۔۔!!! اگر سب ایک جیسے ہوتے تو یہ دنیا کیسے چلتی۔۔۔؟؟ تمنے کبھی اس لڑکے پر غور کیا دانیال کہ کیسے وہ بھری میڈیا میں اپنے باپ جو کہ اسکا چاچا ہے اپنی سگی ماں کی انسلٹ کرتا ہے کیسے انکی پسند کی گئی لڑکی کو ٹھکرا کر تمہاری بہن سے شادی کرلی۔۔!! چاہتا تو اسے چھپائے رکھتا بگڑا ہوتا تو کیوں تمہاری بہن کو لیکر ساری دنیا کے سامنے آتا کیا وہ تمہیں منہ نہیں دے سکتا تھا ایک چیف جسٹس فیمس بزنس وومن کا بیٹا ہے ایم این اے تایا ہے گائوں کا سردار دادا ہے کتنی پراپرٹی ہے اسکے نام اندازہ ہے تمہیں،، اپنے ماں باپ کے علاوہ صرف اسکے نام

کروڑوں کی پراپرٹی ہے۔۔۔!! کہہ لو شہزادہ ہے تو غلط نہیں ہو گا پھر بھی تمہاری بہن کے ساتھ گھر بسائے بیٹھا ہے۔۔۔ کس لئے اسکا مجھے معلوم نہیں!!

شاید تمہیں ہو پتا یا اندازہ کہ وہ کیوں تم سے معافیاں مانگتا ہے کیوں کال کر کے تمہارے آگے گڑ گڑاتا ہے۔۔۔!!

تم کہتے ہو کہ تم نفرت کرتے ہو اپنی بہن سے پھر کیوں نظر رکھے دونوں پر بیٹھے ہو کیوں انکی ایک ایک موو پر آنکھیں ٹکائے بیٹھے ہوتے ہو جیسے ابھی کچھ ہو گا تو تم تڑپ جاؤ گے "؟؟ دانیال جو کب سے خاموش کھڑا سن رہا تھا حیرت سے اسے دیکھنے لگا..

"کیا بکواس ہے مینے کسے نظر رکھنے کیلیئے بھیجا ہے"۔۔وہ غصے سے آنکھیں گھما کر بولا۔

ہارون اسکے کترانے پر ہنس پڑا۔

"آفاق کیوں آتا ہے تم سے ملنے۔۔۔؟؟ اور یہ وہی آفاق سومرو ہے نا تیرے گاؤں کا لڑکا تمہارا دوست جیسے لگا دیا ہے اس کے پیچھے کہ ابھی تم اسکے کرتوت دیکھو گے اور اپنی بہن کے دیکھا کر چھین آؤ گے اسے پر سدا افسوس کچھ پلے نا پڑا"۔۔

دانیال گہرا سانس بھرتا خاموش چیئر پر بیٹھ گیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا یا تم سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہارون وہ میری بہن سے گیم کھیل رہا ہے کوئی کیسے اتنی جلدی بدل سکتا ہے۔۔وہ معصوم بن کر میری بہن کو گمراہ کر رہا ہے وہ بالکل اچھا بندہ نہیں تھا تم دیکھتے نہیں کیا یار تم نہیں جانتے کیا کیا تھا اسنے میری بہن کے ساتھ!! کیسے بھول جائوں میں کہ یہ وہی شخص ہے جسنے میری بہن پر اپنی غلیظ نظریں ڈالتے اس معصوم پر قیمت لگائی تھی اور جب اسنے مجھے بتایا تو مینے اسکے آنکھوں میں اذیت دیکھی تھی وہ بالکل ٹوٹ گئی تھی بلکہ بخار میں پھینک رہی تھی اتنی بری حالت تھی صرف اسکا سوچتے ہی۔۔وہ شخص ایسے جکڑے اسے بیٹھا ہے بہت معصوم بناتا ہے

درحقیقت ایسا کچھ نہیں ابھی میں تقویٰ کو اس سے الگ کرلوں تو کل پھر تمہیں وہ آوارہ لڑکیوں کے بانہوں میں نظر آئے گا"۔وہ تلخ لہجے میں زہر خند ہو کر بولا۔

"صحبت یار صحبت بہت بڑا اثر چھوڑتی ہے انسان پر۔۔۔!!اللہ نے اسے ہدایت دینی تھی تو اسے تیری بہن کا وسیلا بنایا ورنہ دیکھ کہاں تم لوگ تھے اور کہاں وہ تھا۔۔۔ایک ویڈیو دیکھ بہت مشکل سے حاصل ہوئی ہے وائرل ہوئی تھی پھر فوراً ہی بند ہو گئی۔۔۔"وہ کہتا لاک دروازہ پر ایک نظر ڈالے اسکے پاس آیا۔۔۔
"یہ مینے تجھے دیکھانے کیلئے ہی ویڈیو سنبھال کر رکھی ہے"۔۔۔اسنے موبائل کی اسکرین اسکے سامنے کی جہاں ایک عورت اپنے سے کم عمر لڑکے کی بانہوں میں مدہوش پڑی اسکی رحم کرم پر تھی کہ دانیال نے دیکھتے ہی نفرت سے منہ پھیر لیا۔۔

"کیا بکواس یہ ہے یار کون ہے یہ واہیات عورت جسنے عورت ذات پر دھبہ لگنے کی کوشش کی ہے"۔وہ نفرت سے کہہ رہا تھا اور ہارون ہنس پڑا۔

"ماں ہے اسکی یہی ہے ہانیہ زید پہلے ایک معذور بزنس مین کی بیوی اور پھر اسکے بھائی کی بیوی بنی،بہت گری ہوئی عورت ہے بلکہ اسے تو عورت ہی نہیں کہنا چاہئے نفس پرست ہے۔۔۔بہت کوشش کے بعد وجدان صاحب سے صائم کی پاسٹ کا معلوم پڑا کہ کس طرح کی توجہ پائی ہے۔۔۔۔
میں کہتا ہوں اس لڑکے پر جتنا ظلم ہوا ہے اتنا کسی خون کے قاتل کے ساتھ جیل میں بھی نہیں ہوا ہو گا۔۔۔
جس دن اس عورت کا افیئر اسکے دیور سے معلوم ہوا تو اس رات ہی اسکا شوہر خاموشی سے چلا گیا اب یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسے مرا کیونکہ سب نے اسے صدمے کی موت کہتے دفنا دیا۔۔۔صرف یہ لڑکا جانتا ہے کہ کیسے اسکے باپ کی موت ہوئی

کیونکہ اس وقت وہ اسکے پاس تھا بلکہ صبح لاش کے سینے پر سر رکھے خاموش وحشت بھری آنکھوں سے چھت کو تکتا پا کر ملا

وہ سب لاش کو لیکر چلے گئے اور وہ جو کسی خوف کے زیر اثر باپ کے جانے کے بعد بیڈ کے نیچے چھپا تھا اسکی طرف کسی نے توجہ نہیں دی ناماں نے نا حویلی والوں نے۔۔۔ اسکی ماں نے عدت کے بعد فوری شادی کر لی اپنے دیور سے۔۔۔ اور وہاں اسے گندی عورت کی کوکھ کہہ کر بھول گئے تو یہاں یہ اپنی شادی کے نشے میں گم ہو گئی پھر بس ایک یتیم بے سہارا بچے کے ساتھ ہوتا ہے جو درندے کرتے ہیں اسکے ساتھ بھی وہی ہوا۔۔۔
جب ہسپتال مردے جیسے لاش گئی تو کئی جگہوں سے ہڈیاں ٹوٹی ہوئی پائی گئی تو ساتھ زیادتی معصوم کے حسن کو دیکھ کر انسان سے حیوان بن گئے تھے۔۔۔
اب تم بتاؤ کیا کرے گا کون سی پرورش پائے گا۔۔۔ جب کوئی اپنا نا ہو تو کیسی پرورش ہو گی دانیال۔۔۔۔!!
کیا تم بغیر ماں باپ کے تربیت پا سکتے ہو۔۔۔ کیا تم یہ سب سہہ کر جی سکتے ہو۔۔۔ کیا اللہ نا کرے یہ جو عورت اپنے بیٹے کے ساتھ کرتی ہے کیا تم ہوتے تو یہ سب دیکھ کر برداشت کر جاتے۔۔۔۔؟؟؟
ہرگز نہیں کوئی نہیں کرتا۔۔۔"!!

"میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اچھا ہے وہ قصوروار نہیں اسنے جو کیا اچھا کیا نہیں میں ایسا کچھ اسکے فیور میں نہیں کہتا اسنے بہت برا کیا میں ہوتا تو شاید بغیر کچھ سوچے سینے میں گولیاں اتار دیتا اسکے۔۔۔ پر تب اب نہیں جب وہ کافی سدھر گیا ہے بلکہ تمہاری بہن کے ساتھ اچھی زندگی گذار رہا ہے کیا پتا خدا کس میں راضی کیوں اسے ہدایت دی کیوں اپنی طرف بلایا اسکے اندر سے تو ہم نہیں واقف۔۔۔

ضرور اسکا باطن حسین ہو گا تبھی تو اسے ہدایت دی ہے۔۔۔!!بہر حال میں جتنا کہہ سکتا تھا کہا اب آگے تم خود سمجھدار ہو تم جانتے ہو تم کیا کرنا ہے اللہ تمہارے ساتھ ہو گا"۔۔۔!!ہارون پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے پی کر اسکا کندھا تھپتھپا کر چلا گیا۔۔۔

اور دانیال خاموش سا ٹیبل کی سطح کو گھورنے لگا۔۔۔!!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مسکراتی تولیے میں لپیٹے اسے سینے سے باہر لائی اور بیڈ پر کھڑا کیا۔۔
"مما آج بہت سردی تھی"۔۔۔وہ ایک جھرجھری لیتا سرگوشی میں زریش کے کان میں بولا۔۔
کیونکہ اسنے ہی کہا تھا کہ اسے اپنی ماں کے سامنے مما نا کہے اور اب وہ سفینہ بیگم کو سامنے صوفے پر بیٹھے دیکھ کر سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

زریش نے آنکھیں نکالی وہ کھکھلاتا لبوں پر انگلی رکھ گیا۔۔۔

منگنی کے دوسرے دن ہی وہ بغیر دانیال کی بغیر اپنی ماں کی سنے ساحل کے پاس پہنچ گئی تھی اور اسکے لئے آئی آیا کو الٹے پائوں بھگانا چاہا پر پھر اسکی مجبوری سن کر ملازمت پر رکھ دیا۔۔۔

سائرہ بیگم اسے دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گئی اور اسے خود میں بھینچ کر رو پڑی زریش نے کافی مشک سے انہیں سنبھالا اور انکے ہاتھوں کو کھولا جو اپنے بیٹے کی برف سے معافی مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

زریش نظر انداز کرتی اس آیا کو کھانے اور گھر کی صفائی پر رکھتے اس پر خاص اپنی نظروں کا اشارہ دیا کہ وہ زندہ ہے خبر دار پھر کسی چوری یا ایسی ویسی حرکت اسکی غیر موجودگی میں کی۔۔۔
کھانا کھانا اور اپنے بچوں کیلیئے لے جانا تنخواہ تمہیں پہلی تاریخ کی صبح ہی ملے گی پر خبر دار اسکے بعد کچھ غلط سوچا بھی۔۔۔

ساحل اسکے پاس ہی تھا اور ہارون سے تو اسکی انجانے میں سخت جنگ تھی۔۔۔۔۔!!

"اپنا دماغ اس سب سے ہٹا کر زریش اپنی زندگی پر سیٹ کرو کل کلاں تمہیں وہ کام آئے گا پرائی کوکھ نہیں!! میں جتنا برداشت کر رہی ہوں اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم سر پر چڑھتی جائو۔۔۔
بلایا ہے ہمیں حویلی دعوت پر۔۔۔ ہو سکا تو تمہاری شادی کی تاریخ بھی طے کر کے آئیں گے"۔۔۔ وہ غصے سے کہتی ایک نظر اسکے سینے میں منہ چھپائے کھڑے ساحل پر ڈالکر ضبط سے باہر نکل گئی۔۔۔

عائشہ یہ سب سنتی پریشانی سے زر کی بے بسی کا سوچ رہی تھی تو دوسری طرف زریش نم آنکھوں سے ساحل کا سر سہلانے لگی۔۔۔

"مما کس کی شادی ہے ہم چلیں گے"۔۔؟؟؟ وہ حیرت سے انہیں دیکھتا پوچھنے لگا۔
"نہیں بیٹا کسی کی نہیں"۔ وہ اسکے سر پر کس کرتی اسکے بالوں میں برش کرنے لگی۔

وہ اسے لیکر بیڈ پر بیٹھی اور بک نکال کر اسے پڑھانے لگی پر اسکی سوچیں اسکا وجود اضطرابی کیفیت میں بے چین تھا۔۔ وہ بکھری ہوئی تھی کہ کوئی سہارا ملتا یا کسی کا کندھا میسر ہوتا تو سر رکھ کر اپنا سارا غبار نکال دیتی۔۔۔!!

اسنے دوسری بار محبت کی تھی اور پھر سے وہ محبت اس سے چھینی جا رہی تھی۔۔۔
ہاں وہ دوسری محبت ساحل شاہ سے کرتی تھی اپنے چھوٹے سے معصوم بھالو سے۔۔۔
پر وہ اسکا نہیں تھا یہ بھی اس سے چھینا جا رہا تھا۔۔۔!!

"مما آپ پہلے کی طرح چوڑیاں کا جل نہیں پہنتی"؟؟ ساحل اسکی سونی جلائیاں ویران آنکھیں دیکھ کر پوچھنے لگا تو وہ ہنس پڑی۔

"بس بیٹا دل نہیں کرتا اب"!!

"پر مما ڈیڈ کو تو بہت پسند ہیں آپکی چوڑیاں وہ آپکی ٹوٹی چوڑیاں سب سے چھپا کر جمع کرتے ہیں ایک باکس میں"۔۔۔ ساحل کی بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور پھر گھبرا کر باہر دیکھا۔

"بیٹا ایسی باتیں نہیں کرتے مینے کہا ہے ناآپکے ڈیڈ کا دماغ کھسک گیا ہے"۔۔۔! اسکا چہرا سرخ تھا اور وہ سٹپٹائی ہوئی تھی۔۔۔

اسے اپنی گال پر پھر سے وہ دہکتا لمس محسوس ہوا جس پر اسکی پلکیں لرز گئی۔

"مما آپ بلش کر رہی ہیں"!!وہ اسکے گال چھوتا کھکھلایا۔

"نہیں۔۔!!تم پڑھو خاموش ہو کر"۔وہ مصنوعی غصے سے آنکھیں دیکھاتی لب دبا گئی۔

"نو آپ سارا دن بلش کرتی رہتی ہیں"!!وہ تالی بجا کر لبوں پر دونوں ہاتھ رکھتا ہنسنے لگا کہ ابکی بار اسکی معصوم اداد یکھ کر زریش بھی مسکرادی اور اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔

"سر میرے لائق کوئی کام"؟؟وہ آنکھیں پٹپٹائے حیدر کے سامنے آئی جو عروج کو ہدایات دے رہا تھا اسکے مخاطب کرنے پر مسکراہٹ دبا گیا۔

"مس حجاب آپ میرے لئے کافی بنالائیں"۔جہاں عروج اسکی مداخلت پر گھورے اسے دیکھ رہی تھی وہیں حیدر نے محبت سے دیکھتے کہا۔

حجاب کے ہی فورس کرنے پر اسنے اسے اپنی کزن کا تعارف کروایا تھا اور پرسنل سیکرٹری تھی اب اسکی یہ سب جانتے تھے آفس میں۔

یہ زخم تو بہت گہرا لگا تھا عروج کو پر حجاب کی عمر اور اپنے باس کو دیکھتے سمجھ گئی کیسے ممکن ہو گا اسکا باس اتنی سی لڑکی سے پیار کرے۔

مطلب حیدر شاہ صرف اسکا ہی ہے۔

اسے کوئی ٹینشن نہیں لینی چاہئے۔

وہ اپنے لئے وہی بیویوں والے کام دیکھ کر منہ بنا گئی۔۔۔

"میں کیسے نظر رکھوں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا"۔ سر کھجاتے وہ سوچنے لگی اور کافی کو مگ میں ڈالا۔

آفس میں داخل ہوئی۔۔۔

"لیجئے سر"!! اسنے سامنے بلند کیا مگ۔۔۔

حیدر نے عروج کو چیدہ چیدہ پریزنٹیشن کے پوائنٹس سمجھاتے حجاب سے مسکرا کر کپ لیا اور اسے دیکھتے ہوئے لبوں سے لگایا۔

"تھوڑا سا ئیڈ تو ہو"۔۔!! حیدر جو چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ سامنے رکھے اسے سمجھا رہا تھا۔

عروج مسکراتی پاس جھکی لیپ ٹاپ میں دیکھتی سمجھ کم اسکے چہرے کو زیادہ تک رہی تھی۔

جب حجاب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو آگے بڑھ کر دونوں کے بیچ میں جگہ بناتی گھس آئی۔

"یہ کچھ زیادہ کڑوی بنا دی ہے"۔۔۔!! حیدر نے کپ منہ سے الگ کرتے کہا۔

"سر میں بنا دیتی ہوں ڈونٹ وری"۔۔ عروج مسکرا کر اپنے خدمات پیش کئے بلکہ اسکے ہاتھ سے کپ لینا چاہا۔۔

""کیسے کڑوی ہے کیا کڑوا ہے اس میں پہلی بار تو نہیں بنا رہی جو نخرے دیکھا رہے ہیں دیکھائیں مجھے"۔وہ جھپٹ کر عروج کو گھورتی اپنا نقاب اتار کر لبوں سے لگا گئی۔۔

جہاں عروج اسے دیکھ کر مسمرائز ہوئی تھی وہیں حیدر مسکراہٹ دبانے لگا۔

"ٹھیک تو ہے کہاں کڑوی ہے اور پلیز اب میں اتنی بھی بیوقوف نہیں ہوں جتنا آپنے مجھے سمجھا ہے کافی ہوتی ہی کڑوی ہے انڈرسٹنڈ"!!وہ ٹیسٹ کر کے واپس زبردستی اسکے لبوں سے کپ لگا گئی۔

"آپ ایسا کریں یہ لیں اور مینجر کے پاس جائیں وہ آپکو سمجھا دیں گے"۔وہ لیپ ٹاپ عروج کے حوالے کرتا بولا۔
اور عروج گم صم سی لیپ ٹاپ لئے ایک نظر پھر اس کمسن حسینہ پر ڈالے وہاں سے نکل آئی۔

"تمہیں جیلسی ہوتی ہے اسے میرے قریب دیکھ کر"؟؟ عروج کے جاتے ہی اسنے ریموٹ سے ڈور لاک کیا اور چیئر کا رخ اسکی طرف کرتے اسے سمجھنے کا وقت دئے بغیر خود پر گرا لیا۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں شاہ ایسا کچھ نہیں"۔وہ سرخ چہرے لرزتی پلکوں سے سر جھکائے بولی۔

"چیونٹی یہ تم ہی ہو نا یار"۔۔؟؟ ہنستے اسکے گال پر لب رکھے حجاب شرما کر اسکے گردن میں منہ چھپا گئی۔

"پیار کرتی ہو اپنے ہاتھی سے"؟؟اسکے گرد حصار ڈال کر چیئر سے پشت ٹکا دی۔

"نہیں"!!وہ منہ بنا کر اسکی مونچھوں کے نیچے لب پر انگلی پھیرنے لگی۔

"اوہ کیوں"؟؟حیدر نے پوچھتے ہی اسکی نازک سی انگلی کو لبوں میں دبا لیا۔۔۔

"کیونکہ نا آپ اپنی بیٹی سے محبت کرتے ہیں نا ہی اسکی معصوم مما سے۔۔۔!اپنی بیٹی کے ڈائپر نہیں لاتے کوئی اتنا لاپروہ ہوتا ہے بھلا نا ہی کبھی اپنی معصوم پیاری سی بیوی کو گفٹ دیا ہے۔۔!اتنے کنجوس ہیں ٹیوشن پڑھاتے ہوئے بھی ٹوفی لیتے ہیں کبھی پڑھتے ہوئے اپنی بیوی کو تنگ کرتے ہیں۔اب آپ بتائیں کیسے پیار ہو سکتا ہے مجھے"؟؟وہ دونوں انگلیوں اسکے آئی بروا وپر کرتی بولی۔

"مسئلہ تو کافی گھمبیر ہے یار"!حیدر اتنی ساری خامیاں اپنے اندر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"اور نہیں تو کیا"۔حجاب نے سر ہلاتے ناک چڑھائی۔

"یار پیار تو میں بھی اپنی معصوم بیوی سے کرتا ہوں صرف ایک مسئلہ ہے مجھے"۔وہ اسے بانہوں میں بھر کر ٹھیک سے بیٹھانے لگا۔

"کیا۔۔؟؟؟کونسا"؟؟وہ حیرت کے جھٹکے سے اسے دیکھنے لگی۔

"ایک تو تمہارا منہ چھوٹا ہے دوسرا تمہیں گود میں اٹھاتے ہی ممتا والی فیلنگس انگڑائیاں لینے لگتی ہیں اب تم بتائو میں کیا کروں"۔وہ کہہ کر اسکے لبوں کو قید میں لے گیا۔

حجاب اسکی شدت پر آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"میں اب نہیں کروں گی یہ گھٹیا پرسنل جاب میں گھر میں ٹھیک ہوں"۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسکے کندھے پر مکے مارتی گویا ہوئی۔
حیدر اسکے گال پر اپنے لب رکھتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔

"میرے مسئلے کا حل بتائو چیونٹی"۔۔۔!!

وہ اسکی اچانک سی جسارتوں پر گھبرا کر اس سے دور ہوتی کھڑی ہو گئی۔

حیدر اسے دیکھتا مسکرا کر چیئر سے اٹھا اور حجاب کی سانسیں خشک ہو گئی اسکے قدم اپنی طرف دیکھ کر۔۔

"میں یہ نوکری نہیں کروں گی"!!وہ دیوار سے لگتی بولی۔

"کیسے نہیں کرو گی یہ جو کل سائن کیے تھے کہ جب تک حیدر شاہ نا چاہے تم یہ جاب نہیں چھوڑ سکتی"۔اسکے ساتھ دیوار پر ہاتھ رکھتے بولا۔۔

کہ بے بسی سے وہ لب کاٹ کر گئی۔۔۔

"کچھ تو خیال کریں یہ آپکا گھر نہیں"!!اپنی طرف بڑھتے اسکے دوسرے ہاتھ کو جھٹک کر بولی۔

وہ ہنس پڑا اسکے گریز پر۔۔۔

"بیوی تو میری ہے ناچیونٹی سی!!اور اگر تم مجھ سے پیار کرو گی تو تمہاری بخشش ہو سکتی ہے سوچ لو"!!وہ اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرا اونچا کرتا بولا۔

"اتنی خامیوں کے بعد بھی"؟؟وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"یس بے بی اتنی خامیوں کے بعد بھی"!اسکی گال سہلاتے نچلے بھیگے لب پر انگوٹھا پھیرا۔

"چلو ٹھیک ہے پیار تو کرلوں گی پھر آپ مجھے تنگ نہیں کریں گے"؟۔اسنے جیسے ہار مانتے کہا۔

حیدر مسکرا دیا۔۔۔

"تنگ تب نہیں کروں گا جب تم شرافت سے آکر اپنا فرض نبھاتے کس دے کر چلی جایا کرو گی"۔وہ محبت پاش نظروں سے دیکھتا ہنسا۔

حجاب نے آنکھیں پھیلا لیں۔۔

"نن۔۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا"!!وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی کچھ دور کھسکی اس سے، پر اگلے ہی لمحے حیدر نے اسکے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھ دئے دیوار پر۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے بے بی اگر تم ہاں کر دو پھر حیقیقی بے بی آئے گا جسکے ڈائپر تو کیا سب کچھ میں لائوں گا"۔وہ کان کی طرف جھکا سرگوشی میں بولا کہ وہ آنکھیں میچ سر جھکا گئی شرم سے۔

"نہیں نا"۔۔۔!!وہ نفی کرتی اسکے سینے میں چھپ گئی جس پر حیدر کا جاندار قہقہہ لگا۔۔۔

"آپ بہت ہی کوئی گندے ہاتھی ہیں"۔۔!!وہ اسکے سینے پر مکا مارتی پاس ہی ریسٹ روم میں گھس گئی۔
وہ ہنستا اسکے پیچھے جانے لگا کہ ڈور پر ناک نے اسکے قدم جکڑ لئے۔

"یس کم ان"!!!اپنی چیئر پر بیٹھتے ڈوران لاک کرتے اجازت دی۔
عورج کا مسکراتا چہرا نمودار ہوا تو وہ سنجدگی چہرے پر چھائے کپ لبوں سے لگا لیا۔

"سر آپکی کزن بہن کتنی کیوٹ ہے"!!وہ فائل اسکے سامنے رکھتی مسکرائی۔۔
حیدر کا غصے سے چہرا سرخ پڑ گیا۔

"واٹ ربش کون کزن بہن؟؟ اپنے کام سے کام رکھو انڈرسٹنڈ"!!وہ غصے سے سرد لہجے میں بولتا اسے شرمندہ کر گیا۔

"سوری سر"!!وہ جھکے سر سے منمنائی۔

"ایسا کام کرنا نہیں چاہئے جسکے لئے سر جھکے اور سوری بولا جائے انسان جب تک اپنی عزت آپ نہیں کرواتا دنیا نہیں کرے گی،،اور ایسی فضول گوئی سے پرہیز کرو یہاں وہ میری جب پرسنل ہے تو پرسنل لائف میں کافی پرسنل ہے آئی تھنک اب تمہیں زیادہ تجسس اجاگر کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"!!وہ غصے سے بولتا فائل پر سائن کر کے اسکے حوالے کر چکا تھا۔

"سر ریڈ فائل چاہیئے"۔وہ سامنے رکھی فائل کی طرف اشارہ کرتی نظریں جھکائے بولی۔

"بھیج دوں گا تم جائو"۔!اسنے جلد از جلد اسے نظروں سے دور کرنا چاہا اور وہ سر ہلاتی چلی گئی پر جاتے ہوئے بھی ریسٹ روم کے کھلے ڈور کو دیکھنا نہیں بھولی۔

حیدر غصے سے اسکی پشت کو گھورتا رہ گیا اور اٹھ کر واپس ریسٹ روم کی طرف آیا۔

"کہاں سے میرا منہ چھوٹا ہے"۔؟؟حجاب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے لبوں کو دیکھ رہی تھی۔

عام سی لڑکیوں جیسا تو تھا جو عموماً اٹھارا سال کی لڑکیوں کا ہوتا تھا۔

پر یہاں جس سے وہ نظریں چرا رہی تھی اسکے چھوٹے لبوں تھے۔

جو کسی گلاب کی پتی کی طرح چپکے ہوئے تھے۔

وہ رونے جیسا منہ بنا کر لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"روکیوں رہی ہو میری چیونٹی میرا گذارا ہو جائے گا بے بی"!وہ ہنستا اندر داخل ہوتا بولا کہ حجاب بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔ نہیں اگر میرا منہ چھوٹا ہے تو کیا ہوا میرے بال تو بڑے ہیں نا"۔ وہ مسکراتی اپنی سیاہ چوٹی آگے رکھتی آنکھیں نچانے لگی۔

اور اسکی چوٹی جس میں حیدر کا دل اٹکا تھا اسے سامنے پا کر اسکی آنکھیں چمک اٹھی اور وہ مسکراتا نثار ہوتے اسے دیکھنے لگا۔

"بس بھئی ہمیں تو یہ چھوٹے منہ والی چیونٹی قبول ہے"۔ اسنے دونوں بازو بلند کرتے اعلان کیا۔

وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں ذرا پاس میں میٹنگ روم میں جا رہا ہوں تم یہیں رہنا کوئی آئے تو ڈور نا کھولنا"۔ وہ اسے ہدایت دیتا بولا

"میں۔ بھی چلوں گی آپ نے قید کر لیا ہے کیا فائدہ اس جاب کا"۔ وہ منہ بنا کر بولی اور جلدی سے نقاب لگائے اسکے پاس کھڑی ہوئی۔

حیدر نے مسکراتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور لیپ ٹاپ اٹھائے باہر نکل کر میٹنگ روم میں آتے اسے اپنی پاس والی سیٹ پر بیٹھایا۔

کچھ ہی دیر میں وہاں سرخ سپید انگریز موجود تھے۔

حیدر مسکرا کر سب سے ملتا ان میں موجود لڑکی سے ملا تو اسنے گھور کر دیکھا۔

وہ جب پاس آیا تو حجاب نے چپکے سے اسکے ہاتھ پر اپنے ناخون گاڑ دیئے۔۔

"ابھی بھی کہتی ہو جیلسی نہیں ہوتی"۔ پاس ہونے کے نتیجے میں وہ پین اٹھانے کیلیئے جھکا بولا حجاب منہ پھیر کر گئی۔

خیر دنیا کو نہیں معلوم پر اسے تو معلوم ہے نا اسکی بیوی سامنے موجود ہے تو ہاتھ شاتھ لگانے سے پرہیز کرے پر نہیں اسے تو جیسے موقعہ ملتا اسکا خون جلانے کیلیئے۔

اور اب جب وہ عروج کو بیسٹ آف لک کہہ رہا تھا پریزنٹیشن پر تو یہ بھی اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اور وہ سوچ رہی ہو گی کہ اسے کتنی دفعہ انہیں معصومیت سے پچکارا ہو گا۔۔۔

"ہاتھی نا ہو تو"!!

____

پیرس کی رنگین راتوں میں وہ اس وقت کاؤنٹر کے قریب کھڑی مشروب کا گلاس منہ سے لگائے سامنے ہی فلور پر اپنی بیسٹ فرینڈ کو دیکھ رہی تھی۔

یہ اسکی تیسری رات تھی جو وہ ساری ساری راتیں یہاں گذارتی تھی۔۔

ہوٹل میں بالکل اسکا دل نہیں لگتا تھا۔۔

اور دوستوں کے پاس جانے سے صرف انکے بچوں کو شوہر کی خبریں سننے کو ملتی۔۔

ہر دوست کی اپنی کہانی ہوتی۔۔

وہ یہاں یہ سوچ کر بھاگ آئی تھی کہ آزاد ملک ہے اسکی دوستیں بھی انجوائے کر رہی ہوں گی پر یہاں اسے دھماکہ سر پر ہوا جب سب کو اپنی شادی شدہ زندگی میں خوش مگن دیکھا۔۔

اسکی ساری دوستوں نے زندگی انجوائے کرتے آخر شادی رچالی تھی کہ اسکے بغیر زندگی کچھ نہیں۔

سب کے دو ایک بچے تھے اور وہ جب جب اسکا ذکر اسکے سامنے کرتی تو مہکار کے سامنے وہ سسکتا چھوٹا ساوجود گھوم جاتا اور وہ بے سکون چڑچڑی ہو جاتی۔

سب کو خوش باش دیکھ کر اسکی نظروں کے سامنے ہارون شاہ گھوم جاتا۔

اور اسکا دل کرتا سب کچھ تہس نہس کر دے۔۔

وہ یہاں اپنی دوست کے ساتھ آئی تھی پر وہ اسے بھلائے اپنے شوہر کی بانہوں میں گھوم تھی۔۔

"یہاں کیوں اکیلی کھڑی ہو میرے ساتھ آئو ڈانس کریں"۔ایک آدمی جو کب سے اسکے بلیک جلملاتی ساڑھی میں دراز قد کو گھورے کھڑا تھا اسکی اضطراب کیفیت بھانپتے اسکے پاس آیا۔

پہلے مہکار نے انکار کر دیا پر اسکے پھر کچھ اسرار پر وہ راضی ہو گئی اور جھولتی لڑکھڑاتی اسکے ساتھ ڈانس فلور پر آئی۔

غصے سے اسنے اتنی پی لی تھی کہ اب اس میں ہمت ہی نہیں بچی تھی کہ اس آدمی کے چیونٹی کی طرح چبھتے ہاتھ روک لے جو اسے جکڑے کھڑے تھے۔

اسکی ساڑھی کا پلو گر گیا پر وہ اپنے ہوش حواس میں ہوتی تو کوئی احتجاج کرتی۔۔
جو پہلے ہی مدہوش تھی اب لہرا کر اسکے بانہوں میں گری۔

اس آدمی نے اپنے دوستوں کو اشارہ دیا اور اسے فلور سے گھسیٹ کر اتارتا وہاں سے لے جانے لگا۔۔

"جولی یہ تو تمہاری دوست ہے نا"؟؟ بلٹس نے جولیہ کو مہکار کی طرف اشارہ دلوایا جو اس آدمی کے بانہوں میں تھی۔

"چھوڑو وہے ہی ایسی اپنے کرتوت نہیں دیکھتی مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں اپنے دوست جیسل کے ساتھ ریلیشن میں ہوں"۔ وہ غصے سے مہکار کو گھورتی منہ بسور گئی۔

"ایسا ہے تو پھر اپنے شویر کو انعام دو نا سوئیٹ ہارٹ ایسے دوسرے کے حوالے کیوں کر رہی ہو"!! بلٹس کہہ کر اس سے الگ ہوتا ان آدمی کے پیچھے بھاگا اور مدہوش سی مہکار کو ان سے چھڑوایا کہ وہ اسکی گرلفرینڈ ہے۔

اسکی بیوی غصے سے اسے دیکھ رہی تھی پر یہاں پرواہ کسے تھی۔

وہ مہکار کو لیکر گاڑی میں آیا اور اسے گاڑی میں ڈالا۔

"آئو"!! مکروہ ہنسی کے ساتھ بلٹس نے جولیہ کو مخاطب کیا تو گھورتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

" تھینکس سوئیٹ ہارٹ یہ تمہارا مجھ پر قرض رہا"۔ وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے چیخ کر بولا اور آنکھوں میں غلیظ عزائم کے ساتھ ڈرائونینگ سیٹ پر آیا۔

"ہارون"۔۔۔!!!وہ بڑبڑائی۔
"ہارون نہیں سوئیٹی بلٹس"۔! اسکی گال تھپتھپا کر کہتا گاڑی وہاں سے لیکر نکلا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا وجود سسک رہا تھا وہ منہ کے بل بیڈ پر پڑی ابھی تک منہ سے خون ٹپکا رہی تھی۔۔
پچھلے تین دنوں سے وہ روم میں بند تھی اور وہ جب آتا اسے لاتیں مکے مار کر چلا جاتا۔

اسے غلیظ غلیظ گالیاں دیتا اس کے پیٹ میں لاتیں مارتا بیلٹ سے پیٹتا۔۔۔
اسکا حشر بگاڑ چکا تھا۔۔

وہ ایسی لگ رہی تھی جیسے کسی قید خانے میں پاگل ہو۔۔۔

وہاج صاحب نے جب سے اسکا غلیظ ویڈیو دیکھا تھا اس دن سے اسے روم میں بند کئے اپنی بدنامی کا بدلہ لے رہے تھے اسے سسکا رہے تھے۔

پانی کی بوند کیلیئے وہ رو رہی تھی جیسے کبھی برسوں پہلے ایک معصوم حیوانوں کے سامنے سسکا تھا۔
آج خود اسکے پاؤں میں گر جاتی پر یہاں فرق کسے پڑنے والا تھا۔

تھک ہار کر کچھ نا سوجھتے وہ واش بیشن پر جھکی نل سے پانی پینے لگی کہ اسی پل ٹھاکے ساتھ دروازہ کھلا۔
"کہاں ہو"!!وہاج صاحب اسے سامنے نا پا کر غصے سے دھاڑے۔
اور مسز ہانیہ کی آواز حلق میں دب گئی۔

وہ روتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی۔اسکا انگ انگ درد کر رہا تھا اس میں مزید ہمت نہیں بچی تھی یہ تشدد جھیلنے کی۔۔

وہ ہار گئی تھی تڑپ اٹھی۔۔۔!!
پتا نہیں کیسے اسکا بیٹا یہ سب برداشت کیے زندہ تھا انہیں تو سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے۔۔

"باہر نکلو"گالی"۔۔۔!!"وہ دروازہ بند کرتے باتھ روم کو دیکھتے غرائے۔

"کیا غلط کیا ہے مینے ہاں تم بھی تو باہر کی عورتوں کی راتیں رنگین کیے پھرتے ہو!!جج کے بھیس میں شیطان ہو تم اپنے کرتوت کیوں نہیں دیکھتے"۔وہ چیختی ٹھاکے ساتھ دروازہ کھولتی باہر نکلی۔

وہاج صاحب نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"چپ کر شیطان تو تو ہے غلیظ بد چلن فحاشہ مجھے تب سمجھ جانا چاہیئے تھا جب ایک شوہر کے ہوتے اسکے بھائی کی بانہوں میں گر گئی تھی جان جانا چاہیئے تھا کہ تو عورت نہیں "گالی" ہے"۔انہوں نے اسکا تھپڑوں سے منہ سرخ کر دیا اور کھینچ کر بالوں سے پکڑتے نیچے پھینکا۔

"میں تمہاری بانہوں میں آئی تھی شیطان تم تھے وہ ہوس پرست جو اپنی بھابھی کو دیکھتے اپنی نظروں سے ہوس مٹاتے تھے جانور حیوان میں تمہیں ساری دنیا کے سامنے ذلیل کر دوں گی تمنے خود اپنے بھائی کو مارا اسے انجکشن دیکر اسکی دھڑکنیں بند کرتے اسے قبر میں اتار دیا حیوان قاتل زانی"!!وہ چیختی لاتیں اسے مارتی دھاڑنے لگی تھی۔

وہاج صاحب نے لہوں نظروں سے اسے دیکھا اور اپنی بیلٹ نکالی۔۔

"تم مجھے ذلیل کرو گی اس سے پہلے میں ہی تمہارا قصہ ختم کر دیتا ہوں!!دنیا کی نظروں میں تم یو ایس گئی ہوئی ہو کسے کیا پتا مسز ہانیہ کہاں گئی یو ایس سے"۔وہ شیطانی قہقہہ لگاتے اسے دیکھتے بولے کہ مسز ہانیہ خوف سے سپید ہوتی اسے دیکھنے لگی۔

"بہت شوق ہے نا تمہیں باہر کے مردوں کے منہ لگنے کی اب یہ دیکھ"!!! انہوں نے دھاڑتے ہاتھ بلند کیا اور اسکے سینے پر لات رکھتے پوری قوت سے بیلٹ اسکے جسم پر وار کیا کہ اسکی چیخ نکلی تھی پر وہ گڑگڑ کرتی رہ گئی آواز منہ سے نا نکلی۔۔۔

"دیکھ لو اپنا انجام اللہ نے تم سے آواز چھین لی مطلب وہ بھی اس میں راضی ہے"۔۔۔ وہ اسے نوچتے اسکی پھٹی آنکھیں دیکھنے کے بعد اس پر بیلٹ سے وار کرنا شروع کر دیا کہ اسکے جسم پر پہنے سارے کپڑے پھٹ کر وہ لہولہان ہوتی چھت کو گھورنے لگی۔۔۔

"میرا دل کرتا ہے تمہیں ایسے مرنے نا دوں سسکا سسکا کر ماروں بہت مزا آنے لگا ہے"۔ ایک زوردار لات اسے رسید کرتے وہ پسینہ صاف کرتا اسے مزاحمت نا کرتے دیکھ کر بولا۔

ملازموں کو ہانیہ نے ہی چھٹی دے دی تھی کچھ دن پہلے جب اسکے پلائن سے واقف نہیں تھی۔۔
اور اپنے ویڈیو کو دیکھتے پریشان سی گھر میں بیٹھی تھی پر باہر یو ایس کیلیئے اناؤنس کر دیا تھا کہ ہانیہ زید یو ایس چلی گئی ہے۔۔

یہ ویڈیو اسکے سیکرٹری نے بدلا لیتے بنائی تھی اور اسے مسلسل بلیک میل کرتے پیسہ وصول کر جب ہانیہ نے پولیس کی دھمکی دی تو ویڈیو شوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دی۔۔

جو اسنے کچھ ہی سیکنڈ میں وہاں سے ختم کروادی پر کافی لوگوں کے پاس پہنچ گئی تھی۔

اور وہاج صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر میں موجود تھے وہیں انہیں یہ ایم ایم ایس بھیجا گیا۔

ہلکی پھلکی گفتگو کرتے انہوں نے ایسے ہی ایم ایم ایس چیک کیا پر وہاں اپنی بیوی کے شرمناک مناظر دیکھتے وہ ساکت رہ گئے۔
جبھی پاس بیٹھے اسکے ایک دوست نے گلا کھنکارا۔

انہوں نے چھیڑتے کہا کہ ایسی ویڈیوز پبلک پلیس میں نہیں دیکھی جاتی پر یہ تو وہاج جانتے تھے کہ وہ کیا دیکھ کر بیٹھے ہیں۔۔
وہ گھر آئے اسے دیکھا جو مسکراتی اس سے محبت کا ڈھونگ رچاتی بیوقوف بنا رہی تھی۔
پھر وہاج صاحب نے پلائن بنایا اور اسکے ہاتھوں ہی یو ایس کی نیوز میڈیا میں دیتے ملازمین کو چھٹی دے دی تھی۔
اور جب اپنا پلائن کامیاب دیکھا تو وہاج صاحب نے اسکے سامنے ویڈیو کی، وہ دیکھتی ہراساں ہوتی اسکے پائوں میں گر گئی کہ
وہ بندہ اس سے زبردستی کر رہا تھا۔
پر حقیقت تو وہی تھی جو اسکی آسودہ مسکراہٹ ویڈیو میں اس آدمی کی بانہوں میں دیکھائی دے رہی تھی۔

انہوں نے منہ کی لات ماری اسے وہ روتی پیچھے گری اور پھر انہوں نے حیوان کا روپ لیتے اس پر زندگی تنگ کر دی کہ آخر چیختے
چیختے اسکی آواز گھٹ گئی گلے میں۔۔

اسے اپنا بیٹا یاد آنے لگا جو اس حیوں کے کہنے پر اسے مارنا چاہتی تھی۔۔
وہ سسکتی صائم کو بلانے کیلئے چیختی پر آواز نکلے تب نا۔۔۔

اگر وہ اسے نا بھیجتی اپنے سے دور تو یہ شخص اسکے ساتھ ایسا کر سکتا تھا۔ ہر گز نہیں۔۔!!!
پر اسکا بیٹا تھا کب یا اسنے کبھی تصور کب کیا تھا کہ اسکا کوئی بیٹا ہے۔۔۔

پر آج تو احساس ہو رہا تھا نا۔۔۔!! پر یہاں یہ احساس کس کام کا وہ تو بہت دور ہو چکا تھا اس سے بالکل بھی بھول گیا تھا کہ اسکی کوئی ماں ہے۔۔۔۔۔۔!!!

اسکی سب دعائیں تقویٰ کیلیئے تھی جو انکے مکروہ شیطانی پلائن سے بچا کر اسے دور لے گئی تھی ورنہ شوہر کے خون میں شریک ہونے کے ساتھ بیٹے کا خون بھی کروا دیتی۔۔۔!!

عورت نہیں ڈائن جو ٹھہری۔۔۔۔!!

پر ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر حملہ کرتی ہے اسنے تو اپنے گھر کو ہی نوچ لیا۔ محبت کرنے والے ہنسفر کا قتل کروایا۔۔

وہ چیخیں مارنے کی کوشش کرتی قالین کو نوچنے لگی پر اب کس کام کا یہ سب۔۔۔۔!!!

*__________________*__________________*

"دل نہیں کرتا تمہیں چھوڑ کر جانے کو! کیا کروں سائیں کی جان"۔ وہ کچن میں کھڑی ناشتہ بنا رہی تھی جب وہ آکر اسے پیچھے سے حصار میں لیتا کندھے پر سر ٹکا کر بیچارگی سے بولا۔۔

تقویٰ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اسکے لئے کافی بنانے لگی۔

"ناراض ہو مجھ سے زندگی"؟؟ اسکے تڑپ کر پوچھنے پر تقویٰ نے آنکھیں میچلیں۔

"نہیں"!!وہ نفی کرنے لگی۔

"تو ایسے گم صم رہ کر مجھے تکلیف کیوں دیتی ہو جانتی ہو نا سائیں صرف تمہیں مسکراتا دیکھنا چاہتا ہے"۔
"اگر میری کوئی بھی بات یا حرکت بری لگے تو اسی وقت تمہارا سائیں تمہیں اجازت دیتا ہے کہ تھپڑ مار دیا کرو میرے منہ پر میں اف نہیں کہوں گا سینے میں خنجر مار دیا کرو یہ اس چھری سے چھلنی کر دو میں پھر بھی اف نہیں کہوں گا صرف خاموش اداس نا کرو مجھ سے نہیں دیکھا جاتا قسم سے تقویٰ مجھ میں اتنی ہمت نہیں میں بہت ڈرپوک قسم کا انسان ہوں!! میں تمہاری نم آنکھیں دیکھنے کی ہمت اب نہیں رکھتا"۔اسکے ہاتھ میں چھری تھماتا اسکا رخ اپنی طرف کرتے چھری کی نوک اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔

تقویٰ نے خوفزدہ ہوتے ہاتھ پیچھے کیا کہ اسی لمحے صائم نے اسکے ہاتھ کو کھینچا نوک سیدھا اسکے سینے پہ لگی اور سفید شرٹ پر خون کا دھبہ نمودار ہو۔

"چٹاخ"۔۔۔!!!اسکی یہ حرکت کافی بری لگی کہ غصے خوف سے نڈھال ہوتی وہ اسکے گال پر انگلیوں کے نشان چھوڑ گئی۔
صائم نے حیرت سے اسے دیکھا تو تقویٰ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔
"بری لگی مجھے آپکی یہ حرکت"!!وہ روتی ہوئی بولی اور اسکے دل پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا اس طرح کے معاملے میں تم بیویاں اتنی جلدی عمل کرتی ہو"؟اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسنے اتنی جلدی عمل بھی کر دیا۔۔

"سائیں بہت برے ہیں آپ"!!وہ روتی شرمندگی سے چہرا موڑ گئی۔

"برا تھا تبھی تو اللہ نے ہدایت کیلئے میرے پاس تمہیں بھیجا زندگی"۔وہ مسکراتا اسے خود میں بھیج گیا اور سر پر لب رکھ دیئے۔

"کیوں اداس ہو"؟ کچھ دیر بعد اسکا چہرا ہاتھوں میں بھرتے محبت سے پوچھا۔
"نہیں ہوں"!تقویٰ نے مسکراتے نفی کی۔

"تم اداس ہو اور مجھ سے بہت کچھ چھپا رہی ہو بتاؤ نا کیا چھپا رہی ہو اپنے سائیں سے"؟اسکے اسرار سے پریشان وہ اسکے ہاتھوں سے چہرا نکال کر اسکے سینے پر رکھ گئی۔

"آپ بھائی سے معافی کب مانگے گے"؟؟صائم درد سے آنکھیں میچ کر رہ گیا۔
وہ کچھ سے ہی اضطرابی کیفیت میں تھا جیسے کوئی سسک کر اسے پکار رہا تھا یا کوئی اپنا اسکا تکلیف میں ہو وہ تڑپ جاتا۔۔
پر اسکا اپنا تھا کون صرف اسکی بیوی کے علاوہ کیا وہ تکلیف تھی اسکی وجہ سے۔۔

"یااللہ کب یہ برا میرا پاسٹ میرا ساتھ چھوڑے گا کب اسکی بیوی پرسکون زندگی گذارے گی اسکے ساتھ"۔وہ درد سے اوپر دیکھتا التجائی نظروں سے منت کرنے لگا۔

اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ تو کب کا جب سے اس سے عشق ہوا تھا تب سے معافیاں مانگنے لگا ہے اسکے بھائی سے۔

ہر دوسری طرف کوئی جواب نہ ءں آرہا تھا۔

نظریں ملانے کی اس میں ہمت نہیں تھی آنکھوں میں وہ خود نہیں دیکھ سکتا تھا۔ صرف ایسے ہی معافیاں مانگ رہا تھا پر اب لگتا تھا وہ وقت آگیا تھا کہ جاکر اسکے پائوں پکڑ معافی مانگے اپنے کئے کی کہ اسے اسکی بیوی کو معاف کردے لالا۔

"جلد ہی چلیں گے سائیں کی جان اور سب کے سامنے معافی مانگوں گا چاہے وہ کہے گا کہ دنیا کے سامنے تو بھی ساری دنیا کے سامنے معافی مانگوں گا اب مسکرائو"۔ اسکا چہرا اوپر کرتا وہ بولا تو تقویٰ ہنس پڑی۔

صائم کی نیلی آنکھیں چمک اٹھی۔

"یہ ہوئی نا سائیں کی جان والی بات"! اسنے مسکراتے نعرہ لگایا اور ایکدم اسے سمجھنے کا موقعہ دئے اسکے چہرے پر جھک آیا۔ اور آہستہ سے اسکی کمر میں بازو ڈالتے دوسرا اسکی گردن میں ڈالکر قریب تر کرلیا۔

تقویٰ اچانک سے اسکی شدت پر اسکی شرٹ کو مضبوطی سے جکڑتی رہ گئی اور آنکھیں میچ کر اسکے حصار میں کھڑی تھی۔

صائم مسکراتا اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکا گیا۔ اور گہرے سانس بھرنے لگا۔

"خوشی کا بونس"۔ تقویٰ کو آنکھیں میچے دیکھ کر اسکی رخسار سہلاتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

"کٹلی سے دھویں نکل رہے ہیں"۔ اسکے کان کی لو کو لبوں سے چھوتے وہ بولا کہ تقویٰ سر ہلاتی سمٹ گئی۔

"تمھاری کافی گئی کام سے"۔۔وہ الیکٹرانک کٹلی میں باہر دھواں نکلتے دیکھ کر شرارت سے مسکراتا پھر سے سرگوشی میں بولا اور وہ اسکے سحر میں جکڑی خاموشی کھڑی شرمارہی تھی کہ جب اسکا جملہ سمجھ میں آیا پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"سائیں"!!وہ غصے سے اسے پیچھے دھکا دیتی کٹلی کی تار کو کھینچ کر نکالا۔

"ہاہاہاسائیں کی جان مینے کیا کیا میں تو تمہیں بتارہا تھا تم ہی شرمارہی تھی"۔وہ معصوم صورت بناتا بولا اور اسے پھر سے پیچھے اپنے حصار میں قید کیا۔

تقویٰ غصے سے پھڑ پھڑاتی رہ گئی۔

"سچ میں ہی آپ بہت برے ہیں"۔۔!!اسکے پیٹ میں کہنی مارتی دانت پیس کر رہ گئی۔صائم اسکی گردن پر لب رکھتے پلکوں کو خم دیکر اس اعزاز کو وصولا۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں براہوں یا اچھا بس میرا دل تمہیں اس طرح ہی ہمیشہ پیار کرنے کو کہتا ہے"!وہ آنکھیں موند کر گھمبیر لہجے میں کہتا اسکی گال پر شیو کو ہلکا سا سہلایا کہ وہ کائونٹر کو پکڑتی رہ گئی۔

"آپ جائیں اب فریش ہو کر تیار ہو جائیں میں ناشتہ بنائوں"!وہ اپنی بھوری آنکھوں پر پلکوں کا باڑ گرائے شرم سے سرخ ہوتی بولی۔

دو دن سے اسنے اسے زمین پر پائوں رکھنے نہیں دیا صرف نماز کے علاوہ اور وہ جب پڑھ لیتی تو وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ پر لے آتا۔ بلکہ کھانا بھی اسے وہیں کھلاتا رہا۔

اسکی چھوٹی چھوٹی ضرورتیں وہیں پوری کرتا رہا بلکہ آن لائن کلاس اٹینڈ کرتے اسے آرام سے چیدہ چیدہ اہم ہوائنٹ میں سمجھا بھی دیتا۔

وہ سوتی رہتی تو وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا سکون پہچانے کی کوشش کرتا۔ بالکل ہاتھ کا چھالہ بنا بیٹھا تھا اسے۔

رات رات بیٹھے اسے سلانے کی کوشش کرتا اور بیڈ کرائون سے آخر میں سر ٹکا کر لیٹ جاتا۔

اگر وہ ذرا سی کروٹ بھی بدلتی تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا اور اسکا بخار چیک کرتے اسکا سر اپنی گود میں رکھے محبت کرتا رہتا۔

"دل نہیں کرتا جانے کو دیکھو دھڑکنیں خود کہہ رہی ہیں مت جائو"۔ وہ اسکا ہاتھ دل ہر رکھتا بولا۔

کہ تقویٰ بے گھور کر اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں کہہ رہی وہ بیچاری اپنا کام کر رہی ہیں آپ ہی بیوقوف ہیں"۔ تقویٰ نے ہاتھ کھینچا اور اسکی پشت پر آکر اسے وہاں سے نکالتی باہر کرنے لگی۔

"یقین سچ کہہ رہی ہیں تم کیوں نہیں سمجھتی میری دھڑکنوں کو سائیں کی جان"۔ بے بسی کی انتہا تھی اسکے لہجے میں۔

"آپ جارہے ہیں یا میں چلی جائوں"۔ وہ غصے سے اپنی کمر پر ہاتھ ٹکا کر بولی تو صائم سر کھجا گیا۔

"پگلی مزاق بھی نہیں سمجھتی جانے کی تو تیاری کر رہا ہوں"۔زبردستی مسکراتے وہ اسکا گال تھپتھپا کر جانے لگا تو تقویٰ اسکے کھسیا جانے پر قہقہہ لگا اٹھی۔

وہ مڑی اور ناشتہ بنانے لگی کہ اسی پل واپس اسنے دروازے سے سر اندر کیا۔
"خبردار اگر کبھی جانے کی آئندہ بات کی مرا ہوا منہ دیکھو گی میرا پہلے ہی وارن کر رہا ہوں"۔!وہ کہتا اندر تقویٰ کے مڑنے سے پہلے ہی وہاں سے چلا گیا اور وہ اسکی ایسی باتوں پر تڑپ جاتا کرتی تھی جیسے اب ابتر دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتی غصے سے دروازے کو گھورتی رہی۔

"جا تو رہا ہوں پر دل بالکل نہیں چارہا تمہیں چھوڑ کر جانے پہ"۔بائیک اسٹارٹ کرتے اسنے پھر وہی بات رٹی۔
تقویٰ نے بے بسی سے گہرا سانس بھرا۔"باپ کے اتنے نخرے ہیں بچے کیسے ہوں گے"۔وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی۔

"اپنا خیال رکھنا کھانا وقت پر کھانا میں جلد آنے کی کوشش کروں گا دوائی ضرور لینا اگر بخار کمینہ۔پاس سے بھی گذرا تو"۔بائیک اسکے پاس کھڑی کرتے وہ اٹھ کر اسکے گال پر لب رکھتا سخت گھوریوں کے ساتھ ہدایات دیتا۔

فی امان اللہ کہتے وہاں سے چلا گیا۔
پیچھے وہ مسکراتی گیٹ بند کئے واپس گھر میں آئی اور ٹیبل سے برتن سمیٹ کر کچن کی۔صفائی اور لائونج کی ڈسٹنگ کرتے جھاڑو لگا کر فریش ہوتی لیپ ٹاپ اٹھائے لائونج میں آئی کہ اسکا موبائل بجنے لگا۔

"کیسی ہو طبیعت کیسی ہے دوائی کھائی بخار تو نہیں ہو رہا"۔ صائم کا نمبر دیکھتے آنکھیں سکڑ کر موبائل۔ کان سے لگایا کہ اسکے سوالوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔

تقویٰ مسکراتی اسے مطمئن کرنے لگی اور اسے بتایا کہ وہ کلاس اٹینڈ کر رہی ہے تو وہ اچھا اچھا کہتا کس دیکر کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔

"تم ٹھیک ہو"؟؟ کچھ دیر میں ہی پھر سے اسکا میسج اسکرین پر جگمگانے لگا۔

"جی سائیں میں ٹھیک ہوں آپ بے فکر ہو کر اپنی ڈیوٹی پر فوکس کریں"۔ وہ اس بار محبت سے سمجھانے لگی کہ صائم نے سینہ مسلتے سر چیئر کی پشت سے لگا دیا۔

"دل بہت گھبرا رہا ہے تقویٰ"!! کچھ دیر بعد اسنے بے بس ہوتے میسج کیا ابھی تقویٰ مسکرا کر دیکھتی کہ گیٹ کی بیل بجی۔۔

وہ الجھ کر باہر کی طرف دیکھتی موبائل رکھ کر سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کون ہے"؟؟ اس وقت کون ہو سکتا ہے وہ سوچتی پریشانی سے پوچھنے لگی پر دوسری طرف کی آواز سن کر اسکے پاؤں جیسے زمین سے اٹھ گئے۔۔۔

"بب۔۔۔۔بھائی"۔۔۔!!!! خوشی سے چیختے اسنے دروازہ کھولا اور سامنے کھڑے اتنے ماہ بعد دانیال کو پا کر سسکتی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

"اتنا کوئی ناراض ہوتا ہے"۔۔!!وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے سسک کر بولی کہ دانیال نے مسکراتے اسکے گرد حصار ڈالا۔

اور لیکر سامنے کھڑی گاڑی کے پاس آتے اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی ڈور کھول کر اسے اندر بیٹھا دیا۔

"بھائی"!! تقویٰ حیرت کے جھٹکے سے مچل کر باہر نکلنے لگی کہ دانیال غصے سے گھورتے دھاڑا اٹھا۔"شٹ اپ خاموشی سے بیٹھی رہو اگر ایک بھی لفظ منہ سے نکالا تو اسکی خیر نہیں"۔ ٹھاا کے ساتھ ہی دروازہ بند کیا اور اسے ساکت جامد دیکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

"بھائی میرا گھر"!!!وہ گاڑی کو دور جاتے دیکھ کر چیختی مچلتی رونے لگی پر دانیال نے اسکی ایک بھی سنے بغیر گاڑی کی رفتار تیز کردی کہ کچھ ہی دیر میں اسکے سامنے سے وہ گھر اوجھل ہوگیا۔

"سائیں"!!کچھ نا سوجھتے وہ سسکتی تڑپنے لگی اور اسی تڑپ میں حواس کھو کر لہراتی سیٹ پر گری۔

"اب حقیقت سامنے آئے گی تمہاری کہ پانی کتنا سر کے اوپر ہے"!!وہ بڑبڑ کر گیا۔

"سائیں کی جان صرف ایک بار جواب دو یار مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے جیسے سانس سینے میں اٹکنے لگا ہے"۔وہ مسلسل اسے میسجز کرتا اپنی نڈھال حالت سے آگاہی دیر ہا تھا پر دوسری طرف کون تھا جو اسکی تڑپ دیکھتا۔

"کیا میں مر جائوں گا پھر جواب دو گی"!!!پاگل ہوتے وہ کھڑا ہوا

اسکا سارا وجود درد کر رہا تھا وہ سسکاری لیکر کروٹ بدلنے لگی پر بدل نا سکی۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکے جسم پر کٹ ڈالے گئے ہوں۔۔۔

وہ درد سے تڑپتی آنکھ مسل کر اپنا بازو دیکھنے لگی۔۔

"آہہہ۔۔۔"!!!اگلے ہی لمحے وہاں دانتوں کے نشان دیکھ کر اسکے حلق سے چیخ نکلی۔

"کیا ہے"!!! بلٹس اسکی اچانک کی چیخ پر نیند میں غرایا۔

مہکار جو خود کے جسم پر نیلے دانتوں کے نشان دیکھ کر درد سے سسک رہی تھی پاس سے غراہٹ پر اچھل پڑی۔۔۔

"کک۔۔۔کون ہو"؟؟خوف سے دھاڑ کر وہ خود کو کمفرٹر میں چھپا گئی۔

بلٹس نے مسکراتے اسکی طرف اپنا چہرا کیا اور آنکھ دبائی۔

"بلٹس "!!مہکار کے منہ سے سر سراتی آواز نکلی اگلے ہی لمحے وہ لہرا کر مائوف ہوتے دماغ سے بیڈ پر گری کہ اسکے بعد نا اسے ہوش رہاناہی درندے کی نوچنے کے ہوس کو محسوس کر سکی۔

وہ ایک بار پھر اس پر ٹوٹ پڑا تھا کہ اب کچھ نا سوجھتے وہ حیوانیت پر اترا آیا اور اسے ہوش میں لانے کیلیئے لائٹر جلا کر اسکے رخسار کے قریب رکھا۔

"ہارون"۔!!!!!اگلے ہی لمحے اسکے حلق سے دردناک دل خراش چیخ بلند ہوئی اور پھر وہیں سے اسکی چیخوں آہوں کا سلسلہ جاری ہوا۔
اسکی تڑپ پر وہ قہقہے لگاتا نوچنے لگا اسے۔

"میری بیوی پر الزام لگارہی تھی اب میں تمہیں کہیں منہ دیکھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا"۔ سگریٹ کا جلتا شعلہ اسکے ماتھے پر آیا اور وہیں مسل گیا کہ وہ تڑپتی ہاتھ ہیر مارتی چیختی ہارون کو پکارنے لگی پر اسے تو وہ خود دھتکار آئی تھی کیسے آتا ہارون۔۔۔۔۔!!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہاں جارہے ہو"؟؟ آفاق اسے موبائل کان سے لگائے بھاگتے دیکھ کر پیچھے آیا۔

صائم اپنے دھڑکتے دل سرخ ہوتی آنکھوں سے آفاق کو دیکھنے لگا۔
وہ نہیں جانتا تھا کیوں اسکی زندگی نا جواب دے رہی نا ہی کال پک کر رہی ہے۔" کہیں پھر سے طبیعت تو نہیں خراب ہو گئی ؟؟"

"مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا"!
"وہ تو ہے ہی مولانی اپنی کرنے سننے والی،، مجھے تو کچھ سوچنا چاہیے تھا"۔وہ بڑبڑا کر دکھتی سرخ آنکھیں میچ کر موبائل جیب میں رکھتا بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔

آفاق حیرت سے اسکی پاگلوں والی حرکتیں دیکھ رہا تھا جو خود سے باتیں کرتا اذیت میں لگ رہا تھا۔۔

"صائم۔۔۔۔!!صائم بات تو سنو"۔اسکے تیز رفتار سے اڑاتے بائیک لے جاتے دیکھ کر آفاق بوکھلایا اسکے پیچھے بھاگا پر اس سے پہلے ہی وہ نکل چکا تھا۔

"شٹ۔۔!!اسنے جلدی سے موبائل نکالا اور دانیال کے نمبر پہ کال کی جو دوسری ہی بیل پر پک کر لی گئی۔

"سنو پاگل ہو کر یہاں سے نکلا ہے مینے روکنے کی بہت کوشش کی پر وہ نہیں رکا"۔اسنے دانیال کے ہیلو کہنے پر جلدی سے بتایا۔
جس کو سنتے دانیال نے اسے مطمئن کیا کہ وہ کافی دور نکل چکے ہیں ڈونٹ وری۔
آفاق لب بھینچتا افسوس شرمندگی سے پارکنگ ایریا سے نکلتا واپس اندر چلا گیا۔۔۔۔

"تقویٰ۔۔۔!!سائیں کی جان"!!گیٹ کھلا دیکھ کر وہ گھبراتا بائیک پھینک کر اندر بھاگا۔
لائونج میں رکھے لیپ ٹاپ موبائل اسکی موجودگی کی گواہی دے رہے تھے۔

"کہاں ہو تقویٰ جان کیوں تڑپانے لگی ہو"؟؟وہ بے بسی سے کہتا اندر بڑھا اور کچن میں دیکھا۔
ویاں بھی کوئی نہیں تھا۔

"تم مجھے ڈرا رہی ہو میں بہت کمزور دل کا مالک ہوں تقویٰ۔۔۔!!!کوئی اپنے سائیں سے ایسا کرتا ہے"۔ سرخ لہو ہوتی آنکھوں سے وہ بوکھلایا ہوا سیڑھیاں پھلانگتا روم میں دھاڑ سے دروازہ کھولتا اندر جھانکا۔پر وہاں بھی نہیں تھی۔

صائم کا دل سکڑ گیا۔وہ بالکنی اور باتھ روم چیک کرنے لگا اور دوسرے روم بھاگتے نیچے آکر چیک کئے پر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

"یہ کیسا مزاق ہے تقویٰ کیا مارنا چاہتی ہو"!!ایک بار پورا گھر دیکھتے وہ لائونج کے بیچوں بیچ آکر دھاڑا۔

"مجھے ایسا مزاق بالکل نہیں پسند جس میں تم گم ہو جائو باہر آئو"!!!وہ چیخنے لگا اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا۔

"تقویٰ!!کیسا مزاق ہے اپنے سائیں کے ساتھ میں مر رہا ہوں"!!وہ سسک کر پھر سے سارا گھر دیکھنے لگا کونے کونے میں اسے ڈھونڈنے لگا۔

"کہاں گئی تم"؟؟وہ خالی ویران گھر میں پاگلوں کی طرح دھاڑیں مار رہا تھا۔

"تم مجھے چھوڑ نہیں سکتی میں نہیں جی سکوں گا تمہارے بنا"۔وہ سسک کر رونے لگا۔

کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔۔

"یہی ڈر تھا مجھے،، تبھی تم سے معافی نہیں مانگنا چاہتا تھا!! مجھے پتا تھا تم چھوڑ جاؤ گی۔۔۔۔ دیکھا چلی گئی نا۔۔۔ چلی گئی تم اپنے سائیں کو مار کر۔۔۔بے درد ہے دنیا، دیکھاوا ہے سب، کوئی کسی کا نہیں یہاں۔ کوئی نہیں ہے میرا میں کیوں زندہ ہوں یا خدا کس اذیت کیلئے مجھے بھیجا ہے دنیا میں؟؟ ماں دیکر نہیں دی!! باپ دیکر چھین لیا۔ محبت کروائی گناہگار بن گیا۔ معافی مانگی اکیلا رہ گیا"!! وہ روتا ہوا زمین پر سر ٹکا کر سسکنے لگا۔

"ہو سکا ہے وہ ناگئی ہو یہیں کہیں آس پاس ہو مجھے تنگ کر رہی ہو"۔اچانک اسکے دماغ میں خیال آیا وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پر گھر پر نظر ڈالتے اسے مایوس ہوئی وہ تو سارا گھر ڈھونڈ چکا تھا۔
" جھیل۔۔۔ جھیل کنارے ہو گی"۔خوشی سے وہ بڑبڑایا اور باہر کو بھاگا۔

آنکھیں صاف کرتا وہ بھاگتا جھیل کنارے آیا۔

"تقویٰ"!!!وہاں ویرانی دیکھتے وہ دھاڑ تا زمین پر گھٹنوں کے بل گر گیا۔

"دیکھ رہے ہو سب کتنی ظالم ہے"۔۔!!اسنے جھیل کے نیلے پانی کو دیکھنے شکایت کی۔

"کہاں گئی ہو گی کیسے گئی ہو گی"!!!اس سوچ کے آتے ہی وہ گھبرا گیا اور اٹھ کر وہاں سے لوٹ آیا۔

کھلے گیٹ کے سامنے کھڑا وہ پاگلوں کی طرح یہاں وہاں دیکھ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کہاں ڈھونڈے کہاں ہو گی اسکی زندگی۔

کہ اسی وقت سامنے کھڑے بوڑھے آدمی کو دیکھا۔۔

"چاچا کیا میری بیوی کو یہاں سے جاتے ہوئے دیکھا مطلب وہ گھر سے باہر نکلی تھی۔۔۔غلط مت سوچئے گا وہ بہت اچھی ہے صرف مجھ سے ناراض ہے میں براہوں نامہربانی کرکے بتادیں کیا وہ نکلی تھی گھر سے کہیں گئی تھی"۔اسنے بے چینی بوکھلاہٹ سے سرخ روئی آنکھوں سے پوچھا۔

بوڑھا اسے دیکھتا بچے کو بھٹا دیا۔

"ہاں بیٹا آیا تھا کوئی آدمی تمہاری بیوی رو کر اس سے مل رہی تھی اور پھر وہ آدمی اسے لیکر گاڑی میں بیٹھا تو چلے گئے،،وہ کوئی پٹھان تھا سرخ سفید رنگت تھی بڑی مونچھیں میں بس اتنا ہی دیکھ سکا"۔اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے بتانے لگا۔

یہ سب سنکر صائم کا دل ڈوب گیا۔اسکی رنگت زرد پڑگئی اور الٹے پائوں سے وہ واپس مڑا۔

آنسوں ٹوٹ کر اسکے گالوں پر گرے اور بھوری ہلکی شیو میں جذب ہو گئے۔

وہ بکھرا سا گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

"آپ جا رہے ہیں یا میں چلی جائوں"۔۔۔پاس سے اسکی آواز گونجی۔۔

"نن۔۔۔نہیں پلیز"!!!اسنے گھبرا کر پلٹتے دیکھا پر وہاں کسی کو نا پا کر تیز قدموں سے اندر بڑھ آیا اور صوفے پر گر گیا۔

"تمہیں اپنے مل گئے پر میں۔۔۔۔۔!!!میں کہاں جائوں کیا کروں۔۔۔؟؟کچھ نہیں ہے میری زندگی میں تمہارے سواء، آتی جاتی سانسوں کا نام ہو تم،میری زندگی کی ڈوری تمہارے ہاتھ میں ہے"۔

"یہ بھی بتا کر نہیں گئی کہ میں تمہارے بنا کیا کروں گا اس دنیا میں"۔وہ رو رہا تھا سسک رہا تھا۔
پر کوئی اسکا سننے والا نہیں تھا۔

اسے آج پھر کونے کی تلاش تھی۔۔۔!

آج پھر وہ ٹوٹ گیا تھاوہ بکھر گیا تھا۔۔۔اسکی دھڑکنیں ساتھ چھوڑنے پر تھی اور سانسیں بند ہونے کو آئیں تھی۔۔۔

"میرا کوئی نہیں اللہ"؟؟ مدہم ہوتی دھڑکنوں سے اسنے سسکی لی۔
کہ اسی پل فضامیں آواز گونجی۔۔۔۔

قریب سے ہی آتی مسجد سے اللہ کے نام کی صدا پر وہ سرخ سوجی آنکھیں کھول کر چھت کو گھورنے لگا۔

"جب بھی اسی صدا کو سنو تو سمجھنا وہ تمہیں بلارہا ہے اپنی طرف"!!
"پر مجھے تو وہ ہر نماز کے وقت سننے کو آتی ہے"۔

"پھر دیکھو تم سے کتنا پیار کرتا ہے تمہیں ہر وقت بلاتا ہے۔ابھی بھی تم خود کو اکیلا کہتے ہو۔حالانکہ وہ دیکھو تمہیں کس طرح اپنی طرف کھینچ گیا"۔

"بے شک تقویٰ وہ میرا ہے وہ میرا رب ہے۔پر تم میری زندگی ہو میں جانتا ہوں میں اکیلا نہیں،میرے پاس میرا رب ہے اور اسکا دیا ہوا انمول تحفہ جو مجھے تمہاری صورت میں ملا ہے"۔وہ مسکراتا اٹھا اور وضو کرنے چلا گیا۔

وہ مجھے بلاتا ہے اور میں تمہیں۔۔۔

"اے میرے مالک مجھے ہمت دے کہ میں اسکے بھائی سے معافی مانگ سکوں اسکے سامنے شرمندہ ہوتے اپنی ناک رگڑ سکو اور سب سے زیادہ میں معافی اس سے مانگوں جسنے مجھے آپ سے ملایا، اسنے مجھے احساس دلایا کہ میرے پاس ستر مائوں سے زیادہ پیار کرنے والا رب ہے جو مجھے بہت چاہتا ہے۔ یااللہ میں ہمت دینا میں اس حسین ہستی کے پائوں چھو کر معافی مانگوں مجھے کہیں مت ڈگمگانے دینا"۔ وہ ہاتھ سامنے پھیلائے اپنے رب سے دعا مانگنے لگا۔

------------------------------*

"مجھے واپس چھوڑ آئیں بھائی میں اسکے بغیر نہیں جی سکتی پلیز بھائی"۔ بند دروازہ پیٹتی وہ ہوش کی دنیا میں قدم رکھتی دھاڑیں مارنے لگی تھی۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا پتا نہیں کیا حال ہوا ہو گا اسکے سائیں کا۔۔
کیا سمجھ رہا ہو گا اسے بد کردار!! شوہر کی غیر موجودگی میں گھر سے بھاگنے والی عورت۔

"نہیں میں ایسی نہیں سائیں"!! وہ چیختی اپنے بال نوچتی دروازہ پیٹنے لگی۔

"تقویٰ میرا دماغ مت خراب کرو"!! دانیال غصے سے دھاڑ کر دروازہ کھولتے اسکے سامنے آیا۔

پھوپھو زریش عائشہ شاک سی حالت میں اچانک آئی تقویٰ کو دیکھ رہی تھی۔

بلکہ پھوپھو تو اسکی شادی کا پس منظر جان کر ساکت سی کھڑیں تھی۔

"بھائی وہ بہت اچھا ہے نماز پڑھتا ہے قرآن پڑھ رہا ہے روز مجھ سے ایک آیت پڑھتا ہے بھائی اگر میں نہیں گئی وہاں تو کون اسے پڑھائے گا بھائی جانے دیں"!!دانیال کی دھاڑ پر وہ سہم کر پیچھے ہوتی دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔

وہ حیران سا اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے یہ بتائو کہ تمنے مجھے کیا کہا تھا پہلے ے ے"!!!پوچھتے اسنے غصے سے دیوار پر ہاتھ مارا کہ وہ اچھل کر رہ گئی۔

"یہی کہا تھا نا کہ جب اسے احساس ہو گا تم لوٹ آئوں گی وہاں سے معاف نہیں کرو گی اسے اپنی بے عزتی رسوائی کا حساب لو گی بولو"؟؟اسکی ٹھوڑی سے پکڑتے وہ اسکے منہ پر غرایا۔

تقویٰ آنکھیں میچ کر سسک اٹھی۔۔

"آپنے کیوں عاشی کو معاف کیا آپ مجھے جواب دیں"؟؟وہ ہمت کرتی چیخ پڑی۔۔۔

دانیال نے حیرت سے اسے دیکھا۔اور عائشہ سر جھکا گئی۔

"دونوں برابر کے قصوروار ہیں اُسنے بھی مجھے رسوائی کی طرف دھکیلا اور اسنے بھی آپنے پھر کیوں معاف کر دیا کیوں اسے چھوڑ نہیں آئے"؟؟وہ زندگی میں پہلی بار حساب کتاب پر اتر آئی تھی۔

اور اسکی دھڑکنیں دھک دھک کرتی پسلیاں توڑ دل باہر کو آرہا تھا۔

"میں کیوں ساری زندگی دکھ جھیلوں مینے کیا بگاڑا ہے آپ سب کا۔۔؟؟ سانولی تھی تو یہ طنز ہوتے تھے پٹھان کے گھر میں کالی لڑکی ناقابل قبول ہے!! بار بار میرے لئے کریمز بھیجے جاتے تھے کہ لگائو تا کہ گوری ہو تو کوئی رشتہ لیکر آئے۔۔ بھائی گورا ہے بہن کالی کیسا میچ ہے۔۔۔!! پردہ کرتی تو مسنی کہلاتی۔۔ لوگوں سے چھپتی تو مغرور نخریلی کہلاتی ہوں مجھے بتائیں میں کیسے جیوں کیا ہے میری زندگی۔۔!! کسی کو پلٹ کر جواب نادوں تو دبو سی ہوں۔۔!! کسے جواب دوں تو منہ پھٹ بدتمیز ہوں۔۔۔ آخر میں کیا کروں بھائی آپ میری زندگی گذاریں گھسیٹیں مجھے بتائیں کیسے جی جاتی ہے زندگی"۔ وہ جھٹکے سے دور ہوتی اس پر دھاڑ رہی تھی باہر سب کی آنکھیں اشک بار تھی۔

واقعی انہیں ماننے میں کوئی آڑ نہیں کہ بہت اذیتیں سہی ہیں اس معصوم نے لوگوں کی نہیں زبانوں کی۔
برتائو کی طنز کے تیر۔۔۔۔

عائشہ سے سنا نہیں گیا جس پر وہ سسکتی وہاں سے چلی گئی اور روم میں بند ہوتی دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔

اسے کیا پتا تھا وہ پاگلوں کی حد تک اسے چاہتی ہے۔۔ اسے تو لگا تھا کہ وہ مجبوری میں بھائی کی ناراضگی کی وجہ سے اس انسان کے پاس ہے۔
پر وہ یہ کیسے بھول گئی کہ جسکا بھائی اس جیسی لڑکی کو رب کے اتنے قریب لے گیا تھا اسکی بہن کیسی ہو گی۔۔ کیا وہ اپنے شریک حیات کو برا ہی بنائے رکھے گی۔۔۔

"یہ کیا کر دیا پھر مینے"۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتی سسک پڑی۔

اور دوسری طرف حساب کتاب پر اتری کھڑی تقویٰ دماغ پر ہوتے مسلسل چکر سے چکرا کر گرتی کہ اس سے پہلے ہی دانیال نے اسے تھام لیا۔

"تقویٰ"!!اسکی پیلی رنگت دیکھتے وہ گھبرا گیا۔۔

"پھوپھو دیکھیں نا کیا ہو گیا ہے اسے"؟؟وہ گھبرایا بوکھلایا سفینہ بیگم کو بلاتا اسے بیڈ پر لیٹا گیا۔اور اسکی پکار سنتی سفینہ بیگم اور زریش روتے ہوئے ساحل کو صوفے پر بیٹھا کر اندر بھاگیں۔۔۔

"کیا ہو گیا میری جان کو"!!پھوپھو آنکھیں پونچھتی اسکے پاس آئی اور دانیال کو ڈاکٹر کو لانے کا کہا۔
وہ بھاگتا چلا گیا اور زریش اسکے ہاتھ پاؤں سہلانے لگی۔

*_________________*_________________*

"مہکار"!!وہ دھاڑتا ہوا اندر فلیٹ میں داخل ہوا پولیس کے ساتھ اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا کہ بلٹس اس اچانک سے پولیس کے ساتھ لڑکے کو گھستے دیکھ کر بوکھلایا گیا اور ڈرتے روتی کمفرٹر میں چھپتی مہکار کو دیکھا۔

اسنے جو آدمی اسکے پیچھے چھوڑا تھا اسکی پل پل کی خبر رکھتا تھا اسکی ہر ایکٹوٹی کو نظروں میں رکھتا تھا۔

پر کلب میں اچانک اسکے آدمی کی کال آنے پر وہ تھوڑا سائیڈ ہو گیا کہ جب واپس آیا تو اسے غائب دیکھا۔۔

کافی ڈھونڈنے کے بعد اسنے پھر حیدر کو اسکے غائب ہونے کی خبر دی۔۔۔

وہ گھبرایا حجاب کو اپنے ماں باپ کے یہاں چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے پیرس پہنچا اور پھر دونوں نے ملکر اسکی دوست کو ڈھونڈا اور اسکی دوست کے ملنے پر کچھ سختی سے، اسے جو خبر ملی اس سے اسکی روح کچل گئی۔

وہ پاگل ہوتا اس لڑکی کو گھسیٹ کر اپنی گاڑی میں پھینکتا خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے پولیس کو کال کی وہ لڑکی روتی ہوئی معافیاں مانگتی رہی پر حیدر خونخوار بپھرا شیر بنا اسکی بتائی جگا پر پہنچا کہ وہیں پولیس آئی اور دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔

کہ اندر سے چیخیں سنائی دینے لگی۔

بلاشبہ وہ اسکی بہن تھی جو حیدر ہارون ڈیڈ کرتی چیخ پکار رہی تھی۔

اور اب اپنی بہن کی پاگلوں والی حالت دیکھ کر اسکی حالت بری ہو گئی۔۔

"حرام زادے میں تمہیں ماردوں گا گالی"!!!وہ غراتا اس پر جھپٹا اور اسے گھسیٹ کر نیچے پھینکتا اسکے پیٹ میں لاتیں مارنی شروع کردیں۔

"اسٹاپ اٹ حیدر شاہ"!!پولیس والے اسے پکڑے بلٹس کی نیم مردہ حالت پر دھاڑے پر حیدر نے بازو جھٹک کر ایک زوردار ٹھوکر بلٹس کے منہ والی ماری کہ خون کی الٹی منہ ناک سے بہہ کر فرش پر گری۔۔اور یہ سب دیکھتی اسکی بیوی بیہوش ہو کر نیچے گر پڑی۔

"مہکی"!!حیدر بلٹس کو ایک آخری لات مارتا اپنی بہن کی طرف بڑھا جو کمفرٹر میں چھپی نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔

"دفع ہو جائو یہاں سے سب اور یاد رکھنا اسکی سزا موت سے کم نہیں ہونی چاہیے اسنے حیدر شاہ کی عزت پر میلی آنکھ ڈالی ہے اسکی آنکھیں نوچنی چاہئے اور وہ تصویریں مجھے بھیجی جائیں گی"۔وہ غرایا۔

"آپ بے فکر رہیں سر ان دونوں میاں بیوی کے انجام آپ ضرور دیکھیں گے"۔پولیس والے کہتے ان دونوں کو گھسیٹ کر وہاں سے لے گئے اور انکے جاتے ہی مہکار نے سسکتے سر اٹھایا۔

تب حیدر کی نظر اسکے ماتھے پر جلے نشان اور گال پر جلی چمڑی پر گئی۔۔۔

"تم ہو کیا بدصورت لڑکی شکل دیکھی ہے اپنی کالی کلوٹی"۔!!!اسکے کان میں کھائی سے آتی آواز گونجی اور سامنے اسکی روتیں ہوئی بہن بیٹھی تھی۔
آنسوں ٹوٹ کر حیدر شاہ کے گال پر گرا۔۔۔

وہ باہر گیا اسی وقت اسکا آدمی لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ وہاں پہنچا۔۔۔

"اندر جائیں "!!وہ نظریں چراتا بولا ڈاکٹر سر ہلاتی اندر گئی جہاں روتی ہوئی مہکار بیڈ پر بیٹھی تھی۔

____

"مبارک ہو مسز صائم زید آپ ماں بننے والی ہیں"۔ڈاکٹر تقویٰ کو دیکھتی مسکرا کر بولی۔
جہاں وہ ششدر ہوئی تھی وہیں سب کے منہ کھل گئے۔

"ماں "!!!اسکے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی۔۔

"مجھے لگتا ہے تم میرے بچوں کی ایک بہت اچھی ماں بنوں گی سائیں کی جان"۔
"جب تم انہیں پیار کرو گی تب میں بہت خوشی سے دیکھوں گا کہ کیسے ایک ماں اپنے بچے سے پیار کرتی ہے"۔
وہ چھت کو گھور رہی تھی اور اسکے کانوں میں سرگوشی گونجنے لگی۔

"آپکو خوشی نہیں ہوئی"؟؟وہ مسکراتی پوچھنے لگی

"ہوئی ہے"۔آنسو لڑھک کر اسکے گالوں پر پھسلا

ڈاکٹر اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی گال تھپتھا کر سفینہ پھوپھو کو ہدایات دینے لگی۔

"انکی ڈائیٹ کا خیال رکھیں اور خاص کر کے اسٹریس فری رکھیں انہیں ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے"۔ یہ الفاظ کچھ فاصلے پر کھڑے دانیال نے بھی سنے تھے اور لب بھینچ کر رہ گیا۔

پھوپھو غور سے سنتی سر ہلا گئی۔

دانیال خاموشی سے آگے نکل گیا تو پیچھے ڈاکٹر بھی جانے لگی۔

پھوپھو واپس روم میں آئی جہاں تقویٰ تکیے میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔

اور پاس بیٹھی زریش اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"تقویٰ خاموش ہو جائو ایسے نہیں کرتے گڑیا"۔۔ وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی اسے چپ کروانے لگی پر اسے تو یہی غم کھائے جارہا تھا کہ اسکا سائیں اسے غلط نا سمجھے یا کچھ کر نا دے خود کو۔

"آپی آپ نہیں سمجھ سکتی مجھے، نا ہی میرا بھائی"۔ وہ آنکھیں صاف کرتی بولی۔

"تقویٰ یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تمہیں دانیال نہیں سمجھ سکتا، تم اتنی بد دل کیوں ہو رہی ہو اس سے کیا غلط کیا ہے اسنے جس طرح سے وہ تمہیں لے کر گیا تھا اُس طرح کا یہی انجام ہوتا ہے مائنڈ اٹ"۔ زریش غصہ ہوتی بولی۔

بیل ہونے پر اٹھ کر اس کے پاس سے چلی گئی۔

تقویٰ نے خاموش بیٹھی پھوپھو کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے سب کی یہی رضا ہے کہ میں اسے سزا دوں اس سے الگ ہو جائوں تو ٹھیک ہے میں تیار ہوں اسے سزا دینے کیلئے پر یاد رکھئے گا سب اگر اسے کچھ ہوا تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گی کسی کو بھی نہیں"۔ وہ غرا کر کہتی اٹھ کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔

پھوپھو کیا کہتی ان دونوں بھائی بہن نے تو اسے بالکل پرایا کر دیا تھا۔

بھائی نے شادی کی تو اس سے چھپائی۔

بہن کی شادی جس حال میں ہوئی وہ ساری باتیں چھپا کر ایک الگ حقیقت اسکے سامنے رکھیں اور اتنی شاندار خوش حال فیملی کا ناٹک کیا۔

"آپکی آنکھیں کیوں سرخ ہیں"؟؟ ہارون نے اسکی سرخ آنکھیں دیکھتے ساحل کو بانہوں میں اٹھا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی"۔ وہ نظریں چرا کر نیچے دیکھنے لگی۔

"ڈیڈ تقویٰ آپی آئیں ہیں اسلئے سب رو رہے ہیں"۔ ساحل نے جھک کر ہارون کے کان میں سرگوشی کی وہ حیرت سے دیکھنے لگا۔

"دانیال لایا ہے اسے"؟؟ اسنے زریش سے پوچھا وہ سر ہلا گئی۔ اور ہارون گہرا سانس بھر تا رہ گیا۔

"خیال رکھئے گا"۔ وہ کہتا جانے لگا کہ پیچھے سے پھوپھو کی پکار پر رکا۔

"جی آنٹی"؟؟ سلام کرتے اسنے پوچھا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ کچھ دنوں میں اسکی شادی کی تاریخ رکھی جائے گی تو میں چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔! انہوں نے کہتے ساحل کی طرف دیکھا اور انکا اشارہ ہارون سمجھ گیا تھا۔

پائوں روکنے کیلئے کہہ رہی تھی۔۔۔

"جی آنٹی آپ پریشان نا ہوں اب نہیں آئے گا"۔ وہ شاک کھڑی اپنی ماں کو دیکھتی زریش پر نظریں ڈالکر کہتا وہاں سے نکل گیا۔

"یہ آپنے کیا کہا ہے مورے"!! وہ غصے سے چیخی۔

"بکواس بند کرو زرمینے جو کیا ہے وہ ٹھیک کیا ہے کیا شادی کے بعد اسے اپنے ساتھ لے جاؤ گی حد ہوتی ہے سارا گھر بگڑ کر رکھ دیا ہے"۔اس سے تیز پھوپھو دھاڑتی وہاں سے چلی گئی۔

اور زریش صدمے سی کیفیت میں کھڑی دروازے سے ٹیک لگائے اپنی ماں کی پشت دیکھتی رہی۔

"یہ ساری مصبت کی جڑ انگوٹھی ہے"!!اسنے غصے سے گھورتے انگوٹھی کو کھینچ انگلی سے نکالا اور نیچے پھیک دیا۔

وہ روتی ہوئی اندر بڑھ گئی اور گھر میں داخل ہوتا دانیال زمین سے انگوٹھی اٹھائے دیکھنے لگا۔

تقویٰ کے روم کی طرف جاتی عائشہ کی نظریں دانیال کی طرف اٹھی اور اسکے ہاتھ میں موجود انگوٹھی دیکھتے وہ خوش ہو گئی۔

"یہ اچھا موقع تھا بات کرنے کا"۔۔

"سنئیے خان مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے"!!وہ ہمت کرتی بول تو گئی تھی پر اب دانیال کی سرخ آنکھیں دیکھ کر اسکا حلق خشک پڑ گیا۔

"یا اللہ پھر سے کچھ الٹا نا پڑ جائے میں کسی بری نیت سے نہیں کر رہی میں صرف اسکی خوشی کے خاطر کر رہی ہوں"۔روم میں جاتے دانیال کی طرف قدم بڑھاتے وہ کپکپاتے دل سے سوچنے لگی۔

*__________________**__________________*

"سمجھ کیا رکھا ہے مجھے دل چاہا تو پھینک آئے دل چاہا اٹھا لائیں"۔وہ ڈرائیو کرتے حیدر کو گھورتی بولی۔
جو بالکل سنجیدہ سرخ آنکھوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں غصہ کس بات کا ہے میرے لے آنے پر یا چھوڑ جانے پر"؟؟ ذرا سی نظریں اسکی طرف کیئے وہ بولا۔

"دونوں پر"!!وہ نظریں چرا گئی حالانکہ وہ اسکے اچانک چھوڑ جانے پر ساری رات روتی رہی تھی۔

اور پھر یوں آ کر اسے لے آیا بغیر معذرت عذر پیش کیئے۔

پورچ میں گاڑی روکتے حیدر نے مسکرا کر اسے سرخ چہرے کو دیکھا۔
حجاب منہ پھیر کر ڈور کھولنے کی کوشش کرتی وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی پر ڈور لاک تھا اور وہ ہڑبڑائی ہوئی۔

"اتنی ناراضگی میری چیونٹی کی"!!!اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ بمشکل مسکرایا ورنہ اندر سے تو بالکل ٹوٹا پھوٹا تھا۔
پورا بکھرا ہوا تھا اپنی بہن کی حالت دیکھ کر۔

"اور نہیں تو کیا آپ بالکل پیار نہیں کرتے مجھ سے ہا تھی"!!وہ مزید خود پر ضبط نا کر سکی تو پلٹ کر اسکے گلے میں بانہیں ڈالکر پھوٹ کر رونے لگی۔

حیدر پریشان ہو گیا۔

"اف اتنی کمزور دل کی مالک ہے میری چیونٹی"!وہ مسکراتا اسکی پیٹھ سہلاتا قریب کرتے خود میں سمیٹ گیا۔

"میں کمزور نہیں ہوں بس آپ بغیر کچھ کہیں مجھے گھر چھوڑ کر چلے گئے میں سمجھی آپ میری کسی بات پر ناراض ہو گئے ہیں ۔۔!!آئی ایم سوری اگر ایسا ہے تو میں بد تمیز چیونٹی نہیں ہوں میں بس آپکو غصہ ڈلانے کیلیئے بد تمیزی کرتی ہوں"۔وہ روتی ہوئی اسکے کانوں کو پکڑ کر بولی۔

اور حیدر مسکرا دیا۔

"مجھے تمہاری بد تمیزی سے عشق ہے بے بی۔تم غصہ کرتی ہو چیختی ہو برا بھلا کہتی ہو تبھی تو زندگی کا احساس ہوتا ہے کہ میرا وجود ہے تبھی تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ کوئی پاس ہے جسکو میرے وجود کا احساس ہے!!بس یہی احساس میں تاعمر چاہتا ہوں "۔اسکی گردن پر لب رکھتے وہ بولا

"عزت تو دنیا کرتی ہو تم بس میری بے عزتی کیا کرو"۔وہ ہنس کر بولا ایکبار وہ بھی ہنس دی اور کسمسا کر اس سے الگ ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

"چھوڑیں گھر چلیں"!!وہ آنکھیں بند کئے اسکے شانوں کو پیچھے کرتی خود کو چھڑوانے لگی اسکی گرفت سے۔
اور حیدر نے سرخ لہو آنکھوں سے ناک اسکی پھولی گال پر ٹکاتے اسکی میچی آنکھوں کو دیکھا۔

وہ اسکی دہکتی آگ مانند سانسیں اپنی گال پر محسوس کرتی اسکے شانوں کو جکڑتی سانس روک گئی۔

"ہمیشہ یوں ہی ساتھ رہنا تیرے بنا گذرا نہیں اس شاہ کا"۔اسکے لب پھڑ پھڑائے اور مونچھوں کی چبھن پر وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

حیدر اسکی حالت پر مسکراتا اسکے گال پر لب رکھتا دور ہوا اور ڈوران لاک کیا۔

وہ بغیر اسکی طرف دیکھتی نکل کر وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی کہ جھٹکے سے رک گئی۔
اور مڑ کر ذراسی نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔
جو مسکراتی سرخ گرے آنکھوں سے اسکی کالے بالوں کی چوٹی کو اپنے ہاتھ پر لپیٹے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"اگر ایسے ہی آپ کرتے رہے تو میں کل ہی جا کر بالوں کو شولڈر تک کر آئوں گی"۔وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔
حیدر نے گھورا اور جھٹکے سے اسے واپس اپنی طرف کھینچا کہ وہ لڑکھتی آہ کے ساتھ اسکی بانہوں میں آئی۔

"خبر دار ایسی کوئی سوچ بھی رکھی جس دن انہیں کاٹنے کا سوچو گی سمجھ جانا اسکی جگہ اپنے شاہ کے دل کو کاٹ رہی ہو"۔وہ روب سے غصے میں بولا وہ دہل کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"ایسا تو نا کہیں میں مزاق کر رہی تھی"۔اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتی وہ دکھ سے بولی۔

حیدر اسے دیکھتا رہا اور پھر ناراضگی والی نظریں ڈالکر وہاں سے نکل گیا۔

"شاہ"!اسکے ناراض ہونے پر وہ گھبرا گئی اور گاڑی سے نکل کر اسکے پیچھے بھاگی۔

"تم روم سے باہر کیوں نکلی"!!!لائونج میں روتی ہوئی مہکار کو دیکھتے وہ دھاڑا۔

حجاب سہم کر اسے اسکی پشت کو دیکھتی لائونج میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگی کہ وہاں موجود وجود کو پاکر اسکی آنکھیں پھیل گئی۔

سیاہ لباس میں ہمیشہ دمکی چمکی مہکار کو سادگی میں بالوں کی چوٹی ماتھے پر جلا نشان جلی رخسار دیکھ کر وہ سہم کر حیدر کو بازو جکڑ گئی۔

"تم کہاں چلے گئے تھے حیدر میں تمہارہ انتظار کر رہی تھی"!!!مہکار اپنے بھائی کو سامنے پاکر روتی ہوئی اسکی جانب لپکی پر اسکے بازو سے لگی کھڑی حجاب کو دیکھ کر اسکے پائوں زمین نے جکڑ لئے۔

وہ جب گھر آئی تھی گھر میں صرف اسکے بھائی کو دیکھ کر کافی خوش ہوئی تھی کہ اب کوئی نہیں ہوگا انکی زندگی میں صرف وہ ہوگی اور اسکا بھائی۔

پر اب اس لڑکی کو دیکھتے وہ غصے سے حیدر کو گھورنے لگی۔

"آپی کو کیا ہوا شاہ"؟؟ اسکی حالت پر وہ ڈر گئی۔ زیادہ تو ڈر اسکی سرخ سوجی آنکھوں سے ہو رہا تھا۔

"تم اسے کیوں لائے ہو"؟؟ وہ روتی ہوئی حجاب کو دیکھتی غصے غرائی۔

"یہ میری بیوی ہے یہ یہیں آئے گی تم چلو روم میں"!! ڈاکٹر کے مطابق اس حادثے سے اسکے دماغ پر کافی اثر پڑا ہے۔ اور حیدر اسکی حالت کے زیر اثر ایک بار نرمی سے بولا۔

"نہیں!! یہ اندر نہیں آئے گی ڈیڈ تو چلے گئے نا اسے بھی چھوڑ آئو اسکے گھر یہ ہمارے ساتھ نہیں رہے گی۔۔ اور۔۔۔ اور تمنے کہا تھا تم ہارون کو بلائو گے کہاں گیا وہ آیا نہیں۔۔۔!! اس سے کہو اگر وہ نہیں آیا تو میں سوسائیڈ کر لوں گی"!! وہ چیختی گویا ہوئی۔

حیدر نے ناگواری سے دیکھا اور حجاب کو اندر جانے کا کہا۔
وہ سر ہلاتی آگے بڑھی کہ مہکار خونخوار ہو کر اسکی ہمت پر اس پر جھپٹی پر اس سے پہلے ہی حیدر نے کھینچ کر حجاب کو واپس اپنے حصار میں قید کیا۔۔

"دفع ہو بد صورت لڑکی مینے تمھیں ایک لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا حیدر۔۔۔!! حیدر یہ بہت بری ہے تم جانتے نہیں اسے "!! وہ چلانے لگی حیدر پر جو حجاب کو اپنے سینے سے لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بس کرو جاؤ اوپر"!!!وہ غرایا کہ مہکار سہم گئی اور حجاب کو گھورتی ہوئی وہاں سے بھاگتی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے روم میں بند ہو گئی۔

وہ روتی ہوئی اسے دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں ہے پلیز رونا بند کرو"۔۔اسکے آنسوں صاف کرتے خوف سے سپید اسکی رنگت کو دیکھتے بولا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے آپی سے!! کیا وہ پاگل ہو گئی ہے"؟؟ اسکے کوٹ کو جکڑے وہ دروازے کو دیکھتی بولی۔

"کچھ نہیں ہے میری بہادر چیونٹی"!! گھر میں کسی کو نا پا کر وہ اسے بانہوں میں بھر گیا۔

اور اپنے روم کی طرف جانے لگا۔

یہ سب دروازے کی سوراخ سے دیکھتی اپنے بھائی کو اس انجان لڑکی کیلیئے محبت دیکھتی اور خود کیلیئے غصہ۔۔۔وہ روتی ہوئی چیخیں مارنے لگی۔

"یہ اس طرح کیوں رو رہی ہے کیا ہو رہا ہے یہ اچانک"؟؟ حجاب بوکھلائی ہوئی اس سے پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں ہے صرف اسکی طبیعت خراب ہے تم فکر مت کرو یہیں بیٹھوں میں اسے دیکھ کر آتا ہوں پھر ڈنر کرتے ہیں ساتھ "!بیڈ پر بیٹھا کر پانی پلاتے اسکے گال پر لب رکھتے وہ بولا اور آنسوں صاف کرتے وہاں سے نکلا۔

پیچھے وہ اسکی حالت کا سوچتی جھر جھری لے اٹھی۔۔۔

"کیا ہوا کیوں رو رہی ہو"؟؟روم میں آتے اسے بال نوچتے دیکھ کر غصے سے پوچھنے لگا۔۔
اور آگے بڑھ کر اسکے ہاتھوں کو پکڑا۔

"یہ میرا گھر ہے یہ میری پراپرٹی ہے تم اسے یہاں نہیں رکھ سکتے اگر تم اسے یہاں رکھا تو میں ماردوں گی اسے "!!سرخ آنکھوں سے وہ غرائی۔

"بکواس بند کرو خبردار اب کوئی انتہائی قدم اٹھایا اچھا نہیں ہو گا اور اسکی طرف دیکھنا بھی مت"!!گرے لہو آنکھوں سے اسنے وارن کیا۔
اور ملازمہ کا لایا ہوا کھانا کھلانے لگا۔
اسکے بعد آرام کی دوائی دیتے اسے بیڈ پر لیٹاتے اسے پر کمفرٹر ڈالا۔

"تم اسے بھیج دو اور ہارون کو بلائو مم۔۔۔!!"وہ بڑبڑاتی آنکھیں موند گئی۔حیدر کچھ دیر اسکے سر پہ روتا ہوا ہاتھ پھیرتا رہا۔

"شاہ"!!مدہم سی دستک دیتے حجاب نے پکارا تو وہ جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کر گیا۔

"آجائو"۔۔اسنے مسکراتے دروازے کو دیکھا۔

"نہیں آپ باہر آجائیں مجھ ڈر لگ رہا ہے آپی سے"!اسنے نفی میں سر ہلاتے قدم پیچھے لئے دروازے سے۔

جیسے ابھی بار آکر اسکا گلا دبا دے گی۔

"سو رہی ہے آجائو"۔اسنے مسکراتے کہا۔

"آپ باہر آرہے ہیں یا میں جائوں"۔اب جو اسکا خطرناک پاگلوں والا روپ دیکھا تھا اور اپنے لئے نفرت تو کیسے اسکے پاس بھی جاتی۔

حیدر اٹھا کر دروازہ لاک کرتا اسکے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگاتے اسے اپنے قریب کیا۔

"خبردار اب اگر کبھی خواب میں بھی بالوں کے بارے میں برا سوچا میں سچ میں ناراض ہو جائوں گا"۔وہ کہتا اسے لیکر ڈائننگ ٹیبل پر آیا۔

حجاب مسکراہٹ روک کر آنکھیں پٹپٹاتی اسے کھانا سرو کرنے لگی۔

"ایسی حرکتیں روم میں کرو چیونٹی پھر جواب دوں"!!اسنے سامنے ملازمہ کو دیکھتے ہاتھ نیچے کر کے اسکی کمر میں ڈالا اور سرگوشی میں بولا کہ حجاب حلق تر کرتی رہ گئی۔

"کیا بد تمیزی ہے ہاتھی"۔۔!!وہ اسکی جسارتوں پر سٹپٹاتی سرگوشی میں آنکھیں دیکھاتی بولی۔

"محبت بے بی"!!شرارت سے کہتے اسکے سرخ ہوتی پھولی گال دیکھ کر ہاتھ کمر سے ہٹا دیا اور ہنستا کھانا کھانے لگا۔

"تھرکی ہاتھی"۔۔!!وہ بڑبڑاتی رہ گئی۔

*___________________*__________________*

اللہ کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگنے کے بعد اب اسنے ہمت کی تھی اور دھڑکتے دل سے اس وقت کراچی جانے والی فلائٹ میں بیٹھا مسلسل اللہ کے سامنے دل میں التجا کر رہا تھا کہ اسکا رب اسے معاف کر دے اور اسکی رحمت سے دانیال خان بھی اسے معاف کر دے۔

وہ جانتا ہے اسنے بہت برا کیا ہے تقویٰ کے ساتھ اسنے اسے رسوا کرنے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی تھی نا ہی اسے درد دینے میں کمی کی تھی پر پھر اب تو وہ اسکی زندگی تھی اسکی جان تھی اسکا سب کچھ تھی۔

اسکے بغیر صائم زید کا جینا نا ممکن ہے۔

وہ ہمت کئے اب سیدھا دانیال کے گھر جائے گا اور اسکے سامنے اپنے گناہ کی معافی مانگے گا اس سے اسکی بہن کا ہاتھ مانگے گا۔

پھر وہ لیلیٰ سے معافی مانگے گا اس سے بھی بہت برا کیا تھا اسنے۔۔۔

سارے سفر میں وہ ہاتھ دونوں جوڑے لبوں سے لگائے بیٹھا تھا۔
مسلسل بے سکونی اضطرابی کیفیت نے اسکا برا حال کر دیا تھا۔
جیسے کوئی پاگل خانے سے بھاگا انسان لگ رہا تھا۔ بکھرے بال بکھرا حلیہ وہ کہیں سے صائم زید نہیں لگ رہا تھا۔
آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بھینچے لب۔

کوئی بکھرا ٹوٹا پھوٹا سا وجود تھا۔

ایک رات کی اسکی دوری نے اسے پاگل بناڈالا تھا۔

اسکی سانسیں بار بار سینے میں اٹک رہیں تھی۔ دھڑکنیں تیز تر تھیں جیسے سینا چیر کر دل باہر آجائے گا۔

اسکا پور پور تو اسے ملامت کر رہا تھا اپنے ماضی پر۔۔

وہ جیسے سب سے نظریں چرا رہا تھا کہ ہر کوئی جانتا ہو اسنے اپنی بیوی کو کیسے حاصل کیا تھا۔

اسکا دل کر رہا تھا دھاڑیں مارے اور کعبہ شریف کے سامنے ماتھا ٹکا کر ناک رگڑتے بس ایک ہی دعا کرے کہ "یااللہ سب لڑکوں کو نیک ہدایات دینا کسی کو بھی ایسا نا بنانا،، اے اللہ! مجھے اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو نیک ہدایات فرما۔

آمین۔

وہ روتا ہوا ایئرپورٹ کے ہال سے باہر نکلتا آسمان کو دیکھنے لگا۔

"کاش میں اچھا لڑکا ہوتا تو میری تقویٰ کبھی مجھ سے دور نا جاتی"۔۔وہ روتا ہوا آسمان سے کہنے لگا۔"میں کیوں اچھا نہیں بنا کیوں برائی کے پیچھے بھگتا رہا کیوں نا سنبھلا"۔وہ نیلے آسمان پر اپنی نیلی برستی آنکھیں ٹکائے رونے لگا۔

آس پاس کے گذرتے لوگ حیرت سے خوبرو جوان کو روتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

تو کئی لڑکیاں مڑ مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

اسے ہوش کی دنیا میں اسکا چیختا موبائل لایا۔۔بے ساختہ ہی اچانک جیسے اسکی دھڑکنیں اسے لگا ساکت پڑیں ہیں۔سارا جسم پسینے سے نہا گیا پور پور پر جیسے لرزا طاری ہو گیا۔

موبائل نکال کر ایک آس سے دیکھا کہ اسکی تقویٰ ہو گی ضرور وہی ہو گی جو اسکی تکلیف کو محسوس کرتی بے چین ہو گی ۔۔۔پر وہاں چمکتا نمبر دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔۔"مام"۔۔۔۔!!!

منہ سے سرگوشی نکلی۔۔۔ دھڑکنوں نے اپنی لے بدلی اسکا پورا بدن درد سے بلبلا اٹھا۔۔۔

یہ نمبر اسنے سیو کیا تھا صرف تنہائی میں خود کو احساس دلانے کیلئے کہ اسکی ماں بھی ہے۔۔
پر یہ امید کبھی نہیں لگائی تھی کہ اسکی ماں پکارے گی اسے۔۔ اس نمبر پر اسکی ماں کی پکار آئے گی۔۔۔

کیونکہ آس تو اسکی تب ہی ٹوٹ گئی تھی جب انکے جانے کے بعد سیف نے اسے بتایا تھا کہ تمہارے جانے کے بعد اسکی ماں نے گھر میں گرینڈ پارٹی ارینج کی ہے۔۔۔۔

بار بار آتی کالز پر اسنے اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا۔

"ہہ۔۔۔ہیلو"!!کانپتی بھاری گھمبیر آواز میں کہا کہ دوسری طرف مسز ہانیہ بیڈ کے پیچھے چھپی اسکی آواز پر سسکیاں بھرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

وہ چیخ چلا کر اسے بلانے چاہتی تھی پر نا اسکا حلق اسے ہمت دے رہا تھا نا ہی اسکی قسمت ساتھ۔۔۔

وہ ایک بار اپنے بیٹے کو سینے سے لگانا چاہتی تھی اس سے معافیاں مانگنا چاہتی تھی پر کیسے کیسے مانگے۔۔۔

دوسری طرف اسکی گر گر پر صائم بار بار ہیلو ہیلو کہتا رہا۔۔۔ اور تبھی مسز ہانیہ کے دماغ میں دھماکہ سا ہوا اسنے جلدی سے کال ڈسکنیکٹ کرتے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔۔۔

"صائم ایک بار اپنی ماں سے مل جائو ایک بار اسکی ممتا کو سکون دو اسکے سینے سے لگ جائو میں ایسے نہیں مرنا چاہتی مجھے اپنے بیٹے کو پیار کرنے دو صائم میرے بچے میرے پاس آئو مجھ سے پیار کرو اپنی ماں کو دیکھو"!!!

صائم بار بار پڑھنے لگا۔۔۔

اب اسکی طرف دو راستے تھے ایک جو اسکی بیوی کی طرف جاتا تھا تو دوسرا اسکی ماں کی طرف۔۔

کس طرف مڑے ماں کی طرف یا بیوی کی طرف۔۔۔

------------------------------------------*

"میڈم وہ کراچی میں آگیا ہے اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں"۔۔وہ آدمی صائم پر نظریں ٹکائے خوشی سے بولا۔
دوسری طرف لیلیٰ کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی۔۔۔

"پھر میرے کان کیا کھا رہے ہو اپنا کام کرو ختم کرو اسے"۔۔۔وہ غرا کر بولی۔
اور وہ آدمی ہڑبڑا گیا۔

"آپ فکر مت کریں میڈم نیوز دیکھیں"!!!اسنے کہتے موبائل جیب میں رکھی۔۔۔

"اب صائم زید جب تم تڑپ تڑپ کر مرو گے تب میرے دل کو سکون آئے گا میری رسوائی کا بدلہ ختم ہو گا۔۔ تمنے جس طرح مجھے رسوا کیا اب تم مرو گے۔۔ میری محبت کو ٹھکرایا تمہیں بھی تمہاری محبت کو پانے نہیں دوں گی اور اس کالی کو تو بڑا گھمنڈ ہے نا تیرا اب بیوگی کی چادر اوڑھے گی تبھی اپنی اوقات یاد آئے گی"۔۔ آئینے میں دیکھتی وہ قہقہہ لگا اٹھی۔

اپنی ماں کے آغوش میں چھپنے کیلئے تو وہ کتنا بے چین بے قرار رہتا تھا۔۔
وہ چاہتا تھا وہ جب سوئے تو اسکی ماں آکر اسکے ماتھے پر بوسہ دے اسکے بال سنوارے۔ جب اسے بخار ہو تو اسکے لئے پریشان ہو۔ اسکے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بنائے کبھی محبت سے کھلائے نوالہ۔۔

بچپن میں یہی سوچیں تو پلتی آرہی تھی اسکے دماغ میں۔۔۔
وہ جانتا تھا اسکے باپ کو دونوں نے ملکر مارا تھا۔۔
انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔
اسکے دل عزیز باپ کو دنیا میں واحد اپنی ہستی کو دونوں نے ملکر اس سے جدا کیا تھا۔۔۔

"میں کیا کروں اللہ"۔۔؟؟؟ وہ بے بسی سے روتا مسجد کو دیکھنے لگا۔۔

"کیسے صرف جسم کی ہوس میں میرے باپ کو چھین لیا مجھ سے میں کیا کروں کون سا راستہ لوں مجھ سمجھ نہیں آرہا"۔۔!!
"کاش تم میرے قریب ہوتی تو مجھے سمجھا دیتی مجھے کیا کرنا چاہئے"۔۔۔!! وہ چلتا روڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔۔۔

"تمنے مجھے کیوں چھوڑا تقویٰ۔۔۔؟؟؟ دیکھو میرا حال اب۔۔!! کوئی راہ دیکھانے والا نہیں۔کوئی ہاتھ پکڑ کر چلانے والا نہیں جس طرح تم چلاتی تھی"۔۔۔!!

"معاف کرنا ایک خدائی صفت ہے اور خدا اس صفت کو بہت پسند کرتا ہے. وہ غفار بھی ہے اور ستار بھی، یعنی معاف کر دیتا ہے، اور اس معافی کا نہ دوسروں کو بتاتا ہے، نہ جتاتا ہے نہ گناہ کو آشکار کرتا ہے"۔

پاک کو پسند ہے تو اپنے رب کی خاطر معاف کرنا سیکھو وہ بھی ہمیں معاف کرے گا"۔اسکے کانوں میں "معاف کرنا اللہ گونجتے وہ لفظ جو وہ اسکر اندر آب حیات کی طرح انڈیلتی تھی۔
وہ گونجنے لگے۔۔

"یہ تمنے مجھے سیکھائیں ہیں بتائیں میں آئوں گا تمہارے پاس تقویٰ"۔۔!!!
وہ کہتا کپڑے صاف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

وہ جیسے آگے بڑھنے لگا لیلیٰ کا بھیجا ہوا آدمی اس پر نشانہ لینے لگا تھا۔۔۔

اسنے ٹریگر پر انگلی رکھی اور شاپ کے قریب کھڑا ایک خالی ٹرک کے آڑ میں تھا۔۔۔

"ون۔۔۔ٹو۔۔۔۔تھری۔۔۔۔۔"!! گنتی کرتے ہی تھری پر اسکے پورے دل کا نشانہ لیتے ٹریگر پر انگلی دبائی۔۔۔

"اللہ"۔۔۔!!بوڑھے آدمی کو روڈ کراس کرتے گرتے دیکھ کر وہ بھاگتا اسکے پاس پہنچا اور بانہوں میں سمیٹ کر اٹھانے لگا کہ اسی لمحے ٹھا کی آواز فضا میں گونجی اور سر سے بال مسافت کان کے قریب سے سڑ سڑاتی گذر گئی۔۔۔

"پکڑو اس حرامی کو"!!!!اچانک سے ہوتی چیخ پکار پر فائر پر ایک آدمی کی اس نقاب پوش پر نظر گئی دھاڑا اٹھا۔۔۔۔

وہ بوکھلایا ہوا ایکدم بائک پر بیٹھا کہ اسی آدمی نے پتھر اٹھا کر اسے دے مارا۔۔۔
اور قریب کے لوگ نے بھاگ کر اسے پکڑا۔۔۔

صائم یہ ساری افتاد دیکھتا حیران پریشان بوڑھے آدمی کو پکڑے کھڑا تھا۔۔۔

"بس بیٹا جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"۔وہ بوڑھا آدمی اسے سر پر ہاتھ پھیرتا بولا۔۔۔
ورنہ ان کا خود دل گھبرا گیا۔

اگر وہ بروقت نا جھکتا تو یہ گولی اسکے سینے کے آر پار ہوتی۔۔۔
"مار سالے کو دہشت عوام میں پھیلاتے ہیں پولیس کو کال کرو اس دہشتگرد کو پکڑائو"۔۔پوری پبلک اس پر الٹ پڑی تھی اور لاتیں مکے برساتے پولیس کو کال کی کچھ ہی دیر میں ایک پولیس کی موبائل وہاں موجود تھی اور اس آدمی کو گھسیٹ کر گاڑی میں پھینکا اور زمین پر پڑی گن رومال میں اٹھائی۔۔

"ہم اسے دیکھ لیں گے آپ سب فکر نا کریں اگر ساتھی ہوں گے تو وہ بھی جلد ہی سامنے ہوں گے "۔انسپکٹر کہتا سب کو ریلیکس کیے وہاں سے چلے گئے۔۔

"آپ کو کہیں جانا ہے "؟اس تماشے کے ختم ہوتے ہی صائم اسے بوڑھے کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"ہاں بیٹا روڈ پار کر کے مدرسے سے پوتے کو لینے جانا تھا"۔صائم مسکراتا اسے لیکر روڈ کراس کر تا مدرسے تک چھوڑنے جانے لگا۔

"روئے ہو"؟؟اسکی بھیگی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ بوڑھا پوچھنے لگا۔

صائم انہیں دیکھتا مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا۔۔

"جھوٹ سہی نہیں بول سکتے تم "۔ابکی بار انکے جواب وہ ہنسا۔
"بولنا بھی نہیں چاہتا"۔اسنے کہا حقیقت یہی تھی کہ اسے جھوٹ پسند نہیں تھا جو بھی ہے جیسا ہے وہ سامنے رکھتا۔۔۔
"اچھی بات اچھے انسان لگتے ہو اچھی پرورش ہوئی ہے تمہاری ورنہ کون اس دور میں ہم جیسے بوڑھوں پر وقت برباد کرتا اللہ تمہیں خوش رکھے بیٹا"۔وہ اسکے سہارے چلتا مسکرا کر کہنے لگا۔۔

صائم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی ان کی باتوں پر۔۔۔"وہ اچھا تھا؟؟اسکی اچھی پرورش ہوئی تھی؟؟"

"ویسے تمہاری عمر میں میں بھی تمہارے جتنا گبرو جوان خوبصورت تھا کافی لڑکیاں مرتی تھی مجھ پر محلے کی"۔ انہونے ماضی میں خود کو پاتے کہا تو صائم ان کر دل کھول کر ہنسا۔۔۔

"آپ ابھی بھی بہت ہینڈ سم ہیں"۔ اسنے شرارت سے کہا وہ مسکرائے۔۔

"اب تو اولاد قبول نہیں کرتی سر درد ہو گئے ہیں ان کے لئے ہینڈ سم کہاں بیٹا، دو وقت کو بات کرنے کو بیٹھے تو سر درد ہو جاتا ہے انہیں"۔ وہ بتاتے رو پڑے صائم بوکھلا سا گیا۔۔

"یہ دنیا دستور ہے بابا جن کے ہیں وہ سر درد ہیں، جن کے پاس نہیں وہ دنیا کی ٹھوکروں پر ہیں"۔ انکے سر پر بے ساختہ ہی بوسہ دیتے وہ بولا کہ اس بوڑھے نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔

"خوش نصیب ہوں گے وہ ماں باپ جنکی تم جیسی اولاد ہے"۔ مدرسے کے سامنے رکتے وہ بوڑھا اسے دعائیں دیتا چلا گیا۔

اور صائم اسکی سنگت میں اسقدر خوش تھا کہ انکے جانے پر دل مسوس کر رہ گیا۔۔۔

اور پھر قدم واپس کو لیے۔۔۔

"مم۔۔۔ما۔۔۔م!!! گھر میں قدم رکھتے سارے گھر کو ویران دیکھ کر بہت ہنت سے پکارنے لگا ورنہ تو چند سال کی عمر میں ہی ماں لفظ منہ سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

وہ اندر بڑھا اور مسز ہانیہ کے روم کی طرف قدم اٹھانے لگا۔۔۔

"مام"۔۔!!دروازہ ناک کرتے اسنے پھر سے پکارا۔۔۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا ہو گا۔۔۔

اسے ڈر تھا کہ اسکا مزاق نا بنائے کہ کیسے ایک پکار پر بھاگے آئے۔

اسکا پور پور پسینے سے نم تھا آنے والے وقت کا سوچتے۔۔۔

"مام"۔۔۔!!اندر سے جواب نا آنے پر وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔

نا ملازم تھے نا گارڈز، نا مالی۔۔۔

کوئی نہیں تھا سارا گھر قبرستان کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔۔۔

وہ اندر داخل ہوتے دیکھنے لگا۔۔۔

کسی کو نا پا کر وہ پریشان ہو گیا۔۔۔

آہستہ سے اسکے قدم بیڈ کی طرف بڑھے اور وہ جھک کر اسکے کونے میں دیکھنے لگا اور دھک سے رہ گیا۔۔۔

"مام"۔۔۔!!!وہ تڑپ کر انکی طرف لپکا جہاں مسز ہانیہ بکھرے بال پھٹے کپڑوں پھٹے خون رستے لب سوجی آنکھیں سوجا چہرا
۔۔
زخم زخم ہوئی کونے میں دبکی پڑی تھی۔۔۔

"مام۔۔۔!!مام یہ کیا ہوا؟؟ یہ۔۔یہ کس نے کیا"؟؟وہ پاگل ہوتا انکے ہاتھ پائوں چیک کرتا انکا منہ ہاتھ میں بھر کر پوچھتا لہو آنکھوں سے غرایا۔۔۔

اسی پل خوف سے گھبراتی مسز ہانیہ نے دہل کر اسکی آواز پر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اور نفی میں سر ہلاتی آگے بڑھ کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔

وہ شاک ساساکت دھڑکنوں سے بیٹھا رہا۔۔۔

"صائم"۔۔!!انکے گلے سے گڑگڑی کی آواز نکلی اور وہ ہوش کی دنیا میں آتا برستی آنکھوں سے اپنی ماں کا چہرا اٹھا کر انکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"کس نے کیا ہے مجھے بتائیں میں کاٹ دوں گا اسے کس نے کی ہے یہ گھٹیا حرکت"۔۔۔!!!وہ پاگل ہوتا دھاڑ کر اٹھنے لگا تب مسز ہانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکی کوشش ناکام کر دی اور اسے اپنے قریب کرتے روتی ہوئی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسکے ماتھے پر لب رکھ گئی۔۔۔

صائم پھوٹ پھوٹ کر روتا انہیں خود میں بھیچ گیا۔۔۔

"آپ کچھ بول کیوں نہیں رہی کیا ہوا ہے کیوں مارا ہے آپکو مجھ سے بات کریں نا مجھے بیٹا کہیں مام۔۔۔"وہ شدت دیوانگی سے انکے سر پر بوسے دیتا روتا ہوا فرمائش کرنے لگا پر وہ بے بس تھی۔۔

اتنی بری خطرناک سزا ملی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اپنے روتے تڑپے معصوم بیٹے کی زندگی کی پہلی خواہش قبول نہیں کر پائیں تھی۔۔۔

ورنہ تو اسنے کبھی یہ بھی نہیں کہا تھا کہ مام درد ہو رہا ہے پاس بیٹھ جائیں۔۔۔

اور اگر کبھی کہا بھی تو بری طرح جھڑک دیا۔۔۔

مسز ہانیہ اس چھوٹے سے بچے کی تکلیف یاد کرتی سسک اٹھی اور اسکے پائوں پر سر رکھ دیا۔۔

"مام میں پہلے ہی گناہگار ہوں مجھے اور مت بنائیں"۔وہ انہیں سینے سے لگائے سسکتا بولا۔۔

مسز ہانیہ تقویٰ کو یاد کرتی اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔

اور جب ایک ماں کی ممتا جاگی تھی اپنے بیٹے کی بکھری حالت دیکھ کر انکا دل خون کے آنسوں رونے لگا۔۔۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا سب میری"!!وہ سوچتی بے دردی سے اپنا چہرا پیٹنے لگی صائم گھبرا کر انکے ہاتھ تھام گیا۔۔۔

"کیا کر رہی ہیں مام ایسا کچھ نہیں میرا نصیب ایسا لکھا تھا۔۔۔!!آپ چلیں میرے ساتھ اٹھیں ہاسپٹل چلیں"۔وہ روتی نفی کرنے لگی اور صائم انکی ٹانگوں کو بے جان دیکھتا حیرت کے شدید جھٹکے سے انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

"یہ سب اس گھٹیا آدمی نے کیا ہے"۔۔!!وہ چیختا پاگل ہوتا مسز ہانیہ کو دیکھنے لگا۔۔

جہاں نا وہ اٹھ سکتی تھی نا ہی کچھ بول۔۔

کون تھاوہ انسان یا حیوان۔۔۔!!

اسکی ٹانگوں پر بری طرح بیلٹ مارنے سے سن ہو گئی تھی درد سے کہ انہیں معلوم نہیں ہو پا رہا تھا انکا نچلا دھڑ بھی ہے۔۔

اسی پل پیچھے قدموں کی چاپ ہوئی مسز ہانیہ خوف سے روتی ہوئی پھر سے کونے کی طرف کھسک گئی۔۔

صائم پلٹ کر آنے والے کو دیکھنے لگا۔۔۔

اور اندر آتے شیطانی چمک آنکھوں میں سجائے وہاج صاحب کو پا کر وہ ششدر رہ گیا۔۔۔
وہیں وہاج صاحب اسے دیکھ کر حیران ہوئے بلکہ انکہ رنگت جیسے بدلی ہو۔۔

"تم!!!تم یہاں کیسے آئے تمہاری ہمت کیسے ہوئی آنے کی"!!وہ غصے سے غراتے اسکی طرف لپکے۔۔
صائم جو پہلے ہی خونخوار بنا اپنی ماں کی حالت پہ تھا انکے جھپکنے پر لات سیدھا سینے پر ماری کہ وہ سیدھے پیچھے پیٹھ کے بل گرے ۔۔۔

"حرام خور میرے باپ کو مار کر اب میری ماں کو مارنا چاہتے ہو"۔۔۔وہ بپھرا چیختا ان پر جھپٹا۔۔۔

پر اگلے ہی لمحے وہاج صاحب نے گن نکالی اپنی بیلٹ سے اور سامنے کرتے ٹریگر دبایا۔۔

روم کے باہر فضہ میں ٹھاسے آواز گونج اٹھی۔۔۔

-----------------------------------------*

"کیا کہنا ہے"؟؟صوفے پر بیٹھے دانیال نے عائشہ کو دیکھا وہ سہم سی گئی۔۔
اور خود میں ہمت پیدا کرنے لگی کہ آج نہیں بولا تو پھر ساری زندگی پچھتائے گی۔

"زریش رضا سے شادی نہیں کرنا چاہتی وہ ہاروں بھائی کو پسند کرتی ہے"!!ایک ہی سانس میں کہتے اسنے اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ کر دئے۔۔

وہ جو اسکے سخت ری ایکشن کے انتظار میں تھی مکمل خاموشی کو پا کر آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے دیکھنے لگی۔۔

"تمہیں کس نے کہا"؟؟وہ بالکل نارمل لہجے میں پوچھتے عائشہ کو شاک کر گئے۔۔

"مینے کچھ پوچھا ہے"!!اسے ساکت دیکھ کر بیٹھنے کا اشارہ دیتے بولے۔۔۔
عائشہ اپنے بھاری بھر جسم سے احتیاط سے صوفے پر بیٹھی۔۔
"وہ۔۔۔وہ مینے نا۔۔۔۔مطلب کہ اسے روتے دیکھ کر پھر ہارون بھائی سے ناراضگی پر احساس ہوا کہ۔۔۔"وہ کال والی بات چھپا گئی

"تمہیں احساس ہوا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے"؟؟ اسے ہاتھ مروڑتے دیکھ کر پوچھا وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

"ایسا کچھ نہیں"!!! اسنے ٹالا وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔۔

"نہیں ایسا ہی ہے پلیز وہ انہیں پسند کرتی ہے۔۔ جب اسنے آپکی زبان کا مان رکھتے کیسے مجھے قبول کر لیا بلکہ اس طرح پیچھے ہٹ گئی جیسے کوئی بات نہیں تھی ہماری خوشیوں کیلئے اپنا سب کچھ وار گئی خان ذرا سوچیں اب جب اسکی باری آئی ہے تو ہم اسے تڑپا رہے ہیں رولا رہے ہیں یہ تو نا انصافی ہوئی نا"! وہ سمجھانے لگی اور دانیال خاموش سا بیٹھا اپنی سوچوں میں تھا۔۔

"کھانا کھایا گڑیا نے"؟ اسنے اسکی تقریر کو کاٹتے بیچ میں پوچھا اور رنگ جیب میں رکھ دی۔۔

"نہیں"!! نفی میں سر ہلاتے تقویٰ کا یاد کر کے اسکی آنکھیں نم ہو گئی۔۔

"تمنے کھایا"؟؟ ابکی بار کچھ روب سے پوچھا کہ وہ سر ہلا گئی۔

"ہمم!!! تم آرام کرو میں اسکے پاس جاتا ہوں"۔ وہ اس سے کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔۔

پیچھے عائشہ لب کچلتی رہ گئی۔۔

زریش سے کھانے کی ٹرے لیے وہ روم میں آیا تو اسے بیڈ پہ خاموش ہاتھوں کی لکیروں کو گھورتا پایا۔۔

"آجائو کھانا کھائیں"۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر اسکے پاس آیا اور اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔

تقویٰ خاموش سی اسکے ساتھ آگئی۔۔
کیونکہ یہاں سوال اسکا نہیں اسکے سائیں کے بچے کا تھا جسے وہ کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

دانیال اسے ساتھ بیٹھا کر مسکراتا چھوٹے نوالے بنا کر پہلے کی طرح کھلانے لگا اور وہ خاموشی سے کھا رہی تھی۔۔۔

"تم بہت انمول ہو، خود کو بے مول مت کرو"۔ اسکا سر سینے سے لگاتے ماتھے بوسہ دیتے بولا۔
وہ خاموشی سے سنتی آنکھوں میں آتے آنسوں کو پیچھے دھکیلنے لگی۔۔۔

کھانا کھلانے کے بعد وہ اسے دوائی دیتا بیڈ پہ لیٹا کر کمفرٹر ٹھیک کرتا ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔۔

"ایسے خاموش رہ کر اپنے بھائی کو مار رہی ہو اور کچھ نہیں"۔ اسکے کہنے کی دیر تھی کہ وہ اپنی آواز دبائے کروٹ بدل کر چہرا تکیے میں دیتی آنسوں بہانے لگی۔۔

"انمول میں نہیں بھائی انمول وہ ہے جسکی آپکو پہچان نہیں"!!وہ کہتی آنکھیں صاف کرنے لگی دانیال اسکے سر پر ہاتھ پھیرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

باہر آکر زر کو دیکھتے اسنے مابائل نکالا اور ہارون کو کال کرتے اسے بلایا کہ اس سے ملنا ہے باہر مل۔۔۔۔

اور جگہ کا ایڈریس دیتے وہ وہاں سے نکل گیا۔۔

*__________________*__________________*

اسکی رونا چیخنا نظر انداز کرتے وہ اسے کالج ڈراپ کر گیا۔۔۔کیونکہ بہت ہوا اسکا بچپنا کافی اسٹڈی ویسٹ ہو رہی تھی اسکی۔ اور وہاں بھی زیادہ تر توجہ عروج پر اٹکی رہتی۔۔

اور عورج اسکو آفس روم میں پا کر سیکنڈ سیکنڈ میں اندر چکر لگاتی اور وہ اپنی کلاسس چھوڑ کر اسکے پاس آکر بیٹھ جاتی جس سے نا اسکا کام ہو رہا تھا نا خود کا۔۔

اسنے بات نا کرنے کی دھمکیاں دی تھی اور بھی بہت کچھ کہا تھا پر حیدر نے توجہ نہیں دی۔۔

اب وہ اپنا آفس ورک آسانی سے کر سکتا تھا ورنہ وہ ہوتی تو بار بار نظریں بھٹک جاتی اور پھر پلٹنے کا نام نہیں لیتی۔۔ اس سے دونوں کا نقصان تھا۔۔۔

ایک اسکے منہ زور ہوتے جزبات دوسرا اسکی اسٹڈی کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی جو وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔

اسلئے یہی فیصلہ کرتے اسے کالج ڈراپ کر گیا۔۔

اور اب اپنے آفس روم میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر ٹھک ٹھک سے انگلیاں چلاتا پاس بیٹھی عروج کو ہدایت دے رہا تھا کہ اسی پل دروازہ ان کلاک ہوا اور وہ بغیر ناک کئے اندر داخل ہوئی۔۔

"اٹھو"!!! اسنے آتے ہی عروج کو انگلی سے حیدر کے پاس سے اٹھایا اور خود اسکی حیرت بھری آنکھوں میں دیکھے بغیر بیگ گود میں رکھتی بیٹھ کر لیپ ٹاپ کو دیکھنے لگی۔۔

کچھ فاصلے پر کھڑا مینجر مسکرا رہا تھا۔
وہ دونوں کے بیچ کے رشتے سے آگاہ تھا تبھی مسکرا رہا تھا۔۔

"سر پارٹی کی ارینجمنٹ آپکے گھر کرنی ہے"؟؟ عروج اس بد تمیز لڑکی پر سخت گھوری ڈالے حیدر کی طرف متوجہ ہوئی اسنے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے" وہ کہہ کر ایکسکیوز کرتی چلی گئی اور اسکے پیچھے مینجر نکلا۔۔۔

فضامیں فائر کی آواز ٹھا سے گونجی۔۔۔

روم میں دبکی بیٹھی اس آواز کو سنتی مسز ہانیہ کو لگا اسکے بیٹا کو لگی ہے انکے منہ اسے فلک شگاف چیخ بلند ہوئی۔۔

"صائمم!"!!!!وہ چیختی باہر نکلی انہیں احساس نہیں ہوا کہ ناصرف وہ اپنی ٹانگوں پر بھاگتی جارہی ہے سارے درد بلائے بلکہ حلق میں جیسے آواز دب گئی تھی ویسے ہی چیختی نکلی تھی۔۔۔

"صائم۔۔۔صائم میرا بیٹا"!!ہذیاتی ہوئی وہ باہر نکلی اور سامنے لائونج میں نیچے پڑے وہاج اور اسکے سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر وہ اسکے پاس آئی اور اسکے منہ ہاتھ سینا پاگلوں کی طرح چیک کرنے لگی۔۔
اور اسکے بازو پر لگی گولی کو دیکھتی وہ خونخوار ہو کر وہاج صاحب کی جانب پلٹی۔۔۔

صائم لہو نظروں سے نیچے پڑے وہاج کو دیکھنے لگا۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی درندے میرے بیٹے پر گولی چلانے کی"!!ابھی کوئی کچھ سمجھتا کہ جو صائم نے لات مار کر وہاج صاحب کے ہاتھ سے گن دور پھینکی تھی مسز ہانیہ چیختی وہ اٹھا کر ایک سیکنڈ لئے بغیر مضبوطی سے دونوں ہاتھوں میں جکڑے وہاج صاحب کے سینے کا نشانہ لیتی بغیر انجام کی پرواہ کیے ایک کے بعد دوسرا فائر کیا۔۔۔

ایک بار پھر فضامیں ٹھا ٹھا کی آوازیں گونجی ساتھ میں درد بھری وہاج زید کی دھاڑ اور صائم کی چیخ۔۔۔

"مامم۔۔۔۔!!!یہ کیا کیا مام"!!!اسنے تڑپ کر پکارا۔۔۔

وہاج کے سینے سے نکلتے خون کو ابلتے دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"قریب مت آنا میرے بچے اس غلیظ وجود کے قریب مت آنا"۔۔!!!وہ قہقہ لگاتی لگاتی روتی ہوئی صائم کے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چلائی۔۔۔

"نہیں مام اچھا میں بھی نہیں،، چھوڑ دو اسے پھینک دو اپنے بیٹے کو سینے سے لگاؤ مام بہت پڑ تا ہوں بہت اکیلا ہوں ایسا مت کیجئے گا کہ ایک بار پھر بھری دنیا میں تنہا رہ جاؤں مجھ سے برداشت نہیں ہوتے کیوں نہیں سمجھتی آپ"!!!ایک بار پھر اسکا ضبط ٹوٹا تو روتا ہوا انہیں منت کرتا ہاتھ جوڑ گیا۔۔

مسز ہانیہ وہاج صاحب کے مردہ وجود کو دیکھتی پھر اسے دیکھنے لگی۔۔

"صائم۔۔۔!!!میرے پرنس کاش میرا دوسرا جنم ہوتا تو میں تمہیں سارا پیار دیتی پر ابھی نہیں ابھی میں ماں کہلانے کے لائق نہیں"!!!وہ نیچے بیٹھ گیا تو مسز ہانیہ بھی اسے دیکھ کر نیچے بیٹھی اور اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے لگی۔۔

کتنا حسین بیٹا ملا تھا کتنا پیار کرنے والا شوہر تھا پر اسنے کیا کیا۔۔۔۔۔
دل کا اٹھتا درد برداشت نا کرتے وہ اسکے بندھے ہاتھوں کو دیکھتی سسکتی اپنی ٹھوڑی کے نیچے گن رکھ کر ایک زوردار ہچکی لی

۔۔۔۔

"اللہ تمھیں خوش رکھے۔۔ مینے تمھیں دیکھ لیا میں خوش ہوں!! بیٹا بھی کہہ دیا میری آخری خواہش بھی پوری ہو گئی اب مجھے اجازت دو تاکہ تمہاری ماں اپنا غلیظ وجو دیہاں سے لے جائے۔۔۔!! پتا نہیں قبر بھی جگہ دے گی کہ نہیں"!!! انہو نے روتے ہوئے کہتے صائم کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ایک تڑپ کے ساتھ ہی ٹریگر پر انگلیوں کا دبائو دیا۔۔۔

اگلے لمحے ہی ٹھاکے ساتھ کربناک چیخ گونجی۔۔۔

"مام"!!!وہ گرتا پڑتا انکے قریب پہنچے پر ایک آنسوں گراتے وہ پیٹھ کے بل پیچھے گر گئی۔۔

"اماں"!!!!اوپر منہ کرتے اسنے شکوہ بھرے دھاڑ ماری اور پھوٹ پھوٹ کر روتا ایک ہاتھ بازو پر رکھتے دوسرے سے گرتے اپنے ماں کے پاس پہنچا اور انکا سر اپنے گود میں لیتے ہوئے انکی کھلی آنکھوں میں دیکھتے سسک رہا تھا۔۔۔
اسی لمحے ایس پی کانسٹیبلز لیڈی کانسٹیبل کے ساتھ اندر داخل ہوئے جنہیں مسز ہانیہ نے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف میسج ٹائپ کر کے لکھ کر انکے نمبر پر بھیجا تھا بلکہ یہاں بلوایا بھی تھا۔۔۔
کچھ فاصلے پر جسٹس وہاج زید کی لاش پڑی تھی تو اس سے کچھ فاصلے پر بزنس وومن مسز ہانیہ زید کی۔۔۔
جسکا سر صائم زید اپنی گود میں رکھے خاموش بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

انہونے کال کر کے وجدان صاحب کو ساری حقیقت بتائی۔۔۔ حویلی میں کہرام مچ گیا۔۔

جھکے کندھوں سے آغا جان رضا وجدان صاحب گاڑیاں لئے اسی وقت نکلے۔۔۔
آخر برائی کا اختتام برا ہی ہوا۔۔۔!!

*بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے "(البروج ۱۲)

پر اس وجود کا کیا جو بے گناہ مارا گیا تھا۔۔

ہاں صائم زید۔۔۔۔!!مارا ہی تو گیا تھا۔۔۔
اسکے منہ سے جیسے زبان کسی نے کھینچ لی خاموش بت بن گیا۔۔
آغا جان نے سنبھالا وجدان صاحب نے رضا تک اسے بولنے پر اکسانے لگے پر اسکے منہ سے اف بھی نہیں نکلا۔۔۔

ڈاکٹر کے مطابق اسے صدمہ لگ گیا تھا اور وہ اس وقت حویلی کے ایک کمرے میں خاموش پڑا تھا۔۔
آغا جانی اپنے نوجوان پوتے کی حالت پر بکھری روتی سسکتی اسے ہلانے جلانے لگتی پر وہ جیسے نظریں پھیرنے کی سکت نہیں رکھتا تھا لب آپس میں جیسے کسی نے ایلفی سے چپکا دئے ہوں۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ اٹھ کر اپنی ماں اور چاچا کے جنازے نماز میں ہی شریک ہو جائے۔۔
اور ڈاکٹر نے بھی کہہ دیا تھا کہ اب انکے لئے کوئی بھی شاک یا کسی بھی قسم کی ٹینشن والی بات آئی تو اسکی جان خطرے میں جا سکتی ہے۔۔

یا تو پاگل ہو جاتا یا دماغی رگیں پھٹ جاتی۔۔۔

وہ دنیا جہاں سے بیگانا بستر ے پر پڑا تھا۔۔کوئی احساس نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے صبح ہے یا شام ہے۔۔۔

تقویٰ کے پاس جانا ہے!!جسکے لئے کل تک وہ تڑپتا رہا تھا آج کچھ ہوش نہیں تھا دنیا سے غافل تھا۔۔۔

سیف جنید بھی اسکی حالت دیکھتے پھوٹ پھوٹ ایک دوسرے سے چھپتے روتے پھر رہے تھے۔۔

سب کے لب پر اب بس یہی دعا تھی کہ اللہ ہی کوئی رحمت دیکھائے اور وہ ہوش میں آجائے۔۔۔

اسے ساری دیکھ بھال آغا جان خود کر رہے تھے بلکہ اپنے سینے سے لگائے رو پڑتے۔۔

*______________*______________*

پھو پھو دانیال اس بری خبر کو سنتے ہی حویلی کیلیئے نکل گئے۔۔
پیچھے تقویٰ جائے نماز بچھائے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے مسلسل اپنے سائیں کیلیئے دعائیں مانگ رہی تھی پتا نہیں کیا حال ہو گا انکا۔۔۔
کوئی بتا نہیں رہا تھا نا ہی کوئی ٹی وی پر نیوز سننے دے رہا تھا۔۔

زریش اور عائشہ کا سخت پہرا تھا سکے اوپر کہ کچھ کر نا دے۔۔۔

"مجھے جانے دو ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔!!میرا دل درد کر رہا ہے مجھے لگ رہا ہے جیسے میرا سائیں تکلیف میں ہو،، کیوں میری جان کی دشمن بن گئے ہو سب کے سب جانے کیوں نہیں دیتے مجھے "!!وہ ہذیاتی ہو کر ان دونوں پر چلائی۔۔

"تقویٰ سمجھے کی کوشش کرو گیا تو ہے دانیال آ کر بتائے گا اور ڈاکٹر نے سفر سے منع کیا ہے تمہیں "!!زر بے بسی سے بولی۔

"بکواس ہے جھوٹ میں کچھ نہیں جانتی مجھے بس اپنے سائیں کے پاس جانا ہے اسے میری ضرورت ہے، مجھے اسکی،، کیوں نہیں سمجھتے تم لوگ "!!وہ پھڑ پھڑانے لگی جس پر ایک طرف زریش اور دوسری طرف عائشہ نے اسکے بازو تھام لیا۔۔

" سمجھنے کی کوشش کرو گڑیا چل رہے ہیں اگر وہاں کا ماحول ٹھیک ہوا تو چل رہے ہیں "!!زر بے بس سی اسکی گال تھپتھپا کر بولی۔

تقویٰ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔

اسے کیوں لگ رہا تھا اسکا سائیں زیادہ تکلیف میں جس کا سوچتے اسکے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھی۔۔

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔
جسم میں جان باقی بچی تھی اور وہ سب بے رحم ابھی بھی اسے اسکے سائیں سے دور رکھے ہوئے تھے۔۔

"اچھا یہ دوائی کھائو میں بات کرتی ہوں دانیال سے کہ ہم چل رہے ہیں"۔۔۔زریش پانی کا گلاس عائشہ سے لیتی دوائی اسے کھلانے لگی۔۔

"نہیں میں کچھ نہیں کھائوں گی مجھے صرف اپنے سائیں کے پاس جانے دیں پلیز میں نہیں رہ سکتی، میں کون ہوتی ہوں اسے سزا دینے والی سزا جزا کا مالک تو وہ ذات ہے میں کیوں ایسا کروں اسے احساس ہے اسنے غلط کیا تھا وہ اچھا بن گیا ہے کیا اب اپنے کیے پر جان دیدے تبھی تم لوگوں کو یقین آئے گا، وہ مجھ سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر معافیاں مانگتا ہے،، برے خوابوں سے خوفزدہ ہو جاتا ہے میرے پائوں پکڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اور کیا کرے انسان معافی کیلیئے؟؟ اگر سر قلم کروانا ہے معافی کا طریقہ تو مجھے معاف کر دو میں اپنے سائیں کو ایسے ہی گناہگار قبول کرتی ہوں کوئی نہیں چاہیے معافی۔۔۔!!!میں بتا رہی ہوں اسے کچھ ہوا تو میں اپنی جان دے دوں گی"۔۔!!وہ روتی ہوئی چلائی کہ اسکی بگڑتی حالت کو دیکھ کر دونوں خوفزدہ ہو گئی۔۔

عائشہ روتی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔

یہ تو زریش تھی جسنے ہمت کر کے اسے دوائی کھلائی۔۔

اور اسکے غنودگی میں بڑبڑاتے دیکھ کر اسکا چہرا صاف کرنے لگی۔۔۔

اسنے غصے سے دنیال کو کال کی جو کچھ ہی بیل کے بعد اٹھالی گئی۔۔

"کیا کررہے ہو دانی مر جائے گی دو دو خون گلے میں پڑیں گے اسے جانے کیوں نہیں دیتے"!!اسکے سلام پر جواب دیتی وہ دبے دبے غصے سے بولی۔

اور اسے دیکھنے لگی جو نفی میں سر ہلاتی بند آنکھوں سے بڑبڑا رہی تھی اور پاس عائشہ بیٹھی نڈھال سی اسکے آنسوں صاف کر رہی تھی۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا مم۔۔۔ مطلب"!!دوسری طرف سے پریشان دانی کی صائم کے بارے میں اسکی حالت کے بارے میں بتاتے ہوئے اسکا سانس حلق میں اٹک گیا۔۔

اسنے خوف سے پلٹ کر نیند کی گہرائیوں میں اترتی ہچکیاں بھرتی بنجر لبوں سے بڑبڑا رہی تھی۔۔

"اا۔۔۔اب کیا ہو گا دانی"!!صوفے پر گرتے وہ صدمے سے بولی۔۔

"میں کچھ نہیں جانتا زر تم اسے سنبھالو تب تک میں آغا جان سے صلاح مشورے کے بعد کوئی فیصلہ لیتا ہوں"۔۔!!دانیال نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا زر آپی آپ ٹھیک ہیں"؟عائشہ اسے یک تک تقویٰ کو دیکھتے پا کر پوچھنے لگی۔۔

"بیوی کے بچھڑنے اور ماں کی موت کو سامنے دیکھ کر وہ لڑکا صدمے میں چلا گیا ہے"!!بتاتے ہوئے دانیال کی سنائی حالت یاد کرتے وہ خود رو پڑی۔۔

اسکے سامنے ایک سال پہلے کا وہ صائم گھومنے لگا اور آج کا تصور میں بنایا خاکہ اسکی روح لرزہ گیا۔۔۔

*_______________*_______________*

"یہ کیا حرکت ہے بتانا پسند فرمائیں گی"!!وہ دانت پیس کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

حجاب نے کندھے اچکائے۔۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیوں کالج سے واپس آئی اور کس کے ساتھ"؟اسکے چہرے کو اپنی طرف کرتے وہ غصے سے پوچھنے لگا۔

"ہاں میں وہاں جائوں تو پیچھے یہ چڑیل آپ پر ڈورے ڈالے!!میں یہ قطعی برداشت نہیں کر سکتی ہا تھی کہ میرے شوہر کی طرف کوئی دیکھے بھی"۔وہ غصے سے منہ سے چھین کر نقاب اتارتی اسکی آنکھوں میں گھورتی بولی۔۔

اسے تو حیرت کا جھٹکا لگا مطلب یہاں وہ اسکے غصے سے ڈرنے والی نہیں تھی۔۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے یہاں سب ہی مجھ پر ڈورے ڈالنے آئیں ہیں بیوقوف لڑکی"؟؟اسنے زچ ہوتے کہا۔۔

حجاب پھر کندھے اچکا گئی "ہر بیوی کو ساتوی حس یہی کہتی ہے"!!

"بہت شوق ہے تمہیں یہاں کام کرنے کا کیوں"؟ تمسخرے بھری مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولا۔۔

حجاب نے خوشی سے بچوں کی ایکدم سر ہلانا شروع کر دیا۔۔۔

"مجھے نہیں پڑھنا مینے کون سا نیا پاکستان بنانا ہے پڑھ کر یہی اپنے بچوں کو اے فور ایپل، بی فور بڑا ایپل، سی فور چھوٹا ایپل پڑھنا ہے تو الحمد اللہ اس سے زیادہ آتا ہے مجھے اب بس مینے نہیں پڑھنا!! آپ بچوں کی ٹینشن نا لیں انہیں میں زیادہ پڑھائوں گی پر مجھے نہیں پڑھنا پلیز"!! اسکے بازو پر سر رکھے وہ لاڈ سے منت کرنے لگی۔

حیدر تو شاک تھا۔۔۔"تو مطلب بہت دور کا سوچ کر بیٹھی تھی چیونٹی"!! اپنی مسکراہٹ کو وہ بہت خوبصورتی سے چھپا گیا۔۔

اور گرے آنکھیں اس پر ٹکائیں۔۔۔

"اچھا جائو بلیک فائل لے آئو عروج سے"۔۔۔ اسنے گال تھپتھپا کر کہا تو وہ آنکھوں میں چمک لئے اسے دیکھنے لگی۔۔

"سچی"؟؟ آنکھیں جھپک کر پوچھا کیونکہ اتنے دن تو وہ بس بہانے بہانے سے پڑھاتا رہتا تھا آج اسے فائل لانے کا کہہ رہا ہے۔۔

"ہمم جائو"!!!اسنے سر ہلایا اور لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا۔
"ابھی گئی ابھی آئی اور خود لائوں گی"۔نقاب لگائے وہ تالی بجاتی وہاں سے نکلی۔
حیدر اسکی ایکسائمنٹ دیکھ کر مسکرا کر سر جھٹک گیا۔۔

کونے میں بنے اس روم میں آ کر وہ شیلف میں رکھی مختلف فائلز میں بلیک فائلیں دیکھتی آنکھیں پھیلائے منہ کھول گئی۔۔۔

"ہیں اتنی ساری لے جائوں"۔۔۔!!وہ سر اوپر تک لے جا کر بولی۔۔
اور اسکی نظریں سٹول پر گئی تو خوش ہو گئی۔۔۔
اور جلدی جلدی پہلے ساری نیچے سے فائلیں نکال کر ٹیبل پر رکھتی پھر سٹول اٹھائے دیوار کے قریب لائی اور سٹول کے اوپر چڑھ کر ساری فائلیں اتارنے لگی۔۔

اب تو اسکے سر پر سے آ گئی تھی پھر بھی ابھی کافی بلیک فائلز موجود تھی۔۔

"ہیں میں اتروں کیسے"۔۔۔!!وہ آنکھوں کے سامنے فائلیں دیکھتی خود کو سٹول پر پا کر گھبرا گئی۔۔

"شش۔۔شاہ"!!وہ کپکپاتی آواز میں اسے بلانے لگی پر خوف سے ساکت کھڑی حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔
آج اسے پکا یقین تھا کہ ضرور اسکی ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی۔۔
یا دو سو چھ ہڈیاں آٹھ سو ہو جائیں گی۔۔

اور اسکے بچے یتیم ہو جائیں گے۔۔۔!!

اس خیال کے آتے ہی وہ رونے لگی۔۔"شاہ"۔ سسکی کے ساتھ حلق سے مدھم آواز آئی۔۔

اعصاب جیسے شل ہو رہے تھے۔۔

یہ روم کونے میں ہونے کی وجہ سے کوئی کم ہی یہاں سے گذرتا یا اگر کسی کو کوئی فائل چاہیے ہوتی تو یہاں آجاتا۔۔۔

پر اب اسکی مدد کون کرتا۔۔۔

کھڑے کھڑے سینڈل میں مقید اسکے پاؤں دکھنے لگے اور کوئی تھا کہ آ ہی نہیں رہا تھا۔۔

"اچھا ہوتا اگر انکی مان کر عروج چڑیل کے پاس چلی جاتی"۔وہ پائوں کی انگلیوں کو مدھم۔سی حرکت دیتی بولی اور سر ذرا سا نکال کر فائلوں کے اوپر سے دیکھنے لگی تھی کہ اچانک اسکے ہلنے پر سٹول ہلا نتیجتاً ایک چیخ کے ساتھ وہ منہ کے بل نیچے گرتی کہ اسے ڈھونڈتے اسی روم میں داخل ہوتا حیدر سٹول پر کھڑی حجاب کو دیکھتا اور ہلتے سٹول کو دیکھتے بھاگ کر اسکے پاس پہنچا۔۔۔

"آہہہ"۔۔!!!اسکے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اور اسنے زور سے آنکھیں میچلیں کہ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

"حجاب"!!حیدر اسے بانہوں میں سمیٹے سینے سے لگائے بولا۔۔۔

"مم۔۔۔میں زندہ ہوں"۔۔!!!وہ آنکھیں میچے بولی۔۔۔

حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"نہیں"۔۔!!اسے شرارت سوجھی جس وجہ سے جھک کر بھاری آواز میں کہا۔۔

"آہہ۔۔۔۔آہہ۔۔۔مجھے نہیں چلنا تم لوگوں کے ساتھ چھوڑو مجھے "!!!وہ اسکی بانہوں میں اچانک سے چیخیں مارتی اترنے کی کوشش کرنے لگی کہ حیدر خود بوکھلا گیا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔۔

"کہاں"؟؟اسنے حیرت سے پوچھا۔۔

"میں قبر میں نہیں چلوں اگر لے جانا ضروری ہے تو ساتھ میرے شوہر کو بھی لے چلیں"!!

حیدر کو حیرت کا شدید شاک لگا وہ اسکے اسکے آنسوں سے بھیگے نقاب میچی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔۔

"کیوں"!!وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

"ملائک جی مجھے معاف کر دیں میں خود غرض ہوں پر میں اپنے شوہر کو پیچھے میناٹینا کیلیئے نہیں چھوڑ سکتی میرے پاس ہے ہی ایک"!!وہ روتی ہوئی بولتی آنکھیں کھولتی سامنے ملائک کو دیکھنے لگی پر وہاں پھٹی آنکھوں سے کھڑے حیدر کو پا کر وہ پھر سے چیخ پڑی۔۔۔

"اب کیا ہوا"؟؟وہ دانت پیس کر اس خود غرض لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔

"آپنے اتنی جلدی بلا بھی دیا ابھی اسکے کرتوت تو دیکھاتے"۔اسنے سسکتے کہا۔۔

اسکا دماغ گھوم گیا۔۔

"شٹ اپ چیونٹی"!!میں ہاتھ۔۔۔حیدر ہوں"۔اسنے غصے سے نیچی آواز میں غرا کر کہا۔۔

اسکی غراہٹ پر حجاب نے پھٹ سے آنکھیں کھولی۔۔

"ہیں میں مری نہیں"!!وہ سر اٹھا کر حیرت سے زمین پر بکھری فائلز دیکھ کر پھر اسے دیکھتی خوشی سے چیخ کر اسکے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔۔۔

"ابھی میں آپکو قبر میں بہت مس کر رہی تھی ہاتھی"!وہ روتی ہوئی اسکے گردن میں منہ چھپا گئی۔۔

حیدر سوچتے ہی مسکرا دیا۔۔

"مینے تم سے عروج سے فائل لانے کا کہا تھا اتنا دماغ کیوں استعمال کیا"۔اسے زمین پر کھڑا کرتے اسکی آنکھیں صاف کی ۔۔

"مینے سوچا میں کر لیتی ہوں"!!وہ آنکھیں صاف کرتی منمنائی۔۔

"ویسے ایک تو بات ہے اس سے تمہارے اندر کا بیٹھا چور تو سامنے آگیا"!!وہ اسے دیکھتے اسکی طرف بڑھا حجاب نے نا سمجھی سے دیکھتے اسکے بڑھتے پائوں کو دیکھا۔۔

"مم۔۔۔مجھ میں کونسا چور ہے"۔۔۔اسٹول کے ساتھ لگتی وہ اسے دیکھنے لگی۔۔

حیدر نے مسکراتے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اسے قید کر لیا۔۔۔
"تم مرنا بھی میرے ساتھ چاہ رہی ہو"!جھک کر اسکے کان میں کہتے اسکی گردن میں منہ چھپانے کی کوشش کی۔۔

"ش۔۔۔شاہ"!!اسنے گھبراتے ہوئے پکارا۔۔

"آج رات کو پارٹی گھر میں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ رات بہت خاص بن جائے ہمارے لئے اسلئے ڈرائیور کو بلایا ہے گھر جائو اور روم میں جا کر تیاری کرو"۔اسکی کمر کو جکڑتے اپنے قریب تر کرتے سرگوشی میں بولا کہ وہ سانس روک گئی۔

"سر آپ ٹھیک ہیں"؟؟ایکدم سے پیچھے عروج کی آواز آئی جس پر وہ دونوں دور ہوئے۔۔

"ہمم۔۔۔!!"حیدر ناگواری سے عروج کو گھورتا سر ہلا کر وہاں سے نکلا۔۔۔
اپنا سانس بحال کرتی حجاب اسے دیکھنے لگی جو مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"بڑا طوفان آیا ہے یہاں"!!اسنے معنی خیزی سے پوچھا۔۔

حجاب اسکے لہجے میں جلن غصہ محسوس کرتی مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔

"آتے آتے رہ گیا کیونکہ بیچ میں تمنے جو ٹانگ اڑادی"۔وہ حیدر کی اگلیوں کو اپنے نقاب پر محسوس کر چکی تھی اور عروج کے آنے پر وہ ایکدم دور ہوا۔۔

جس پر اب وہ ڈھیٹوں کی طرح بول رہی تھی۔۔

"بڑی ہی بے شرم لڑکی ہو شرم نہیں آتی اپنے سے اتنے بڑے آدمی کو پھنساتے"۔

"اب میں کیا کر سکتی ہوں تمہارے باس کا بھی دل اس بچی سے جڑا ہے"۔وہ کندھے اچکاتی اسے شاک چھوڑ کر وہاں سے نکلی۔۔۔

"رات کو دیکھیں گے کس سے جڑتا ہے باس کا دل"۔وہ بالوں کو جھٹکتی بولی۔۔۔

وہ آفس میں گئی تو حیدر نے مسکرا کر اسے اپنی طرف بلایا پر حجاب نفی کرتی دور ہو گئی۔۔

ابھی وہ اٹھتا یا کچھ کہتا کہ اسی پل عروج نے آکر ڈرائیور کی اطلاع دی۔۔

اور حیدر ناراضگی سے اسے دیکھتا اٹھا۔۔

حجاب اسے دیکھتی رہی جو اسے گاڑی میں بیٹھا کر چلا گیا تھا۔۔

"ہیں انہیں کیا ہوا"۔۔!!وہ پریشانی سے سوچتی رہی۔

"کوئی نہیں رات کو منالوں گی نا"۔وہ سوچتی شرم سے سرخ پڑ گئی۔۔
عروج کے سامنے تو وہ خود کو کافی بولڈ ثابت کر آئی تھی پر اب سوچتے ہی دل دھڑک اٹھتا۔۔۔

"آہیں اسنے پھر مجھے آفس سے بھگا دیا"۔!!ہوش میں آتے ہی وہ حیرت سے بڑبڑائی۔۔

*________________*________________*

آغا جان سے صلاح مشورے بعد اسنے گاڑی بھیج کر تقویٰ کو بلا لیا تھا۔۔
جو خیرت سے حویلی پہنچ گئی تھی جہاں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔
لائونج میں ہی آغا جان اور دانیال بیٹھے تھے۔۔۔

"بھائی"!!!اسنے بلایا جس پر دانیال جھٹکے سے اٹھا اور اسکی طرف بھاگا۔۔۔

"بھ۔۔۔بھائی سائیں کک۔۔کہاں ہیں"؟؟وہ وہاں سب پر نظریں ڈالتی صائم کو نا پا کر بولی۔۔

آغا جانی کو جب سے پھوپھو نے بتایا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے تو حویلی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی سب اسکا انتظار کرنے لگے۔۔

اور اب اسے سامنے پاتے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیا کریں۔۔
سیاہ لباس میں سیاہ ہی چادر لپیٹے سرخ آنکھیں زرد رنگت بنجر لبوں سے وہ سب کو باری باری دیکھتی بکھری سی صائم کی تلاش میں نظریں ساری حویلی میں گھمانے لگی۔۔

"اوپر روم میں ہے"!!رضا نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔۔
وہ کسی پر بھی دھیان دئے بغیر اپنے بھائی سے بازو چھڑوا کر آگے بڑھ گئی۔۔

"وہاں تو بہت روم ہے"!!وہ دائیں بائیں رومز کی قطار دیکھ کر بولی۔۔

"بائیں طرف پہلا روم اسکا ہے"!!وہ پھر بولا۔۔

سب کا دل گھبرا رہا تھا ہر کوئی خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
جو لمبی سی چادر میں آہستہ آہستہ ریلنگ پکڑے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔۔

سفینہ پھوپھو اور زہرہ بیگم نے اسکے پیچھے سورتیں پڑھ کر پھونکی۔۔۔

اور اب اسے دروازے کے سامنے دیکھتے ہوئے اللہ سے دعائیں مانگنے لگے سب۔۔
جب اسنے دروازے پر ہاتھ رکھا آغا جان سمیت سب گھبرا کر نظریں پھیر گئے اور وہ آہستہ سے اندر داخل ہوئی۔۔

"سائیں "!!!ایسے ہی تو اسکا دل نہیں گھبرا رہا تھا سامنے اسے ویران حالت میں بیڈ پر پڑے دیکھ کر وہ سسک اٹھی۔۔
وہ چلتی منہ پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں دباتی اسکے پاس آئی۔

پاس بیٹھتے ہی اسنے اسکے ماتھے سے بکھرے بال سنوارے۔۔۔
یہ اسکے لمس کا جادو تھا کہ وہ اسکے منتظر تھا ساکت آنکھ سے آنسوں پھسل کر تکیے میں جذب ہو گیا۔۔

"صائم میں آگئی "۔۔!!اسنے روتے ہوئے اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی۔۔
اور آنکھیں بند کرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

اسکے آنسوں جیسے ہی اسکی کھلی آنکھوں میں گئے اسنے آنکھیں جھپکی۔۔۔

"صائم "۔۔۔!!!وہ گلا پھاڑ کر چلا اٹھی کہ اسکی اذیت ناک چیخ باہر سنتا دانیال تڑپ کر اسکی طرف بھاگنے لگا کہ اسی پل آغا جان نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

"تمہارے علاوہ وہ بھی ہے جو اسکی تکلیف نہیں دیکھ سکتا اور یہی راستہ ہے کہ وہ ہوش میں آئے ورنہ ہم نہیں کھو سکتے اپنے پوتے کو"۔!!آغا جان اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئے۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آغا جان "!!وہ انکے ہاتھ پکڑ گیا۔۔

"نہیں آج مجھے معافی مانگنے دو کہ تم پھر انہیں الگ نا کرو"۔۔!!!وہ روتے ہوئے اپنی پگڑی اسکے پائوں پر رکھ گئے۔۔ دانیال شاک سا بل کھا کر پیچھے ہوا۔۔

"بابا سائیں"!!!وجدان صاحب اور رضا تڑپ اٹھے۔۔

"چپ کرو تم دونوں مجھے اپنے جگر کے ٹکرے وہاب کو بھی جواب دینا ہے"!!!انہیں ہاتھ اٹھا کر چپ کرواتے وہ بولے اور پھر دانیال کی جانب مڑے جو پہلے ہی انکی پگڑی اٹھائے انکے سر پر رکھ چکا تھا۔۔

"ہمیں معاف کردو دانیال صائم صرف اکیلا قصوروار نہیں میں بھی اس نکاح میں شامل تھی"!!!آغا جانی جو پہلے ہی پھوپھو کو سب کچھ سچ بتا چکی تھی اپنے شوہر اولاد کے سامنے سب کچھ سنا چکی تھی اب دانیال کے سامنے ہاتھ جوڑے دونوں میاں بیوی کھڑے تھے۔۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا جو آپ سب سمجھ رہے ہیں میں تو بس یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ واقعی بدل گیا ہے یا صرف تقویٰ کی وجہ سے اللہ کے سامنے جھکتا ہے۔۔۔میں چاہتا تھا وہ اس مالک کے سامنے میری بہن کی وجہ سے نہیں اپنے لئے جھکے اسے احساس ہو اپنے کیے کا تو وہ معافی مانگے اپنے ماضی کے گناہوں کی بس اور میرا کوئی انہیں زندگی بھر الگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کا گھر کیسے اجاڑ سکتا تھا میں تو اسے ہمیشہ کی دلی خوشی دینا چاہتا تھا پر مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا"۔وہ دونوں کے ہاتھ باری باری کھولتا بولا۔۔

وہاں سب اسے دیکھنے لگے۔۔

"آسان نہیں اپنی جان سے پیاری بہن کو ایسے دیکھنا تکلیف مجھے بھی ہوتی ہے پر اگر اس وقتی تکلیف پہ اسے ہمیشہ کی خوشیاں مل سکتی تھی تو میں کیسے ہچکچاتا"۔۔۔وجدان صاحب اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دینے لگے۔

وہیں آغا جان نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا دیا۔۔

پھوپھو کی خود آنکھیں نم تھی۔۔۔

"تقویٰ"!!اسکا لرزتا ہاتھ اسکی پیٹھ پر آیا اسی لمحے تقویٰ نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔

"صائم سائیں"!!وہ روتی ہوئی اسکا سکتا ٹوٹنے پر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر گئی۔۔

جب صائم کا دوسرا لرزتا ہاتھ اسکے چہرے پر آیا اسے محسوس کرنے لگا۔۔

"تت۔۔۔تم سچ میں آئی ہو"؟؟خشک حلق سے اسنے پوچھا۔۔

"ہاں میں آئی ہوں صرف آپکے لئے"!!وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتی سسکی جب صائم نے روتے ہوئے اسکے گرد اپنے بازو ڈالے اور اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

"میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا سن لو"!!وہ اچانک سے دھاڑا۔۔

تقویٰ سہم گئی۔۔۔

"سائیں"!!

"تم میری ہو صرف میری میں تمہیں ایک پل بھی الگ نہیں ہونے دوں گا"۔۔!!!وہ پاگل ہو تا بول رہا تھا کہ اسکی حالت کا اندازہ لگاتے تقویٰ آہستہ سے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

اب وہ برستی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"تقویٰ مام ڈیڈ دونوں چھوڑ کر چلے گئے"!!
"ڈیڈ جو اکثر مجھ سے باتیں کرتے تھے نیند میں اب وہ بھی نہیں آرہے"!!وہ۔روتا ہوا بڑبڑایا۔۔

"آپ سو جائیں وہ آجائیں گے"۔وہ اسکی بھیگی آنکھوں ہر لب رکھتی بولی۔۔
"نہیں۔۔۔!!میں نہیں آنکھیں بند کروں گا تم اس دن بھی مجھے بھیج پھر گم ہو گئی اب نہیں اب میں ایک پل کو تمہیں نہیں چھوڑوں گا"۔وہ بدحواسی میں بڑبڑاتا اسے خود میں چھپانے لگا۔۔

اور تقویٰ جانتی تھی اسے نیند کی سخت ضرورت سے اسلئے مسکراتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

صائم نے ایک بار غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔"تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی پھر"!!وہ بپھر کر غرایا۔

"نہیں دے رہی"!!وہ پھر اسکے بالوں میں انگلیاں ڈالے گھمانے لگی۔۔

اور صائم اسے دیکھتا رہا پر بھاری ہوتی پلکوں نے اسنے آنکھیں موندنے پر مجبور کیا ہی تھا کہ اگلے پل پھر جھڑ جھڑی لیکر آنکھیں کھول گیا اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔

پر کب تک۔۔۔!!

--------------------------*

وہ کسمسانے لگی اسکی سخت گرفت میں پر وہ تو سب کچھ سے غافل اسے اپنے شکنجے میں جکڑے ہوئے نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔۔ پر اسکے باوجود وہ جیسے کسمساتی تو وہ اور اسے قریب کرلیتا کہ اب تو اسکی سانسیں سینے میں اٹکنے لگی تھی۔۔

"سائیں"۔۔۔!!!وہ بے بسی سے اٹھنے لگی۔۔
باہر سب کیا سمجھ رہے ہوں گے کہ کہاں گئی۔۔۔

"کہاں"؟؟؟؟ اسکے اٹھنے پر وہ سرخ نیلی آنکھیں کھولے اس پر پاگل ہوتا غرایا کہ وہ خوفزدہ ہوگئی۔۔

"کک۔۔۔ کہیں نہیں"!!سانسیں سینے میں روکتی حلق تر کرتی نظریں پھیر کر بولی۔۔

"تو چھڑوا کیوں رہی ہو مجھ سے"؟؟ روبدار لہجے میں اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے وہ پوچھنے اور اسکی زرد رنگت دیکھ کر کہیں اسکے اندر جسے کانٹے چبھ گئے۔۔۔۔

"میری یاد آئی"؟؟اسکی گال پر پھسلے آنسوں صاف کرتے محبت سے پوچھا۔۔
تقویٰ نے نظریں اٹھا کر اسکی سرخ سوجی آنکھوں میں دیکھا اور انکے نیچے حلقے کو۔۔۔

اسکا دل جیسے کسی نے نوچ لیا۔۔۔
اگلے ہی لمحے وہ روتی اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔

"میں آپکے بغیر نہیں رہ سکتی سائیں"۔۔۔!!وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی محبت کے اظہار پر صائم کا دل دھڑکا گئی۔۔۔

"تو میں کون سا اپنی زندگی کے بغیر رہ سکتا ہوں۔۔۔ تم نہیں جانتی ان دنوں کو مینے قیامت کی طرح محسوس کیا ہے۔۔۔ جیسے عمال نامہ میرے سامنے رکھ دیا ہوں۔۔ جیسے۔۔۔ مجھے ایسے لگا تھا کہ ہزاروں بوریاں میرے کندھوں پر رکھ کر ننگے پائوں تپتی صحرا میں پھینک دیا ہو پیاس سے میں نڈھال تھا پاگل تھا پر دور دور تک کوئی پانی نہیں ملا اور میں تڑپتا رہا روتا رہا اللہ سے معافیاں مانگتا رہا۔۔ میں پائوں نہیں رکھ سکتا تھا صحرا میں جل رہا تھا اور میرے لبوں پر اللہ کی پکار تھی میرا جسم جل رہا تھا سورج کی آگ میں۔۔۔ وہ جیسے میرے سر پر اتر آیا ہو۔۔ میں کچھ نہیں کر پا رہا تھا صرف رونے اور معافیوں کے علاوہ۔۔۔ میرا دل کر رہا تھا مجھے ابھی وقت ملے میں جائوں اور ہر کسی کے پائوں میں ناک رگڑ کر معافیاں مانگوں پر کہیں راستہ نہیں مل رہا تھا ہر طرف صرف تپتی صحرا تھی جس میں میں پاگلوں کی طرح چیلتا بھاگ رہا تھا۔۔۔"۔۔وہ بتاتے ہوئے رو رہا تھا اور تقویٰ کو سینے میں بھینچے ہوا تھا۔۔

"اور"۔۔؟؟برستی آنکھوں سے سانسیں روکے سنتی تقویٰ اسکے آنسوں صاف کرتی پوچھنے لگی۔۔

"اور پھر اس وقت جب میں بالکل ہار کر خود کو اس صحرا کے حوالے کر گیا تھا اسی وقت۔۔۔۔ تم ایک گھنے سائے کی طرح مجھے پر سایہ کر گئی۔۔۔ مجھے سہارا دیکر اٹھایا۔۔۔ میرے بنجر لبوں کو دیکھتے خشک حلق کو محسوس کرتے مجھے پانی پلایا مجھے اٹھایا اپنے ساتھ لیکر ایک گھنے درخت کے نیچے لے گئی جہاں کوئی صحرا نہیں تھا نا ہی دھوپ تھی بس خوبصورت باغ تھا خوبصورت تھا سب کچھ سکون دینے والا میرے جلتے پائوں میں ٹھنڈک اتارنے والا"۔۔!!!وہ پاگلوں کی طرح دیوانہ وار اسکے چہرے کے نقوش کو چھوتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔

"پھر وہاں ڈیڈ تھا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ میں انکے سینے سے لگنا چاہتا تھا پر وہ نہیں لگے اور ہمیں دعائیں دیکر غائب ہو گئے"۔۔ وہ تقویٰ کی گردن میں منہ چھپائے گرم سیال بہانے لگا۔۔۔

"تم مجھ سے وعدہ کرو ہمیشہ مجھ پر اپنا ایسے ہی سایہ رکھو گی کبھی مجھے اس صحرا میں نہیں چھوڑ کر جائو گی وعدہ کرو تقویٰ اب تو عہد کرو مجھ سے الفت کا"۔۔۔!!وہ روتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔

اسکے بازو کے درد نے اسے نڈھال کر دیا تھا پر اسے اس وقت کچھ نہیں سوجھ رہا تھا بس اسے عہد لینا تھا اپنی شریک حیات سے۔۔۔

تقویٰ بھیگی آنکھوں سے اسکی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

"اب تو میرا ہر عہد آپ سے ہے سائیں کون سا عہد کروں آپ سے میری الفت سے لیکر میری وفا کا عہد آپ سے ہے آپکے سائے کے بنا میں بھی کچھ نہیں"۔۔۔!!وہ دونوں ہتھیلیاں اسکی ہتھیلیوں پر رکھتی روتی مسکراتی بولی۔۔۔

صائم کی بے چمک آنکھوں میں جیسے ساری دنیا کی چمک اتر آئی۔۔۔

وہ جھلملاتی نیلی آنکھوں سے اسے دیکھتا تو کبھی اپنے ہاتھوں میں رکھے اسکے ہاتھوں کو۔۔۔۔

"تم مجھ سے عہد الفت کرتی ہو"؟؟اسنے بے یقینی سے پوچھا۔۔

تقویٰ ہنس پڑی۔۔۔

"میں عہد الفت کرتی ہوں"!!اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی آنکھوں سے آنسوں صاف کیے۔۔

صائم نے ہنستے اسکے ہاتھوں کو لبوں سے لگایا جیسے روتے ہنستے بچے کو دنیا کی خوشیاں مل گئی ہوں۔۔۔

"تم مجھ سے الفت کا عہد کر گئی ہو"!!وہ بے یقینی سے پھر بولا۔۔۔

تقویٰ نے حیا سے مسکراتے سر جھکایا۔۔۔

"اے کیا ہوا"؟؟اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے اسکی کمر میں دونوں بازو ڈالے اور کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"آپ۔۔۔۔۔۔!!وہ کہنے کی ہمت نا رکھتی اسکے کالر میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

"مجھ سے پیار ہے"؟؟اسکی گردن پر لب رکھتے پوچھا۔۔۔

تقویٰ سر ہلا گئی۔۔۔

اس میں ہمت نہیں تھی اسے بتانے کی کہ وہ باپ بننے والا ہے۔۔۔

صائم نے نم آنکھوں سے اسکے چہرا اوپر کیا۔۔۔ "مجبوری میں تو نہیں کر رہی ہو؟؟ مجھ پر ترس کھا کر"؟؟ کسی خوف کے زیر اثر اسنے پوچھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں سائیں میں ان لڑکیوں میں سے نہیں جو بے جا ظلم برداشت کریں یا اپنے حق کیلئے آواز نا اٹھائیں غلط راستے محبت پر لبیک کہیں۔۔۔ میں جبر کی قائل نہیں۔۔۔ مجھ آپ سے محبت نہیں عشق ہے اور میں کسی ترس یا مجبوری میں نہیں کر رہی عشق، میں آپکی حسین شخصیت سے کر رہی ہوں جو نکھر کر گلاب ہو گئی ہے کہ بس اب وہ مہکے گی اور ہر طرف اپنی خوشبو پھیلائے گی مجھے آپ کے باطن سے پیار ہے جو بالکل صاف شفاف ہے"۔ وہ اسکا چہرا اپنی ہتھیلیوں میں بھر کر بولی ۔۔۔

"سچ کہہ رہی ہو"۔۔؟؟ وہ تڑپ کر اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر بولا۔۔

" مینے کبھی جھوٹ کہا ہے"؟؟ اسنے الٹا بروسکیڑ کر پوچھا۔۔۔

صائم اسکے چہرے کے نقوش کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔

"مجھے تمہارے باطن کے ساتھ تمہارے ظاہری شخصیت سے پیار ہے میں چاہتا ہوں اللہ ہر بیٹی بہن کو ایسا مضبوط بنائے کہ تیز طوفان بھی اسکے سر سے دوپٹہ نا اتار سکے"۔ اسکی گال سہلاتے وہ بولا تقویٰ آمین کہتی مسکرائی کہ اسی پل اسے قریب کرتے اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

تقویٰ آنکھیں پھیلائے اپنے ہاتھ پر خون دیکھنے لگی اور وہ دیوانہ وار اپنی شدتیں لٹانے لگا تھا۔۔

اسنے خوف سے پھڑ پھڑا کر خود کو چھڑوانا چاہا پر صائم نے چمکتی آنکھوں سے اسکی کمر کو بھینچ اسے سینے سے لگایا اور دنیا جہاں سے غافل ہو گیا اسکے لمس میں۔۔۔۔

حویلی میں صائم کی روم سے آواز گونجتی دیکھ کر سب کے اعصاب پر سکون ہوئے اور ایک خوشی کی لہر سب کے وجود میں دوڑ گئی۔۔۔

آغا جان اور آغا جانی اپنے مالک کے سامنے شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگے تو دوسرے روم میں پھوپھو جان۔۔۔۔

وجدان صاحب رضا نے اسکے نام کا صدقہ نکالا۔۔۔

"ہاں سب ٹھیک ہو گیا مالک کے کرم سے"۔۔۔!! حویلی کی بیک سائیڈ پر دانیال ہارون سے بات کرتا اسکے پریشانی سے پوچھنے پر مطمئن کرنے لگا۔۔

اسنے اسے ملنے کا کہا تھا پر تقویٰ کی اچانک طبیعت خرابی کی وجہ سے مل نا سکے۔۔۔

اور اب جب سب کچھ بہتر ہونے جا رہا تھا اسکے سر سے بہن کے کھونے کا ڈر ٹل گیا تھا تو اب وہ سیریس زر کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔۔۔

"دانیال بھائی"!!وہ الوداعی کلامات ادا کرتا موبائل رکھنے لگا تھا جب پیچھے سے رضا کی آواز آئی۔۔۔

"ہاں بس آرہا ہوں"!!وہ مسکرا کر آگے بڑھا۔۔

"آپ سے کچھ بات کرنی ہے"۔اسکے سنجیدہ لہجے پر وہ مڑا اور اسکے جھکے سر کو دیکھنے لگا۔۔

"بولو"!!اسنے اجازت دی تو رضا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

*_________________*________________*

وہ اسکے حصار سے زبردستی خود کو آزاد کرواتی اب وحشت سے اسکے بازو پر بندھی خون آلودہ پٹی کا معائنہ کرنے لگی۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ کیسے ہوا"؟؟خوف سے پیلی پڑتی وہ بولی۔۔

"چھوڑ دو انہیں میں دہرانا نہیں چاہتا"۔۔!!اسنے بازو چھڑوا کر کہا۔۔
وہ واقعے کچھ یاد نہیں کرنا چاہتا تھا صرف دعاؤں میں یاد کرنے کے علاوہ۔۔۔

"پٹی تو کروالیں میں آغا جان کو بلاتی ہوں وہ ڈاکٹر کو بلا دیں گے"۔۔وہ گھبراتی اٹھی کہ صائم نے جکڑ کر اسے اپنے حصار میں لیتے بیٹھایا۔۔

"بھاگنے کا اچھا بہانہ ہے پر مابدولت کے پاس ڈاکٹر ہے جو میرا علاج کر سکتی ہے اور اس وقت ہمیں کوئی ڈسٹرب نہیں کریگا کیونکہ مابدولت بیمار ہے اور اسے اپنی بیوی کی سخت ضرورت ہے"۔ اسنے کہتے ہی شرٹ اتاری اور بازو اسکے سامنے کر دیا ---

تقوٰی اس افتاد پر سنبھلی بھی نا تھی کہ اسے بازو سامنے کرنے پر گھبرائی اسے دیکھنے لگی۔۔
صائم مسکراتا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

"میرا علاج صرف تمہارے پاس ہے سائیں کی جان"۔۔۔ وہ اسکی پشت کو سینے میں بھینچے شدت سے بولا۔۔

تقوٰی سہم کسمسانے لگی۔۔
"ایک پل کیلیئے بھی ایک قدم جتنا دور نہیں ہونے دوں گا کرنا ہے کچھ تو یہیں کرو بس"۔۔ اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر وہ آنکھیں موند گیا۔۔

"ہاں پھر چھوڑیں تو سہی کیسے کروں"!! وہ پھڑ پھڑا کر اپنا آپ اسکے حصار سے نکالنے لگی پر وہ جتنی مزاحمت کرتی وہ اتنا ہی جنونی ہو کر اسے سینے میں بھینچتا۔۔۔

"ہرگز نہیں"!! اسنے کہتے بازو اسکے سامنے کیا۔۔۔

تقویٰ بے بسی سے ایک گہرا سانس بھرتی اپنی چادر سے ذرا سی پٹی نما کپڑا اپھاڑ کر اسکے بازو پر مجبوری میں باندھ گئی۔۔۔

صائم نے مسکراتے اسکے سر پر بوسہ دیاوہ مسکرائی تو وہ اسے وہیں چھوڑ کر اٹھا۔۔
اور چلتا دروازہ اندر سے لاک کرتا تقویٰ کی سانسیں خشک کر گیا۔۔۔

صائم مسکرا کر پلٹا اور جہازی سائز میرون ململ کے بیڈ پر بیٹھی سیاہ لباس میں اپنی شریک حیات کو دیکھا۔۔

وہ خاموشی سے اسکے پاس بیٹھا اور تقویٰ نے سر جھکا دیا۔۔۔
"سائیں کی جان"۔۔۔!!!گھمبیر بھاری آواز میں پکارتے اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور سر اسکی گود میں رکھ لیا۔۔۔

تقویٰ مسکراتی اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

"صبح سب سے ملیں گے"!!وہ اسکی کمر میں دونوں بازو ڈالکر اسکی گود میں سر رکھے آنکھیں موند گیا اسے قید کر کے۔۔۔

کچھ دیر حیرت سے دیکھنے کے بعد اسنے اپنی انگلیوں اسکے گھنے بالوں میں پھنسائیں اور شیو پر دوسرا ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

دانیال صبح آنے کا کہتے وہاں سے نکل گیا تقویٰ کا انتظار کرتے۔۔۔
پھوپھو وہیں موجود تھی انکے لئے ایک روم سیٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔

ڈنر کیلیئے انہیں بلانے آئے پر صائم اسے اپنے حصار میں لیکر سینے میں چھپائے گہری میں خود بھی تھا تو اسے بھی اپنے ساتھ لے گیا۔۔

آغا جان نے انہیں ناجگانے کا حکم دیا اور سب مسکراتے بار بار رب کا شکریہ کرتے کھانے کے بعد سب اپنے روم میں بند ہو گئے۔۔۔

دانیال زرا اور عائشہ کے اکیلائی کی وجہ سے واپس شہر آ گیا تھا۔۔

*____________________*____________________*

میرون گھیر یدار فراک میں حجاب پہنے نفاست سے کیے گئے لائٹ میک سے حیدر کے ساتھ کھڑی وہ اسکی دھڑکنیں بے ترتیب کر گئی تھی۔۔

ہر کسی کی نظریں پلٹ کر ان کی طرف جا رہی تھی وہیں اپنے باس کا اس لڑکی سے اتنا فری ہونا عروج کو قطعی پسند نہیں آ رہا تھا۔۔

مسز وقار اور سید وقار شاہ خود موجود تھے۔۔

پارٹی لان میں منعقد کی گئی تھی جہاں آفس کے تمام ورکرز اور دوسرے بزنس مین بھی شامل تھے۔۔

مہکار پارٹی میں نہیں آئی تھی۔۔

وہ اپنے روم میں ہی بند تھی کیونکہ اسنے جب سنا کہ ہارون نے پارٹی میں آنے سے انکار کر دیا ہے تو خود بھی روم لاک کر کے اب اندر کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔۔

اسکی بس دو ہی ضد تھی۔۔ایک حجاب کو یہاں سے نکالنا اور دوسرا ہارون کو واپس اپنی زندگی میں لانا۔۔۔
کھڑکی کے قریب وہ بیٹھی نیچے لان میں سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور اس پر بار بار عروج کی نظریں جا رہی تھی۔۔

"آج دیکھ کر کچھ ہو رہا ہے"!!حیدر کو جب سب سے ملکر اکیلے میں حجاب سے باتیں کرنے کا موقعہ ملا تو اسے سائیڈ پر لا کر بولا۔۔۔

"کیا"؟؟؟حجاب نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔

حیدر نے مسکراتی پر تپش نظروں سے ایک بار پھر گہری نظروں سے اسکے کمسن سراپے کو دیکھا۔۔۔

میرون گھیر دار پائوں کو چھوتے فراک میں سر پر ہم رنگ حجاب کیے لبوں پر سرخ ڈیپ لپسٹک لگائے لائٹ سے میک اپ میں وہ اسے بے خود کر رہی تھی۔۔۔
کہ وہ داد دینے کے اسٹائل میں لب گول دائرے میں سکڑ گیا۔۔۔

"قیامت!!اسنے ہلکی سی مدہم سٹی اسکے کان کی طرف ماری حجاب سٹپٹا اٹھی۔۔۔"آج چھوٹے منہ پر لپ اسٹک دیکھ کر کچھ ہورہاہے ظالم کب یہ فاصلے ختم ہوں گے "۔وہ بغیر تاثر دئے یہاں وہاں گیسٹس کو دیکھتا مسکرا کر بول رہا تھا۔۔۔

حجاب سرخ ہوتی جھینپ گئی۔۔۔

"ایسی تو باتیں نا کریں گندی ہیں"!!وہ منہ بنا کر مسکراہٹ روکتی سامنے دیکھنے لگی جہاں اسکی ماں اسکے باپ کے ساتھ چہرے پر پر سکون مسکراہٹ لیے وہاں جان پہچان کے گیسٹس سے محو گفتگو تھی۔۔

"آج تو ایسی ہی باتیں ہوں گی چیونٹی"۔۔!!اسکے ہاتھ کی پشت انگلیوں سے سہلاتے ہوئے بولا وہ بے ترتیب دھڑکنوں سے ہاتھ چھڑوانے لگی جس پر حیدر نے اسکی نازک انگلیاں اپنی انگلیوں میں پھنسا دیں۔۔۔۔

"روم میں کچھ رکھا ہے تمہارے لئے جانے کے بعد دیکھنا"!!وہ پیاسی نظروں سے اسکے نقوش کو دیکھتے گھمبیر لہجے میں بولا ۔۔۔
حجاب پھولتی سانسوں سے سر ہلا گئی۔۔۔۔

"چلو ور کر سوچیں گے ہاتھی بنکر چیونٹی سے فلرٹ کر رہا ہے"۔۔۔!!وہ اپنی بے بسی پر ہنستا بولا کہ اسکا اندازہ حجاب سامنے چھپ چھپ کر دیکھتے ور کرز دیکھتی کھکھلا اٹھی۔۔۔

"ہنس لو آج سارے حساب بے باک ہوں گے چیونٹی"۔وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھ گیا تو حجاب شرمیلی مسکراہٹ لبوں پر سجاتی اپنی ماں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

عروج کب سے حجاب اور اپنے باس کو دیکھتی جل رہی پھر جب اسکی نظریں سامنے کھڑکی میں باس کی بہن دیکھتی چمکیں تب ہی مہکار پیچھے ہوئی اور عروج قدم پیچھے لیتی اسے گردن اکڑا کر دیکھ رہی تھی اگلے ہی پل فضا میں دھڑام سے شور مچا ۔۔۔۔۔

"عروج"۔۔!!!اسکے کولیگ گھبرا ئے گئے اسے پیٹھ کے بل سوئمنگ پول میں دھڑام سے گرتے دیکھ کر۔۔۔

"سس۔۔۔سر۔۔۔!!!وہ ہاتھ پائوں مارتی حیدر کو دیکھ کر روتی ہوئی بلانے لگی تھی کہ فضا میں حجاب کا جاندار قہقہہ سب کو اس صورتحال میں بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

"حجاب"!!مسز وقار نے اسے ٹوکا پر اس سے اپنی ہنسی کنٹرول ہو تب نا۔۔۔

"مام واقعی اللہ جلد فیصلہ کرتا ہے"!!وہ کھکھلاتی بولی۔۔۔

حیدر اس پر گھوری ڈالے پول کی طرف بھاگا۔۔۔

"مس عروج ہاتھ دیں اپنا"۔۔۔!!وہ کنارے پر کھڑا اسے ہاتھ دینے لگا۔۔۔

حجاب اتنے سب کو چھوڑ کر حیدر کے جانے پر منہ بسور گئی۔۔۔

"سس۔۔۔ سر پلیز"۔۔۔وہ ہاتھ دینے کی کوشش کر رہی تھی اور روتی ہوئی حیدر کو دیکھتی بولی کہ حیدر کو اس پر ترس آگیا ۔۔

"آپ کوشش کریں پلیز"!!وہ مزید جھکا اسکی طرف۔۔
اور ہاتھ پائوں مارتی عروج کی بمشکل انگلیاں اسکے ہاتھوں میں پھنسی۔۔
اگلے ہی لمحے حیدر نے اسے کھینچ لیا کنارے کے قریب اور ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا۔۔۔

"سر"۔۔!!!عروج مشکور نظروں سے اسے دیکھتی لپٹ گئی اس سے اور حیدر گھبرا کر اسکے میکسی میں بھیگے وجود کے لپٹنے سے آس پاس دیکھتا خنجل ہو کر اپنا کوٹ اتار کر پہنا تا سر پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

"ریلیکس بریو گرل کچھ نہیں ہوا"۔۔اسکی گال تھپتھپا کر نرمی سے مسکرایا کہ وہ اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھتی مسکائی۔۔

"تھینکیو سر"۔۔!!بھاری آواز میں وہ بولتی اسکے کوٹ کو خود پر لپیٹ گئی۔۔۔

"ائیبی اماں"۔۔۔!!حجاب یہ سارا سین دیکھ کر ہونق سی رہ گئی۔۔
اور مسز وقار اسکے ائی اماں کہنے پر ہنسی۔۔۔

"پوزیٹو سوچو میری جان"۔۔!!انہوں نے محبت سے اسکے گال پر چٹکی کاٹتے کہا۔۔
وہ منہ بنا کر گال پر ہاتھ رکھتی اپنی مام کو دیکھنے لگی۔۔

"مام میں بڑی ہو گئی ہوں کل پرسوں میرے بچے بھی ہو جائیں گے پھر تب بھی ایسے گال کھینچے گی"۔۔!! خفگی سے وہ اپنی حیثیت کا احساس دلاتی بولی کہ مسز وقار نے قہقہہ لگایا۔۔۔

"تم دس بچوں کی ماں بن جائو گی پھر بھی تمہاری مام تمہارے ایسے ہی گال کھینچیں گی آخر ہمارا بھی حق ہے"۔انہوں نے جتایا تو وہ پہلے خفگی بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر مسکراتی انکے گلے میں بازو ڈال گئی۔۔۔

حیدر عروج کو اندر چینج کرنے کیلئے بھیجتا واپس گیسٹس کی طرف آیا۔۔۔
پر نزدیک سے گذرتے ایک مسکراتی تبسم سی نظریں حجاب پر ڈالنا نہیں بھولا۔۔۔

"مام"۔۔!!وہ پرسوچ سی حیدر کی پشت دیکھتی اپنی ماں کو بلانے لگی۔۔

"ہوں"۔۔!!مسز وقار موبائل پر نظریں ٹکانے کے ساتھ بولی۔۔

"مام میرا منہ کتنا چھوٹا ہے"؟؟اسنے اپنے لبوں سے انگلی پھیرتے پوچھا۔۔۔

مسز وقار گلا کھنکارتی ہوئی اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔
وہ ماں بیٹی بعد میں پہلے اچھی دوستیں تھی اسلئے حجاب کو کوئی آڑ نہیں آئی پوچھنے میں۔۔۔

پر مسز وقار گلا کھنکارتی مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔۔

"بیٹا اسکا جواب میں کیا دوں اپنے شوہر سے پوچھنا"!!وہ کہتی قہقہہ لگا اٹھی حجاب منہ بسور گئی۔۔۔

"آپ بھی بس مام کسی کام کی نہیں"۔۔!!روٹھ کر ان سے الگ ہوئی جس پر مسز وقار نے اسے کھینچ کر قریب کرتے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔۔

"لاکھوں میں ایک ہے میری شہزادی نہیں ہے چھوٹا منہ ٹھیک ہے"۔اسکی گال پر چپٹ لگاتی وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔
حجاب بھی مسکرا دی۔۔۔

حیدر اب بے چینی سے پارٹی کے اختتام کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔
اور پھر آہستہ آہستہ گیسٹس رخصت بھی ہونے لگے تھے تب اسکی گہری آنکھیں حجاب کو وارن کرنے لگی۔۔
جس پر وہ دہکتے گالوں سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔۔
البتہ دونوں کی دھڑکنیں ایک ہی لے پر دھڑک رہی تھیں۔۔۔۔

------------------------------------*

وہ حیدر کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچیں اس عالیشان لائونج میں آتی مسکرائی۔۔۔

ایک نظر اپنی بھیگی پانی سے نم میکسی کو دیکھتی وہ سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھانے لگی کہ اسی پل مہکار حیدر کے پھولوں سے سجے روم کو بکھرا کر باہر نکلی۔۔۔۔

اس دکھ تھا کہ اسکا بھائی کیسے اپنی زندگی آباد کیے بیٹھا ہے اسکے لئے کچھ نہیں کر رہا تھا۔۔
کیسا خود غرض بھائی تھا بہن تباہ سامنے تھی اور خود روم سجائے اب اپنی زندگی سنوار رہا تھا مطلب اسکے بارے میں کچھ نہیں سوچنا تھا اسے۔۔۔۔

وہ روتی آنکھیں صاف کرتی روم سے نکلی تھی کہ مہکار نے سامنے سے بھیگی میکسی میں اس خوبصورت لڑکی کو حیدر کا کوٹ پہنتے دیکھا۔۔۔

اور عروج مہکار کی گہرے آنکھیں دیکھ کر اسی پل سمجھ گئی کہ یہ سر کی بہن ہے۔۔۔

"السلام علیکم میم"۔۔!! اسنے خوش دلی سے مسکرا کر کہا۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو مہکار اسے یہاں آنے کی جرات پر منہ کا مارتی پر اس وقت تو اندر روم میں رکھی نائٹی اور اسکے بھیگے کپڑوں کو دیکھتی اسکا شیطانی دماغ ایک دم چلا اور پورا پلان تیار کر گیا۔۔۔

"وعلیکم السلام یہ کیا ہوا سوئیٹی"؟؟ مہکار کے شہد میں ڈوبے لہجے پر عروج کا دل جھوم اٹھا۔۔۔

"میم وہ پول میں گر گئی تھی سر نے کہا ہے کہ ڈرائر مشین سے کپڑے ٹشک کر لوں اندر جا کر "۔۔!! نظریں جھکائے وہ بولی تو مہکار کی باچھیں پھیل گئی۔۔۔

"اوہ۔۔۔!!! آئو یہاں سامنے والے روم میں جائو باقی سب کے روڈرائر مشین خراب ہیں صرف ایک اسکی ہی ٹھیک ہے "۔۔وہ آگے بڑھ کر اسے اسکا بازو پکڑتی اس روم میں لے جانے لگی۔۔۔

عروج کو اسکے زبردستی والے انداز پر خوف سا محسوس ہوا جیسے کوئی پاگل سی عورت ہو۔۔

"مم۔۔۔ میم میں کر لوں گی "!!وہ خوفزدہ سی سامنے روم کا نقشہ کسی دلہن کی طرح دیچھ کر بوکھلائی۔۔۔
یہ تو جیسے فرسٹ نائٹ کی طرح روم سجا ہوا تھا۔۔۔
اور بیڈ پر پھولوں کے بیچ رکھی سلک کی گلابی نائٹی پر نظریں پڑیں تو سٹپٹا کر نظریں پھیر گئی۔۔۔

"چپ کرو"!!وہ غصے سے غرائی عروج کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔۔۔

مہکار نے آگے بڑھ کر وہ نائٹی اٹھائی اور عروج کے ہاتھوں میں زبردستی تھمائی۔۔۔

"لو اور جائو چینج کر کے آئو جب تک تمہارے کپڑے ڈرائے ہوں تب تک اسی میں رہو کوئی نہیں آئے گا یہاں "۔۔!!وہ اسے کھینچ کر باتھ روم کی طرف زبردستی دھکیلتی بولی۔۔۔

"میم کیا کر رہی ہیں میں یہ کیسے پہن سکتی ہوں"۔۔!!وہ غصے سے مہکار کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر بولی۔۔۔

"چینج کر کے باہر آئو ورنہ کل تک جاب نہیں رہے گی"۔!!!اسنے کمینگی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور کہتی وہاں سے نکلی۔۔۔

عروج بے بسی سے نائٹی دیکھتی پھر دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔
اور مجبور سی پہن کر سکڑی سمیٹی باہر شکر تھا روم میں کوئی نہیں تھا اور وہ اکیلی تھی۔۔۔

اسنے جلدی سے ڈرائر مشین میں کپڑے ڈالے اور باہر آ کر روم میں خوف سے ٹہلنے لگی۔۔۔

اپنے ماں باپ کو رخصت کر کے حیدر کے اندر جانے کے اشارے پر وہ لبوں پر شرمگین مسکراہٹ سجائے چھوئی موئی سی اندر آئی پر لائونج میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے مسکراتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"میاں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ڈارلنگ میرے لئے ایک کپ چائے بنادو گی پلیز میرے سر میں بہت درد ہے ملازم بھی چلے گئے ہیں کیسے درد جائے گا دوائی کھائی ہے پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا"۔۔!!اسنے مسکینت چہرے پر سجائی اور التجا کرتی بولی کہ حجاب حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"کیا اپنی نند کیلیئے ایک کپ چائے نہیں بنا سکتی"؟؟اداسی سے اسنے پوچھا۔۔۔

"جا رہی ہوں"!!سپاٹ چہرے سے کہہ کر وہ پائوں پٹختی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

مہکار مسکراتی اسکی پشت دیکھ کر کھکھلانے کی خواہش دبا کر سر صوفے کی پشت سے ٹکا گئی۔۔۔

سب کو رخصت کر کے کچھ کو مینجر کے حوالے کر کے حیدر مسکراتا اندر داخل ہوا۔۔۔

پر اسکی مسکراہٹ مہکار کو لائونج میں بیٹھے دیکھ کر سمٹ گئی۔۔۔

"تم ابھی تک جاگ رہی ہو"؟؟وہ ماتھے پر تیوریاں سجا کر بولا۔۔۔

"مجھے نیند نہیں آرہی تھی"!!اسنے شعلہ بار نظریں اس پر سے ہٹا کر کچن کی طرف کی۔۔

"جائو سو جائو اٹھو"!!اسکی صحت کیلئے ابھی آرام ضروری تھا تاکہ وہ بے جا سوچوں سے محفوظ رہے۔۔

"جا رہی ہوں ملازمہ سے چائے کا بولا ہے بس"!!وہ کہتی میگزین سامنے کر گئی اور ان دونوں کی گفتگو جو حجاب کے کانوں میں پڑ رہی تھی دانت پیس گئی۔۔۔

حیدر کچھ دیر اسے گھورتا رہا جو ضدی بچی کی طرح بیٹھی تھی۔۔

پھر وہ اسے جلدی سو جانے کی تاکید کرتا آگے بڑھ گیا۔۔

مہکار اسے سیڑھیوں کی طرف دیکھ کر سوئچ بورڈ کی جانب لپکی۔۔۔۔

حجاب جب باہر آئی تو اسے مہکار کو وہاں ناپا کر غصے سے کپ وہیں پٹختی آگے بڑھی ہی تھی کہ سارے گھر کی لائٹ آف ہو گئی ۔۔۔

"اب اس لائٹ کو کیا ہوا"!!!وہ جل کر سوچتی کچھ دیر اندھیرے کو گھورتی رہی اور پھر نظریں مانوس ہوئی تو آگے بڑھی ۔۔۔

ان دونوں کے ایک کے بعد دوسرے کو روم میں جاتے دیکھ کر مہکار موبائل کی ٹارچ پر ریلیکس سی خوشی سے بہال چائے کا کپ اٹھائے لبوں سے لگایا۔۔۔

اور ہنستی آگے بڑھ گئی۔۔۔

حیدر مسکراتا دھڑکتے دل سے دروازہ کھول کر اندر بڑھا۔
سامنے ہی قریب ابھی اسکی نظریں نائٹی میں موجود وجود پر گئی ہی تھی کہ اسی لمحے لائٹ چلی گئی۔۔۔

عروج لرزتی روتی ہوئی اس انجان کو روم میں داخل ہوتے دیکھ کر اوپر سے لائٹ جانے پر پیچھے ہوئی۔۔۔

"لو اس لائٹ کا ستم دیکھو جی بھر کر دیکھنے بھی نہیں دیا میری چیونٹی کو"۔۔!!!وہ آگے بڑھتا گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔۔۔

عروج اپنے باس کو کی آواز اور اس میں جزبات کی دہک محسوس کرتی ساکت ہوئی۔۔۔

تب ہی حیدر نے ٹائی نکال کر پھینکتے اسکی طرف قدم بڑھائے اور اسکی نازک کمر میں بازو ڈالکر اسے قریب کھینچ لیا۔۔۔

"آہہہہ"۔۔۔۔۔۔!!!!اگلے ہی لمحے عروج حلق کے بل چلائی اور حجاب نے دروازہ کھولا۔۔۔

ساتھ ہی اسکی چیخ سنتی مہکار ہنستی حجاب کے اندر جانے پر سوئچ آن کرتی اپنے روم کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔

"سرر"۔۔۔!!!وہ روتی ہوئی اچھل کر حیدر سے دور ہوئی اور بھاگ کر ناتھ روم میں بند ہوئی۔۔۔

"عروج"۔۔!!!حیدر شاک ساپلٹا ہی تھا کہ پھٹی آنکھیں زرد رنگت سے کھڑی حجاب کو دروازے میں پایا۔۔۔۔

حیدر کے دیکھنے پر اسکا آنسوں لڑکھ کر گال پر پھسلا۔۔۔

اور حیدر مائوف دماغ سے سب کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

*____________________*__________________*

تقویٰ کے کسمسا کر کروٹ بدلنے پر صائم نے مسکراتے آنکھیں کھولی اور اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔

"نماز پڑھیں"۔۔!!اسکی کمر میں بازو ڈالکر وہ مسکراتے بولا تقویٰ مسکرادی۔۔۔۔

اور مسکرا کر بیڈ سے اٹھتا دوسری طرف آیا اور اسے بازوں میں اٹھا کر باتھروم میں لایا۔۔۔

"سائیں"!!!تقویٰ خود کو اسکے حصار میں پا کر گھبرا گئی۔۔۔

"فریش ہو وضو کر و اور باہر آئو"۔۔!!اسکے گال پر لب رکھتا اسکی موندیں آنکھوں پر ہنستا باہر نکل آیا۔۔

تقویٰ دیوار کا سہارا لیکر کھڑی ہوئی اور وہیں سونے کی کوشش کرنے لگی کہ صائم نے ڈور ناک کیا۔۔۔

"میری ضرورت پڑے گی کیا"؟؟نیلی متبسم نظروں سے دروازے کو دیکھتے پوچھا۔۔

"نن۔۔۔نہیں"!!وہ نفی کرتی واش بیسن پر جھک کر منہ پر پانی کی چھینٹیں مارنے لگی۔۔

وہ بھی مسکراتا پیچھے آکر کھڑا ہو تا برش اٹھا کر برش کرنے لگا دانتوں پر۔۔۔
دونوں برش منہ میں ڈالے ایک دسرے کو دیکھ ہنس پڑے۔۔۔

صائم پیسٹ سے انگلی بھر کر مرر میں دونوں کی تصور پر دل بنا گیا اور اسکی کمر میں بازو باندھ دئے۔۔۔

تقویٰ اس ہارٹ کو دیکھتی پھر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اور پھر خود انگلی پیسٹ سے بھر کر دل کے بیچ میں تیر بنا دیا۔۔
اور صائم داد دیتی نظروں پر آنکھیں جھپک گئی۔۔

صائم نے پیسٹ نکال کر اس میں ایس ٹی لکھا اور تقویٰ نے اسے دیکھتے پیسٹ لیکر ایس، ایس کے جے لکھ کر بروا اٹھائی۔۔
وہ پھر سے داد دیتا پیسٹ نکال کر سارے مرر پر چھوٹی سی ہارٹ بنانے لگا اس بڑی ہارٹ کے گرد اور اس سے داد چاہیے تو تقویٰ مایوس سے نفی کی مطلب پسند نہیں آیا۔۔۔

اور خود پیسٹ لیکر چھوٹی سی انگلی پر نکالتی ان ہارٹ میں ایس ٹی لکھنے لگی۔۔۔
تبھی پیسٹ کو نچوڑا تو احساس ہوا وہ کیا پاگل پن کر رہے ہیں۔۔۔۔

پیسٹ سے بھری مرر کو دیکھتے باتھ روم کی فضا میں دونوں کا قہقہہ گونجا۔۔

"یہ کیا کیا"۔۔؟؟ تقویٰ نے ہنستے ہوئے پوچھا تو صائم بھی منہ سے برش نکال کر ہنستے ہوئے کندھے اچکا گیا۔۔

"شاید ہم پاگل ہو گئے ہیں اور یہ ثبوت ہے"!!وہ مسکراتا بولا تقویٰ تاکید میں سر ہلاتی کھکھلا اٹھی۔۔۔

"ویٹ"۔۔!!صائم کہتا منہ واش کر کے وہاں سے نکلااور وارڈروب سے اپنا کیمرہ نکال کر واپس باتھروم میں آیا۔۔

اور نچوڑ کر ذراسا پیسٹ نکالتے تقویٰ کی ناک پر لگاتے اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتے مررسمیت دونوں کا مسکراتا یہ لمحہ قید کر گیا۔۔۔

"یہ پاگل پن اپنے بچوں کو دیکھائیں گے کہ میڈیکل پڑھتے عشق پڑھنے لگے اور عشق کے بعد دونوں بیچارے پاگل ہو گئے ہاہاہاہا"۔۔!!وہ کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اور پلٹ کر سکی ٹھوڑی پر لب رکھتا وہ لمحہ بھی قید کر گیا۔۔۔
تقویٰ تو بوکھلاتی رہ گئی۔۔۔

"یہ خود دیکھیں گے جب بوڑھے ہو جائیں گے"۔۔!!۔

*____________________*__________________*

"حجاب"۔۔۔!!!حیدر نے بے بسی سے پکارا۔۔۔
وہ اسے دیکھتی سامنے بیڈ کو دیکھنے لگی جو پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

"سال ہونے کو آیا ہے ہمارے شادی کو شاہ پھر بھی کیا آپکو میرے وجود کا میرا احساس نہیں۔۔۔!میری جگہ کوئی بھی کھڑی رہے آپکو معلوم نہیں کہ یہ میں ہوں یا کوئی دوسری ہے"۔۔!!وہ روتی ہوئی بولی اور عروج ساکت سی حجاب کو اپنے پاس سے یہ سب کہتے سن رہی تھی۔۔۔۔

"خوش ہو اب ہاں۔۔۔؟؟ پڑ گئی دل میں ٹھنڈک"؟؟وہ عروج کی طرف پلٹی اور غرا کر بولی۔
عروج سہم کر شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی۔۔

"سس۔۔۔سوری میم"۔۔!!اسنے بیڈ کے اوپر لگی دیوار گیر تصویر کو دیکھا جس میں حیدر اور حجاب شرمیلی کے ساتھ کھلکھلاتے کھڑے تھے۔۔۔

وی سسکتی روتی ہوئی معذرت بھری نظریں دونوں پر ڈال کر وہاں سے بھاگ گئی۔۔

"حجاب ایسا کچھ نہیں"۔۔۔!!عروج کے جانے کے بعد حیدر نے اسکی طرف قدم بڑھائے کہ حجاب بل کھا کر پیچھے ہوئی ۔۔۔

"قریب مت آیئے گا شاہ۔۔۔!!آپ نے ہر بار مجھے تکلیف دی ہے اس رشتے میں۔۔۔میں مزید یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی اب آپکو مجھے نہیں میرے ماں باپ کو جواب دینا ہو گا۔۔میں صبح چلی جاؤں گی یہاں سے سن لیں پھر جواب

دیجئے گا ہر سوال کا میرے ماں باپ کو"۔۔وہ کہتی روتی ہوئی وہاں سے نکلی آنسوں صاف کرنے لگی کہ سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی کپ لبوں سے لگائے مسکراتی مہکار پر نظریں پڑیں۔۔۔

"کیا ہوا ڈارلنگ"۔۔؟؟اسنے پچکارتے ہوئے پوچھا۔۔اور اسکی مکروہ آنکھوں کی چمک دیکھ کر حجاب کے دماغ میں دھماکے سے ہونے لگے۔۔۔

"چہ چہ بھائی کسی تیسری کو پسند کرتا ہے کیا۔۔۔مطلب تمہاری تو کوئی اوقات نہیں انکی زندگی میں سدا افسوس"!اسنے تمسخرے سے کہتے حیدر کے خیال سے قہقہہ دبایا۔۔۔

"ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر پھر حملہ کرتی تم تو اس سے بھی گری ہوئی کوئی گھٹیا عورت ہو شرم نہیں آتی تمہیں اپنے ہی بھائی کے ساتھ یہ کھیل کھیلتے۔۔۔!!!مزید کچھ نہیں تو ایک بار اپنی قبر کے بارے میں ہی سوچ لو۔۔۔"۔۔۔وہ انتہائی نفرت سے کہتی اس عورت کے مزید منہ لگنے سے بہتر واپس روم میں داخل ہوئی۔۔

سامنے ہی دونوں ہاتھوں میں سر گرائے حیدر بیٹھا تھا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ اچانک ہوا کیا ہے۔۔۔
کتنا خوش تھا وہ روم میں آتے ہوئے اسکے بارے میں سوچتے پر اچانک سے کسی برے سائے نے آکر ساری خوشیاں نوچ کر بکھیر دیں۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اسنے جھٹ سے سر اٹھایا اور سامنے ہی اسے پایا۔۔۔

"حجاب میری جان میری بات تو سنو جیسا تم سوچ۔۔۔۔وہ تڑپ کر اسکی طرف اٹھا پر وہ بری طرح نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی اور نوچ کر اپنا حجاب اتارتی روتی ہوئی زیور اتارنے لگی۔۔

کتنی خواہشیں کتنے ارمان انگڑائیاں لیتے اسکی شریر بے باک نگاہوں پر بیدار ہوئے تھے سب اسکی بہن نے دفنا دئے۔۔۔

اسنے بے دردی سے آنسوں گالوں سے رگڑتے نوچ کھوست کر بالوں کے بنے ہیئر سٹائل کو کھولا اور لبوں سے لپ اسٹک رگڑ کر وارڈروب سے کپڑے نکالتی باتھ روم میں بھاگ گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں بار بار وہ منظر گھوم رہا تھا جس میں اسکا شوہر کسی دوسری لڑکی کی کمر پکڑے کھڑا تھا۔۔۔

اور اس سب کی ذمہ دار اسکی بہن تھی۔۔۔ سگی بہن جو اپنے بھائی کی خوشی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

حیدر خاموش سایہ سب دیکھتا رہا اور اسکے باتھروم میں بند ہونے پر خود بھی لب بھینچ کر ڈریس نکالتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا ۔۔۔

اور جب باہر نکلا تو اسے بیڈ شیٹ سے نوچ کر پھول نیچے پھینکتے اپنا تکیہ درست کرتے بلینکٹ میں گھس کر سوتے دیکھا۔۔۔

"میں آج رات یہاں ہوں تو مہربانی کر کے مجھ سے کچھ مت کہیئے اور مجھے سونے دیں! کچھ نہیں سننا، بس کل میں چلی جائوں گی پھر تب آئوں گی جب اس گھر میں، یا مجھے لایا جائے گا یا آپکی بہن ٹکے گی ورنہ میں اسکی موجودگی میں کوئی زندگی

نہیں گذار سکتی آپکے ساتھ اگر نہیں تو شوق سے مجھے اپنی بہن کی رضا میں طلاق دے جائے گا"۔۔!!!وہ روتی ہوئی کہتی تکیے میں منہ چھپا گئی۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ حیدر کو جان بوجھ کر اسکی بہن نے پھنسایا ہے شاید انکے روم کی جاسوسی لے چکی تھی۔۔ تبھی اتنا گھٹیا قدم اٹھایا تھا اسنے۔۔۔

حیدر جو اسکے پاس دوسری طرف بیڈ پر آکر اسے سن رہا تھا اسکے طلاق لفظ پر گنگ ہو گیا۔۔۔

"کیا بکواس ہے ہاں کچھ نہیں کہہ رہا اسلیئے سر پر چڑھتی جا رہی ہو"!!!اسنے دھاڑ کر حجاب کا بازو مٹھی میں جکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

"تم سمجھ رہی ہو کہ میں صفائی دے رہا ہوں یا اتنا گرا ہوا شخص ہوں کہ ہر کسی دوسری تیسری عورت کے بانہوں میں پڑا ہوں تو یہ فتور دماغ سے نکال دو ورنہ سوچوں کو نوچ کر میں تم سے الگ کروں گا۔۔۔اور خبر دار آئندہ طلاق لفظ کا نام بھی لیا منہ پر یہ منہ توڑ دوں گا سمجھی"۔۔!اسکے جبڑے کو مٹھی میں لئے وہ غرایا۔۔۔

حجاب خوفزدہ آنکھیں پھیلائے اسکے بپھرے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔

"چھوڑیں مجھے"۔۔۔!!ہوش میں آتی وہ بھی غصے سے سخت مزاحمت کرتی خونخوار بنی سرخ آنکھوں سے مچلنے لگی۔۔

"تم ایک بار بھی مجھ نہیں سن سکتی اتنی بے رحم کیوں ہو"۔۔!!اسنے عاجزانہ لہجے میں کہااور اسکا جبڑا چھوڑ کر اسکی کمر میں بازوڈالتے اسے قریب کرلیا۔۔۔

" مینے کہانا مجھے کچھ نہیں سننا بس چھوڑیں مجھے آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کرسکتے شاہ۔۔۔ آپکو جو بھی سنانا ہے کل میرے باپ کو سنایئے گا"۔وہ اسکی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر ہراساں ہوتی اپنا آپ چھڑوانے لگی ۔۔۔

اور حیدر اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے اور قریب کرتا گیا۔۔

"تمہیں آج مجھے سننا پڑے گا پھر چاہے تم چاہو یا نا سمجھی"۔۔!!جھک کر اسکے سرخ پھولی گال پر چاہت بھرا بوسہ دیتے وہ کان میں بولا کہ حجاب کی پل بھر کیلیئے سانسیں تھم گئی۔۔۔

" مینے کہانا مجھے کچھ نہیں سننا"۔۔!!وہ روتی ہوئی اسکے سینے میں چٹکیاں کاٹنے لگی۔۔۔

حیدر مسکراتا اسے وار سینے پر سہتا اسکے بکھرے بال سنوارنے لگا۔۔۔۔

" مینے پچیس سال یو ایس پیرس میں گذارے ہیں بلکہ ایک سال کے ٹور پر میں یورپ بھی گیا ہوں اور تم جانتی ہو گی اتنی بچی نہیں ہو۔۔۔ان ممالک کا بے باک ماحول سب کیلیئے ایک ہوتا یہ انسان پر ہے کہ وہ کس طرح رہنا چاہتا ہے،، میں تمہیں صفائی نہیں دے رہا یا اپنے کردار کی واہ واہی چاہتا ہوں، میں بس یہ کہوں گا کہ ان ممالک میں رہ کر بھی مینے کبھی کسی

عورت کیلیئے بری نظر نہیں اٹھائی کبھی کسے احترام کے بغیر نا دیکھا پھر کیسے یہاں میں ایسا کروں گا بتائو کیسے ان پاکباز لڑکیوں سے ایسی حرکتیں کروں گا جبکہ وہاں انتہائی حسین لڑکیاں ہیں کہ انسان دیکھے تو حواس کام کرنا چھوڑ دیں اور لباس تو انہیں بہکا دے پر کہتے ہیں نا جب مرد حاکم ہو تو اسے عورت کسی بھیس میں نہیں بہکا سکتی الحمداللہ میں اپنے ان تیس سال کی عمر میں کبھی نہیں بہکا یا کبھی کسی کی طرف بری نظر سے دیکھا۔۔۔!!

تمہاری نظر میں میں ایک برا شخص ہوں ایک ٹھرکی انسان ہوں کیوں صرف اس وجہ سے کہ مینے تقویٰ کو چاہا۔۔۔ پر کبھی برا تو نہیں سوچا نا، اس میں میرا قصور نہیں تھا جاب ان آنکھوں کا قصور تھا جب وہ بیچ سڑک پر سر جھکائے روتی ہوئی ملی تھی اور ان بھوری آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر میری آنکھوں نے اسکی حیا اسکی پاکبازی دیکھ کر مجھے دھوکہ دیا تو میری کیا غلطی تھی بتائو۔۔؟؟

وہ لڑکی ہی ایسی تھی حالانکہ اسکے نین نقوش عام ہیں نا وہ تمہاری جیسی خوبصورت ہے نا کوئی جل پری پر وہ خاص ہے کیوں ۔۔۔؟؟ کیونکہ وہ ایک حیادار لڑکی ہے ایک پاکباز لڑکی ہے،، اسکے نین نقش بالکل عام ہیں کچھ خاص نہیں اسکی رنگ سانولی ہے پر اسکی آواز انتہائی خوبصورت ہے جب وہ کسی عورت سے بات کرتی ہے، تب اسکی آواز اس قدر کڑوی ہو جاتی ہے کہ کسی مرد کا دل نہیں کرے گا اس سے بات کرنے کیلیئے کیونکہ مرد ہمیشہ عورت کے لہجے میں لچک کی خواہش کرتا ہے پر اسکے لہجے میں سختی ملے گی اگر وہ کسی سے بات کرے، آنکھیں انتہائی حسین ہیں پر ان میں جو تاثرات ہوتے ہیں وہ دوسری بار انسان کو پلٹ کر دیکھنے نہیں دیں گی۔ نظریں جھکی رہتی ہیں اور اگر کبھی اٹھ بھی جائیں تو بس ایک بار دوبارہ غلطی سے نہیں اس کی طرف اٹھیں گی جہاں کوئی غیر محرم کھڑا ہو،، دل اسکا بہت نرم ہے اتنا کہ تم لڑکی ہو اگر اسکی طرف ہاتھ بڑھائو تو وہ تمہیں تھام لے گی خلوص سے چاہے گی۔ وہ نفع نقصان نہیں دیکھے گی چاہے سامنے ہی تم کیوں نا اسکی پلاننگ کرو وہ اللہ پر چھوڑ دے گی اور بے شک وہ غفور رحمٰن انصاف پسند ہے جسنے اسکا برا چاہا وہ آج خوش نہیں۔ بہت کچھ گنواں بیٹھا ہے۔ وہ ہاتھوں کا ظلم برداشت نہیں کرتی پر زبانوں کے زہر بڑی خوبصورت مسکراہٹ سے برداشت کر لے گی اور تمہیں بلک بھی پڑنے نہیں دے گی اسکے نرم دل پر کون سی چھریاں چلیں ہیں،،

مینے اسکے وجود کی خواہش نہیں کی اسکے ساتھ کی خواہش کی کیونکہ مجھے لگتا تھا وہ کس کا ساتھ دے گی تو اسے کندن بنا دے گی میں بھی اسکی سنگت میں کندن بننا چاہتا تھا پر اسکے نصیب میں میں نہیں تھا اسکے نصیب میں وہ تھا جو بھٹکا ہوا تھا اللہ نے اسے کندن کیلیئے چنا تھا جو صحرا کا مسافر تھا اور مینے جو خواہش کی اسکی حیا کی مجھے اسکے بدلے ایک حیادار چھوٹی سی پری دے دی ایک انمول تحفہ دیا جو ناصرف ایک حسین پری ہے بلکہ ایک حیادار نقاب پوش ہے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے جب مینے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تو اس عمر میں تمہارے پردے کو دیکھ کر ششدر تھا اور فخر بھی محسوس ہوا کہ یہ ہیں ہماری اسلام کی لڑکیاں جو غیر ملک میں غیر محرم کو اپنا چہرا تک دیکھانا گوارا نہیں کرتی مجھے اتنا فخر ہوا تم پر کہ تمہاری بچگانہ حرکتیں تمہارا غصہ سب کچھ معمولی لگا۔ مینے پتا نہیں کس کے نصیب میں یہ جل پری ہوگی اور جس کے نصیب میں ہوگی تو وہ کتنا خوش قسمت ہوگا۔۔۔ کتنا رب کا پیار ہوگا جسکے لئے ایک انتہائی پیاری لڑکی بھیجی گئی ہے۔ تم تمہاری حیا تمہاری پاکبازی تمہاری زندگی سے بھرپور آنکھیں میرے دماغ میں نقش چھوڑ گئی کہ مینے جب تمہیں یاد کرتا مسکرا دیتا۔۔۔

مینے اچھے کی خواہش کی رب نے مجھے خالص دی۔۔ تقویٰ کی پردے سے میری چاہت تھی جو دل کے کسی کونے میں آباد رہے گی ایک حسین یاد کی طرح کیونکہ اسے بھلانے مطلب عورت ذات کی پہچان بھلانا ہے جو میں کبھی نہیں بھلاؤں گا۔ اور تم میرا عشق ہو میری شریک حیات میری الفت زندگی سب کچھ ہو تمہارے بغیر میری زندگی کچھ نہیں اگر تمہارے بن خود کو تصور کروں تو خالی پاتا ہوں تم میں وہ سارے رنگ ہیں جو میں چاہتا ہوں۔۔ تم ظلم برداشت نہیں کرتی اپنے حق پر فوراً آواز اٹھاتی ہو ضد محبت بچپنا زندگی کا ہر رنگ تم میں ہے۔ اور تمہارے سنگ زندگی مجھے اس قدر حسین لگتی ہے کہ سجدہ جب کرتا ہوں تو تشکرے سے آنسوں زمین پر گرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں میری اولاد میری بیٹیاں تمہاری جیسی بنیں اتنی ہی خالص ہوں جتنی کہ تم ہو دل میں کوئی بد نہیں رکھتی جو ہوتا ہے منہ پر کہہ دیتی ہو ایک مکمل لڑکی ہو میری نظر میں اور میرے سارے دل و جان پر قابض ہو فاتح ہو تم"۔۔۔ وہ اسکی پیٹھ سہلا کر سارے حقیقت بیان کر رہا تھا اور حجاب خاموشی سے سن رہی تھی بغیر چوں چراں کے۔۔۔

"تم صرف میری بیوی نہیں حجاب میرے باپ کی آخری نشانی ہو میری سانس ہو تم اور تم اگر مجھ سے دوری اختیار کی قسم لے لو زندگی کو ختم کر دوں گا یاد رکھنا۔ مینے جو وقت لیا تھا اس وقت میں مینے جنون بنا کر تمہیں رگوں میں سمایا ہے قطرہ قطرہ سانسوں میں انڈیلا ہے یہ مت سمجھو کہ میں تم سے غافل ہوں تمہارے جزبات احساسات سے غافل ہوں یہ تمہاری غلط فہمی ہے میری ساری حساسات تم سے جڑے ہوتے ہیں میری سانسیں تم میں اٹکتی ہوتی ہیں ڈیڈ کے جانے کے بعد جو تمنے مجھے سنبھالا جس کی میں توقع نہیں رکھتا تھا۔۔ جس طرح میری اپنی بہن مجھے چھوڑ کر گئی جس طرح اسنے ہمارا چھوٹا سا آشیانہ برباد کیا وہ ایک عمر گذار کر آئی ہے اسے اچھے برے کی تمیز ہے اسے احساس ہے اس سے برا ہو گا اس سے کیا فائدہ ہو گا کیا حاصل ہو گا اور وہ یہ سوچ کر وہاں سے چلی گئی۔۔

پر تم۔۔۔!! تمنے اچھا بھلا نفع نقصان سوچے بغیر میرے گھر کو مجھے آباد کیا۔ ان پلوں میں میرا ساتھ دیا جب مینے تمہیں بالکل بکھیر دیا تھا۔ اور اتنا وقت تمہیں آہٹوں کی چاہ میں رکھا اس سب کی لئے میں بہت ساری معافیاں مانگوں گا وہ اپنے انداز میں باقی اب جب تم میرے وجود پر مجھے پر قابض ہو میں تمہاری سانس سے واقف ہوں ہزاروں میں پہچان سکتا ہوں کہ میری حجاب کون سی ہے ان میں۔۔۔۔۔"

"جھوٹ فراڈ چیٹ۔۔۔۔ سب کچھ جھوٹ میں نہیں مانتی بہلا رہے ہیں مجھے جانتی ہوں میں ورنہ کچھ نہیں میرے لئے آپکے دل میں۔۔ میں تو بس ایک بچی ہوں۔۔ فضول ہانکتی ہوں چیونٹی ہوں چھوٹے منہ والی ہوں جو آپکو پسند نہیں کچھ نہیں ہوں میں آپکے لئے چھوڑیں بس مجھے جا کر میرے ماں باپ کو صفائیاں دیجئیے گا"۔۔۔ وہ روتی ہوئی مچلتی اسکے حصار میں پھڑ پھڑانے لگی۔۔۔

اور حیدر اسے بمشکل دبوچے پڑا تھا ورنہ اسکے سینہ منہ گردن نوچنے سے درد اس قدر تھا کہ اس ساری بے رحمی کا بدلہ لے لے پر کہاں وہ یہ سب برداشت کر سکے گی۔۔۔

اسے یہ سوچ تھی کہ وہ معصوم چیونٹی سی اسکی شدتیں برداشت کر سکے گی کہ نہیں۔۔۔

"تم میری بات مکمل کرنے دو پہلے "۔۔۔!!حیدر نے گھورتے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا جس پر خونخوار بنی حجاب نے اپنے دانت گاڑ دیئے۔۔۔۔

وہ سی کے اسٹائل میں لب گول کر تا رہ گیا۔۔۔

"ناچیٹ نافراڈ نا جھوٹ۔۔۔۔!!دیکھو مینے یہ تمہیں پہلے بتایا تھا کہ تمہارے لئے روم میں کچھ ہے۔۔۔بتایا تھا کہ نہیں ۔۔۔۔؟؟"اسکے محبت سے گال سہلانے کر پوچھنے پر حجاب نے سر جھٹکا۔۔

" مینے جب تمہیں جاتے دیکھا مجھے معلوم تھا تم سیدھا روم میں جائو گی وہاں جو کچھ دیکھو گی میری خواہشات طلب کو سمجھ جائو گی۔۔۔قسم لے لو میرے دماغ کے کسی خانے میں بھی عروج یا عروج سے ریلیٹڈ کوئی وہم خیال نہیں تھا میرے حواسوں پر تو صرف تم چھائی تھی میں جلد از جلد یہ فاصلے مٹا دینا چاہتا تھا سب دوریاں ختم کر دینا چاہتا تھا اسلئے جب روم میں آیا اور اپنی منتخب کردہ نائٹی میں وجود کو دیکھا تو سارے حواس ہوش گوا کر تمہاری طرف بڑھا پر جب وہاں سے مجھے تمہاری مہک نہیں آئی تمہارہ احساس نہیں ملا مینے اسی لمحے اسے خود سے الگ کر دیا تھا کہ تمنے بھی دیکھ لیا یہ سب کچھ اور میں شرمندہ نہیں ہوں اس سب کیلیئے کیونکہ مجھے کیا پتا تھا اب میرے روم میں اس حلیے میں میری بیوی کی جگہ کوئی دوسری لڑکی کھڑی ہو گی اور وہ بھی ان نازک لمحوں میں اللہ معافی دے کچھ نہیں کیا صرف اسکی کمر پر ہاتھ رکھا اور میں اسکے لئے تم سے معافی مانگتا ہوں اگر اس سب کے باوجود تمہارا دل دکھا ہے آئی ایم سوری حجاب۔۔۔"!!!وہ عقیدت سے اسکا ماتھا چومتے بولا۔۔

"اب بتاؤ پھر بھی سزا دو گی جب تمہارا شوہر صرف تمہارا ہے اور کسی کا نہیں اس پر اسکے احساسات پر صرف تمہارا حق ہے"؟؟؟ اسنے گھبیر جزبات سے چور لہجے میں پوچھا۔۔۔

حجاب کی دھڑکنوں میں اتھل پتھل مچ گئی اور پلکیں اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ پر بوجھل ہونے لگی۔۔۔

"مم۔۔۔مجھے کچھ ن۔۔۔ نہیں سننا"۔۔!!وہ اسے پیچھے دھکا دیتی زبردست مزاہمت کے ساتھ نکلتی دور ہوئی اسکے حصار سے اور بلینکٹ میں گھس کر بڑے بڑے سانس لینے لگی۔۔

"پر میں تو سننا چاہتا ہوں تمہیں تمہاری دھڑکنوں کو تمہاری سانسوں کو تمہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں خود میں"۔۔!!اسنے جھٹکے سے بلینکٹ کھینچ کر بیڈ سے نیچے پھینک دیا۔۔

"ی۔۔۔یہ"۔۔!!حجاب سہمی سی اٹھ بیٹھی۔۔

"یہ رقیب ہے"۔۔!!اسنے کہتے ہی حجاب کو خود کے قریب کھینچ وہ کھینچتی اسکے سینے پر گری اور اسکے بال حیدر کے چہرے پر بکھر گئے۔۔۔

حیدر نے مسکراتے ان کی مہک میں گہرا سانس بھرا۔وہ سمٹ گئی۔۔۔

"مم۔۔۔مہکار۔۔۔!!!"

"اسکا بندوبست اب بے بے کریگی تم بے فکر رہو"۔۔۔!!اسے بیڈ پر لیٹاتے خود اس پر جھک آیا اور اسکے گالوں پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔

اسنے سہم کر اسکی شرٹ کو جکڑا اور حیدر نے مسکراتے اسکے ہاتھ ہٹاتے اپنی شرٹ کو دور پھینکا خود سے۔۔۔۔

"مجھے سمجھنے کیلیئے شکریہ"۔۔!!اسکی میچی آنکھوں پھولی سانسوں کو دیکھتے اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرا اونچا کیا۔۔ اور جھک کر ٹھوڑی پر لب رکھے کہ وہ مچل اٹھی۔۔۔۔

"شش۔۔۔۔شاہ۔۔۔۔۔"۔۔اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے وہ پھڑ پھڑائی جس پر حیدر ہنس پڑا۔۔۔

"یہاں دیکھو"۔۔!!اسکی رخسار سہلاتے بھاری آواز میں کہا جس پر بمشکل اسکے بھاری پلکیں اٹھائے اسے دیکھا۔۔۔

اور حیدر نے مصنوعی روب سے اسے اپنی گردن کان اور سینے کی طرف اشارے دیئے جہاں اسنے اپنا غصہ اتارتے ناخون سے زخمی کر دیا تھا اسے۔۔۔

حجاب دیکھ کر کھکھلا اٹھی۔۔۔۔

"یہ سزا ہے میری طرف سے ابھی تو مینے آپکے ہاتھ کاٹنے ہیں اور آپکی آنکھیں نوچنی ہے آپکو فل زخمی کر دینا ہے کہ دور سے مجھے دیکھ کر سمجھ جائیں میں آپکی بیوی ہوں سمجھے"۔۔اسکے بال مٹھی میں جکڑتی روب سے بولی۔۔

حیدر نے بیچارگی سے سر ہلایا۔۔۔۔

"آپ۔۔۔۔۔۔
ابھی اسنے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ اسی پل حیدر نے مسکراتے ہوئے اپنے دہکتے لب اسکی نازک پنکھیڑیوں پر رکھے ۔۔۔

"کسنے کہا کہ یہ چھوٹا منہ مجھے پسند نہیں یا چیونٹی مجھے ناپسند ہی"۔۔؟؟اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑے وہ اسکی گردن پر دہکتے آگ مانند لب رکھتا سرگوشی میں بولا۔۔۔

وہ شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔۔
اور وہ مسکراتا رفتہ رفتہ اپنی آگ مانند شدتوں پر اتر آیا کہ حجاب کی سانسیں رکنے لگی۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔"اسنے سہم کر پکارا۔۔۔
"شاہ کی چیونٹی"۔۔۔۔!!وہ دلکشی سے مسکراتا اسکی مزید التجائیں اسکے حلق میں دبا گیا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

"صائم کی طبیعت کیسی تھی خان"؟؟ دانیال کے گلے میں ٹائی پہناتے وہ پوچھنے لگی۔۔۔

"اچھی تھی بلکہ چل کر دیکھ لینا"۔۔ اسکے چہرے سے بال سنوارتے وہ مسکرا کر بولا عائشہ سر ہلا کر دور ہونے لگی کے دانیال نے اسی پل اسکے بھاری بھر کم وجود کے گرد بازو باندھ لیے اور اسے احتیاط سے قریب کیا پر اسکے باوجود فاصلہ بن گیا جسے دیکھتے وہ دونوں ہنس پڑے۔۔۔

"سمجھ رہی ہو اس سے کچھ "۔۔ جھک کر اسکی گردن پر لب رکھتے سرگوشی میں بولا کہ وہ شرما سی سر ہلا گئی۔۔۔

"پر ایسا نہیں چلے گا خانم اگر خان اور خانم کے بیچ میں آئے تو ایک ہاتھ کی کھائیں گے دونوں اگر لڑکی ہوئی تو ایک گھوری ہی کافی ہیں میری پریوں کیلئے"۔وہ مصنوعی غصے سے بولا۔

"خان آپ میرے بچوں کو ڈانٹیں گے "۔وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی خفگی سے بولی۔۔

دانیال نے گھورا۔۔۔

"بس شروع کر دینا اب سے اپنے بچوں کی طرف داری مت سدھرنے دینا انہیں وہی روایتوں والی ماں کی طرح رہنا میرے بچوں کو کچھ مت کہیں جی میرا جگر جلتا ہے"۔۔وہ اسکی نقل اتارتے ہوئے بولا کہ عائشہ کھکھلا اٹھی۔۔

"نہیں اب ایسا بھی نہیں ہو گا میرے بچے بہت اچھے ہوں گے کہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی"۔ دانیال کے سنورے بال بکھیرتی وہ ہنسی۔۔

"اس طرح ہی اچھے اچھے کی امید رکھو"۔۔ دانیال اسکا چہرا اوپر کرتا اسکے لبوں کو فوکس میں لیکر ان پر جھک گیا۔۔۔

"خان چھوڑیں چلنا نہیں کیا"۔۔ دانیال کو اپنے کلپ میں بندھے بالوں کو کھولتے ان میں انگلیاں پھنساتے دیکھ کر کسمسائی ۔۔

"ابھی وقت ہے زر تیار ہو رہی ہے ہارون نہیں آیا"۔۔ وہ مسکراتا اسکے بھیگے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے بولا۔۔۔

عائشہ کی پلکیں لرز کر جھک گئی۔۔

اور دانیال مسکراتا ایک بار پھر اسکے لبوں پر جھکا اور خوبصورت سی جسارت کرتا اسے مسکرانے پر مجبور کرتے گالوں کی سرخی پر لب رکھ لئے۔۔۔

"حسین سے حسین تر ہوتی جا رہی ہیں خانم"۔۔!! اسے آئینے کے سامنے کرتے پیچھے سے بال آگے رکھتے اسکی گردن پر جا بجا لب رکھتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔

"عائشہ تیار ہو"۔۔؟؟زر دروازہ ناک کرتی بولی جس پر بوکھلاہٹ میں عائشہ اپنی بھاری پلکیں اٹھائے بدحواس سی دانیال کو دیکھنے لگی۔۔

پر وہ باز کہا آرہا تھا۔جابجا اسے اپنے لمس میں بھگوتا جارہا تھا۔۔۔

"عاشی"۔۔!!زریش نے کلائی میں بندھی نفیس سی گھڑی میں وقت دیکھتے پکارا۔۔۔

"ہا۔۔۔۔ابھی اسنے کچھ کہنے کیلیئے منہ کھولا تھا کہ دانیال نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اور اسکے شولڈر پر لب رکھے۔۔۔

وہ۔پلکیں جھکائے شرم سے سرخ کھڑی تھی اور وہ آنکھوں میں جزبات کا سمندر لئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آرہے ہیں زر"۔۔اسنے کہتے عائشہ کا رخ اپنی طرف کیا اور اسکی پھولی سانسوں کو دیکھتے مسکرا کر اسکے بال سنوارے۔۔۔

خود بھی بالوں میں برش کرتا اسے اپنا تنفس بحال کرتے دیکھ کر مسکراتا اسے لیکر باہر آیا جہاں زر بیٹھی مسکرائی ان کا انتظار کررہی تھی۔۔۔

دانیال کی موبائل پر ہارون کا میسج آیا کہ وہ نکل گئے ہیں تو وہ ان دونوں کو لیکر گھر لاک کرتا گاڑی میں بیٹھا اور زیدپور کیلیئے نکل گئے۔۔

عائشہ بہت اکسائٹڈ تھی اپنے گھر کو دیکھنے دانیال والوں کے گھر کو دیکھنے کیلیئے۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی حویلی کیسی ہوتی ہے۔۔اور اس حوالے کے بارے میں ان سے مسکراتی سوال بھی کر رہی تھی۔۔
جس پر دونوں مسکراتے اسکے چہرے کے چھکتے تاثرات دیکھ کر ہنستے اسے بتانے لگے۔۔

دانیال نے آہستہ سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔۔۔

____

مسلسل آتی چیخ وپکار پر حیدر کی آنکھ کھلی تو اسنے نا سمجھی سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں ٹھاٹھا سے جیسے باہر کوئی دروازہ توڑنے کیلیئے بے تاب کھڑا ہو۔۔۔۔

اسنے پھر اپنے حصار میں سوئی ہوئی حجاب کو دیکھا جو اسکی شرٹ میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔

وہ مسکرا دیا اور جب بیتی رات کے لمحے گذرے آنکھوں کے سامنے تو مسکراہٹ اور گہری ہونے لگی۔۔۔

اسکی گردن پیٹھ جل رہی تھی ساری رات کئے گئے اسکے تشدد کی وجہ سے۔۔۔
وہ اسکے ماتھے پر جھک کر لب رکھتا اٹھا۔۔

"کیا ہوا کیوں دروازہ توڑ رہی ہو"۔۔؟؟ دروازے پر کھڑی مہکار کو دیکھ کر وہ غصہ ہوا۔

مہکار کے تو تن بدن میں آگ لگ گئ حجاب کو بیڈ پر حیدر کی شرٹ میں سوتے دیکھ کر۔۔

مطلب صاف تھا کہ انکے بیچ کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔۔
کس طرح کی لڑکی تھی ڈھیٹ کچھ بھی اثر نہیں ہو رہا تھا اس ڈھیٹ پر۔۔

"و۔۔۔وہ ناشتہ ریڈی ہے آ کر کھائیں"۔۔!!وہ چنگارتی کہہ کر بھاگ گئی۔۔ آور اس چنگار پر حجاب ہڑبڑا کر اٹھی۔

"کیا ہوا شاہ"۔۔۔۔؟؟ وہ ایکدم اٹھ کر بیٹھتی پریشان سی بولی۔۔

"کچھ نہیں"۔۔وہ مسکراتا دروازہ لاک کر کے واپس بیڈ پر گرا۔۔

حجاب اسکے سینے گردن پر جگہ جگہ اپنے ناخون دیکھ کر کھکھلاہٹ دبانے لگی۔۔

"کہاں"۔۔۔؟؟ اسے بیڈ سے جاتے دیکھ کر حیدر نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

حجاب شرمائی سی ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔۔

"فف۔۔۔فریش ہونے"۔۔۔وہ کانپتی آواز میں بولی۔۔

"بعد میں"۔۔۔!!حیدر کہتا اسکی ایک بھی سنے بغیرے اسے واپس بیڈ پر گرا چکا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔نن"۔۔۔حجاب کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ سرخ آنکھوں سے ہراساں ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔

ابھی تو اسکی رات کی شدتوں سے نہیں سنبھلی تھی کجا کہ پھر سے وہ اسکی شدتیں جھیلے۔۔

سوچ کر ہی اسکے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔

"چھوڑیں نا دیر ہو جائے گی۔۔۔"حجاب اتھل پتھل سانسوں کے درمیان بولتی اسکے ہاتھ کو دور کرنے لگی خود سے پر وہ حقیقت میں چیونٹی سی کیا کر سکتی تھی۔۔۔

"بھاڑ میں جائے دیر"۔۔۔وہ کہتا اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں میں پھنسا کر اسکے لبوں پر اپنے لب رکھ چکا تھا۔۔۔

اسکا شدت بھرا لمس پاتے ہی وہ نڈھال سی واپس اسکے رحم کرم پر خود کو چھوڑ گئی۔۔۔
حیدر مسکراتا اسکی انگلیاں آزاد کرتا اسکی گردن پر دہکتا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔

اور وہ بے بس سی اسکے شانوں کے جکڑتی پھولی سانسوں سے اسکی خود سپردگی کا خیال باخوبی تھا حیدر کو تبھی کسی کانچ کی گڑیا کی طرح بانہوں میں بھر کر اس پر محبت کی بارش کرنے لگا۔۔۔

____

فریش ہونے کے بعد تقویٰ نے اسکے بازو پر بینڈج کی اور پلاسٹک باندھ کر پانی سے بچانے کیلیئے فریش ہو کر آیا۔۔

پھر دونوں نے خوشی سے ایک ساتھ نماز ادا کی اور قرآن پاک کے تلاوت کی دونوں کی خوبصورت آواز روم کی فضا میں گونجتی ایک انتہائی خوبصورت سحر پیدا کر رہی تھی۔۔

"ایسے ہی قرآن کی تلاوت میں تمہارے ساتھ مکہ مکرمہ میں کرنا چاہتا ہوں"۔۔صائم نے اسکے ہاتھ چومتے کہا۔۔۔

کتنے ظلم کیے تھے اس معصوم پر' پر پھر بھی وہ ایک حسین عورت کا کردار ثابت ہوتی اسکی زندگی میں آئی کہ سب کچھ بدل دیا۔۔

وہ بدل گیا اسکی سوچ بدل گئی۔۔اسکے احساسات بدل گئے۔نیلی آنکھوں میں جو ہمہ وقت سرخی ہوتی تھی آج ان میں سکون لہر رہا تھا کیونکہ اسنے قرآن پڑھنا سمجھنا شروع کر دیا تھا۔۔اسنے سوچ لیا تھا جب وہ اپنی شریک حیات کے ساتھ واپس اپنے گھر جائے گا تو کسی عالم کے پاس جائے گا اور ان شاء اللہ سارے قرآن پاک کو حفظ کرے گا کوئی اسلامک اکیڈمی جوائن کرے گا جہاں اسے بہترین سے بہترین معلومات ملے۔۔۔

کیونکہ اسکی بیوی کی خواہش تھی اسکا شوہر حفظ قرآن ہو اور صائم نے خود سے عہد کر لیا تھا کہ وہ ضرور حفظ قرآن کرے گا اور اپنی بیوی کیلیئے اسکی پسند کی شخصیت بنے گا۔۔۔

"یہ اتنی سب مٹھائیاں زیوارت کس کیلیئے ہیں"؟؟ صائم جو سب سے معافیاں مانگ کر اب محبت سے آغا جانی کی گود میں سر رکھے پڑا تھا سامنے ملازموں کو یہ سب رکھتے دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگا۔۔۔

مجھے بہت کم لگ رہے ہیں سفینہ "۔۔ آغا جانی سامنے لائونج میں رکھے کپڑوں کے مٹھائیوں کے ڈھیر کو دیکھتی منہ پھلا گئی۔۔

ثانیہ بیگم ہنس پڑیں۔۔

"مجھے بھی آغا جانی"۔۔ وہ کہتی اٹھی اور کچھ ہی دیر میں بڑے سے تھال پر سرخ ململ کے کپڑے پر رکھے اپنے زیورات اٹھا کر لائیں اور انکے ساتھ رکھ دیئے۔۔۔

"کیوں غریب ہونے کا شوق چڑھا ہے سب کو؟؟ کوئی مجھے بتائے گا کیا ہو رہا ہے"؟؟ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

"بیٹا خاموش ہو جائو"۔۔!! سفینہ بیگم نے گھورا وہ الجھ کر سامنے بیٹھے آغا جان کو دیکھنے لگا۔

"آپ میں سے کوئی بتائے گا اس سب کی وجہ"؟؟ وہ وجدان صاحب اور رضا کو دیکھنے لگا پر وہاں بھی کندھے اچکا کر مایوسی کا منہ دیکھنے کو ملا۔۔۔

"ٹھیک ہیں نا بتائیں میں اپنی تقویٰ سے جا کر پوچھتا ہوں"۔۔!!وہ کہتا سب پر ایک خفگی بھری نظر ڈالتا جانے لگا۔۔
کہ سامنے ہی میرون بھاری جوڑے میں سر پر دوپٹہ ٹکائے زیورات سے لدی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔

صائم وہیں مبہوت سا دیکھے گیا۔۔۔۔

اور ان نظروں کی تپش پر تقویٰ نے پلکوں کا باڑ اٹھا کر دیکھا تو سب کے سامنے اسے یوں بے خود ہو کر گھورتے پایا۔۔
وہ سرخ ہوتی جھینپ کر سر جھکا گئی۔۔۔

"آہم آہم۔۔۔۔بھائی یہ تیرا روم نہیں کچھ خیال کی بچی کی حالت کا"۔گلا کھنکارتے رضا نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔

وہ چونک گیا جیسے خواب سے بیدار ہوا ہو۔۔اور رضا کی یوں مداخلت پر ناگواری سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا اور اسکے تاثرات پر رضا چھت پھاڑ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"آغا جان ڈاکٹر صاحب کو فوری علاج کی ضرورت ہے انہیں کرونا نہیں عشق کی وبا لگ گئی ہے"۔۔اسنے ہنستے پلٹ کر آغا جان سے کہا جو نہال ہوتی نظروں سے اپنے پوتے کی آنکھوں کے خوبصورت رنگ دیکھ رہے تھے۔۔۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے میری بیوی کو کیوں اتنے بھارے کپڑے پہنائے گئے ہیں"۔۔!!وہ غصے سے ملازمہ کو تقویٰ سے دور کرتا خود اسکے پاس آیا اور اسکے شانوں کے گرد بازو پھیلا کر غصے سے سب کو دیکھنے لگا۔۔

"سس۔۔۔سائیں۔۔۔۔!" تقویٰ بوکھلائی سی دور ہونے لگی کہ اسی پل صائم نے اسے مزید قریب کر لیا اور سب کو غصے سے گھورنے لگا۔۔۔

"سائیں کیا کر رہے ہیں"۔۔وہ کسمسا کر الگ ہوتی سفینہ پھوپھو کے ساتھ جا کر صوفے پر دبک کر بیٹھ گئی۔۔۔

"تقویٰ"۔۔۔۔!صائم کو اسے یوں الگ ہوتا پا کر اسکی طرف بڑھا اور جھک کر اسکا بازو جکڑ کر اٹھانا چاہا کہ اسی پل پیچھے سے کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا صائم بپھر کر مڑا۔۔۔

"کہانا ہمار۔۔۔۔۔صائم غراپلٹا کہ اسکے باقی کے لفظ حلق میں ہی دب گئے جب پیچھے خو شمگین نظروں سے دانیال کو گھورتا پایا۔۔۔

"اس۔۔۔السلام علیکم بھ۔۔۔بھائی"۔وہ مسکراتا شرافت میں آ گیا۔۔

"ثانیہ اسے روم میں لیکر جائو"۔۔ آغا جانی سب سے ملتی عائشہ کے چادر میں وجود کو دیکھ کر فکرمندی سے بولی۔۔

اور اسکا ماتھا چومتی اسے روم میں لیکر گئی آرام کیلیئے۔۔

زریش مسکرا کر سب سے ملنے لگی۔۔

اسکے بعد سائرہ بیگم سے ملیں اور انہیں ساتھ لا کر صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

"مما"۔۔۔!ساحل خوشی سے جھومتا اپنی مما کو سامنے پا کر اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔

"میرا شہزادہ بھالو"۔۔۔!!زریش مسکراتی اسے اوپر اٹھا چکی تھی اور گالوں کو چومتی لا کر اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھایا

۔۔۔۔۔

اور اب سناٹا چھایا ہوا تھا لائونج میں سب کی نظریں دانیال اور صائم پر ٹکیں تھی ہارون ڈرائنگ روم میں تھا جہاں وجدان صاحب اور رضا گئے تھے باقی آغا جان سانس روکے دیکھ رہے تھے۔۔

پتا نہیں کیا ہو گا نصیب انکے پوتے کا۔۔۔

تقویٰ سانسیں روکے دونوں کو آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی۔۔
اور اسکی سانسیں تیز سے تیز تر ہو رہی تھی خوف تھا کہ سر پر سوار ہونے کو مچلنے لگا۔۔۔

اسنے اتھل پتھل سانسوں سے صائم کے ندامت سے جھکے سر کو دیکھا۔۔۔
"مجھے معاف کر دیں میں واقعی ایک برا انسان تھا جس طرح آپکی بہن کے ساتھ کیا تھا میں حقیقت میں میں معافی کے لائق نہیں پر۔۔۔"وہ کہہ کر تقویٰ کے سپید چہرے کو دیکھتا خاموش ہو گیا۔۔

"پر"۔۔۔۔؟؟؟ دانیال نے دونوں بازو سینے پر باندھے اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"پر آپ مجھے معاف کر دیں کیونکہ نا میں آپکی بہن کے بنا رہ سکتا ہوں نا ہی آپکی بہن میرے بغیر"۔۔وہ کہتا سب کو ششدر چھوڑ کر تقویٰ اٹھاتا اپنے سینے سے لگا چکا تھا اسکے سمجھنے سنبھلنے سے پہلے۔

اور اب دانیال کو دیکھ رہا تھا تقویٰ کے سر پر لب رکھتے۔۔۔

"اگر آپکو مجھے الگ کرنا ہے سزا دینی ہے تو ایک مہربانی کیجئیے گا کہ آسان سزا دیتے میرے سینے میں گولیاں اتار دیں کیونکہ ان سانسوں کے چلتے میں کبھی اس سے جدا نہیں رہوں گا"۔۔وہ شدت جنون سے بول رہا تھا تقویٰ تو بدحواس سی بوکھلائی سب کے سامنے اسکی اس قدر بے باکی پر سہمی ہوئی تھی۔۔۔

"اور اگر میں تمہیں معاف نا کروں اور اپنی بہن کو بھی لے جائوں تو تم کیا کرو گے"؟؟اسکی آنکھوں میں تبسم کو دیکھتے سب سکون کا سانس لیتے مسکرائے تھے اور آغا جان اوپر کو دیکھتے شکریہ کہنے لگے۔۔۔

صائم کی جبڑے کی رگیں تن گئی جس پر دانیال نے ابرو اچکائے۔۔۔

"اس سے الگ مجھے میری موت کرے گی"۔۔وہ غصے سے بولا۔۔۔

آغاجان اسکی جنونیت پر ہنس پڑے زریش نے مسکراہٹ دباتے سر جھکالیا اور آغاجانی نہال ہوتی نظروں سے دیکھ رہی تھی
--

"تقویٰ چلو"۔۔۔!اسنے تقویٰ کو سنجیدگی سے کہاوہ سانس روک کر صائم کے غصے سے سرخ انگارہ ہوتے چہرے کو دیکھتی حلق تر کرنے لگی اور پھر ڈبڈباتی نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔۔۔

"تقویٰ"۔۔۔انہوں نے کچھ روب سے کہاکے وہ آہستہ سے پانیوں بھری آنکھوں سے صائم کے حصار سے کسمسا کر نکلتی دانیال کے قریب پہنچی اور سر جھکا گئی۔۔

وہ پھر سے اپنے بھائی کا مان نہیں توڑنا چاہتی تھی۔۔۔

صائم نے بپھر کر پہلے دور ہوتی تقویٰ کو دیکھا اور پھر مسکراتے دانیال کو جسنے تقویٰ کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکا سر سینے سے لگایا تھا۔۔

ایکدم پاسا پلٹ گیا تھا۔۔
ابھی وہ اسکے حصار میں تھی اور پلک جھپکتے اپنے بھائی کے پاس تھی۔۔۔۔

صائم نے کچھ غور سے اسکے چہرے کو دیکھا اور لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ مچلنے لگی۔

ہر روپ ہر احساس ہر حق ادا کرتی تھی کتنی انمول تھی۔۔۔

"چلیں"۔۔۔؟؟ دانیال نے مسکراتے تقویٰ سے پوچھا وہ سر ہلا گئی۔۔۔

اور ایک جتاتی نظر صائم پر ڈالتے وہ مڑا کہ دوسرے ہی قدم پر وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر اسکے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

"اس گناہگار کو کوئی سزا دیتے جائیں"۔

اسے اس طرح دیکھ کر تقویٰ نے لب دبا کر ہچکی دبائی۔۔۔

"تمہاری سزا یہ ہے کہ تم پورے دھوم دھام سے اپنی بارات کے ساتھ میری بہن کو رخصت کرنے آئو گے صائم زید ورنہ میری گڑیا کے بارے میں سوچنا بھی مت"۔۔۔ دانیال نے اسکے جڑے ہاتھوں کو پکڑ کر کھینچا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے دونوں کے سر پر بوسہ دیا۔۔۔

وہاں موجود سب نفوس نم آنکھوں سے مسکرائے انہیں دیکھنے لگے۔۔

آغا جان پورے دل سے دانیال کی سزا سے راضی تھے اور اب انکا پوتہ ضرور بھگتے گا۔۔۔

آغا جانی اور سفینہ بیگم ثانیہ بیگم بھی دل و جان سے راضی ہوئی اور بے انتہا خوش ہوئیں سالوں بعد کوئی خوشی نصیب ہو رہی تھی۔۔

آغا جان نے آگے بڑھ کر دانیال کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"آپ ڈرائنگ روم میں چلیں مجھے آپ سب کچھ بات کرنی ہیں"۔۔ دانیال نے مسکراتے صائم سے ہاتھ ہٹایا اور اپنی بہن کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

"شکریہ اتنے مان کیلئے"۔۔!! اسنے اسکے آنسوں صاف کیے تو تقویٰ روتی ہوئی انکے ہاتھوں پر بوسے دیتی سینے سے لگ گئی ۔۔

"مجھے بھی معاف کر دیں بھائی مینے آپکا بہت دل دکھایا ہے بہت تکلیف دی ہے"۔۔ وہ ہاتھ جوڑ کر روتی ہوئی معافی مانگ رہی تھی کہ یہ سب دیکھتا صائم تڑپ اٹھا۔۔

"نہیں روتے نہیں بھائی نے معاف کر دیا ہے"۔۔ وہ ایک دم دانیال کے کچھ کہتے نے پہلے اسکے ہاتھ پکڑ تا بولا اور سر سینے سے لگا گیا واپس اسے اپنے حصار میں لیتا۔۔۔

سب کچھ بھلائے تقویٰ اسے دیکھنے لگی جواب اسکا سر سہلا کر اسے چپ کروا رہا تھا۔۔

چاروطرف خاموش سے اسکی چالاکی کو دیکھنے لگے۔۔

آغا جان بمشکل مسکراہٹ روکے اسے دیکھتے رہے وہیں دانیال اس چالاک انسان کی چالاکی پر حیران تھا۔۔

مطلب ایک بھائی زیادہ اسے تکلیف ہو رہی ہے اپنی بیوی کے رونے کی۔۔۔

ایک طرف انہیں خوشی ہو رہی تھی تو دوسری طرف جیلس بھی۔۔
خوشی اسلئے کہ اسکی بہن کیلیئے جیسا شخص سوچا تھا ایکے صائم میں انہیں مل گیا،،اور جیلس اس میں کہ وہ صرف اسکی گڑیا تھی اور اسکے سامنے اسے کوئی دوسرا پیار دے رہا تھا دانیال کی برداشت سے باہر تھا۔۔

"شاید تمنے سنی ہوگی میری سزا"۔اسکی برداشت کا مادہ جب ختم ہوا تو اسنے تقویٰ کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنا حصار اسکے گردن ڈال لیا۔۔

وہ مسکراتی اپنے بھائی کے بازو پر دوسہ دینے لگی اور یہی سب دیکھ کر غصے سے صائم پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔۔

"مجھے منظور ہے آپکی سزا پر ابھی یہ یہاں ہے اور میں رشتہ لیکر نہیں آیا تو ابھی یہ میری بیوی ہے ویسے بھی"۔اسنے جتا کر بتاتے اسکے سر پر ٹھوڑی ٹکا کر اسے واپس اپنے حصار میں لے گیا۔۔

اب لائونج میں چھپ پھاڑ قہقہوں کے ساتھ ان دونوں کی جیلس والی حاکت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

"تقویٰ آپی کے دو دو باپ"۔۔ساحل دونوں کو دیکھتا کھکھلا کر بولا۔۔۔

صائم سٹپٹا اٹھا۔۔۔ "میں شوہر لڑکے "۔۔!!اسنے سرخ چہرے سے کہا کہ ساحل کچھ بولتا زریش اسکے سرخ لبوں پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے جب وہ مما کی سرگوشی کرتا اسکے سینے سے لگا تھا تو اسی انداز میں زریش نے میرے بیٹے کی سرگوشی کرتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

یہ دیکھتے سب حیران ہوئے تھے اور اب بھی ان دونوں کی ماں بیٹے جیسے محبت پر ثانیہ بیگم پریشان تھی تو پھوپھو انتہائی غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔
پر زریش کو کہاں فرق پڑنے والا تھا وہ تو ان سب کی نظروں سے بے پرواہ اپنے آپ میں مگن تھی اپنے بھالو کے ساتھ۔۔۔

سائرہ بیگم دیکھتی دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہی تھی کہ یہ رونق انکے گھر کی بنے۔۔
انکے بیٹے کی زندگی میں رونق لائے انہیں خوشیاں دے پر آگے تو رب مالک تھا پتا نہیں کیا رضا تھی اسکی۔۔۔۔

تقویٰ کسمسا کر دونوں کی پہنچ سے دور ہوئی۔۔۔

"کچھ شرم کچھ خیال کرو اسکی طبیعت کا کھلونا بنا کر وہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو وہ اپنی طرف اس طرف بچے پر کوئی آنچ آگئی اللہ نا کرے تو"۔۔ آغا جانی اٹھ کر تقویٰ کے پاس آئی اور اسکا دوپٹہ ٹھیک کرتی اپنے ساتھ لے جا کر تخت پر بیٹھایا۔۔

"بچے"۔۔۔۔۔!!!صائم نے نا سمجھی سے تقویٰ کو دیکھا۔۔۔اور وہ اسکی الجھی نظریں پاتی ہی ہڑبڑا کر سر جھکا گئی۔۔۔

"یہ بچے کیا۔۔۔؟؟؟مطلب ہو کیا رہا ہے ہمیں کوئی بتائے گا صبح صبح میری بیوی کو اتنا سجا دیا ہے اوپر سے سزا ہے شادی کرنے کی اور اب بچے شچے کی بات ہو رہی ہے میں سمجھا نہیں"۔۔وہ کہتا تقویٰ کے سر پر پہنچا جس پر وہ سمٹ گئی۔۔

آغا جان ہنستے ڈرائنگ روم میں اللہ کا شکریہ کرتے چلے گئے اب وہاں صرف آغا جانی سفینہ بیگم ثانیہ بیگم سائرہ بیگم زریش اور تقویٰ کو دیکھتی مسکراتی عائشہ بھی باہر آگئی تھی۔۔

صائم اسکے سر پر کھڑا جواب کے منتظر تھا اور دانیال اسکی پشت دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

تقویٰ نے دانت پیستے اسکے اس طرح کے امتحان پر اپنی بھیگی ہتھیلیاں رگڑی۔۔۔

"چلو شادی کے بعد سوال جوابات ہوں گے اب چلو میرے ساتھ"۔۔۔دانیال اسکی گردن میں بازو ڈالکر روب سے کہتا اسے اپنے ساتھ کھینچ کر لے گیا جبکہ وہ پھڑ پھڑا رہا تھا اپنی بیوی کے چہری کی سرخی دیکھتے۔۔
اسکے دماغ کا بلب روشن ہو رہا تھا اور دل کی دنیا میں اچھل کود مچ گئی تھی۔۔

آنکھیں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔
وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھنا چاہتا تھا پر دانیال نے اسے ایسی کوئی حرکت کرنے نا دی بلکہ کھینچ گھسیٹ کر اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے گیا۔۔

اور اپنے ساتھ ہی بیٹھا دیا جبکہ وہ بھاگنے کیلئے مچل رہا تھا۔۔

"بھائی دومنٹ بھائی"۔۔۔!!بے بس ہوتے وہ التجاؤں پر اتر آیا۔۔۔"صرف تیری بہن سے پوچھنے دے سرخ کیوں ہو رہی ہے"۔۔اسکی بات پر جہاں دانیال نے دھپ لگائی تھی پیچھے وہیں ڈرائنگ روم میں قہقہے گونج اٹھے۔۔۔

"چپ کر کے بیٹھ ڈاکٹر، کس نے تجھے ڈاکٹر کی ڈگری دے دی"۔۔۔!!!رضا دوسری طرف آ کر بیٹھتا دونوں اسے قید کر چکے تھے اور وہ غصے سے پھڑ پھڑا کر مجبور ہو گیا۔۔۔

دانیال نے ہارون کی طرف دیکھا۔۔۔

کل جاتے ہوئے اسنے کال کی تھی اسے اور پوچھا تھا کہ "کیا تم زریش کو پسند کرتے ہو"؟

اسکا جواب ہاں میں تھا اور دانیال کا دل کیا اس غدار دوست کو سولی پر لٹکا دے کمینے میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ایک بار اس سے بات کر لے۔۔۔

خوامخواہ اسکی معصوم کزن کو اتنا رلایا۔۔۔

اور پھر عائشہ کو بھیجا زریش کے پاس کہ پوچھ آئے وہ ہارون کو پسند کرتی ہے تو اسنے روتے ہوئے شرمندگی سے سر جھکاتے اثبات میں ہلایا کہ وہ ساحل کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔

دانیال دونوں طرف کی سن کر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا کہ دونوں اسکے اچھے دوست تھے اور دونوں نے ہی اسے پرایا کر دیا تھا ---

اب ہارون سے تو بعد میں نمٹنے کا سوچ رکھا تھا پر زریش کو تو ابھی ہی اس دوستی میں دھوکے بازی کی سزا دینی چاہی تھی ---

"رضا اپنی خالہ کی بیٹی کو پسند کرتا تھا زریش سے رشتہ آغا جانی کی وجہ سے جوڑا تھا اور جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے شادی کے وہ بے چین ہوتا گیا --

اپنی ماں کو بتایا تو انہونے ڈانٹ کر چپ کروا دیا کہ اب ایسا کچھ نہیں ہو گا پہلے منہ کھولنا چاہیے تھا --
اور وہ بے بس ہوتا آخر کار دانیال کے پاس گیا اور اسے ساری حقیقت بتائی کے شادی کے بعد نا زریش خوش رہ سکے گی نا ہی خود اسلئے آپ کچھ کریں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا ---

دانیال کا دل کیا اسکا منہ سجا دے پر زریش کی رضا بھی اس میں نا دیکھ کر خاموش رہ گیا ---

اور اب سارے معاملے ڈرائنگ روم میں بتائے جا رہے تھے ایک طرف ہارون بیٹھا تھا سر جھکائے تو دوسری طرف رضا ---

اب آغا جان پر تھا کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں ---

"کمینے تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری سالی کے ساتھ ایسا کرنے کی جب چودہ انجکشن ناف میں لگاؤں گا پھر عقل آئے گی بے غیرت"۔۔۔!!صائم غصے سے رضا کی گردن میں بازو ڈالتے صائم اسکے کان میں غرایا کہ وہ آہ کرتا مچل اٹھا اور اسکی بات سن کر سب نے ساتھ قہقہے لگائے۔۔۔

"یہ سدھر گیا ہے"۔۔۔؟؟دانیال نے اسے گھورتے آغا جان کی طرف دیکھا وہ ہنس پڑے تبھی صائم نے اپنا کالر جھٹکا۔۔

"الحمداللہ میری مولانی نے سدھار لیا"۔۔!!اسنے فخر سے گردن اکڑائی پر اگلے پل دانیال کو جو ہاتھ اسکی گردن پر پڑا وہ کراہ کر جتنا اکڑا تھا اتنا ہی سہم گیا کہ آغا جان خوشی سے قہقہہ لگاتے اپنے سامنے اپنے وہاب کو دیکھتے نم آنکھیں پونچھ گئے ۔۔۔

"اس بار تم نہیں ہارے وہاب جیت گئی محبت اور اچھائی"۔۔۔!

----------------------------------------*

"تقویٰ"۔۔۔!!ڈبڈباتی نظروں سے عائشہ تقویٰ کو دیکھتی پکارنے لگی۔۔

اس تڑپ بھری پکار پر تقویٰ بھی سر اٹھایا بلکہ خود بھی اٹھ کر کھڑی ہوئی اور پانیوں بھری بھوری آنکھیں اٹھائے سامنے روتی ہوئی عائشہ کو پایا۔۔۔

"عاشی"۔۔۔۔!!وہ روتی ہوئی مسکرائی۔۔

"کمینی"۔۔۔!!!عائشہ نے سسکی لی جس پر تقویٰ نے گالی پر گھورا۔۔۔

وہ روتی ہوئی چلتی اسکے سامنے آئی، تقویٰ اور عائشہ کی خواہش تھی ایک دوسرے کو سینے میں بھیجنے کی پر بیچ میں عائشہ کا بڑھا ہوا پیٹ دیکھ کر دونوں قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

"یہاں آئو بے وقوف"۔۔ تقویٰ نے ایک بازو پھیلایا اور اسکی گردن میں ڈالا عائشہ نے بھی بازو اسکی گردن میں ڈالتے دونوں نے باری باری ایک دوسرے کو کس کیا اور زندگی سے بھرپور قہقہہ دونوں کا فضا میں گونج اٹھا۔۔۔۔

"ہمیں بھول گئی ساحل ہم ان دونوں سے کٹی ہیں"۔۔۔!!زر نے ساحل سے منہ بسورے کہا جو پہلے ہی تقویٰ کے پیار نا کرنے پر منہ پھولائے بیٹھا تھا۔۔

"آئے میرا ساحل آیا ہے آپی کیلئے"۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی اسکے پاس آئی اور نیچے چیئر کے پاس بیٹھی۔۔۔

ساحل کچھ دیر ایسے دیکھتا رہا اور ایکدم اتر کر اسکے گلے میں دونوں بانہیں ڈالکر بے تحاشہ رونے لگا۔۔۔

"آپی آئی لو یو"۔۔۔!!اسکے گال پر لب رکھتے وہ سسکتا بولا۔۔۔

سب مسکرائے سائرہ بیگم نے پلو سے آنکھیں پونچھیں۔۔۔

سفینہ بیگم اور آغا جانی نے دلاسہ دیتے انہیں چپ کروایا۔۔۔

"ساحل"۔۔۔!!اسکے آئی لویو کہنے پر زر نے مصنوعی نے صدمے سے پکارا

ساحل تڑپ کر زر کو دیکھنے لگا۔۔۔

"مما آپ سے سیکرٹ والا ابھی پیار ہے نا"۔۔۔!!وہ چیئر پر چڑھ کر زر کے کان میں سرگوشی سے بولا اور گلے میں بازو ڈالتے گال پر کس کر گیا کہ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"یہ تو سہی کہا"۔۔۔!!وہ بھاری ہوتے دل کے ساتھ کہتی اسے سینے میں بھینچ گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں عائشہ اور تقویٰ کا صدقہ نکالا گیا۔۔۔

اور زیور کپڑے مٹھائیاں سارے گاؤں میں تقسیم کر دی گئی۔۔

"بی بی دانیال صاحب نے کہا ہے کہ آپ سب تیاری کریں گھر چلنا ہے"۔۔ ملازمہ نے آکر دانیال کا پیغام پہنچایا۔۔۔

سب سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی آغا جانی محبت سے تقویٰ کو دیکھنے لگی کہ اب اسے پوری چاہ سے باپ کے گھر سے لانے جائیں گی سارے گاؤں کے سامنے۔۔۔۔۔

ایک الگ سی سکون کی لہر پورے گاؤن میں دوڑ گئی تھی۔۔۔

"مجھے میری بیوی کے پاس جانے دو مجھے ہو چھنا ہے وہ سرخ کیوں ہو رہی تھی"۔۔۔!!!لاؤنج میں صائم کی غصے بھری آواز پر عائشہ اور زریش نے معنی خیزی نظروں سے تقویٰ کو دیکھا

وہ جھینپ کر سر جھکا گئی تو تو دونوں کا قہقہہ گونجا۔۔

"اب تو سائیں ویٹ کریں لمبا چوڑا"۔۔وہ دل میں سوچتی ہنسی۔۔

اور حویلی کی بیک سائیڈ سے آغا جانی کے کہنے پر دانیال کی گاڑی میں بیٹھی سب۔۔۔

------------------------------------------------*

وہ فریش ہوتی پنک کلر کے سوٹ میں بھیگے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔۔

شرم اور اسکی شدتوں سے اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے اور لبوں پر شرمگین مسکراہٹ تھی۔۔

بال ڈرائے کرنے کے بعد اب وہ انکی چوٹی بنا رہی تھی۔۔۔دماغ کے پردوں پر جب بھی اسکی محبت کی بارش کا انداز اسکی شدتیں یاد بنکر لہراتے تو وہ نئے سر سے سہم جاتی۔۔

اپنی ابتر دھڑکنوں پھولوں سانسوں سے بمشکل وہ چوٹی کے بل باندھ رہی تھی۔۔

حیدر اسکے بدن پر کپکپاہٹ ابھی تک دیکھتا مسکرا دیا۔۔۔

بلیک ٹرائوزر میں بغیر شرٹ کے وہ تولیے سے بال پونچھتا اسکے پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔

حجاب ایک پل کو آنکھیں موند کر رہ گئی۔۔اور نظریں چوٹی پر ٹکاتی آخر بل ڈال رہی تھی کہ اسے اپنی گردن پر بھیگی انگلیوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔۔۔

اسکی سانسیں سینے میں اٹک گئی اور لب بھینچتے اپنی چوٹی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔

حیدر نے جھک کر اسکی گردن پر لب رکھے کہ وہ اچھل کر رہ گئی۔۔۔

اور ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے دوسرے سے آگے جھک کر دراز سے ایک سرخ رنگ ململ کا کیس نکالا اور اس میں سے ڈائمنڈ کا پینڈنٹ نکالتے اسکی خوبصورت شفاف گردن کی زینت بنایا۔۔

"کیا ہوا ہے یار ایسے سمٹ کر کانپ کیوں رہی ہو"۔۔۔؟؟؟تولیہ پھینک کر دوسرا بازو بھی اسکی نازک کمر میں ڈالتے اسکے کندھے پر تھوڑی رکھی۔۔۔

حجاب کا دل دھک دھک کرتا ساری پسلیاں توڑ کر باہر کو جیسے آ رہا تھا۔۔۔

"بتائو گی نہیں"۔۔؟؟اسنے کان پر لب رکھتے سرگوشی کی وہ سمٹ کے پلٹتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔

اسکی حالت کو دیکھتے حیدر نے اسے بازوئوں میں اور اٹھایا اور کندھے پر ڈالتے بیڈ پر لایا اور آہستہ سے بیڈ پر ڈالتے خود اس پر جھک آیا جسے دیکھ کر حجاب کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئی۔۔

"تھوڑا ریلیکس ہو جائو اب اتنا ڈر رہی ہو جیسے میں تمہیں کھا رہا ہوں،، ریلیکس ہو گہرے گہرے سانس بھر کر تو ناشتہ کرنے چلیں"۔۔اسکی گال تھپتھاتے وہیں اپنے لب رکھے۔۔۔

وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور حجاب اپنی دھڑکنیں بحال کر رہی تھی۔۔۔
اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی ذرا سی ہی نظریں اٹھا کر حیدر کو دیکھ لے اگر ہمت کرتی بھی تو دھڑکنیں ڈرا دیتی۔۔۔

"بس اتنی بہادر بنتی تھی"۔۔۔حیدر نے ہنستے کہا تو حجاب کا چہرا مزید سرخ پڑ گیا۔۔

حیدر اسکے تاثرات دیکھتے مسکرا کر اسکے لبوں پر جسارت کرتا اسکی گردن میں منہ چھپانے لگا۔۔

"شش۔۔۔شاہ"۔۔اسکی جو ابھی حالت نارمل ہوئی تھی حیدر کے یوں اچانک سے پھر حملے پر دھک دھک ہونے لگی سینے میں۔۔

"شاہ کی جان"۔۔۔!!وہ اسکی ناک سے ناک ملا کر ہنستا اٹھا۔۔
حجاب اٹھ کر اسے پیچھے دھکا دیتی آگے بڑھی۔

اسنے لائٹ سی لپ سٹک لگائی اور کاجل آنکھوں میں لگا کر ٹاپس پہنتی کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنتی حیدر کی طبیعت بگاڑ گئی۔۔

گلابی آنچل سر پر ٹکائے اس پر ایک نظر ڈالتی وہاں سے نکلی۔۔۔

"ظلم ہے یہ"۔۔۔!!اسنے پیچھے سے کہا کہ صرف حجاب کی کھکھلاہٹ ہی سنائی دینے لگی۔۔

وہ دل مسوس کر پھر تیار ہوتا آفس کیلیئے نکلا۔۔۔

ناشتہ کی ٹیبل پر مہکار گھور کر حجاب کو دیکھ رہی تھی انتہائی نفرت سے یہ سب چھپا نہیں تھا حیدر سے اور وہ ماتھے پر لاتعداد تیوریاں لیے بمشکل ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔۔

" مینے حویلی کال کی ہے بے بے (نانی) کے پاس جا رہی ہو تم کل تیاری پکڑ لو اب تم وہیں رہو گی یہاں رہنے کی لائق نہیں تم "۔کافی کا سپ لیتے حیدر نے مہکار سے کہا جس پر وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"تم ہوتے کون ہو میری زندگی کے فیصلے کرنے والے تمہارا مطلب ہے میں جائوں اس جنگل میں اور وہاں گائے بھینسوں کے گوبر اٹھائوں یہاں تم عالیشان زندگی گذارو میری زندگی تباہ کر کے"۔۔۔وہ چیختی ٹیبل سے جوس کا جگ نیچے پھینکتی اٹھی۔۔

وہ ہار گئی اس چھوٹی سی لڑکی سے۔۔

اسنے کیا کیا سوچا تھا کہ اسکے بھائی کی زندگی میں کبھی خاندان کی لڑکی نہیں آئے گی۔
پر وہ آگئی بلکہ اسکے بھائی کو بہت آسانی سے جیت بھی گئی۔۔۔

اتنا مضبوط رشتہ کیسے ہو سکتا ہے اسکا۔۔۔
کتنے بہانے بہانے سے زہر اگلے تھے عائشہ اور تقویٰ کی ساری جھوٹی حقیقت سامنے کھول کر رکھ دی تھی چیخوں کے بہانے پر وہ کسی کا اثر لئے بغیر زندگی بنا گئی کیسے۔۔۔۔!!!!

"بکواس بند کرو ہمنے تمہاری زندگی برباد کی ہے"!!!کپ پٹختا اس الزام پر حیدر دھاڑا تو مہکار آتش بنکر میدان میں اتری ۔۔۔

"ہاں تمنے اور تمہارے باپ نے دونوں نے ملکر میری زندگی برباد کی مجھے برباد کیا میرا گھر توڑا میں سب کو بتائوں گی سارے جہان کو بتائوں گی کہ میرا گھر برباد کر کے اب اپنے گھر میں عیاشیاں کر رہا ہے"۔۔۔۔وہ گلا پھاڑ کر دھاڑی کہ اسکی آخری بات پر حجاب کا تو شرم سے چہرا جھک گیا اور حیدر کی آنکھیں سرخ لہو ہو گئی۔۔۔

وہ چلتا اسکے سامنے آیا اور اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ اٹھا مہکار کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔کی آواز سے حجاب سہم سی گئی۔۔۔

وہ آنکھیں پھیلائے کبھی مہکار کے سپید چہرے کو دیکھتی تو کبھی ضبط سے سرخ حیدر کے چہرے کو۔۔۔

"مجھ پر الزام لگانے سے پہلے اپنے کارنامے یاد کرو کیا کیا تھا تمنے ہارون بھائی کے ساتھ۔۔۔!!میں تو کہتا ہوں ڈوب مرو اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی وہی کی وہی ہو۔۔ میں سمجھا میری بہن کو پچھتاوے ہوں گے وہ معافیاں مانگے گی سب سے اور سب کا بھلا چاہے گی پر مجھے کیا معلوم تھا تم حقیقت کی ناگن ہو ہمارے گھر میں !جس طرح بچپن میں میرے کھلونے توڑ دیتی تھی ویسے ہی بڑے ہوتے تمنے مجھے اور میری زندگی کو برباد کرنا چاہا پر یاد رکھو جیت ہمیشہ اچھائی کی ہوتی ہے برائی کی نہیں۔ تم نے جتنا برا چاہا میرا امیرے مالک نے اتنا ہی اچھا کیا میرے ساتھ اور مجھے اتنی پاک اور پیاری شریک حیات دی۔۔ تم کیا سمجھتی تھی میں تم اور تمہارے منصوبوں سے انجان ہوں میں یا ڈیڈ کوئی انجان نہیں تھے ہم جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں ڈائن پیدا ہوئی ہے پر اس کے باوجود ہم تمہیں رحمت سمجھتے خاموش تھے۔ تم میری کیا ہو گی مہکار تم تو اپنے باپ کی نہیں ہو سکی۔۔۔ جو تمہیں اپنی زندگی برباد کرتے دیکھ کر سانسیں ہار گیا۔۔۔ تم اس شوہر کی نہیں ہو سکی جس کی ان چاہی ہونے کے باوجود تمہیں پلکوں پر بیٹھایا۔۔۔ تم اپنی کوکھ کی نا ہو سکی جو تڑپتا رہتا تھا جب بھی میری گود میں آتا یہی پوچھتا کہ مما مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتی مما مجھے گود میں کیوں نہیں اٹھاتی مجھے کس کیوں نہیں کرتی۔۔۔!!!اور میں تم پر دکھ کروں کہ تم میری کیوں نہیں ہوئی"!!!وہ کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"ہمیشہ میرے کھولنے چاہے تمنے اور میں چاہ سے لیکر آتا پھر تمہارے رونے پر دے دیتا۔۔۔

تمنے ہارون کو دیکھا جسکے پیچھے خاندان کی لڑکیاں اسکی چاہ رکھتی تھی اور تمنے زور زبردستی سے اسے حاصل کر کے کیا جتایا کہ تم جو چاہے کر سکتی ہو اور مہکار چھین کر حاصل کر سکتی ہے۔۔

تمہیں بچہ نہیں چاہیے تھا اسکے باوجود ہوا تو تمنے اپنی ناپسندگی دیکھاتے اس معصوم پھول کو توڑ موڑ دیا۔۔

تمنے میری زندگی میں سے تقویٰ کو چھیننا چاہ تو کر دیا الگ مجھے اس سے۔۔

تمنے عائشہ کو میری زندگی لانا چاہا کیونکہ وہ خوبصورت تھی تو اسکی زندگی برباد کر دی

تمنے دولت کیلئے ہارون بھائی کو چھوڑا تو وہ تمہیں حاصل ہو گئی۔

تمنے عالیشان زندگی چاہی تو وہ تمہیں حاصل ہوئی۔۔۔

یہ ہے تمہاری نظر جو سب کچھ دیکھتی خوش ہوتی ہے اپنے روح کو سکون پہنچاتی ہے سب کو برباد دیکھ کر۔۔۔

پر اب تمہیں حقیقت بتائوں۔۔۔!!" اسنے مسکراتے حجاب کو دیکھا وہ سپید رنگت سے دیکھ رہی تھی۔۔

حیدر نے آنکھیں جھپک کر اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا تو وہ گہرا سانس بھرتی گلاس لبوں سے لگا گئی۔۔

مہکار آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی کہ کیا ہے حقیقت۔۔۔

اگر اسکی سوچ کے برعکس نکلا تو وہ شاید ہی زندہ رہے۔۔۔

اسے تسکین ملتی تھی سکون آتا تھا سب کو ایسے دیکھ کر۔۔ پر کیا یہ حقیقت نہیں تھی اسکی اتنی بربادی کے باوجود سب خوش تھے کیا۔۔۔۔

"نہیں"۔۔۔!! وہ بدحواس سی ہو کر بوکھلاتی گھبراتی پیچھے ہوئی جیسے پائوں میں زمین سے بچھو نکل کر اسکے جسم میں داخل ہوئے ہوں۔۔۔

"ہاں یہی حقیقت ہے ڈارلنگ"۔۔۔ حیدر نے تمسخرے سے اسکی سرخ رنگت دیکھتے کہا۔۔

وہ یہ سب نا کرتا اگر اسے رات کو عروج کا روتے ہوئے وائس کلپ نا ملتا۔۔۔

اس میں اسنے روتے ہوئے بتایا کہ اسکی بہن زبردستی اسے اس روم میں لے گئی بلکہ اسے زبردستی نائٹی پہنائی بلکہ پھر لائٹ آف ہونا حجاب کو چائے بنانے بھیجنا حیدر سب سمجھ گیا۔۔

اسکا دل کیا رات کو ہی وہ جا کر اسکے تھپڑوں سے منہ سجادے پر اپنے حصار میں سوئی بیوی کے ڈر جانے کی وجہ سے وہ بمشکل ضبط کیے پڑا تھا۔۔

پر آتش آگ میں ایک پل بھی اسکی آنکھ نا لگی اور ابھی لگی ہی تھی کہ وہ پھر سامنے آگئی تھی۔۔۔

اور اب وہ اسکے سامنے کھڑی سارے الزامات اس پر اور اسکے مرحوم باپ پر لگا رہی تھی اتنا کیسے گر سکتی تھی وہ عورت

"کک۔۔۔ کیا ہے حقیقت "؟؟ وہ ہکلائی۔۔۔

"حقیقت یہ ہے مس مہکار شاہ کہ جب بچپن میں مجھ سے کھلونے چھین کر مجھے روتا دیکھ کر خوش ہوتی تھی پر در حقیقت وہ خوشی مجھے ملتی تھی کیونکہ اسکے بعد میرا باپ آکر مجھے پیار محبت کرتا مجھے چپ کرواتا تھا ان بے جان کھلونوں سے کئی زیادہ خوشی مجھ انکے آغوش سے ملتی تھی یہ تمہاری انجانے میں ہار ہوتی تھی۔۔

حقیقت یہ ہے کہ ہارون شاہ کو حاصل کرنے کے باوجود تم اندر سے کبھی خوش نا ہوئی کیونکہ تمنے اتنی ساری دولت صرف بے وقوفی میں لڑکیوں کو نیچا دیکھانے کیلیئے چھوڑی تھی وہ سوچ تمہیں ایک رات بھی سکون سے سونے نہیں دیتی تھی۔

تمنے ساحل کو جنم دیا اور ان سب کو دیکھانے کیلیئے تمنے اسے اپنے وجود سے الگ کیا تو اس میں بھی ایک رب کی رضا تھی کہ آج وہ تم سے الگ ہو کر جی رہا ہے جو ایک معصوم بچے کیلیئے انتہائی مشکل ہے۔ایک لحاظ سے تمنے اپنی ناپسند گی اولاد میں ہارون کو دیکھائی تو دوسری طرف سے ساحل شاہ اپنے باپ کے نزدیک ہو تا تمہیں تمہارے احساس کو بھول گیا اب جب کوئی بھی دوسری ماں اسے پیار دے گی تو اسے یاد نہیں ہو گا مہکار نامی عورت کی کوکھ سے وہ آیا ہے۔۔۔"حیدر کی باتیں اسکا سینہ چیر کر اندر جارہی تھی اور وہ زرد رنگت سے اسکا چہرا تکنے لگی۔۔

حجاب سے اسکی حالت دیکھی نا گئی تو وہ نظریں جھکاتی ٹیبل پر بچھے کور کو ناخون سے کھڑوچنے لگی۔۔۔

" تمنے ایک معصوم لڑکی جسے اپنا بھائی تم لوگوں کے بھروسے چھوڑ کر گیا تھا اسے پل پل رنگت کے طنز کرتے مارا اسے نوکرانی بنا دیا گھر کی اسکی چادر کو میلا کرنا چاہا یہاں تک کے بھائی مانتی تھی وہ ہارون کو اور وہ اسے بہن تمنے ان عقیدت بھرے رشتے پر کیچڑ اچھالی اسے ہر جگہ سے رسوا کرنے کی کوشش کی اسے اچھی زندگی نا ملے گائوں والی کو تو تمنے اسے برباد کرنے کی کوشش کی پر کیا ہوا مہکی وہ آج اتنی خوش ہے کہ جتنے ہم نہیں اسے اس قدر چاہنے والا شوہر ملا ہے کہ وہ پائوں بھی زمین پر رکھتی ہے تو وہ دیکھتا ہے زمین میں تپش تو نہیں کہ اسکی بیوی کے پائوں پر آنچ آئے۔۔وہ جس قدر بگڑا بد تمیز تھا آج اس قدر اچھا ہے کہ دل اسے دیکھ کر دعائیں دینے کو کرتا ہے اس جیسا بننے کی خواہش کرتا ہے اسے اسکی بیوی نے بدل دیا ہے جسکی پاک دامنی کا وہ عاشق ہے اگر اب تم جاکر اسکے سامنے تقویٰ پر اف کہہ آئو تو اگلے پل وہ تمہاری سانسیں نا چھوڑے اس قدر دیوانہ ہے اسکا یہ حقیقت ہے اور وہ گائوں کی لڑکی شہر کے رئیس زادے کی بیوی ہے دولت اتنی ہے اسکے پاس کہ جتنی ہمارے پاس نہیں آدھے برابر نہیں ہمارے پاس یہ ٹھہری حقیقت۔۔۔

عائشہ۔۔۔!!میں تو سوچتا ہوں مجھے رونا آتا ہے کہ کیسے تمنے اس معصوم کے ساتھ ایسا کیا۔۔ کیا چاہتی تھی صرف یہ ناکہ اسکے پاس بھی گاڑی ہو اسکا باپ امیر ہو وہ گاڑیوں میں اسکول جائے اچھے اچھے کپڑے پہنے اس میں کیا برائی تھی مہکار کیوں اس بچی کی خواہش سے کھیلی تم اسے خواہش خواب دیکھنے والی تتلی کو گناہگار بنا دیا کیوں اسکی معصوم دوستی کو دشمنی بنا دیا مہکار کیسے معاف کرو گی تم خود کو مجھے گھن آتی ہے تم سے۔۔۔!! آج جا کر دیکھو وہ اپنا بہت کچھ گنوا چکی ہے پر پھر بھی ایک انتہائی اچھے انسان کی بیوی ہے بلکہ اسکے بچوں کی ماں بننے والی نمازی ہے پانچ وقتی اور اللہ اسکی معصوم خواہشیں ضرور پورا کرے گا۔

تم دولت کے پیچھے آئی تو تمہیں دولت تو مل گئی پر ایک نظر خود پر ڈالو کیا گنوا دیا تمنے۔۔۔ آپنا آپ گنوا دیا باپ کی شفقت محبت سب کچھ گنوا بیٹھی بھائی گنوا دیا ہر چیز مہکار سب کچھ صرف چند نوٹ تمہارے ہاتھ میں ہیں اور کچھ نہیں تم خالی ہاتھ رہ گئی ہو اس بھری دنیا میں۔۔۔۔۔

اور رہی ہارون بھائی اسے تو پتا نہیں کس جرم کی سزا دی پر اللہ نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ اس میں بہتری رکھی کہ تم اسے چھوڑ کر گئی تو اسکی زندگی میں بہار آئی اسے اسکی محبت نظر آئی اور آج وہ گئے ہیں پھوپھو خود ہارون ساحل تینوں اسے لینے وہ تینوں کی من چاہی ہستی ہے ایک پر خلوص عورت کو لینے جا رہا ہے وہ اپنی زندگی میں تمہیں تم سے جڑے ہر ایک چیز کو اپنے اندر سے تو نکال گیا بلکہ وہ گھر بھیج دیا جس میں اسے تم سے یا تمہارے وجود سے ریلیٹڈ کوئی احساس ہو۔۔۔ اتنا ناپسند کرتا ہے تمہیں اب یہی سب حقیقت ہے جسے تم انجانے میں تسکین بنائے خوش ہوتی مزید بربادی پر اتر آئی تھی۔۔۔"۔

وہ کہتا آنکھیں صاف کر کے اسکی ویران وحشت بھری آنکھوں سے نظریں چرائے روتی ہوئی حجاب کے پاس آیا اور اسے اٹھا کر اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔

یہ ساری باتیں اسے ہارون نے بتائیں تھی صائم اور عائشہ تقویٰ کی۔۔۔

وہ بہت خوش ہوا تھا انکے لئے۔۔ اور ہارون کے گھر بھیجنے پر مایوس بھی۔۔

زریش خان کے بارے میں کچھ نہیں چھپایا تھا کہ وہ کیسے اسکے سینے میں دھڑکتے دل میں بس گئی ہے کیسے وہ اسکے بیٹے کی سانسوں میں ماں بن کر بیٹھی ہے بغیر کسی لالچ مطلب کے وہ انکی زندگی کو بہار بنا گئی ہے۔۔

اور اس سے دانیال نے پوچھا کہ کیا تم زریش خان کو پسند کرتے ہو۔۔۔

جسے سن کر ہارون کچھ پل تو بول نا سکا پر پھر دوست سے کیا چھپانا اسلئے ہاں کہہ دی کہ وہ زریش کو پسند کرتا ہے اپنی سانسوں سے زیادہ۔۔ بھلے اسکی زندگی میں پہلے عورت آچکی ہے بیوی کے روپ میں پر اسکی محبت جنون زریش خان ہی ہے اور اسکی شدتوں چاہتوں کی مالک زریش خان رہے گی۔۔۔۔

"تم مجھے برباد کرنا چاہتی ہو نا تو یہ ہے میری آبادی آج میں اسے تمہارے حوالے کر کے جا رہا ہوں دیکھتا ہوں کتنا برباد کر سکتی ہو مجھے کر لینا آج مجھے برباد تباہ"۔۔۔ وہ خوفزدہ سی آنکھیں پھیلائے دیکھتی حجاب کی آنکھوں پر لب رکھتا اسے مہکار کے سامنے کر گیا۔۔۔

"شاہ"۔۔۔!! حجاب سسکتی مہکار کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی اس میں چھپنے لگی پر حیدر نے اسکی کوشش ناکام کر دی۔۔۔۔

"میں جا رہا ہوں آفس مہکار آج میں دیکھنا چاہتا ہوں تم اور کتنی بربادیاں مچانے کی خواہش مند ہو اپنی تسکین کیلئے مجھے کس حد تک مار سکتی ہو،، یہ ہے میری زندگی دے رہا ہوں تمہیں مارنا چاہو تو تمہارے سامنے ہے"۔۔ وہ پھر حجاب کے سر پر بوسہ دیتا ایک نظر خود کو تکتی مہکار پر ڈال کر چیئر پر رکھا بریف کیس اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اور حجاب خوف سے مہکار کو دیکھنے لگی۔۔

سارے لائونج میں صرف دونوں ہی رہ گئی تھی۔۔۔ ملازمہ کچن میں تھی اور کوئی نہیں تھا اسے بچانے والا۔۔۔

اسے حیدر سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ ایک پاگل کے سامنے نوالہ بنا کر چھوڑ جائے گا۔۔

---------------------------------*

"آپ سب نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ میں بتا رہا ہوں سب کو"۔۔۔۔!!صائم غصے سے سب سے بائیکاٹ کیے ڈرائنگ روم میں بیٹھا غرا رہا تھا۔۔ اسکا بس چلتا تو ابھی کھینچ کر تقویٰ واپس لاتا اور یہاں سے لیکر چلا جاتا۔۔۔

اسکی بیوی اسکے بچے کی ماں بنے والی تھی اور وہ پاگل سا سوچتا دیوانہ ہو رہا تھا کہ کیسے وہ اس سے چھپا سکتی تھی۔۔
ایک بار بھی اسے اشارہ نا دیا کہ سائیں آپ بابا بننے والے ہیں۔۔۔۔
"ایک بار مل جائو تمہیں تو میں ایسی سزا دوں گا کہ ساری عمر دوبارہ ماں بنتے غلطی سی بھی مجھ سے نہیں چھپائو گی"۔۔!!وہ دل ہی دل میں پکے عزم باندھتا پہلو بدل گیا۔۔

آغا جان وجدان صاحب آغا جانی نے اسے بہت سمجھایا کہ کچھ دن کے بعد تو وہ اسکے پاس ہو گی۔۔۔

پر وہ سمجھے تب نا اسکی بس یہی ضد تھی کہ اس سالے صاحب سے بول کر اسکی بیوی اسے دی جائے ورنہ وہ کچھ کر دے گا ---

اسے اسکی بیوی چاہیے سامنے کیسے بھی کر کے ---

پتا نہیں کیوں اسے خاندان راس نہیں آتا تھا کوئی بھی ہوتا سواء اسے نقصان کے کچھ نہیں دیتا تھا --

"اب کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اسے یہیں بیٹھاتے اور شادی وادی کی رسمیں کرتے یوں دور لے جا کر کون سی شادی ہو رہی ہے میری" --- سامنے بیٹھا سیف اور جنید پر دھاڑا کہ بیچارے دونوں اچھل پڑے ---

وہ دونوں آج بھی اسکی ہاں میں ہاں کر رہے تھے ---

"تو کہے تو بھائی کوئی بندوبست کروائیں" ---!! سیف نے مسکراتے پوچھا صائم نے چونک کر دیکھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا --

"کیوں جنید" --!! سیف نے اسکی رائے پوچھی وہ سٹپٹا اٹھا ---

"جا دفع ہو جا اسکا بھائی اتنا خطرناک ہے ابھی وہ گھر میں بیٹھی ہے اگر وہاں ایسی کوئی حرکت تو وہ ہماری ایک پسلی نہیں چھوڑے گا" -- جنید نے دامن بچایا پر جب نظریں صائم پر گئی تو کھسیا گیا --

"نہیں اب اتنے بھی ڈرپوک نہیں بھائی کے واسطے جان دے سکتے کیوں سیف"۔۔اسنے ہنستے ہوئے کہا۔سیف نے فوراً تاکید کی۔

"چل پھر جان دینے کی تیاری کر"۔۔!!وہ تبسم سی آنکھوں سے بولا۔۔
سرخ نیلی آنکھیں چمکنے لگی۔۔

"وہ توکمینہ ہر دم مرنے کیلیئے تیار رہتا تھا اور اسے بھی گھسیٹ لیتا تھا"۔جنید سوچ کر سیف کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا سوچنے لگا۔

"بس بھائی تو بے فکر رہ جب تک یہ تیرے یار زندہ رہیں گے کوئی تجھے بھابھی سے الگ نہیں کر سکتا ہم لوگ ابھی جا رہے ہیں"۔۔۔وہ دونوں اسکے گلے لگتے محبت سے بولے صائم ہنس پڑا۔۔۔

"کہاں جانے کی تیاری ہے"؟؟رضا ملازموں کے ساتھ لوازمات لاتا ان کے آخرے لفظ سن کر مسکراہٹ دباتا بولا۔

انہوں نے بیک وقت صائم کو دیکھا جسنے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں کام کرنے جا رہے ہیں میرا"۔۔صائم نے ٹرے سے جوس کا گلاس اٹھاتے کہا۔

"آغا جان کو بتا کر آتا ہوں تو کون سے کام سرانجام دینے والا ہے"۔رضا نے مصنوعی غصے سے دھمکایا۔۔۔

سیف جنید تو حلق تر کرنے لگے پر صائم ہنس پڑا۔۔۔

"اور میں جا کر یہ بتائوں گا کہ اپنی ہی خالہ کے گھر ڈاکا ڈالا ہے ہر سنڈے کو بچہ جاتا ہے درشن کرنے بچی کے کیوں ٹھیک کہانا ؟؟اور بہانا ہے اماں کو بچی پسند ہے قصور یہاں بھی اماں کا یہ نہیں کھولے گا اپنے کالے چِٹھے کہ اپنی ٹھرکی نظروں سے بچی کو بہکایا ہے۔۔۔۔"اسکے مخصوص انداز میں بات کرنے سے سیف اور جنید کے قہقہے گونج اٹھے۔

رضا کا چہرا سرخ پڑ گیا۔۔۔

"ارے دیکھو ذرا بچہ شرما گیا"۔۔۔کہنے کے ساتھ اسنے قہقہہ لگایا رضا اسے گھورتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"بڑے بے غیرت ہو تیرے ساتھ بیٹھنا بھی گناہ ہے دفع ہو"۔وہ غصے سے کہتا اٹھ وہاں سے چلا گیا۔۔

پیچھے تینوں کے زبردست قہقہے پڑے۔۔
"تیرے جیسے بچے ہمارے ساتھ بیٹھ بھی نہیں سکتے جانی"۔صائم نے پیچھے ہانک لگائی۔

رضا کے جاتے ہی وہ دونوں ٹوٹ پڑے ٹرے پر۔۔۔۔

صائم اتنے ماہ بعد انکی حرکتیں سامنے دیکھتا قہقہوں پر قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔

"سنو صائم تم سے ملنے کوئی آیا ہے آغا جان بلا رہے ہیں تمہیں"۔۔کچھ ہی دیر میں رضا واپس آیا اور سنجید گی سے بولا کہ وہ انہیں رکنے کا کہتے لائونج میں آیا جہاں صوفے پر بیٹھے مسٹر مرتضیٰ مسز رابیل اور روتی ہوئی لیلیٰ کے ساتھ پولیس کو دیکھا ۔۔۔۔

"السلام علیکم "۔۔!!اسنے آتے ہی سب کو سلام کیا۔۔

سب نے جہاں سلام دیا وہیں روتی ہوئی لیلیٰ نے تڑپ کر سر اٹھایا۔۔۔

اور سامنے ایک بدلی ہوئی شخصیت کو براؤن شلوار قمیض میں پا کر وہ ششدر رہ گئی۔۔۔

بھورے بال سلیقے سے سجے ہلکی شیو بھوری مونچھیں نیلی سنجیدہ آنکھیں سفید دمکتی رنگت۔۔۔
یہ تو کوئی اور ہی تھا بالکل کوئی سلجھی ہوئی شخصیت یہ صائم زید تو نا تھا۔۔۔

اسکی آنکھیں ہمیشہ بے باک ہوتی تھی اور اسکی آنکھوں میں احترام سے لبریز تھی۔۔۔

"صائم بیٹا ہماری بیٹی سے خطہ ہو گئی بیٹا ہم معافی مانگتے ہیں اسے معاف کر دو بخش دو کچھ دن میں اسکی شادی ہونے والی ہے اسکے خالہ زاد سے اسکی زندگی برباد ہو جائے گی اگر جیل گئی "!!مسز رابیل روتی ہوئی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔۔

اس آدمی منہ کھولا تو لیلیٰ مرتضیٰ کا نام لیا۔
پولیس اسی وقت انکے در پر پہنچی کہ اسنے صائم زید کو مارنے کیلیئے آدمی بھیجا تھا پر وہ بچ گیا ہے الہٰذہ اسے انکے ساتھ چلنا پڑے گا باقی کا معاملہ صائم کورٹ حل کرے گی۔۔۔

وہ دونوں ماں باپ نے حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھا اور اس سے غصے سے پوچھا تو اسنے اعتراف کرتے سر ہلایا کہ اسنے ہی صائم کو مارنے کیلیئے آدمی بھیجا تھا۔۔۔

غلطی انکی ہی تھی اگر وہ اپنی بیٹی کو دولت کیلیئے استعمال نا کرتے تو آج انہیں یہ دن دیکھنے نا پڑتے۔۔۔

"میں سمجھا نہیں آنٹی"۔۔وہ نا سمجھی سے آغا جان کو دیکھتے مسز رابیل سے پوچھنے لگا۔
آغا جانی غصے سے لیلیٰ کو دیکھتی مٹھیاں بھینچیں بیٹھی تھی۔

سب غصے میں تھے اگر آج انکے پوتے کو کچھ ہو جاتا تو وہ تو کہیں کے نا رہتے۔۔۔

"سر اس دن جو سڑک پر اٹیک ہوا تھا جس سب ٹررسٹ سمجھ رہے تھے وہ در حقیقت آپکو مارنے کیلیئے آیا تھا مس لیلیٰ مرتضیٰ کے کہنے پر"۔انسپکٹر نے ساری بات بتائی تو صائم نے مسکراتے لیلیٰ کو دیکھا وہ اسے ہی آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی۔
اور باقی سب اسے حیرت سے مسکرائے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"تم سب جا سکتے ہو"!!اسنے پولیس کو کہا کہ سب ششدر رہ گئے۔۔

"صائم"!!آغا جانی نے غصے سے ٹوکا پر وہ کیسے نہیں دیکھ رہا تھا صرف لیلیٰ کے آنسوں کے علاوہ۔۔

"اگر ہو سکے تو مجھے معاف کرنا لیلیٰ اور میں امید کرتا ہوں اگلی بار جب ہم ملیں گے تو تم روتی ہوئی نہیں مسکراتی ملو گی آفٹر آل ہم بہت اچھے دوست بھی ہیں"۔اسنے آگے بڑھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

وہ اذیت سے آنکھیں میچ گئی۔۔

"شکر تم مجھے نہیں ملے شاید میں تمہیں جینے کے لائق بھی نا چھوڑتی بلکہ تمہاری زندگی میں آنٹی ہانیہ جیسی بن کر آتی"۔۔ اسنے روتے ہوئے دل میں سوچا۔۔

اور سر ہلا دیا۔۔

صائم مسکراتا نم آنکھوں سے وہاں سے چلا گیا۔۔

پیچھے سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔۔

پولیس اسکے حکم پر چلی گئی تھی اور لیلیٰ کو اسکے ماں باپ شکریہ ادا کرتے وہاں سے لے گئے۔۔

وہ جب گاڑی میں بیٹھی تو نظریں سامنے مسکراتے سیف جنید پر پڑی جو اسے ویو کر رہے تھے۔۔

اسنے روتے ہوئے بائے کیا اور گاڑی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

"یہ اچھا نہیں کیا صائم نے"!! آغا جانی نے غصے سے کہا۔۔

"کیوں اچھا نہیں میرے پوتے نے بہت زبردست فیصلہ لیا ہے اگر اسے معافی مل سکتی ہے تو اس بچی کو کیوں نہیں"۔۔ آغا جان نے اسکے عمل سے خوش ہوتے کہا تو وجدان صاحب مسکرا دئے۔۔

"پھر میں کس کھیت کی مولی ہوں جو ناراضی ہوتا"۔ رضا نے پاس بیٹھتے کہا تو سب قہقہے لگا اٹھے۔
ثانیہ بیگم نے گھورا وجدان صاحب کی نظریں خود پر دیکھ کر۔۔۔

*_________________*_________________*

مہکار حجاب کی چھپلی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔ اور حجاب دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔۔

"میں کچھ پانی پی لیتی ہوں"۔۔۔!! وہ زبردستی مسکراتی ٹیبل کے پاس آئی اور اسے ترچھی نظروں سے دیکھتی پانی پینے لگی۔۔

مہکار خاموشی سے اسے دیکھتی چلی گئی اوپر۔۔۔

اور اسکے مڑتے ہی حجاب نے لبوں سے گلاس ہٹا کر ٹیبل پر آہستہ سے رکھتی دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

"باتیں تو ایسے کرتی تھی مجھے ڈر نہیں لگتا فلاں فلاں بڑی ہلاکو خان بنتی تھی سیکنڈ میں خان تری نکل گئی"۔۔۔!! پیچھے سے بریف کیس ٹیبل پر رکھتے اسے اپنے حصار میں لیکر حیدر تمسخرے سے بولا۔۔۔

حجاب کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔

"تم دونوں بھائی بہن مجھے مار دو"۔۔وہ چیخ پڑی۔۔۔
حیدر نے اسکی حالت پر بلند قہقہہ لگایا۔۔۔

"ایسے ہی ماردوں ہاں فری کی ہو"۔۔اسکی پھولی گال پر دانت رکھتے وہ اسے خود میں بھینچ گیا کہ اسکی سانسیں اٹکنے لگی۔۔۔

"کیا کر رہے جانور بن گئے ہیں۔۔۔!!!ملازمہ آجائیں گی ہٹیں پیچھے شاہ"۔۔اسکے سینے پہ کہنی مارتی وہ دبے دبے لہجے میں غرائی۔۔۔

حیدر بھی احساس کرتا اس سے دور ہوا۔۔۔

حجاب نے گھورتے اپنے دوپٹے سے گال صاف کیا۔۔۔

"آج رات تمہیں پڑھاتے ہوئے مزا آئے گا آج ٹوفی کے بدلے کچھ اسپیشل لوں گا"۔۔اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے بولا کہ حجاب بدک کر پیچھے ہوئی۔۔

"مت چھوڑیے گا بدتمیزی"۔وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔۔

"نہیں ہرگز نہیں"۔۔حیدر نے معصومیت سے نفی کرکے اسکی بات مانی۔۔

"آپ گئے نہیں تھے آفس"۔۔۔۔؟؟اسنے بات پلٹنے کیلئے ٹاپک بدلا۔

"ایسے ہی چلا جاتا اپنی چیونٹی کو چھوڑ کر"۔وہ مہکار کے روم کے بند کمرے کو دیکھتا بولا۔

حجاب منہ بسور کر وہاں سے نکلی۔۔۔

"جارہاہوں چیونٹی خیال رکھنا اور رات کیلئے چھوٹا منہ میٹھا کرکے رکھنا"۔۔۔!!!شرارت سے کہتے وہ قہقہہ لگاتا وہاں سے نکلا ۔۔

وہ کافی خوش ہوا تھا اسکی بہن کے حجاب کو کچھ نا کرنے پر۔۔

مطلب اسکی بہن کو اب اسکی خوشی عزیز تھی۔۔۔

مہکار کا تو سارا وجود دھول بن کر بکھر گیا تھا۔۔۔وہ ٹوٹا بکھرا وجود بیڈ پر پڑا تھا اور اسکے دماغ پر صرف ایک ہی باتیں تھی کہ
ساحل کی زندگی میں دوسری ماں اور ہارون کی زندگی میں اسکی محبت۔۔۔۔
تو کیا وہ سب اسے بھول گئے کہ کوئی مہکار شاہ ہے یا تھی۔۔۔۔
آنسوں لڑھک کر پلکوں سے نکلتے تکیے میں جذب ہو گئے۔۔۔

کون تھی وہ جو ہارون شاہ کی محبت ہے۔۔۔۔!!!اسنے طے کیا تھا وہ ضرور اسے دیکھے گی۔۔

*___________________*__________________*

وہ دانیال کے ساتھ اپنے گھر آئے۔۔
عائشہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے سر سبز کھیت دیکھ رہی تھی۔۔
کچھ دور بڑا سا تالاب تھا جسکی لہریں سورج کی روشنی میں چمکتی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔

آس پاس کچے پکے مکانات تھے۔۔
کوئی سرخ اینٹوں سے بنا ہوا تھا تو کوئی مٹی سے اور سامنے ہی چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے تو کوئی کھیتوں میں دوڑ رہے تھے۔۔
اس قدر سحر انگیز ماحول تھا کہ وہ مبہوت سی دیکھتی رہی۔۔۔

پھوپھو اور سائرہ بیگم ہارون کی گاڑی میں تھی تو دانیال کی گاڑی میں تقویٰ فرنٹ سیٹ پر تھی پیچھے زریش کی گود میں ساحل اور عائشہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اس قدر محو تھی ماحول کو دیکھنے میں کہ خود پر پر تپش دانیال کی نظروں کا بھی خیال نا ہوا۔۔

"یہ بڑی عمارت کس کی ہے"؟؟ سفید عمارت کو دیکھتے دانیال سے پوچھا۔۔
تقویٰ عمارت کی بلندی پر اپنے باپ کا نام دیکھ کر مسکرا دی کہ یہ ہاسپٹل ہے۔۔۔

"یہ ہسپتال ہے ہم دونوں بھائی بہن کو خواب"۔۔ جھک کر تقویٰ کے ماتھے پر لب رکھتے وہ بولا۔۔

تقویٰ کی آنکھیں نم ہو گئی اور ان کی گاڑی کو رکتے دیکھ کر پیچھے پھوپھو اور ہارون سائرہ بیگم بھی اس عمارت کو دیکھتی ماشاءاللہ کہنے لگی۔۔۔۔

"یہ میرے مرحوم بھائی کا خواب تھا وہ تو دانیال کو بھی ڈاکٹر بنانا چاہتا تھا پر انکی وفات کے بعد گھر کی ذمداری اس معصوم پر آئی تو اسنے اپنا خواب تقویٰ کے نام کر دیا اور اسے ڈاکٹر بنانے کیلیئے دن رات محنت کی ہے اللہ جانتا ہے"۔ پھوپھو نے نم آنکھیں صاف کرتے کہا۔۔

تقویٰ کی محنت کے تو وہ دونوں ماں بیٹے گواہ تھے رات رات اسکے کمرے کی لائٹ روشن ہوتی تھی۔۔

گاڑی اسٹارٹ ہوئی عائشہ پیچھے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھاگتے دیکھ کر کھکھلا رہی تھی۔۔

چھوٹا سا سفر تھا جو پیدل بھی کیا جا سکتا تھا پر دھول مٹی کی وجہ سے دانیال انہیں گاڑی میں لایا تھا اور اب گاڑی سرخ اینٹوں کے بڑے سے گھر کے سامنے رکی جسکے سفید بڑے سے گیٹ پر خوبصورت بیل نے اپنا سایہ بنا کر رکھا تھا اور چاروطرف دیواروں پر پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

عائشہ کی آنکھیں اسکی خوبصورتی پر پھیل گئی۔

ہارون نے بھی ستائش سے گیٹ کو دیکھا۔

وہ سامنے کھڑے تھے جب گیٹ کھلا اور وہاں سے دو لڑکیاں مسکراتی نکلی دونوں نے سامنے دوپٹہ لے رکھا تھا زریش کی طرح جیسے وہ ہارون سے لیتی تھی۔۔

"السلام علیکم"۔۔۔

"لالا ام نے سارے گھر کی صفائی کر دی ہے اور صرف جو کمرے لاک تھے انہیں چھوڑ دیا"۔وہ دانیال سے نظریں جھکائے بولی۔۔۔

"اچھا باقی کے میں کر دوں گی"۔زریش نے مسکراتے کہا وہ ہارون اور سائرہ بیگم کو دیکھتی شرمائی سی وہاں سے چلی گئی۔۔

"اب ام اندر چلیں"۔۔عائشہ نے شرارت سے کہا تو وہ سب مسکرا دئے۔۔

"چلوجی"۔ تقویٰ نے اسے بازو کندھے میں ڈالا اور ساتھ لیکر اندر آئیں۔۔
راہداری سے گذرتے وہ بڑے سے صحن میں آئی تو نظریں چاروطرف بنے اوپر کمروں پر ڈالی۔۔۔
دس رومز پر مشتمل یہ بڑا سا سرخ اینٹوں کا گھر اس قدر حسین تھا کہ سب مبہوت رہ گئے۔۔

پانچ رومز اوپر تھے تو پانچ نیچے ایک وسیع رسوئی تھا اور صحن کے وسط میں لگے وسیع قد آور درخت کے نیچے دو چارپائی کے ساتھ چند کرسیاں رکھی تھی۔۔

"وائو کتنا خوبصورت گھر ہے ڈیڈ"۔۔!!ساحل زریش سے ہاتھ چھڑوا کر بھاگ کر چارپائی پر بمشکل چڑھتا بیٹھ گیا۔۔۔

اسکی حرکت پر سب ہنسے۔۔۔

"سچ میں اٹس امیزنگ"۔۔!!عائشہ ستائش سے بولی

وہ سب گھر میں داخل ہوئے سائرہ بیگم اور پھوپھو چارپائی پر بیٹھ گئی۔

"میں جب تک باقی کے رومز صاف کر دیتی ہوں"۔۔زر کہتی وہاں ہارون کی نظروں سے خفا ہوتی چلی گئی۔۔

اور تقویٰ کچن کی طرف گئی ٹھنڈے کا انتظام کرنے۔۔۔

وہ صحن میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔

پھوپھو تو بہت خوش تھی واپس اپنے آشیانے میں آکر۔۔۔

ہارون دانیال یہاں کی سادگی کے بابت باتیں کر رہے کھیتوں کی معلومات دیر ہے تھے ایک دوسرے کو۔۔

ساحل ہو ہو کرتا سامنے کبوتر کو دیکھ رہا تھا اور جوش سے تالیاں بھی مارتا سب کو مسکرانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

"خان شام کو جائیں گے تالاب دیکھنے "۔۔عائشہ دانیال کو دیکھتی معصومیت سے بولی تو وہ ہنس پڑا۔۔

"ٹھیک ہے شام چلیں گے "۔۔اسنے حامی بھری تو وہ خوش ہوا ٹھی۔۔

پھر کافی دیر باتیں ہوتی رہی آخر میں سب اپنے اپنے روم میں چلے گئے سائرہ بیگم اور پھوپھو کا روم ساتھ تھا نیچے۔۔

دانیال کا بھی ساتھ کر دیا تھا۔۔

عائشہ کی وجہ سے۔

زریش تقویٰ کا اوپر تھا ساحل نے ضد پکڑی تھی وہ زریش کے ساتھ سوئے گا اور زریش کو اسکے علاوہ چاہیے بھی کیا۔۔۔

"تولیہ نہیں "۔۔۔!!ہارون نہا کر نکلا تو باتھ روم میں تولیہ نا پا کر الجھا۔۔

اسکے بیگ میں بھی نہیں تھا پیکنگ اسنے کی تھی شاید بھول گیا تھا۔۔

اب بھیگے ٹپ ٹپ بوندوں کو برستے دیکھ کر وہ ہاتھوں کو بالوں پر گھماتا پانی نکالنے لگا کہ اسی وقت بھاگتی زریش اندر آئی اور بیڈ پر تولیہ رکھا۔۔۔

اسکی نظریں ابھی آئینے کے سامنے نہیں گئی تھی پر ہارون شاہ کی فوراً اس دشمن جان پر چلی گئی۔۔
کیونکہ وہ تو اسکی ہر آہٹ کو پہچانتا تھا اسکی مہک اسے فاصلو پر بھی محسوس ہو جاتی تھی کہ وہ اب قریب ہے ہارون شاہ کے۔۔

وہ اسے جاتے دیکھ کر ایک جست میں سامنے آیا۔۔۔

"آ۔آپ"۔۔!!اسکے اچانک سے سامنے آنے پر زریش کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ہٹے"۔۔اسکے بغیر شرٹ کے سینے پر نظریں پھسلتے ہی اسکی پلکیں تو لرزا ٹھی ہاتھوں میں کپکپاہٹ دوڑ گئی اور غصہ اتنا آیا کہ منہ توڑ دے اس جرات پر۔۔۔

"تولیہ نہیں رکھا تھا"؟؟وہ بالوں کے پانی کی چھینٹیں اسکے چہرے پر مارتا اسے خوفزدہ کر گیا۔۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں"۔زریش نے اسکے چہرے کو خونخوار ہو کر دیکھتے پیچھے قدم لیا۔۔

"تولیہ نہیں رکھا تھا!واپس آنے کیلئے"؟وہ شرارت سے بولا پر اسکی اس بکواس پر زریش کا دل دھڑک اٹھا۔۔

کیسی فضول سوچیں تھی اسکا دل تو اسکا منہ نوچنے کو کر رہا تھا دھاڑے مارنے کو چاہتا تھا اور وہ اتنا پر سکون ہو کر پوچھ رہا تھا جیسے کوئی بات نہیں جیسے وہ جانتا نہیں وہ سب یہاں اسکی شادی کیلئے آئے ہیں۔۔۔

"ہٹیے سامنے سے ورنہ میں ابھی دانی کو پکاروں گی"!!بہت ضبط سے آنسوں کا گولہ حلق سے نگل کر وہ غصے سے بولی۔۔۔ نظریں البتہ جھکی ہی تھی۔۔

"چوڑیاں کیوں نہیں پہنی"؟ اب کی بار وہ روب سے اسکی سونی کلائیاں دیکھ کر بولا۔

زریش نے سرخ لہو ہوتی سرمئی آنکھیں اٹھائی۔۔۔

ہارون شاہ کا تو جیسے دل ڈوب گیا ان خون چھلکاتی سرمئی کانچ سی آنکھوں میں۔۔۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے میں پہنوں نا پہنوں آپ تو خوش ہو جائیں آپکی بیوی جو لوٹ آئی ہے!!اور مہربانی کر کے مجھ پر یہ فالتو کا روب مت جمائیں میں نہیں ڈرنے والی سمجھے"۔ آنکھیں صاف کرتی وہ غصے سے دبے لہجے میں کہتی سائیڈ سے گذرنے لگی کہ اسی پل ہارون نے بازو سے پکڑ کر اسکے قدم جکڑ لیے۔۔۔

اور اسکے کچھ قریب ہوتے کان کے قریب اپنے لب کیے کہ وہ ششدر سی سن رہ گئی۔۔۔

"ساری تکلیف مجھے ہے زری میڈم۔ آپکی آنکھوں کے آنسوں سے لیکر سرخ لبوں کی مسکراہٹ کا مجھ سے واسطہ ہے۔ اور رہی بات ایکس وائیف کی تو مہربانی کرو اسکا نام یا قصہ آئندہ کبھی زبان پر مت لینا میں ہم دونوں کے بیچ کسی کو برداشت نہیں کروں گا، میں تمہاری طرف سے صرف قربت کی خواہشات کروں گی جنون کی خواہشات کروں گا بس اور کچھ نہیں،، اور مجھ سے تم دنیا کی ہر چیز کی خواہش کرنا قدموں میں لا کر دوں گا"۔ وہ سرگوشی میں کہتا اسکی سانسیں روک گیا۔۔۔

"آپکو شرم نہیں آتی میں کس طرح۔۔۔۔۔

دوسرے لفظ اسکے حلق میں ہی دب گئے جب اسے اپنے بازو پر انگلیوں کی چبھن محسوس ہوئی۔۔۔

"چھوڑیں کوئی آجائے گا"۔۔۔!! اسکی انگلی کو اپنے کان کے لوپر دیکھ کر وہ مچل کر دور ہونے لگی اور دبی دبے خوف سے بولی ۔۔۔

"آہی جائے کوئی"۔۔!! شدت جزبات سے کہتے اسنے اسکا بازو آزاد کیا وہ خونخوار نظریں اس پر ڈالتی بگڑے تنفس کے ساتھ وہاں سے بھاگی۔۔۔۔

"آیا بڑا جنونی مائے فٹ ایسا ہوتا تو اپنی بیوی کی آمد کا سن کر خاموش نا ہوتا"۔ وہ اپنی ضبط سے سرخ آنکھوں کو مسلتی سسکی ۔۔

"کیا ہوا مما"۔۔!! ساحل بیڈ سے سرکتا اسکے پاس پاس آیا اور چھوٹے سے ہاتھوں میں چہرا ابھر کر پوچھنے لگا۔۔

زر نے اسے دیکھا اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔

شام کو دانیال اور ہارون عائشہ زر تقویٰ کو لیکر باہر گھمانے لے گئے اور دیر رات کو لوٹے۔۔

کھانا کھانے کے بعد سب اپنے کمرے میں چلئے گئے اور تھکن اس قدر تھی کہ نرم بسترے پر گرتے ہی سب سو گئے۔۔۔

دوسرے دن سب مہمانوں میں مصروف ہو گئے۔۔

رات کو جب وہ بیڈ پر لیٹی اور موبائل چیک کیا تو صائم کے دھمکیوں بھرے میسج وصول ہوئے۔۔۔

وہ پڑھ کر بغیر جواب دئے موبائل بند کر کے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔
"بہت ستایا ہے ناسائیاں اب آپکی باری"۔۔۔!!وہ شرارت سے کہتی ہنس کر آنکھیں مونڈ گئی۔۔

ابھی اسنے آنکھیں موندیں ہی تھی کہ اسے لگا بالکنی میں کوئی کودہ ہے۔۔
"کک۔۔۔کون ہے"۔۔۔؟؟؟وہ گھبرائی سی جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور پردے کے پیچھے سائے کو دیکھ کر حواس باختہ سی ہو گئی۔۔۔۔

------------------------------------*

وہ پردہ ہٹا کر روم میں داخل ہوا اور اسے ششدر سامنے بیٹھا دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

"سائیں آپ"۔۔!!وہ جو چیخنے والی تھی سامنے پردے کے پیچھے سے نمودار ہوتے صائم کو دیکھ کر گھٹی آواز میں بولی۔۔

صائم نے دوسرے پل اپنی مسکراہٹ چھپا کر غصے سے گھورا۔۔۔

"یہ کیا بیوقوفی ہے آپکو کچھ ہو جاتا تو کوئی چوٹ آتی حد ہے بے عقلی کی"!!تقویٰ ہوش میں آتی غصے سے اسکے آنے کے انداز پر دبے دبے لہجے میں غصے سے کہتی بیڈ سے اتری۔

"ہو جاتا کچھ تم تو خوش ہو جاتی نا کہ کوئی روک ٹوک نہیں ٹلی مصیبت سر سے چپکا رہتا تھا سر درد تھا،،اور تم خوشی سے اپنی زندگی گذارتی کیوں ٹھیک کہا نا یہی چاہتی ہو نا تم"۔۔؟؟اسنے بمشکل غصہ دباتے تلخ لہجے میں کہتے تقویٰ کو اپنے لفظوں سے شاک کر دیا۔۔

وہ بے ساختہ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں انجان سی اذیت تھی اور وہ نہیں سمجھتی تھی کیوں پھر وہ اس طرح ری ایکٹ کر رہا ہے کیا تکلیف دی ہے۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے آپکا کیا فضول بول رہے ہیں اندازہ ہے آپکو اپنے لفظوں کا"؟؟وہ ناراضگی سے بولی۔

"ہاں ہے اندازہ!! تمہیں ہے تمہارے کیے کا اندازہ؟ کیوں چھپایا مجھ سے کہ میں باپ بننے والا ہوں؟ کیوں نہیں بتایا مجھے حالانکہ سب سے پہلے جاننے کا حق مجھے تھا پر تمنے سب کو بتایا مجھے نہیں کیوں؟ جبکہ تم جانتی ہوں میں پاگل ہوں اس خبر کو سننے کیلیئے، دیوانہ سا انتظار میں ہوں اپنے بچے کے۔ جانتی ہو سوئی ہوئی پیاس تھی میری مقں نے آخری لمحے مجھے سینے سے لگا کر ایسے اس میں بھڑک ڈالی ہے جیسے کوئی انسان آگ میں پیٹرول چھڑک دے۔ اور مینے تمہیں بتایا بھی تھا کہ میری پیاس تب بجھے گی جب تمہیں اپنے بچے کو پیار کرتے دیکھوں گا تب سکون آئے گا مجھے پر تمنے۔۔۔!! پر تمنے جان بوجھ کر ایسا کیا تو پھر کیا سمجھوں میں یہی نا کہ بیزار ہو گئی ہو مجھ سے نہیں پسند نا تمہیں۔۔۔۔" وہ مزید کچھ کہہ کر اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرتا کہ سامنے روتی ہوئی تقویٰ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا بلکہ تڑپ اٹھا۔۔

تقویٰ اسکی شکوے شکایات سنتی چہرا ہاتھوں میں چھپا کر اور تیز رونے لگی۔۔۔

صائم بوکھلا کر آگے بڑھاتا اسے سینے میں چھپانے لگا تھا کہ وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔۔

"ہاں ہوں میں بری۔۔!! تو جائیں نا کیوں کھڑے ہیں یہاں۔۔ میری صرف شرم حیا کو آپنے سیکنڈ میں اتنے شکوے شکایات کے ساتھ جوڑتے الزامات لگا دئے مجھ پر میری محبت پر، کب مینے کہا میں آپ سے بیزار ہوں کب کہا ذرا وہ پل تو یاد دلائیں جب آپکو کہا یا کسی انداز سے احساس دلایا کہ آپکو پسند نہیں کرتی۔ میری اتنی محبت وفائی سب ایک غلطی میں دب گئی واہ سائیں"۔۔!! وہ روتی ہوئی غصے سے دبے لہجے میں کہتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔
صائم کے غصے کی تو ہوا نکل گئی بلکہ اسکی جان پر بن آئی۔۔ "تقویٰ"۔۔۔ وہ تڑپ کر آگے بڑھا پر تقویٰ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔۔

"بس سائیں!!دھوکے باز ہوں چلے جائیں میں نہیں لائق آپکے پلیز چلے جائیں"۔۔وہ اسے پیچھے دھکا دیتی روتی ہوئی غصے سے دبے لہجے میں غرائی۔

اپنے بھائی کا ڈر نا ہوتا تو دھکے دیکر اسے وہاں سے نکالتی۔۔

"کیا کر رہی ہو پگلی اتنی محنت سے اوپر آیا ہوں اسے دھکے دیکر نکالو گی تو ایک بھی پسلی سہی سلامت نہیں رہے گی"۔وہ اسکے ہاتھ پکڑ تا کھینچ کر سینے سے لگا تا بولا۔۔

"شرم آتی ہے تمہیں مجھ سے "!!اسکے آنسوں پر لب رکھتے انہیں پیتے وہ اسکی سانسیں روک گیا۔۔

"چھوڑیے مجھے کہانا نہیں لائق آپکے دھوکے باز ہوں تو کیوں ایسا کر رہے ہیں"۔وہ پھڑ پھڑانے لگی پر صائم نے اسے بھینچ کر کمر پر اپنے ہاتھ باندھ لیے۔۔۔

"چھوڑ کر جانے کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا جانم!!مجھے صرف دکھ ہوا تھا دل میں درد اٹھا تھا تمہارے نا بتانے پر جبکہ سب مسکرا رہے تھے میری بیوقوفی پر،،مجھ سے کیسی شرم ہم ایک دوسرے کا لباس ہیں تم کوئی اشارہ دیتی مجھے میں کھا جاتا تمہیں خوشی سے،،میں تمہاری جگہ ہوتا تو دل کھول کر سینہ پھیلا کر کہتا میں ماں بننی والی ہوں۔بلکہ تم شوہر میرا ہوتے تو میں تمہیں اس جشن پر ہزار کی تعداد میں کسیاں کرتا سینے میں بھینچ دیتا"۔۔وہ بے باک سا بولتا اسے حواس باختہ کرتے ہنسنے لگا۔۔۔

"چھوڑیے میں بیوقوف نہیں بہل جائوں جائیں یہاں سے ورنہ میں بھائی کو بلائوں گی"۔۔ خطرے کی بوسونگھتے وہ مزاہمت پر اتر آئی اور ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتی اسے الگ کرنے لگی خود سے۔۔۔

"جابلا سالے کو دیکھتا ہوں کیا کرلیتا ہے"۔۔ اسنے چھوڑتے ہوئے کہا
تقویٰ اسکا یوں سالا کہنا کافی برا لگا تبھی غصے سے گھورتی آنکھیں صاف کرتی وہاں سے جانے لگی۔۔۔

صائم نے غصے سے اس بنا پر کی چڑیا کو دیکھا جو پھڑ پھڑانے لگی تھی۔۔۔

کیا ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس آدھے دماغ والے شخص سے ڈرتا ہے۔ یا اسکی باڈی سے ڈرتا ہے؟؟ اپنے ہی سالے سے کوئی ڈراتا ہے؟؟

وہ روب سے اسکی پشت کو دیکھ رہا تھا جو بیچ میں دروازہ کھول رہی تھی۔

اور تقویٰ صرف اسے وہاں سے بھیجنے کیلیئے دروازہ کھولتی اسے ڈرانا چاہتی تھی کہ چلا جائے۔ یہ بھی جانتی تھی اس وقت باہر کوئی نہیں ہوگا۔

"پہلے سزا تو جھیل لو سائیں کی جان اتنی بڑی خوشخبری میرے خواب کی منزل مجھ سے چھپانے کیلیئے انجام تو دیکھ لو پھر جاکر سالے صاحب کو بلا لینا"۔۔!! وہ دلکشی سے مسکراتا اسکی نازک پشت پر پھیلے سیاہ آبشار کو دیکھنے لگا۔

اور وہ اسکے قدموں کی چاپ اسکی بھاری گھمبیر آواز کی سرگوشی کو اپنے طرف بڑھتے دیکھ کر سانسیں روک کر پلٹتی دروازے سے پشت ٹکا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"کک۔۔کیسی سزا سائیں مینے بتایا تو تھا کہ مجھے شرم آرہی تھی آپ سے اسکی کون سی سزا بنتی ہے"۔۔اسکی خطرناک تیوریاں دیکھ کر وہ روہانسی ہو کر بولی۔۔

"اور تمہاری سزا شرمانہ ہے! آج تم اتنا شرمائو گی کہ ساری زندگی دوبارہ مجھ سے شرمانے کی غلطی نہیں کرو گی ناہی کبھی مجھ سے ایسی کوئی نیوز چھپائو گی بلکہ سب سے پہلے مجھے بتائو گی"۔۔وہ چلتا ہوا اسکے سامنے آیا اور اسکے دونوں طرف دروازے پر ہاتھ ٹکاتے اسے قید کر لیا۔۔

تقویٰ نے آنکھیں پھیلا کر ہراساں ہوتے اسے دیکھا۔۔۔

کمرے کے نیم اندھیرے میں وہ چلتا بالکل اسکے سر پر کھڑا تھا کہ تقویٰ کو اسکی دہکتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"بب۔۔۔بھائی ناراض ہوں گے جائیں پلیز،، میں تو بری ہوں۔۔۔۔"مزید لفظ اسکے حلق میں ہی دب گئے جب صائم کا ہاتھ اسکے کندھے پر آیا۔۔۔

"تم بری نہیں سائیں کی جان برا تو میں ہوں اور تھوڑا سا پاگل بھی،، میں بہت پوزیسو ہوں تمہارے معاملے میں ایک پل تم سے الگ نہیں سانس لے سکتا پھر تم ایسے ہی چھوڑ کر چلی گئی ایک بار بھی نہیں سوچا کہ اس قدر حسین خبر کو جانتے میرا کیا حال ہو گا جب تم میرے سامنے نہیں ہو گی،، پاگل تھا دماغ میں چیونٹیاں سی کاٹنے لگی تھی جب یہ سوچتا کہ تم پاس نہیں ہو ہر پور تڑپ جاتا بے سکون ہو جاتا میں کیونکہ تم پاس نہیں تھی ایسے بنا بتائے چلی گئی تھی"۔۔۔اسکی انگلیاں رینگتی اسکی گردن سے ہوتی بالوں میں سفر کرنے لگی اور وہ آنکھیں میچے سانس روک کھڑی تھی۔۔۔

صائم اسکے سرخ چہرے کے تاثرات بدن پر کپکپاہٹ محسوس کرتا مسکرایا۔۔

"جانتا ہوں حیا عورت کا زیور ہے اور اس حیا شرم نے ہی تمہیں کچھ بولنے نہیں دیا۔پر مجھ جیسے پاگل شخص کو اشارہ دے دیتی تو اتنی تڑپ اتنی اذیت اتنی تکلیف نا ہوتی یہ سوچ کر کہ میری تقویٰ نے مجھ سے بات چھپائی وہ بھی ہم دونوں کی زندگی سانسوں کی خواہش کی"۔۔وہ جھک کر اسکی ناک پر اپنی ناک رکھتا دوسرے ہاتھ سے اسکی رخسار سہلانے لگا۔۔۔

"اب بتا دو مجھے۔۔!!میں یہ سننا چاہتا ہوں تمہارے لبوں سے کیونکہ یہ جاننے کا حق اور خوشی منانے کا صرف ہمیں ہے "۔۔دوسرا ہاتھ بھی اسکی گردن میں ڈالتے وہ گھمبیر سرگوشی کرنے لگا۔۔

تقویٰ بوجھل پلکوں کا بار اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے میں بسی ہوئی تھی۔۔۔

اسکی بوجھل ہوتی بھوری آنکھیں تھی تو اسکی خمار آلودہ نیلی آنکھیں ایک دوسرے میں گم تھی۔۔

"آ۔آآپ باپ بب۔۔بننے والے ہیں"۔اسکی دہکتی سانسوں میں سانس لیتی وہ اسکے چوڑے شانوں کو تھام گئی۔۔

صائم نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔۔

"خوشی کا اندازہ لگاسکتی ہو"؟؟ اسکی گردن کو انگلیوں سے سہلاتے پوچھا وہ سمٹ کر نفی کرنے لگی۔۔۔

"کوئی نہیں لگاسکتا صرف اس ذات کے علاوہ"۔۔ اسنے کہتے پیچھے سے اسکی گردن کو اپنے طرف کیا کہ تقویٰ نے اسکا دہکتا لمس محسوس کرتے شانوں کو دبوچ لیا۔۔

وہ پیاس سا اسکی سانسیں پاگلوں کی طرح پینے لگا کہ وہ نڈھال سی ہونے لگی۔۔۔

"میں ایک دن بھی تم سے دور نہیں رہ سکتا پاگل مت بنائو مجھے خود سے الگ کر کے"۔۔ اسکی کمر کو جکڑتے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں اسکے بالوں کو نرمی سے الجھادیا۔۔۔

اور کان میں سرگوشی کرتے اسے سانس لینے کا وقفہ دیتے پھر اسکے لبوں کو جکڑ لیا اور اٹھا کر بیڈ پر لیٹاتے روم میں چلتی مدھم سی روشنی کو گہرے اندھیرے میں بدل دیا جیسے اسکی شدتیں اتنی گہری تھی۔۔

"ایک پل کا اندازہ لگاسکتی ہو؟؟ وہ پل بھی میں تمہارے بغیر نہیں سانس لوں گا بتایا تھا سایہ ہو تم میرا کبھی خود سے الگ نہیں کرنے دوں گا"۔۔ وہ جنونی سا ہو رہا تھا۔۔

اور وہ اسکا پاگل پن صرف اپنے لئے دیکھ کر شرماتی ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

"نہیں جان آج نہیں"۔۔۔!!!اسکی انگلیوں کو اپنی انگلیوں سے الجھاتے وہ اسکا چہرا واپس اپنے قید میں کر گیا۔۔

------------------------------------*

"کون وہ ماں ہو گی جو اپنی خوبصورت جوان بیٹی کو ایک بچے کے باپ کے حوالے کرے گی دانیال یہ کیسا فیصلہ لے رہے ہو اس میں سواء میری بیٹی کی زندگی برباد کے اور کچھ نہیں،، میں کیسے یہ برداشت کروں کہ ساری زندگی وہ اس بچے پر جان نثار کرے کل کلاں کو اٹھ کر کہہ دے کہ وہ اسکی سوتیلی ماں ہے تو کیا گذرے گا اس پر یہ سوچا ہے دنیا کیا کہے گی اسکے بارے میں سوچا ہے؟ کیسے ایک ماں برداشت کرے کہ اسکی بیٹی کے زندگی میں کوئی ایسا شخص آئے جسکے کئی سال دوسری عورت کے نام گذرے ہوں۔ کیسا فیصلہ ہے تم لوگوں کا ایک یتیم کیلئے مجھے جواب دو کیا دے گا وہ میری بیٹی کو؟ ہر عورت اپنے شریک حیات سے خالص جذبے چاہتی ہے اور یہاں میری معصوم نادان بیٹی کے نصیب ایسا شخص کر رہے ہو جس کے جذبے پہلے ہی بٹے ہوئے ہیں وہ کیا میری بیٹی کو خوش رکھے گا؟ تیس کی ہے چالیس کی نہیں جو تم ایسے سر سے اتار رہے ہو جیسے بوجھ ہے۔ رشتوں کی کمی نہیں میری بیٹی کیلئے میں کل ہی اچھا سا رشتہ ڈھونڈ کر دیکھاؤں گی اتنا حسین کردار ہے میری بچی کا"۔ پھپھو غصے سے کہتی منہ پھیر گئی سب سے انکی آنکھیں نم تھی۔

سامنے بیٹھا دانیال فاروق انکے لہجے لفظوں کی کاٹ پر شاک تھا۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا پھپھو کہہ رہی ہے کہ زرا اسکیلئے بوجھ ہے۔

ہارون شاہ سر جھکائے قالین کو دیکھتا سر جھکائے سن رہا تھا۔

وہیں سائرہ بیگم جو ایک آس امید پر آئی تھی یہاں سفینہ بیگم کی باتیں سن کر وہ مایوس ہو گئی۔۔

کچھ دیر پہلے پھپھو کے روم میں سب کو اکٹھا کیا تھا۔۔

سائرہ بیگم ہارون شاہ اور دانیال خان پھپھو کے سامنے بیٹھے تھے اور انکے لگی پٹی رکھے بغیر جواب دینے پر سب نے گہرا سانس بھرا۔

دانیال شاک میں تھا اسے پھپھو سے قطعی ایسے لفظوں کی امید نہیں تھی۔
وہ کیسے کہہ سکتی تھی زرا اسکے لئے بوجھ ہے۔اگر وہ ساری زندگی بھی بیٹھ کر کھائے اور دانیال سانسیں دینے پر آجائے کما کر پھر بھی خود کو بیچ کر اسکا پیٹ بھرے پھر کیسے کہہ سکتی تھی پھپھو وہ بوجھ ہے اسکے لئے۔۔۔
ضبط سے اسنے سرخ آنکھیں جھکا دیں۔۔

"پھپھو زر بھی اس میں خوش ہے"۔کچھ توقف کے بعد وہ بولا تو پھپھو نے غصے سے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔

"وہ ہے ہی بیوقوف خسارے کے پیچھے بھاگتی ہے ہمیشہ۔میرے فیصلے پر سمجھوتا کر لے گی"۔ایک بار پھر خاموشی چھا گئی اور ان لفظوں کے بھیس میں چھپی تلوار کے وار اسکے سینے کو لہولہان کر گئے۔۔
ہارون شاہ دیکھتا اسکی حالت کا باخوبی اندازہ لگا سکتا تھا۔۔
اور اب جو خود آ گیا تھا کیسے لوٹ جائے خالی ہاتھ۔۔۔
کیسے وہ اسے چھوڑ جائے جبکہ اسکے بنا رہنا ناممکن سا تھا۔۔
وہ اٹھ کر بیڈ کے پاس گھٹنوں کے بل پھپھو کے پاس بیٹھا کہ سب ساکت ہوئے اس جوان مرد کے یوں بھیکاری بننے پر۔۔
محبت احساس ہی ایسا ہے کہ بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بادشاہ بنا دے۔۔

جیسے وہ ایک سوالی بن کر اسکے در پر آیا تھا۔۔

"پھپھو میں مانتا ہوں آپ حق پر ہیں بلکہ کوئی بھی ماں میری ماں بھی تو یہی کہتی اور کرتی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ زریش کیلئے مجھ سے بڑھ کر رشتہ مل سکتا ہے اچھا بہتر۔پر پھپھو یہ دعوے سے کہتا ہوں مجھ سے زیادہ محبت کرنے والا نہیں ملے گا۔میں سمجھ سکتا ہوں اس وقت آپکی سوچ کو کہ مجھے شرم نہیں آتی طلاق شدہ ہو کر ایک بچے کا باپ ہو کر آپکی بیٹی کے حصول کیلئے در پے آیا ہوں۔۔اسکی محبت کے دعوے بھر رہا ہوں۔پھپھو محبت عمر کہاں دیکھتی ہے۔دنیا تو بہت کچھ کہتی ہے یہ بھی کہتی ہے کہ میں ایک بدکردار شخص ہوں،میری ماں بری ساس ہے۔اس عورت کا کردار اچھا نہیں تھا بہت کچھ کہتی ہے اگر دنیا کا سننے لگے تو جی بھی ان کی مرضی سے۔دنیا کسی حال میں خوش نہیں اور نا خوش رہنے دے گی۔صرف ایک یہ بات نہیں ہوگی کہ زریش ایک سوتیلی ماں ہے بلکہ ہزار وقت گذاری کیلئے بہانے ہوں گے تو وہ خود سکھ سے جیتی ہے نا ہی جینے دیتی ہے۔

میں زریش کو بہت چاہتا ہوں اسکی عزت کرتا ہوں میں اکیلا نہیں بلکہ میری ماں میرا بیٹا ہم تینوں آپکے در پر سوالی بن کر اس حصول کیلئے آئے ہیں اور امید بھی رکھتے ہیں خالی ہاتھ نہیں لوٹے گے۔میں خدا اور اسکے رسول کو حاضر ناضر رکھ کر کہتا ہوں کہ نا میری محبت میں اسکے لئے کمی آئے گی نا ہی میری طرف سے اسے جان بوجھ کر تکلیف ملے گی۔کیونکہ وہ نا صرف میری پہلی چاہت ہے بلکہ میرے بیٹے کے جینے کی وجہ ہے وہ دن رات اسکے ورد میں گذارتا ہے۔اسکے بنا ہمارا گھر سونا لگتا ہے۔کچھ نہیں ہم اسکے بنا۔اور دنیال کو پلیز یہ نا کہیں کہ زریش اسکے لئے بوجھ ہے اسلئے وہ اسے سر ہٹا رہا ہے ایسا بالکل نہیں پھپھو آپکی طرح وہ بھی اس رشتے کے حق میں نہیں تھا پر ہمہ وقت اسکی روئی آنکھیں سرخ آنکھوں نے ایسے یہ فیصلہ لینے پر مجبور کیا کہ کل کلاں وہ شکوہ نا کرے کہ اپنی زندگی سنوار دی مجھے بکھیر دیا۔یہ نا کہے کہ مینے کون سا گناہ کیا تھا کہ ایسے یوں میری خواہشات کو دھتکارا۔

وہ کہتی نہیں سب پر اللہ کی رضا سمجھ کر سر جھکاتی پر دکھ درد تو ہوتا ہے نا اسے۔میں مزید کچھ نہیں کہوں گا آگے آپکی مرضی ۔۔"۔۔وہ انکے ہاتھ چوم کر اٹھتا وہاں سے نکل کر چلا گیا۔۔

"میں ایک ماں ہوں جانتی ہوں آپ وہی فیصلہ لیں گی جو ایک ماں لیتی ہے اور ہمیں کوئی شکوہ نہیں یو گا آپ سے ان شاءاللہ
"۔ سائرہ بیگم مسکرا کر کہتی وہاں سے نکلی۔

پیچھے صرف پھپھو اور دانیال رہ گئے۔۔
وہ بھی اٹھ کر جانے لگا کہ پھپھو نے اسکا یاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس بیٹھاتے سینے سے لگا دیا کہ وہ پہلی بار اپنے اندر کا غبار نکالتے آنسوں بہانے لگا بلکہ پھپھو کو بھی رلا دیا۔۔۔

------------------------------------*

"ابے یار ابھی تک نہیں آیا یہ تو دو منٹ کیلیئے گیا تھا نا صرف ناراضگی جتا کر واپس آنے والا تھا پھر کہاں غائب ہو گیا"۔ جنید بند گیٹ کو دیکھتا پھر اندھیرے میں ڈوبی بالکنی کو دیکھنے لگا۔

"چل یار عشق عاشقی کے معاملات میں اتنی تو دیر چلتی ہے،، چل کتھے سائیڈ بیٹھتے ہیں"۔ سیف نے آنکھ ماری۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں"۔۔؟؟ دانیال جو کھڑکی بند کرتے وقت ان دونوں کو یوں ٹہلتے تقویٰ کے روم کی بالکنی میں پتھر پھینکتے دیکھ چکا تھا غصے سے باہر آیا اور صحن میں بیٹھا ہارون بھی اسے غصے سے باہر نکلتے دیکھ کر پیچھے آیا اور اب دونوں انکے پیچھے کھڑے تھے غصے میں۔۔۔

"لے آگیا ہماری موت کا پیغام"۔ جنید نے دانت کچکچا کر پیچھے سے دانیال کی آواز پر سیف کو گھورا۔۔

"بھاگنا آتا ہے"۔۔۔!!قدموں کی چاپ کو قریب آتے سن کر سیف نے آنکھ مارتے اسے سمجھایا وہ سر ہلا گیا۔۔۔

"رکو یہیں کیا کر رہے تھے یہاں اس وقت"؟؟ دانیال نے قریب پہنچتے دبے لہجے میں درشتگی سے پوچھا۔۔

"ایک دو تین بھاگ"۔۔۔!!سیف نے کہتے دوڑ لگائی پر اگلے ہی پل دونوں جیسے دیوار سے ٹکرا گئے۔۔۔

"اوہ اماں مار دیا رے ڈاکٹر کو"۔۔ جنید نے کراہ کر ماتھا مسلہ۔۔
سیف کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھی سامنے دانیال کو غصے سے گھورتے پا کر اور اب تو جنید کا حلق خشک ہو گیا اپنے سامنے ہارون شاہ کو دیکھتے۔۔۔

دونوں کی خشمگیں نظریں انکے بیچارے چہرے پر ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

"کیا کر رہے تھے"؟؟ دانیال دبے لہجے میں غرایا۔۔
ان دونوں نے دل ہی دل میں صائم کو جی بھر کر کوسا خود تو بیوی کے پاس پہنچ کر انہیں بھول گیا اب انکی یہاں جان پر بن آئی تھی۔۔

"بب۔۔۔بھائی معافی مانگنے آئے تھے"۔۔!!سیف بیچارگی سے کہتا سیدھا اسکے پائوں میں لیٹ گیا کہ دانیال اور ہارون نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر حواس باختہ سے کھڑے جنید کو۔۔۔

"مم۔۔۔میں بھی اسلئے ہی آیا تھا"۔۔اسنے ہنستے کہا اور خود بھی سیدھا ہارون کے پائوں میں لیٹ گیا۔۔

"اے کمینے یہ کس سے معافی مانگ رہا ہے بھابھی کا بھائی یہ ہے"۔۔سیف نے پیچھے سے لات مارتے جنید کو کہا تو اسنے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں ہارون کو پایا۔۔

"اوہ سوری"۔۔!!اسنے مسکراتے ہوئے معذرت کی اور کھسک آیا دانیال کی طرف۔۔۔

"بھائی ہمیں معاف کرو ہم بھی صائم کے گناہ میں برابر کے شریک تھے اللہ سے تو معافی مانگتے رہتے ہیں آپ سے مانگ رہے ہیں اور پھر بھابھی سے مانگنے کی کوشش کر رہے تھے"۔سیف نے رونے جیسی آواز میں کہا۔

جنید نے حیرت سے دیکھا اور اسکے جڑے ہاتھوں کی کہنی مارنے پر سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔"ہاں بھائی معاف کر دے تاکہ اللہ بھی ہمیں معاف کرے"۔وہ دونوں سچے دل سے معافی مانگ رہے تھے پر سدا کی طرح آج بھی انداز وہی چھچھوڑا تھا۔

"اٹھو اوپر"!!دانیال دور ہوا انکی پہنچ سے اور غصے سے بولا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اسے دیکھتے ترچھی نظروں سے بالکنی کو دیکھا۔

"سنا نہیں اوٹھو اوپر"۔۔!!ہارون نے گھورا وہ دونوں دانت دیکھانے لگے۔۔

"ہم اٹھ رہے ہیں دانیال بھائی"۔خاصی اونچی آواز میں کہتے وہ صائم کو سنانے لگے پر اسے کہاں ہوش تھا جو سنتا۔۔۔
یہاں یہ دونوں بیچارے پھنس گئے تھے۔

کپڑے صاف کرتے وہ دونوں انہیں دیکھ کر باری باری مسکرائے انداز ایسا تھا جیسے دانت پیس رہے ہوں۔

"آپنے معاف کر دیا ہم جائیں"۔۔!!سیف نے جلدی سے پوچھا۔۔

"کیا کر رہے ہو"؟؟دانیال نے گھور کر پوچھا۔

ہارون مسلسل اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا۔
اور بہت دلچسپی سے ان نمونوں کو دیکھنے لگا۔

"معاف مانگ رہے ہیں بھائی"۔دونوں یک زبان ہو کر ہاتھ جوڑتے بولے۔

"وہ مجھے پتا ہے کرتے کیا ہو لگ تو لوفر رہے ہو کیا آوارہ گردی کرتے ہو"۔۔؟؟اسنے سخت لہجہ اپنایا انکی حرکتوں پر۔۔

"بھائی اللہ کو مانے شریف گھر کے بچے ہیں دو بچھڑوں کو ملاتے ہیں"۔دونوں تڑپ گئے لوفر کے خطاب پر۔

ہارون کا بلند قہقہہ پڑا۔۔

دانیال نے ابرو اچکایا کہ دونوں اپنے جواب پر نظر ثانی کرنے لگے۔

"اوہ ہمارا مطلب کہ بگڑے کو سدھارتے ہیں"۔وہ دونوں مسکراتے یک زبان بولتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ اس بار دانیال کے لبوں پہ مسکراہٹ اپنی چھب دیکھانے لگی۔

اور پھر دونوں کی مسکراہٹ پھیکی پڑی جب دماغ میں جواب گھوما۔۔۔

دونوں ایکدم دانیال کو دیکھا جو غصے سے گھور رہا تھا۔۔۔

"سوری بھائی وہ بیماروں کو بگاڑتے نن۔۔۔ نہیں مطلب کہ ڈاکٹر ہے سب کا علاج کرتے ہیں"۔وہ بوکھلائے سے جو منہ میں آرہا تھا کہہ کر دونوں ترچھی نظروں سے ہارون کو دیکھا جو ہنس رہا تھا انکی بچوں جیسی حرکتوں پر۔۔۔

اور آگے بڑھ کر دانیال کے بازو پکڑ لئے۔۔۔

"بھائی کیا کھاتے ہیں مطلب کہ ہمیں بھی کچھ بتائیں میڈیکل کی پڑھائی میں خود ہی ہڈیاں بن گئے ہیں کہ لوگ اب ہماری پڑھائی کرنے لگے ہیں"۔۔وہ دونوں اسکے بازو شانوں پر ہاتھ رکھتے ستائش اور بچار گی سے بولے۔۔۔

دانیال اور ہارون خوب سمجھ رہے تھے انکی مکھن بازی کو۔۔۔

اور سیف نے جنید کو آنکھ ماری۔۔۔

کندھے پر ہاتھ رکھتے ان دونوں نے پائوں ایک آگے بڑھایا کو دانت پورے باہر کیے۔۔۔

"بھائی آپ بہت اچھے ہیں اللہ آپکو ہمیشہ خوش رکھے"۔۔وہ دونوں کہتے سامنے گلی میں دوڑ لگانے کیلیئے دوسرا پائوں بھی آگے بڑھایا ہی تھا اور فل سپیڈ پکڑی کہ اگلے ہی پل انکے پائوں ہوا میں ہی رک گئے اور منہ کھل گیا۔۔۔

ہارون نے بھرپور قہقہہ لگایا انکی حال پہ کیونکہ دونوں کی گردن میں دانیال کا بازو تھا اور ایک پائوں زمین پر تو دوسرا بھاگنے کیلیئے ہوا میں، منہ چونا لگا کر بھاگنے پر جو قہقہہ لگانے کیلیئے کھلا تھا کھلا ہی رہ گیا اور قہقہہ جو تھا وہ حلق میں ہی دب کر رہ گیا۔۔۔

"تم دونوں جو سب کا علاج کرتے ہو تو میں تم دونوں کا علاج کرتا ہوں بچے کس کو مکھن لگا رہے تھے"۔۔بازو پر زور دیتے وہ استہزائیہ ہنسا اور ہارون کی طرف دیکھ کر ابرو اچکایا جسنے جانے دینے کیلیئے اشارہ دیا۔۔۔

"بھا۔۔۔بھائی معاف کردیں بچوں سے تو غلطی ہوتی رہتی ہے اللہ غفور رحمٰن ہے خود بھی معاف کرتا ہے اور اپنے بندوں کو بھی معاف کرنے پر پسند فرماتا ہے"۔۔سیف نے بیچارگی سے کہا تو دانیال نے انکی حالت پر ہنستے ہوئے گلے سے بازو نکالا تو دونوں گولی کی طرح وہاں سے قہقہہ لگا کر بھاگے۔۔۔

"کتنے غیر سنجیدہ ہیں لگتا نہیں کہ میڈیکل کی ڈگری لیے بیٹھے ہیں ایک وہ صائم تو دوبیہ"۔دانیال نے حیرت سے کہا۔

ہارون شاہ ہنسا۔۔"یار یہی تو زندگی ہے جس میں کامیابی کے ساتھ مسکراہٹیں بھی ہونے چاہیے ورنہ ان کے بغیر انسان کہاں ہوتا ہے وہ تو بس مٹی کا بت بن جاتا ہے جو فتح تو پاتا ہے پر زندگی کو نہیں پہچانتا"۔اسکی بات پر حامی بھرتے دانیال نے سر ہلایا۔۔۔

"سن مجھے لگتا ہے صائم اوپر ہے"۔۔ہارون نے ہنستے ہوئے بالکنی کی طرف اشارہ دیا تو دانیال کے ماتھے پر تیوریاں پڑ گئی اسے کچھ دیر کا منظر یاد آیا جب وہ اسے فلائنگ کس کرتا اوپر پائپ چڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

"لگتا نہیں حقیقت میں ہے"۔وہ دانت پیس کر بولتا آگے بڑھ گیا کہ ہارون کا کھلی فضا میں جاندار قہقہہ پڑا۔۔۔۔

"ماننا پڑے گا اس لڑکے کو واقعی ٹوپ چیز ہے"۔ہارون کہتا پیچھے گیا اسکے۔۔۔

اور اپنے اپنے روم میں چلے گئے۔۔۔

دانیال روم میں آیا تو گال پر بے بی بک رکھے اسکی خالی جگہ کو تک رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا خانم کن سوچوں میں ہیں"۔۔۔؟؟وہ فریش ہو کر چینج کرتا اسکی طرف کروٹ لیکر لیٹا اور اسکا سر اپنے بازو پر رکھتے دوسرا اسکے گرد ڈالا۔۔۔۔

عائشہ نے اسکی طرف لب چباتے دیکھا۔۔۔

"ارے کیا ہوا کیوں اتنی ظالم بنی ہوئی ہیں"۔۔۔؟؟انگوٹھے سے جلدی سے اسکے لبوں کو دانتوں سے چھڑواتے پوچھا۔۔

"خان۔۔۔۔۔"!!!عائشہ نے ڈبڈبائی نظروں سے دیکھا۔۔۔

"کیا ہوا جان درد ہو رہا ہے"۔۔؟؟اسنے اسکی کمر سہلائی عائشہ نفی کرنے لگی۔۔

"پھر کیا ہوا"؟؟اسکے گال پر لب رکھتے اسکے سنہری بال سنوار کر کان میں اٹکائے اور گال سہلایا۔۔

"خان میری دوست کی شادی ہے خان میں خوبصورت نہیں لگوں گی میں خوبصورت لہنگا کیسے پہنوں گی"۔۔۔وہ روتی ہوئی بتاتی اسکے بازو میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

اور دانیال۔۔۔۔۔۔

جو اسکے اسطرح رونے پر بوکھلا یا اسے پیار محبت دیر رہا تھا اسکی بات سن کر اسے گھورتے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"مطلب حد ہے احمق لڑکی میں سمجھا شاید کہیں پین ہو رہا ہے اور تمہیں کپڑے نا پہننے کے درد پڑ رہا ہے اسلئے رویا جا رہا ہے"۔۔اسنے دبے لہجے میں مصنوعی غصے سے کہا کہ عائشہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"آپ نہیں سمجھے گے میرے درد کو خان جب ایک دوست کی شادی ہو اور دوسری دوست اس کنڈیشن میں ہو تو اسکا درد وہیں سمجھ سکتی ہے جس پر یہ سب بیتا ہو گا جو احساس کر سکتا ہو گا آپ بالکل نہیں سمجھ سکتے کیونکہ آپ تو پرگنینٹ نہیں نا "۔۔۔وہ چھوٹی سی سرخ ناک سکیڑتی منہ بنا کر کہتی اسکے احمق کہنے پر برا مان کر کروٹ بدلنے کی کوشش کرنے لگی تھی پر بدل نا سکی اور سیدھی لیٹ گئی اسکے بازو پر۔۔۔۔

"تم ایک سچ میں بیوقوف لڑکی ہو"۔۔!!وہ اسکے پرگنینٹ کہنے پر لب دبا کر بولا۔۔۔

عائشہ دانیال کی کنڈیشن کو تصور کرتی رونا بھول کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

"ہائو کیوٹ خان کتنے پیارے لگے گے نا آپ جب آپکا بڑا پیٹ ہو گا ہاہاہا"۔۔وہ ہنستی اسکی گھوریوں کو نظر انداز کرتی سرخ زبان چڑا کر پھر سے کھکھلائی کہ آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔

"بڑا شوق ہے مجھے بڑے پیٹ سے دیکھنے کا خانم"!!وہ دانت پیس کر اپنے ہی تصور سے جھرجھری لیتا بولا۔

عائشہ نے ہنستے ہوئے سر ہلایا اور آنکھیں صاف کی اور اسے دیکھ کر شرارت سے آنکھ دبائی۔۔۔

دانیال نے مسکراہٹ آنے پر لب آپس میں پیوست کرتے مسکراہٹ روکی اور دوسرے ہاتھ سے شیو کے سائیڈ پر انگوٹھے سے سہلایا۔۔۔

اسکی حرکت پر عائشہ حیرت سے دیکھنے لگی کیونکہ یہ ایک مخصوص اشارہ ہوتا تھا کہ جیسے تم ویسے ہم۔۔۔

"میرے والا تو ناممکن ہے ڈارلنگ ہاں تمہارا کچھ ہو سکتا ہے ویسے بھی تمہیں پورے بارہ بجے دینے ہیں تو یہ حلیہ اپنا بار بار دیکھ سکتی ہو بلکہ اپنی خواہش آرزو ای ٹی سی جو بھی ہے اسے پورا ہوتے دیکھو گی ہمیشہ۔۔۔" وہ جھک کر سرگوشی میں کہتا اسکی کان کی لو کو دانتوں میں دبانے لگا کہ وہ مچل کر کراہ اٹھی۔۔۔

"آہ۔۔۔خان"۔۔۔وہ کراہ گئی

"کچھ حقیقت سے پالا پڑا خانم"۔۔؟؟ اسنے لو کو چھوڑ کر کان پر لب رکھتے پوچھا تو وہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔۔۔

اسکی سٹپٹانے والی حالت پر دانیال نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا اور اسکی گردن میں چاہت سے بوسہ دیا۔۔

"میری احمق خانم"۔۔اسکے نقوش کو چومتے وہ بولا کہ عائشہ نے غصے سے گھورا۔۔۔

"خان مجھے احمق نا کہیں مجھے برا فیل ہوتا ہے"۔۔وہ ناراضگی سے بولی۔۔۔۔

"تمہاری برے کی ایسی کی تیسی"۔۔۔اسنے کہتے اسکے سرخ لبوں پر اپنے لب رکھ دئے۔۔۔

وہ جھرجھری سی لیکر رہ گئی اسکی شدت پر۔

"تمہارے لئے خاص کر کے پٹھانوں والے خوبصورت کپڑے بنوائوں گا خانم کہ تم سچ میں ایک حسین پری بن کر میرے سامنے آنا"۔۔۔

"یہاں چھوٹے چھوٹے نقطے لگا کر مجھے پاگل بنا دینا جو میں پہلے ہی بنا ہوا ہوں"۔۔!!وہ اسکے آنکھوں کے کنارے پر اور ٹھوڑی پہ لب رکھتا بولا کہ وہ خوشی سے دیکھنے لگی۔۔

"سچ خان"۔۔۔؟؟وہ خوشی سے چہکی۔۔۔
اور چاہتی ہی کیا تھی کہ بس اسکے نظر میں اچھی رہے کہیں وہ اسکے بھرے جسم پہ کچھ کہے نا یا وہ اسے اچھی نا لگے پھر۔۔۔۔

پر اسکے لئے خاص اپنے پسندیدہ سوٹ کا کہنا عائشہ کو خوش کر گیا۔۔۔۔

"مچ خانم"۔اسکی ناک سے ناک رگڑتے کہا کہ وہ شرما گئی۔۔
اور دانیال کو بہت پیارا لگا اسکا شرمانا۔۔۔۔

"چلو اب سونے کی کرو بہت رات ہو گئی ہے"۔۔سائیڈ رکھا بک اٹھا کر ٹیبل پر رکھتے وہ اسے اپنے حصار میں لیکر اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

"خان"۔۔۔!!کچھ دیر بعد نیند سے بوجھل اسکی پکار گونجی۔۔
دنیال نے مسکراتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔۔۔

"ہوں"۔۔۔اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو محسوس کرنے لگا جن میں جیسے سانسیں بسی تھی۔۔۔

"کچھ ہی وقت ہے نا پھر ہمارے پاس دو بچے ہوں گے خان میں کیسے سنبھالوں گی انہیں"؟؟ وہ پریشان سی آنکھیں کھول کر دانیال کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی پوچھنے لگی۔۔

وہ مسکرا دیا اسکی معصوم پریشانی پر۔۔۔

"بس دو پر ہی اتنی پریشانی ابھی تو دس اور آئیں گے اور ویسے بھی تمہیں زیادہ ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں میں ہوں پھپھو ہے ہم دونوں سنبھالیں گے تم بس انہیں یہاں جب تک رہیں سیف رکھا کرو"۔وہ ہنستا ہوا اسکی انگلیوں کو چوم گیا۔۔۔

"آپ بہت برے ہیں خان کوئی معصوم پیاری سی بیوی پر اتنا ظلم کرتا ہے آپکو تو چاہیے کہ میرا خیال رکھیں آپ الٹا مجھ پر دس بچوں کا درجن ڈال کر پریشان کر رہے ہیں"۔وہ ناراض ہوتی بولی۔۔

دانیال ہنسنے لگا۔۔۔

"پیار کرتا رہوں گا خیال رکھتا رہوں گے اور اسکا نتیجہ یہی نکلے گا خانم اس میں میری کیا غلطی ہے"۔وہ اسکی کلائی کی نبض سہلا رہا تھا اور عائشہ سرخ سی سونے میں ہی اپنی بھلائی سمجھتی آنکھیں موند گئی۔۔۔

"سو گئی ڈرپوک"۔۔۔؟؟؟اسکے نقوش سے چھیڑ چھاڑ کرتے وہ بولا کہ سرخ سمیٹی خود میں عائشہ ضبط سے آنکھیں میچے پڑی تھی۔۔

اور اسکی حرکت پر دانیال کا زندگی سے بھرپور قہقہہ پڑا روم میں۔۔۔

وہ اسکا سر سینے پر رکھے اسکے وجود کو محبت سے آغوش میں بھر کر سویا ہوا تھا۔۔
دفعتاً روم کی فضا میں اسکے موبائل کی مخصوص دھن نے دونوں کو خوبصورت کاکے کاکی کے خیالوں سے کھینچ کر حقیقت میں پھینکا کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے۔۔۔

پر خوابوں کی تتلیوں کو سمیٹنے پر کسی کی پابندیاں تو نہیں۔۔۔اسلئے دونوں کو پھر سے وہیں سے اپنا سلسلہ شروع کرنا تھا جہاں دونوں اپنے بچوں کے ساتھ اپنے ذاتی گھر میں بیٹھے تھے۔۔

"کون ہے"؟تقویٰ نے ذراسی پلکیں اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
نائٹ بلب کی روشنی میں اسکی نیلی آنکھیں چمک رہی تھی جنکی چمک اسے اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی۔۔

"سیف ہے"!اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکے چہرے سے بال سنوارے اور اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔۔

"بول"!!مسکراتی شرارت بھری آواز تھی۔۔

"ہمیں کہا کہ دومنٹ میں بھابھی کو ناراضی دیکھا کر آ رہے ہو اور ہم وہاں آوارہ کتوں کی طرح گلی میں تیرے لئے پہرا دے رہے تھے اور تو وہاں جا کر ہم کو بھول گیا"۔۔ سیف نے غرا کر پوچھا کہ اسکی غراہٹ پر صائم کا دلکش قہقہہ پڑا جو تقوی نے بروقت منہ پر ہاتھ رکھ کر بوکھلاہٹ میں حلق ہی دبا دیا۔۔۔

صائم نے ہنستے اسکی کلائی پکڑ کر وہاں اپنے لب رکھے اپنے گرد ڈال دیا۔۔۔

"بس یار محبت بلا ہی ایسی ہے محبوب سامنے ہوتا ہے تو جہان بھول جاتا ہے پھر تم دونوں کس کھیت کی مولی ہو"۔۔۔!!وہ شرارت سے بولتا دوسری طرف دونوں کو آگ لگا گیا۔۔

"ٹھیک ہے مر اب وہ تیرا سالا وہاں نیچے ہی کھڑا ہے بہت مشکل سے جان بچا کر نکلے ہے ہم دونوں اب تو گیا اسے شک نہیں یقین ہے تو بھابھی کے روم میں ہے اب گیا تو اور ہمیں مت بلایو بھائی محبوب کے پاس رہیو وہ خود تیری پٹی شٹی کر دے گی ویسے بھی جوتے سہنے کو تو تیرے اندر بڑا پڑا اہنر ہے"۔۔ انہوں نے بھڑک کر یک زبان ہوتے کہا اور آخر میں غرائے ساتھ کہ آنکھیں پھیلا کر سنتی تقویٰ اتنی بے عزتی صائم کی ہوتے دیکھ کر اسکی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔۔۔

"چلو کمینوں غصہ تھوک دو رضا نے روم سیٹ کیے ہیں تم دونوں کیلئے وہاں جانا اور کھا پی کر آرام سے لمبی تان کر سو جانا سالے صاحب کی فکر نا کرو اسے آتے ہوئے ایک کس دے دی تھی بچہ سمجھ گیا ہو گا"۔ اسنے کہتے تینوں کو شاک چھوڑ کر کال کاٹتے موبائل سائیڈ ٹیبل پر سائلنٹ موڈ پر کرتے رکھ دیا۔

"آ۔ آپنے بھائی کو کس کی سائیں"؟؟ وہ حیرت کی زیادتی سے بولی صائم اسے خود بھینچ کر ہنس پڑا۔۔

"سائیں کی جان پائپ چڑھتے دیکھ لیا تھا روم کی کھڑکی سے اگر کچھ نا کہتا تو عزت کا فالودہ بناتے میری واٹ لگا دیتا اسلئے ایک فلائنگ کس کرتے آنکھ دبائی تھی کہ وہ صرف گھور کر رہ گیا اور میں چڑھ آیا اوپر"۔۔۔ اسنے ہنستے ہوئے سارا واقعہ بتایا کہ تقویٰ کا سن کر منہ کھل گیا۔۔

"یہ آپ سدھر گئے ہیں سائیں"؟؟ وہ چہرا اسکے سینے سے اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"یار سدھرنا تو دنیا کیلیئے تھا نا تمہارے لئے تمہاری قربت میں وہی چھچھوڑا سائیں پاؤ گی ڈارلنگ"۔ اسے سینے میں بھینچتے اسکی گردن پہ لب رکھ دیے۔۔۔

"آپ۔۔۔!! میں کیا کہوں آپ کو سائیں بھائی کیا سوچ رہے ہوں گے"! وہ خفت سے سوچتی جھرجھری لے اٹھی۔۔

"سوچنے دے سالے کو ہمیں تو آپکے بنا ایک پل نہیں جینا باقی دنیا جائے بھاڑ میں آئی ڈونٹ کیئر"۔! پاؤں کے انگوٹھے سے اسکی پنڈلیوں کو سہلاتے وہ اسکی سانسیں خشک کر گیا۔۔۔

"آپ سالے نا بولیں پلیز بھائی بولا کریں احترام سے وہ آپ سے بڑے ہیں کافی"۔ آنکھیں بند کیے پڑی اسے رفتہ رفتہ پھر سے اپنی شدتوں کی طرف بہکتے دیکھ کر التجا سے بولی۔۔۔

صائم نے مسکراتے اسکے سر کو دیکھا۔۔۔

"اور کوئی حکم مولانی"؟؟اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے پوچھا تقویٰ نفی کرتی اسکی گردن میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

"اب اُفف بھی مت کہنا صرف محسوس کروان لمحات کو اور ہاں میں روز آئوں گا جسے جو کرنا ہے کرلے اب تو سیدھا دروازے سے آئوں گا اگر تم دروازہ کھلا نہیں رکھ سکتی میرے لئے تو رات کو دس بجے کھڑکی کھلی رکھنا"۔اسکی حتمی فیصلے پر تقویٰ نے سر اٹھائے اسے حیرت سے گھورا۔۔۔

"کیا گھور رہی ہو مولانی"؟؟اسکی ٹھوڑی کو نرم گرفت میں لیتے بروا چکا یا۔

"صرف کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔"
مزید لفظ اسکے حلق میں دب گئے صائم اس پر تنگ گرفت کرتا اسکے ہلتے لبوں پر جھک کر اسکے سارے الفاظ پی گیا۔۔۔۔

"یہاں صرف کچھ کہہ رہی ہو مینے کہا ہے ایک پل نہیں"۔۔!!!وہ جنونی سا کہتا اس پر سایہ بن گیا۔۔۔۔

رات رفتہ رفتہ بیت رہی تھی اور وہ اپنی جنونیت اور دیوانگی لٹاتا اسے بوکھلاہٹ کا شکار بنا رہا تھا اور وہ شرمانا چاہتی تھی چھپنا چاہتی تھی پر وہ پاگل سا شخص اسے ایسا کوئی موقعہ نہیں دے رہا تھا کہ وہ چھپ پائے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

وہ کافی غور سے اسکا رویہ دیکھ رہا تھا۔

پر اسنے ایسی خاموشی اختیار کی تھی کہ جیسے لب ایلفی سے چپک گئے ہوں۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد اپنے روم میں چلی جاتی پھر دوپہر کو ملازمہ کے اطلاع دینے پر باہر نکل کر کھانا کھاتی تو شام کو حیدر آکر پکارتا تبھی نکلتی۔

اسکی اس طرح کی خاموشی سے حیدر کافی پریشان تھا اور بات کرنا بھی چاہی تو اسنے صاف کہا کہ بھائی مجھے تنگ نا کریں میں ٹھیک سے جی رہی ہوں جو کیا ہے اب اسکا بھگتنے دیں جو جیسا ہے ویسا چلنے دیں۔

بار بار اسکی زندگی کا پوچھ کر اسے مزید تکلیف نا دیں۔یہ سب سن حیدر خاموش رہ گیا اور اس سے کہا کہ کسی وقت بھائی سے باتیں ہی کر لیا کرو تو نفی کرتی اٹھ کر وہاں سے چلی گئی اور کبھی کبھی لان میں کھیلتے حجاب کے خرگوش کو دیکھتی رہتی تو کبھی روم میں بند ہو جاتی۔

اس سب سے حجاب بھی کافی فکر مند تھی اسکے لئے۔جو بھی تھا جیسا بھی تھا وہ اسکے عمال پر کیا کہتی حقیقت میں تو وہ اسکی ساس مقام تھی اسکی اپنی عزت احترام تھا اسلئے وہ اسکے پاس گئی باتیں کرنے ہمت کرکے پر مہکار اسکے سر پر ہاتھ رکھتی اسکا گال تھپتھپا کر اٹھتی چلی جاتی۔۔۔

اور پیچھے حیدر حجاب دل مسوس کر رہ جاتے۔۔۔

"کیا کر رہی ہو"؟؟وہ فریش ہو کر نائٹ ڈریس میں آکر اپنی سائیڈ پر لیٹا اور اسکی طرف کروٹ کے بل لیٹتے پوچھا۔۔

"کوئسچن سولو کرنے کی کوشش"۔ حجاب نے ناک سکڑ کر بتایا اور پھر اپنی بک پر جھک گئی۔۔۔

"تم یوں اس پر اپنا بھوج ڈالو گی تو خاک آئے گا سمجھ تمہیں"۔ اسے پوری طرح بک پر جھکے دیکھ کر وہ مسکراتے بولا۔

"سنئیے۔۔!!" اسے ایکدم اپنی خواہش یاد آئی تو بک بند کر کے اسکی طرف مڑی اور اس قدر محبت سے بولی کہ حیدر شاک تھا۔۔۔

"ویسے ڈیڈ کہتے تھے کہ جب بیوی کو کوئی اپنا مطلب یاد آتا ہے تو ایسے ہی کرتی ہے سنئیے جانو ہبی شونا منا"۔ وہ کہتا حجاب کو گھورنے لگا۔

جس پر وہ کھلکھلا کر ہنسی۔۔

"ڈیڈ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے ویل مجھے تو میلے ہاتھی سے مطلب ہے کیوں جی"۔۔ وہ بہت میٹھا لہجہ استعمال کر رہی تھی جو حیدر کیلئے اس وقت ناقابل قبول تھا۔

وہ پین بک میں رکھے اسکے پاس آگئی تھی اور اب چھوٹی سی انگلیوں سے ماتھے سے بال سنوار رہی تھی۔

حیدر نے لب دبائے۔۔۔۔

"بہت عنایتیں ہو رہی ہیں"۔۔اسنے دونوں ہاتھ اسکی کمر میں ڈالے اور اسے خود پر گرا کر سیدھا لیٹ گیا۔۔

حجاب خفت سے سٹپٹا اٹھی اور دور ہونے لگی پر حیدر نے دونوں بازو اسکی کمر پر باندھ کر اسکی کوششوں کو ناکام کر دیا۔۔۔

"مجھے معلوم تھا ذرا سا پیار سے بات کرو تو ایسے ہی پھیل جاتے ہیں"۔وہ اسکے سینے پہ مکے برسانے لگی کہ حیدر کے درد سے قہقہے پر قہقہے پڑ رہے تھے۔

"پھیلی تو تم ہو مجھ پر چیونٹی میں تو غریب بچا مرا پڑا ہوں تمہارے ستم میں"۔پر تپش نظروں سے اسکے نقوش کو دیکھتے کمر پہ پڑی اسکی چوٹی کا پہلا بل کھولا۔۔
حجاب کی سانسیں مدھم پڑ گئی۔۔

"پڑھنا ہے مجھے شاہ"۔۔اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر کسمسائی۔۔۔
پر حیدر نے مسکراتے ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے ان سنی کرتا باقی کے بل کھولنے لگا۔۔۔
وہ بے بس پڑتی سینے پر پیشانی ٹکا کر آنکھیں میچ گئی اسکی انگلیوں کو چوٹی کے بل کھولنے کی سرسراہٹ کے ساتھ اپنی پیٹھ پر محسوس کرتے کسمسا بھی نا پائی۔۔

"میں پڑھاؤں گا نا اپنی چیونٹی کو"۔۔!!اسکے بالوں کو سائیڈ پر ڈالتے وہ گہرے سانس بھرتا اسے سہنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

اسکی انگلیوں کی سر سراہٹ پر اسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور وہ مچلنے لگی۔
اپنی گردن کو جھٹکنے لگی۔۔ کہاں برداشت کرپاتی تھی اسکی شدتوں کو۔ تڑپ جاتی تھی پر سامنے والا تو جیسے اسکے سحر میں مدہوش ہو جاتا تھا کچھ ہوش نہیں ہوتا تھا اسے بس جنونی انداز میں اس پر محبت کی برسات برسا رہا ہوتا۔۔

"آپ مجھے تقویٰ سے ملوائیں گے "۔۔!!وہ سر اٹھا کر اسکی خمار آلودہ نظروں میں دیکھتی بمشکل بات مکمل کرتی نظریں جھکا گئی۔۔۔

"کیوں نہیں بے بی"۔۔اسے اپنے بازو پر لیٹا کر پاس سے ایک ہاتھ میں بک اٹھالیا۔

"پکڑو اسے "۔۔اسنے کوئسچن کاپی پر اتارہ اور بک واپس رکھتے پین اٹھا کر اسکے ہاتھ میں موجود کاپی پر سمجھاتے کوئسچن سولو کرنے لگا۔۔

حجاب غور سے دیکھتی سمجھ بھی رہی تھی۔۔
اور اس انوکھے انداز میں سمجھانے پر اسکے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔۔۔
وہ سیدھا لیٹا ہوا تھا اور حجاب اسکے ایک بازو پہ سر رکھے اسکی طرف کروٹ لیے اسکے پیٹ پر کاپی رکھے سمجھ رہی تھی تو دوسری طرف حیدر اسے بازو پر ڈالے محبت سے دوسرے ہاتھ میں پین پکڑے اسے سمجھاتا بھی جا رہا تھا اور کوئسچن سولو بھی کر رہا تھا۔۔

بیچ بیچ میں اس سے بھی پوچھ لیتا سوال اور اسکے درست جواب دینے پر محبت سے بوسہ دیتا ماتھے پر۔۔

"اب یہ دو مینے کیے ہیں تو ایک تم کر کے دیکھائو"۔ حیدر نے پین اسکی طرف کی تو مسکراتے حجاب نے سر ہلایا اور ایک ہاتھ میں کاپی پکڑی تو دوسرے میں پین اور اسے کوئسچین سولو کر کے دیکھانے لگی۔
طریقا وہی تھا پر فارمولا چینج تھا جس پر اسنے بہت سہولت سے کر لیا کہ وہ شاباشی دیے بغیر نا رہ سکا۔۔

"میری ٹافی"۔۔؟؟ کاپی پین سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسنے ہتھیلی سامنے پھیلائی تو حجاب نے مسکراتے تکیے کے نیچے سے ٹوفی نکال کر اسکی پھیلی ہتھیلی پر رکھی۔۔۔

"آپ کھاتے تو نہیں ہیں پھر کیوں لیتے ہیں"؟ اسکے کروٹ اپنی طرف لینے پر حجاب جھینپ کر چہرے اسکے سینے میں چھپائے پوچھنے لگی۔۔۔

"یہ بہت خوبصورت یادیں ہیں میری جان جو ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گی ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو قید کرنا چاہتا ہوں"۔۔وہ ٹوفی جیب میں رکھتا مسکرا کر بولا۔۔

حجاب جانتی تھی یہ ٹافی بھی اسی باکس میں جائیں گی جہاں اسکی بچپن کی چیزوں کے ساتھ دوسری بھی کافی ڈھیر یادیں پڑی تھی اسکی ماں کے تصویریں بہن باپ کے ساتھ بتائے پل ان تصویروں میں قید پڑے تھے اور وہ تصویریں اسکے باکس میں قید تھی کہ جب بھی موڈ ہوتا تو وہ اس سے شیئر کرتا وہ ہر لمحہ ثبوت کے ساتھ۔۔۔

وہ صرف اسکی بیوی نہیں اسکے سکھ دکھ کی شریک حیات تھی۔۔۔

اسکی رازدار تھی۔۔

اسکی ہمقدم ہمسفر تھی۔۔

ایک خوبصورت دوست تھی حیدر شاہ کی ویران زندگی میں بہار تھی ہمیشہ کی۔۔۔

"مجھ سے آپی کی حالت دیکھی نہیں جاتی شاہ آپ ہارون بھائی سے بات کریں ناوہ اسے معاف کردے"۔۔اسکے سینے پر سر رکھتے وہ اداسی سے گویا ہوئی۔۔۔

"کس منہ سے بات کروں حجاب دیکھا نہیں تھا کیسی حالت تھی ہارون بھائی کی جب وہ اسکا گھر چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔ بیٹا جو ہماری سانسوں میں بستا ہے معصوم سا پھول مرجھا کر بیڈ پر گر گیا۔اس میں چلنے پھرنے کی توفیق نہیں تھی کون ماں اپنے بچے کو اس حالت میں بھی دیکھ کر اپنی ضد پہ اڑی رہتی ہے۔اسکی ساس اسکی پھپھو بیڈ سے لگی پڑی تھی سن وجود سے وہ اس کے کام کرنے سے کترا رہی تھی انکی نوکرانی نہیں بننا چاہتی تھی۔کیا ساس ماں مقام اسکی خدمت کرنا نوکرانی ہو جاتا ہے انسان؟؟تم بتائو کیا میری ماں اس حالت میں ہوتی کیا تم انہیں چھوڑ کر چلی جاتی اپنے میکے کہ تمہیں نوکرانی بننا منظور نہیں"؟؟اسنے حجاب کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں اگر میری ساس ہوتی تو وہ ماں مقام نہیں ماں ہی ہوتی اور اللہ نا کرے انکی ایسی حالت ہوتی تو میں انہیں اپنے سکھ چین دے دیتی"۔۔وہ تڑپ کر بولی کہ حیدر کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ آگئی۔

"تو تم بتائو کس منہ سے بات کروں جبکہ اسکی شادی کے دن بھی رکھے گئے ہیں وہ شادی کر رہا ہے اور بہت منت ساجت سے منایا ہے لڑکی کی ماں کو وہ اسکی محبت ہے۔۔وہ محبت نہیں جو میری بہن نے لڑکیوں کو جلانے کیلیئے کی تھی یہ روح کی محبت

ہے جیسے ہم دونوں کی ہے بغیر مفاد کے!! اور ان شاء اللہ نے چاہا تو کچھ وقت گذرنے دو میں اچھا سا رشتہ دیکھ کر اسکی شادی کروادوں گا کسی اچھے آدمی سے۔ اسکے علاوہ نا میں ہارون بھائی سے ساحل لے سکتا ہوں نا ہی اپنی بہن کی خوشیوں کیلئے اسکی خوشیاں نوچ سکتا ہوں۔ ویسے بھی میری بہن کافی جزباتی ہے منٹوں میں فیصلے کرتی ہے اور عمل بھی اسلئے میں پھر اسکی زندگی برباد نہیں کر سکتا"۔ حیدر نے کہہ کر سرخ آنکھیں میچلیں۔۔۔

حجاب اسکا درد خود میں محسوس کرتی اسکے ماتھے پر لب رکھ گئی۔۔۔
اسی لمحے حیدر نے گہرا سانس بھرا اور چہرا کچھ بلند کرتے اسکے سرخ لبوں پر اپنے عنابی لب رکھ دئے۔۔۔
اسکے سر کو تکیے پہ ڈالتے وہ اس پر جھک گیا۔۔

"بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کیلئے"۔ وہ جو اسکی سانسوں کی مہک پر خاموش پڑی تھی آنکھیں موندیں بڑے بڑے سانس بھر رہی تھی حیدر کی بات پر مسکراتے آنکھیں کھولی۔

حیدر نے اسے دیکھتے جیب سے ایک چھوٹی سی کیس نکال کر اسکے سامنے کی اور اسکے بالوں پر لب رکھتے خوبصورت ڈائمنڈ سے جڑا کلپ سامنے کیا۔۔۔

"یو ایس سے منگوایا ہے سپیشلی تمہارے بالوں کیلئے"۔۔ وہ خوشی سے آنکھیں پھیلائے اس خوبصورت گلابی اور بلو کلر کے کلپ جس میں چھوٹے چھوٹے سفید چمکتے ڈائمنڈ لگے تھے اسے دیکھ رہی تھی۔
چہرے پر پسندگی کے سارے رنگ نمایاں ہوئے جنہیں دیکھتے حیدر نے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔
وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

"چھوٹے منہ والی چیونٹی سانسوں میں بس گئی ہو"۔اسکی رخسار سہلاتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔حجاب نے سن کر منہ بسورا تو اسکے سرخ چھوٹے سے لب بسور کر سائیڈ ہوئے جنہیں دیکھ کر حیدر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"کیا پٹاخہ ہو یار"۔۔وہ اس پر اپنا وزن گراتا اسکی کلائیوں کو جکڑتے اسکے سرخ لبوں پر شدت جزبات سے جھک گیا کہ حجاب کی سانسیں سینے میں دب گئی۔۔

وہ اسکے وزن پر تڑپ اٹھی۔۔

خود کو آزاد کروانے کیلئے وہ بری طرح سے مچل رہی تھی پر اسے ہوش کہاں تھا۔۔سانسوں کو قطرہ قطرہ کر کے خود میں انڈیل رہا تھا۔۔

وہ بے بس اپنی کلائیاں قید دیکھتی اور خود کو اس دیو کے حصار میں پاتی تکیے کو مضبوطی سے مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔۔

اسکی سانسیں جب رکنے پر آئی تو وہ مسکراتا اس سے دور ہوا کہ ایک گہرا سانس بھر کر اسے خود کو بیڈ پر بے بس چھوڑ دیا

وہ اسکی اتھل پتھل چلتی سانسوں کو دیکھتا اسکے بھیگے لبوں پر انگوٹھا پھیرنے لگا اور انگلیوں سے اسکے گال سہلا رہا تھا۔۔۔

"ایسی قاتل ادائیں دیکھاؤ گی تو نقصان تمہارا ہی ہو گا بے بی"۔

"مینے کون سی ادا دیکھائیں"۔۔بھرائی آواز میں کہتی وہ غصے سے اسکے کندھوں پر اپنے ناخون گاڑ چکی تھی اور حیدر ہنستا ہوا اسکی نازک کمر میں دھیرے سے حصار ڈالنے لگا کہ اسکی سرسراہٹ پر وہ پل کو سانس لینے بھول گئی اور اسکی گردن کو

مضبوطی سے تھامے اسے مکمل تنگ حصار میں لیتے محسوس کرتی شرمائی سی آنکھیں میچ کر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

اور اب دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھتی روم کی فضا میں دونوں کی سانسوں کی مہک پھیل گئی۔۔۔
وہ اپنی دھڑکن کو اسکی دھڑکنوں میں محسوس کر رہی تھی۔۔۔اسکے شدت بھرے لمس پر سمٹ کر حیدر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ گئی کہ وہ اسکے میچی آنکھیں سرخ دہکتے گالوں لال ٹماٹر چہرے کو دیکھتا مسکرایا اور اسکے ماتھے پر عقیدت بھرا بوسہ دیتے لائیٹ آف کر دی۔۔۔

"شاہ"۔۔۔!!اسکے لمس کو گردن پر پاتے تڑپ کر اسکے حصار سے نکلنے لگی پر اب کہاں جب وہ کسی دیو کی طرح اس پر قابض ہو گیا تھا۔۔

"شش"۔۔۔!!اندھیرے میں اسکے کانپتے پھڑ پھڑاتے لبوں پر انگلی رکھی اور شہ رگ پر انگوٹھا پھیرتے اسے سہلانے لگا ۔۔۔۔

"میں تمہیں یونہی سانسوں میں بسا کر رکھوں گا کہ تمہیں میری شدتوں سے میرے پاگل ہونے کا خوف آئے گا بے بی"۔۔
اسکی گردن میں منہ چھپائے وہ سرگوشی کر رہا تھا۔۔
حجاب نے سنتے ہی اسکے بالوں کو مٹھی میں بھینچا وہ کراہ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"تم مجھے کچھ ہی دنوں میں گنجا کر دو گی ظالم"۔۔!!وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"کچھ دنوں میں نہیں ابھی ہی گنجا کر دوں گی"۔۔اسنے پکڑ کر کھینچا کہ اسکا سر جھک آیا اسکی طرف۔۔وہ ہنستا ہوا اسکی چھوٹی سی ناک کو دانتوں میں لے چکا تھا۔۔۔

حجاب بال چھوڑ کر اسکی پیٹھ پر ناخون گاڑ چکی تھی کہ اسے اس جنگ پر اترتے دیکھ کر حیدر نے اسکی گردن کا نشانہ لیا کہ اگلے ہی پل اسکی گدگدانے والی مونچھوں کی چبھن پر کھلکھلاہٹ روم کی فضا میں گونج اٹھی۔۔۔

"چھوڑو ہا تھی ہاہاہا"۔۔۔۔۔!!وہ پیٹھ پر مکے مارتی ہنسی سے بمشکل بات مکمل کر پائی۔۔

"ایسے ہی چھوڑ دوں ہاہاہاہا ایڈوانس میں ہی گنجا ہونے کا بدلہ لوں گا بے بی"۔۔۔۔۔!!!وہ کہتا دلکش قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

دونوں نے صبر کیا اور زندگی کی تلخیوں کو جھیلا آنسوں کو خاموشی سے پیا آج ان کے پاس قہقہے تھے انکے زندگی میں کھلکھلاہٹ تھی۔۔
اور جنھونے اپنے سکون کیلئے اپنی ہوس تسکین کیلئے دوسروں کو بے آبرو بے سکون کیا آج انکے پاس سسکیوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔

رفتہ رفتہ تکیہ بھیگ کر وجود میں تڑپ کی لہریں اٹھانے لگا۔۔۔
ممتا کی تڑپ مچلنے لگی۔۔۔
کسی کے آنسوں رولانے لگے تو کسی کی خاموشی بے موت مارنے لگی۔۔۔
کسی کی آہوں نے ایسا مارا کہ تڑپ کر قبر کا دیدار کر آیا وجود۔۔۔۔۔

نامعافی مانگنے کی سکت تھی نا التجائوں کی کہ لوٹ آئو رہ نہیں سکتی تمہارے بنا۔۔۔۔

"ہارون شاہ"۔۔۔۔۔۔۔!!!!!

"ساحل اپنی ماں کو پکار و تڑپ رہی بیٹے کو آغوش میں چھپانے کیلئے جس طرح تم تڑپے تھے ممتا کے آغوش کیلئے ہوش سنبھالتے۔۔۔۔

دیر سویر،

لوٹ آئے ہیں وہ دن،

حساب ہو گا کتاب ہو گا،

دن ویران ہو گا،

راتِ عذاب ہو گا،

کل جو کیا تو نے،

آج تیرے ساتھ ہو گا،

عہد الفت تو نے توڑا ہو گا،

یہاں مکافات عمل ہو گا،

مکافات عمل ہو گا،

(مہوش_علی)

------------------------------------*

"بہت خوشی ہوئی آپ سب سے آئیں ہمارے گھر"۔۔ حیدر دانیال سے بغلگیر ہوتا بولا۔۔ اور پھر ہارون کے گلے ملتا انہیں ڈرائنگ روم میں لایا۔۔

دن کے بارہ بج رہے تھے جب سائرہ بیگم دانیال اور ہارون ساحل کے ساتھ یہاں آئے تھے۔۔۔

حیدر انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا اور سب سے ملکر ساحل کو بازو میں اٹھا کر بے تحاشہ چومنے لگا کہ وہ کھکھلا اٹھا۔۔۔

"بہت خوش ہو لٹل چیمپئن"۔۔ اسکی گال پر بوسہ دیتے وہ پوچھنے لگا تو ساحل ہنس پڑا۔۔

"آفکورس ماموں کیوں خوش نہیں ہوں گا میرے ڈیڈ کی شادی ہو رہی ہے رئیل مما سے"۔۔ وہ خوشی سے بولا کہ حیدر ہنس پڑا اور کچن میں کھڑی مہکار جو سر درد سے کافی کیلئے آئی تھی ان کی اچانک آمد پر بہار ہوئی تھی اور ساحل کی آواز پر روتی کپ رکھ کر باہر بھاگنے والی تھی کہ دہلیز پر ہی اسکے لفظوں نے اسکے قدم جکڑ لئے۔۔۔

"رئیل مما"۔۔۔!! ڈوبتے دل پچھلی رت جگے کی وجہ سے سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ پتھر کی مورتی بن کر وہیں ساکت رہ گئی۔۔۔

"نام کیا ہے آپکی رئیل مما کا"؟؟ حجاب سب سے ملتی ساحل کو اپنی گود میں لیکر پوچھنے لگی۔۔۔

"ڈیڈ کی زریش خان اور میری رئیل مما"۔ اسکی بات پر جہاں ہارون نے آنکھیں دیکھائی تھی وہیں دانیال نے اسے دیکھا اور حیدر مدہم سا مسکرا دیا۔۔۔

اور حجاب ہنس پڑی۔۔۔

سائرہ بیگم کافی بار حجاب سے مل چکی تھی بلکہ حیدر خود اسے لیکر گیا تھا انکے گھر اور انہیں حجاب کافی پسند بھی آئی تھی حیدر کیلیئے۔۔

اور انہوں نے اپنے بھائی کے فیصلے کو سراہیا تھا۔۔۔

"کیسی ہیں پھپھو جان"؟؟ وہ مسکرا کر ساحل کی پھولی گال پر کس کرتی سائرہ بیگم کی جانب مڑی۔۔

انہوں نے مسکراتے جواب دیا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں اسے اور ان دعائوں میں کچھ ایسی دعائیں بھی تھی کہ ہر بزرگ دیتی ہیں جن پر اسکے گال دہک اٹھے اور وہ سر جھکائے خاموش سی ہو گئی۔۔۔

ہارون اپنی ماں کی اس حرکت پر سر کو ہلکی سی نفی میں جنبش دیتا رہ گیا۔۔۔

وہیں آمین کہتا حیدر پورے دانت دیکھا رہا تھا۔۔۔

"میں لنچ کا انتظام کرتی ہوں"۔۔!!وہ کہتی بغیر انکی سنے حیدر کو ساحل دیتی اسے دانت پیس کر گھورتی وہاں سے بھاگ آئی کچن میں۔۔

ہارون اور دانیال کی موجودگی میں پھپھو کی بچے کی دعائیں دینا اسکی سانس ہی تو اٹک گئی تھی سینے میں پر ان کو کون سمجھائے ۔۔۔

اور اسکا شوہر تو ایسے دانت دیکھا رہا تھا جیسے ابھی گود میں بچہ آگیا ہو۔۔سوچ کر ہی وہ دانت کچکچا اٹھی۔۔۔

پر اگلے ہی لمحے وہ حیران ہوئی جب دیوار کے سہارے کھڑی بے آواز روتی ہوئی مہکار کو دیکھا جو صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی ان کچھ ہی دنوں میں۔۔۔۔

ادھر لائونج میں حیدر سے تقویٰ اور صائم زید اور ہارون شاہ زریش خان کی شادی کے ساری رسموں کی دعوت دیتے ہوئے پھپھو اسے محبت کر رہی تھی تو ادھر یہ سب کچھ سنتی مہکار اندر ہی اندر مرنے لگی تھی۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ خود کو ختم کر دیتی مار دیتی خود کو۔۔
نہیں برداشت کر سکتی تھی ہارون شاہ کی زندگی میں کسی کو۔۔۔

آج اسکی آنکھوں میں سب کچھ گھوم رہا تھا کہ جب بھی وہ اسکے قریب آتا تو کیسے وہ نخرہ کیے اسے تڑپاتی تسکین پاتی دور ہو جاتی تھی۔۔

کیسے اسکی بیوی بن کر بھی اسے بیوی کے سکھ سے محروم رکھتی۔۔۔

اور جب اپنا دل کرتا تو اسکی محبت حاصل کرتی ورنہ ہمیشہ نو لفٹ کا بورڈ چہرے پر لگائے رکھتی۔۔ اور اس سب کے باوجود وہ کبھی نہیں بھٹکا۔۔۔ کبھی اسکی طلب کے علاوہ کہیں آنکھ نا اٹھائی۔۔۔

آج وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اسکی جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو اسے چھلنی کر دیتا پر اسنے کبھی زور زبردستی نہیں کی اس پر ہمیشہ اسکی رضا سے اسے حاصل کیا۔۔۔

"حجاب میری جان ایک کام کرو گی اس منحوس کا"۔۔۔ حجاب کو روتا ہوا دیکھتے وہ اسکی طرح لپکی تو حجاب اسکے سینے سے لگ کر اسکی ویرانی پر سسک اٹھی۔۔۔

اور مہکار نے اسے سینے میں بھینچ کر لب سر پر رکھتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔۔۔

"آپی مجھے معاف کر دیں مینے آپ پر ہاتھ اٹھا۔۔۔۔۔"

"میں لائق ہی اسکے تھی بلکہ تمہیں تو مجھے جوتے مارنے چاہیے تھے"۔۔ وہ روتی ہوئی اسکی بات بیچ میں کاٹ کر بولی کہ حجاب نفی کرنے لگی اسکی بات کا۔۔۔۔

"میرا ایک کام کرو ایک بار ساحل کو میرے پاس لاؤ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔ آج اسکی خاموشی کا سکتہ تھا تو وہ اپنے بچے سے ملنے کی فرمائش کرنے لگی جسکی کھلکھلاہٹ اپنی رئیل ماں کو پانے کی خوشی میں گونج رہی تھی۔۔

"جی آپی میں ابھی لائی اسے "۔۔۔وہ سر ہلاتی چہرا صاف کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔
اور حیدر کی گود میں بیٹھے ساحل کو اپنے خرگوش کے بچے دیکھانے کے بہانے لے آئی۔۔۔

وہ خوشی خوشی سے آیا تھا خرگوش دیکھنے پر یہاں سامنے روتی ہوئی سیاہ لباس میں کھڑی اپنی ماں کو دیکھ کر سہم گیا۔۔

"مامی آپ جھوٹی ہیں"۔۔اسنے منہ بسور کر کہتے مہکار سے منہ پھیر کر حجاب کی گردن میں چھپا دیا۔۔۔

"ساحل مما سے نہیں ملو گے "۔۔حجاب چل کر جب مہکار کے سامنے آئی تو روتے ہوئے مہکار نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔۔

وہ روتا ہوا مچل کر حجاب کے حصار سے نکلنے لگا۔۔۔۔

"چھوڑو مم۔۔مجھے ڈیڈ "۔۔۔!!وہ چیخیں مارنے لگا کیونکہ جانتا تھا پھر اپنی ماں کے پاس جانے سے نفرت ملے گی تھپڑ پڑیں گے۔۔۔
اور وہ اس خوشی کے موقعے پر مار نہیں کھانا چاہتا تھا۔۔۔

اسلئے حجاب کے سر پر ہاتھ مارتے نیچے اترنے کیلیئے مچل رہا تھا اور مہکار منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں دبائے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا اور یہ سب برداشت سے باہر تھا۔۔۔

اب معلوم ہو رہا تھا دھتکار سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔

"کیا ہوا"۔۔؟؟ ساحل کی آواز پر ہارون دانیال اور حیدر وہاں بھاگ آئے تھے اور سامنے کا منظر دیکھ کر سب چپ رہ گئے ۔۔۔

ہارون کی نظریں سامنے کھڑے وجود پر پڑی۔۔ جسکی گہرے آنکھیں ویران تھی اور سیاہ حلقے ایسے جیسے برسوں کی بیمار ہو ۔۔۔

سیاہ لباس میں اپنے دہکتی رنگت کے ساتھ دراز قد میں وہ مرجھائی ہوئی سسک رہی تھی۔۔۔

"کیا دیکھ رہا ہے ہارون شاہ وہ اب تیری بیوی نہیں مہکار شاہ ہے مت بھول طلاق لے چکی ہے کوئی حق نہیں تمہیں اسکا درد تکلیف محسوس کرنے اور اسے دیکھنے کا وہ اسی لائق ہے"۔۔۔ اسکے اندر سے آواز آئی تو وہ اپنے بیٹے کے قریب آیا۔۔۔

حیدر نے آگے بڑھ کر لرزتے ہچکیاں بھرتے اپنی بہن کے وجود کو تھاما اور سہارا دیا۔۔

ہارون اسکی خود پر ٹکی نظروں کو نظر انداز کرتا اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھتا اسے مچلنے سے باز رکھنے لگا۔۔۔

"ساحل وہ آپکی مما ہے بیٹا وہ آپ سے پیار کرنا چاہتی ہیں"۔۔ وہ حجاب سے لیکر اپنے حصار میں لیتا مہکار کے سامنے آیا کہ اسکی سحر انگیز شخصیت کو آج دیکھتے وہ پل کو تو سانس روک گئی۔۔۔

اور اس سے نظریں ہٹا کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

"نہیں ڈیڈ یہ مما نہیں یہ مجھ سے پیار نہیں کرتی میری مما گھر بیٹھی ہے وہ رئیل مما ہے وہ مجھے بخار ہوتا ہے تو مجھے پیار کرتی ہے مجھے دوائی دیتی ہے مجھے سلاتی ہے کہانی سناتی ہے یہ مما نہیں"۔۔۔وہ چیختا رو رہا تھا۔۔۔

ہارون نے ایک نظری اسکی جھکی نظروں برستی آنکھوں کو دیکھا اور ساحل کو سینے سے لگائے تھپتھپایا۔۔۔

"بیٹا انہونے آپکو جنم دیا ہے تھوڑا سا پیار لے لو پلیز اگر آپکی رئیل مما ہوتی تو وہ بھی یہی کہتی"۔۔اسنے کہتے مہکار کے سامنے کیا جو حیدر کے سینے پر سر رکھے روتی نڈھال سی یہ سب سن اور دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ بچہ تھا وہ رئیل مما کہہ کر اسکے سینے پر تلواروں سے وار کر رہا تھے انجان ہی پر وہ تو بچہ نہیں تھا تو وہ کیوں ایک مری ہوئی کو مار رہا تھا۔۔۔

اپنے آنسوں رگڑتے رئیل مما کے ہارون کے کہنے پر ساحل جو چپ ہو کر مہکار کے سامنے کھڑا تھا وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی اسکے سامنے اور اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر پاگلوں کی طرح چومنے لگی کہ سب کی آنکھ اشک بار ہوگئی۔۔۔۔

وہ جس طرح سیکنڈ کیلیئے بیٹھی تھی ساحل کو خود میں بھینچنے کیلیئے پر وہ ایسا کر نہیں سکی کیونکہ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ ختم ہوگئی تھی۔۔۔

"مبارک ہو ہارون شاہ خوشیوں کی"۔۔۔!!وہ بھاری آواز میں کہتی روتی ہوئی سائرہ بیگم کو دیکھتی وہاں سے منہ پر ہاتھ رکھ کر بھاگ گئی۔۔۔

اور روم میں بند ہو کر اپنی دھاڑیں تکیے میں چھپائے منہ کے بل بیڈ پر پڑی رو رہی تھی۔۔۔

"میں رئیل مما کو بتاؤں گا کہ مینے انکے کہے بغیر انکی بات مانی اور مما سے پیار لیا وہ سن کر بہت خوش ہوں گی اور مجھے بہت پیار کریں گی ناڈیڈ"۔۔۔وہ مسکراتا خوشی سے پوچھ رہا تھا۔۔

ہارون شاہ نے مسکراتے اسے گود میں اٹھایا اور سر ہلا دیا۔۔۔
زریش کیلیئے جو سرپرائز شادی تھی، سب کے ساتھ میں ساحل بھی شامل تھا اس سیکرٹ میں اور اب سب کے سامنے رئیل مما کہہ رہا تھا اور زریش کے سامنے چھپانے کی ایکٹنگ کرتا جسے دیکھ کر ہارون شاہ بھی چونک جاتا اور پھر ماشاءاللہ کرتا اسکی چالاکی پر۔۔۔۔

یہ سب دیکھ کر دانیال کا دل بھاری ہونے لگا۔۔۔
اسکے باوجود وہ لب بھینچے وہاں بیٹھا اور کافی دیر بیٹھے رہے۔۔
مہکار لنچ پر بھی باہر نہیں آئی حجاب اسے بلانے گئی پر اسنے کھانے سے انکار کر دیا۔۔

لنچ کے بعد سائرہ بیگم ہارون حجاب کے ساتھ زریش کیلیئے شاپنگ کیلیئے گئی۔۔۔

اور بہت خوبصورت بھاری جوڑا لیا اسکے لئے اور سارے زیورات نئے اور خوبصورت ڈیزائن کیلئے۔۔

دوسری شاپنگ کرتے وہ گھر پہنچی اور شام کو وہ سب واپس چلے گئے پر جاتے ہوئے حیدر کو جلدی پہنچنے کیلئے دھمکانہ نہیں بھولے جس پر وہ دل پر ہاتھ رکھے بولا کہ ضرور آئوں گا جلد ہی۔۔۔

وہ سب چل گئے اور گھر میں پیچھے پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔

"ہارون بھائی کی شادی کے بعد آپ بھی مہکار آپی کیلئے اچھے سے رشتے کی تلاش کریں شاہ"۔۔ حجاب اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر بولی تو وہ سر ہلا کر کر اسکا سر سینے سے لگا گہرا سانس لیتا اپنے اندر سکون اتارنے لگا۔۔۔

----------------------------------*

عہد الفت

از قلم مہوش علی

قسط آخری

آج انکا نکاح تھا۔۔۔

تقویٰ کا صائم سے زریش کا ہارون شاہ سے۔۔

زرناب کا رضا سے۔۔

باقی سب تو خوش تھی زریش کی آنکھیں سوجی ہوئی تھی اور نظریں جھکی۔۔۔

بیوٹیشن نے آکر انہیں سجادیا تھا وہ بھاری سرخ نکاح کے جوڑے میں سجی سنوری بیڈ پر جالیدار گھونگٹ لیے سر جھکائے بیٹھی بے دردی سے لب کچلتی آنسوں پی رہی تھی۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا دھاڑیں مار کر روئے پر اپنی ماں کی خوشی کے خاطر سارا دکھ خود میں سمیٹے چپ چاپ بیٹھی تھی۔۔

سنفینہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا اور دعائیں دیں اسے کہ اپنی ماں کا سہارا پاتے ہی زر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی کہ اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔

"کیا ہوا آپی کو"۔۔؟؟ سفید شلوار قمیض میں بلیک واسکوٹی پہنے ساحل بیڈ پر چڑھ کر زریش کے گردن میں بازو ڈال دئے

۔۔

"کچھ نہیں میری جان"۔زریش نے ہچکیاں دبائیں اور اسکے گرد حصار ڈالتے اپنے ساتھ بیٹھا دیا۔

پھپھو جو اپنی بیٹی کا حال دیکھ کر اسے بتانے والی تھی دانیال کی شرارت پر روم میں داخل ہوتے مولوی صاحب کو دانیال کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر خاموش رہ گئی۔۔۔

ساحل زریش کے پاس ہی بیٹھا تھا اور پاس ہی سائرہ بیگم بیٹھی تھی۔۔۔

زریش نے اپنی بھیگی پلکیں جھکا دیں۔۔۔

اسکا پورا وجود لرز رہا تھا بدن پر جیسے لرزہ تاری ہو گیا تھا جو صرف پاس بیٹھا ساحل اور اسکے ہاتھ کو سہلاتی سائرہ بیگم ہی محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

پھپھو نم آنکھوں سے اسکے سر پہ ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔۔۔

"زریش خان ولد رزاق خان آپکو ہارون شاہ ولد اسماعیل شاہ سے حق مہر بیس لاکھ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے"؟

۔۔۔مولوی کی آواز پر خاموشی چھا گئی۔۔۔

سب نے خاموش بیٹھی زریش کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور زریش وہ پہلے جو سن دماغ سے سن رہی تھی ہارون شاہ پر الجھ کر مولوی کو دیکھا جسنے مسکراتے دہرایا۔۔۔

"زریش خان ولد رزاق خان آپکو ہارون شاہ ولد اسماعیل شاہ سے حق مہر بیس لاکھ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے"؟۔۔۔

دوسری بار بھی ہارون شاہ کا نام دہرایا گیا جس پر زر کی آنکھیں پھیل گئی اور اسنے حیرت کی زیادتی سے جالیدار گھونگٹ سے سامنے مسکراہٹ دبائے کھڑے دانیال اور اسکے پاس کھڑی آنکھیں پٹپٹاتی عائشہ کو دیکھا۔۔۔

اسکا جو سانس مدہم چل رہا تھا وہ تیز سا ہو گیا اور وہ آنکھیں جھپک کر سانس بھرتی اپنی ماں کو دیکھنے لگی جہنوں نے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔

"دانیال نے تمہیں تنگ کرنے کیلئے نہیں بتایا تھا۔" پھپھو نے گھورتے دانیال کو دیکھا تو روم کی فضا میں اسکا جاندار قہقہہ گونج اٹھا۔۔۔

عائشہ بھی ہنسنے لگی۔۔

زریش سب کو حیرت سے دیکھتی آخر کار رو پڑی۔۔۔۔

کتنے ظالم تھے سب کے سب اسے اتنا ستایا بلکہ صرف اسنے نے نہیں اسکے سب اپنے اسکی حالت کا مزا لیتے رہے اور اسے تڑپاتے خود انجوائے کرتے رہے۔۔۔

سب ملے پڑے تھے چھوٹے سے لیکر بڑے تک۔۔۔۔

"سوری مما یہ ڈیڈ کا آئیڈیا تھا"۔۔ساحل نے جلدی سے کان پکڑتے خود کو بچا لیا۔۔۔

مولوی کے دوبارہ پوچھنے پر وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔۔۔

"قبول ہے"۔۔!!اسکے آخری بار قبول ہے کہنے اور سائن کرنے پہ دانیال نے آگے بڑھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا ہمیشہ خوش رہو۔۔۔

"آپنے اچھا نہیں کیا دانی"۔۔اسنے بھرائی آواز میں کہا تو وہ اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا ہنس پڑا۔۔۔

"اور تمنے تو جیسے اچھا کیا مجھ سے چھپا کر ہاں"!!وہ گھور کر بولا تو زریش جھینپ گئی۔

سائرہ بیگم اور پھپھو عائشہ مسکرا دیں۔

"حساب برابر ہم پٹھان نا ادھار لیتے ہیں نا دیتے ہیں حساب برابر رکھتے ہیں"۔مونچھوں کو بل دیتے وہ کہتا مولوی کو لیکر وہاں سے نکلا۔۔۔

"تو تورک ایک منٹ دانی کی چمچی"۔۔زرا اٹھ کر ہنستی عائشہ کی طرف لپکی کہ مولوی کو باہر بھیج کر دانیال نے اسے اپنے پیچھے کر لیا۔۔۔

مولوی چلا گیا اور وہ دانیال کے پیچھے کھلکھلا کر ہنستی اسے زبان دیکھانے لگی۔۔

روم کی فضا میں سب کے قہقہے گونج اٹھے اور عائشہ دانیال کا بازو پکڑے زریش کی پچھلی حالت کا نقل اتارتی سوں سوں کرتی روم سے نکلی پیچھے وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔

اسے پلٹتے دیکھ کر ساحل نے جھٹ سے کان پکڑے۔۔۔۔

"مما مجھے ڈیڈ نے کہا آپکو نا بتائوں میں بتا رہا تھا انہیں منت بھی کی تھی"۔۔وہ رو پڑا تو زریش نے آگے بڑھ کر اسے خود میں چھپایا اور محبت سے پیار کیا وہ کھلکھلا کر ہنسا۔۔

سائرہ بیگم نے آگے بڑھ کر نہال ہوتے زریش کے ماتھے پر بوسہ دیا اور سفینہ بیگم اسے پیار کرتی تقویٰ کیلئے چلی گئی۔۔۔

پیچھے روم میں زریش سائرہ بیگم اور ساحل رہ گئے۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی کہ "جتنا اسنے ستایا ہے چھوڑنے والی تو وہ بھی نہیں بڑا آیا جنونی کہیں کا"۔۔

منہ بسور کر سوچتی وہ ساحل کو خود میں بھینچ گئی۔

اب یہ بھالو ہمیشہ سے اسکا رہے گا کوئی اسے ساحل شاہ سے الگ نہیں کر سکتا وہ اسکا بیٹا ہے اسکا جگر کا ٹکڑا۔۔۔

سائرہ بیگم اللہ کا شکر کرتی انہیں دیکھنے لگی۔۔

مہکار کی طبیعت ناسازی کی وجہ سے حیدر نے آنے سے معذرت کرلی تھی تو سب خاموش ہوگئے کہ سہی تھا اپنی جگہ خون کا رشتہ پھر بھی اپنا ہوتا ہے۔۔

مقابلے کا اگر خون سرخ ہے تو سفید خون اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔

تقویٰ اپنے بھائی کے ہاتھ پکڑے بیٹھی تھی۔۔

مولوی نے جب نکاح پڑھایا تو اسکے سامنے صائم وہ زیادتی گھوم گئی اسنے اپنے بھائی کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے مسکرا کر سب کی موجودگی میں قبول ہے کہا۔۔۔

اس بار نا صرف اسکے پاس اسکا پورا خاندان موجود تھا بلکہ اسکی بھابھی اسکی دوست بھی موجود تھی۔۔

سب کی آنکھیں نم تھی اس حسین موقعہ پر خوشی سے۔۔

اور دل میں سب شکر گزار تھے اپنے رب کے کہ سالوں بعد خوشیوں نے پھر اس گائوں کا راستہ دیکھا تھا۔۔۔

ہر طرف مبارک باد تھی سب گلے مل رہے تھے خوشی سے ایک دوسرے کے۔۔۔

عید کا سما ہو گیا تھا۔۔

اور صائم بے انتہا خوش تھا اور اس خوشی میں اپنے باپ کو دل میں خود میں محسوس کر رہا تھا جیسے اسکے دل میں دھڑک رہا تھا ۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اسکا عشق اسکا باپ تھا اور اسکی محبت جو عشق کی طرف رواں تھی اسکی تقویٰ تھی۔۔

اسکا باپ اسے سارے غموں سے، نا ہو کر بھی اسے خود میں سمائے رکھتا تھا اپنے روم میں۔۔

اور اسکی بیوی نے اسے زندگی کو جینا اور اسکا مطلب سمجھایا تھا۔۔۔

اس بہتر سے بہتر راہ پر لائی تھی اسکے سجدہ کرنا سیکھایا تھا اور اللہ اور اسکے رسول سے ملایا تھا۔۔۔

وہ کیسے خوش ناہوتا کہ اسکی بیوی نے اسے سب کے سامنے سرخرو کیا تھا۔۔۔

وہ صرف نام کی تقویٰ نہیں وہ اپنے کردار کی تقویٰ تھی۔۔۔

*--------------

پوری حویلی جگمگا رہی تھی ہر طرف برقی قمقموں نے گائوں کا کونا کونا روشن کیا ہوا تھا۔۔

سرخ وسفید پھولوں سے پوری حویلی سجی ہوئی تھی اور اس سے اٹھتی مہک نے ہر کسی کے حواس جکڑے ہوئے تھے۔

دانیال تو اپنی بہن اور کزن کو اپنے گھر سے رخصت کرنا چاہتا تھا پر آغا جانی کا اسرار کہ "سب کو حویلی سے رخصت کریں گی ویسے بھی تقویٰ رخصت ہو کر اپنے گھر چلی جائے گی زریش رخصت ہو کر کراچی جائے گی پیچھے صرف زرناب (رضا کی دلہن) رہ جائے گی جسے رخصت کر کے حویلی میں لانا ہے باقی سب تو الگ الگ ہو جائیں گی تو کیا فرق پڑتا ہے حویلی سے رخصت ہوں یا گھر سے احساس ہونے چاہیے دل میں جگہ کا فرق نہیں پڑتا"۔

اور پھر مزید آغا جان کے اپنی بیوی کے دبائو میں آ کر کہنے پر دانیال خاموشی سے راضی ہو گیا البتہ وہ اندر سے اتنا خوش نہیں تھا اسکا دل کر رہا تھا وہ اپنی بہن کو اپنے آنگن سے رخصت کرے پر وہی بڑوں کا مان اسے کچھ کہنے سے باز رکھ رہا تھا اور خود انہیں خوش دیکھ کر خوش ہو گیا کہ اسکی جگہ اسکے ماں باپ ہوتے تو کیا کہتے۔۔۔

شاید وہ بھی آغا جان اور آغا جانی کو انکار نہیں کر پاتے کیونکہ وہ گائوں میں بڑی حیثیت رکھتے تھے۔

مرد حضرات سارے دانیال کے گھر شفٹ ہو گئے تھے۔۔

آج مایوں کی رسم تھی۔۔

حویلی کے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور وہاں پھولوں کے بیچ سجے اسٹیج پر اس وقت ہلدی کلر کے بھاری لہنگوں میں تقویٰ زریش زرناب بیٹھی تھی۔۔

تینوں کو بیوٹیشن تیار کر کے گئی تھی اور انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی پھولوں کے زیورات میں۔۔۔

تینوں ایک سے بڑھ کر حسین تھی جو بھی دیکھتا ماشاء اللہ کہہ بنا نا رہتا۔۔۔

تقویٰ کے چہرے پر جو نور تھا اور صائم کے محبت کی لالی تھی اسکا نکھار اس قدر چڑھا تھا کہ ہر کسی کی نظریں اس پہ ٹکی ہوئی تھی۔۔

شہر کی بڑی بڑی ہستیوں کی بیگمات وہاں موجود تھی۔۔۔

تقویٰ کو پہچاننے میں انہیں دیر نا لگی کیونکہ صائم نے پہلے ہی اسے سائیں کی جان سے مشہور کیا ہوا تھا میڈیا میں تو کوئی کیسے نا پہچانتا بلکہ شہری عورتیں ملکر اس سے خوش ہو رہی تھی اور سائیں کی جان خطاب سے چھیڑ چھاڑ کرتی تو وہ جھینپ جاتی ۔۔۔۔

زریش کا تو چہرا نکاح میں رضا کے بجائے ہارون کا نام سن کر غصے سے سرخ تھا اسے کوئی کیا سرخ کرتا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اس وقت ہارون شاہ سامنے ہوتے تو وہ اسکا کچھ کر دیتی جسنے اتنا رلایا تھا اسے۔۔۔

اسے تو چھوڑو دانیال اسکا اپنا بچپن کا ساتھی جسنے اسکے ہر لمحے ہر دکھ میں آنسوں پونچھے اسنے خود اسے اتنا ستایا اتنا رلایا کہ دل کر رہا تھا دونوں سامنے ہوتے تو باری باری دونوں کا پتھروں سے سر پھاڑ کر رکھ دیتی۔۔۔

وہ ہلدی کلر کے بھاری لہنگے میں سرخ پھولوں کے زیورات میں لمبے بالوں کی خوبصورت چوٹی بنائے سر پر بھاری کندن سے سجا دوپٹہ ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

سب آکر باری باری تینوں کو ہلدی لگاتے دعائیں دیتے جا رہی تھی۔۔

دانیال کے خاندان نے اعتراض اٹھایا انکے فیصلے پر کہ کیسے اتنی حسین پیاری بیٹی ایک بیٹے کے باپ کو دے رہے ہیں کیا زریش کیلیئے خاندان میں رشتوں کی کمی تھی جو اتنے بڑے مرد کو دے دی ایک تو دی بھی برادری سے باہر دوسرا لڑکا اتنا بڑا کہ ایک بچہ کا باپ ہونے کے ساتھ طلاق شدہ مرد۔۔۔۔

پر ان کے اعتراض تب مٹی میں مل گئے جب پر وقار سے مردانہ وجاہت کے شہکار ہارون شاہ پہ نظریں پڑی۔۔۔

عمر کا تو اس پر جیسے کوئی اثر نہیں تھا بلکہ ایک خوبصورت جوان مرد لگ رہا تھا دانیال کے ہم عمر۔۔۔

دراز قد سرخ سپید رنگت تیکھے نین نقوش مغرور کھڑی ناک گھنی سیاہ مونچھیں کلین شیو۔

چوڑے شانے وسیع سینہ سیاہ شلوار قمیض پہنے وہ ایک مغرور وڈیرہ لگ رہا تھا پر یہ تو زریش ہی جانتی تھی کہ وہ کتنا نرم طبیعت رکھتا ہے۔۔

پر اسے اس نرم مزاج والے ہارون شاہ سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اسے اتنا تڑپائے گا اتنا سسکنے پر مجبور کرے گا کہ اسکے پاس اللہ کے سامنے بھیک مانگنے کے علاوہ کوئی راہ نہیں بچی تھی اور اسے یقین تھا سب راہوں سے وہ راہ بہتر رحمٰن ور حیم کی تھی تبھی تو وہ مسز ہارون شاہ تھی اور اسکے نام کی ہلدی لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

سامنے کھڑا دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے سفید شیر وانی میں اسکا چھوٹا سا بھالو اسے اشتیاق سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"عجیب شادی ہے کیسی فیلنگز آرہی ہیں آپی میں ماں بننے والی ہوں اور آپ ماں بنی بیٹھی ہیں اور اب شادی ہو رہی ہے"۔

پاس بیٹھی تقویٰ نے شرارت سے سرگوشی کی۔

زر نے پہلے حیرت سے اسکی طرف دیکھا اور دونوں ہنس پڑی۔۔۔

"عجیب نہیں عجوبہ ہے دنیا کا پہلا عجوبہ یہ شادی جہاں دلہن کو نہیں معلوم تھا اسکی شادی کس سے ہو رہی ہے"۔اچانک ہی اسے یہ دکھ پھر سے یاد آیا تو تلخی سے بولی۔۔۔

تقویٰ ہنسی روکنے کیلیئے لب دبا گئی۔۔

آغا جانی اور سفینہ بیگم سائرہ بیگم نے باری باری تینوں کو پیار کیا اور ہلدی لگائی۔۔

سب کو لگاتے جب تقویٰ کے سامنے آئیں تو وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

آغا جانی نے اسکے ماتھے پر لب رکھتے اسکے دونوں گالوں پر ہلدی لگائی۔۔

اور ذرا سی ناک پر لگائی تو وہ ہنستی سر اٹھائے آغا جانی کو دیکھنے لگی۔۔

"آج میرا برسوں کا خواب پورا ہو گیا ہے میری جان"۔انہوں نے کہتے ہوئے اسکے ماتھے پر پھر سے لب رکھے۔شرم جھجھک سے تقویٰ کا چہرا گلنار ہو گیا۔۔۔

ثانیہ بیگم بیس سالہ خوبصورت سی زرناب کے پاس آئیں اور اسکے ماتھے پر لب رکھتے اسے ہلدی لگانے لگی۔۔

وہ اسکی بہن کی لاڈلی اکلوتی بیٹی تھی زرناب۔

اسکے مزاج میں ضد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا پر حیا شرم بھی اپنی جگہ ایک عورت کا زیور بنا اسے اپنے حصار میں لیے ہوتی تھی

۔۔

اپنی پسندگی کا دونوں نے ایک دوسرے سے نہیں اظہار کیا بلکہ اپنے ماں باپ تک اپنی پسند پہنچائی اور ماں باپ نے بیٹی کی پسند کو اپنی پسند سمجھتے آغا جان اور ثانیہ بیگم کے رشتہ لے جانے پر قبول کر لیا۔۔

پہلے رضا کا پٹھان لڑکی سے رشتہ۔۔۔

یہ سنتے اسکے حواس سلب ہو گئے تھے وہ چھپ چھپ کر اتنا روئی۔۔

پر اسکی اداسی اسکی تڑپ زیادہ دن بر قرار نہیں رہی کہ ایک دن سنہری صبح اسکے رشتہ آیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رضا کا رشتہ پٹھان لڑکی زریش سے ختم ہو گیا ہے۔۔۔

"تم خوش ہو"؟؟ ثانیہ بیگم نے شرارت سے پوچھا۔

وہ اپنی خالہ سائیں کی شرارت سمجھ گئی تھی تبھی جھینپی سی سر ہلا گئی۔۔

جہاں آغا جانی اور انکے ساتھ سائرہ سفینہ بیگم ہنسی تھی وہیں ثانیہ بیگم کا خوشی سے بھرپور قہقہہ لگا۔۔

پورا لان عورتوں سے بھرا پڑا تھا ہر کوئی بہت شوق سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

گائوں کی یہ سب سے بڑی شادی تھی جسکا سب کو انتظار تھا اور آج وہ اپنے عروج پر تھی۔۔۔

گائوں کی عمر دراز عورتوں نے اپنے خوبصورت سے آواز میں مدہم سروں میں ماہیوں کے گیت گانے شروع کر دئے۔

مدہم ہوتی پھولوں کی برسات میں روشن برقی قمقموں کی سجاوٹ کے اسٹیج پر وہ سرخ و سپید پھولوں کے بیچ پریاں سی لگ رہی تھی۔۔۔

"اب ہماری باری کیوں بھالو"؟؟ پھپھو سفینہ کی سنگت میں یلو کلر کے لانگ گھیر یدار فراک جس پر میرون نفیس سی کڑھائی کی گئی تھی زیب تن کیے خوبصورت اسٹائل میں دوپٹہ سر پہ سیٹ کیے کانوں میں ٹاپس پہنے سجی سنوری عائشہ قیامت برپا کر گئی۔۔

سب کی نظریں اسٹیج پر ساحل کا چھوٹا سا ہاتھ تھامے کھڑی عائشہ پر ٹکی تھی۔۔

اسکے سراپے کو نظریں میں لیے وہ سب اسکے سرخ و سپید معصوم نقوش کو دیکھتی سرگوشیاں کرتی کہ "لالا کی شہری بیوی ہے"۔۔۔

"پہلے میں مما کو لگاؤں گا"۔۔ ساحل بھاگ کر زریش کے پاس پہنچا اور ہلدی سے دونوں ہاتھ بھر کر آگے بڑھتے زریش کی گالوں پر مل دیا کہ چاروں طرف قہقہے گونج اٹھے اسکی حرکت پر۔۔۔

"میں اپنے دوستوں کو بتاؤں گا کہ مینے اپنی مما کو ہلدی لگائی"۔ وہ ہنستا زریش کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔

اسکی حرکت پر مدہم ہنسی کی کھنکار گونجی۔۔

"مجھے نہیں لگائی"۔ تقویٰ نے منہ بسور کر کہا۔

"اوپس سوری میں ایکسائمنٹ میں تو بھول ہی گیا"۔ سر پر ہاتھ رکھتے اسنے دونوں ہاتھوں کو بھرا ہلدی سے۔

تقویٰ نے مسکراتے گال قریب کیا تو ساحل نے ہنستے اسکی گال پر اپنا ہاتھ لگایا اور ساری رخسار پر لپیٹ دی ہلدی۔۔

پھر دوسری طرف زرناب کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ بھی مسکراتی جھکی اسکی طرف تو ہاتھ بڑھاتے اسکی رخسار کو بھی ہلدی سے پیلا کر دیا۔

اور دوسرا دونوں ہاتھ بڑھ کر سامنے کھڑی عائشہ کو قریب آنے کا اشارہ دیا وہ مسکراتی پاس آئی اور تھوڑا جھکی تو ساحل نے قہقہہ لگاتے اسکے دونوں گالوں پر لگا دی۔۔

چاروں طرف مدہم خوشیوں سے بھرپور قہقہے بکھر گئے۔۔۔

اور پھر عائشہ نے آگے بڑھ کر سب کو زریش اور زرناب کو لگاتے ساحل کو بھی لگا دی اور پھر شرارت سی مسکان لبوں پر سجائے تقویٰ کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔

"نند صاحبہ آپ تو گئی آج"۔۔۔!! یہ کہتے ہوئے عائشہ نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھریں ہلدی سے تقویٰ کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اسکے منہ پر پھیلا دیں۔۔۔

جہاں اسکے اٹیک پر تقویٰ کی چیخ نکلی تھی وہیں عائشہ زریش کا قہقہہ پڑا۔۔۔

ہر کوئی منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی سے لوٹ پوٹ تھا۔۔۔

تقویٰ نے رونے جیسی شکل بنا کر دوپٹے سے چہرا صاف کیا اور اسے گھورا۔۔۔

ایسے ہی ہنسی مزاق میں مایوں کی رسم رات کے آخری پہر اختتام کو پہنچی تو سب نے دلہنوں کو انکے روم میں پہنچایا۔۔۔۔

تقویٰ تو روم میں جاتے ہی منہ دھوئے بغیر چینج کیے بیڈ پر گر کر سو گئی۔۔

البتہ زریش اپنے بیڈ پر سوئے ساحل کے ماتھے پر بوسہ دئے چینج کر کے بیڈ پر لیٹی۔۔۔

وہ بہت خوش تھی ایک پر سکون زندگی پا کر۔۔۔

تو دوسری طرف کروٹ پر کروٹ بدلتے اپنے اپنے روم میں صائم ہارون دانیال رضا چاروں بے سکونی میں پڑے تھے۔۔

ان کا بس چلتا تو اس ظالم سماج کو بیچ سے ہٹا کر اپنی شریک حیات کے پاس پہنچ جاتے۔۔۔

پر کون کرتا؟؟؟

وہ تو ایک دوسرے سے ہی نظریں پھیر رہے تھے۔۔

"بھاڑ میں جائیں"۔۔۔!!دائیں بائیں الٹے منہ کے بل لیٹے سیف جنید کو لات مار کر نیچے گراتے وہ بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔۔

"اوئے یار مار دیا کمینے"۔۔!!وہ دونوں چیخ مار کر کراہنے لگے۔۔۔

"بند کرو بکواس میری حالت دیکھو اور کمینوں کیسے سو سکتے ہو"۔وہ بھنا کر پھر سے دونوں کو لات مار کر دور کرنے لگا بیڈ سے

۔۔

دونوں بیچ بیٹھ کر اسے دیکھنے لگے "پھر کیا کریں"؟؟غصے سے گویا ہوئے جانتے تھے سونے تو وہ دیگا نہیں اسلئے پہلے اسے دفع

کریں۔۔۔

"پہرا دو"۔۔!!صائم کہتا اٹھ کھڑا ہوا بیڈ سے اور ایک دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجا کر باہر نکلا وہ دونوں ہی اسکے پیچھے آتے روم کے ڈور پر زمین پر لیٹ گئے پہرا داری کیلیئے آنکھیں موندیں۔

*________________

وہ ابھی لیٹی ہی تھی کہ اسے خود پر گرم سانسیں محسوس ہوئی اور گردن پر سرسراتی انگلیاں۔۔

تقویٰ نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں تو خود پر جھکے صائم کو پا کر اسکی سانسیں تھم گئی۔۔"سائیں"۔۔اسکے لب پھڑ پھڑائے

"نکاح مبارک سائیں کی جان"۔۔!!صائم نے اسکی سرخ ڈورے والی بھوری آنکھوں میں دیکھا اور اسکے رخسار پر اپنی ناک رگڑی۔۔۔

"آ۔آپ یہاں کیسے آئے"۔۔۔؟؟وہ اتھل پتھل سانسوں سے پوچھنے لگی اور پوچھنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ انتہائی بکواس سوال پوچھ لیا ہے کہ وہ کیسے آیا اسکے روم میں۔۔۔

صائم اسکے بچگانہ سوال پر ہنس پڑا۔۔۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم یوں میرا اس حسین روپ میں استقبال کرو گی"۔۔اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے شرارت سے اسکے سراپے کو دیکھا تو وہ منہ پھیر گئی۔۔

"ایسا کچھ نہیں میں تھک گئی تھی"۔۔وہ اسکی گرم سانسیں گردن پر محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔

صائم اس سے اٹھتی ہلدی پرفیوم کی بھینی بھینی خوشبو میں گہرے سانس بھرتا مدہوش سا ہو گیا۔۔۔

"بہت ظلم کر رہے ہیں نایہ لوگ ہم پر"!!اسکی شہ رگ پر انگوٹھا پھیرتے پوچھا۔۔

"آپ یہاں کیوں آئیں ہیں سائیں پلیز جائیں"۔وہ اسے خود سے دور کرتی التجائی بولی۔۔

صائم اسکی بکھری سانسوں پر ہنس پڑا۔۔۔

"جا رہا ہوں سائیں کی جان صرف تمہیں دیکھنے آیا تھا!نا نکاح میں دیکھا نا ہی کل ابھی موقعہ ملا ہے جب سب تھک کر سوئے ہیں"۔وہ اسکی شہ رگ کو لبوں سے چھو کر گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرنے لگا۔۔

تقویٰ آنکھیں میچے اسکے دہکتے لمس پر اسکے شانوں کو پکڑے پڑی تھی۔۔

"ویسے ایک مزے کی بات بتائوں"!ٹھوڑی سے پکڑ کر تقویٰ کا چہرا سامنے کرتے اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکائے کہا کہ اسنے آنکھیں موندیں سر ہلایا۔۔

"ہارون بھائی رضا دونوں آئے ہیں میرے ساتھ"۔۔وہ بتا کر ہنسا تقویٰ کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئی۔۔

"ہارون بھائی بھی"؟؟حیرت کی زیادتی سے بولی۔۔۔

صائم دل کھول کر ہنسنے لگا۔۔

"سائیں کی جان سب کی یہی حالت ہے تیرا بھائی بھی کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا آغا جان والوں کی وجہ سے میں اسے نہیں لا سکا اور ملازمہ کی اطلاع کے مطابق بھابھی پھپھو کے ساتھ سوئی ہوئی ہیں تو اس بچے کو ایسے ہی ظلم میں چھوڑ آئے"۔وہ مدہم قہقہہ لگا کر بتا رہا تھا۔

تقویٰ بے یقینی سے سن رہی تھی۔۔

اسکی پھیلی سرخ ڈورے والی آنکھوں نے صائم کو بے خود کر دیا۔۔

اسنے ایک ہاتھ اسکی کمر سے نکال کر اسکی گردن میں ڈالا کہ وہ ہوش میں آتی سٹپٹا اٹھی۔۔

"سائیں پلیز"۔۔۔!!وہ کسمسائی پر اب وہ کہاں رکنے والا تھا۔۔

"تمنے تو کبھی ایک ہگ نہیں کیا مجھے ہی اپنی جان کو کس کرنے دو"۔بھاری مخمور لہجے میں کہتے اسکے سرخ لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا کہ اسکی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔۔

وہ اسکے سینے میں چھپ کر اسکی جسارت کو ناکام کرنا چاہتی تھی پر وہ اس سے آگے کی سوچ رکھتا تھا۔۔

تقویٰ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے پیٹھ پر رکھا اور خود اسکے چہرے پر جھک گیا شدت سے۔۔۔

چلو جو اک رمق جان باقی ہے

وہ بھی تمھارے نام کرتے ہیں۔

ہمیں تم سے محبت ہے

ھم یہ اعلان سرِعام کرتے ہیں۔

خوبصورت جسارت کرتے آہستہ سے وہ اسکے کان میں گنگنانے لگا۔۔۔

تقویٰ اسکی پیٹھ سے ہاتھ نکال کر اسکے سینے پر رکھے اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔

"جائیں اب"۔۔!!وہ اسے دور کرتی اپنے دوپٹہ درست کیے اٹھ بیٹھی صائم مسکراتا بالوں میں ہاتھ گھمائے اسے نرم گرم نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

"مطلب تمہارا کہ میں اسلئے آیا تھا جو اب چلا جائوں"؟؟ اسنے شرارت سے لبوں کی طرف اشارہ دیتے ابرو اچکایا۔۔

اسکا تو پور پور کانپ اٹھا۔۔۔

"کیا بدتمیزی ہے سائیں میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا"۔۔!!وہ غصے سے کہتی کمفرٹر میں گھس گئی۔۔۔

صائم ہنستا اسکی ٹانگوں پر سر رکھے لیٹ گیا۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں"!!اسکے سر کا وزن ٹانگوں پر پاتے وہ بوکھلائی سی واپس اٹھ بیٹھی۔

"سو رہا ہوں"۔ صائم نے سر اٹھا کر اسکی گود میں رکھ لیا اور اسکی کمر کے گرد بازو باندھتے آنکھیں موند لیں۔۔

"سائیں آپ یہاں سو رہے ہیں جائیں نا کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا"۔۔؟؟

"یار میسج تو آنے دو سب ساتھ جائیں گے تب تک یہیں ہوں باہر پکڑا جائوں گا اب خاموش ہو جائو"۔ اسنے گھور کر کہا تو وہ نفی میں سر ہلاتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

اسکے لمس پر صائم کے لبوں پر خوبصورت مسکان پھیل گئی۔۔۔

" مینے اپنی بیٹی کا نام سوچا ہے بتائوں"؟؟ کچھ دیر بعد روم کی فضا میں اسکی بوجھل آواز گونجی۔۔

تقویٰ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔"بتائیں"۔

"توقیع مطلب عزت والی۔ کیسا ہے"؟؟ وہ مسکراتا سر اٹھا کر اسے دیکھتا پوچھنے لگا۔۔

"بہت خوبصورت"۔۔ اسے حقیقت میں کافی پسند آیا۔۔"اور اگر بیٹا ہوا تو"؟

"تو پھر کوئی اچھا سا نام رکھ لیں گے پر بیٹی کا تو میں یہی رکھوں گا"۔ وہ مسکرایا اور اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

"میں جب اپنے بچوں کا سوچتا ہوں تو میں خوشی سے پاگل سا ہو جاتا ہوں تقویٰ ایک انجانا سا سرور میرے وجود میں دوڑتا ہے مجھے سکون دیتا ہے۔۔

میرے دماغ میں ہزار سوچیں آتی ہیں کہ وہ کیسے ہوں گے کیسے بولیں گے پہلا لفظ مما لیتے کیسے لگے گے اور سب سے بڑھ کر میں انہیں کیسے بازوئوں میں اٹھائوں گا یہ سوچتے میرا دل دھڑک جاتا ہے"۔ وہ اپنے جزبات شیئر کرتا اٹھ بیٹھا اور اسے اپنے حصار میں لیکر ساری سوچوں سے پردہ اٹھائے اسکے سامنے رکھ رہا تھا۔۔

اور تقویٰ کبھی ہنس پڑتی تو کبھی کھکھلا جاتی۔۔۔۔

"آپ ایک بہت خوبصورت اور اچھے باپ بنے گے سائیں"۔

------------*❤*------------

وہ مسکراتی سامنے پڑے ساحل کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔

یہ احساس سونے نہیں دے رہا تھا کہ اب وہ اسکا بیٹا ہے اور اسے سب کے سامنے مما بھی کہہ سکتا ہے بلکہ وہ بیٹا کہہ سکتی ہے اور اس سے پیار کر سکتی ہے بغیر جھجھک کے کیونکہ اب تو وہ اسکا بیٹا ہے اسکا بھالو۔۔۔

نا اسکی ماں کی روک ٹوک ہو گئی اور نا ہی لوگوں کی باتیں۔۔۔

انہیں سوچوں میں مسکراتی زریش نے جھک کر ساحل کی پیشانی پر لب رکھے کہ اسی لمحے آہستہ سے دروازہ کھلا۔۔۔

اسے لگا اسکی ماں آئی ہے اسلئے مسکراتے سر اٹھایا پر سامنے روم میں داخل ہوتی شخصیت کو دیکھتے اسکی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔

جہاں اسے اس پہر روم میں دیکھ کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہیں اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کو یاد کرتے اسکے وجود میں غصے کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔۔

ماتھے پر بل پڑ گئے اور سرمئی آنکھوں میں غصہ اتر آیا۔۔۔

"کیوں آئیں ہیں؟؟ آپکی ہمت کیسے ہوئی اس وقت روم میں آنے کی"۔۔!!شدید غصے سے وہ اٹھ کھڑی ہوئی جس پر سیاہ گھنگھرالے بال لہرا کر پشت پر پھیلے۔۔

میرون لان کے سوٹ میں وہ بغیر دوپٹہ کے غصے سے بیڈ سے اترتی ہارون شاہ کے سامنے کھڑی ہوئی اسکی دھڑکنیں بے ترتیب کر گئی۔۔۔۔

دکھ غصہ قہر اس قدر شدید تھا کہ دل کر رہا تھا سامنے کھڑے وجود کا سر پھاڑ دے یا لبوں کے گوشوں میں موجود مسکراہٹ کو نوچ کر پاؤں تلے مسل دے۔۔۔

کتنے دن اسے رلایا اسے تڑپایا اور خود ریلیکس سا گھومتا پھرتا رہا گائوں میں۔۔۔کوئی قدر نہیں کسی کو سب بے جان مٹی کا بت سمجھے اسکے احساسات جزبات سے کھیل رہے تھے، اسکے حال کی کسی کو پرواہ ہی نا تھی۔

برائون کاٹن کے شلوار قمیض میں کندھے پر شال ڈالے دروازہ بند کیے اب اسے دیکھ رہا تھا جس پر خوب رنگ چڑھا تھا اسکے جنون کا کہ مہک رہی تھی۔۔۔۔

میرون لان کے سوٹ میں کھلے بالوں مٹے مٹے میک اپ میں ہلدی کی بھینی بھینی خوشبو میں بسی بغیر دوپٹہ کے اپنے قیامت خیز سراپے سے اسکے سامنے کھڑی بے چین کر گئی۔۔

ہارون شاہ کے سیاہ گھنی مونچھوں تلے لبوں پر تبسم بکھرا۔۔۔

"کیسی ہو"؟ اسنے ایک قدم بڑھایا اور گھمبیر لہجے میں مسکراتے پوچھا۔۔

اسکے لہجے پر زریش کی دھڑکن جیسے مدہم ہوتی تیزی سے دھڑک اٹھی۔۔

قدم بے ساختہ پیچھے کی جانب اٹھا۔۔۔

"آ۔۔آ۔آپ سے مطلب جائیں یہاں سے میں نہیں کر رہی کوئی شادی وادی آپ جیسے دھوکے باز شخص سے"۔ بھرائے لہجے میں کہتے اسنے دانت پیسے۔۔

"دھوکے باز نہیں میں زری"۔ اسنے آگے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

زریش نے غصے سے دیکھتے اسے، قدم پھر پیچھے لے لیے کہ کہیں وہ اسکا ہاتھ ہی نا پکڑ لے۔۔

"اتنا غصہ نہیں کرتے یار جب دیکھو چھوٹی سی ناک پر غصہ سوار رہتا ہے،، اور اہم جو چیز تھی نکاح تو ہو گیا ہے ہمارا، اب شادی نا کرنے پر میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا"۔وہ محبت سے کہتا اسکی طرف بڑھا کہ اسکی نظروں کی آگ مانند تپش سے زریش کو اپنے دوپٹے کی ناموجودگی کا احساس ہوا وہ بوکھلا گئی۔۔

اور یہاں وہاں دیکھتی بیڈ پر دیکھنے لگی پر وہ وہاں ہوتا تو اسے ملتا اسکی تو جیسے سانسیں خشک ہو گئی۔۔۔

انتہائی غصے کے باوجود اسکی گال گلنار ہو گئے جیسے انار کا رس چھلک پڑا ہو ان پر۔

اسنے ہاروں شاہ سے نظریں چراتے آہستہ سے اپنے سارے بال دونوں طرف سے آگے کر دئے۔

اسکی حرکت پر ہارون دل کھول کر ہنسا۔

آسان نہیں تھا یوں کھڑا رہنا جسکے سامنے چہرے پر پردہ گرا لیا جائے پھر یوں اچانک سے دوپٹے کی گستاخی پر سانسوں کا اتھل پتھل ہونا حق پہ تھا۔۔۔

"آپ نے سنا نہیں جائیں یہاں سے"۔وہ جھکی نظریں اسکے سیاہ بوٹ پر ٹکائے غصے سے بولی۔۔

پر ہارون کو ایسا لگا جیسے خفت شرم سے ضد میں منمنائی ہو۔۔۔

"نکاح کی خوشی میں ساحل شاہ کو محبت اسکے حق کی دے دی اسکے باپ کا بھی کچھ حق بنتا ہے وہ ادا نہیں کرو گی"؟گھمبیر بھاری لہجے میں کہتے وہ اسکے بالکل سامنے آچکا تھا کہ وہ اسکے دراز قد کے سامنے دب گئی۔۔۔

زر نے خوف سے پھیلی آنکھوں سے اس مینٹل آدمی کو دیکھا۔۔

"آپ جاتے ہیں کہ میں چیخوں"۔اسکی فرمائش پر اسکا حلق خشک ہو گیا بدن پر ہلکی سی کپکپاہٹ سی ہونے لگی اور ٹانگیں اپنا بھوج آپ اٹھانے سے انکاری ہو گئی۔۔

وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ سائیڈ ٹیبل سے ٹکرا کر گر جاتی اگر بروقت ہارون شاہ اسکے بازو سے پکڑ کر کھینچتا نا۔۔۔

ایک آہ کے ساتھ ہی خوف سے سہمی زریش سیدھا ہارون شاہ کے کھینچنے پر اسکے سینے سے لگی اور پھیلی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

ہارون نے اسکی پھیلی سرمئی آنکھوں کو دیکھا جن میں کاجل کی لکیریں ڈالے انہیں قاتل بناڈالا تھا کہ اسکی نظروں میں جزبات کی تپش اٹھ آئی۔۔

"میں خاص کر کے تم سے ملنے آیا ہوں کہ اپنی زری کی غلط فہمی دور کر سکوں مینے اسے تڑپایا ہے۔۔اور پھر یوں تم چیخوں گی تو کیسے چلے گا"۔ایک سائیڈ سے اسکے بال پیچھے کرتے اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے اسے قریب کیا کر لیا کہ زریش کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی مخصوص پرفیوم کی خوشبو نے زریش کی ہتھیلیاں پسینے سے نم کر دیں۔وہ اسکے چوڑے سینے پر ہتھیلیاں رکھ کر اپنے بگڑے تنفس کو اسکی احساسات سے چھپائے بحال کرنے لگی۔۔

"آآ۔۔آپ میرا چہرا نہیں دیکھ سکتے شش۔۔۔شاہ"۔وہ غصہ کرنا چاہتی تھی چیخنا چلانا اسے دھکے دیکر نکالنا چاہتی تھی پر اسکی سحر انگیز روبدار شخصیت کے سامنے وہ خود کو دبو سا محسوس کرتی۔۔

ایسا کون سا جادو کرتا تھا کون سا سحر پھونکتا کہ وہ بے بس سی ہو جاتی تھی۔۔۔

"میں رسموں کی نہیں دل کی سنتا ہوں اور اس وقت میرا دل تمہارے اس مہکتے مدہوش کرتے سراپے کو محسوس کرنا چاہتا ہے"۔اسکی گردن میں چہرا دیتے اسنے گہرا سانس بھرا۔۔۔

زریش نے دہل کر اسکی قمیض کو شانوں سے مٹھیوں میں دبوچ لیا۔

"سس۔۔۔ساحل۔۔۔۔"دل کی دھڑکنوں کو پسلیاں توڑنے پر محسوس کرتے وہ آنکھیں میچے بولی۔۔۔

ہارون مسکرا دیا۔۔۔۔

"سو رہا ہے ہمارا بیٹا"۔ اسنے سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو پر اپنے دہکتے لب رکھے کہ وہ لب دانتوں تلے دبا کہ مچل کر تڑپتی اسکے حصار سے نکلی اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

ہارون نے مسکراہٹ چھپا کر برو اٹھائی اور سوالیہ دیکھا۔۔۔

پر وہ کیا بتاتی اسکی تو اسکے لمس اسکے احساس قربت سے سانسیں بند ہونے لگی تھی۔۔

اب وہ گہرے سانس لیتی اسکی اٹھی برو دیکھ کر پیچھے ہوتی نفی کرنے لگی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا، بے شک وہ اسکا محرم تھا پر بہت مشکل تھی اسکی قربت کو جھیلنا اسکے آگ مانند لمس کو برداشت کرنا۔۔۔

ہارون ایک محبت پاش نظر دوسری طرف کروٹ لیے سوئے ساحل کو دیکھ کر زریش کی طرف دیکھنے لگا جو اسکے ارادے سمجھ کر آنکھیں پھیلا چکی تھی۔۔۔

اسکی سرمئی بھیگی آنکھوں سے نظریں ہوتی اسکی چھوٹی سرخ ناک پر آئیں اور پھر وہاں سے ہوتی پھڑ پھڑاتے کانپتے سرخ لبوں پر اور وہاں پل کو تھم سی گئی۔۔۔

ہارون کا دل کیا انکی کپکپاہٹ اپنی انگلیوں پر محسوس کرے پر جانتا تھا ایسا کرنے سے وہ رو نا دے اسلئے خود پر اپنے جزبات پر بہت مشکل سے ضبط کیا۔

اور اسکی ہاف سلیوز سے جھانکتے سپید دودھیا بازوں کو دیکھا۔۔۔

اسکے سراپا سر سے پائوں تک دیکھتے جزبات نے ایک انگڑائی سی لی۔۔۔

اسنے قدم اسکی طرف اٹھے اور زریش جو خود میں سمٹ رہی تھی اسکی بے باک نظروں سے اسکے یوں قدم اٹھانے پر حواس باختہ سی پیچھے ہوئی۔۔۔

"پلیز ش۔شاہ سس۔ساحل کاتت۔۔تو خ۔خیال کریں"۔وہ دیوار سے لگتی منمنائی اور ساحل کو دیکھنے لگی جو سویا ہوا تھا ۔۔

وہ دل سے دعا مانگ رہی تھی کہ اٹھ جائے پر دوسری طرف اسے تو جیسے کوئی اپنی ماں کی پرواہ نہیں تھی۔۔

سوچتے ہی دل بھر آیا تو اسنے پائوں پٹخے۔

اسکی حرکت پر ہارون شاہ نے بہت مشکل سے اپنے حلق سے امڈنے والا قہقہہ دبایا۔۔۔

"ایسے کیوں کر رہی ہو"؟ اسے انگلیاں مروڑتے دیکھ کر ہارون نے اسکی انگلیاں کھول کر اپنی انگلیوں میں الجھائیں۔

اسکی نرم روئی سی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتے وہ ان پر لب رکھ گیا کہ زریش جھکی نظروں سے اسکے پائوں دیکھتی تڑپ گئی اسکے لمس پر۔۔

"میں تمہیں تڑپانا نہیں چاہتا تھا جانم میں تو تم سے اپنی فیلنگس شیئر کرنا چاہتا تھا کہ اچانک سے جب کوئی اپنا زندگی میں آئے تو کیسی بہار محسوس ہوتی ہے کون سے گل کھلتے ہیں کیسے جزبات انگڑائیاں لیتے ہیں میں اپنے احساسات تم پہ بیان کرنا چاہتا تھا اور مجھے امید ہے تم نے وہ سارے جزبات احساسات محسوس کیے ہوں گے جب اچانک سے نکاح میں میرا نام سنا ہو گا کہ تم ہارون شاہ کیلئے تھی ہو اور رہو گی"۔

"میں بھی تڑپا ہوں تمہارے لئے جانم بہت تڑپا ہوں اور مجھے یقین ہے جب ہم ایک ہوں گے تو یہ تڑپ ہمیں اور قریب کرتے روح میں بسا لے گی ایک دوسرے کے"۔وہ اسکے ہاتھو کو دونوں اطراف ہاتھ دیوار پر رکھے اپنے سوئے ہوئے بیٹے کے خیال سے مدہم سی سرگوشیاں اسکے کان میں کر رہا تھا۔۔

اور زریش اسکی خوشبو سانسوں میں اترتی محسوس کرتی اپنی گردن کان پر وقفے وقفے سے گرم دہکتی آگ مانند سانسیں محسوس کرتی اسکے سینے میں سمٹ جاتی۔۔۔

"ناراض ہو ابھی مجھ سے؟؟ تمہیں معلوم ہے ٹین ایجرز کی طرح چھپ کر صائم کے ساتھ یہاں آیا ہوں صرف تمہاری ناراضگی کی وجہ سے۔ سوجاتا پر نیند نہیں آرہی تھی بے چین تھا تمہارا سوچتے ایک پل چین نہیں تھا پچھلے کچھ دنوں سے تمہاری ان خوبصورت آنکھوں کو سرخ دیکھتے"۔ وہ کہتا اسکا چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتا دونوں آنکھوں کو چوم لیا کہ اسکے لبوں کے لمس پر زریش کا سانس ہی بند ہو گیا اسنے بے ساختہ ہارون کے شانوں کو پکڑا اور آنکھیں میچلیں۔۔

"تم سے اٹھتی تمہاری مہک مجھے پہلے ہی بے خود کر دے رہی ہے اوپر سے ستم کہ ہلدی کی خوشبو"۔ اسکی شہ رگ پر اپنے لب رکھتا وہ گہرا سانس بھرنے لگا۔

وہ لڑکھڑاتی گرنے سی ہو گئی اگر ہارون کا مضبوط بازو اسکی کمر میں نا ہوتا تو آج وہ زمین بوس ہو جاتی۔۔۔

ہارون ایک نظر ساحل پر ڈال کر اپنے حصار میں کھڑی متاع جان کو دیکھنے لگا جسکی دھڑکنیں اسکی دھڑکنوں سے الجھ رہی تھی اور اسکا بگڑا تنفس اسے مزید گستاخیوں پر اکسانے لگا تھا۔۔۔

وہ اسکی گرتی اٹھتی پلکیں دیکھتا اسکے خشک لب دیکھنے لگا جو لرز رہے تھے۔۔

"مم۔۔۔مجھے پیاس لگی ہے شش۔شاہ" التجاسی کرتے وہ آنکھیں ذرا سی اٹھا کر اسے دیکھنے لگی پر ہارون کی چمکتی آنکھوں کو پہلے سے ہی خود کو تکتا پا کر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"مجھے بھی۔۔۔"!!! گھمبیر بھاری سرگوشی جیسا لہجہ اسکے وجود کو پسینے سے نم کر گیا اسکے پور پور میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔۔

"آ۔ آپ جائیں پلیز مم۔۔ میں ناراض نہیں ہوں"۔ وہ مچل کر کسمساتی اپنا آپ اسکی مضبوط تنگ حصار سے چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی۔

ہارون نے بغیر کچھ کہے اسکے پنکھڑیوں جیسے لبوں پر انگلیاں رکھی اور ان کی کپکپاہٹ محسوس کی۔

زریش کا وجود ہر طرح کی مزاہمت سے ناکارہ ہوتا سن سا اسکے حصار میں رہ گیا۔۔

اور وہ محسوس کرتا اسکی رضامندی اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائے دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر کو جکڑے اسکے چہرے پر جھکا۔

زریش کے تورونگٹے کھڑے ہوگئے اسکے دہکتے لمس پہ۔۔۔

وہ اسکے شولڈر کو تھامے اسکے سہارے کھڑی تھی اور ہارون بے خود سا اسکے پھولوں جیسے مہکتے لمس پر، اسکے نرم ریشم سے بالوں میں انگلیاں گھماتے دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر سہلارہا تھا۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کی قربت میں بے خود سے ہورہے تھے کہ اچانک ساحل کی کسمسانے پر زریش کی آنکھیں پھیلیں اسنے ایک جھٹکے سے ہارون شاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلا اور خود گہرے سانس بھرتی بیڈ پر پڑے ساحل کو دیکھنے لگی۔۔

جو زریش کو پاس نا پاتے رونے کی تیاری میں لب پھیلا چکا تھا۔۔۔

ہارون مسکراتا آگے بڑھ کر اپنی شال اسکے گرد لپیٹ گیا۔۔۔ اور اسکے کانپتے وجود کو تھامتے اسکے گال پر لب رکھے۔۔۔

"جارہا ہوں خیال رکھنا اپنا ہارون شاہ کی امانت سمجھ کر"۔ دوسرے گال پر بھی لب رکھتے اسکے لبوں کو انگوٹھے سے سہلایا اور اسے اپنا تنفس بحال کرنے پر چھوڑتے ساحل کے پاس آیا جو سوتے ہوئے زریش کی جگہ پر ہاتھ مار رہا تھا اسے اپنے جاگنے کی اطلاع دیتا۔۔۔

اسنے جھک کر ساحل کو پیار کیا اور ایک محبت بھری نظر سر جھکائے پاؤں کے انگوٹھے سے قالین کو کھروچتی سرخ سی زریش کو دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔

"ناراض ہو"؟؟ موبائل نکال کر صائم کے نمبر پر کال کرتے زریش سے پوچھا۔

نظریں اس سے ہٹالیں کیونکہ اگر اسے اپنی نظروں میں رکھتا تو دونوں کیلئے مشکل بن جاتی۔۔

زریش نے ذراسی نظریں اٹھا کر پیچھے مسکرا کر دیکھتے ساحل کو دیکھا اور مسکراتی نفی کرنے لگی۔۔۔

ہارون اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے نفی کرنے پر اسکی طرف قدم بڑھانے لگا ہی تھا کہ وہ بوکھلا گئی۔۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا میرے بیٹے کو"۔ وہ ہارون کے قدم اپنے تک پہنچنے سے پہلے بیڈ پر ساحل کے پاس آئی اور اسے اپنی طرف کرتی گود میں سر رکھ کر بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

یہ اس قدر اچانک تھا کہ نا ساحل سمجھ سکا نا ہی ہارون۔۔۔

دونوں نے حیرت سے زریش کو دیکھا جو اپنے انداز سے ہارون کو ساحل کے جاگنے کا بتانے لگی تھی انہیں حیرت میں دیکھ کر خود ہی ہنس پڑی۔۔۔

"مما آپنے تو مجھے اور ڈیڈ کو ڈرا ہی دیا"۔ وہ اپنی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتا بولا کہ خفت سے اور اپنی حرکت پہ زریش کا جاندار قہقہہ پڑا۔۔

دونوں باپ بیٹے نے اپنی حیات کو دیکھا جس میں سانسیں بسی تھی دونوں کی اور اسکے قہقہے پر وہ دونوں بھی مسکرا دئے۔۔

ساحل نے تو جھپٹ کر زر کے گال پر لب رکھے اسکے گلے میں بانہیں ڈالی اور ہارون خود کو بے بس پاتا حسرت سے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

"ادھار رہا"!! وہ معنیٰ خیز اشارہ دیتا صائم کے باہر آنے کا پیغام پڑھتا وہاں سے نکلا۔۔۔

وہ سرخ سی شرمائی رہ گئی۔۔۔

"مما آپنے ڈیڈ سے ادھار لی؟؟ غلط بات!! آپ مجھ سے کہتی میں آپکو بہت سے پیسے دے دیتا میرے پاس بہت ہیں وہ آپکے ہی تو ہیں آئندہ مجھ سے مانگیے گا آپکے بیٹے سے،، ادھار نا لیجیئے گا"۔وہ ہارون کی ذو معنیٰ بات کو پیسوں کی ادھار سمجھتا محبت سے بولا۔۔۔

زریش زور سے ہنس پڑی۔۔۔

"ضرور میلے بھالو تم سے ہی پیسے لوں گی شاپنگ کے ٹھیک"؟ وہ ہنستی اسے خود میں بھیچے دیکھ کر مسکرائی۔

ساحل نے فوراً ہی سر ہلایا۔۔۔

"میں جب بڑا ہو کر کمائوں گا تو آپکو بڑی بڑی شاپنگ کروائوں گا"۔وہ باہنیں پھیلا کر بولا اور زریش کے گلے میں ڈال دیں وہ مسکراتی اسکے سر پر بوسہ دیتی لیٹ گئی۔۔

خود پر اوڑھی ہارون شاہ کی شال سے اٹھتی اسکے کلون کی خوشبو کو اپنی ناک کی نتھنوں میں اترتا محسوس کرتی اپنی سانسوں میں بسانے لگی تھی۔۔۔

"وہ سہی کہتا تھا اچانک سے نکاح میں اسکا نام سن کر ایسے ہی تو دل کی دنیا میں بہار آئی تھی جیسے وہ اسکی زندگی میں آئی تھی "۔وہ سوچتی مسکرائی۔۔

یہ خدا کا شکریہ ادا کرتی تھی کہ ہارون شاہ اسکے پاسٹ سے واقف ہے پھر بھی اسے جنون کی حد تک چاہتا ہے۔۔۔۔

یہ اسکے لئے خوش بختی تھی کہ اتنا چاہنے والا محرم ملا تھا ورنہ کون اسے اتنا چاہتا یہ جان کر کہ وہ کئی سال ایک انسان کی منگیتر بن کر رہی اور پھر اچانک سے کیوں توڑ دی منگنی۔۔۔

اپنوں کے یوں جزبات میں لئے گئے فیصلے بچپن میں ہی بچوں کو ایک دوسرے سے منسوب کر دینا کتنی زندگیاں برباد کر دیتے تھے۔۔

کتنے جزبات کچل دیتے تھے جب نصیب اپنے رنگ دیکھاتا ہے جو اوپر سے دیئے جاتے ہیں۔۔۔

اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کیلئے ایسے کوئی قدم نہیں اٹھائے گی نا ہی انہیں بچپن سے ایک دوسرے سے منسوب کر کے انکے معصوم جزبات سے کھیلے گی۔۔۔

بے شک جزبات سے زندگیوں کا رشتہ ہے وہ ٹوٹ کر بکھر جائیں پھر زندگی کیا سنورے گی۔

وہ جانتی تھی اسکی زندگی سے اسکے اپنوں اور آس پاس کے لوگوں نے کافی سبق لیا ہو گا اور اپنے بچوں کے فیصلے رب پر چھوڑ کر انکی تعلیم وتربیت پر توجہ دیں گے۔۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ بہتر وخوبصورت فیصلے کرتا ہے۔

--------------*❤*--------------

"کہاں سے آرہے ہو"؟؟ صحن میں ٹہلتے دانیال نے ان تینوں کو اندر آتے دیکھ کر ابرو اٹھائی اور تیکھے چتون سے سے گھورا۔

"یہیں ٹہلنے گئے تھے باہر اندر گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی"۔۔ان دونوں کو بوکھلائے دیکھ کر ہارون نے بات سنبھالی۔۔

"واہ اے سی میں بھی صاحب کو گھٹن ہو رہی تھی"۔اسنے طنز کیا۔

سیف جنید جو ان تینوں کیلئے پہرے میں بیٹھے تھے پکڑے جانے پر سائیڈ پہ اپنی درگت پر سر جھکائے معصوم بچوں کی طرح کھڑے تھے۔

"تمہیں تو دو دن چین نہیں آئے گا کیوں"؟؟ اسنے پھر ڈھٹوں کی طرح ہنستے صائم کو جھڑکا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بھائی آپکو بھی لے جاتے پر بھابی فل سیکیورٹی میں پھپھو کے ساتھ تھی اسلئے کوئی چانس نہیں تھا آپکی قسمت کا"۔وہ کہتا دانیال کو سٹپٹانے پر چھوڑ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"چلو میں معصوم شیروں اللہ تم دونوں کو لمبی زندگی دے چلو میرے ساتھ"۔وہ سیف اور جنید کو وہاں سے لے گیا۔

رضا بھی مسکراتا سائیڈ پہ ہوتا وہاں سے نکل گیا۔۔

پیچھے صرف ہارون اور دانیال رہ گئے۔۔۔

"کیا گھور کر دیکھ رہا ہے"۔ہارون نے اسکی گھوری پر ڈبل گھوری ڈالی۔

"دیکھ رہا ہوں بڑے بے غیرت ہوگئے ہو لڑکوں کی سنگت میں"۔اسنے دانت پیسے۔

"لڑکوں کی سنگت نہیں تیری یاری کا اثر ورنہ میں بھی کبھی بہت شریف ہوا کرتا تھا"۔ہارون نے قہقہہ لگاتے کہا۔

"چل دفع ہو میں تیرے جیسا نہیں"۔وہ گھور کر بولا اور اسکی ناراضگی خوب سمجھ رہا تھا۔

"چل غصہ تھوک تونے جو بے غیرتی کی تھی وہ ہی سلجھانے گیا تھا ورنہ ساری زندگی آگ میں گذرتی پٹھان تو وہ پہلے ہی ہے

"۔ہارون نے گردن میں بازو ڈالا تو ایکبار دانیال کا قہقہہ لگا۔

" مینے پورا انتظام کیا تھا تیرے لیے پہلی رات جوتوں کا پر تو بڑا والا بے غیرت تھا مجھے پتا ہوتا تو تیرے دروازے پر پہرا دیتا

کمینے"۔دانیال ہنس کر کہتا دانت پیس گیا اور چیئر پر بیٹھا۔۔

ہارون نے کالر اٹھایا۔۔

"اب ایسے ہی نہیں آئے رب کی رحمت ساتھ ہے"۔اس نے فخریہ کہا تو دانیال ہاتھ ملتا رہ گیا۔

------------*❤*------------

ساری پیکنگ ہوگئی تھی انکی۔۔۔

مسز وقار اور مسٹر وقار بھی وہاں آنے والے تھے انہیں سی آف کرنے کیلئے۔

"شادی میں نہیں جارہے"؟؟حجاب نے بیڈ پر سوئی ہوئی مہکار کو دیکھتے پاس بیٹھے حیدر سے پوچھا۔۔

وہ آج ہی مہکار کو ڈسچارج کرکے لائے تھے ہاسپٹل سے۔۔۔

اسکی طبیعت اس دن سب کے جانے کے بعد اتنی خراب ہو گئی کہ حیدر کو جلدی اسے ہاسپٹل لے جانا پڑا اور پھر وہاں سانس پرابلم کی وجہ سے وہی ایڈمٹ کروایا گیا۔۔

اور کئی دن دوائوں کے زیر اثر پڑی رہی۔۔

اس دوران سائرہ بیگم تقویٰ ہارون دانیال عائشہ سب چکر لگا کر گئے تھے اور اسکی بگڑتی حالت پر حیدر کو حوصلہ دیتے چلے گئے۔۔

پھر کافی دنوں بعد اسکی حالت میں سدھار آیا تو ڈسچارج کر کے گھر آئے۔۔

رات کو ہارون شاہ صائم زیدر رضا کی شادی تھی اور یہاں اسکی بہن کی یہ حالت تھی کیسے چھوڑ کر جاتا اسے۔۔۔

"تم دیکھ رہی ہو حالت کیسے چل سکتے ہیں اور ہمیں نکلانا ہے آج رات ہی۔۔!! میں معذرت کر لوں گا دانیال اور ہارون بھائی سے وہ سمجھیں گے میری پوزیشن کو میں اپنی بہن کو چھوڑ کر شادیاں اٹینڈ نہیں کر سکتا"۔ مہکار کے کمزور سے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے وہ آہستہ بولا حجاب مسکراتی سر ہلا گئی۔۔۔

"میں لنچ کی تیاری کرتی ہوں"۔ وہ مسکراتی اٹھی۔

حیدر نے محبت سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔

کیا تھی وہ۔۔۔!!

ایک چھوٹی سی لڑکی پر اسے اس طرح سمیٹتی تھی کہ اسے کسی سے امید نہیں ہوتی اتنے اس اپنے پن کی۔۔

اسکے گھر کو سنبھالنا اسکی خدمت کرنا اسکی بہن کی خدمت کرنا۔۔۔

سچ میں وہ ایک نعمت، اللہ کا تحفہ تھی اسکے لئے۔۔

اسے معلوم پڑا تھا کہ اسکی شادی اسکے کزن کی وجہ سے کر دی گئی تھی اسکے ساتھ۔

وہ ایک ان چاہی شادی تھی دونوں طرف کوئی راضی نہیں تھا اس رشتے میں پر اب۔۔۔۔

اب دونوں کی سانسیں بستی تھی ایک دوسرے میں۔ایک پل بھی دور نہیں رہ سکتے تھے۔۔

اگر وہ اپنے ماں باپ کے پاس جاتی تو حیدر شام کو ہی واپس لے آتا ضد کر کے اور اگر وہ کہیں دوسرے شہر میٹنگ یا کسی بزنس کے کام سے جاتا تو وہ پاگل ہوتی اسکا دماغ کھا جاتی بار بار کال کر کے ایک پل بھی اسے اپنے حساس کے بغیر جینے نا دیتی

۔۔۔

اور اسے اپنے شر میلی کے چھوٹے چھوٹے بچوں کیلئے ڈائپر لانے کا آرڈر دیتی۔۔۔

دوسری چیزیں منگواتی خاص کر کے چاکلیٹس۔۔۔

اور اسکے بعد جب حیدر آتا یہ سب لیکر تو اسکی خیر نہیں ہوتی تھی۔۔

پورے بدلے لیتا کہ وہ ہاتھ جوڑ دیتی واپس چلے جائو۔۔ پر تب کہاں جب وہ اسکے قریب آجاتا۔۔۔۔

اسکا کزن قدیر شاہ جو پاگل تھا اسکے پیچھے۔۔۔

اس نے جب میڈیا میں حیدر کی اناؤنسمنٹ سنی تھی کہ اسکی شادی ہو گئی ہے اور وہ حیدر کے پاس آیا تب اسکے گھر میں حجاب کو دیکھ کر یہ جانا کہ اسکی شادی بزنس ٹائیکون حیدر شاہ سے ہوئی ہے جس کے ساتھ اسکی ابھی ڈیل ہوئی تھی بزنس کی وہ گھبرایا

خاموشی سے حجاب کو بہن کا خطاب دیتا سائیڈ ہو گیا۔۔

اور بھول کر بھی اسکے بارے میں نا سوچا۔۔۔

"حیدر"۔۔!!!مہکار کی آواز پر وہ مختلف سوچوں کی بھنور سے نکل کر اسکی طرف دیکھا وہ اسے مدہم سا مسکراتی دیکھ رہی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی آپ جائیں ویسے بھی میرے پاس نرس تو ہے وہ میرا خیال رکھ رہی ہے آپ رات کو جائیں پھر جلدی لوٹ آئیں میں آپکو ایئرپورٹ پر ملوں گی"۔وہ اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتی بولی۔

حیدر کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی۔

" مینے معذرت کرلوں گا ہم کہیں نہیں جارہے جب تم ٹھیک ہو جاؤ گی تو ساتھ آئیں گے اور مبارک دے آئیں گے سب کو "۔حیدر نے انکار کرتے کہا تو مہکار نے گہرا سانس بھرا۔۔

"پلیز بھائی میرے خاطر جائیں میں ویسے بھی ٹھیک ہوں آپ جائیں"۔۔۔وہ منت سماجت پر اتر آئی۔۔۔

"مہکار۔۔۔۔۔۔!!!"

"بھائی آپکو میری قسم جائیں پلیز چاہے کچھ منٹس کیلیئے پر انہیں یہ احساس ناہونے دیں کہ میں انکی خوشی میں ناخوش ہوں آپ جائیں اور میری طرف سے بھی انہیں مبارک دے دیں پلیز میں بہت خوش ہوں انکے لئے پلیز حیدر"۔وہ سسک اٹھی کہ حیدر سے اسکا سسکنا نادیکھا گیا تو وہ اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

"میں کیا کروں میرا دل ہی تمہیں اکیلے چھوڑ کر جانے کیلیئے نہیں مانتا"۔وہ بے بس ہو گیا۔۔

" مینے اپنی قسم دی ہے بھائی اگر نہیں گئے تو میں خود کو کچھ کردوں گی آپکو جانا ہو گا میری طرف سے اسکی خوشی میں شامل ہونا ہو گا پلیز"۔۔وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر التجائی کرتی سسکیاں بھرنے لگی تو وہ اسکے ہاتھ چومتا سر ہلا گیا۔۔

"ٹھیک ہے پر صرف کچھ دیر کیلیئے جائیں گے ہاں اور جلدی لوٹ آئوں گا"۔۔وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا سینے سے لگا گیا اور اپنی نم آنکھیں میچیں۔۔

اسکے لب اسکے قدر سختی سے آپس میں پیوست تھے کہ ماتھے اور جبڑے کی رگیں پھول آئی تھی باہر۔۔۔

وہ اسکے سینے میں منہ چھپائے سسک رہی تھی اور حیدر اسکا سر سہلاتا اسے خاموش کروا رہا تھا۔۔۔

یہ منظر روم میں داخل ہوتی حجاب دیکھ کر لب دباتی نم آنکھوں سے چہرہ جھکا گئی۔۔

اسے بہت ترس آتا تھا مہکار پر اور اسکے پاسٹ پر دکھ بھی۔۔

کتنی خوش نصیب تھی اللہ نے سارے رشتے مخلص دئے تھے پر اسنے کیا کیا کسی ایک رشتے سے بھی انصاف نا کیا جو اسے اس وقت دعائیں دے۔۔۔

اب بدنصیب بنی پڑی تھی۔۔۔

اور حجاب اسکے لئے پانچ وقت کی نماز قرآن کی تلاوت کے بعد دعائیں کرتی۔۔

اسکا بھائی بھی سب کچھ بھول کر اسے دعائیں دیتا تھا ہر نماز میں۔۔۔

"شاہ آپی کا سوپ"۔۔!!گلا کھنکار حجاب نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو حیدر نے سر ہلایا اور اسے لے آنے کا کہا۔۔۔

حجاب کے پیچھے نرس اور ساتھ ملازمہ جوڑے تھامے اندر آئی تھی۔۔

حیدر نے احتیاط سے مہکار کا سر واپس تکیے پر رکھا اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اٹھ کر چلا گیا تو حجاب اسکی سائیڈ آ کر بیٹھی ۔۔۔

" مینے حیدر سے بات کی ہے تم جانا تقویٰ کی شادی میں اور میری طرف سے سب سے معافی مانگنا خاص کر کے تقویٰ اور عائشہ سے کہنا میں تم دونوں کی گناہگار ہوں معاف کر دینا مجھے "۔اسنے حجاب کے چھوٹے سے ہاتھ اپنے لرزتے ہاتھوں میں تھامے اور ان پر لب رکھتے کہا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"آپی جنتی مینے ان کی تعریف سنی ہے مجھے امید نہیں یقین ہے سب نے آپکو معاف کر دیا ہو گا بغیر آپکے کہے آپ پریشان نا ہوں"۔وہ اسے محبت سے مسکرا کر کہتی سوپ پلانے لگی۔۔

ملازمہ پیکنگ کرنے لگی اور نرس اسکی دوائیں نکال رہی تھی کھانے کے بعد کی۔۔

حجاب بہت محبت سے مسکراتی انہیں سوپ پلارہی تھی۔۔

وہ کہنے لگی تھی کہ آپی ہمیں آپکو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جانا پر اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے مہکار نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ وہ حیدر سے بات کر چکی ہے اسکے پاس نرس ہے وہ اسکا خیال رکھے گی۔۔

سوپ پلانے کے بعد وہ برتن اٹھائے باہر آگئی اور لنچ کے بعد حیدر کے ساتھ روم میں آئی جہاں وہ بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا سامنے لیپ ٹاپ رکھے کانوں میں ہینڈ فری لگائے کسی سے بات کر رہا تھا اور لیپ ٹاپ کی کیز بورڈ پر تیزی سے ٹائپنگ کر رہا تھا۔۔

روم کی فضا میں کھٹ کھٹ کی آوازیں چل رہی تھی جنہیں مسکرا کر سنتی حجاب اسکے پاس آکر بیٹھی۔

حیدر نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اسکے ماتھے پر سوچ کی لکیریں دیکھ کر کال ڈسکنیکٹ کرتے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔

"کچھ پوچھنا ہے"؟؟ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے پوچھا تو حجاب نے سر ہلایا۔۔

"آپی کہہ رہی تھی آپ چل رہے ہیں رات کو شادی میں"! اسکی شرٹ کے بٹن پر انگلی رکھتے وہ سر جھکائے پوچھنے لگی۔۔

حیدر نے نرم نظروں سے اسکے جھکے سر کو دیکھا اور اس پر بوسہ دیا۔۔۔

"ہمم!!! چل رہے ہیں میرا ایک سوٹ نکال دو اور خود تیاری کر لو"۔ اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرا اونچا کرتے حیدر نے کہا اور اسکے گال پر اپنے عنابی لب رکھے۔

"جیسے آپکی مرضی"۔۔۔ وہ سر ہلاتی اسکے پاس سے اٹھی اور باہر نکل گئی۔

حیدر نرم گرم نظروں سے اسکی پشت دیکھتا مسکرا کر اسکے چلے جانے پر سر جھٹکتا واپس اپنی سابقہ پوزیشن میں چلا گیا اور کانوں میں ہینڈ فری لگا دی۔۔

وہ سب کیلئے دل سے خوش تھا پر صرف اپنی بہن کی زندگی ویران ہو جانے پر اداسی تھی۔۔

پر اسنے سوچ لیا تھا یہاں سے یو ایس شفٹنگ کے بعد کوئی اچھا سا شخص وہ اپنی بہن کے نصیب میں اللہ سے بھیک مانگ کر لائے گا جو اسکے پاسٹ کو نظر انداز کرتے زندگی کی ہر خوشی دے۔۔

وہ دن دور نہیں جب اسکی زندگی کے ساتھ اسکی بہن کی زندگی بھی آباد ہو گی۔۔۔

-----------------* ❤ *-----------------

رسم حنا خوبصورتی سے ادا کی گئی۔۔

تینوں دلہنوں کے خوبصورت ہاتھ سرخ رنگ میں رنگے تھے۔۔

مہندی ڈیزائنر نے ان کے ہاتھوں پہ خوبصورت ڈیزائن لگائی تھی انکے شریک حیات کے نام سے۔۔

عائشہ کو بھی خوبصورت مہندی لگائی گئی۔۔

وہ لگانا تو نہیں چاہتی تھی پر تقویٰ زریش پھپھو تینوں نے اسے زبردستی لگائی اور کافی گہرا رنگ پڑا تھا کہ وہ سب کی چھیڑ کھانی پر شرما جاتی۔۔

رسم حنا کے بعد پوری حویلی میں خوبصورت سے چہکار تھی۔۔۔

عورتوں کی خوبصورت سی آواز میں شادی کے گیت گونج رہے تھے ساتھ ہی گائوں کی لڑکیاں لائونج میں ڈھولک رکھے مدہم قہقہے لگاتی ہر طرف خوشیاں بکھیر رہی تھی۔۔

ہر طرف چہل پہل تھی۔۔

برقی قمقموں پھولوں سے پوری حویلی دلہن بنی ہوئی تھی۔۔

شہر کے مشہور میرج ہال کو بک کیا گیا تھا اور اس میں شادی ارینج کی گئی تھی۔۔

مرد حضرات بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے۔۔

بڑی سی بڑی شخصیات وہاں موجود تھی۔۔۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں"؟ آئینے کے سامنے سے ہٹ کر عائشہ تقویٰ کے سامنے آئی۔۔

پٹھان کے میرون لباس میں ماتھے پر ماتھاپٹی سجائے کانوں میں بڑے سے جھمکے پہنے، ٹھوڑی پر سیاہ تین نقطے زیورات میں سجی عائشہ پر تقویٰ کی نظریں ٹھٹھک کر تھم سی گئی۔۔

"واؤ عاشی یار ماشاءاللہ"۔۔بھاری گولڈن کلر کا لہنگا سنبھالے تقویٰ اسکے سامنے آئی اور اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔

"ماشاءاللہ اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ نظریں پلٹنے کا نام نہیں لے رہی"۔اسکے گال پر ہاتھ رکھے وہ محبت سے گویا ہوئی۔

عائشہ نے بھی جھک کر اسکے گال پر لب رکھ دئے۔

"پر تم سے کم آج یہ سادہ سی رہنے والی تقویٰ نہیں کوئی حور لگ رہی ہے"۔وہ اسکے شانوں سے پکڑے آئینے کے سامنے لائی۔۔

تقویٰ نے نظریں اٹھا کر خود کو دیکھا ابھی اسے بیوٹشن سجا کر گئی تھی۔۔

خوبصورت ڈائمنڈ کے بھاری زیوارت میں نفاست سے کیے گئے برائیڈل میک اپ میں اسکے نقوش کو نکھار دیا تھا مہارت سے۔۔

کندن سے جڑا ہوا گولڈن دوپٹہ سلیقے سے سر پر سجایا ہوا تھا۔

ناک میں پہنی خوبصورت سی نتھ نے جسکا سفید موتی اسکے سرخ لبوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا اسکے حسن میں چار چاند لگا دئے کہ اس حلیے میں صائم کے سامنے ہونے کا سوچتے ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیل جاتی۔۔

بھاری گھنی سیاہ پلکوں کی لرزش پہ عائشہ نے دل کھول کر قہقہہ لگایا وہ جھینپ گئی۔۔

"صائم بھائی کیا بلا ہے یار تمہیں تو تصور میں بھی لرزہ دیتا ہے"۔عائشہ نے شرارت سے سرگوشی کی وہ گھور کر رہ گئی۔۔

"ایسا کچھ نہیں وہ بہت اچھے ہیں"۔ناک سکوڑ کر بولتی وہ اپنی انگلیوں میں پہنی رنگز کو گھمانے لگی۔

"اوئے ہوئے۔۔۔۔" ابھی کچھ کہتی کہ اسی پل دروازہ کھلا اور سائرہ بیگم کچھ زید خاندان کی عورتوں کے ساتھ اندر آتی دونوں کی نظر اتارنے لگی۔۔

"اللہ نظر بد سے بچائے حوریں لگ رہی ہیں میری بچیاں"۔دونوں کا باری باری ماتھا چومہ اور پیسے ملازمہ کے حوالے کیے۔۔ تقویٰ کے چہرے پر گھونگٹ ڈالے وہ اسے لیکر عائشہ کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔

دوسری طرف سے بھاری سرخ لہنگے میں زیوارت سے سجی بیوٹشن کی مہارت سے وہ پری چہرہ زریش نروس سی گھبرائی سر جھکائے سرخ بھاری دوپٹے کا گھونگٹ لیے پھپھو اور سائرہ بیگم کے ساتھ نکلی تو اسکے پیچھے ہی زرناب ثانیہ بیگم اور اسکی ماں کی سنگت میں نکلی۔۔

گیت سنگیت میں انہیں دھولک کے ساتھ لے جاتے گاڑیوں میں بیٹھایا۔۔۔

تینوں کی حالت ایک جیسی تھی اور عائشہ خوب مزے لے رہی تھی میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتی تقویٰ کے کانوں میں کہ وہ جھینپی ترچھی نظروں سے پاس بیٹھی آغا جانی کی طرف اشارہ دیتی کچھ شرم دالانے لگی پر اسے کہاں فرق پڑنے والا تھا

"ویسے تو صائم بھائی تمہیں دیکھتے رہتے ہیں پر آج دیکھ کر بیچارے کا عقل کام کرنا چھوڑ دے گا ویسے عقل تو ان کے پاس پایا نہیں جاتا ہاں البتہ حواس ضرور کام کرنا چھوڑ دیں گے"۔وہ کھکھلاتی بولی تقویٰ بے بسی سے گہرا اسانس خارج کرتی رہ گئی

سب سے آگے آغا جانی کی گاڑی تھی جس میں تقویٰ اور عائشہ آغا جانی بیٹھی تھی۔

پیچھے ہارون شاہ کی گاڑی تھی جس میں زریش پھپھو اور سائرہ بیگم تھی ساحل ہارون کے پاس میرج ہال میں تھی۔۔

پیچھے ثانیہ بیگم کی گاڑی تھی جس میں زرناب اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔

تینوں گاڑیاں اپنی منزل کی طرف رواں تھی۔۔۔

اور میرج ہال کے پارکنگ ایریا میں رکی۔۔۔

رات کا خوبصورت پہرہ تھا۔۔۔

ساری اور لائٹیں جگمگا رہی تھی۔۔۔

انکے باہر نکلتے ہی گلاب کی پتلیاں تھال پکڑے کھڑی لڑکیاں نچھاور کرنے لگی۔۔۔

ہنسی قہقہے سرگوشیاں کی سنگت میں وہ چاروں ایک ساتھ میرج ہال میں داخل ہوئی۔۔۔

پھولوں کی بارش سی ہونے لگی۔۔

مہنگے پرفیوم کی خوشبو انکے نتھنوں سے ٹکرائی کانوں میں ماشاءاللہ واؤ بیوٹیفل جیسے جملے گونجنے لگے۔۔۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس صائم زیدی اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ اسکی آمد پر مسکراتا پلٹا۔۔۔

اسکی سحرانگیز شخصیت وہاں موجود سب پر چھائی ہوئی تھی۔۔

نیلی آنکھوں میں ملن کے دیپ جلنے لگے۔۔۔۔

اور کانوں میں دھڑکن جیسے سرگوشیاں کرنے لگی۔۔۔

ساتھ ہی سفید کڑکڑاتے شلوار قمیض میں شانوں پر اجرک ڈالے سرخ سپید رنگت والا ہارون شاہ مونچھوں کو بل دئے عنابی لبوں پہ تبسم سجائے سر جھکائے کھڑی زریش کو اپنے نظروں کے حصار میں لیے ہوا تھا۔۔۔

پاس ہی گولڈن شیروانی میں ملبوس رضا زید بلیک مفلر گلے میں ڈالے اپنی روبدار شخصیت سے وہ بھی مسکرایا انہیں دیکھ کر۔۔۔

ان تینوں کو مبہوت ہوتے دیکھ کر رینگ جنریشن نے ہوٹنگ کرنا شروع کر دی۔۔

ڈی جے نے فضا میں مدھم سی دھن چھیڑی کہ کے سب کی دھڑکنیں تھم سی گئی۔۔

وائلن کی دھن کے سحر میں پھولوں کی مدھم ہوتی بارش کے سنگ وہ مسکراتے اپنی پروقار چال چلتے دلہنوں کے سامنے آئے کہ وہ گھبراہٹ کا شکار ہوتی مزید سر جھکا گئی۔۔

انکی ادا پر تینوں کا دلکش قہقہہ پڑا۔۔۔

دانیال کی نظریں کھلاتی اپنی خانم پر گئی کہ پل کو تھم سی گئی۔۔۔

اسکے لئے گئے میرون لباس میں ماتھے پر ماتھا پٹی سجائے ٹھوڑی پر تل بنائے وہ اسکی دھڑکنوں کو ایک الگ ہی لے پر دھڑکنانے لگی۔۔۔

" مینے کہا تھا کہ گئے "!!عائشہ کی پھلجھڑی پر وہ ہنس پڑے۔۔

"جی بھابھی صاحبہ ہم گئے "۔صائم نے دل پر ہاتھ رکھا اور شرارت سے کہا عائشہ کھکھلا اٹھی۔۔۔

اسنے جب سب سے معافی مانگی تھی تو عائشہ سے خاص کر کے ہاتھ جوڑتے سر جھکائے مانگی۔۔۔۔

اور وہ حساس سی اسے اس طرح دیکھ کر اسکے ہاتھ کھول گئی کہ بھائی مجھے بھی معاف کر دیں مینے بھی غلط کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے معافیاں مانگتے ایک پاک رشتے کے کی بنیاد رکھ گئے۔۔۔

"وائو آ بیوٹی ایک سے بڑھ کر ایک"۔۔۔!!بلیک تھری پیس سوٹ میں ساحل تینوں کے بیچ سے نکلتا سامنے آیا کہ جس جس نے اسکا فقرہ سنا جاندار قہقہہ لگایا۔۔۔

"ڈیڈ یہ ریڈ گھونگٹ والی ہماری والی ہے"؟اسنے مسکراتے چمکتی آنکھوں سے زریش کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"ہاں یہ ہماری والی ہے۔" ہارون نے شرارت سے کہتے ہاتھ آگے بڑھایا۔

اور صائم نے تقویٰ کے سامنے تو رضا نے زرناب کے سامنے۔۔۔

کیمرہ مین کھٹ کھٹ تصویریں نکالنے لگا ایک ایک جھلک کی۔۔

تو دوسری طرف مووی میکر مووی بنانے لگا۔۔

تقویٰ نے سامنے پھیلی مردانہ ہتھیلی کو دیکھتے نظریں اٹھائیں تو صائم کو مسکراتے پایا۔۔۔

جالیدار گھونگٹ سے اسکی بھوری مسکراتی آنکھیں اس پر ٹکی تھی۔۔

تو کچھ دور حیدر شاہ کی سنگت میں کھڑی حجاب گرین گھیر یدار فراک میں انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"شی از سو بیوٹیفل شاہ"۔ اسنے بھوری آنکھوں کے طلسم کو دیکھتے بے ساختہ کہا تو گرے تھری پیس سوٹ میں ملبوس حیدر نے محبت پاش نظروں سے اپنی شریک حیات کو دیکھا۔۔۔

تقویٰ نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اٹھا کر صائم زید کی پھیلی ہتھیلی میں سب کے سامنے دیا اور اسنے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اسکے گرد حصار دیکر اسکے ہاتھ کو اپنے حصار میں چھپا لیا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرائے۔ تقویٰ نے حیا سے سر جھکا لیا۔۔۔

اور پھر ہارون شاہ کے ہاتھ میں زریش نے اپنا کپکپاتا سرخ حنائی ہاتھ دیا ہارون نے ہلکہ سا دبائو دیکر اسکی دھڑکنیں بے ترتیب کی اور نرم گرفت میں لیا۔۔

رضا نے محبت سے زرناب کے روئی سے ہاتھ کو تھاما۔۔۔

تینوں نے ایک ساتھ قدم اٹھائے اور ان کے لہنگے کو تھاما تو جیسے تینوں دلہنوں کے دل پسلیاں توڑ کر باہر کو آنے لگے۔۔۔

ہارون نے اسکا ایک ہاتھ تھاما ہوا تھا تو اسکے دوسرے ہاتھ کو ساحل اپنے لبوں سے لگائے جا رہا تھا اسکی حرکت پر سب کے قہقہے پڑ رہے تھے۔۔

"اب پتا نہیں اور کتنا فالتو میں وقت ضائع کرنا پڑے گا"۔ مدہم سی سرگوشی کرتے صائم نے تقویٰ کی ہتھیلی سہلائی کہ وہ لب دبا کر سہم سی گئی۔۔۔

تینوں چلتے اسٹیج پر آئے اور ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے۔۔

مہمان انہیں دیکھتے سراہ رہے تھے کپلز کو تو صائم ہارون رضا کے دوست اسٹیج پر آکر اپنی بیگمات کے ساتھ مبارک باد دے رہے تھے۔۔

آغا جان کا فخر سے سینہ چوڑا تھا اپنے دونوں پوتوں کو دیکھتے اب بس اللہ انہیں آگے زندگی میں بھی اسی طرح خوش رکھے۔۔

لوگ چل چل کر انکی تعریف کر رہے تھے تو کئی لڑکیوں کی نظریں اس نیلی آنکھوں والے یونانی دیوتا پر ٹکی تھی۔

جس کے انگ انگ سے اپنی شریک حیات کو پاس پا کر سرشاری پھوٹ رہی تھی۔۔

کافی آہیں بھرنے لگی تقویٰ کی قسمت پر تو کئی ہارون شاہ کو دیکھتی اسکی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔۔

رضا اپنی محبت کا ہاتھ تھامے سرشار بیٹھا تھا اور دل کی گہرائیوں سے تینوں اپنے رب کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔۔

"کسی کو بے چین کیے کافی خوش لگ رہی ہو"۔ عائشہ کے گرد سے جب لڑکیوں کو اٹھتے دیکھا تو بلیک تھری پیس سوٹ میں دانیال جلدی سے اسکے پاس پہنچا کہیں پھر گھیری نا جائے۔۔۔

"کسی کو بے چین کر کے کھلانے میں سکون ہی ایک اپنا ہے"۔۔عائشہ اپنے پیچھے اسے محسوس کرتی شرارت سے بولی نظریں اسکی سامنے اسٹیج پر تینوں کپلز پر ہی تھیں۔

"اس سکون کا مطلب میں تمہیں سمجھاؤں گا کتنا بے سکون کیا ہے تمنے خانم"۔اسکا لہجہ گھمبیر سرگوشیانہ تھا کہ ایک پل کو اسکی دھڑکنیں تھمی اور پھر تیزی سے دھڑک اٹھی۔۔

"آپ تو ہر بات کو سیریس لے لیتے ہیں میں مزاق کر رہی تھی"۔گڑبڑا کر اسنے جلدی سے معاملہ سنبھالا۔

"سیریس تمنے بنایا ہے اتنے دن مجھ سے چھپ کر"۔اسکے پاس آتے اسکی کمر میں بازو ڈالا۔۔

اسکی کنڈیشن کے لحاظ سے یہ بات کوئی معنیٰ نہیں رکھتی تھی سب سمجھ سکتے تھے وہ شوہر کی محبت کا سہارا ہے۔۔

پر یہ تو عائشہ کی جانتی تھی اسکی شدت بھری انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر پاتے کیا حال تھا اسکا۔۔

"پلیز لوگ کیا کہن"۔۔۔

"شش لوگوں کو میں اہمیت نہیں دیتا خانم وہ بھی تمہارے معاملے میں، تو بہتر ہے خاموشی سے کھڑی رہو"۔اسنے سختی سے کہتے اسے اپنے ساتھ لگایا وہ مسکراتی اسکی محبت میں اسکا سہارا لے گئی۔۔

"چلو"۔حیدر نے مسکراتے پاس کھڑی سائرہ بیگم سے اجازت لی اور حجاب کا ہاتھ پکڑ کر اسے لیے اوپر جانے لگا اسٹیج کی طرف۔۔

"ماموں"۔۔!!ساحل انہیں سامنے دیکھتا اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔

اور حجاب کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔۔

"بھئی خطرناک بچہ ہے"۔صائم نے اسکی حرکت پر کمنٹ پاس کیا حیدر کا قہقہہ گونج اٹھا ساتھ ہارون بھی ہنسا۔

"معصوم ہے یار"۔۔اسنے کہتے ساحل کو بازوں میں بھرا اور دونوں گال چومے۔۔

ساحل اتر کر واپس ہارون اور زریش کے بیچ بیٹھ گیا تو حیدر مبارک باد دیتا ہارون کے گلے ملا۔۔۔

اور ہارون نے مسکراتی حجاب کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں دلہن دیکھ سکتی ہوں"۔وہ مسکراتی ہارون سے اجازت مانگنے لگی۔

وہ سب ہنس پڑے۔"ضرور"۔

اجازت ملتے ہی حجاب نے تھوڑا سا گھونگٹ اوپر اوٹھایا اور سرخ سپید سی زریش خان کو دیکھتے وہ کچھ پل ساکت سی رہ گئی۔

زریش نے مسکرا کر اپنی گھنی پلکوں کا بار اٹھایا اور سرمئی آنکھیں اس خوبصورت نازک سی پری پر ٹکائیں۔۔۔

"بب۔۔۔بہت خوبصورت ہیں آپ"۔وہ ہکلا گئی۔۔

زریش ہنسی اور اپنا حنائی ہاتھ اسکی پھولی گال پر رکھا۔

"میری رئیل مماسب سے بیسٹ ہے"۔ساحل نے کہتے پیار سے وہی ہاتھ اٹھا کر اپنی گال پر رکھ لیا حجاب ہنس پڑی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

رضا زرناب سے ملکر وہ صائم اور تقویٰ کے پاس آئیں۔۔۔

اس یونانی دیوتا کی سرگوشیاں تو وہ ابھی لڑکیوں کے منہ سے سن چکی تھی۔

پر اب اسے تقویٰ دیکھنی تھی جسکی بھوری آنکھیں اسے پل کو ساکت کر گئی۔۔۔

"کیسے ہو"؟؟حیدر کچھ گھورتے پوچھا۔

وہ بھولا نہیں تھا اسکا پاگل پن جو جھگڑے کیلیئے راستہ بلاک کیے کھڑا رہتا تھا۔۔۔

صائم کا اسکی گھوری پر جاندار قہقہہ پڑا۔۔

"ایسا ہوں"۔۔اسنے کہنے کے ساتھ آگے بڑھتے حیدر کو گلے لگایا تو دوسری طرح حیدر نے بھی گرمجوشی کا اظہار کیا۔

انکے گلے ملتے ہی پتا نہیں کس کی شرارت تھی کہ فضا میں گانا گونج اٹھا۔

یہ بندھن تو پیار کا بندھن ہے۔۔۔۔

یہ جس کی بھی حرکت تھی فضا میں قہقہوں کے طوفان اٹھ گئے۔۔

اور یہ حرکت کرنے والے سامنے دوستوں کے ساتھ بھنگڑا پاتے سیف جنید بھی قہقہہ لگا رہے تھے۔۔

حجاب تقویٰ کے پاس آئی۔۔

کہ حیدر کی نظریں وہاں سے گھوم گئی اور سیف جنید کو دیکھنے لگا مسکراتا۔

"السلام علیکم"۔۔۔وہ جھجھک کر بولی۔

تقویٰ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور زیر لب سلام بھیجا۔۔۔

اسکی بھوری آنکھیں دیکھ کر وہ پھر صائم کی نیلی آنکھیں دیکھتی نروس سی حلق تر کرنے لگی۔۔۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں آپی"۔اسنے جھجھکتے پھر کہا۔۔۔

حیدر قہقہہ لگا اٹھا تو حجاب نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔

صائم نے مسکراتے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جسکی ایک گھوری حیدر کا قہقہہ دبا گئی۔۔

"تم سے کم ہوں"۔تقویٰ بھی اسکے سامنے کھڑی ہوئی حجاب مسکرا دی۔۔

"یہ میری طرف سے آپکے لئے"۔اسنے اپنے جیسا ایک خوبصورت عربی حجاب اسکے سامنے کیا جو خوبصورت پیکنگ میں تھا
۔۔

تقویٰ نے حجاب کو دیکھتے مسکرائے کھڑے حیدر کو دیکھا جسکی گرے آنکھوں کے گوشے نم تھے۔۔

تقویٰ کی پلکیں جھک گئی۔۔۔

"بہت شکریہ"۔اسنے کہتے تھام لیا اور حجاب نے حیدر کی کپکپاتی انگلیوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

"آپی نے آپ سے معافی مانگی ہے مجھے امید ہے آپ اسے معاف کر دیں گی"۔وہ نظریں جھکائے بولی۔

تقویٰ نے ہاتھ اٹھا کر اسکی ٹھوڑی کا تھامتے چہرا اٹھایا۔۔

"مینے انہیں کب کا معاف کر دیا ہے انہیں کہہ دیں تقویٰ کیلیئے بھی آپ آپی ہی ہیں اور چھوٹی بہن کبھی بڑی بہن کا برا نہیں چاہیے گی"۔اسکی بات پر حجاب نے نم آنکھوں سے اسکے ہاتھ کی پشت کر بوسہ دیا۔۔

"یہ ان کی طرف سے تھا"۔وہ کہتی وہاں سے اتر گئی۔۔۔

انہیں یہاں سے سیدھا ایئر پورٹ جانا تھا ہمیشہ کیلیئے یو ایس۔۔

حیدر بھی سب کے گلے ملتا وہاں سے اترا اور حجاب کا ہاتھ تھام کر میرج ہال سے باہر نکلا تو ایک آنسوں بہہ کر اسکے گال پر گرا

۔۔

اسے یاد تھا جب وہ پہلی دفعہ پاکستان میں آیا تھا تو سب سے پہلا ٹکرائو اسکا اس دشمن سے ہوا تھا۔۔۔

اور آج جاتے ہوئے بھی اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

وہ خوش تھی اپنے شریک سفر کے ساتھ خود بھی خوش تھا اپنی محبت کے ساتھ پر اس عشق کا کیا کرتا جو اسکے روح کو جکڑے ہوا تھا۔۔

ڈرائیور کے گاڑی کا ڈور کھولنے پر اسنے مسکرا کر حجاب کو اندر بیٹھایا۔۔۔

اور خود دوسری طرف آیا۔۔۔

"کیا چلنا ضروری ہے"؟حجاب نے سسک کر پوچھا تو حیدر نے مسکرا کر اسکے گال پر محبت بھرا بوسہ دیا۔

"ہاں ضروری ہے کیونکہ میرے پاس اسکے علاوہ کوئی راستہ نہیں میری بہن کی زندگی سنوارنے کیلیئے"۔اسنے گاڑی اسٹارٹ کی اور میرج ہال کی حدود سے نکلتا چلا گیا۔

اسکے ہاتھ کو پکڑے وہ سفر کر رہا تھا اور حجاب اسکے کندھے پر سر رکھے ہم راہی تھی۔۔۔

رسمیں ساری اپنے اختتام کو پہنچی اور رات گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

صائم دانیال رضا اور ہارون چاروں نے بھنگڑا ڈالا جس میں کئی لوگوں نے ساتھ دیا ان میں وجدان صاحب بھی شامل تھے ۔۔

ہنسی قہقہوں کے بعد محفل اپنے اینڈ تک پہنچی۔۔

رخصتی کا شور مچا تو گاڑیاں لائن میں کھڑی ہو گئی۔۔۔

صائم تقویٰ کو لیکر اپنے سفر کو جا رہا تھا اور ہارون زریش کو لیکر اپنے سفر۔۔۔

وہ دونوں کپلز آغا جان آغا جانی وجدان صاحب ثانیہ بیگم سے ملتے پھر پھپھو کے پاس آئے تقویٰ زریش انکے سینے سے لگ کر خود بھی روئی تو انہیں بھی رلا دیا۔۔

"اللہ تمہیں سدا خوش رکھے آج میں خود کو بہت خوش قسمت محسوس کر رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے تم جیسی بہن دی۔۔۔"

دانیال نے اسے سینے سے لگا کر کہا کہ تقویٰ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

اسکے رونے پر صائم کے وجود میں جیسے چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔۔

وہ کیسے اسے روتا دیکھ سکتا تھا اسلئے بغیر کسی پر دھیان دئے آگے بڑھتے اسے دانیال سے الگ کرتا اپنے سینے میں چھپایا۔

"سوری بھائی میں اسے روتا نہیں دیکھ سکتا"۔ وہ اسکا سر سہلاتا بولا اور ہنس پڑا اسکی چٹکی کاٹنے پر۔۔۔

دانیال نے لب بھینچ کر اسکی حرکت پر دانت پیسے۔۔۔۔

باقی سب ہنسنے لگے۔۔۔

"آپ زریش بھابھی کو رخصت کریں میں اسے سنبھال لوں گا ڈونٹ وری"۔ مسکرا کر کہتے وہ سب کو دانت دیکھانے لگا وہاں وجدان صاحب اور آغا جان بھی موجود تھے اسکی حرکت پر دل کھول کر مسکرا رہے تھے فیملی کے ملتے ہے اسکے ہر طرف قہقہے گونجنے لگے تھے۔۔

آغا جانی اسکے ساتھ جانے والی تھی تقویٰ کے خیرت سے ڈیلوری ہونے تک اسکے ساتھ رہنا تھا انہیں اور ثانیہ بیگم حویلی جانے والی تھی اپنے بیٹے اور بہو کو لیکر۔۔۔

ایک ایک کرکے وہ سب سے ملے اور گاڑیوں میں بیٹھے۔۔۔

زریش کی باری آئی رخصتی کی تو دانیال نے ہنس کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور سدا خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔

پھپھو عائشہ دانیال بھی کراچی جانے والے تھے کیونکہ عائشہ کے دن قریب تھے۔۔

سب اپنے اپنے سفر کو روانہ ہوگئے اپنی منزل کی طرف۔۔۔

تقویٰ یہاں سے صائم کے ساتھ اسکے گھر جانے لگی تھی اور فائنل ایگزام کے بعد اسلام آباد کی فلائٹ تھی۔۔

جو قریب ہی تھے۔۔۔

سب کی خوشیاں اپنے اپنے نصیب کے حساب سے ملیں تھی۔۔۔۔

بے شک وہ رحمٰن رحیم ہے اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔

"آئو میری جان"۔ تقویٰ زریش کے جانے پر سسکتی عائشہ کو دانیال نے اپنے حصار میں لیا اور لے جا کر سامنے کھڑی اپنی گاڑی میں آرام سے بیٹھایا۔۔

دوسری طرف پھپھو آتی اسکا سر سینے سے لگا گئی۔۔۔

دانیال ڈرائیونگ سیٹ پر آتا بیک سیٹ کا یہ خوبصورت منظر دیکھ کر مسکرایا۔۔

ابھی وہ اپنے اس چھوٹے سے گھر میں جانے والا تھا پر اسے اور ہارون کو جلد ہی ملکر اپنا کاروبار اسٹارٹ کرنا تھا جس سے وہ اپنی خانم کی پلکوں کے وہ خواب پورے کرے جو اسنے راتوں کو جاگ کر دیکھے تھے۔۔۔

--------------* ❤ *--------------

"تم دونوں جیسے بے غیرت دوست اللہ سب کو دے"۔ صائم حنید سیف کے گلے ملا اور مسکرا کر کہا تو دونوں نے ہنستے ہوئے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

"ضرور ملتے رہیں گے یہ یاری تا حیات کی ہے"۔ کہنے کے ساتھ ایک بار پھر اسے خود میں بھینچے چلے گئے۔۔

اسکی گاڑی اس وقت پارکنگ ایریا میں کھڑی تھی۔۔

آغا جانی تقویٰ کو لیکر اندر چلی گئی تھی جہاں اسکا روم سجایا گیا تھا پھولوں سے پہلے ہی۔۔۔

تقویٰ اتنے دنوں بعد اپنے روم کو دیکھ کر مسکرادی پر یہ مسکراہٹ جلد ہی سمٹ گئی جب سامنے ہی گلابوں سے سجے قالین، سرخ پھولوں سے مہکتے بیڈ کو دیکھا اسکی سانسیں سینے میں دب گئی۔۔

وہ کپکپا اٹھی۔۔۔

"آئو بیٹا"۔۔۔!! آغا جانی اسے سہارے سے لیکر پھولوں سے سجے بیڈ پر بیٹھا گئی۔۔۔

وہ اسکا ماتھا چومتی خوش رہنے کی دعائیں دیتی وہاں سے چلیں گئی اپنے روم میں۔

پیچھے تقویٰ رہ گئی اور اسکے ساتھ یہ فسوں خیز ماحول جس سے اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔

وہ گھبرائی سی بیٹھی ہاتھ ملتی سوچنے لگی کہ اب کیا کرے۔۔۔

"میں چینج کرکے سو جاتی ہوں"۔ اسکے دماغ کا بلب روشن ہوا۔۔۔

اور جلدی سے پھولوں کی لڑیاں سائیڈ کرتی لہنگا سنبھال کر اٹھی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی ایک نظر خود پر ڈال کر اپنے بھاری دوپٹے کو اتارنے لگی۔۔

لبوں پر شرارتی مسکان تھی کہ "سائیں ہر بار آپکی نہیں چلے گی"۔

پنیں نکال کر اسکے دوپٹہ ٹیبل پر رکھا اور اپنی رو میں جلدی جلدی سے چوڑیاں اتارنے لگی تھی کہ اسی پل اسے اپنی کمر میں رینگتی سرسراتی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا۔۔۔

وہ سانس لینا بھول گئی اور آنکھیں پھیلائے اس جزبات سے چور نیلی آنکھوں کو دیکھنے لگی جو بالکل اسکے قریب تھی۔۔۔

"سس۔۔سائیں"۔۔۔وہ کسمسائی

"مجھ تم سے یہی امید تھی سائیں کی جان"۔اسنے کہتے دیوانگی کے عالم میں اسکی گردن میں منہ چھپایا اور گہرا سانس بھرا کہ تقویٰ سہم کر ڈریسنگ ٹیبل کو سختی سے تھام گئی۔۔

وہ دلکشی سے مسکراتا اسکے کان کو چومنے لگا۔۔۔اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکے ایر نگز کو اتارتے انگلیوں سے لو چھوا کہ وہ سمٹ جاتی۔۔۔

"پلیز سائیں۔۔۔"!!وہ پتا نہیں کیوں اسکی جان کو مشکل میں ڈال دیتا تھا اور آج۔۔۔۔!! آج تو وہ اسکی قربت میں سانس نہیں لے پا رہی تھی۔۔

کیسی بیوقوف تھی اسکی آہٹ کو نا سن سکی یا وہ پہلے اسکی رگ رگ سے واقف شخص اس طرح آیا کہ اسکے آہٹ بھی سنائی نا دے۔۔۔

اپنا کوٹ اتار کر اسکے نیچے پھینکا کہ اسی پل تقویٰ موقعہ ملا وہ بھاگ کر باتھ روم میں بند ہونا چاہتی تھی کہ دوسرے ہی پل اسکے دوسرے قدم کو جکڑتے صائم نے اسکے بازو کو پکڑا اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ لڑکھڑاتی اسکے سینے میں سمائی۔۔۔

"نو ڈارلنگ۔۔۔!!اپنے سائیں سے ہوشیاری"!!!

"ان تین دن کا حساب دو جن تین دنوں میں مجھ سے دور رہ کر تڑپایا ہے"۔اسکے گلے میں پہنے بھاری نیکلیس کے ہک کو کھولتے اسے نیچے پھینکا وہ اسکے رویے پر آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی۔۔۔

"سس۔۔۔سائیں کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ٹوٹ گیا"۔وہ اسکی تنگ ہوتی گرفت میں مچلی۔۔

"تمہارے لئے کیا انکی کمی ہے"؟وہ اسکی گردن پر جابجا اپنے دہکتے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا پوچھنے لگا۔۔

وہ کیا جواب دیتی اسکی تو سانسیں اکھڑ رہی تھی۔

"مجھے پ۔۔پیاس لگی ہے"۔اچانک ہی اسے دھکا دیکر خود سے دور کرتے وہ لرزتی بمشکل چلتی سائیڈ ٹیبل کے پاس آئی اور جگ سے پانی کا گلاس بھر کر منہ سے لگا گئی۔۔

صائم مسکراتا بالوں میں انگلیاں گھمائے ٹائی نکالتا بھاری لہنگے میں اسکے دلکش سراپے کو دیکھنے لگا۔۔

تقویٰ پانی پی کر بیڈ پر بیٹھی اور اپنی انگلیاں پٹخانے لگی۔۔۔

حالت ایسی تھی کہ اگر کوئی پاس بھی بیٹھے تو چیخ چلا اٹھے۔

صائم اپنی گھڑی والٹ موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا اس سے کمر ٹکا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

" مینے تمہیں کہا تھا میں پاگل ہوں تمہارے لئے"۔ مسکرا کر وہ چلتا اسکے پاس آیا اور لڑیاں ہٹا کر اسکے پاس بیٹھتے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

"آپ سچ میں ایک پاگل شخص ہیں میں کبھی آپکو نہیں سمجھ سکتی"۔تقویٰ غصے سے کہتی جھٹک کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکال چکی تھی۔۔

"کبھی شریف تو کبھی جنونی ہو جاتے ہیں سائیں"۔اسکے انتہائی غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے صائم نے مدہم سا قہقہہ لگایا۔۔

"پر جیسا بھی ہوں جو بھی ہوں مسز صائم زید آپکا ہی ہوں"۔اسنے دونوں ہاتھ پھیلا کر سر سامنے حاضر کیا۔۔

تقویٰ نے خفگی سے گھورتے سر پر ہاتھ مارا وہ مصنوعی سا کراہتا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔۔

وہ لڑکھ کر اسکے حصار میں سمائی۔۔

"میری منہ دیکھائی"۔وہ شرمائی سی اسکے گردن میں منہ چھپائے کچھ دیر بعد بولی۔

صائم جو کب کا آنکھیں موندیں اسے سینے سے لگائے محسوس کر رہا تھا خود میں اسکی بات پر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

"یہ منہ میرا دیکھا ہوا ہے بلکہ مینے ٹیسٹ بھی کیا ہوا ہے تو اس حساب سے کیسی منہ دیکھائی کہاں کی منہ دیکھائی"۔کہنے کے ساتھ آہستے سے بالوں کو کو پشت پر بکھیرا۔

جو کسی آبشار کی طرح اسکے پیٹھ پر پھیلے۔۔۔

یہ نظارا دیکھتا متبسم سا ہوا مسکرایا۔

"تمہارے بال کافی خوبصورت ہیں"۔بالوں کی مہک میں سانسیں کھینچتے اسنے سرگوشی کی تقویٰ کا تو دل جلا ہوا تھا اسکے منہ دیکھائی والے جواب پر۔۔۔

"پیچھے ہٹیں"۔وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرتی غصے سے گھورنے لگی۔۔۔

"یہ کیا چکر ہے ذرا پاس آتی ہو پھر دور ہو جاتی ہو پھر پاس آکر تڑپاتی ہو پھر دور چلی جاتی ہو ناٹ فیئر سائیں کی جان"۔وہ بدمزہ ہوتے بولا تقویٰ کی ہنسی چھوٹ گئی اسکے منہ بنانے پر۔۔

"ہاں تو پہلے منہ دیکھائیں دیں ورنہ نیچے چلے جائیں"۔وہ ایک تکیہ نیچے پھینکتی ادا بے نیازی سے بولی۔۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا منہ دیکھائی منہ دیکھائی آخر کیا ہے تمہارے منہ میں بتیس دانت ایک زبان پھر کیا نیا پایا ہے کہ منہ دیکھائی کے بھی پیسے دوں آں کرو"۔ گھور کر کہتے وہ پاس آیا اور اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرا اونچا کرتے منہ کھولنے کا کہا کہ تقویٰ حیرت کے جھٹکے سے اسے دیکھنے لگی۔

"بیوقوف چہرہ دیکھائی کا تحفہ دو"۔ وہ غصے سے ٹھوڑی چھڑوا کر بولی صائم ہونق بنا اسے دیکھنے لگا۔

"لو جی دنیا والو یہاں میرے بچے کی ماں بننے والی ہے اور اسے چہرا دیکھائی کا تحفہ دوں"۔ وہ دہائی دیتا بولا کہ تقویٰ کا ایک کھنکدار قہقہہ پڑا۔۔

صائم کا دل کیا اس لمحے کو قید کر لے خود میں۔۔۔

"بہت بدتمیز ہو گئے ہیں آپ عزت سے نکالیں میرا تحفہ ورنہ دروازے کے باہر کھڑے ہوں گے"۔ وہ انگلی پر اپنے بالوں کی لٹ کو گھماتی بولی کہ اسکی ادا پر صائم کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔

"ہائے ظالم ویسے تو یہ منہ میرا دیکھا ہوا ہے پر اس ادا دیکھائی کا میں بار بار تحفہ دینا چاہوں گا"۔ وہ فدا ہونے والے انداز میں کہتا اپنی جیب سے ایک سرخ مخمل کی کیس نکال کر سامنے رکھتا اسے دیکھنے لگا۔

تقویٰ ہنسی لبوں میں دبا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تبھی صائم نے اسکے دونوں پائوں سے لہنگا تھوڑا اوپر کیا کہ وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"آنکھیں کھولو"۔۔۔!! محبت سے کہتے اسکے پائوں کی نازک پشت کو چھوا اسنے جھجھکتے پلکوں کا باڑ اٹھایا اور اسے دیکھا۔

صائم نے خوبصورت ڈائمنڈ کی چمکتی پازیب نکال کر اسکے پائوں میں پہنائی اور پائوں کو اوپر اٹھا کر جھکتے ان پر اپنے لب رکھے

۔۔۔

اب اسکے پاس کوئی بہانا ہی نہیں بچا تھا اس سے دور رہنے کا اور صائم نے کون سا سننا تھا۔۔۔

"ان ہی حسین قدموں سے تم میری طرف بڑھی تھی"۔ وہ اسکی کلائیوں سے کنگن اتارتا بولا تقویٰ نے سر جھکا دیا۔

اسنے شانوں سے تھام کر آہستے سے اسے بیڈ پر لیٹایا اور روم میں لائٹ آف کرتے نائٹ بلب روشن کر دیا۔۔۔

"سائیں"۔۔۔!! اپنی بڑھتی دھڑکنوں سے گھبراتی کسمسائی۔۔

صائم نے مسکراتے اسکے ماتھے پر لب رکھے اور اسکا چہرا بلند کیا۔۔۔

"اس دل میں کون دھڑکتا ہے"؟؟ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے دل کے مقام پر دھڑکنوں کو محسوس کیا وہ سمٹ گئی۔

"سائیں"۔۔۔ وہ مسکرائی بغیر جھجھکے بولی کیونکہ اسکے دل میں تو وہی بستا تھا جس کا اظہار کرتے وہ گھبراہٹ محسوس نہیں کرتی تھی کیونکہ وہ خالص جذبے تھے جنہیں چھپانا توہین تھی۔۔

"اور میری دھڑکنوں کی ہر پکار میں تم ہو سائیں کی جان"۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ اسکے کانپتے لبوں پر جھکا اور اپنی پوری شدت لٹاتا اسکی نازک کمر میں حصار ڈال گیا۔۔۔

تقویٰ آنکھیں بند کیے اسکے گرد اپنے دونوں بازوں ڈالکر کسی بھی التجا کے بغیر اسکے اپنا آپ سونپ گئی۔۔۔

صائم اسکے حنائی ہاتھوں کو چومتا اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑنے لگا اور آہستہ سے اسکی شرٹ کو کندھے سے سرکایا اور دہکتے لبوں سے چھوا۔۔

وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی اور اسنے تقویٰ کے بگڑے تنفس کو دیکھتے ہلکا سا لبوں کو چھوا واپس منہ گردن میں چھپایا

۔۔۔

رات رفتہ رفتہ سرکتی گئی اور اسکی شدتیں مزید بڑھتی اسے سہنے پر مجبور کر گئی۔۔۔

کل انکی زندگی واپس وہیں سے شروع ہونے والی تھی جہاں وہ دونوں چھوڑ کر آئے تھے۔۔۔

کہیں دور جگنوں اس خوبصورت گھر پر منڈلاتے انکے ویلکم کیلئے حاضر تھے۔۔۔

خوشیاں بانہیں پھیلائے انکے استقبال کو کھڑی تھی۔۔۔

سب کی دعائوں اور محبتوں میں ایک نئی کہانی شروع ہونے والی تھی۔۔
جسکی شروعات عہد سے ہوگی اور ختم الفت تک۔۔۔
اور ملکر عہد الفت کریں گے۔۔۔۔

_____________*❤*_____________

سب کے رخصت ہونے کے بعد وہ گھر لوٹے۔۔۔
پھپھو اسے اپنا خیال رکھنے کا کہتی اپنے روم میں چلی گئی اور دانیال اسے لیکر اپنے روم میں آیا۔۔۔
"آپ خوش ہیں"؟ وہ بیڈ پر بیٹھی زیورات اتار رہی تھی اور دانیال کا مرر کے سامنے مسکراتے چہرے پر سکون کی لہریں دیکھ کر پوچھنے لگی۔
اسکے سوال پر گھڑی والٹ موبائل رومال ٹیبل پر رکھتے دانیال نے اسے دیکھا مرر میں۔۔"کیوں نہیں ہونا چاہئے"؟ اسنے الٹا سوال کیا جس پر وہ ہنس پڑی۔
"میں تو سیڈ ہوں زریش اور تقویٰ کے پھر چلے جانے پر اب میں اکیلی کیسے رہوں گی"۔ وہ پھر سے یاد کرتی رخصتی نم آنکھوں سے قالین کو تکتی رہ گئی۔
کوٹ اتار کر ہینگ کرتا دانیال مسکرا کر اسکے پاس آیا۔۔۔"شاید تم بھول رہی ہو خانم کچھ دنوں میں تمہارے ساتھی آنے والے ہیں پھر کیسے اکیلا پن اور پھپھو بھی تو تمہارے ساتھ ہیں، رہی بات میں خوش ہوں، تو نہیں ہونا چاہئے ایک بھائی ایک کزن کو جس کے کندھوں پر یہ دونوں فرض تھے اور آج وہ فرض ساری دنیا کے سامنے پورے مان و عزت سے رخصت

کر کے آرہا ہے اپنے فرض سے سبکدوش ہو آیا ہے کیسے خوش نا ہو تا میری معصوم جان "۔ دانیال نے مسکرا کر کہتے اسکے سوجے سرخ پائوں کو اوپر اٹھایا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے جیل نکال کر اسکے پائوں پر مساج کرنے لگا۔۔

"یں۔۔ یہ کیا رہے ہیں آج آپ خود تھک گئے ہیں خان آپ آرام کریں میں کرلوں گی "۔ پریشان ہوتی اسکی بھاگ دوڑ کا خیال کرتی پائوں چھڑوانے لگی پر اگلے پل اسکی گھوری پر جھجک کر سہم گئی۔۔

یہ سچ تھا کہ وہ محبت دیتا تو وہ ایک دوست کی طرح اس سے ہنسی مذاق کرتی اور جہاں وہ ذرا سی گھوری ڈالتا وہاں وہ سہم بھی جایا کرتی تھی۔۔

"میں کرلوں گا آرام لیٹ جائو شاباش "اسے ماتھا پٹی ہنتھ اتارتے دیکھ کر دانیال نے اسکے ہاتھ تھامے اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے آہستہ سے اسکا سر تکیے پر رکھ دیا۔۔

عائشہ خاموش سی آنکھیں موند کر گہرا سانس لیتی لیٹ گئی۔۔۔

اسکے کانوں میں میرج ہال میں کہی دانیال کی باتیں ابھی تک گونج رہی تھی پر وہ جانتی تھی ایسا کچھ نہیں ہو گا وہ بہت خوبصورتی سے اسکے چہرے کے نقوش پر پیار کرتا ہے اسکی کنڈیشن دیکھ کر۔۔

وہ سکون سے لیٹی ہوئی تھی اور دانیال اسکے پائوں کا مساج کر رہا تھا کہ اچانک سے اسکی انگلیاں پائوں نیچے سطح پر محسوس کر کے گدی گدی سے وہ کھکھلا اٹھی۔۔

"خخ۔۔ خان اللہ کو مانیں "۔۔ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی بولی کہ دانیال ہنستا اسکے خوبصورت سرخ سپید پائوں کے نچلی سطح پر اپنے لب رکھے۔۔

اور انگلیاں سے اسکی پہنائی پازیب کو چھوا عائشہ سانس بھر کر رہ گئی۔۔

اور باری باری دونوں کی انگلیوں کو لبوں سے چوما۔۔۔

وہ آنکھیں موندیں اسکے لمس کو رینگتا ہوا محسوس کر رہی تھی اور زیر لب مسکرا بھی رہی تھی۔

"ہر مسلمان اللہ کو مانتا ہے ڈارلنگ ہم سب کا اسکے سواء کوئی نہیں خانم"۔اسکے بھرے بھرے پیٹ پر لب رکھے وہ اسکی ہاتھوں کی انگلیاں چومنے لگا۔۔۔

"میں یہ اتاروں"؟وہ گردن سے نیکلیس ماتھا پٹی اور نتھ سے پریشان سی بولی۔۔

چوڑیاں ایرنگز وہ اتار چکی تھی اب بس یہی تھے۔۔۔۔

دانیال اسکے پاس آیا اور اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کیا تو اسنے اپنی سنہری آنکھیں اٹھائیں پر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتے ہی اسکی سیاہ گھنی پلکیں لرز گئی۔۔

"تم ایک احمق لڑکی ہو"۔دانیال اسکے ڈیپ ریڈ لپ سٹک سے سجے لبوں کو دیکھتا بولا۔۔

عائشہ نے حیرت سے آنکھیں پٹ سے اٹھائیں "ہیں مینے کیا کیا"؟؟اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہاں وہ احمق تھی جو اسکا شوہر ہر بار اسے کہتا احمق آخر کب ثابت کرے گی کہ وہ احمق نہیں بس کرتی اچھا ہے ہو غلط جاتا ہے۔۔۔

"تمنے کبھی اپنے شوہر کو کس کیا نہیں نا تو یہی احمق لڑکیوں کی نشانیاں ہوتی ہیں"۔اسکے سر کو پیچھے سے تھوڑا اوپر کر کے وہ اسکے نیکلیس کا ہک کھولتا اسکی گردن سے دور کر گیا اور اب خود وہاں اپنے لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا۔۔

عائشہ اسکے سر کو گھورتی، گردن میں بازو ڈال دیئے۔۔۔

"احمق ایسی نہیں ہوتی یہ شرمیلی لڑکیاں ہوتی ہیں اور جو آپ کہہ رہے ہیں وہ بولڈ ہوتی ہیں"۔اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی وہ جتا کر بتانے لگی۔۔

"تو پھر آج تم بھی کچھ بولڈ ہو جاؤ کیونکہ یہ کام تم سر انجام دینے والی ہو خانم"۔ اسکے ناک سے آہستہ نتھ نکال کر وہاں اپنے دہکتے لب رکھے کہ ایک پل کو وہ سانس روک گئی۔۔

اسکا ایک ہاتھ اسکی گردن کی شہ رگ سہلا رہا تھا تو دوسرا اسکے سر سے ماتھا پٹی اتارنے لگا۔۔

"مم۔۔۔ میں ایسا نہیں کروں گی خان مجھے شرم آتی ہے"۔ وہ اسکے سینے میں منہ چھپا کر بولی۔۔

دانیال نے ابرو اٹھا کر اسے گھورا۔۔

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں میں جا رہا ہوں باہر لائونج میں سونے۔۔ ویسے تمہیں معلوم ہے پروسیوں میں ایک کالی بلی مر گئی پر کہتے ہیں وہ ہمارے گھر۔۔۔۔۔"۔

"ایک تو آپ بات بات پر ناراض ہو جاتے ہیں خان مینے انکار کب کیا میں تو کہہ رہی تھی میں کرتی ہوں نا"۔۔ اسکے اٹھنے پر وہ گھبراتی اسکی گردن کو جکڑ گئی۔۔

دانیال نے نثار ہونے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ نظریں چراتی خشک لبوں پر زبان پھیرتی کھڑکی کو دیکھنے لگی۔۔۔

"خان آپکو معلوم ہے مینے اس رات کھڑکی کے پاس آواز سنی تھی بلی کی جیسے وہ رو رہی تھی"۔ وہ سرگوشی میں اسکے کان میں بولی۔۔

دانیال خاموش سا اسکی سانسوں کی مہک میں سانس لینے لگا۔۔

"تم اب اس بات پر مٹی ڈالو اور اپنے خان پر توجہ دو"۔۔۔ وہ اسکے گال کو پکڑ کر چہرہ اپنے سامنے کرتا بولا کہ عائشہ سر ہلا گئی جس پر دانیال کے لبوں کو ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے چھوا۔۔

جب تک یہ نہیں سوچے گی کہ مرے ہوئے واپس نہیں آتے تب تک اسکے اشاروں پر چلے گی اور دانیال جانتا تھا اسکی یہ سوچ کافی بعد میں اسکے دماغ میں آئے گی۔۔۔

جہاں وہ اپنی پیاسی نظروں سے اسکے سرخ لبوں کو دیکھ رہا تھا وہیں وہ اپنی لرزتی نظروں سے کبھی اسکی مونچھوں کو دیکھتی تو کبھی اسکی ہلکی ہلکی شیو کو اور جہاں دیکھنا تھا وہ سے اسکی نظریں شرم سے بھاگ رہی تھی۔۔

"کیا ہوا"؟ دانیال نے گھمبیر سرگوشی کی کہ وہ سانس بھر کر نفی کرنے لگی اور آنکھیں موند کر اپنے چہرے کو تھوڑا اسکے قریب کیا باقی کا فاصلہ دانیال نے خود طے کیا اسکی جھجھک کو سمجھتے۔۔۔۔

اور آہستہ سے اسکی نازک پنکھڑیوں سے لبوں پر اپنی گرفت جمائی کہ عائشہ اسکی سانسوں میں سانس لیتی اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائی آنکھیں موند گئی۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ صرف اسکا ایک میٹھا سا امتحان لے گا اور اسے خود میں چھپا دے گا اپنے آغوش میں بھر کر۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسکی خانم تھی ان چاہی سے من چاہی۔۔۔۔۔

ہاں اب وہ اسکی من چاہی ہی تو تھی جو کچھ دیر میں اسکے کان میں سرگوشی کرکے اپنا حالِ دل سنائے گا کہ اسے اس سے الفت ہے۔۔۔

اور ہمیشہ کی طرح اسکے اظہار پر وہ خود کو ہوائوں میں اڑتا ہوا محسوس کرتی کسی شہزادی کی طرح۔۔۔

ہاں وہ اسکی شہزادی تھی اسکی من چاہی شہزادی۔۔۔

---------------* ❤ *---------------

سارے راستے وہ سوں سوں کرتی روتی ہوئی آئی تھی۔۔

جس پر پاس بیٹھے ہارون شاہ کی گھنی مونچھوں تلے لب مسکرا رہے تھے۔۔

تو کچھ بے چینی تھی اسکے رونے پر۔۔

گاڑی آکر پورچ میں رکی کہ زریش کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔

اسکی طرف کا ڈور سائرہ بیگم نے کھولا اور ہارون سوئے ہوئے ساحل کو بانہوں میں بھر کر باہر نکلا۔۔۔

اسکے لیکر باہر نکلنے پر وہاں موجود اسکی تائی نے اس سے ساحل لے لیا اور اندر چلی گئی۔

خاندان کی سب لڑکیاں مسکرائی ویلکم کیلئے پھولوں کے تھال تھامے کھڑی تھی۔۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے لرزتے وجود سے بمشکل پائوں پر کھڑی تھی۔۔

"چلیں"۔۔۔سائرہ بیگم کی خوشی سے مسرور آواز اسکے کانوں میں گونجی۔

اسنے بسم اللہ کرتے قدم اٹھایا حالت آنے والے لمحوں کو سوچتی غیر ہورہی تھی وہ سائرہ بیگم کے سہارے چلتی پاس اس سحر انگیز شخصیت کے مالک ہارون شاہ کے قدم خود سے ملتے دیکھ کر وہ لبوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔۔

وہ دونوں جب دہلیز کے قریب پہنچے تو وہاں موجود لڑکیوں نے اسٹاپ کہتے دونوں کے قدم روک دئے۔۔۔

"ہارون بھائی زریش بھابھی آپکی محبت ہے تو کیوں نا اس محبت کا ویلکم بھی محبت سے کیا جائے"۔ایک چنچل لڑکی نے آگے بڑھ کر آنکھیں نچاتے کہا تو وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

"ارے مطلب کہ بھابھی کا ویلکم کچھ سپیشل کریں جیسے بانہوں میں اٹھاو غیرہ وغیرہ کیوں گرلز"۔اسکی نا سمجھ آنکھیں دیکھ کر وہ ہنستی سمجھانے لگی۔۔

زریش نے سنتے ہی جھٹکے سے سر اٹھایا اور جالیدار گھونگٹ سے آنکھیں پھیلائے غصے سے اس لڑکی کو دیکھنے لگی۔۔

جسنے اسکی پھیلی آنکھیں دیکھ زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

"یس بھائی پلیز"۔۔۔!!وہ سب ایک ساتھ ملکر منت کرتی بولی۔۔

"بھئی مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے پر مجھے ڈر ہے کہ میری بیوی نا بیہوش ہو جائے"۔اسکے متبسم لہجے پر لڑکیوں نے ہنستے ہوئے اوئے ہوئے کہا۔۔

زریش کا تو مانو سارے وجود کا خون سمٹ کر چہرے پر جمع ہو گیا۔۔

سانسوں نے اپنا کردار انجام دیتے اسکے وجود میں سر سراہٹ پھیلا دی۔۔

ہارون نے مسکراتے ایک وہاں لائن میں دائیں بائیں کھڑی لڑکیوں کو دیکھا اور پھر اپنی دلہن کو جو سرخ بھاری عروسی لہنگے میں دبی کھڑی تھی۔۔

اسنے ذرا سا جھک کر دوسرے ہی پل اسے بانہوں میں بھر لیا کہ لڑکیوں او ہو کے نعرے پڑے وہ ہنستا مسکراتا اسے لیکر اندر داخل ہوا اور زریش شرم سے سرخ ہوتی سونے سے سجے حنائی ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

سرخ پھولوں کی بارش میں وہ اسے اٹھائے اندر داخل ہوا اور آہستہ سے نیچے اتارہ کہ سہم کر لب دانتوں میں دبائے کھڑی ہوئی۔۔

اسے اتارنے پر سائرہ بیگم اور دوسری خاندان کی عورتوں نے آگے بڑھ کر اسے تھاما اور لیکر سامنے خوبصورت سرخ صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

وہ ہر رسم ادا کرنا چاہتی تھی ہر خواہش آرزو پوری کرنا چاہتی تھی جو مہکار کے وقت نا ہو پائی تھی۔۔۔

"تمھیں دعوت دینی پڑی گی"؟ہارون کو کھڑا دیکھ کر اسکی تائی نے گھورا۔۔

"اپنی بیوی کے معاملے میں مجھے دعوت کی ضرورت نہیں"۔وہ مسکرا کر شرارت سے کہتا زریش کے مقابلے بیٹھا۔۔۔

خوشی سے نہال ہوتی سائرہ بیگم نے سب سے پہلے دونوں کی نظر اتاری اور پھر رسم شروع کی۔۔۔

پھر چند مختلف رسموں کے بعد اسے محبت سے سرخ پھولوں سے سجے بیڈ پر بیٹھا کر سب میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتی اسکا سانس خشک کر گئی۔۔

سائرہ بیگم نے اسکا حال دیکھ سب کو بھگایا اور اسے ریلیکس رہنے کا کہتے ڈھیر دعائیں دیتی سدا خوش رہنے کا کہتی ماتھا چوم کر چلی گئی۔۔۔

انکے جانے کے بعد زریش نے گہرا سانس بھرتے چہرے سے گھونگٹ اٹھایا اور روم کو دیکھا۔۔۔

ہال نما اس روم کا کلر اسکا پسندیدہ تھا براؤن خوبصورت وارڈروب اٹیچ باتھ روم ایک سٹڈی روم اور ڈریسنگ روم پر مشتمل وہ انتہائی خوبصورت تھا۔

کچھ دیر وہ گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کرتی رہی ورنہ تو اسے لگ رہا تھا کانپ کر یہی فوت ہو جائے گی۔۔

اسکا تصور کرتے ہی اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگتے اور تنفس بگڑ جاتا۔۔۔

کچھ دیر وہ سکڑی سمیٹی بیٹھی رہی تھی کہ روم کی طرف بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔

ہڑبڑاہٹ میں اسنے ایکدم خود پر گھونگٹ ڈالا اور پھولتی سانسوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

باہر کھلکھلاہٹ سے سمجھ گئی کہ بھیڑ کھڑی ہے وہ ہنس پڑی۔۔۔

اور پھر خاموشی چھا گئی زریش نے بھی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچلیں کہ دروازہ پر کھٹکا ہوا اور وہ اپنی کلون کی مہک سے چاروں اور سحر پھونکا اندر داخل ہوتا دروازہ لاک کر گیا۔۔

"السلام علیکم"۔۔۔۔!!

ہارون نے اس سمیٹی ہوئی متاع جان کو دیکھا جو ہولے ہولے لرز رہی تھی اور اسکے سلام پر سر ہلا کر جواب دینے لگی۔۔۔

"ٹیک اٹ ایزی زری"۔بھاری گھمبیر لہجے میں کہتے وہ پاس بیٹھا۔۔

زریش سمٹ گئی خود میں۔۔

"ڈر رہی ہو"؟ کچھ توقف کے بعد پھر سے اسکی گھمبیر آواز گونجی۔

زریش نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"گھبر ا رہی ہو"؟؟

لرزتی پلکیں آنکھوں پر گرا کر سر ہلایا تو وہ ہنس پڑا۔۔۔

"میں چلا جائوں اگر تم میری وجہ سے گھبر ا رہی ہو"!اسکے ٹھنڈے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے گرم ہاتھوں میں سہلایا کہ زریش کی اس اچانک افتاد پر سانسیں تھم گئی اسنے پلکیں اٹھا کر اس پر دے سے اسے دیکھا۔۔۔

"جائوں"؟اسکے دیکھنے پر بر وا اچکایا۔

"مم۔۔۔مہمان کیا کہیں گے"!!اپنا ہاتھ اسکی مضبوط چوڑی ہتھیلی کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتے وہ بولی۔۔۔

اور اسکی سر گوشی جیسی منمناہٹ پر وہ دل کھول کر ہنسا۔۔

"مطلب مہمانوں کا خیال ہے اپنے شوہر کے جزبات کا نہیں جو تمہیں اس طرح سامنے دیکھ کر اسکا سانس لینا مشکل کر رہے ہیں،ہوں؟"۔۔۔چاہت سے چوڑ لہجے میں کہتے اسنے زریش کے ہاتھوں کی حنائی ہتھیلی پر باری باری لب رکھے کہ وہ مچل اٹھی۔۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ"۔۔!!اسکے لمس پر کسمسائی اور دور ہونے لگی۔۔

"زری"!!ہارون نے اسکے ہاتھ چھوڑتے محبت سے پکارا تو اسنے ڈبڈباتی آنکھیں اٹھائیں۔۔

"ڈر رہی ہو یار"؟اسنے محبت سے پچکارا تو وہ لب دبا کر نفی کر گئی۔۔"بس گھبراہٹ ہو رہی ہے"۔

اسکے نظریں جھکا کر کہنے پر ہارون نے سر ہلایا اور پاس رکھے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر اسے تھمایا۔۔

وہ مسکراتی اس پر نظریں ٹکائے آہستہ سے پینے لگی۔۔

جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا اسکے نسبت مہکار کافی بولڈ تھی بلکہ اسنے خود ہی پہل کی تھی۔۔

پر اپنی اس محبت کو دیکھتے وہ اسکے شرم حیا کا دیوانہ ہو رہا تھا۔۔۔وہ مشرقی لڑکی اسکے بڑھتے قدم پر سہم سہم سی رہی تھی۔۔

کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی جسے زریش کی مدہم شرمندہ آواز نے توڑا۔۔۔

"سس۔۔۔سوری وہ مم۔۔میں"۔۔اسے خاموش دیکھ کر زریش کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔۔

"میں سمجھ سکتا ہوں"۔

ہارون مسکرا دیا اور آگے بڑھتے اسکا ایک کانپتا ہاتھ تھاما اور دوسرے اپنے ہاتھ سے اسکے گھونگٹ کو اوپر اٹھایا۔۔۔

دونوں کی دھڑکن ساتھ دھڑکنیں۔۔۔

اور پل تو جیسے ساکت ہو گئے وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

ماتھے پر سجی ماتھا پٹی جسکے چھوٹے چھوٹے موتی اسکے ماتھے کو چھو رہے تھے۔

ناک میں پہنی خوبصورت سی نتھ جسکا موتی اسکے لبوں کو چھوتا ہارون کے جزبات میں تلاتم برپا کر گیا۔

لرزتی پلکیں سرخ کانپتے ہونٹ برائیڈل میک اپ میں وہ قیامت خیز سی اسے بے خود کر گئی۔۔

ہارون کے ہاتھ میں جو اسکا لرزتا ہاتھ تھا اس سے اپنی طرف کھینچا اور اگلے ہیں لمحے وہ لڑکھڑتی اسکے بازوئوں میں سمائی۔۔۔

"اتنی تڑپ کے بعد ملی ہو اور اتنی دوری اختیار کر رکھی ہے"۔چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتے وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اسکی سانسوں میں تلاتم برپا کر گیا۔۔

بے خودی میں اسکی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوا کہ اسکی مونچھوں کے لمس پر وہ سکڑ گئی۔۔

وہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا نتھ کو لبوں سے چھونے لگا۔

زریش اسکی گرم دہکتی آگ مانند سانسیں اپنے چہرے پر پاتی آنکھیں موند گئی۔۔۔

ہارون نے اسکی نازک کمر میں بازو ڈالا اور خود میں بھینچا وہ کسمسائی اسکے لب پھڑ پھڑائے پر اسکی قربت نے اس پر سحر پھونک دیا تھا جس کے سامنے وہ بے بس سی تھی۔۔

"زری"۔۔۔!!!جھک کر اسکی سپید بے داغ دمکتی گردن پر لب رکھے کہ اسنے تڑپ کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچا۔۔

ہارون نے مسکراتے پیچھے سے ہاتھ سر کا کر اوپر لایا اور گردن میں پہنے اس بھاری نیکلیس کا ہک کھول کر اسے گرادیا اور اسکے ساتھ ہی دوسرے زیور کو اسکی گردن سے آہستہ سے نکالنے لگا۔۔

وہ اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے سکڑی سمیٹی ہوئی تھی اور ہارون آہستہ سے اسکے دوپٹے کا بھوج اس نازک وجود سے الگ کرتا اسکے بندھے ہیئر اسٹائل کے قید کو کھولتا اسکی پشت پر بالوں کو بکھرا گیا کہ وہ لب دانتوں میں دبا گئی۔۔۔

"پلیز"۔۔۔اتھل پتھل ہوتی سانسوں سے اسنے اسکے حصار سے نکلنا چاہا پر ہارون کا دوسرا ہاتھ جو اسکی کمر میں تھا اسے جکڑ لیتا کہ اسکی انگلیوں کے لمس پر وہ سمٹ جاتی مزید اس میں۔۔۔

"سس۔۔۔ساحل جج۔۔۔جاگ گیا ہوگا"۔۔۔!!وہ مچلتی اسے حصار آہستہ سے تنگ کرتے دیکھ کر پھڑ پھڑائی کہ اسکے معصوم بہانے پر وہ ہنسا جس پر زریش کو احساس ہوا تو اسکی گردن میں منہ چھپالیا۔۔۔۔

"سو رہا ہے اپنے ماں باپ کی شادی اٹینڈ کرکے تھک گیا ہے تمہارا بھالو۔ تم صرف میرے جزبات کا خیال کرو اور مجھے اپنی محبت سے سکون دو"۔اسنے اسکے خوبصورت ریشم بال ایک سائیڈ کرتے اسکی گردن کو لبوں سے چھوا۔۔

"مم۔۔۔میں پپ۔۔۔پانی پی لوں شاہ"۔۔وہ پھر تڑپ کر اس سے دور ہوئی اور گہرے گہرے سانس بھرتی بیڈ پر پیچھے کھسکی اس کی پہنچ سے ذرا دور اور اپنا آدھا رکھا پانی کا گلاس لبوں سے لگالیا۔۔۔

حلق میں چبھتی چیونٹیوں میں ٹھنڈا پانی انڈیل کر اپنے بے جان سن ہوتے وجود میں جان پھونکی۔۔۔

ہارون نے مسکراتے اسے دیکھا اور اپنی جیب سے ایک سرخ نیلی ململ کی کیس نکال کر اسکے سامنے کی۔۔

زریش نے اسے دیکھ کر پھر اس کیس کو دیکھا۔۔۔

ہارون شاہ کی محبت پاش نظریں اس پر ہی ٹکی تھی۔

جہاں وہ دوپٹے سے بے نیاز بکھرے گھنگھرالے آبشار کو کچھ آگے کچھ پیچھے رکھے، چھوٹی سی ناک میں نتھ پہنے پنکھڑیوں سے گلابی لبوں کو ڈیپ سرخ رنگ میں چھپائے سرخ چوڑیوں سی بھری کلائیاں لیے، سرمئی سیاہ گھنی پلکوں والی آنکھیں جھکائے جن میں اپنا من چاہا ہمسفر پالینے کی خوشی سرور سب رنگ نمایاں تھے اس سے چھپائے بیٹھی تھی۔

اسے تڑپا کر اپنی قربت سے اب دوری اختیار کیے بیٹھی تھی۔

اسکی نظروں کی پتش کی مہربانی تھی کہ وہ اپنا چہرا گھٹنوں میں چھپا گئی۔

اسکے نقوش میں امڈنے کو بے تاب خون دیکھتے وہ قہقہہ لگا اٹھا زریش نے اسکے قہقہے پر غصے اسے گھورا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہارون نے اسکے سامنے وہ کیس کھول کر اسے دیکھائی جس کے اندر ایک نہایت ہی خوبصورت بریسلیٹ تھا۔۔۔

اجازت طلب نظروں سے دیکھتے ہارون نے اسکے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔۔

شرمگین مسکراہٹ لبوں پر سجائے زریش نے اسکی چوڑی ہتھیلی میں اپنا حنائی ہاتھ رکھا۔۔۔

فسوں خیز ماحول میں چوڑیوں کی کھنک ہارون شاہ کی دھڑکنوں کو الگ ہی لے پر دھڑکانے لگی۔۔

اسنے مسکراتے اسکی چوڑیوں سے بھری کلائی میں وہ بریسلیٹ پہنایا اور ہاتھ کی پشت پر لب رکھے۔۔

"جائو چینج کر کے آئو"۔۔!!اسکی اجازت پر وہ سر ہلاتی بیڈ سے اٹھی تو پائون نیچے پھولوں سے سجی قالین پر پڑھے۔۔
انکی نرماہٹ اسکے وجود میں سرد لہر کی طرح سرسراہٹ کر گئی۔۔۔

وہ اس مہکتے ماحول میں گہرا سانس بھرتی آگے بڑھی اور ڈریسنگ مرر کے سامنے آتے اپنے زیورات اتارنے لگی۔۔۔
اسے اپنی پشت پر اسکی تپش بھری نظریں محسوس ہو رہی تھی جن نے ایک بار پھر اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ پیدا کر دی

۔۔۔

"میں کیوں اتنا سہم رہی ہوں وہ میرا محرم ہے۔"ایک گہرا سانس بھرتے اسنے خود کو پر سکون کیا اور چوڑیاں اتارنے لگی کہ نظریں بریسلیٹ پر گئی ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا۔۔
ہارون مرر میں اسکی پر سکون مسکراہٹ دیکھتا خود بھی مسکرا دیا اور اٹھ کر اس کڑکڑاتے ڈریس سے آزادی لیتے نائٹ ڈریس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔
زریش مسکراتی باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔
پر کچھ ہی دیر میں جب اسکی نظریں سامنے ہینگ کی ہوئی سرخ نائٹی پر پڑی تو اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے اور اسنے ہراساں ہو کر دیوار سے پشت ٹکا دی "میں یہ پہن کر انکے سامنے جائوں"۔سوچ کر جھرجھری لیتے اسکی انگلیاں منہ میں چلی گئی

۔۔۔

ہارون روم میں آتا باتھ روم کے بند دروازے پر نظر ڈالکر بیڈ سے اسکا نیکلیس اور دوپٹہ اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا بیٹھ کر اب اسکا انتظار کرنے لگا۔۔۔
یہ انتظار زیادہ طویل نا تھا جتنا وہ پچھلے ماہ سے کرتا آیا تھا اسکے حصول میں۔۔
اور بہت مشکل سے اپنی بساط سے نکل کر اسے پایا تھا۔۔

باتھروم کا دروازہ کھول کر وہ سر جھکائی ہاف سلیوز سرخ نائٹی میں بکھرے لمبے گھنگھرالے بالوں کو سامنے رکھے باہر آئی۔۔

وہ بہت ہمت جمع کر کے پہن کر باہر آئی تھی پر اس سب کے باوجود خود کو ریلیکس کرنے کے بعد بھی وہ نروس سی گھبرائی ہوئی تھی۔۔

اسکی قربت اسکی سانسیں روک دیتی تھی تو وہ کیسے نا سہم جاتی۔۔۔

ہارون جو مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا زریش کو وہیں بت بنا دیکھ کر وہ اٹھا اور اسکی طرف قدم بڑھانے لگا۔۔

اسکے قدموں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر زریش پیچھے ہوتی دیوار سے لگ کر آنکھیں میچ گئی۔۔

"اگر تم اس طرح سے سہمی گھبرائی رہو گی تو مجھے مزید پاگل بنا دو گی زری"۔ آگے بڑھ کر اسے بانہوں میں بھرتے وہ لیکر بیڈ کی طرف آیا اور بیڈ پر ڈالتے کہا کہ وہ لب دبائے خاموش سی آنکھیں میچے پڑی تھی۔۔۔

"خوبصورت زندگی میں خوبصورت ویلکم جانِ شاہ"۔ روم کی لائٹ آف کرتے وہ اسکے پاس لیٹا اور ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک کمر میں ڈالتے اسے اپنے قریب کر لیا جس پر زریش خود سپردگی سے اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

ہارون شاہ نے مسکراتے اسکے چہرے کو اونچا کیا اور اسکے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتے اسکی آنکھوں کو باری باری لبوں سے چھوا۔۔۔

اور پھر چھوٹی سی ناک پر لب رکھے وہ سمٹتی اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ گئی۔۔

اور ہارون مسکراتا اسکے دونوں گالوں پر لب رکھتا ٹھوڑی پر آیا زریش گہرے سانس بھرتی اسکا شدت بھرا لمس کسی آگ کی طرح خود پر جھیلنے لگی۔۔۔

جہاں اسکے ہاتھوں کی سرسراہٹ اسے سمٹ جانے کو مجبور کر رہی تھی وہیں اسکے لبوں کا لمس اپنی گردن پر پاتے اسکے خشک حلق میں چیونٹیاں سی کاٹنے لگی تھی اور لب سوکھ کر بنجر ہوتے لرز رہے تھے۔۔

وہ پیاس ساجا بجا اپنا لمس چھوڑتا خود کو سیراب کر رہا تھا۔

"زریش میری محبت مجھ پر کبھی شک مت کرنا میں صرف تمہارا ہوں اور میں یہ پہلے تم پر واضح کرتا ہوں کبھی مجھے اپنی پچھلی زندگی کے طعنے نہیں دینا کیونکہ میں تمہارے منہ سے کچھ بر اسن کر مزید نہیں جی سک۔۔۔" وہ اسکا خوبصورت چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا کہ اسکے آخری جملے پر زریش نے تڑپ کر اسکے لبوں پر اپنی حنائی ہتھیلی رکھی۔۔

"میری طرف سے آپکو کبھی کوئی تکلیف شکوہ نہیں ہو گا میں ایسی نہیں، میں آپکے احساسات کی قدر کرتی ہوں اس دن پتا نہیں کیسے منہ سے نکل گیا سوری"۔ ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی وہ بھرائی آواز میں معذرت کرنے لگی۔۔۔

"رو کیوں ہو میری جان تمنے سہی کہا تھا مجھے واقعی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا تمہارے شکوہ حق پر تھے"۔ وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتا اسکی دونوں بھیگی آنکھیں چوم کر بولا۔۔۔

"پیار کرتی ہو"؟؟ اسکی گال سہلا کر محبت سے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔۔

زریش نے بوجھل پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

"اگر میں کہوں نا تو"؟ وہ شرارت سے بولتی لب دبا گئی۔۔

ہارون ہنسا۔۔

"تو کوئی بات نہیں میں تمہیں پیار کرنے پر مجبور کر دوں گا تمہارے شاہ سے"۔ اسے تکیے پر ڈالکر اسکی گردن میں منہ چھپایا

۔

زریش آنکھیں موند کر اسکی پشت پر شرٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔

اور وہ مسکراتا اسکے چہرے کو دیکھ کر اسکے لرزتے سرخ لبوں پر اپنی پوری شدت سے جھک گیا کہ اسے اپنی پیٹھ پر اسکی گرفت تیز ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

"اب بولو کرتی ہو پیار"۔۔؟؟؟وہ ہنس کر اسکے بگڑے تنفس کو دیکھتا پوچھنے لگا۔۔۔

"نہیں کرتی"۔۔۔!!اسکی چوڑی وسیع پیٹھ پر مکا مارتے وہ رونے جیسی ہو گئی اور غصے سے بولی کہ روم کی فضا میں اسکا جاندار قہقہہ گونج اٹھا۔۔

"نہیں کرو گی تو پھر یہی سزا ملے گی ہاہاہاہا"۔۔۔زندگی کے ساتوں رنگ خوشبو سے بھرپور اسکی آواز فضا میں بکھری زریش مسکراتی چھپ گئی اس میں۔۔۔

حویلی کے خوبصورت سجے روم میں۔۔

اس وقت رضا زید کے تنگ حصار میں موجود اسکی محبت زرناب زید کے کانوں میں خوبصورت سرگوشیاں کر رہا تھا جن پر وہ شرما جاتی اور وہ چاہت سے اسے خود میں سمیٹ لیتا۔۔۔۔

کہیں دور خوبصورت روم میں وہ دونوں جائے نماز پر بیٹھے تہجد ادا کرتے ان خوشیوں کی دائمی دعا مانگ رہے تھے۔۔۔

تو دوسری طرف دانیال اپنی محبت کو سینے میں چھپائے آنکھیں موندیں سکون میں پڑا تھا۔۔۔

اب کچھ ہی دن تھے جب وہ اسکے دوسرے پاؤں میں بھی اپنی چاہت کی پازیب پہنا کر اسے الفت میں قید کر لے گا۔

اور وہ نادان سی انجان ہی رہے گی اسکی زنجیروں کو پازیب سمجھتی۔۔

کبھی نہیں جان سکے گی کہ وہ صرف پازیب نہیں دانیال خان کی الفت کی زنجیریں ہیں جو اسے خود میں قید کیے ساری عمر رکھیں گی۔

سیاہ آسمان میں چمکتا اپنی پوری آب و تاب سے چاند ان سب کے خوبصورت ملن پر شرما کر بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا

ہر طرف خوشیاں بکھری ہوئی تھی سب کو اپنے لپیٹ میں لے لیا تھا تو کہیں دور اس سیاہ رات میں پورے چاند کی موجودگی میں حیدر شاہ اپنی بہن اور شریک حیات کی سنگت میں جہاز میں بیٹھا یو ایس کیلئے پروان تھا۔

حجاب اپنے ماں باپ کے دور ہونے پر اداس سی اسکی گود میں سر ٹکائے لیٹی ہوئی تھی اور اس پر حیدر شاہ کا کوٹ پڑا اسے اپنے حصار میں لیے ہوا تھا جبکہ اسکا ہاتھ اسکے سر پر تھا۔۔۔

تو اگلی سیٹ پر نرس کے ساتھ بیٹھی مہکار برستی آنکھوں سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دور جا رہی تھی۔۔

برائی کا انجام برا ہوتا ہے یہ بات اسکے دماغ میں ثبت تھی۔

اور دوسری طرف حیدر شاہ نے طے کیا تھا کہ اب وہ کبھی نہیں لوٹے گا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ سال بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کاں دلد ہولا ہے (کہاں درد ہو رہا ہے)"؟ تین سالہ توقیع نے سامنے فرش پر بیٹھی چار سالہ عرشیہ سے پوچھا اسنے اپنا نچلہ سرخ لب پھیلا کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔

"بہت درد ہو رہا ہے مما نے چاتلیت (چاکلیٹ) نہیں دیا"۔ اسنے سسکی لی۔

"او مما نے دلت کیا بوت دلت کیا (اوہ مما نے غلط کیا بہت غلط کیا)"۔ توقیع نے افسوس سے نفی میں سر ہلاتے بھورے بالوں کی بندھی دو پونیوں کا جھلایا۔۔

"ہاں"۔۔!! عرشیہ نے سر ہلایا تو اسکے سنہری بالوں کی پونی جھولنے لگی۔

سامنے صوفے پر بیٹھا نو سال صمصام نے اسکی معصومیت پر منہ بنایا اور اوشن نیلی آنکھوں میں ناگواریت سی پھیلی۔۔۔

"اوتے۔۔!! لوتے نی واوا بے بی (اوکے روتے نہیں اچھے بے بی)۔ توقیع نے آگے بڑھ کر اسکے اپنے چھوٹے گول مٹول ہاتھ سے آنسوں صاف کیے کہ اسکا پنجہ منہ پر لگنے سے عرشیہ سسک اٹھی۔

صمصام نے لب دبایا چمک اسکی اوشن نیلی آنکھوں میں پھیل گئی۔

اسکی بہن کو مارتی تھی نا وہ تو بڑا تھا اسے مار نہیں سکتا تھا ماموں کی وجہ سے پر اسکی بہن پورا بدلہ لے لے تو اسکے روح میں سکون اتر جائے۔

توقیع نے مسکراتے سٹیتھوسکوپ اپنی ماں کی دیکھا دیکھی میں کانوں میں گھسانا چاہا پر وہ گر جاتا۔۔

غصہ اس قدر آیا اسکے گرنے پر کہ اپنی چھوٹے دانت اس پر گاڑ دیئے۔۔

صارم نے اسکی غصے سے ائی والی آواز پر ویڈیو گیم سے نظریں ہٹا کر مسکراتے بھوری آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"غصہ نہیں ڈارلنگ"۔اسنے اپنی جان عزیز بہن کو غصہ کرتے دیکھ کر ٹوکا عرشیہ کھکھلا اٹھی۔۔

"تم چپ کر کے بیٹھو"۔صمصام نے اسے اپنی بہن پر ہنستے دیکھ کر غصے سے سات سالہ صارم کو گھوراوہ مسکرا دیا۔۔

جانتا تھا وہ توقیع کے معاملے میں کچھ برداشت نہیں کرتا۔۔

جہاں صارم نرم مزاج رکھتا تھا وہیں صمصام تیز مزاج کا مالک تھا اور غصہ تو جیسے ہر دم اسکی ناک پر سوار رہتا جس پر انکی مام کی جھڑکیں ملتی رہتی تھی۔۔۔

پر اسکے ڈیڈ کا جو سپورٹ اسکے ساتھ تھا کیونکہ وہ ایک تیز دماغ بچہ تھا۔۔۔

ہر جگہ ہر چیز میں نمایا ہوتا تھا صارم کے مقابلے میں۔۔۔

"میں ٹھیک کرتی ہوں"۔عرشیہ نے آگے بڑھ کر توقیع کے کانوں میں سٹیتھوسکوپ ٹھیک سیٹ کیا اور اسکے سامنے بیٹھ گئی

۔۔۔

"ججاک اللہ (جزاک اللہ)" وہ مسکراتی بولی اور اسکا چیک اپ کرنے لگی۔۔

صمصام سمجھ نہیں پاتا تھا اسکی بہن اس جنگلی بلی سے کیوں اتنا کھیلتی ہے کیوں اسکے حکم پر نہیں چلتی۔۔۔

وہ جتنا اسے اس جنگلی بلی سے دور رکھنے کی کرتا تھا وہ چیخ چلا کر اور زیادہ اسکے قریب جاتی تھی۔۔۔

ویسے تو صمصام کی کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی عرشیہ سے بس ایک خرابی تھی اس میں کہ جب بھی وہ موجود ہوتی اور اسکی مام کبھی اسے غصہ کرنے پر جھڑک دیتی تو سب سے پہلے کھلاہٹ اس بلی کی گونجتی اسکے ساتھ ہی اسکی بہن بھی ہنس پڑتی اس پر جو اسے اتنا ناگوار لگتا کہ اسکا دل کرتا اٹھا کر اس جنگلی بلی کو باہر پھینک دے۔۔

ویسے تو سب اسے صائم کی کاپی کہتے تھے پر ایٹیٹیوڈ اور دماغ سے وہ اپنے باپ سے مختلف تھا۔۔۔

جہاں صائم کے ہر فیصلے میں اسکی شریک حیات کی رضامندی ہونی ضروری ہوتی تھی وہیں صمصام کا کوئی فیصلہ کسی کی رضامندی کے بغیر ہوتا تھا۔۔۔

وہ دوسروں کی رضامندی کا قائل نہیں تھا اسے اپنی ذات کیلیئے اپنے فیصلے پسند ہوتے تھے جن میں اسکی دلی سکون ہو یا من کی رضا پائی جاتی ہو۔۔۔

اسکے ماں باپ دونوں حج پر گئے تھے اور وہ دونوں اس وقت اپنے ماموں کے پاس موجود تھے۔۔۔

دانیال آئوٹ آف سٹی تھا بزنس میٹنگ کے سلسلے میں۔

انکی خوبصورت سی مامی کچن میں تھی لنچ کی تیاری کرتی۔

آغا جان نے تو انہیں گائوں آنے کا کہتی تھی جہاں آٹھ سالہ زیاف رضا انکا خوبصورتی سے ویلکم کرتا تھا پر صمصام راضی نہیں تھا کیونکہ اسکی سٹڈی کا نقصان ہوتا جو وہ قطعی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس وقت بھی اسکے ہاتھ میں بک موجود تھا اور وہ پڑھنے کے ساتھ نیچے قالین پر بیٹھی اپنی بہن اور اس جنگلی بلی عرشیہ پر بھی نظریں ٹکائے بیٹھا تھا کہ کہیں وہ کھیل کھیل میں اسے مار کر نا بھاگ جائے جو اکثر کرتی اور صمصام کسی بہانے بدلہ لے ہی لیتا جس وجہ سے وہ کافی خوف کھاتی تھی اس سے۔۔۔

اس پل بھی صارم جو اسکا اور اسکی دوست توقیع کا اچھا بھائی تھا وہ موجود تھا تبھی بیٹھی تھی ورنہ اگر وہ ناہوتا تو اسکی تو جان ہی ہوا ہو جاتی صمصام کی موجودگی میں۔۔

یا یہ دونوں ناہوتے تو توقیع کے پنجا مارنے پر ابھی اسکے بال نوچ کر بھاگ جاتی اور تب تک چھپ کر بیٹھ جاتی جب تک توقیع چپ نا ہو جاتی۔۔۔

اور پھر جب وہ اپنے بڑے بھائی کو بتاتی پھر کیا ہوتا یہ سوچ اسکے لئے خوفناک تھی۔۔

ہاں البتہ اگر صارم کو بتاتی تو وہ چند آنسوں بہا کر اسے بھی بتاتی کہ اسنے مارا تو وہ دونوں کو سمجھانے بیٹھ جاتا کہ بہنوں کی طرح کھیلو چڑیلوں کی طرح نہیں۔۔۔

اگر ایسے لڑو گی تو چڑیلیں بن جائو گی دونوں۔۔۔ یہ سنتے ہی دونوں کھکھلا جاتی اور صارم دونوں کو سینے سے لگا دیتا اسکی دونوں میں سانسیں بسی تھی۔۔۔

چند دنوں کیلئے تو تھے پھر اسکے مام ڈیڈ کے آنے کے بعد پھر اس پری کو چھوڑ کر چلے جاتے اسلام آباد۔۔۔۔

"یہ لو پیٹ دلد کی دولی (یہ لو پیٹ درد کی گولی)"۔توقیع نے مٹھی اسکی ہتھیلی پر رکھی اور اپنے کھلونوں سے چھوٹا سا گلاس نکال کر اسے دیا۔۔۔

عرشیہ نے کراہتے منہ میں گولی رکھی اور پانی پی لیا۔۔۔

جہاں صمصام کو اسکی ایکٹنگ پر ناگواریت فیل ہو رہی تھی وہیں صارم مسکراہٹ دبانے لگا اسکی کراہ پر۔۔۔

"لیٹ جاؤ اب میں انجیشن لدائوں دی (لیٹ جائو اب میں انجکشن لگائوں گی)"توقیع نے سٹیتھو سکوپ رکھ کر مصنوعی انجکشن اٹھایا جو اسکے کھیلونو کا حصہ تھا۔

یہ سب اسے صمصام نے لیکر دئے تھے اور ان کھلونو کے ساتھ اس بلی کو کھیلتا دیکھ کر وہ پہلو پہ پہلو بدل رہا تھا۔۔

توقیع کے کہنے پر عالیہ لیٹ گئی نیچے اور توقیع نے انجکشن اٹھا کر اسکے بازو میں گھونپ دیا کہ وہ چیخ اٹھی۔۔۔

"آہہ مماااا"۔۔۔۔۔۔زور سے لگانے پر اسکے نازک روئی سے بازو میں درد ہونے لگا۔۔

بے شک اوپر سئی نہیں تھی پر توقیع کے غصے میں گھونپنے پر وہ درد سے رونے لگی۔۔۔

جہاں صارم بوکھلایا تھا وہیں صمصام کا دلکش قہقہہ روم کی فضا میں گونجا۔۔۔

وہ ہنستا بک رکھ کر بیڈ سے اٹھا کہیں وہ جنگلی بلی اسکی بہن کو نا مارے پر اسکے اٹھنے سے پہلے ہی عرشیہ نے اپنی لات روتے ہوئے توقیع کے سینے پر ماری کہ وہ چیخ کر پیچھے قالین پر گری۔۔

صمصام کی ہنسی ایکدم رکی اور اسنے گھور کر سنہری آنکھیں پھیلائے خوف سے اسے دیکھتی عرشیہ کو دیکھا۔۔۔

"بھائی پہلے توقیع کی غلطی تھی وہ ٹھیک سے کھیل رہی تھی آپنے دیکھا"۔صارم اسے خوف سے سپید پڑتی عرشیہ کی طرف بڑھتے دیکھ کر بیچ میں آیا۔۔۔

"نی بائی عجی نے مالا(نہیں بھائی عشی نے مارا)"اسنے روتے ہوئے عرشیہ کی چپکے سے لی گئی پاؤں پر چٹکی دیکھائی جہاں دو سرخ نشان تھے ناخون کے۔۔

"اب بول"؟؟صمصام نے غصے سے کہا صارم بے بس سا ہو گیا۔۔

کیا ملاتا تھا اسے جنگ کر کے سمجھ نہیں آتا اچھی بھلی کھیل رہی تھی پر نہیں جنگ اسے چاہیے وہ بھی چھوٹی سی توقیع کے ساتھ جو سارا دن عجی عجی کرتی نہیں تھکتی تھی۔۔

"مما"۔۔!!!عرشیہ صمصام کو خطرناک تیوریوں کے ساتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر گلا پھاڑ کر چیختی قالین کو نوچ کھوچ کر اٹھی اور تیز رفتار سے باہر بھاگ گئی۔۔

صمصام پیچھے بھاگا پر اس سے پہلے ہی وہ کچن میں لنچ کی تیاری کرتی اپنی ماں کے پاس چلی گئی وہ چاہتا تو وہیں تھپڑ مارا آتا پر اس وقت اسے اپنی بہن کا غصہ ٹھنڈا کرنا تھا جو صارم کے ہاتھ پر دانت گاڑے اسکے گھنے سیاہ بال نوچتی اپنا غصہ ختم کر رہی تھی جو اسکے عرشیہ پر اتارنا تھا پر وہ بھاگ گئی تھی۔۔

صارم کا درد سے قہقہہ پڑ رہا تھا اپنی ہتھلی پر دانتوں کا دبائو بڑھتے وہ کراہ کر صمصام کو پکارنے لگا پر توقع اسکا ہاتھ چھوڑ کر چھوٹی سی بلی کی طرح اسکے ناک پر دانت گاڑتی سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑے سر کو آگے پیچھے کھینچ رہی تھی۔۔۔

اور وہ جیسا جیسا کرتی صارم ہنستا ویسے ویسے کرتا جاتا تاکہ اسکا غصہ ٹھنڈا ہو۔۔۔

صمصام پینٹ کو تھوڑا سا اوپر کھینچ کر نیچے بیٹھا۔۔۔

"گڑیا"۔۔۔!!اسنے محبت سے پکارا کہ اسکے ہاتھوں کی حرکت رک گئی اور سرخ غصے سے منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکالتی اسکی آواز پر رکی اور نچلہ لب لاڈ کیلیئے پھیلا کر اسکی طرف مڑی پر جاتے جاتے صارم کے منہ پر چھوٹے سے ہاتھ کا پنجہ مارنا نہیں بھولی۔۔

"بائی" روتی ہوئی صمصام کے سینے میں چھپنے لگی۔

صمصام نے محبت بھرا حصار اسکے نازک معصوم وجود پر ڈالا اور اپنی جان عزیز بہن کو خود میں سمائے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"ڈونٹ کرائے ڈارلنگ دیکھنا کیسے ہرٹ کرتا ہوں اسے جس طرح اسنے تمہیں کیا پلیز رومت"۔وہ اسے کندھے پر ڈالے جھلانے لگا اور توقع سوں سوں کرتی سر ہلاتی اسکے سرخ سپید گال پر لب رکھ گئی۔۔

اور بڑی بڑی آنکھوں سے مڑ کر پیچھے بیچارہ سا بنا کھڑا صارم کو دیکھنے لگی۔۔

"چام (صارم)" اسنے کس کیلیئے اسے بھی پاس بلایا۔۔وہ مسکراتا بکھرے بال سنوار کر سرخ ناک سے ان دونوں کے قریب پہنچا۔

"یس چام کی جان"۔ صارم باہنیں پھیلا کر قریب آیا اور اسکے چھوٹے سے سر کو پکڑ کر اسکے پھولے سرخ گال پر لب رکھ دیا۔۔

توقیع نے بھی اسکے گال پر کس کیا۔۔

ان دونوں کے مقابلے صارم رنگت میں کم تھا گندمی رنگت رکھتا تھا جبکہ وہ دونوں اسکے بھائی بہن انتہائی خوبصورت سرخ سپید رنگت کے مالک تھے۔۔

"اگر آج تم بیچ میں نا آتے تو میں اس سے بدلہ لے چکا ہوتا اپنی ڈارلنگ کو رلانے کا"۔ صمصام نے غصے سے کہا تو صارم ہلکا سا مسکرایا۔

توقیع نے سمجھ کر نیلی آنکھیں پھیلاتے ایکدم پاس کھڑے صارم کو گھورا مطلب اسنے بدلہ لینے سے اسکے بھائی کو روکا تھا اور وہ اسے پیار کر رہی تھی۔۔

"چامم"۔۔۔۔۔!!! چیخ مار کر اسنے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سیاہ بالوں میں پھنسائے اور اسکا سر قریب کھینچا۔۔

اسکی حرکت پر فضا میں دلکش قہقہہ گونج اٹھا۔۔

اور دونوں نے اسے اپنے حصار میں چھپالیا۔۔

بے شک وہ دونوں بھائیوں کی جان تھی۔۔

صمصام صارم کی توقیع۔۔۔۔۔!!!

"نہیں آئے گی یار چل دفع کر"؟؟ سارے لان کو جھانکتے اسنے دوسری طرف چیئر پر کھڑے دیوار پر سر جھکائے دیوار کے اس پار کو دیکھتے دلاور سے اکتا کر کہا۔۔

"نہیں آئے گی دومنٹ اور"۔ اسنے شہد آنکھیں اسکی طرف اٹھائی دریاب نے ایک پل کو اپنی شہد رنگ آنکھیں سورج کی تپش کی وجہ سے موندیں۔۔

وہ دونوں چھت پر اس تپتی دوپہر میں چیئر پر کھڑے انکے گھر کے پیچھے موجود نئے شفٹ ہوئے پروسیوں کے لان کو تک رہے تھے۔۔

"وہ دیکھ آئی آئی"۔۔۔ دریاب خوش ہو کر بولا جس پہ دلاور کی آنکھوں میں چمک اٹھی سامنے دس سالہ نویرہ کو دیکھ کر جو انکی کلاس فیلو اور مانیٹر تھی۔۔

کل ہی دونوں کی ٹیچر سے کاپی میں ہوم ورک مکمل نا ہونے پر انسلٹ کروا چکی تھی۔۔

اور ساری اسکول میں بات پھیلائی تھی کہ ڈبل ڈی کی انسلٹ ہوئی۔۔۔

یہ بات پھیلتے ہی سب انہیں مسکراہٹ دبا کر دیکھ رہے تھے اور یہ دونوں کہاں ایسی بے عزتی برداشت کرسکتے تھے۔

حالانکہ اس بات کو چھپانے کیلیئے ان دونوں نے بہت منتیں کی رشوت بھی دینی چاہیے پر وہ میڈم سنے نا۔۔

اس پر تو اپنا ہی خمار چڑھا تھا مانیٹر کا۔۔۔

اب دونوں پورے بندوبست سے چھپ پر موجود تھے۔۔

انکی پروسن ہونے کی وجہ سے وہ دونوں اسکے ہر وقت کا حساب رکھتے تھے کہ کب کیا کرتی ہے۔۔۔

اور جانتے تھے اس وقت وہ اپنے لان میں ضرور آئے گی کبوتروں کو پانی دینے جو اسنے پال رکھے تھے۔۔۔

"بھائی ایسا مزا چکھانا اس بھوتنی کو کہ اسکی دادی یاد آجائے فتنی نے ہماری کہیں کی عزت نا چھوڑی"۔ دریاب نے دلاور سے کہا جو خطرناک ارادے لیے کھڑا تھا۔۔

وہ دونوں جڑواہونے کے ساتھ ایک جیسے تھے رنگت میں سرخ سپید دونوں کی شہد رنگ آنکھیں برابر کا قد ایک سے نین نقوش کہ کبھی تو عائشہ چڑ جاتی اس کرن ارجن پر۔۔

ایک تو اللہ نے جڑوادئے دوسرا ایک شکل بنا کر دوسرے پر کاپی کر دی۔۔

کہ وہ سٹپٹا جاتی دونوں کو ایک شکل میں دیکھ کر۔۔۔

اور دانیال کی چھیڑ چھاڑ ہوتی کہ یہ سب مجھے رات رات تکتے رہنے کا نتیجا ہے۔۔

ہاں ایک فرق ہوتا تھا دونوں میں جب دلاور کے بال بھورے تھے تو دریاب جو اس سے پانچ منٹ چھوٹا تھا اسکے شہد رنگ ۔۔۔

پر اس کمینے دلاور نے وہ بھی مٹا دیا زبردستی دریاب کے بال بھور کروا کر۔۔

کبھی اسکے بدلے وہ جوتے کھاتا تو کبھی اسکے بدلے وہ بے عزتی۔۔۔

پر اس ہم شکل ہونے کا دلاور خوب فائدہ اٹھاتا کیونکہ دریاب اسکے روب تلے دبا ہوتا تھا۔

اور وہ پانچ منٹ بڑا بھی تھا تو دریاب خوب عزت کرتا تھا کیونکہ اسکے وجہ سے ہی تو اسکول میں لڑکے اسکا ہوم ورک کر دیتے تھے ورنہ کون کرتا اسکا اسکول کا کام۔۔۔

جو دونوں کو لکیریں نکالنا انتہائی ناپسند تھا۔۔ بلکہ وہ دونوں بیٹھ کر کبھی کبھار خوب کوستے پڑھائی کا سسٹم بنانے والے کو۔

دوسری انگریزی جو خاص انکے لئے انگریز چھوڑ کر گئے تھے دشمنی میں۔۔

ان دونوں کی انگریز سے کافی گہری دشمنی تھی کہ کوئی آجائے تو ان کا منہ نوچ لے جنھوں نے یہ بلغم انکے لئے چھوڑا تھا کہ اب ٹیچر کی سختی کے تحت انہیں بھی حلق میں بلغم جمع کر کے کھائوں ٹھائوں پڑھنا پڑھتا تھا۔۔

جو ایک انتہائی ناگوار عمل تھا۔۔۔

اور اسی دشمنی میں وہ کلمہ پڑھ پڑھ کر انگلش کی کاپی کو اٹھاتے کہ یا اللہ کوئی جن انہیں کام کروا کر دے۔۔۔

کوئی دیو دلاور کی مٹھی میں آجائے بس پھر یہ دونوں دھوم تھڑی کی طرح انجوائے کریں گے۔۔۔

پر خواب خواب ہی رہ جاتا اور انہیں انگلش کی لکیریں خود ہی زبردستی اپنے باپ کی موجودگی میں کھینچنی پڑتی کہ کئی بار نازک سے صفحے پھٹ جاتے اس ظلم کو برداشت کرتے۔۔

دریاب اپنے باپ کی سختی میں آنکھیں ملتا کام کرتا رہتا اور دلاور آہستہ آہستہ لکیریں اٹھاتا کہ دریاب کمپلیٹ کرلے تو وہ اس سے کاپی لیکر اپنی اسے تھما دے۔۔

کچھ دن پہلے ہی یہ چڑیل پروسن انکی مانیٹر بنی تھی کلاس کی اور ان دونوں بھائیوں کا جینا حرام کر رکھا تھا کہ جب بھی کوئی کلاس میں ٹیچر آتا تو پہلے کاپی لینا ہی ان دونوں سے اسٹارٹ کرتی۔۔

بعد میں نہیں لے سکتی تھی جب تک وہ کسی سے کروالیں ٹیسٹ پر نہیں اسے تو مرغی کے دورے پڑتے تھے اور ان سے الجھنے کا شوق چڑھتا تھا جسکا انتظام وہ دونوں کر آئے تھے۔۔

"سٹارٹ برو"۔۔ دریاب کے کہنے پر دلاور نے کمینگی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور نیچے رکھے پٹاخے اٹھا کر لائٹر اٹھایا اور انہیں دوسری طرف لان میں نویرہ سے کچھ فاصلہ پر نشانے میں رکھ کر ان میں سے ایک جلایا اور ایکدم ہاتھ سے چھوڑ دیئے کہ اگلے لمحے ٹھاا کی تیز آواز کے ساتھ دل دہلا دینے والی چیخ فضا میں گونجی اٹھی۔۔۔

"ہاہاہاہا آئی بڑی فتنی مانیٹرر" جاندار قہقہہ لگاتے دلاور نیچے اتارا اور ہاتھ جھاڑ کر دوسری طرف لائٹر پھینک دیا۔۔

ساتھ پٹاخوں کے ڈبے بھی۔۔

اب پچھے سے تیز سے تیز ہوتی چیخیں آرہی تھی تو اوپر دونوں ایک تالی مارتے قہقہہ مار کر نیچے اتار آئے۔۔

"سب جانتے ہیں ڈبل ڈی سے پنگا ناٹ چنگا"۔ دلاور کہتا سیڑھیوں کی طرف بھاگا جہاں نیچے سے اسکی بہن کی رونے کی آوازیں آرہی تھی اور دریاب ابھی بھی منہ دیوار پر لٹکائے دوسری طرف چیختی نویرہ کو دیکھتا انجوائے کرنے لگا۔۔

فضا میں سفید پھڑ پھڑاتے کبوتر اڑ رہے تھے۔۔

اسی پل نویرہ کی نظر اوپر گئی اور دیوار پہ منہ لٹائے دریاب کو دیکھتے ہی اسنے ہاتھ بلند کیا۔۔

"تھوک تیرے منہ پہ کمینے تو اسکول آ منہ جوتی سے سجادوں گی بے غیرت"۔ وہ روتی ہوئی چیخی کہ سٹپٹا کر دریاب کالر بال درست کرتا پیچھے ہوا۔۔

"الحمد اللہ سماج میں کافی عزت ہے ڈبل ڈی کی"۔ گلا کھنکارتے وہ بولا اور دوبارا بال سیٹ کرتے دیوار کو گھورتا وہاں سے جانے لگا۔۔

اگر دلاور کے ساتھ چلا جاتا تو آج تھوک منہ پہ نا سہتا پر اسے تو بعد میں نتیجہ دیکھنا ہوتا۔۔۔

اور اسکا حال کبھی پیٹتا آتا تو کبھی سن کر آتا۔۔۔

پر اسکے بعد بھی الحمد اللہ کراچی میں دونوں کی کافی عزت تھی ہاں صرف قریبیوں کو پسند نہیں تھے دور کے بہت چاہتے تھے ۔۔

اور کبھی عزت بھی کرتے تھے جسے یاد کر کے وہ خوش ہو جاتے باقی یہاں کا حال گھر کی مرغی دال برابر والا تھا۔۔

پاس میں ایک کے ساتھ ایک فری شہزادے رہتے تھے پر قدر کسے تھی۔۔۔؟

"اب دنیا کو کب عقل آئے کہ دلاور خان اور دریاب خان ایک نعمت ہے"۔وہ بڑبڑاتا لائونج میں آیا جہاں دلاور عرشیہ کو گود میں لیے چپ کروا رہا تھا۔۔

"یہ ضرور اس نیلے بلے نے مارا ہو گا اسے"۔دریاب دیکھ کر غصے سے روم کے دروازے کو دیکھتا بولا جہاں وہ تینوں بھائی بہن رہتے تھے۔۔

انہیں قطعی صمصام پسند نہیں تھا کیونکہ انہیں ہر بات میں ماں کے منہ سے اس نیلے بلے کی ہی مثال ملتی تھی صام وہ صام یہ ۔۔۔

بندہ نا ہو کوئی انگریز ہو۔۔۔۔

جن سے دونوں کی ذاتی دشمنی تھی اور وہ صمصام بیچ میں انگریزی میں ٹاپ کر کے کلاس کا جینس بچہ اور مانیٹر بن کر انکے طوطے اڑا دیتا تھا انکے باپ کے ہاتھوں۔۔۔

ویسے اس اکڑو زید سے ان دونوں کا کوئی پنگا نہیں لڑتا تھا بس یہی ایک موقعہ انہیں انکی پری دیتی تھی کہ وہ دونوں لڑ کر اپنی آگ کو ٹھنڈہ کر سکے۔۔۔

صارم سے دونوں کی اچھی بنتی تھی صرف اسکے علاوہ کے کہ وہ مولوی جب انکی کوئی حرکت کا جانتا تھا تو درس دینے بیٹھ جاتا کہ اس سے یہ ہو گا وہ گا۔۔

اور وہ دونوں پک کر ایک دوسرا کا چہرا دیکھتے کہ اب یہ مولوی کب خطبہ ختم کرے گا۔۔

ویسے تو وہ دونوں کافی ٹائم بعد آتے تھے کیونکہ اسکے باپ اور ماں کا اپنا ہاسپٹل تھا اسلام آباد میں جس میں وہ کافی مصروف رہتے تھے اور ہفتے کے دو دن انکی ماں اور باپ ساتھ گائوں بھی جاتے تھے ہاسپٹل چکر لگانے جس وجہ سے وہ دونوں کبھی کبھار یہاں آتے ورنہ ملازمہ کی موجودگی میں گھر ہی رہتے تھے۔۔

اور ایک یہ بھی اس نیلے بلے پر غصہ ہوتا تھا جو انہیں کہیں کا نہیں سمجھتا تھا صرف ایک زیاف سے بات کرتا تھا جو اسکا چچازاد تھا وہ بھی اسکے جیسا ہی اکڑو تھا۔۔۔

کچن سے آتی پازیب کی چھن پر وہ عائشہ کے سر پر پہنچے۔

"مام آپ اس بلے کو سمجھاتی کیوں نہیں وہ خود کو سمجھتا کیا ہے کوئی انگریز ہے جو ہماری بہن کو ڈراتا ہے میں کہتا ہوں اس سے کہہ دیں سنبھل جائے ورنہ کسی دن ہمارے ہاتھ چڑھا تو اچھا نہیں ہو گا"۔ دلاور غصے سے عائشہ کے پیچھے پیچھے ڈائننگ ٹیبل پر ملازمہ کے ساتھ کھانا لگاتی عائشہ سے بولا۔

جسنے اسکی غراہٹ پر ناپسندگی سے دیکھا۔۔

اور اس کے حصار میں چھوٹی سی فتنی کو۔۔۔

"اب گلا پھاڑ لیا ہو تو جا کر توقیع کو دیکھ کر آئو کیا کر آئی ہے اسکے ساتھ"۔ عائشہ نے گھورتے کہا اور واپس کچن میں چلی گئی۔

"کیا تو کبھی اسے مارے بغیر نہیں جھگڑا کر سکتی بیوقوف عورت"۔ دلاور نے سمجھتے عرشیہ کو گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔۔

" مینے زور کی چٹکی کاٹی اسکے پائوں میں مزا آگیا ہی ہی"۔ وہ ہنستی دریاب سے تالی مار کر بولی۔

کہ وہ اسکے ساتھ ہنستے دریاب کو گھورنے لگا اسکی ہنسی ایکدم تھمی۔۔

"اللہ نے تجھے موقعہ دیا ہے وہ تجھ سے لڑتا ہے کبھی اسے پتھر مار کر اپنے شیروں کے پاس آجایا کر پھر دیکھ لے گے اسے ہاں "۔ دلاور اسکے گال پر کس کرتا بولا۔۔

عرشیہ نے آنکھیں پھیلائی۔۔

"ہاں تب تک وہ مجھے کھا جائے"۔ وہ غصے سے بولی دلاور مسکرایا۔۔

"نہیں کھاتا ہمت کر خان کی اولاد ہے ہمیں ڈرتے نہیں ڈراتے ہیں شیرنی"۔وہ سمجھانے لگا جسکی زور شور سے دریاب ہاں کر رہا تھا کہ پیچھے کمر پہ ہاتھ رکھتی سنتی عائشہ اپنے نکمے کرن ارجن کی سوچ پر کڑھ اٹھی۔۔

اور ہاتھ گھما کر اسکے سر پر مارا۔۔

"آیا بڑا خان کی اولاد آنے دے تیرے باپ کو بتاتی ہوں اسے تیری پٹھان گری"۔وہ اسے کراہتے چھوڑ کر عرشیہ کو اس سے جھپٹ کر لے گئی۔۔

"اللہ نے صرف مجھے ہی ایسی نکمی اولاد دینی تھی تینوں ایک دوسرے کے چمچے بنائے گئے ہیں میں کہتی ہوں دلاور سدھر جا اور اس تیرے ساتھ چیلے کو بھی سدھار ورنہ تیری ان حرکتوں کو کا تیرے باپ کو معلوم پڑا جوتوں سے سرخ کر دیں گا"۔ وہ آگے بڑھ کر دریاب کو بھی سر پر ہاتھ مارتی غصے سے بولی جس پر دریاب نے دلاور کو دیکھا۔۔

"سن لے باہر تو کسی کو نہیں پتانا"۔اسنے آنکھ مار کر کہا تو وہ سر ہلا گیا اور چلتا ڈائننگ ٹیبل پر آیا اسکے ساتھ بیٹھا۔۔

عائشہ افسوس سے ڈھیٹوں کی طرح ٹھونستے دلاور کو دیکھتی ملازمہ سے پھپھو کو بلانے کا کہا جو روم میں آرام کر رہی تھی۔۔

اور خود گود میں اٹھائی عرشیہ کو چیئر پر بیٹھائے مسکراتی ان تینوں بھائی بہنوں کی طرف گئی جو ماشاءاللہ اسکی نظر میں ہیرے تھے۔۔۔

"صام"۔۔!!وہ ناک کرتی اندر آئی تو وہ تینوں بیڈ پر بیٹھے اسکیچ پر جھکے تھے جو اپنی بہن کا صمصام بنا رہا تھا۔۔

"یس مامی"۔وہ مسکرایا پنک ساڑھی میں عائشہ کو دیکھتا۔۔

اسے اپنی مامی بہت پسند تھی جیسے اپنی ماں۔۔۔

اوران سے زیادہ انکی دوستی پسند تھی جو ایک دوسرے پر جان لٹاتی تھی۔۔

"آجائو کھانا تیار ہے شاباش میرے شہزادو"۔وہ پاس آئی اور تین سالہ نیلی آنکھوں والی توقیع کو اٹھا کر اسکے گال چومے

۔۔۔

"شولی میلی جان عجی کی میں بہت پٹائی کلوں گی اوکے "۔اسکی پھولی گال پر ناک رگڑتے کہا کہ وہ کھلکھلا اٹھی۔۔

اسے ہنستے دیکھ دونوں بھائی مسکرادئے۔۔

اوراسکیچ رکھ کر وہ دونوں ہاتھ منہ دھو کر باہر آئے عائشہ کے پیچھے پیچھے چلتے ڈائننگ ٹیبل پر آئے۔۔

"السلام علیکم پھپھو جان"۔دونوں نے باری باری سفینہ بیگم سے پیار لیا اور اپنی چیئر سنبھالی۔۔

دلاور اپنی ماں کی ملامت کرتی نظروں پر نوالے پر دانت کچکچانے لگا صمصام کو دیکھ کر۔۔۔

"وی پیش کرینگ یو کو کھانا پلیز کھائینگ اور شکلنگ نو دو گیارہ کرینگ سامنے سے"۔دلاور نے پانی کا گلاس صمصام کے سامنے کیا جس پر اسنے ایک سپاٹ نظر ڈال کر اگنور کر دیا اور اپنی بہن کو کھالنے لگا۔

"اے لڑکے تو کب سے انگلش بولنے لگا"۔پھپھو خوش ہوتی بولی اور عائشہ کو دیکھنے لگی جو اس لفظوں کو سمجھنے کی تگ ودو میں تھی اور ساتھ عرشیہ کو کھانا بھی کھلا رہی تھی۔

"بس مورے دنیا کو قدر نہیں ہماری ورنہ یہ منہ بولی زبانیں ہمارے سامنے کچھ نہیں۔اللہ نے ٹیلنٹ ہی جب ہم پر ختم کیا ہے تو یہ شنگ مشنگ کیا بات ہے ہمارے آگے"۔اسکی بات پر صارم نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ سمجھتا نہیں تھا کہ کیا بیڑا ہے اسکے بھائی سے ان دونوں کا حالانکہ وہ تو ان سے دور ہی رہتا تھا۔

"تم کچھ سمجھے صام"۔عائشہ نے اس سے پوچھا جس پر اسنے دلاور کو دیکھا۔

دلاور نے مسکراتی نظروں سے لبوں سے گلاس لگایا۔۔۔

"نہیں میں انکی لینگویج کم ہی سمجھتا ہوں"۔ متبسم نظروں سے دیکھتے اسنے دونوں کو جانور کا خطاب دیا جو وہ سمجھ کر پہلو بدل کر رہ گئے۔۔

"میں خود نہیں سمجھتی بھونکتے رہتے ہیں"۔عائشہ نے ناگواری سے کہا کہ بھونکتے لفظ پر دلاور کا نوالہ حلق میں ہی اٹک گیا اور بری طرح کھانسنے لگا کہ صارم اور پھپھو نے انہیں پانی پلایا۔۔

"سن برو یہ سرے عام بے عزتی ہے"۔دریاب نے سرگوشی کی۔۔

"تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے اس پل یہ بات دماغ میں بیٹھالیا کر کہ گھر کی مرغی دال برابر اور یہ فارمی مرغا سب پر بھاری"۔

دلاور کی سرگوشی پر وہ سر ہلا گیا۔۔

"پر برو کافی مشکل سے ہضم ہوتی ہے"۔دریاب منمنایا۔۔۔

عرشیہ اور توقیع انکو سرگوشیاں کرتے دیکھ کر ہنسی پڑیں جبکہ عائشہ نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔۔

دانیال شہر سے باہر تھا ایک میٹنگ کے سلسلے میں گیا تھا ورنہ وہ سامنے ہوتا تو ایسی حرکتیں کرتے پتا لگتا دونوں کو۔۔

عائشہ جانتی تھی اور سمجھ گئی تھی جب تک دونوں الگ نہیں ہوں گے تب تک نہیں سدھریں گے اب اسے ہی دانیال سے اس سلسلے میں بات کرنی تھی۔۔

"تو جیب میں کچھ ہاضمے کی گولیاں رکھ لے ابھی بہت بڑی منزل طے کرنی ہے سب سے پہلے تو اس فارمی مرغے کو فرائی کرنا ہے"۔دلاور نے سرگوشی کرتے غصے سے صمصام کو دیکھا۔۔

صام نے بھی اس پر سرد نظر ڈالتے مسکراتی عرشیہ پر ٹکائیں۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ میں کانٹے کو بھینچ کر رہ گئے اسکی جتاتی نظریں اپنی بہن پر پا کر کہ "جو کرنا ہے کرلو صمصام کو کوئی نہیں روک سکتا"۔

"یہ جو آپ چھپ کر منصوبہ بنا رہی ہیں بعد میں سب سے کہتی پھریں گی میرے کرن ارجن آئیں گے وہ ضرور لوٹ کر آئیں گے"۔ دلاور اپنی ماں کے چہرے سے سوچ پڑھتا بولا دریاب کا بلند قہقہہ پڑا۔۔۔

عائشہ کا تو مارے غصے سے برا حال تھا۔۔۔

"تب ہم کہیں گے "ماں ہم آ گئے ماں"

"آپکے کرن ارجن لوٹ آئے ماں"۔۔۔۔ دونوں نے ہاتھ پھیلا کر کہا اور قہقہہ لگاتے وہاں سے بھاگے۔

-----------*❤*-----------

وہ روم میں آیا اور بریف کیس کو ہینگ کرتے اپنی محبت کو دیکھا جسکی پیٹھ پر آج بھی وہ سیاہ ناگن چوٹی اسکی نظروں میں جزبات کی آگ پیدا کر گئی۔

"کیا دیکھ رہی ہو"؟ گلاس وال کے پاس کھڑی حجاب کے گرد حصار ڈالتے اسکی گردن میں منہ چھپایا۔۔۔

"کچھ نہیں بس سامنے دیکھ رہی ہوں"۔ وہ مسکراتی اپنے گرد بندھے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

کچھ دونوں کے بیچ خاموشی سے سرک گئے۔۔۔

آج جلدی آ گئے خیریت"؟ وہ مسکرائی۔۔

دس سال پہلے وہ تقویٰ کی شادی سے ہوتے سیدھا ایئرپورٹ آئے تھے جہاں اسکے ماں باپ اور مہکار پہلے موجود تھی۔۔ وہ حیدر کی مجبوری کو سمجھتے تھے تبھی اپنی بیٹی کو خود سے یوں دور ہوتے دیکھ کر خاموش اس سے رخصت کر گئے اور وہ حیدر کی سنگت میں مہکار کو ساتھ لئے اپنا ملک چھوڑ آئی۔۔

اسکے ماں باپ آتے رہتے تھے اس سے ملنے بلکہ وہ بھی جاتی تھی۔۔

ہارون شاہ اور سائرہ بیگم باقی کے خاندان والوں کو جب حیدر کے اس قدم کا صبح معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے اس سے

--

جس کی اسنے کوئی پرواہ نہیں کی اور کرتا بھی کیوں سب اپنی اپنی زندگی میں خوش تھے تو وہ کیوں سب کیلیئے اپنی بہن کو یوں اذیت میں چھوڑتا۔۔

یہ ناراضگی کافی لمبی رہی حیدر سے ہارون شاہ کی کہ کم از کم وہ اطلاع تو دیتا۔۔۔

اور پر اس ناراضگی کا اختتام ہوا جب پانچ سال بعد سائرہ بیگم کی ڈیتھ ہوئی۔۔

وہ مہکار حیدر تینوں پاک گئے اور جب ہارون شاہ کے گھر تو سب کچھ بدلہ ہوا تھا ہر چیز۔۔

وہ ہارون شاہ جو ایک گاڑی میں سفر کرتا تھا آج اسکے گھر کی پورچ میں تین گاڑیاں کھڑی تھی اور چار کمروں والا وہ چھوٹا ڈبے نما گھر تھا جس میں اسنے آنکھ کھولی تھی وہ نہیں اسکی جگہ سفید خوبصورت بنگلہ تھا۔۔

اور پاس ہی تو دانیال خان کا بڑا بنگلہ تھا۔۔۔

دونوں کی کڑی محنت نے انہیں بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔۔

جہاں ہارون شاہ نے زندگی سنواری تھی وہیں دانیال خان نے اپنی خانم کا ہر خواب پورا کیا تھا۔۔

ساحل وہ چھوٹا ساحل نہیں رہا تھا رئیل مما کہنے والا۔۔

وہ خوبصورت سا نو سالہ لڑکا بن گیا تھا جو اپنی دادو کیلیئے رو رہا تھا۔۔

پر انہیں دھچکا لگا یہ دیکھ کر کہ مہکار کے پاس جانے پر وہ غصے سے انہیں گھورتا وہاں سے اٹھ کر روم میں بند ہو گیا۔۔

اور اس سے کتراتا دور دور بھاگتا رہا جس پہ زریش غصے سے اسے دیکھتی تو وہ مسکرا دیتا۔۔

اپنی ماں کی گھوری بھی اسے محبت لگتی اور جس نے جنم دیا تھا اسکے لئے تڑپتی تھی روتی تھی اسے اچھوت سمجھ کر دور بھاگتا۔۔

ہارون اپنی ماں کے چھوڑ جانے کے دکھ میں تھا کسی کی اس زیادتی پر توجہ نہیں گئی صرف حجاب زریش اور مہکار کے۔۔

اسکے سونے کے بعد زریش نے مہکار کو بھیجا تھا اسکے پاس۔۔

اور وہ اسکا شکریہ کرتی اندر چلی گئی،

اندر بیڈ پر سوئے اس نو سالہ بیٹے کو بیٹھی دیکھتی رہی ساری رات۔۔

وہ زریش کو دیکھ پل کو حیران ہوئی تھی اور ہارون شاہ کی قربت میں اس پری چہرے کی رونق سے اسکی محبت کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

اور اپنے نصیب پر آنسوں بہانے کے کچھ نہیں کر سکی۔۔

حیدر نے کافی رشتے دیکھائے اسے پر مہکار نے سب ٹھکرا دئے کہ ہارون شاہ کے علاوہ کوئی اسکی زندگی میں نہیں آئے گا اور ناہی وہ کسی کو ساحل شاہ کے علاوہ مما کہنے کا حق دے گی۔۔

پر مام کہنا کا حق اسے لے چکی تھی ایک خوبصورت سی پری۔

مہکار آج بھی اس بات پر قائم تھی۔

زخم ناسور بن گئے تھے پر وہ جھیل رہی تھی کیونکہ سب اسکا بویا ہوا تھا جو اسے زندگی بھر کیلئے ناسور کی شکل میں ملا تھا۔

"تمہاری یاد آرہی تھی چیونٹی"۔اسکی رخسار پر اپنی شیو کو ہلکے سے رگڑتے اسکی گردن کو لبوں سے چھونے لگا کہ وہ اسکی بڑھتی جسارتوں پر کسمسائی۔۔

"شرم کریں شاہ ذرا سامنے دیکھیں"۔۔سرخ سی حجاب نے اسے کہنی مار کر سامنے اشارہ دلایا تو حیدر نے اسکی گردن سے منہ اٹھا کر دیکھا۔۔۔

شام کے سنہرے کرنوں میں یہ بیک سائیڈ کا منظر تھا جہاں سبز گھاس پر اسکی دونوں بیٹیاں خرگوش کے پیچھے بھاگتی چیئر پر بیٹھی تسبیح پڑھتی مہکار کو مسکرانے پر مجبور کر گئی جو بہت کم ہی مسکراتی تھی۔

چار سالہ باذل اسکی گرے آنکھوں والی بیٹی ایک چھوٹے سے خرگوش کے پیچھے بھاگ رہی تھی اس پکڑنے کیلئے تو دوسری طرف سے چھ سالہ روحا اپنی ماں کی کاپی تھی وہ ہنستی گہرے گہرے سانس لیتی آہستہ آہستہ دوڑ رہی تھی۔۔۔

جہاں باذل صحت مند تھی وہیں روحا کافی کمزور تھی۔۔۔

وہ باذل سے دو سال بڑی تھی پر اپنی صحت کے لحاظ سے چھوٹی ہی لگتی سب کو۔۔۔

اسے گہرے سانس بھرتے دیکھ کر مہکار نے اسے اپنی طرف بلایا وہ مسکراتی اسکے پاس گئی تو مہکار نے اسے اپنے آغوش میں بھر کر گود میں بیٹھا کر کچھ دیر بعد پانی پر دم کرتے اسے پلایا۔۔

حیدر حجاب دونوں مسکرا دئے۔۔۔

جانتے تھے اسکی ساحل کے بعد اس میں سانسیں بستی تھی۔۔

اور روحا ہوتی بھی زیادہ قریب مہکار کے تھی سوتی بھی اسکے پاس تھی۔۔

اور کیوں نا اسلے پاس ہوتی وہ اسکی ماں تھی۔۔

اور باذل کی پھپھو۔۔۔

یہ اسلئے کہ اسکی ویرانی اور اکیلے پن کو دیکھتے حجاب نے اپنی پہلی بیٹی اسکی گود میں دے دی تھی۔۔۔

اور آج تک وہ اسے سینے سے لگائے رکھتی تھی اپنی تنہائیوں کی ساتھی کی طرح۔۔

جہاں اسکے بیٹے کی طرف سے اسے سرد مہری ملتی تھی وہیں روحا انکے آغوش میں چھپ کر اس ممتا کے ویران آغوش کو اپنی محبت سے پر کرتی۔۔

اور مہکار سمیٹ لیتی اسے خود میں۔۔

ویسے تو وہ باذل کو بھی بہت محبت دیتی تھی پر روحا میں اسکی جان بستی تھی۔۔

باذل کو خرگوش کی گردن کو پکڑتے روحا کی طرف لے جاتے دیکھ کر حیدر نے ہنستے گلاس وال کے پردے برابر کر دئے۔۔

"ایک نمبر کی ظالم لڑکیاں ہیں ذرا احساس نام کی چیز نہیں ان میں آپنے دیکھا شاہ کیسے معصوم خرگوش کو پکرے جا رہی تھی "۔وہ غصے سے بڑبڑائی۔

"تو پھر ایک احساس کا انتظام کریں"۔حیدر نے اسکے سمجھنے سے پہلے ہی اسے بانہوں میں بھر لیا اور جہازی سائیز بیڈ پر ڈالا ۔۔

"شاہ"۔۔۔!!وہ اسکے ارادوں سے خوف کھاتی بھاگنا چاہتی تھی پر اسے خود پر جھکتے دیکھ کر اسکی مسکراتی گرے آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔

"شاہ کی چیونٹی میں چاہتا ہوں کہ تم اب خاموش ہو کر میری قربت کو محسوس کرو"۔اسنے کہتے حجاب کے سرخ پنکھڑیوں سے لبوں کو فوکس میں لیا اور دوپٹہ اس سے الگ کرتے سائیڈ رکھ کر جھک گیا حجاب اسکا دہکتا لمس اپنے لبوں پر محسوس کرتی آنکھیں موند گئی۔۔

"ڈیڈ"۔۔۔!!!اچانک سے ہوتے لاک ڈور پر حملے سے حیدر نے حیرت سے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا جسے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیٹ رہیں تھی۔۔

حجاب ہنس پڑی اسکے تاثرات پہ۔۔۔

"بڑی ہنسی آرہی ہے تمہیں پر زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں کل سنڈے مینز چھٹی ہے شاید تم بھول رہی ہو"۔ اسکے نچلے بھیگے لب کو انگوٹھے سے مسلتے اسکی مسکراہٹ سمیٹ گیا۔

ابکی بار ہنسنے کی باری حیدر کی تھی،، اور وہ تمسخرے سے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

حیدر نے اسکی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے اپنی بیٹیوں کی مسلسل پکار پر جھکتے اسکے لبوں پر اپنے لب رکھے حجاب نے سٹپٹا کر آنکھیں میچ لیں جب وہ پھر محبت بھری جسارت کرتا وہاں سے اٹھا۔۔

حجاب جلدی سے اٹھتی دوپٹہ خود پر پھیلا کر وارڈروب سے اسکے کپڑے نکالنے لگی اور حیدر نے دروازہ کھولا تو وہ ڈیڈ کہتی اسکی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔۔

"مائے لٹل پرنسسز"۔۔۔ اسنے جھک کر دونوں کو اٹھایا اور دونوں کے گالوں کو بوسے دینے لگا۔۔

"آئی لو یو ڈیڈ"۔ وہ دونوں یک زبان کہتی اسکے گال پر لب رکھتی گلے میں بازو ڈال گئی۔۔

حیدر نے مسکراتے دونوں کو خود میں بھینچا۔۔۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے وہ بہت خوش ہوا تھا کہ اسکا رب اس سے اتنا راضی تھا اسکے گھر میں دو رحمتیں نازل کی تھی۔۔

ان دونوں میں خود کی اور اسکی شریک حیات کی سانسیں تھی۔۔

حجاب نے مسکراتے اس روز کے سین کو دیکھا اور پھر گلاس وال کے پاس آئی پردہ ہٹایا تو سامنے ہی وہ اکیلی بیٹھی آنسوں صاف کرتی تسبیح کو پڑھتی خلا میں دیکھ رہی سوچوں میں گم۔۔

پتا نہیں کب اسکے ناسور پر اسکا بیٹا مرہم لگائے گا اب تو سب نے امید چھوڑی ہوئی تھی۔۔

"اپس میری مام اکیلی بیٹھی ہے"۔۔۔ پیچھے سے آتی معصوم آواز پر حجاب نے گردن موڑی تو وہاں سے روحا کو واپس بھاگتے پایا۔۔

------------*❤*------------

" بھیو پری روتی کیوں ہے دیو جی اس سے اتنا پیار کرتے تو ہیں "!پندرہ سالہ ساحل شاہ کے کندھے پر سر رکھے سوئی پانچ سالہ سمن نے نا سمجھی سے پوچھا۔

اسے سمجھ نہیں آتا تھا جب دیو جی اسے اتنے اچھے کپڑے دیتے اتنا پیار دیتے پھر بھی وہ روتی !!کیوں ؟؟۔۔

ساحل نے مسکراتے اسکا معصوم چہرا دیکھا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

" جانِ بھیو وہ اسلئے کہ دیو بد صورت تھا نا اور پری کو مارتا تھا ڈراتا تھا اسے قید رکھتا اسلئے پری روتی تھی "۔اسنے پیار سے سمجھایا تو وہ سمجھتی افسوس سے سر ہلا گئی۔

" بھیو دیو بہت برا ہے ہمیں اس سے پری کو چھڑوانا چاہیے "۔اسکی شرٹ کو چھوٹی سی مٹھی میں جکڑے وہ غصے سے بولی۔

ساحل اسکے جزباتی پن پر ہنس پڑا۔۔۔

"پھر وہ غصہ کرے گا اس پر تو "؟اسنے شرارت سے پوچھا سمن سوچ میں چلی گئی۔

" بھیو کیا ایسے غصہ کرتا ہے جیسے آپ روحا بے بی پر کرتے ہیں "؟وہ معصومیت سے پوچھنے لگی پر پھر ساحل کی آنکھوں میں ناگواریت اس لڑکی کے نام پر دیکھ کر لب دبا گئی۔

" من تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ نا اس لڑکی کا نام لیا کرو نا ہی اس سے بات کیا کرو وہ اس لائق نہیں کہ انسان اس سے بات کرے "۔سخت لہجے میں اسنے ٹوکا تو سمن نے سر ہلا دیا۔

"سوری بھیو وہ میں نہیں کرتی اس سے بات میں تو باذل سی کرتی ہوں یہ خود مجھ سے بات کرتی ہے "۔سمن نے جلدی سے اسکے گال پر کس کرتے بتایا تو وہ مسکرا دیا اسکی حرکت پہ۔۔

"آئندہ کرے بات تو کال کاٹ دینا مما کچھ کہے تو کہنا موڈ نہیں بات کرنے کا"۔۔اسکی گال پر ہاتھ رکھے وہ سمجھانے لگا تو سمن سر ہلا گئی۔

"بھیو ایک بات بتائیں گے سچ"؟وہ معصومیت سے بھرائی آواز میں بولی جس پر ساحل نے نا سمجھی سے دیکھا آخر اچانک کیوں رونے لگی تھی اسکی جان۔۔"ہاں پوچھو من تم اپنے بھیو سے اجازت کب سے مانگنے لگی ہو"۔اسنے ہنسانا چاہا پر وہ نہیں ہنسی۔

"بھیو وہ کہتی ہے آپ میرے بھیو نہیں ہو آپ مما کے بیٹے نہیں ہو آپ انکی پھپھو کے بیٹے ہو اور انکے بھیو ہو ابھی آپ ان سے ناراض ہیں اسلئے بات نہیں کرتے جب آپ کی ناراضگی ختم ہو گی تو آپ انکے پاس چلے جائیں گے اور میرے بھیو نہیں رہیں گے آپ روحا اور باذل کے بھیو بنے گے"۔بات مکمل کرتی وہ اسکے سینے میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ ساحل ساکت سا سن رہ گیا تھا۔۔۔

"کس نے کی ہے تم سے یہ بکواس"؟؟بہت مشکل سے غصہ ضبط کرتے وہ مٹھیاں بھینچتا پوچھنے لگا۔

سمن نے سر اٹھا کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔

"روحا بے بی نے"۔اسنے ہچکی بھر کر بتایا کہ ساحل نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

"بکواس کرتی ہے وہ مریضہ جلتی ہے تم سے من اسلئے یہ بکواس کی ہے میں صرف تمہارا بھائی ہوں اور کسی کا نہیں میں مما کا بیٹا ہوں اس عورت کا نہیں وہ سب بہت بری ہیں دیکھ تو لیا ہو گا تمنے اب اسلئے ان سے دور رہا کرو"۔بمشکل بھڑکتے شعلوں کو دبا کر وہ نفرت سے گویا ہوا۔۔

ورنہ بس نہیں چل رہا تھا جائے اور اس مریضہ کا گلا گھونٹ آئے قصہ ہی ختم کر دے اس لڑکی کا دنیا سے۔۔

جتنی نفرت اسے مہکار شاہ سے تھی اتنی ہی نفرت اسے روحا حیدر سے تھی۔

ساحل نے محبت سے سمن کا چہرا صاف کیا۔۔۔

"قسطوں پر تو سانسیں لیتی ہے پتا نہیں کیوں موت کی طرف بھاگتی ہے مریضہ "۔وہ غصے سے بڑبڑایا۔

"تم سو جائو میں صبح مما سے بات کرکے اس گھر سے ان سب کا قصہ ہی ختم کرواتا ہوں "۔اس پر کمفرٹر درست کرتے بولا۔

" بھیو پری"؟؟وہ اپنا نچلہ لب پھیلا گئی اتنی جلدی سونے پر۔۔

ابھی تو اسکی ماں کھانا کھلا کر اسکے پاس چھوڑ کر گئی تھی سلانے اور آدھی کہانی ہی بتائی تھی کہ سو جائو۔۔

جس طرح ساحل پہلے زریش کے بغیر نہیں رہتا تھا ویسے ہی اب سمن ساحل کے بغیر نہیں رہتی تھی۔ایک پل بھی وہ نظروں سے اوجھل ہوتا تو چیخ چلا کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی کہ اسکا بھیو کہاں گیا۔۔

اور جب تک وہ اسکول سے لوٹ کر اسکے سامنے نا آتا تب تک غصہ ختم نا ہوتا۔۔۔

"من "!!!ساحل نے گھوری ڈالی وہ کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

دونوں کی ایک دوسرے میں سانسیں بسیں تھی وہ اپنی من کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا تو سمن اپنے بھیو کے بغیر۔۔۔

اسکی آنکھوں میں پل کو بھی نمی ساحل شاہ نہیں برداشت کرتا اور اس لڑکی نے آج اسے اتنا رلایا تھا اس عورت کی وجہ سے جو ہمیشہ اسے یہاں نا ہو کر بھی اپنی مما سے جھڑکیں پڑواتی رہتی تھی بات نا کرنے پر۔۔

کیسے وہ اس سے بات کرتا جب بچپن کی ناپسندگی اب گہری سیاہ نفرت میں بدل گئی تھی۔

اور اس نفرت کی وسیع کھائی میں روحا حیدر بھی شامل تھی جو اس عورت کی منہ بولی بیٹی تھی جسے اسنے سنبھالا تھا اپنی تنہائیوں کی ساتھی بنا کر۔۔۔

ان دونوں سے اسے اس قدر نفرت تھی کہ وہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ چاہتا تھا جس طرح وہ تڑپا تھا اسی طرح وہ عورت تڑپے پر بیچ میں وہ مریضہ آجاتی جو اسے اپنا سہارا دیکر اسکی تڑپ سے نکال لیتی اور یہاں آکر ساحل شاہ کے وجود میں شعلے بھڑک اٹھتے اور اس آگ میں اس روحا حیدر کو جلانے کا دل کرتا پر وہ پہنچ سے دور تھی کافی۔۔۔

وہ باذل کی طرح روحا سے بات کرتا جسکے لئے وہ منتیں کرتی تھی بات کرنے کیلئے اسے اپنا بھیو کہنے کیلئے تڑپتی پر اسکی شرط تھی مہکار شاہ سے اپنا تعلق قطعی ترک کر لے اسکے چہرے پر نفرت بھری نظر ڈالے ساحل شاہ کی روح کو ٹھنڈک پہنچائے تب وہ اس سے بات کریگا۔۔

پر وہ ہمیشہ انکار کر دیتی اسے۔۔

بلکہ اسکی مما کو بتا کر اسکی انسلٹ کرواتی جو اسکی نفرت کو مزید بے رحم کر دیتی۔۔

وہ جتنا چاہتا روحا حیدر مہکار شاہ سے دور رہے اسے اکیلا کر دے پر وہ اتنا ہی اسکے قریب ہو جاتی کہ ساحل کا دل کرتا اس مریضہ کے منہ پر پل کو ہاتھ رکھے اور اور قسطوں پر سانس لینے والی کو سیدھا اوپر پہنچا دے۔

اور وہ عورت تڑپے اکیلی ہو جائے تب ساحل شاہ کو سکون ملے کہ جب کوئی اپنا دور ہو جاتا ہے تو کتنی تڑپ ہوتی۔۔۔

پر یہ کیسے ممکن تھا کیسے وہ اس کے پاس جا کر اسے تڑپاتا۔۔۔۔

یہی نفرت اسکی بڑھتی عمر کے ساتھ ستمگری میں بدل رہی تھی اسے معصوم ساحل سے ستمگر بنا رہی تھی۔۔۔

ایک نئی کہانی کو جنم دیتی سیاہ رات کو اسکے وجود کے گرد لپیٹ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ یہاں نا عہد تھا نا الفت تھی۔۔۔۔

کیا سچ میں وہ اس معصوم پری کا دیو تھا۔۔۔؟؟

----------------*❤*----------------

سیاہ گلاف پر سونے کی تاروں سے کلمات لکھے ہوئے تھے۔وہ دونوں خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے اس پر نظریں ٹکائے ہوئے تھے۔۔

فضا میں مختلف خوبصورت روح میں اترتی قرآن پاک کی خوبصورت آواز میں تلاوت ہو رہی تھی۔۔

اور ان سب میں ایک وہ بھی تھا جس کے آنسوں اسکی نیلی آنکھوں سے روانی میں بہہ رہے تھے۔

اسنے وعدہ کیا تھا خود سے، اسکے لائق بنانے کا اور آج وہ حفظ قرآن تھا اور اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے تہجد کے نوافل ادا کرنے بعد دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔۔

پہلے وہ اسے سنتا تھا آج ایک آسودہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے تقویٰ اسے سن رہی تھی۔۔۔

وہ منظر اس قدر حسین تھا کہ اسکی خود دھڑکنیں دھک دھک کر رہی تھی۔

اسنے کبھی سوچا نہیں تھا وہ بے باک نظروں سے دیکھنے والا شخص اسکے ساتھ یوں سنور کر خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھ کر اسے اپنی خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سنائے گا۔۔

اسکے دو معصوم پھول تھے ایک پری تھی جو انکا انتظار کر رہے تھے۔۔

اور وہ دو دن بعد واپس جا رہے تھے۔۔۔

اور اب ان پلوں کو اپنی آنکھوں میں قید کرنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ ایک برا شخص تھا اسکا آئیڈل بن گیا۔۔۔

اسنے انگلی تھمائی تھی وہ ہاتھ تھام گیا۔۔

کچھ سال پہلے اسکے سر سے دوپٹہ نوچا تھا آج اسے خانہ کعبہ کے صحن میں سیاہ برقعے میں لیے اپنے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی تلاوت کے دوران اسکی آنکھیں خود بخود بہنے لگتی اور وہ خاموش سی دیکھتی رہی۔

اسکی ہچکی بندھی پر تقویٰ نے کچھ نہیں کیا کیونکہ وہ ایک سحر میں قید تلاوتِ قرآن کر رہا تھا اور وہ بیچ میں نہیں آنا چاہتی تھی

--

پر اپنے ہاتھ پر موجود اسکی گرفت سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس سحر میں بھی وہ اسے ساتھ لیے ہوا ہے۔۔۔

ایک روح کا رشتہ جوڑ لیا تھا اس سے۔۔۔

یہ کیسی محبت تھی جس میں عہد بھی خود تھا اور الفت بھی۔۔۔

❤️ ختم شد